انسائیکلوپیڈیا

امام حسین علیہ السلام

جلد سوم

موسوعۃ الامام الحسین فی الکتاب والسنۃ والتاریخ کا اردو ترجمہ

تالیف

رئیس المحققین علامہ محمد الری شہری

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ الطاف حسین کلاچی

مصحح

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری (دام ظلہ)

ریسرچ سکالر اسلامک یونیورسٹی ○ قم ○ ایران

انسائیکلوپیڈیا

امام حسین علیہ السلام

جلد سوم

موسوعة الامام الحسين عليه السلام في الكتاب والسنة والتاريخ کا اردو ترجمہ

تالیف

رئیس المحققین علامہ محمد الری شہری

مصحح

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری دام ظلہ

مدرس جامعہ اسلامک یونیورسٹی قم ایران

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ الطاف حسین کلاچی

ناشر: ادارہ منہاج الصالحین

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

نام کتاب : انسائیکلوپیڈیا امامِ حسینؑ (جلد سوم)

مؤلف : رئیس المحققین علامہ محمد الرّی شہری

مترجم : حجۃ الاسلام علامہ الطاف حسین کلاچی

مصحح : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری

ادبی اصلاح : پروفیسر سید ذوالفقار حسین نقوی

فنی اصلاح : محمد عمران حیدر

پروف ریڈر : اسد علی ڈار

بائنڈنگ : فیاض حسین حیدری

ہدیہ : 700 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون : 042-37225252 ، 0301-4575120

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسائیکلوپیڈیا امام حسین علیہ السلام

موسوعۃ الامام الحسینؑ فِی الکِتابِ
وَالسُّنّۃِ والتّارِیخ کا اُردو ترجمہ

ترتیب

ساتویں فصل 517

مکہ سے کربلا تک

☼☼☼

امام حسینؑ ـــ منزل بہ منزل

قارئین کرام! الحمدللہ انسائیکلوپیڈیا امام حسین علیہ السلام کی تیسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ آپ اس سے پہلے دو جلدوں کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ یہ کتاب نو جلدوں پر مشتمل ہے۔ بقیہ جلدوں پر تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ ان شاء اللہ وہ بھی جلد منظر عام پر آ جائیں گی۔ سبطِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذات والاصفات کے کمالات و حالات کو احاطۂ تحریر و تقریر میں لانا ممکنات سے باہر ہے۔ اگر زمین و آسمان دفتر بن جائیں، تمام درخت قلم بن جائیں، سمندر، ندی نالے روشنائی بن جائیں، ملائکہ اور انسان فرزندِ رسولؐ کے فضائل لکھنے بیٹھ جائیں اور جن و انساں حساب کرنے بیٹھ جائیں۔ یہ تمام دفتر ختم ہو سکتے ہیں لیکن فرزندِ رسولؐ کے فضائل و کمالات ختم نہیں ہو سکتے۔

موسوعہ امام حسین علیہ السلام جو نو جلدوں پر مشتمل ہے یہ ہزاروں کتابوں کا خلاصہ ہے اور اپنے مقام پر ایک بہت بڑی تحقیق ہے لیکن یہ میدان زمین و آسمان سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ اس میدان میں جس قدر یہ کام کیا جائے پھر بھی کم ہے۔

تیسری جلد حضرت امام حسین علیہ السلام کے مکہ معظمہ سے کربلائے معلیٰ تک کے سفر پر مشتمل ہے۔ یہ کاروانِ نور منزل بہ منزل کربلا پہنچا۔ امام علیہ السلام سے اس طویل ترین راستے میں مختلف منازل پر مختلف لوگوں نے ملاقاتیں کیں۔ بہت سے مقامات پر امام علیہ السلام نے لوگوں سے خطاب کیا۔ آپؑ کے یہ تمام سفری خطبات اس جلد میں موجود ہیں۔ امام علیہ السلام کو دورانِ سفر اہلِ کوفہ کے حالات کا علم ہو گیا تھا۔ چونکہ آپؑ اہلِ کوفہ سے عہد کر چکے تھے اس لیے آپؑ نے عہد کی پاسبانی کرتے ہوئے کوفہ کا سفر جاری و ساری رکھا۔ جی ہاں! فرزندِ رسولؐ کوفہ تو نہ پہنچ سکے لیکن کربلا پہنچ کر آپؑ نے اپنا عہد پورا کر دیا۔

یہ تیسری جلد امام علیہ السلام کا ایک سفرنامہ ہے۔ حسینؑ آقا کا سفر کربلا میں محرم کی ۱۰ تاریخ کو ختم ہو گیا تھا لیکن دخترِ رسولؐ حضرت زینب عالیہؑ کے سفرِ اسیری کا آغاز ہو گیا تھا۔ یہ سفر کربلا سے شروع ہوا تھا۔ حضرت زینب عالیہؑ نے اپنے اس سفر کو منزل بہ منزل طے کیا تھا۔

مسافرۂ شام آخر کار دمشق پہنچیں لیکن بی بی زینبؑ نے دورانِ سفر ایک تحریک کی بنیاد ڈالی تھی جس تحریک کا نام حسینیتؑ ہے۔ اس تحریک کے آغاز میں اس تحریک کے چند ممبران اسیر تھے۔ جوں جوں سفر آگے بڑھتا گیا ممبران میں اضافہ ہوتا گیا اور آج دُنیا میں کون سا مقام ہے کہ جہاں حسینؑ اور حسینیتؑ نہ ہو۔ یہ حسینی کارواں کروڑوں افراد پر مشتمل ہے۔ حسینیتؑ بیداری کا نام ہے۔ یہ تحریکِ حسینؑ ہر عہد کے لوگوں کو دعوتِ حق دے رہی ہے اور خوابِ غفلت میں سوئی ہوئی قوموں کو بیدار کر رہی ہے۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

حسینؑ اور حسینیتؑ پر مسلسل کام ہو رہا ہے اور ہوگا۔ حضرت علامہ ریاض حسین جعفری نے ادارہ منہاج الصالحین کی کچھ عرصہ پہلے داغ بیل ڈالی تھی۔ الحمدللہ آج وہ ایک گلستان میں بدل چکا ہے۔ اس گلستان نے علمی دُنیا کو اپنی معنوی مہک سے مہکا دیا ہے۔ لاکھوں انسان اس کی شبانہ روز کی محنت کے ثمر سے استفادہ کر رہے ہیں۔ موصوف ایک محقق اور علمی شخصیت ہیں جن کی آرزو ہے کہ قرآنیات اور علوم محمدؐ و آلِ محمدؐ کی اس پیمانہ پر ترویج کی جائے کہ معاشرہ مدینہ فاضلہ کی شکل اختیار کر جائے۔ مالیات کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی اور کوئی ادارہ اپنا دُنیاداری نظام نہیں چلا سکتا۔

ادارہ منہاج الصالحین کو مزید توانا بنانے کے لیے قوم کو اپنی مالی توانائی خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ آئیں اور اس کارِ خیر میں حصہ ڈالیں اور اپنی اُخروی کامیابی سے ہم کنار ہوں۔ یہ دُنیا فانی ہے اس میں کسی کے لیے بقا نہیں ہے۔ ہاں وہ انسان زندہ رہتے ہیں جن کے آثار خالدہ انسانیت کے لیے مینارۂ نور ثابت ہوتے ہیں۔ قبریں مٹ جاتی ہیں لیکن آثار رکھنے والے افراد کی قبریں کبھی نہیں مٹتیں۔ سرکار امام حسین علیہ السلام کے آثار تو وہ آثار ہیں جس نے کائنات کو زندگی بخش دی ہے جو حسینی آثار سے منسلک ہوگا اُسے حسینی آثار ابدالآباد تک زندہ رکھیں گے۔

دعوت عام ہے یارانِ نکتہ دان کے لیے!

الطاف حسین کلاچی

دوسری فصل

مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تک

{قبرِ رسولؐ اور امام حسین علیہ السلام کے خواب}

الأمالي للصدوق عن عبد الله بن منصور، عن جعفر بن محمّد، عَن أبيهِ، عَن جَدِّهِ [زَينُ العَابِدِين] علیہ السلام: لَمّا أقبَلَ اللَّيلُ راحَ [الحُسَينُ علیہ السلام] إلى مَسجِدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِيُوَدِّعَ القَبرَ، فَلَمّا وَصَلَ إلَى القَبرِ سَطَعَ لَهُ نورٌ مِنَ القَبرِ، فَعادَ إلى مَوضِعِهِ. فَلَمّا كانَتِ اللَّيلَةُ الثّانِيَةُ راحَ لِيُوَدِّعَ القَبرَ، فَقامَ يُصَلّي فَأَطالَ، فَنَعَسَ وَهُوَ ساجِدٌ، فَجاءَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَهُوَ في مَنامِهِ، فَأَخَذَ الحُسَينَ علیہ السلام وضَمَّهُ إلى صَدرِهِ، وجَعَلَ يُقَبِّلُ بَينَ عَينَيهِ، ويَقولُ: بِأَبي أنتَ، كَأَنّي أراكَ مُرَمَّلًا بِدَمِكَ بَينَ عِصابَةٍ مِن هذِهِ الاُمَّةِ، يَرجونَ شَفاعَتي، ما لَهُم عِندَ اللهِ مِن خَلاقٍ، يا بُنَيَّ! إنَّكَ قادِمٌ عَلى أبيكَ واُمِّكَ وأخيكَ، وهُم مُشتاقونَ إلَيكَ، وإنَّ لَكَ فِي الجَنَّةِ دَرَجاتٍ لا تَنالُها إلّا بِالشَّهادَةِ. فَانتَبَهَ الحُسَينُ علیہ السلام مِن نَومِهِ باكِيًا، فَأَتى أهلَ بَيتِهِ فَأَخبَرَهُم بِالرُّؤيا ووَدَّعَهُم.

امالی صدوق میں ہے، جناب عبداللہ بن منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد گرامیؑ سے اور انھوں نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: جب رات چھا گئی تو میرے والد بزرگوار (حضرت امام حسین علیہ السلام)

روضۂ رسولؐ پر تشریف لے گئے تاکہ آنحضرتؐ سے وداع کریں۔ جب میرے والد قبر مبارک پر پہنچے تو وہاں سے ایک نور ساطع ہوا تو آپؑ واپس تشریف لے آئے۔

پھر دوسری شب آپؑ اپنے نانا بزرگوارؐ کی قبر مبارک پر تشریف لے گئے تاکہ وداع کریں۔ آپؑ نے وہاں نوافل ادا کیے۔ آپؑ وہاں کافی دیر عبادت میں مصروف رہے۔ آپؑ کو سجدہ ہی میں اُونگھ آگئی۔ آپؑ نے پیغمبرؐ اسلام کو خواب میں دیکھا۔ انھوں نے آپؑ کو اپنے سینے سے لگا لیا اور آپؑ کی پیشانی پر بوسے دینے لگے۔ پیغمبرؐ خدا آپؑ کو بوسے بھی دیتے جاتے تھے اور ساتھ یہ بھی فرما رہے تھے:

''میں آپؑ کو اپنی اُمت کے ایک گروہ کے ہاتھوں خاک و خون میں لت پت دیکھ رہا ہوں۔ یہ لوگ تمھیں قتل کرنے کے بعد میری شفاعت کی اُمید بھی رکھنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُن کے لیے آخرت میں کچھ بھی نہیں ہے۔

اے فرزند عزیزؑ! آپؑ اپنے والد بزرگوار اور بھائی کے پاس آنے والے ہیں۔ وہ سب آپؑ کے دیدار کے مشتاق ہیں۔ جنت کے بلند و بالا درجات تمھارے لیے نہیں ہیں لیکن ان کا حصول شہادت کے ذریعے ہے۔ اس دوران امام علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی۔ اس وقت آپؑ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ آپؑ اپنے خانۂ اقدس میں تشریف لائے اور انھیں اپنے خواب سنائے اور اُن سے وداع کیا''۔

الفتوح: خَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ مِن مَنزِلِهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَاَتَىٰ اِلَىٰ قَبْرِ جَدِّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، اَنَا الْحُسَيْنُ ابْنُ فَاطِمَةَ، اَنَا فَرْخُكَ وَابْنُ فَرْخَتِكَ، وَسِبْطُكَ فِي الْخَلَفِ الَّذِي خَلَّفْتَ عَلَىٰ اُمَّتِكَ. فَاشْهَدْ عَلَيْهِمْ يَا نَبِيَّ اللهِ اَنَّهُمْ

قَدْ خَذَلُونِي وَضَيَّعُونِي وَاَنَّهُمْ لَمْ يَحْفَظُونِي، وَهٰذَا شَكْوَايَ إِلَيْكَ حَتّٰى اَلْقَاكَ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ. ثُمَّ وَثَبَ قَائِمًا وَصَفَّ قَدَمَيْهِ وَلَمْ يَزَلْ رَاكِعًا وَسَاجِداً.

قَالَ: وَاَرْسَلَ الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ إِلٰى مَنْزِلِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام لِيَنْظُرَ هَلْ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ اَمْ لَا؟ فَلَمْ يُصِبْهُ فِي مَنْزِلِهِ. فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يُطَالِبْنِي اللّٰهُ بِدَمِهِ. وَظَنَّ اَنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْمَدِينَةِ. قَالَ: وَرَجَعَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام إِلٰى مَنْزِلِهِ مَعَ الصُّبْحِ. فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الثَّانِيَةُ خَرَجَ إِلَى الْقَبْرِ اَيْضًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ جَعَلَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا قَبْرُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَاَنَا ابْنُ بِنْتِ مُحَمَّدٍ، وَقَدْ حَضَرَنِي مِنَ الْاَمْرِ مَا قَدْ عَلِمْتَ. اَللّٰهُمَّ وَإِنِّي اُحِبُّ الْمَعْرُوفَ وَاَكْرَهُ الْمُنْكَرَ، وَاَنَا اَسْاَلُكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بِحَقِّ هٰذَا الْقَبْرِ وَمَنْ فِيهِ مَا اخْتَرْتَ مِنْ اَمْرِي هٰذَا مَا هُوَ لَكَ رِضًى.

قَالَ: ثُمَّ جَعَلَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام يَبْكِي، حَتّٰى إِذَا كَانَ فِي بَيَاضِ الصُّبْحِ وَضَعَ رَاْسَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَاَغْفٰى سَاعَةً. فَرَاَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدْ اَقْبَلَ فِي كَبْكَبَةٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، حَتّٰى ضَمَّ الْحُسَيْنَ علیہ السلام إِلٰى صَدْرِهِ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَقَالَ: يَا بُنَيَّ يَا حُسَيْنُ، كَاَنَّكَ عَنْ قَرِيبٍ اَرَاكَ مَقْتُولًا مَذْبُوحًا بِاَرْضِ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ، مِنْ عِصَابَةٍ مِنْ اُمَّتِي، وَاَنْتَ فِي ذٰلِكَ عَطْشَانُ لَا تُسْقٰى وَظَمْآنُ لَا تُرْوٰى، وَهُمْ مَعَ ذٰلِكَ يَرْجُونَ شَفَاعَتِي! مَا لَهُمْ؟! لَا اَنَالَهُمُ اللّٰهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ. فَمَا لَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ خَلَاقٍ. حَبِيبِي يَا حُسَيْنُ، إِنَّ اَبَاكَ وَاُمَّكَ وَاَخَاكَ قَدْ قَدِمُوا عَلَيَّ وَهُمْ إِلَيْكَ

مُشتاقونَ. وَاِنَّ لَکَ فِی الْجَنَّةِ دَرَجاتٍ لَن تَنالَها اِلّا بِالشَّهادَةِ.
قالَ: فَجَعَلَ الْحُسَینُ علیہ السلام یَنظُرُ فی مَنامِهِ اِلی جَدِّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَیَسمَعُ کَلامَهُ وَهُوَ یَقولُ: یا جَدّاهُ لا حاجَةَ لِی فِی الرُّجوعِ اِلَی الدُّنیا اَبَداً. فَخُذنی اِلَیکَ وَاجعَلنی مَعَکَ اِلی مَنزِلِکَ.
قالَ: فَقالَ لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا حُسَینُ. اِنَّهُ لا بُدَّ لَکَ مِنَ الرُّجوعِ اِلَی الدُّنیا حَتّی تُرزَقَ الشَّهادَةَ وَما کَتَبَ اللهُ لَکَ فیها مِنَ الثَّوابِ العَظیمِ، فَاِنَّکَ وَاَباکَ وَاَخاکَ وَعَمَّکَ وَعَمَّ اَبیکَ تُحشَرونَ یَومَ القِیامَةِ فی زُمرَةٍ واحِدَةٍ حَتّی تَدخُلوا الجَنَّةَ. قالَ: فَانتَبَهَ الْحُسَینُ علیہ السلام مِن نَومِهِ فَزِعاً مَذعوراً، فَقَصَّ رُؤیاهُ عَلی اَهلِ بَیتِهِ وبَنی عَبدِ المُطَّلِبِ. فَلَم یَکُن ذٰلِکَ الیَومُ فی شَرقٍ وَلا غَربٍ اَشَدَّ غَمّاً مِن اَهلِ بَیتِ الرَّسولِ وَلا اَکثَرَ مِنهُ باکِیاً وَباکِیَةً. وَتَهَیَّأَ الحُسَینُ بنُ عَلِیٍّ علیہ السلام وَعَزَمَ عَلَی الخُروجِ مِنَ المَدینَةِ، ومَضی فی جَوفِ اللَّیلِ اِلی قَبرِ اُمِّهِ، فَصَلّی عِندَ قَبرِها وَوَدَّعَها. ثُمَّ قامَ عَن قَبرِها وَصارَ اِلی قَبرِ اَخیهِ الحَسَنِ علیہ السلام فَفَعَلَ مِثلَ ذٰلِکَ. ثُمَّ رَجَعَ اِلی مَنزِلِهِ.

"الفتوح میں ہے، فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام ایک رات اپنے خانہ اقدس سے باہر آئے اور اپنے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پر حاضر ہوئے اور اُن کے حضور عرض گزار ہوئے: یارسولؐ اللہ! میرا سلام ہو۔ میں آپؐ کی دختر سیدہ فاطمہؑ کا فرزند ہوں۔ میں آپؐ کا اور آپؐ کی دختر کا بیٹا ہوں۔ میں آپؐ کا وہ سبط ہوں، جنھیں آپؐ نے اپنی اُمت میں چھوڑا ہے۔ یا نبی اللہ! گواہ رہیے آپؐ کی اُمت نے مجھے تن تنہا چھوڑ دیا ہے اور مجھے ضائع کر دیا ہے۔ ان لوگوں نے میری حفاظت نہیں کی۔ حرفِ شکایت لبوں پر ہے۔ یہ اُس وقت تک رہے گا جب تک میں آپؐ کے

حضور میں حاضر نہیں ہوتا۔ اللہ سبحانہٗ آپؑ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔
پھر آپ کھڑے ہوئے اور دیر تک نوافل ادا کرتے رہے۔ کبھی قیام، کبھی رکوع اور کبھی سجود۔ اسی حال میں آپؑ نے قبر رسولؐ پر وقت گزارا۔

راوی کہتا ہے: اس دوران ولید بن عتبہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خانۂ اقدس کی طرف اپنا آدمی بھیجا تاکہ یہ معلوم کرے کہ امامؑ مدینہ منورہ سے چلے گئے ہیں یا موجود ہیں؟ گورنر کے ایلچی نے ولید کے دربار میں جا کر رپورٹ کی کہ امامؑ گھر پر نہیں ہیں بلکہ آپؑ مدینہ سے چلے گئے ہیں۔ ولید نے یہ سن کر اللہ سبحانہٗ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے مجھے آپؑ کے قتل سے بچا لیا ہے۔ کیونکہ اُس نے یہ خیال کیا تھا کہ آپؑ مدینہ کو چھوڑ کر جا چکے ہیں حالانکہ آپؑ ابھی مدینہ میں ہی موجود تھے۔

راوی کہتا ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام صبح کے وقت مسجد سے واپس گھر تشریف لائے۔ پھر دوسری رات آپؑ دوبارہ قبر رسولؐ پر حاضر ہوئے۔ آپؑ نے وہیں دو رکعت نماز ادا کی۔ جب آپؑ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؑ نے بارگاہِ خداوندی میں مناجات کی:

خدایا! یہ تیرے نبیؐ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر ہے اور میں آپؐ کی دختر کا فرزند ہوں۔ میں جن حالات میں گھر چکا ہوں وہ تیرے سامنے ہیں۔ خدایا! مجھے معروف سے محبت ہے اور منکر سے نفرت ہے۔ اے صاحبِ جلال و اکرام! میرا تیری بارگاہ میں سوال ہے تجھے اس قبر اور جو اس کے اندر ہیں اُن کے حق کا واسطہ تو جو فیصلہ میرے حق میں کرے وہی ہو جس میں تیری رضا شاملِ حال ہو۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد امامؑ رونے لگے، یہاں تک کہ صبح کی سفیدی ہر طرف چھا گئی۔ آپؑ نے اپنا سر روضۂ رسولؐ پر رکھا اور آپؑ کو اُونگھ آ گئی۔ آپؑ نے اس دوران رسولؐ خدا کو فرشتوں کے درمیان دیکھا جو

آپؑ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے تھے۔ آپؐ نے امام حسین علیہ السلام کو اپنے سینۂ اقدس کے ساتھ لگایا اور آپؑ کی آنکھوں کے درمیان بوسے دیے اور فرمایا:

اے حسینؑ بیٹا! میں عنقریب آپؑ کو میدانِ کربلا میں مقتول و مذبوح دیکھ رہا ہوں۔ میری اُمت کا ایک گروہ آپؑ کو شہید کر دے گا۔ آپؑ اس وقت سخت پیاسے ہوں گے، لیکن آپؑ پر پانی بند کر دیا جائے گا۔ پھر بھی یہ ظالم میری شفاعت کی اُمید رکھنے والے ہوں گے۔ کیا ایسے لوگوں کے لیے شفاعت ممکن ہے؟ نہیں نہیں، قیامت کے دن انھیں میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی اچھائی نہیں پائیں گے۔

اے میرے حبیب حسینؑ! آپؑ کے والد بزرگوار، والدہ ماجدہ اور برادر میرے پاس موجود ہیں، انھیں آپؑ کی ملاقات کا اشتیاق ہے، آپؑ کے لیے جنت میں عالی اور متعالی درجات مختص کر دیے گئے ہیں۔ آپؑ انھیں شہادت کے ذریعہ ہی پائیں گے۔

راوی کہتا ہے: جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے حالتِ خواب میں اپنے جدِ بزرگوار کی گفتگو سن لی تو اپنے جدِ نامدار کے حضور عرض کیا: اب مجھے اس دنیا کی طرف رجوع کرنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ مجھے لے لیجیے اور اپنے پاس اپنی منزل میں جگہ دیجیے۔

راوی کا بیان ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حسینؑ! اس دنیا کی طرف رجوع ضروری ہے، ہاں شہادت کے ذریعے آخرت میں قدم رکھا جاسکتا ہے۔ اللہ رب العزت نے آپؑ کے لیے آپؑ کی شہادت کے عوض بے پناہ ثواب لکھ رکھے ہیں۔ آپؑ، آپؑ کے والد، بھائی، چچا اور آپؑ کے والد کے چچا کل قیامت کے دن ایک جماعت کی صورت میں محشور ہوں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی آنکھ کھلی تو آپؑ بہت زیادہ حیران و پریشان ہوئے۔ آپؑ نے یہ خواب اپنے گھر والوں اور تمام بنوہاشم کو سنایا۔ یہ دن اہل بیتِ رسولؐ کے لیے حزن وغم سے بھرپور دن تھا۔ اُس دن آپؑ کے گھر کا ہر شخص گریہ وبکا میں مصروف رہا۔

جب امام حسین علیہ السلام نے سفر کے لیے اپنے آپؑ کو تیار کیا تو آپؑ نصف شب کو اپنی والدہ ماجدہ کی قبرِ مبارک پر وداع کے لیے حاضر ہوئے۔ وہیں نوافل ادا کیے اور انھیں وداع کیا۔ پھر آپؑ اپنے برادر حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر پر حاضر ہوئے، نوافل ادا کیے، وداع کیا اور اپنی منزل کی طرف لوٹ آئے"۔ (۱)

المناقب لابن شهر آشوب: كَانَ الْحُسَيْنُ عليه السلام يُصَلِّي يَوْمًا إِذْ وَسِنَ، فَرَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم فِي مَنَامِهِ يُخْبِرُهُ بِمَا يَجْرِي عَلَيْهِ، فَقَالَ الْحُسَيْنُ عليه السلام: لَا حَاجَةَ لِي فِي الرُّجُوعِ إِلَى الدُّنْيَا فَخُذْنِي إِلَيْكَ. فَيَقُولُ: لَا بُدَّ مِنَ الرُّجُوعِ حَتّٰى تَذُوقَ الشَّهَادَةَ.

"مناقب ابن شہر آشوب میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے نماز پڑھی، بعدازیں آپ کو نیند آگئی۔ آپؑ نے نیند میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ نے اپنے فرزند کو اُن حالات سے باخبر کیا جو انھیں پیش آنے والے تھے۔ امام علیہ السلام نے عرض کیا: نانا جانؐ! مجھے اب اس دُنیا کی ضرورت نہیں ہے مجھے اپنے پاس بلا لیجیے۔ رسولِ اعظمؐ نے فرمایا: آپؑ نے شہادت کے ذریعے اس دنیا کو چھوڑنا ہے اور آخرت میں قدم رکھنا ہے"۔ (۲)

بنی عبدالمطلب کی خواتین کے نوحے

كامل الزيارات عن جابر عن محمد بن علي [الباقر] عليه السلام: لَمَّا

---

(۱) الفتوح: ج ۵، ص ۱۸؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۸۶؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۷

(۲) مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۸۸

هَمَّ الْحُسَيْنُ عليه السلام بِالشُّخُوصِ عَنِ الْمَدِينَةِ أَقْبَلَتْ نِسَاءُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاجْتَمَعْنَ لِلنِّيَاحَةِ، حَتَّى مَشَى فِيهِنَّ الْحُسَيْنُ.

فَقَالَ : أَنْشُدُكُنَّ اللَّهَ أَنْ تُبْدِينَ هٰذَا الْأَمْرَ مَعْصِيَةً لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ. فَقَالَتْ لَهُ نِسَاءُ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: فَلِمَنْ نَسْتَبْقِي النِّيَاحَةَ وَالْبُكَاءَ ؛ ! فَهُوَ عِنْدَنَا كَيَوْمٍ مَاتَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ وَعَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ ؛ فَنَنْشُدُكَ اللَّهَ جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ مِنَ الْمَوْتِ يَا حَبِيبَ الْأَبْرَارِ مِنْ أَهْلِ الْقُبُورِ. وَأَقْبَلَتْ بَعْضُ عَمَّاتِهِ تَبْكِي وَتَقُولُ: أَشْهَدُ يَا حُسَيْنُ، لَقَدْ سَمِعْتُ الْجِنَّ نَاحَتْ بِنَوْحِكَ وَهُمْ يَقُولُونَ:

فَإِنَّ قَتِيلَ الطَّفِّ مِنْ آلِ هَاشِمٍ
أَذَلَّ رِقَاباً مِنْ قُرَيْشٍ فَذَلَّتِ
حَبِيبُ رَسُولِ اللَّهِ لَمْ يَكُ فَاحِشاً
أَبَانَتْ مُصِيبَتُكَ الْأُنُوفَ وَجَلَّتِ

وَقُلْنَ أَيْضاً:

أَبْكِي حُسَيْناً سَيِّداً وَلِقَتْلِهِ شَابَ الشَّعَرْ
وَلِقَتْلِهِ زُلْزِلْتُمْ وَلِقَتْلِهِ انْكَسَفَ الْقَمَرْ
وَاحْمَرَّتْ آفَاقُ السَّمَاءِ مِنَ الْعَشِيَّةِ وَالسَّحَرْ
وَتَغَبَّرَتْ شَمْسُ الْبِلَادِ بِهِمْ وَأَظْلَمَتِ الْكُوَرْ
ذَاكَ ابْنُ فَاطِمَةَ الْمُصَابُ بِهِ الْخَلَائِقُ وَالْبَشَرْ
أَوْرَثَتْنَا ذُلًّا بِهِ جَدْعُ الْأُنُوفِ مَعَ الْغُرَرْ

کامل الزیارات میں حضرت جابرؒ سے روایت ہے، آپ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، امام علیہ السلام نے فرمایا:

جب فرزند رسولؐ نے مدینہ منورہ سے خروج کا ارادہ کیا اور آپ گھر سے

روانہ ہونے لگے تو حضرت عبدالمطلبؑ کے خانوادہ کی تمام خواتین آپؑ کے پاس جمع ہوئیں۔ ہر بی بی حیران و پریشان تھی۔ اُن کی آنکھیں ساون کے بادل کی مانند برس رہی تھیں۔ سبھی غم میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ہر بی بی آہ و بکا کی آوازیں بلند کر رہی تھی۔ جب امام علیہ السلام نے اُن کے حزن و اَلم کو دیکھا تو آپؑ نے اُن سے خطاب کیا: اپنے اس غم و اَلم کے مظاہرے کے دوران تم سے کوئی ایسا اَمر واقع نہ ہو جس سے اللہ اور اُس کے رسولؐ ناراض ہو جائیں۔ ①

خواتین نے آپؑ سے عرض کیا: ہم کیوں آہ و زاری اور گریہ و بکا نہ کریں؟ آج کا دن رسولؐ اللہ، علیؑ، فاطمہؑ کی رحلت کے دن کی طرح حزن انگیز ہے۔ ہم آپؑ کو اللہ کی قسم دیتی ہیں ہمیں اللہ آپؑ کا فدیہ قرار دے۔ ہمارے تمام سردار رخصت ہو گئے ہیں صرف آپؑ باقی ہیں۔ آپؑ ہی ان اَبراروں کے حبیب و مرکز ہیں۔

امام علیہ السلام کی ایک پھوپھی آہ و فغان بلند کرتی ہوئی آپؑ کی طرف بڑھی اور کہا: اے حسینؑ! میں نے جنوں کا نوحہ سنا وہ کہہ رہے تھے:

"آلِ ہاشم کے کچھ افراد کا میدانِ کربلا میں بے دردی کے ساتھ قتل ہونا تمام قریش کے لیے ذلت و رُسوائی ہے۔ آپؑ اللہ کے رسولؐ کے حبیب و محبوب ہیں۔ اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ کے مصائب نے دُنیا کو مبتلا کر دیا ہے"۔

کسی اور خاتون نے کچھ اور نوحے پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

"میں سید و سردار حسینؑ آقا پر گریہ و بکا کرتی ہوں۔ آپؑ کے قتل ہو جانے کی خبر سے شباب جاتا رہا اور بڑھاپے نے گھیر لیا۔ ان کی بے دردی کے

---

① امام علیہ السلام کا مدینہ سے خروج مخفی صورت میں تھا۔ اس لیے آپؑ نے اپنے خاندان کی خواتین کو آہ و فغان بلند کرنے سے منع کیا کہ کہیں راز فاش نہ ہو جائے۔ آپؑ کی یہ خفیہ سرگرمی افشا نہ ہو جائے۔

ساتھ مارے جانے سے زمین کو زلزلے آئیں گے اور چاند کو گرہن لگے گا۔
اُفق و آفاق صبح و شام سرخ رنگ کی چادر اُوڑھ لے گا۔ مدینہ منورہ کی فضائیں غبار آلود ہو جائیں گی اور اُس کی راتیں تیرہ و تاریک ہو کر رہ جائیں گی۔
حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے فرزند ہیں۔ ان کے مصائب نے کائنات کے تمام لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ اب عربوں کی عزت خاک میں مل گئی ہے۔ اُن کا قومی غرور و تکبر ہمیشہ کے لیے دفن ہو گیا ہے"۔ (کامل الزیارات: ص ۱۹۵، بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۸۸)

حضرت عمر بن علیؑ بن ابی طالبؑ کی تجویز (1)

الملهوف عن محمّد بن عمر: سَمِعتُ أبي عُمَرَ بنَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ علیہ السلام يُحَدِّثُ أخوالي آلِ عَقِيلٍ، قالَ: لَمّا امتَنَعَ أخي الحُسَينُ علیہ السلام عَنِ البَيعَةِ لِيَزيدَ بِالمَدينَةِ دَخَلتُ عَلَيهِ فَوَجَدتُهُ خالِيًا، فَقُلتُ لَهُ: جُعِلتُ فِداكَ يا أبا عَبدِ اللهِ، حَدَّثَني أخوكَ أبو مُحَمَّدٍ الحَسَنُ عَن أبيهِ علیہما السلام، ثُمَّ سَبَقَتنِي الدَّمعَةُ وعَلا

---

(1) عمر بن علیؑ بن ابی طالبؑ کی کنیت ابو حفص تھی۔ آپ حضرت علی علیہ السلام کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ ان کی والدہ کا نام صہباء ثعلبیہ (تغلبیہ) اُم حبیب تھیں۔ یہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا کے سفر میں شامل نہیں تھے۔ البتہ الفتوح اور مقتل الحسینؑ میں کربلا میں حاضری کا بیان موجود ہے۔ (کہ آپ میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تھے) لیکن روایات اس امر کی تائید سے خالی ہیں۔ اکثر ماہرین نساب نے تصریح کی ہے کہ عمر بن علیؑ میدانِ کربلا میں موجود نہیں تھے لیکن عامہ اور خاصہ بھی نے بیان کیا ہے کہ آپ میدانِ کربلا میں موجود نہیں تھے۔ جب انھیں امام علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی تو اپنے گھر کے صحن میں آ کر بیٹھے اور کہا: میں ایک بہادر جوان ہوں، ان کے ساتھ میدانِ کربلا میں موجود ہوتا تو جنگ کرتا اور شہادت حاصل کرتا۔ آپ ینبع میں ۷۷ یا ۷۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ (ارشاد: ج ۲، ص ۱۵۵، عمدۃ الطالب: ص ۳۶۱-۳۶۲؛ المجدی: ص ۱۵، مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳، ص ۱۷۲؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۷۲؛ معجم الرجال الحدیث: ج ۳، ص ۴۵؛ قاموس الرجال: ج ۸، ص ۲۱۲؛ نسب قریش: ص ۴۲؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۲، ص ۲۸)

شَهِيقِي. فَضَمَّنِي إِلَيهِ وَقَالَ: حَدَّثَكَ أَنِّي مَقتُولٌ؟ فَقُلتُ: حوشيتَ يَابنَ رَسُولِ اللهِ. فَقَالَ: سَأَلتُكَ بِحَقِّ أَبِيكَ، بِقَتلِي خَبَّرَكَ؟ فَقُلتُ: نَعَم. فَلَولَا نَاوَلتَ وَبَايَعتَ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَخبَرَهُ بِقَتلِهِ وَقَتلِي، وَأَنَّ تُربَتِي تَكُونُ بِقُربِ تُربَتِهِ. فَتَظُنُّ أَنَّكَ عَلِمتَ مَا لَم أَعلَمهُ! وَإِنَّهُ لَا أُعطِي الدَّنِيَّةَ عَن نَفسِي أَبَداً. وَلَتَلقَيَنَّ فَاطِمَةُ أَبَاهَا شَاكِيَةً مَا لَقِيَت ذُرِّيَّتُهَا مِن أُمَّتِهِ. وَلَا يَدخُلُ الجَنَّةَ أَحَدٌ آذَاهَا فِي ذُرِّيَّتِهَا.

"اللہوف میں محمد بن عمرؒ بن علیؑ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد عمر بن علی بن ابی طالبؑ سے سنا اور وہ یہی بات جو آلِ عقیلؑ کی شخصیات کو بتا رہے تھے کہ جب میرے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ میں یزید کی بیعت سے انکار کیا تو میں آپؑ کے حضور پہنچا اور خلوت میں اُن سے ملاقات کی اور عرض گزار ہوا: اے ابوعبداللہ! میں آپؑ پر قربان جاؤں ایک دن میں اپنے برادر بزرگوار حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس موجود تھا کہ آپؑ نے مجھے ایک حدیث سنائی جو اُنھوں نے والد بزرگوار سے سنی تھی۔ میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور میری چیخ بلند ہوئی۔ یہ سن کر امام حسین علیہ السلام نے مجھے اپنے سینے سے لگا لیا اور فرمایا: اے عمرؓ! کیا آپ کو یہی بتایا گیا ہے کہ میں نے قتل ہونا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں اے فرزند رسولؐ! آپؑ نے یہ سن کر فرمایا: تمھیں اپنے والد بزرگوار کے حق کی قسم! کیا تمھیں میرے قتل کا علم ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! اگر آپؑ نے بیعت نہ کی تو آپ ضرور شہید کر دیے جائیں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے بھی میرے والد ماجد نے یہی بات بتائی تھی جو انھوں نے رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی کہ خود انھوں نے اور میں نے

شہید ہونا ہے۔ میری تربت اُن کی تربت کے قریب بنے گی۔ شاید تمھارا گمان ہے کہ تمھیں تو میرے قتل کی خبر دی گئی ہے اور مجھے یہ خبر نہیں دی گئی۔ جی ہاں! قیامت کا دن ہوگا حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام اپنے والد گرامی سے ملاقات کریں گی اُمت کی طرف سے جو مصائب و آلام اُنھیں پہنچیں ہوں گے وہ آپؐ کے سامنے بیان کریں گی۔ جس کسی نے اُن کی ذریت کو اذیت دی ہوگی وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا"۔ (الملہوف: ص ۱۹)

حضرت محمد بن حنفیہؓ کی تجویز

تاریخ الطبری عن ابی مخنف : وَأَمَّا الْحُسَيْنُ عليه السلام فَإِنَّهُ خَرَجَ بِبَنِيهِ وَ إِخْوَتِهِ وبَنِي أَخِيهِ وَجُلِّ أَهلِ بَيتِهِ إِلَّا مُحَمَّدَ ابنَ الحَنَفِيَّةِ فَإِنَّهُ قَالَ لَهُ : يَا أَخِي، أَنتَ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ وَأَعَزُّهُم عَلَيَّ، ولَستُ أَدَّخِرُ النَّصِيحَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الخَلقِ أَحَقَّ بِهَا مِنكَ، تَنَحَّ بِتَبِعَتِكَ عَن يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ وعَنِ الأَمصَارِ مَا استَطَعتَ، ثُمَّ ابعَث رُسُلَكَ إِلَى النَّاسِ فَادعُهُم إِلَى نَفسِكَ، فَإِن بَايَعوا لَكَ حَمِدتَ اللهَ عَلَى ذٰلِكَ، وَإِن أَجمَعَ النَّاسُ عَلَى غَيرِكَ لَم يُنقِصِ اللهُ بِذٰلِكَ دِينَكَ وَلَا عَقلَكَ، وَلَا يُذهِبُ بِهِ مُروءَتَكَ وَلَا فَضلَكَ، إِنِّي أَخَافُ أَن تَدخُلَ مِصراً مِن هٰذِهِ الأَمصَارِ وَتَأتِيَ جَمَاعَةً مِنَ النَّاسِ فَيَختَلِفونَ بَينَهُم، فَمِنهُم طَائِفَةٌ مَعَكَ وَأُخرىٰ عَلَيكَ فَيَقتَتِلونَ، فَتَكونُ لِأَوَّلِ الأَسِنَّةِ، فَإِذَا خَيرُ هٰذِهِ الأُمَّةِ كُلِّهَا نَفساً وَأَباً وَأُمّاً أَضيَعُهَا دَماً، وَأَذَلُّهَا أَهلاً.

قَالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: فَإِنِّي ذَاهِبٌ يَا أَخِي.

قَالَ: فَانزِل مَكَّةَ، فَإِنِ اطمَأَنَّت بِكَ الدَّارُ فَسَبِيلُ ذٰلِكَ، وَإِن

نَبَت بِكَ لَحِقتَ بِالرِّمَالِ وَشَعَفِ الجِبَالِ، وَخَرَجتَ مِن بَلَدٍ إلىٰ بَلَدٍ حَتّٰى تَنظُرَ إلىٰ مَا يَصِيرُ أمرُ النَّاسِ وَتَعرِفَ عِندَ ذٰلِكَ الرَّأيَ، فَإنَّكَ أصوَبُ مَا تَكُونُ رَأياً وَأحزَمُهُ عَمَلاً حِينَ تَستَقبِلُ الأُمورَ استِقبالاً، وَلَا تَكُونُ الأُمورُ عَلَيكَ أبَداً أشكَلَ مِنهَا حِينَ تَستَدبِرُهَا استِدباراً. قَالَ: يَا أخِي! قَد نَصَحتَ فَأشفَقتَ، فَأرجو أن يَكُونَ رَأيُكَ سَدِيداً مُوَفَّقاً.

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے خروج کیا تو اُس وقت آپؑ کے فرزند، بھائی، بھتیجے، بھانجے اور دوسرے تمام افراد آپؑ کے ہمراہ تھے۔ ہاں حضرت محمد حنفیہؒ ① مدینہ میں رہ گئے تھے۔ حضرت محمد حنفیہؒ نے آپؑ سے وقتِ وداع کہا تھا:

اے برادر! آپؑ ہی میری محبوب ترین شخصیت اور سب سے عزیز ہیں۔ حق بنتا ہے خیرخواہی کا کلمہ آپؑ سے بڑھ کر کسی کے لیے دنیا میں میرے منہ سے نہیں نکلے گا۔ آپؑ اپنے ساتھیوں اور دوستوں کو یزید بن معاویہ اور شہروں سے دُور رکھتا۔ لوگوں کی طرف خطوط روانہ کر کے انھیں اپنی طرف بلاتا۔ اگر لوگ آپؑ کی بیعت کر لیں تو اس پر اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر ادا کریں۔ اگر لوگوں نے آپؑ کے غیر کا ساتھ دیا تو پھر اس اَمر سے آپؑ کے دین عقل و مروت و فضل کو خدا کوئی ضرر نہیں پہنچنے دے گا۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر آپؑ شہروں میں داخل ہوں گے تو وہاں کچھ لوگ آپؑ کے پاس آ جائیں گے۔ کچھ آپ کا ساتھ دیں گے اور کچھ

① حضرت محمد بن حنفیہؒ حضرت علی علیہ السلام کے فرزند ہیں۔ آپؒ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ رسولؐ اسلام نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا: آپؑ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام میرے نام پر رکھنا اور اُس کی کنیت میری کنیت ہوگی۔ اس کے علاوہ میری اُمت ان دونوں کو ایک جگہ پر اکٹھا نہیں کر سکتی۔ آپ حضرت ابوبکرؓ کے دور میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کی والدہ جنگی قیدی تھیں جو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے حصے میں آئی تھیں۔ آپؒ شجاعت و بہادری میں اپنی مثال آپؒ تھے۔ (طبقاتِ کبریٰ: ج۵، ص۹۱)

آپؑ کے مخالف ہو جائیں گے تو کشت و خون کی نوبت آئے گی۔ شاید سب سے پہلے آپؑ کی طرف نیزوں کا رُخ ہو جائے اور آپؑ سا شخص جو ذاتی شرف و خاندانی میں تمام اُمتوں سے بہتر ہے، بہت آسانی کے ساتھ اس کا خون بہایا جائے اور تمام اہل و عیال تباہی میں مبتلا ہو جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: بھائی جان! خدا حافظ! میں اب سفر پر جا رہا ہوں۔ حضرت محمد حنفیہؒ نے امام علیہ السلام سے کہا: آپؑ مکہ میں قیام کریں، وہاں حالات کا تجزیہ کریں اگر حالات آپؑ کے حق میں ہوں تو وہیں رہیں ورنہ ریگستانوں اور کوہستانوں کی طرف نکل جائیں۔ ایک مقام کو چھوڑیے دوسری زمین کی طرف آیئے، اور دیکھتے رہیے کہ اُونٹ کس کل بیٹھتا ہے اور اُس وقت آپ کی رائے کیا قرار پاتی ہے۔ تمام اُمور کو سامنے کے رُخ سے دیکھیں تو زیادہ تر قرین صواب اور مقتضائے عقل کی بات ہے اور اس سے بڑھ کر مشکل کا سامنا کسی اَمر میں نہیں ہے کہ اُلٹے رُخ سے اُس پر نظر کی جائے۔ امام علیہ السلام نے محمد بن حنفیہؒ کے مشورہ کو سن کر جواب دیا کہ بھائی آپؑ نے خیر خواہی و شفقت کا کلمہ کہا ہے۔ اُمید یہی ہے کہ تمھاری رائے درست اور موافق ہوگی"۔ ①

الفتوح: لَمَّا جَاءَ إِلَيهِ أی إلَی الإمَامِ الحُسَينِ علیہ السلام مُحَمَّدُ ابنُ الحَنَفِيَّةِ قَالَ: يَا أخِي فَدَتكَ نَفسِي، أنتَ أحَبُّ النَّاسِ إلَيَّ وَأعَزُّهُم عَلَيَّ، ولَستُ وَاللهِ أدَّخِرُ النَّصِيحَةَ لِأحَدٍ مِنَ الخَلقِ، ولَيسَ أحَدٌ أحَقَّ بِهَا مِنكَ، فَإنَّكَ كَنَفسِي وروحي وكَبيرُ أهلِ بَيتِي وَمَن عَلَيهِ اعتِمادي وَطَاعَتُهُ فِي عُنُقِي، لِأنَّ اللهَ تَبَارَكَ وتَعَالَى قَد شَرَّفَكَ وَجَعَلَكَ مِن سَادَاتِ أهلِ الجَنَّةِ، وَإنِّي أُرِيدُ

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۲۱؛ کامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۲؛ ارشاد: ج۲، ص ۳۴؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۱۶؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۰؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۳۵

أن أشيرَ عَلَيكَ بِرَأيي فَاقبَلهُ مِنّي.

فَقالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: قُل ما بَدا لَكَ. فَقالَ: اُشيرُ عَلَيكَ أن تَنجُوَ نَفسَكَ عَن يَزيدَ بنِ مُعاوِيَةَ وعَنِ الأَمصارِ مَا استَطَعتَ وَأن تَبعَثَ رُسُلَكَ إلَى النّاسِ وَتَدعُوَهُم إلى بَيعَتِكَ، فَإِنّي إن بايَعَكَ النّاسُ وَتابَعوكَ حَمِدتُ اللهَ عَلى ذٰلِكَ، وَقُمتَ فيهِم بِما يَقومُ فيهِمُ النَّبِيُّ وَالخُلَفاءُ الرّاشِدونَ المَهدِيّونَ مِن بَعدِهِ، حَتّى يَتَوَفّاكَ اللهُ وَهُوَ عَنكَ راضٍ، وَالمُؤمِنونَ كَذٰلِكَ، كَما رَضوا عَن أبيكَ وَأخيكَ، وَإن أجمَعَ النّاسُ عَلى غَيرِكَ حَمِدتَ اللهَ عَلى ذٰلِكَ، وَإنّي خائِفٌ عَلَيكَ أن تَدخُلَ مِصراً مِنَ الأَمصارِ أو تَأتِيَ جَماعَةً مِنَ النّاسِ فَيَقتَتِلونَ فَتَكونُ طائِفَةٌ مِنهُم مَعَكَ وَطائِفَةٌ عَلَيكَ فَتُقتَلَ بَينَهُم.

فَقالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: يا أخي! إلى أينَ أذهَبُ؟ قالَ: اُخرُج إلى مَكَّةَ، فَإِنِ اطمَأَنَّت بِكَ الدّارُ فَذاكَ الَّذي تُحِبُّ واُحِبُّ، وَإن تَكُنِ الاُخرى خَرَجتَ إلى بِلادِ اليَمَنِ، فَإِنَّهُم أنصارُ جَدِّكَ وَأخيكَ وَأبيكَ، وَهُم أرأَفُ النّاسِ وَأرَقُّهُم قُلوباً، وَأوسَعُ النّاسِ بِلاداً وَأرجَحُهُم عُقولاً، فَإِنِ اطمَأَنَّت بِكَ أرضُ اليَمَنِ وَإلّا لَحِقتَ بِالرِّمالِ وَشُعوبِ الجِبالِ، وَصِرتَ مِن بَلَدٍ إلى بَلَدٍ لِتَنظُرَ ما يَؤولُ إلَيهِ أمرُ النّاسِ، وَيَحكُمَ بَينَكَ وَبَينَ القَومِ الفاسِقينَ.

فَقالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: يا أخي! وَاللهِ لَو لَم يَكُن فِي الدُّنيا مَلجَأٌ وَلا مَأوىً لَما بايَعتُ وَاللهِ يَزيدَ بنَ مُعاوِيَةَ أبَداً، وَقَد قالَ صلی اللہ علیہ و آلہ: «اللّٰهُمَّ لا تُبارِك في يَزيدَ».

قالَ: فَقَطَعَ عَلَيهِ مُحَمَّدُ ابنُ الحَنَفِيَّةِ الكَلامَ وَبَكى، فَبَكى مَعَهُ

الحُسَینُ علیہ السلام سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: جَزَاكَ اللهُ. یَا أَخِي عَنِّي خَيراً، وَلَقَد نَصَحتَ وَأَشَرتَ بِالصَّوَابِ، وَأَنَا أَرجُو أَن يَكُونَ إِن شَاءَ اللهُ رَأيُكَ مُوَفَّقاً مُسَدَّداً. وَإِنِّي قَد عَزَمتُ عَلَى الخُرُوجِ إِلَى مَكَّةَ، وَقَد تَهَيَّأتُ لِذٰلِكَ أَنَا وَإِخوَتِي وَبَنُو إِخوَتِي وَشِيعَتِي، وَأَمرُهُم أَمرِي، وَرَأيُهُم رَأيِي. وَأَمَّا أَنتَ يَا أَخِي فَلَا عَلَيكَ أَن تُقِيمَ بِالمَدِينَةِ فَتَكُونَ لِي عَيناً عَلَيهِم، وَلَا تُخفِ عَلَيَّ شَيئاً مِن أُمُورِهِم.

"الفتوح میں ہے جب محمد بن حنفیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: برادر! میری جان آپ پر قربان اس کائنات میں آپ ہی میری محبوب ترین شخصیت ہیں۔ حق بنتا ہے کہ خیر خواہی کا کلمہ آپ سے بڑھ کر کسی دوسرے کے لیے دُنیا میں میری زبان پر جاری نہیں ہوگا۔ آپ ہی میری جانؑ اور روح ہیں اور میرے اہلِ بیتؑ کے سید و سردار ہیں۔ میرے اعتمادوں کے مرکز ہیں۔ آپ کی اطاعت واجب ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو شرف عطا کیا ہے اور آپ کو اپنی جنت کی سیادت عطا کی ہے۔ میں آپ کو مشورہ دینا چاہتا ہوں جسے آپ قبول فرمائیں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ اپنا مشورہ دیں۔ حضرت محمد بن حنفیہؒ نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ممکن ہو آپ اپنے آپ کو یزید اور اُس کی حکومت سے بچا کر رکھیں۔ آپ لوگوں کی طرف خطوط لکھیں۔ اگر لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی اور آپ کے تابع فرمان ہو گئے تو اس پر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کریں اور پھر اس طرح قیام کریں کہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے بعد آپ کے جانشینوں نے قیام کیا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ رب العزت آپ کو آخری منزل عطا کرے اور وہ آپ پر

راضی ہو اور جس طرح کہ اہلِ ایمان آپؑ کے والد اور بھائی کے ساتھ تھے۔ اگر لوگوں نے آپؑ کے غیر کا ساتھ دیا اس پر بھی آپؑ اپنے اللہ کا شکر ادا کریں لیکن مجھے آپؑ کی طرف سے خوف یہ ہے کہ آپؑ کسی شہر میں داخل ہوں گے اور لوگ آپؑ کے پاس آئیں گے تو اُن کے درمیان خونریزی ہوگی۔ ایک گروہ آپؑ کے ساتھ ہوگا، دوسرا آپؑ کے خلاف ہوگا۔ پھر دونوں کے درمیان مقاتلہ ہوگا۔

یہ سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے برادر! پھر میں کدھر جاؤں؟
حضرت محمد بن حنفیہؒ نے کہا: آپ مکہ چلے جائیں، وہاں حالات پر نظر رکھیں۔ اگر حالات آپؑ کے حق میں ہوں تو وہیں قیام کریں، اگر دوسری صورت ہو تو پھر ملکِ یمن کی طرف چلے جائیں۔ اہلِ یمن آپؑ کے جدِّ بزرگوارؐ، والد گرامیؑ اور بھائی کے انصار ہیں۔ وہ نرم دل لوگ ہیں اور محبت کرنے والے ہیں۔ اُن کا ملک بھی وسیع ہے۔ وہ سوچ و سمجھ رکھنے والے بھی ہیں اور اپنے دوستوں کا ساتھ دینے والے بھی ہیں۔ اگر یمن میں اطمینان حاصل ہو جائے تو پھر وہیں رہ جائیں ورنہ پہاڑوں، ریگستانوں کی طرف چلے جائیں۔ کبھی اِس شہر کبھی اُس شہر، اس طرح کچھ وقت گزاریں۔ آخر حالات پلٹا کھائیں گے۔ آپؑ اور ان فاسق حکمرانوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: برادرِ من! اب اس دنیا میں میرے لیے ملجا و ماویٰ باقی نہیں رہا ہے۔ اللہ کی قسم! میں یزید بن معاویہ کی قطعاً بیعت نہیں کروں گا۔ آپؑ نے فرمایا: اے اللہ! یزید اور اُس کی دنیا کو تیرہ و تاریک فرما۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہؒ نے اپنی بات ختم کی اور رونا شروع کر دیا۔ امام علیہ السلام بھی رونے لگے پھر امام علیہ السلام نے ایک لمحہ بعد فرمایا:

اے برادرِ جان! اللہ آپ کو جزائے خیر دے، آپؑ نے مجھے بہترین نصیحت کی ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ میں آپؑ کی رائے پر عمل کروں گا۔ اب میں مکہ روانہ ہو رہا ہوں اس سفر کے لیے میں نے اپنے آپ کو اور اپنے بھائیوں، بھتیجوں اور شیعوں کو تیار کرلیا ہے۔ ان کا اَمر میرا اَمر ہے اور اُن کی رائے میری رائے ہے۔

بھائی جان! آپ نے یہاں مدینہ منورہ رہنا ہے اور حکمرانوں پر نظر رکھنی ہے۔ ان کی کوئی بات مجھ سے مخفی نہ رکھنا"۔ ①

امام علیہ السلام کی حضرت محمد بن حنفیہؓ کو وصیت

الفتوح عن الإمام الحُسین علیہ السلام فِيمَا أوصٰی بِهِ مُحَمَّدَ ابنَ الحَنَفِيَّةِ : أمَّا أنتَ يَا أخِي فَلا عَلَيكَ أن تُقِيمَ بِالمَدِينَةِ، فَتَكُونَ لِي عَيناً عَلَيهِم، وَلَا تُخفِ عَلَيَّ شَيئاً مِن أُمُورِهِم. قَالَ [ابنُ أعثَم]: ثُمَّ دَعَا الحُسَينُ علیہ السلام بِدَوَاةٍ وَبَيَاضٍ... فَكَتَبَ:

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ. هٰذَا مَا أوصٰی بِهِ الحُسَينُ بنُ عَلِيِّ بنِ أبِي طَالِبٍ لِأخِيهِ مُحَمَّدٍ ابنِ الحَنَفِيَّةِ المَعرُوفِ وَلَدِ عَلِيِّ بنِ أبِي طَالِبٍ علیہ السلام: إنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ يَشهَدُ أن لَا إلٰهَ إلَّا اللهُ وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأنَّ مُحَمَّداً عَبدُهُ وَرَسُولُهُ، جَاءَ بِالحَقِّ مِن عِندِهِ، وَأنَّ الجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ، وَأنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيبَ فِيهَا، وَأنَّ اللهَ يَبعَثُ مَن فِي القُبُورِ، وَأنِّي لَم أخرُج أشِراً وَلَا بَطِراً، وَلَا مُفسِداً وَلَا ظَالِماً، وَإنَّمَا خَرَجتُ لِطَلَبِ النَّجَاحِ وَالصَّلَاحِ فِي أُمَّةِ جَدِّي مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. أُرِيدُ أن آمُرَ بِالمَعرُوفِ وَأنهٰی عَنِ المُنكَرِ، وَأسِيرَ بِسِيرَةِ جَدِّي مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَسِيرَةِ أبِي عَلِيِّ بنِ

① الفتوح: ج۵، ص۲۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۱۸۷؛ بحارالانوار: ج۴۴، ص۳۲۹

اَبِی طَالِبٍ... فَمَنْ قَبِلَنِی بِقَبُولِ الْحَقِّ فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِالْحَقِّ، وَمَنْ رَدَّ عَلَیَّ هٰذَا اَصْبِرُ حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰهُ بَیْنِی وَبَیْنَ الْقَوْمِ بِالْحَقِّ، وَیَحْکُمَ بَیْنِی وَبَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ، وَهُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ. هٰذِهٖ وَصِیَّتِیْ اِلَیْكَ یَا اَخِیْ، وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ، عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ، وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَعَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ.

قَالَ: ثُمَّ طَوَی الْکِتَابَ الْحُسَیْنُ علیہ السلام وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِهٖ، وَدَفَعَهُ اِلٰی اَخِیْهِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِیَّةِ ثُمَّ وَدَّعَهُ.

الفتوح میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی کو یہ وصیت کی:

”اے میرے بھائی! آپ کا مدینہ منورہ میں رہنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ آپؑ مدینہ ہی میں رہیں۔ آپؑ میری طرف سے میرے مخالفین کی نگرانی کریں اور اُن کی سرگرمیوں سے مجھے مطلع کرتے رہیں، اُن کی کوئی بات مجھ سے مخفی نہ رکھیں“۔

راوی نے لکھا ہے کہ پھر امام علیہ السلام نے کاغذ، قلم منگوایا اور آپؑ نے وصیت لکھی: ”رحمٰن و رحیم اللہ کے نام سے۔ حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ نے اپنے بھائی محمد بن حنفیہؒ کو یہ وصیت کی ہے:

حسینؑ بن علیؑ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے عبد اور اُس کے رسولؐ ہیں۔ آپؐ اُس کی طرف سے حق کے ساتھ آئے ہیں۔ جنت حق ہے، نار حق ہے، قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اُن کی قبور سے مبعوث کرے گا۔ مدینہ سے میرا نکلنا خود پسندی اور تفریح کی غرض سے ہے اور نہ فساد اور ظلم میرا مقصد ہے۔ میں تو صرف اس لیے نکلا ہوں کہ اپنے نانا کی اُمت کی اصلاح

کروں۔ میں چاہتا ہوں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انجام دوں اور یوں اس انجام دہی میں اپنے نانا اور اپنے والد گرامی کی سیرت کی پیروی کروں۔ اب اگر کوئی میری دعوت کو حق سمجھ کر قبول کرے تو اُس نے اللہ کا راستہ اختیار کیا ہے اور اگر کوئی میری دعوت کو مسترد کر دے تو میں صبر سے کام لوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ میرے اور اِن افراد کے درمیان فیصلہ کرے اور اللہ ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

اے برادر! یہی آپؑ کے لیے میری وصیت ہے اور میری توفیقات تو صرف اللہ کی جانب سے ہیں۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اُس کی جانب مجھے پلٹنا ہے"۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد امام علیہ السلام نے وصیت نامہ کو لپیٹا اور اُس پر مہر لگائی اور اپنے بھائی محمد بن حنفیہ کے حوالے کیا اور پھر اُن سے وداع کیا"۔ (1)

امامؑ کی مدینہ سے روانگی اور مکہ معظمہ میں قیام

الارشاد: اَقَامَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام فِي مَنْزِلِهِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ، وَهِيَ لَيْلَةُ السَّبتِ لِثَلَاثٍ بَقِينَ مِن رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ. وَاشْتَغَلَ الْوَلِيدُ بنُ عُتبَةَ بِمُرَاسَلَةِ ابنِ الزُّبَيرِ فِي البَيعَةِ لِيَزِيدَ وَامتِنَاعِهِ عَلَيهِ. وَخَرَجَ ابنُ الزُّبَيرِ مِن لَيلَتِهِ عَنِ المَدِينَةِ مُتَوَجِّهًا إِلَى مَكَّةَ. فَلَمَّا أَصبَحَ الوَلِيدُ سَرَّحَ فِي أَثَرِهِ الرِّجَالَ، فَبَعَثَ رَاكِبًا مِن مَوَالِي بَنِي أُمَيَّةَ فِي ثَمَانِينَ رَاكِبًا، فَطَلَبُوهُ فَلَم يُدرِكُوهُ فَرَجَعوا.

---

(1) الفتوح: ج۵، ص ۲۱؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۸۸؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج۴، ص ۸۹؛ بحار الانوار: ج۴۴، ص ۳۲۹

فَلَمَّا كَانَ آخِرُ نَهَارِ يَوْمِ السَّبتِ بَعَثَ الرِّجَالَ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام لِيَحضُرَ فَيُبَايِعَ الوَلِيدَ لِيَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ. فَقَالَ لَهُمُ الحُسَينُ علیہ السلام: أَصبِحوا ثُمَّ تَرَونَ وَنَرى. فَكَفّوا تِلكَ اللَّيلَةَ عَنهُ وَلَم يُلِحّوا عَلَيهِ.

فَخَرَجَ علیہ السلام مِن تَحتِ لَيلَتِهِ. وَهِيَ لَيلَةُ الأَحَدِ لِيَومَينِ بَقِيَا مِن رَجَبٍ. مُتَوَجِّهًا نَحوَ مَكَّةَ.

"ارشاد میں ہے، یہ رات امام علیہ السلام نے اپنے گھر پر گزاری۔ یہ ہفتہ کی رات تھی۔ ۲۷ رجب ۶۰ ہجری کا زمانہ تھا، اس وقت ولید بن عتبہ ابن زبیر سے یزید کی بیعت لینے کے سلسلے میں مصروف تھا۔ ابن زبیر اسی رات مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوا تھا۔ جب صبح ہوئی تو ولید کو معلوم ہوا کہ ابن زبیر مکہ کی طرف چلا گیا ہے۔ اُس نے اس کی گرفتاری کے لیے اسی (۸۰) آدمی بھیجے، اُنھوں نے اُس کا تعاقب کیا لیکن وہ اُسے نہ پاسکے، لہٰذا وہ واپس چلے گئے۔

ہفتہ کے دن کے آخر میں ولید نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف آدمی بھیجا تھا تاکہ آپؑ دربار میں حاضر ہو کر یزید کی بیعت کریں۔

امام علیہ السلام نے اُن سے فرمایا: "صبح ہو لینے دو پھر تم بھی دیکھنا اور ہم بھی دیکھیں گے"۔ اُس آدمی نے مزید کوئی بات نہ کی۔

اسی رات امام علیہ السلام مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ۲۸ رجب کی رات تھی"۔ ①

تاريخ الطبري عن أبي مخنف: أَمَّا ابنُ الزُّبَيرِ فَقَالَ: الآنَ آتِيكُم. ثُمَّ أَتى دارَهُ فَكَمَنَ فِيهَا. فَبَعَثَ الوَلِيدُ إِلَيهِ فَوَجَدَهُ

① ارشاد: ج ۲، ص ۳۴؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۸۹؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۵؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۶

مُجتَمِعًا فِي أَصحَابِهِ مُتَحَرِّزاً. فَأَلَحَّ عَلَيهِ بِكَثرَةِ الرُّسُلِ وَالرِّجَالِ فِي أَثَرِ الرِّجَالِ.

فَأَمَّا حُسَينٌ عليه السلام فَقَالَ: كُفَّ حَتَّى تَنظُرَ وَنَنظُرَ، وَتَرَى وَنَرَى.

وَأَمَّا ابنُ الزُّبَيرِ فَقَالَ: لَا تُعجِلُونِي، فَإِنِّي آتِيكُم، أَمهِلُونِي.

فَأَلَحُّوا عَلَيهِمَا عَشِيَّتَهُمَا تِلكَ كُلَّهَا وَأَوَّلَ لَيلِهِمَا، وَكَانُوا عَلَى حُسَينٍ عليه السلام أَشَدَّ إِبقَاءً.

وَبَعَثَ الوَلِيدُ إِلَى ابنِ الزُّبَيرِ مَوَالِيَ لَهُ فَشَتَمُوهُ وَصَاحُوا بِهِ: يَابنَ الكَاهِلِيَّةِ، وَاللهِ لَتَأتِيَنَّ الأَمِيرَ أَو لَيَقتُلَنَّكَ. فَلَبِثَ بِذٰلِكَ نَهَارَهُ كُلَّهُ وَأَوَّلَ لَيلِهِ، يَقُولُ: الآنَ أَجِيءُ. فَإِذَا استَحَثُّوهُ قَالَ: وَاللهِ لَقَدِ استَرَبتُ بِكَثرَةِ الإِرسَالِ وَتَتَابُعِ هٰذِهِ الرِّجَالِ. فَلَا تُعجِلُونِي حَتَّى أَبعَثَ إِلَى الأَمِيرِ مَن يَأتِينِي بِرَأيِهِ وَأَمرِهِ. فَبَعَثَ إِلَيهِ أَخَاهُ جَعفَرَ بنَ الزُّبَيرِ. فَقَالَ: رَحِمَكَ اللهُ كُفَّ عَن عَبدِ اللهِ فَإِنَّكَ قَد أَفزَعتَهُ وَذَعَرتَهُ بِكَثرَةِ رُسُلِكَ وَهُوَ آتِيكَ غَداً إِن شَاءَ اللهُ، فَمُر رُسُلَكَ فَليَنصَرِفُوا عَنَّا. فَبَعَثَ إِلَيهِم فَانصَرَفُوا.

وَخَرَجَ ابنُ الزُّبَيرِ مِن تَحتِ اللَّيلِ، فَأَخَذَ طَرِيقَ الفُرعِ هُوَ وَأَخُوهُ جَعفَرٌ لَيسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ، وَتَجَنَّبَ الطَّرِيقَ الأَعظَمَ مَخَافَةَ الطَّلَبِ، وَتَوَجَّهَ نَحوَ مَكَّةَ.

فَلَمَّا أَصبَحَ بَعَثَ إِلَيهِ الوَلِيدُ فَوَجَدَهُ قَد خَرَجَ. فَقَالَ مَروَانُ: وَاللهِ إِن أَخطَأَ مَكَّةَ فَسَرِّح فِي أَثَرِهِ الرِّجَالَ. فَبَعَثَ رَاكِباً مِن مَوَالِي بَنِي أُمَيَّةَ فِي ثَمَانِينَ رَاكِباً فَطَلَبُوهُ فَلَم يَقدِرُوا عَلَيهِ فَرَجَعُوا. فَتَشَاغَلُوا عَن حُسَينٍ عليه السلام بِطَلَبِ عَبدِ اللهِ يَومَهُم ذٰلِكَ حَتَّى أَمسَوا.

ثُمَّ بَعَثَ الرِّجَالَ إِلَى حُسَينٍ عليه السلام عِندَ المَسَاءِ، فَقَالَ: أَصبِحُوا

ثُمَّ تَرَوْنَ وَنَرَى . فَكَفُّوا عَنْهُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَلَمْ يُلِحُّوا عَلَيْهِ ، فَخَرَجَ حُسَيْنٌ علیہ السلام مِنْ تَحْتِ لَيْلَتِهِ وَهِيَ لَيْلَةُ الْأَحَدِ لِيَوْمَيْنِ بَقِيَا مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ . وَكَانَ مَخْرَجُ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَبْلَهُ بِلَيْلَةٍ، خَرَجَ لَيْلَةَ السَّبْتِ.

''تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے، ابن زبیر نے کہا: میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر میں آکر چھپ گیا۔ ولید نے اُس کے پاس کسی کو بھیجا تو معلوم ہوا کہ اُنھوں نے اپنے تمام اصحاب کو جمع کر کے اپنی حفاظت کا انتظام کرلیا ہے۔ اس پر ولید نے بہت زیادہ اصرار کیا۔ پے در پے بہت سے لوگوں کو اُس کے پاس بھیجا۔ امام حسین علیہ السلام نے تو یہ کہا: ''ٹھہرو، تم بھی غور کرلو، ہم بھی غور کرلیں، تم بھی سوچ لو ہمیں بھی سوچنے دو''۔

ابن زبیر نے کہا: میرے ساتھ جلدی نہ کرو میں ضرور آؤں گا مجھے ذرا مہلت دو۔ اس پر ان دونوں آدمیوں سے بہت زیادہ اصرار کیا۔ وہ آغاز دن سے رات گئے تک اصرار کرتے رہے۔ ابن زبیر کے پاس ولید نے اپنے خادموں کو بھیجا، اُنھوں نے ابن زبیر کو گالیاں دیں۔ پکار پکار کر کہا: اے پسر کاہلیہ! امیر کے پاس چلو، وگرنہ واللہ وہ تجھے قتل کردیں گے۔ ابن زبیر نے اس دن رات گئے تک یہ کہہ کر ٹالا کہ میں ابھی آتا ہوں۔ جب ان لوگوں نے سختی کی تو اس نے کہا: پے در پے تم لوگوں کے آنے سے اور میرے پاس اتنے لوگوں کو بھیجنے سے بخدا مجھے کھٹکا ہوگیا ہے کہ تم لوگ مجھ سے جلدی نہ کرو گے۔ میں خود کسی کو امیر کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ اُس کی رائے اور اُس کا حکم معلوم ہو۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنے بھائی جعفر بن زبیر کو امیر کے پاس بھیجا۔ اُس نے جا کر اُسے کہا: خدا کے واسطہ عبداللہ پر شدت کرنے سے باز آئیں۔ تم نے مسلسل آدمی بھیج کر اُنھیں

خوف زدہ کر دیا ہے۔ صبح کے وقت ان شاء اللہ وہ تمھارے پاس آ جائیں گے۔ اپنے لوگوں کو حکم دیں کہ ہمارے مکان کا گھیراؤ ختم کر دیں۔ ولید نے اپنے آدمی اپنے پاس بلا لیے۔

عبداللہ بن زبیر کا فرار

''جونہی رات ہوئی تو ابن زبیر بستی فرع کے راستے سے مکہ کی طرف نکل گیا۔ اُس کے ساتھ صرف اُس کا بھائی جعفر تھا۔ ان دونوں نے معروف راستے کو چھوڑ کر غیر معروف راستہ اختیار کیا، تاکہ وہ گرفتار نہ ہو جائیں۔ جب صبح ہوئی تو ولید نے اپنا آدمی بھیجا تو معلوم ہوا کہ وہ سب مدینہ منورہ سے نکل گئے ہیں''۔

عبداللہ بن زبیر کا تعاقب

''مروان نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ ابن زبیر مکہ کی طرف جانے میں ہرگز نہ چوکے گا۔ اُس نے ابن زبیر کے تعاقب میں لوگوں کو روانہ کیا۔ یہ گروہ اسی (۸۰) سواروں پر مشتمل تھا۔ ان لوگوں نے ابن زبیر کو خوب ڈھونڈا لیکن وہ اُسے نہ پاسکے تو وہ واپس چلے گئے۔ ابن زبیر کی تلاش میں وہ امام حسین علیہ السلام کے معاملے کو بھول گئے۔ شام کے وقت جب اُن کے پاس لوگوں کو بھیجا تو اُنھوں نے جواب دیا۔ صبح ہو لینے دو پھر دیکھا جائے گا۔ شب بھر کے لیے وہ خاموش رہے اور اصرار نہ کیا''۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ کی طرف روانگی

''حضرت امام حسین علیہ السلام ۲۸ رجب کی شب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابن زبیر ایک رات پہلے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ یہ ہفتہ کی رات تھی اور حضرت امام حسین علیہ السلام اتوار کی رات روانہ

ہوئے تھے"۔ ①

البدایۃ والنهایة عن أبي مخنف: بَعَثَ الوَلِيدُ إلٰى عَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيرِ فَامتَنَعَ عَلَيهِ وَمَا طَلَهُ يَومًا وَلَيلَةً. ثُمَّ إنَّ ابنَ الزُّبَيرِ رَكِبَ فِي مَوالِيهِ واستَصحَبَ مَعَهُ أخَاهُ جعفرا وَسَارَ إلٰى مَكَّةَ عَلَى طَرِيقِ الفُرعِ. وَبَعَثَ الوَلِيدُ خَلفَ ابنِ الزُّبَيرِ الرِّجَالَ وَالفُرسَانَ فَلَم يَقدِرُوا عَلٰى رَدِّهِ....

وَأمَّا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام فَإنَّ الوَلِيدَ تَشَاغَلَ عَنهُ بِابنِ الزُّبَيرِ وَجَعَلَ كُلَّمَا بَعَثَ إلَيهِ يَقُولُ: حَتّٰى تَنظُرَ وَنَنظُرَ. ثُمَّ جَمَعَ أهلَهُ وَبَنِيهِ وَرَكِبَ لَيلَةَ الأحَدِ لِلَيلَتَينِ بَقِيَتَا مِن رَجَبٍ مِن هٰذِهِ السَّنَةِ [٦٠ھ] بَعدَ خُرُوجِ ابنِ الزُّبَيرِ بِلَيلَةٍ. وَلَم يَتَخَلَّف عَنهُ أحَدٌ مِن أهلِهِ سِوىٰ مُحَمَّدِ ابنِ الحَنَفِيَّةِ.

"البدایہ والنہایہ میں ابومخنف سے روایت ہے، ولید نے عبداللہ بن زبیر کی طرف آدمی روانہ کیا۔ ابن زبیر نے حاضر ہونے میں ٹال مٹول سے کام لیا۔ پھر ابن زبیر رات کے وقت اپنے بھائی کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوا اور اُس نے معروف شاہراہ کو چھوڑ کر غیر معروف بستی فرع کا راستہ اختیار کیا۔ ولید نے ابن زبیر کے تعاقب میں سواروں کا دستہ بھیجا، لیکن وہ اُسے تلاش نہ کر سکے۔

جہاں تک بات رہی فرزند رسولؐ کی، ولید ابن زبیر کے معاملے میں مصروف تھا اس لیے آپؑ سے طلب بیعت کا معاملہ تعطل کا شکار رہا۔ جب ولید نے آپؑ کی طرف اپنا آدمی بھیجا تو آپؑ نے فرمایا: "تم بھی سوچ لو ہم بھی سوچ لیتے ہیں"۔ پھر آپؑ نے اپنے خاندان کے افراد کو اکٹھا کیا

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۴۵؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۰؛ اخبار الطوال: ص ۲۲۸؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۶

اور ۲۸ رجب کی شب ۶۰ھ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے، یعنی امام علیہ السلام ابن زبیر کی روانگی سے ایک رات بعد روانہ ہوئے۔ آپؑ نے اپنے اہل وعیال میں سے سوائے محمد بن حنفیہؒ کے کسی اور کو پیچھے مدینہ میں نہ چھوڑا"۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۸ ص ۱۴۷)

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): خَرَجَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام وَعَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ مِن لَيلَتِهِمَا إِلَى مَكَّةَ. فَأَصبَحَ النَّاسُ فَغَدَوا عَلَى البَيعَةِ لِيَزِيدَ وطُلِبَ الحُسَينُ علیہ السلام وَابنُ الزُّبَيرِ فَلَم يُوجَدَا.

فَقَالَ المِسوَرُ بنُ مَخرَمَةَ: عَجِلَ أَبُو عَبدِ اللهِ، وَابنُ الزُّبَيرِ الآنَ يَلفِتُهُ وَيُزجِيهِ إِلَى العِرَاقِ لِيَخلُوَ بِمَكَّةَ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر دونوں رات کے وقت مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب صبح ہوئی اور لوگ یزید کی بیعت کے لیے ولید کے پاس آئے تو ولید نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور ابن زبیر کو طلب کیا، لیکن وہ دونوں مدینہ میں موجود نہیں تھے۔ مسور بن مخرمہ نے کہا: ابوعبداللہ اور ابن زبیر نے اپنی رائے کو بدلنے میں عجلت سے کام لیا ہے اور وہ عراق جانے کے لیے مکہ کی طرف چل پڑے ہیں"۔ [1]

تاريخ الطبري عن عقبة بن سمعان، مَولَى الرَّبَابِ ابنَةِ امرِئِ القَيسِ الكَلبِيَّةِ امرَأَةِ الحُسَينِ علیہ السلام: خَرَجنَا فَلَزِمنَا الطَّرِيقَ الأَعظَمَ. فَقَالَ لِلحُسَينِ علیہ السلام أَهلُ بَيتِهِ: لَو تَنَكَّبتَ الطَّرِيقَ الأَعظَمَ كَمَا فَعَلَ ابنُ الزُّبَيرِ، لَا يَلحَقُكَ الطَّلَبُ. قَالَ: لَا وَاللهِ

---

[1] طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۴۳؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۵؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۷؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۶۲؛ اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۵

لَا اُفَارِقُهُ حَتّٰی یَقْضِیَ اللّٰهُ مَا هُوَ اَحَبُّ اِلَیْهِ.

"تاریخ طبری میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کی زوجہ محترمہ حضرت رباب کے غلام عقبہ بن سمعان سے روایت ہے: جب ہم مدینہ منورہ سے نکلے تو مکہ معظمہ کے معروف راستے کو اختیار کیا۔ آپ کے اہل بیت نے آپ سے کہا: آپ بھی ابن زبیر کی طرح غیر معروف راستہ اختیار کریں، بصورتِ دیگر آپ اپنا ہدف حاصل نہیں کرسکیں گے۔

آپ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں اس راستے سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اللہ رب العزت وہ فیصلہ کرے جو اس کی مشیت میں ہے"۔(تاریخ طبری: ج۵، ص۳۵۱)

تاریخ الطبری عن أبی سعد المقبری: نَظَرْتُ اِلَی الْحُسَیْنِ دَاخِلًا مَسجِدَ الْمَدِینَةِ. وَاِنَّهُ لَیَمشی وَهُوَ مُعتَمِدٌ عَلٰی رَجُلَیْنِ یَعتَمِدُ عَلٰی هٰذَا مَرَّةً وَعَلٰی هٰذَا مَرَّةً. وَهُوَ یَتَمَثَّلُ بِقَولِ ابنِ مُفَرِّغ:

لَا ذَعَرتُ السَّوامَ فِی فَلَقِ الصُّبحِ
مُغیراً وَلَا دُعیتُ یَزِیدا
یَومَ أُعطی مِنَ المَهابَةِ ضَیمًا
وَالمَنَایَا یَرصُدنَنی أن أحیدا

قَالَ: فَقُلتُ فِی نَفسی: وَاللّٰهِ ما تَمَثَّلَ بِهٰذَینِ البَیتَینِ اِلّا لِشَیءٍ یُرِیدُ. قَالَ: فَمَا مَکَثَ اِلّا یَومَینِ حَتّٰی بَلَغَنی اَنَّهُ سَارَ اِلٰی مَکَّةَ.

"تاریخ طبری میں ابوسعد مقبری سے روایت ہے، میں نے مسجد نبوی میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو آتے ہوئے دیکھا۔ آپ دو اشخاص کے درمیان چل رہے تھے۔ کبھی آپ اُن میں سے کسی ایک پر اپنا بوجھ ڈال دیتے تھے اور کبھی دوسرے پر اور یزید بن مفرغ کے یہ دو شعر آپ کی زبان پر تھے جن کا مفہوم یہ ہے:

شہ سواری کا پھر میں نام نہ لوں — پھر نہ رکھوں یزید نام اپنا
میں گوارا کروں اگر ذلت — ایسے جینے کو ہے سلام اپنا!

اس وقت میں نے دل میں خیال کیا: واللہ! یہ کچھ اور ہی ارادہ رکھتے ہیں۔ ابھی دو دن ہی گزرے تھے کہ سنا آپ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں"۔ ①

الفتوح فِي خُرُوجِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام عَنِ الْمَدِينَةِ : فَجَعَلَ يَسِيرُ وَيَقْرَأُ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴾ قَالَ لَهُ ابْنُ عَمِّهِ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: يَا ابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. لَوْ عَدَلْنَا عَنِ الطَّرِيقِ وَسَلَكْنَا غَيْرَ الْجَادَّةِ كَمَا فَعَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ كَانَ عِنْدِي الرَّأْيُ، فَإِنَّا نَخَافُ أَنْ يَلْحَقَنَا الطَّلَبُ.

فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: لَا وَاللهِ يَا ابْنَ عَمِّي، لَا فَارَقْتُ هٰذَا الطَّرِيقَ أَبَداً أَوْ أَنْظُرَ إِلَى أَبْيَاتِ مَكَّةَ، أَوْ يَقْضِيَ اللهُ فِي ذٰلِكَ مَا يُحِبُّ وَيَرْضٰى. ثُمَّ جَعَلَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام يَتَمَثَّلُ شِعْرَ يَزِيدَ بْنِ الْمُفَرِّغِ الْحِمْيَرِيِّ وَهُوَ يَقُولُ:

لَا سَهِرْتُ السَّوَامَ فِي فَلَقِ الصُّبْحِ
مُضِيئًا وَلَا دُعِيتُ يَزِيدَا
يَوْمَ أُعْطِي مِنَ الْمَخَافَةِ ضَيْمًا
وَالْمَنَايَا يَرْصُدْنَنِي أَنْ أَحِيدَا

"الفتوح میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ کی طرف چلے تو آپ نے سورۂ قصص کی آیت ۲۱ پڑھی: "حضرت موسیٰ خوف و اُمید کی حالت میں شہر سے نکلے اور کہا: پروردگار! ظالم قوم کے ہاتھ سے نجات دے"۔

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۴۲؛ انساب الاشراف: ج۳، ص ۳۶۸؛ امالی شجری: ج۱، ص ۱۸۵؛ شرح اخبار: ج۳، ص ۱۴۴؛ مروج الذہب: ج۳، ص ۱۴، مثیر الاحزان: ص ۳۸

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: ہم بھی وہی غیر معروف راستہ اختیار کریں جو ابن زبیر نے اختیار کیا ہے تو یہ بہتر رہے گا، کیونکہ اس طرح دشمن ہم تک پہنچ سکتا ہے۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: اے برادر! اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہوسکتا، میں اسی راستے کو اختیار کروں گا اور اسی راستے سے مکہ پہنچوں گا یا پھر میرا رب جو فیصلہ فرمادے"۔ [1]

اس کے بعد امام علیہ السلام نے یزید بن مُفرغ حمیری کے اشعار پڑھے جن کا ذکر گذشتہ روایت میں ہے۔

الفتوح کی روایت اور طبری کی روایت دونوں کا مفہوم ایک ہے۔ اسے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۲۳)

ارشاد کی وہی روایت ہے جو طبری اور الفتوح میں درج ہے۔ (ارشاد: ج ۲، ص ۳۵)

تاریخ الطبری عَن عون بن اَبي جحيفة: كَانَ مَخرَجُ الحُسَينِ مِنَ المَدينَةِ اِلى مَكَّةَ يَومَ الاَحَدِ لِلَيلَتَينِ بَقِيَتا مِن رَجَبٍ سَنَةَ سِتّينَ ودَخَلَ ﴿ الإمام الحُسَينُ علیہ السلام ﴾ مَكَّةَ لَيلَةَ الجُمُعَةِ لِثَلاثٍ مَضَينَ مِن شَعبانَ . فَاَقامَ بِمَكَّةَ شَعبانَ وَشَهرَ رَمَضانَ وَشَوّالًا وَذَا القَعدَةِ ثُمَّ خَرَجَ مِنها لِثَمانٍ مَضَينَ مِن ذِي الحِجَّةِ يَومَ الثُّلاثاءِ يَومَ التَّروِيَةِ فِي اليَومِ الَّذي خَرَجَ فيهِ مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ.

"تاریخ طبری میں ہے، عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تھے سوموار کا دن تھا اور رجب کی ۲۸ تاریخ تھی۔ جب آپ مکہ معظمہ داخل ہوئے تو جمعہ کی رات تھی اور شعبان کی تین تاریخ تھی۔ فرزند رسولؐ شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ

---

[1] الفتوح: ج ۵، ص ۲۲؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۸۹

اور ذی الحجہ (یوم ترویہ کی آٹھ تک) مکہ میں قیام پذیر رہے۔ یہی آٹھ ذی الحجہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے خروج کا دن ہے"۔ (۱)

الفتوح: خَرَجَ ﴿الإِمَامُ الحُسَينُ عليه السلام﴾ فِي جَوفِ اللَّيلِ يُرِيدُ مَكَّةَ بِجَمِيعِ أَهلِهِ، وَذٰلِكَ لِثَلَاثِ لَيَالٍ مَضَينَ مِن شَهرِ شَعبَانَ فِي سَنَةِ سِتِّينَ.

"الفتوح میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے اہلِ بیتؑ کے ہمراہ آدھی رات کو مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؑ تین شعبان ۶۰ھ میں مکہ معظمہ پہنچے"۔ (۲)

تاریخ الطبری عن أبي مخنف: أَمَّا الحُسَينُ عليه السلام فَإِنَّهُ خَرَجَ بِبَنِيهِ وَإِخوَتِهِ وَبَنِي أَخِيهِ وَجُلِّ أَهلِ بَيتِهِ إِلَّا مُحَمَّدَ ابنَ الحَنَفِيَّةِ.

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں اور اہلِ بیتؑ کے دوسرے لوگوں کے ہمراہ مدینہ سے روانہ ہوئے لیکن حضرت محمد بن حنفیہ مدینہ میں رہ گئے تھے"۔ (۳)

الأخبار الطوال: مَضَى الحُسَينُ عليه السلام أَيضاً نَحوَ مَكَّةَ وَمَعَهُ أُختَاهُ: أُمُّ كُلثُومٍ وَزَينَبُ، وَوُلدُ أَخِيهِ، وَإِخوَتُهُ: أَبُو بَكرٍ وَجَعفَرٌ وَالعَبَّاسُ، وَعَامَّةُ مَن كَانَ بِالمَدِينَةِ مِن أَهلِ بَيتِهِ إِلَّا أَخَاهُ مُحَمَّدَ ابنَ الحَنَفِيَّةِ.

"اخبار الطوال میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ کی طرف روانہ

---

(۱) تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۵۱؛ انساب الاشراف: ج۳،ص ۳۷۱؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۵؛ ارشاد: ج۲،ص ۳۵؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص ۴۳۵؛ بحار الانوار: ج۴۴،ص ۳۳۲، الاستیعاب: ج۱،ص ۴۳۵

(۲) الفتوح: ج۵،ص ۲۱، مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص ۱۸۹؛ الملہوف: ص ۱۰۱؛ مثیر الاحزان: ص ۲۵؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج۴،ص ۸۹

(۳) تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۴۱؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۰؛ ارشاد: ج۲،ص ۳۴، روضۃ الواعظین: ص ۱۹۰؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص ۴۳۵؛ بحار الانوار: ج۴۴،ص ۳۲۶

ہوئے تو آپؑ کے ہمراہ آپؑ کی ہمشیرگان حضرت زینب سلام اللہ علیہا اور حضرت اُم کلثوم سلام اللہ علیہا اور آپؑ کے بھتیجے اور بھانجے تھے۔ جو برادر امام علیہ السلام کے شریکِ سفر رہے اُن کے اسماء یہ ہیں: ① حضرت ابوبکرؓ ② حضرت جعفرؓ ③ حضرت عباسؓ، ہاں حضرت محمد بن حنفیہؒ مدینہ میں رہ گئے تھے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۲۸)

الأمَالِي للصدوق عن عبدالله بن منصور عن جعفر بن محمّد عن أبيهِ عن جدّه [زين العابدين] علیہم السلام: حَمَلَ [الحُسَينُ علیہ السلام] أخواتِهِ عَلَى المَحَامِلِ وَابنَتَهُ وَابنَ أخِيهِ القَاسِمَ بنَ الحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ، ثُمَّ سَارَ فِي أحَدٍ وَعِشرِينَ رَجُلاً مِن أصحَابِهِ وأهلِ بَيتِهِ، مِنهُم: أبُوبَكرِ بنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بنُ عَلِيٍّ، وعُثمَانُ بنُ عَلِيٍّ، وَالعَبَّاسُ بنُ عَلِيٍّ، وعَبدُ اللهِ بنُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، وعَلِيُّ بنُ الحُسَينِ الأكبَرُ، وَعَلِيُّ بنُ الحُسَينِ الأصغَرُ

"امالی صدوق میں ہے، عبداللہ بن منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور اُنھوں نے اپنے والدِ بزرگوارؑ سے اور اُنھوں نے اپنے والد ماجد امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا: آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہنوں، بیٹیوں اور بھتیجے حضرت قاسمؑ بن حسنؑ کو محملوں پر سوار کیا۔ آپؑ کے قافلے میں اہلِ بیتؑ اور آپؑ کے اصحاب میں سے جو مرد شامل تھے اُن کی تعداد ۲۱ تھی۔ اُن میں سے کچھ کے اسماء درج ذیل ہیں:

① حضرت ابوبکر بن علیؑ ② حضرت محمد بن علیؑ ③ حضرت عثمان بن علیؑ ④ حضرت عباس بن علیؑ ⑤ حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیلؑ ⑥ حضرت علی بن حسین (علی اکبرؑ) ⑦ حضرت علی بن حسین اصغرؑ (زین العابدینؑ)"۔ ①

مقتل الحُسَين للخوارزمي عن الإمَام الحُسَين علیہ السلام فِيمَا قَالَهُ

① امالی صدوق: ص ۲۱۷؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۱۲

لِأَخِيهِ مُحَمَّدٍ ابنِ الحَنَفِيَّةِ: أَنَا عَازِمٌ عَلَى الخُرُوجِ إِلَى مَكَّةَ وَقَدْ تَهَيَّأْتُ لِذٰلِكَ أَنَا وَإِخْوَتِي وَبَنُو أَخِي وشيعتي مِمَّن أمرُهُم أمري ورَأيُهُم رَأيي، وأَمّا أنتَ يا أَخِي فَلَا عَلَيكَ أَن تُقِيمَ فِي المَدِينَةِ فَتَكُونَ لِي عَيناً عَلَيهِم، وَلَا تُخفِ عَلَيَّ شَيئاً مِن أُمُورِهِم.

''مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت محمد بن حنفیہؒ سے فرمایا: میرا مکہ معظمہ جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے اپنے اہلِ بیتؑ کے افراد اور اپنے کچھ اصحاب کو اس امر کے لیے تیار کیا ہے۔ ان کا امر میرا امر ہے اور اُن کی رائے میری رائے ہے۔ آپؑ میرے بھائی ہیں، آپؑ مدینہ میں رہ جائیں اور میری نیابت کے اُمور سنبھالیں، حکمرانوں پر نگاہ رکھیں اور اُن کے حالات سے مجھے آگاہ کرتے رہیں''۔ [1]

ولید بن عتبہ کی مدینہ کی گورنری سے معزولی

تاریخ الطبری فِي حوادِثِ سَنَةِ ٦٠ ھ: وَفِي هٰذِهِ السَّنَةِ عَزَلَ يَزِيدُ الوَلِيدَ بنَ عُتبَةَ عَنِ المَدِينَةِ، عَزَلَهُ فِي شَهرِ رَمَضَانَ، فَأَقَرَّ عَلَيهَا عَمرَو بنَ سَعِيدٍ الأَشدَقَ، وَفِيهَا قَدِمَ عَمرُو بنُ سَعِيدِ بنِ العَاصِ المَدِينَةَ فِي رَمَضَانَ.

''تاریخ طبری (حوادث ٦٠ ھ) یزید نے اس سال ولید کو مدینہ کی گورنری سے معزول کر دیا۔ ماہِ رمضان تھا اور اس کی جگہ پر عمرو بن سعید اشدق کو گورنر مقرر کیا۔ عمرو بن سعید بن عاص نے مدینہ کی امارت ماہِ رمضان میں سنبھالی''۔ [2]

'البدایہ والنہایہ' اور 'المحاسن والمساوئی' کی روایات بھی یہی ہیں، جو طبری کی روایت ہے۔

---

[1] مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۸۸؛ الفتوح: ج ۵، ص ۲۱؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۲۹

[2] تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۴۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۲

تیسری فصل

فرزندِ رسولؐ کی مکہ میں سرگرمیاں

اہل مکہ میں سرور و مسرت کی لہر

تاریخ الطبری عن أبي مخنف: فَلَمَّا دَخَلَ [الْحُسَيْنُ علیہ السلام] مَكَّةَ قَالَ: وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَى رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ.

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے کہ جب فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: "جب موسیٰؑ نے مدین کا رُخ کیا تو کہا: اُمید ہے میرا پروردگار مجھے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے گا"۔ (1)

الفتوح: سَارَ [الْحُسَيْنُ علیہ السلام] حَتَّى وَافَى مَكَّةَ. فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى جِبَالِهَا مِن بَعِيدٍ جَعَلَ يَتْلُو هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَى رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾.

وَدَخَلَ الْحُسَيْنُ إِلَى مَكَّةَ. فَفَرِحَ بِهِ أَهْلُهَا فَرَحاً شَدِيداً. قَالَ: وَجَعَلُوا يَخْتَلِفُونَ إِلَيْهِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً. وَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ طَمِعَ أَنْ يُبَايِعَهُ أَهْلُ مَكَّةَ. فَلَمَّا قَدِمَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام شَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ. غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُبْدِي مَا فِي قَلْبِهِ إِلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام. لٰكِنَّهُ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِ وَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ وَيَقْعُدُ

---

(1) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۸۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۱؛ ارشاد: ج ۲، ص ۳۵؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۰؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۳۲

عِندَهُ وَيَسمَعُ مِن حَدِيثِهِ. وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ يَعلَمُ اَنَّهُ لَا يُبَايِعُهُ اَحَدٌ مِن اَهلِ مَكَّةَ وَالحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام بِهَا؛ لِاَنَّ الحُسَينَ علیہ السلام عِندَهُم اَعظَمُ فِي اَنفُسِهِم مِنِ ابنِ الزُّبَيرِ.

"الفتوح میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جب آپؑ کی نگاہ مکہ کے پہاڑوں پر پڑی تو آپؑ یہ آیت تلاوت فرمائی: "جب موسیٰؑ نے مدین کا رُخ کیا تو کہا: "امید ہے میرا پروردگار مجھے سیدھے راستے کی ہدایت فرمائے گا"۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو اہلِ مکہ میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی۔ آپؑ کے ہاں لوگوں کی آمدورفت شروع ہوگئی۔ البتہ آپؑ کی آمد نے ابنِ زبیر کو حیران وسرگرداں کردیا کیونکہ وہ اہلِ مکہ کی بیعت کا خواہش مند تھا۔ اُسے امام علیہ السلام کا یہاں آنا اچھا نہ لگا، لیکن وہ اپنے دل کی بات عیاں بھی نہیں کرسکتا تھا، اس لیے اُس نے بھی امام علیہ السلام کے حضور آنا جانا شروع کردیا۔ وہ آپؑ کے ہاں نماز پڑھتا اور پھر وہیں بیٹھا رہتا اور احادیث سنتا رہتا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ جب تک فرزندِ رسولؐ مکہ میں ہیں لوگ اُس کی بیعت نہیں کریں گے، کیونکہ امام حسین علیہ السلام کو جو مقام حاصل تھا وہ اُسے حاصل نہ تھا"۔ (1)

تاریخ الطبری عن عقبة بن سمعان: فَاَقبَلَ [الحُسَينُ علیہ السلام] حَتّٰى نَزَلَ مَكَّةَ. فَاَقبَلَ اَهلُهَا يَختَلِفُونَ اِلَيهِ وَيَاتُونَهُ وَمَن كَانَ بِهَا مِنَ المُعتَمِرِينَ وَاَهلِ الآفَاقِ، وَابنُ الزُّبَيرِ بِهَا قَد لَزِمَ الكَعبَةَ فَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِندَهَا عَامَّةَ النَّهَارِ وَيَطُوفُ. وَيَاتِي حُسَينًا فِيمَن يَاتِيهِ. فَيَاتِيهِ اليَومَينِ المُتَوَالِيَينِ. وَيَاتِيهِ بَينَ كُلِّ

(1) الفتوح: ج۵، ص ۲۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۹۵

يومين مرّةً. ولا يزال يشير عليه بالرّأي وهو أثقل خلق الله على ابن الزّبير. قد عرف أنّ أهل الحجاز لا يبايعونه ولا يتابعونه أبداً ما دام حسين علیہ السلام بالبلد، وأنّ حسيناً علیہ السلام أعظم في أعينهم وأنفسهم منه، وأطوع في النّاس منه.

"تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعانؒ سے روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ تشریف لائے تو لوگوں کا آپؑ کے پاس ہجوم ہوگیا۔ اہلِ شہر عمرہ ادا کرنے والے، اطراف و اکناف کے لوگوں کی آمدورفت شروع ہوگئی۔ ابن زبیر بھی وہیں تھا۔ کعبہ کا طواف کرتا، لوگوں کے ساتھ نماز ادا کرتا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے حضور بھی حاضری دیتا۔ کبھی روزانہ حاضری دیتا کبھی ایک دن چھوڑ کر ملاقات کرتا۔ وہ ہمیشہ امام علیہ السلام کو مشورہ دیتا رہتا کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام بھرپور شخصیت کے مالک ہیں۔ امام علیہ السلام کی موجودگی میں لوگ اس کی بیعت نہیں کریں گے کیونکہ امام علیہ السلام اہلِ حجاز کی محبوب ترین شخصیت ہیں۔ اس لیے امام علیہ السلام کی موجودگی نے ابن زبیر کو بے وزن بنا دیا تھا"۔ ①

الأخبار الطوال: مضى [الحسين علیہ السلام] حتّى وافى مكّة. فنزل شعب عليّ، واختلف النّاس إليه. فكانوا يجتمعون عنده حلقاً حلقاً، وتركوا عبد الله بن الزّبير. وكانوا قبل ذلك يتحفّلون إليه. فساء ذلك ابن الزّبير. وعلم أنّ النّاس لا يحفلون به والحسين علیہ السلام مقيم بالبلد. فكان يختلف إلى الحسين علیہ السلام صباحاً ومساءً.

"اخبار الطوال میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ سے روانہ ہوئے اور

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص۳۵۱؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص۵۳۳؛ ارشاد: ج۲، ص۳۵؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص۴۳۵؛ بحار الانوار: ج۴۴، ص۳۳۲

مکہ پہنچے وہاں شعب علی میں اُترے، تو آپؑ سے لوگوں نے ملاقاتیں کیں۔ لوگ گروہ در گروہ آتے اور چلے جاتے۔ اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہا۔ لوگوں نے ابن زبیر کو چھوڑ دیا، حالانکہ اس سے قبل اُنھوں نے اُس پر ہجوم کر رکھا تھا۔ یہ بات ابن زبیر کو اچھی نہ لگی۔ وہ خوب جانتا تھا کہ جب تک فرزند رسولؐ مکہ معظمہ میں ہیں لوگ اس کی طرف قطعاً متوجہ نہیں ہوں گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قیام گاہ پر صبح و شام لوگوں کا جمِ غفیر ہونے لگا"۔(اخبار الطوال: ص ۲۲۹)

تهذيب الكمال: قَدِمَا [الْحُسَيْنُ علیہ السلام وَعَبْدُ اللهِ بنُ الزُّبَيْرِ] مَكَّةَ، فَنَزَلَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام دَارَ الْعَبَّاسِ بنِ عَبدِ الْمُطَّلِبِ، وَلَزِمَ ابنُ الزُّبَيْرِ الحِجرَ وَلَبِسَ المَعَافِرِيَّ، وَجَعَلَ يُحَرِّضُ النَّاسَ عَلَى بَنِي أُمَيَّةَ.

"تهذیب الکمال میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن زبیر دونوں مکہ معظمہ آئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عباس بن عبدالمطلب کے گھر ٹھہرے۔ ابن زبیر حجر اسماعیلؑ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اُس نے "معافری" کا لباس زیب تن کر لیا اور لوگوں کو اُمویوں کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا"۔ (۱)

مقتل الحُسَين علیہ السلام للخوارزمي عَن أحمد بن أعثم الكوفي: كَانَ [الحُسَينُ علیہ السلام] قَد نَزَلَ بِأَعلَى مَكَّةَ وَضَرَبَ هُنَاكَ فُسطاطاً ضَخماً، وَنَزَلَ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ دَارَهُ بِقَيقِعَانَ، ثُمَّ تَحَوَّلَ الحُسَينُ علیہ السلام إلى دَارِ العَبَّاسِ، حَوَّلَهُ إِلَيهَا عَبدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ، وَكَانَ أَمِيرَ مَكَّةَ مِن قِبَلِ يَزِيدَ يَومَئِذٍ عَمرُو بنُ سَعِيدِ بنِ أَبِي

(۱) تهذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۵؛ طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۴۲؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۷؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۷؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۵۸؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۲

وَقَّاصٍ. فَأَقَامَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام مُؤَذِّناً يُؤَذِّنُ رَافِعاً صَوْتَهُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ. وَهَابَ ابْنُ سَعْدٍ أَنْ يَمِيلَ الْحُجَّاجُ مَعَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام لِمَا يَرَىٰ مِنْ كَثْرَةِ اخْتِلَافِ النَّاسِ إِلَيْهِ مِنَ الْآفَاقِ. فَانْحَدَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَكَتَبَ بِذٰلِكَ إِلَىٰ يَزِيدَ.

"مقتل الحسین خوارزمی میں احمد بن اعثم کوفی سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپؑ نے ایک بلند جگہ پر اپنے خیمے لگوائے اور عبداللہ بن زبیر نے بقیقعان کے قریب اپنے گھر میں اقامت اختیار کی۔ عبداللہ بن عباس امامؑ کے پاس آئے اور اُنھیں اپنے والد کے گھر لے آئے۔ یزید کی حکومت سے قبل مکہ کی امارت عمر بن سعد بن ابی وقاص [۱] کے پاس تھی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی طرف سے موذن مقرر کیا جو نماز کے لیے اذان دیتا تھا اور آپؑ نماز پڑھاتے تھے۔ جب ابن سعد نے حجاج کرام اور دوسرے لوگوں کی امام علیہ السلام کے پاس آمدورفت دیکھی تو اُسے خوف ہوا کہ حجاج اور دوسرے لوگ امام علیہ السلام کی طرف مائل نہ ہوجائیں تو وہ مدینہ کی طرف چلا گیا اور وہاں سے صورت حال لکھ کر یزید کی طرف بھیج دی"۔ [۲]

البداية والنهاية: عَكَفَ النَّاسُ عَلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام يَفِدُونَ إِلَيْهِ وَيَقْدَمُونَ عَلَيْهِ، وَيَجْلِسُونَ حَوَالَيْهِ وَيَسْتَمِعُونَ كَلَامَهُ، حِينَ سَمِعُوا بِمَوْتِ مُعَاوِيَةَ وَخِلَافَةِ يَزِيدَ. وَأَمَّا ابْنُ الزُّبَيْرِ فَإِنَّهُ لَزِمَ مُصَلَّاهُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، وَجَعَلَ يَتَرَدَّدُ فِي غُبُونِ ذٰلِكَ إِلَى الْحُسَيْنِ علیہ السلام فِي جُمْلَةِ النَّاسِ، وَلَا يُمْكِنُهُ أَنْ يَتَحَرَّكَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِي نَفْسِهِ مَعَ وُجُودِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام. لِمَا يَعْلَمُ مِنْ تَعْظِيمِ

---

[۱] کتاب میں جو نام مرقوم ہے وہ غلط ہے، حاکم مکہ کا نام عمرو بن سعید بن عاص تھا۔

[۲] مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۹۵

النَّاسِ لَهُ وَتَقْدِيمِهِمْ إِيَّاهُ عَلَيْهِ. غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ تَعَيَّنَتِ السَّرَايَا وَالْبُعُوثُ إِلَى مَكَّةَ بِسَبَبِهِ، وَلَكِنْ أَظْفَرَهُ اللهُ بِهِمْ كَمَا تَقَدَّمَ ذٰلِكَ آنِفًا. فَانْقَشَعَتِ السَّرَايَا عَنْ مَكَّةَ مَفْلُولِينَ وَانْتَصَرَ عَبْدُاللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى مَنْ أَرَادَ هَلَاكَهُ مِنَ الْيَزِيدِيِّينَ، وَضَرَبَ أَخَاهُ عَمْرًا وَسَجَنَهُ وَاقْتَصَّ مِنْهُ وَأَهَانَهُ.

وَعَظُمَ شَأْنُ ابْنِ الزُّبَيْرِ عِنْدَ ذٰلِكَ بِبِلَادِ الْحِجَازِ، وَاشْتَهَرَ أَمْرُهُ وَبَعُدَ صِيتُهُ، وَمَعَ هٰذَا كُلِّهِ لَيْسَ هُوَ مُعَظَّمًا عِنْدَ النَّاسِ مِثْلَ الْحُسَيْنِ عليه السلام، بَلِ النَّاسُ إِنَّمَا مَيْلُهُمْ إِلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام لِأَنَّهُ السَّيِّدُ الْكَبِيرُ، وَابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم. فَلَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ يُسَامِيهِ وَلَا يُسَاوِيهِ، وَلَكِنَّ الدَّوْلَةَ الْيَزِيدِيَّةَ كَانَتْ كُلُّهَا تُنَاوِئُهُ.

''البدایہ والنہایہ میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ تشریف لائے تو آپؑ لوگوں کی توجہات کا مرکز بن گئے۔ آپؑ کے اردگرد لوگ جمع ہوتے اور آپؑ کی باتیں سنتے تھے۔ ابن زبیر کعبہ کے قریب اپنے مصلّٰی پر قابو رہے۔ وہ لوگوں کی ہمراہی میں امام علیہ السلام کے پاس جاتے تھے۔ امام علیہ السلام کی موجودگی میں اُسے جرأت نہ تھی کہ وہ لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دیں، کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ لوگ اس کی نسبت فرزند رسولؐ کا زیادہ احترام کرتے تھے اور اُنھیں اس پر مقدم جانتے ہیں۔ حکمرانوں نے اُس پر جاسوس مقرر کیے لیکن اُس نے ان لوگوں کو بھگا دیا۔ یزید کے لوگ اُسے قتل کرنا چاہتے تھے لیکن یہ اُن پر غالب آ گیا۔ اُس نے حاکمِ مکہ کی اچھی خاصی توہین کی۔ اس وجہ سے حجاز میں ابن زبیر کی چاہت بڑھنے لگی اور اُس کی شہرت دُور دُور تک پھیل گئی۔ لیکن اس کے باوجود جو مقام امام علیہ السلام کو حاصل تھا وہ اُسے حاصل نہ تھا۔ کیونکہ امام علیہ السلام رسول اللہؐ کے

نواسے تھے اور اُس وقت روئے زمین پر اُن کا کوئی ہمسر نہ تھا، البتہ یزیدی حکومت کو آپؑ سے نفرت تھی"۔(البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۱)

حضرت محمد بن حنفیہؒ اور دیگر اولادِ عبدالمطلب کا مکہ میں ورُود

تهذيب الكمال: بَعَثَ حُسَيْنٌ عليه السلام إِلَى الْمَدِينَةِ. فَقَدِمَ عَلَيْهِ مَنْ خَفَّ مَعَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؛ وَهُمْ تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلًا وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ مِنْ أَخَوَاتِهِ وَبَنَاتِهِ وَنِسَائِهِمْ. وَتَبِعَهُمْ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ فَأَدْرَكَ حُسَيْنًا عليه السلام بِمَكَّةَ. وَأَعْلَمَهُ أَنَّ الْخُرُوجَ لَيْسَ لَهُ بِرَأْيٍ يَوْمَهُ هَذَا. فَأَبَى الْحُسَيْنُ عليه السلام أَنْ يَقْبَلَ. فَحَبَسَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وُلْدَهُ فَلَمْ يَبْعَثْ مَعَهُ أَحَداً مِنْهُمْ. حَتَّى وَجَدَ حُسَيْنٌ عليه السلام فِي نَفْسِهِ عَلَى مُحَمَّدٍ. وَقَالَ: تَرْغَبُ بِوُلْدِكَ عَنْ مَوْضِعٍ أُصَابُ فِيهِ؟ فَقَالَ مُحَمَّدٌ: وَمَا حَاجَتِي أَنْ تُصَابَ وَيُصَابُوا مَعَكَ وَإِنْ كَانَ مُصِيبَتُكَ أَعْظَمَ عِنْدَنَا مِنْهُمْ.

"تہذیب الکمال میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے خاندان کے بقیہ افراد کو مکہ میں طلب کیا۔ چنانچہ مدینہ سے جو افراد آپؑ کے ہمراہ آئے تھے وہ انیس تھے جن میں کچھ مرد، کچھ خواتین اور کچھ بچے تھے۔ اِن کے بعد حضرت محمد بن حنفیہؒ آئے اور اُنھوں نے مکہ میں آپؑ سے ملاقات کی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن سے عراق جانے کا مشورہ کیا تو ابن حنفیہؒ نے آپؑ کو عراق جانے سے منع کیا۔ (مزید وضاحت کے لیے کتاب ہذا کی چھٹی فصل کا مطالعہ کریں)

اہلِ کوفہ کے خطوط اور قیام کی دعوت

تاريخ الطبري عن محمد بن بشر الهمداني: إِجْتَمَعَتِ الشِّيعَةُ فِي مَنْزِلِ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ. فَذَكَرْنَا هَلَاكَ مُعَاوِيَةَ فَحَمِدْنَا اللهَ

عَلَيهِ. فَقَالَ لَنا سُلَيمانُ بنُ صُرَدٍ: إنَّ مُعاوِيَةَ قَد هَلَكَ، وَإنَّ حُسَيناً عليه السلام قَد تَقَبَّضَ عَلَى القَومِ بِبَيعَتِهِ، وَقَد خَرَجَ إلى مَكَّةَ وَأنتُم شيعَتُهُ وَشيعَةُ أبيهِ. فَإن كُنتُم تَعلَمونَ أنَّكُم ناصِروهُ وَمُجاهِدو عَدُوِّهِ فَاكتُبوا إلَيهِ، وَإن خِفتُمُ الوَهَلَ وَالفَشَلَ فَلا تَغُرّوا الرَّجُلَ مِن نَفسِهِ. قالوا: لا، بَل نُقاتِلُ عَدُوَّهُ، وَنَقتُلُ أنفُسَنا دونَهُ. قالَ: فَاكتُبوا إلَيهِ. فَكَتَبوا إلَيهِ:

بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ

لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ مِن: سُلَيمانَ بنِ صُرَدٍ، وَالمُسَيَّبِ بنِ نَجَبَةَ، وَرِفاعَةَ بنِ شَدّادٍ، وَحَبيبِ بنِ مُظاهِرٍ، وَشيعَتِهِ مِنَ المُؤمِنينَ وَالمُسلِمينَ مِن أهلِ الكوفَةِ.

سَلامٌ عَلَيكَ، فَإنّا نَحمَدُ إلَيكَ اللهَ الَّذي لا إلهَ إلّا هُوَ. أمّا بَعدُ فَالحَمدُ للهِ الَّذي قَصَمَ عَدُوَّكَ الجَبّارَ العَنيدَ، الَّذِي انتَزى عَلى هذِهِ الاُمَّةِ، فَابتَزَّها أمرَها وَغَصَبَها فَيئَها وَتَأمَّرَ عَلَيها بِغَيرِ رِضىً مِنها، ثُمَّ قَتَلَ خِيارَها وَاستَبقى شِرارَها، وَجَعَلَ مالَ اللهِ دُولَةً بَينَ جَبابِرَتِها وَأغنِيائِها، فَبُعداً لَهُ كَما بَعِدَت ثَمودُ. إنَّهُ لَيسَ عَلَينا إمامٌ، فَأقبِل لَعَلَّ اللهَ أن يَجمَعَنا بِكَ عَلَى الحَقِّ، وَالنُّعمانُ بنُ بَشيرٍ في قَصرِ الإِمارَةِ لَسنا نَجتَمِعُ مَعَهُ في جُمُعَةٍ وَلا نَخرُجُ مَعَهُ إلى عيدٍ، وَلَو قَد بَلَغَنا أنَّكَ قَد أقبَلتَ إلَينا أخرَجناهُ حَتّى نُلحِقَهُ بِالشّامِ إن شاءَ اللهُ، وَالسَّلامُ وَرَحمَةُ اللهِ عَلَيكَ.

قالَ: ثُمَّ سَرَّحنا بِالكِتابِ مَعَ عَبدِ اللهِ بنِ سَبُعٍ الهَمدانِيِّ وَعَبدِ اللهِ بنِ والٍ وَأمَرناهُما بِالنَّجاءِ، فَخَرَجَ الرَّجُلانِ

مُسْهِرٍ عَنِّي حَتَّى قَدِمَا عَلَى حُسَيْنٍ لِعَشْرٍ مَضَيْنَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِمَكَّةَ . ثُمَّ لَبِثْنَا يَوْمَيْنِ ، ثُمَّ سَرَّحْنَا إِلَيْهِ قَيْسَ بْنَ مُسْهِرٍ الصَّيْدَاوِيَّ ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْكَدِنِ الْأَرْحَبِيَّ ، وَعُمَارَةَ بْنَ عُبَيْدٍ السَّلُولِيَّ ، فَحَمَلُوا مَعَهُمْ نَحْواً مِنْ ثَلَاثٍ وَخَمْسِينَ صَحِيفَةً مِنَ الرَّجُلِ وَالْإِثْنَيْنِ وَالْأَرْبَعَةِ .

قَالَ: ثُمَّ لَبِثْنَا يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ ، ثُمَّ سَرَّحْنَا إِلَيْهِ هَانِئَ بْنَ هَانِئٍ السَّبِيعِيَّ وَسَعِيدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَنَفِيَّ ، وَكَتَبْنَا مَعَهُمَا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

لِحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ شِيعَتِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ ، أَمَّا بَعْدُ فَحَيَّهَلَا ؛ فَإِنَّ النَّاسَ يَنْتَظِرُونَكَ ، وَلَا رَأْيَ لَهُمْ فِي غَيْرِكَ ، فَالْعَجَلَ الْعَجَلَ ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ .

وَكَتَبَ شَبَثُ بْنُ رِبْعِيٍّ ، وَحَجَّارُ بْنُ أَبْجَرَ ، وَيَزِيدُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ رُوَيْمٍ ، وَعَزْرَةُ بْنُ قَيْسٍ ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ الزُّبَيْدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُمَيْرٍ التَّمِيمِيُّ :

أَمَّا بَعْدُ ، فَقَدِ اخْضَرَّ الْجَنَابُ وَأَيْنَعَتِ الثِّمَارُ وَطَمَتِ الْجِمَامُ ، فَإِذَا شِئْتَ فَاقْدَمْ عَلَى جُنْدٍ لَكَ مُجَنَّدٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ . وَتَلَاقَتِ الرُّسُلُ كُلُّهَا عِنْدَهُ ، فَقَرَأَ الْكُتُبَ وَسَأَلَ الرُّسُلَ عَنْ أَمْرِ النَّاسِ .

"تاریخ طبری میں محمد بن بشیر ہمدانی سے مروی ہے کہ شیعیانِ علیؑ سلیمان بن صُرد خزاعیؓ کے گھر جمع ہوئے اور ہم نے اس مجلس میں حاکمِ شام کی موت کا ذکر کیا اور اس پر خدا کا شکر ادا کیا۔ سلیمان بن صُرد نے ہم سے کہا: حاکمِ شام فوت ہوگیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے کسی کی بیعت نہیں کی۔ آپ مکہ معظمہ میں پہنچ چکے ہیں۔ تمام لوگ امام علیہ السلام اور آپؑ کے والد کے شیعہ ہو، اگر یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کی نصرت کر سکتے ہو اور اُن کے دشمنوں

سے جنگ کر سکتے ہو تو پھر انھیں خط لکھو اور اگر تمھیں کسی کمزوری کا خدشہ ہے تو پھر انھیں دھوکہ مت دو۔

سب نے کہا: ہم اُن کے دشمنوں سے جنگ کریں گے اور اُن کے قدموں میں اپنی جانیں قربان کریں گے۔ جنابِ سلیمان نے کہا: اگر یہ بات ہے تو آپ انھیں خط لکھیں۔ چنانچہ جو خط امام علیہ السلام کی طرف لکھا گیا وہ یہ ہے:

رحمٰن و رحیم اللہ کے نام سے!

سلیمان بن صُرد (1)، مسیب بن نخزاعہ، رفاعہ بن شداد، حبیب بن مظاہر اور دیگر مومنین و مسلمین کی طرف سے فرزندِ رسولؐ حسینؑ بن علیؑ کے نام!

آپؑ پر سلام ہو، ہم آپؑ کے حضور اُس خدا کی حمد و ثنا کرتے ہیں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

امابعد! اُس خدا کی حمد و ثنا ہے کہ جس نے آپؑ کے جبار و عنید اور کینہ پرور دشمن کو موت سے ہم کنار کیا ہے۔ جو اس اُمت پر چڑھ دوڑا تھا اور اُس

---

(1) ◇ سُلیمان بن صُرد خزاعی: آپ کی کنیت ابومطرف تھی۔ آپ پیغمبرؐ خدا کے صحابی تھے اور کوفہ کے مشہور شیعہ سربراہ تھے۔ آپ جنگِ جمل میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ امیرالمومنین نے انھیں عدم شرکت پر ملامت کی تھی۔ جب جنگِ صفین ہوئی تو یہ پیادہ فوج کے میمنہ کے سالار تھے۔ امیرالمومنینؑ نے انھیں منطقہ جبل کا عامل مقرر کیا تھا۔ امیرالمومنینؑ نے ان کے دین کی پختگی کی تعریف کی تھی۔ حضرت امام حسن علیہ السلام سے گزارش کی تھی کہ آپ اجازت دیں تو معاویہ کے عامل کو کوفہ سے نکال دیں گے لیکن امام علیہ السلام نے اجازت نہ دی۔ حاکمِ شام کی موت کے بعد شیعیانِ علیؑ کا ان کے گھر اجتماع ہوا اور امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنے کی دعوت دی۔ سلیمان کربلا میں حاضر نہیں ہو سکے تھے جس کا انھیں سخت صدمہ ہوا تھا۔ پھر انھوں نے کوفہ کے باضمیر افراد پر مشتمل ایک تحریک تشکیل دی جس کا نام توابین کی تحریک تھا۔ توابین نے "یالثارات الحسین" کا نعرہ بلند کیا تھا۔ سلیمان اپنے ساتھیوں کو لے کر شام کی طرف گئے جہاں ان کا مقابلہ ابن زیاد کی فوج سے ہوا تھا۔ اس جنگ میں حضرت سلیمانؓ نے شہادت پائی تھی اور وقتِ شہادت آپ کی عمر ۹۳ سال تھی۔ (طبقات الکبریٰ: ج ۴، ص ۲۹۲؛ تہذیب الکمال: ج ۲، ص ۴۵۳؛ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۵۲، ۵۵۲؛ استیعاب: ج ۲، ص ۲۱۰؛ الفتوح: ج ۲، ص ۳۹۲؛ وقعۃ الصفین: ص ۵، ۲۰؛ رجال طوسی: ص ۴۰، ۶۶، ۹۳؛ تنزیہ الانبیا: ص ۱۷۱)

←

نے اُمت کے معاملات کو زیر و زبر کر دیا تھا اور اُن کے فئے کو غصب کیا تھا اور مسلمانوں کی رضامندی کے خلاف ان پر حکومت کی تھی۔ اُس نے اچھے افراد کو قتل کیا اور بُرے لوگوں کو باقی رکھا تھا اور خدا کے مال کو جابر اور دولت مند لوگوں کے درمیان گردش دیتا رہا۔ اس کے لیے ہلاکت ہو جیسا کہ قومِ ثمود ہلاک ہوئی ہے۔ اس وقت ہمارا کوئی امام نہیں ہے۔ آپ تشریف لے آئیں، تاکہ آپؑ کی بدولت ہم سب آپؑ کی رہبری پر جمع ہو سکیں۔ اس وقت نعمان بن بشیر قصر امارہ میں موجود ہے۔ ہم اس کے ساتھ نہ تو جمعہ کی نماز میں شریک ہوتے ہیں اور نہ ہی عید کی نماز اس کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ آپؑ ہماری طرف آ رہے ہیں تو ہم اُسے کوفہ سے نکال کر شام بھیج دیں گے، ان شاء اللہ، والسلام ورحمۃ اللہ علیک! یا سیدی! ہم نے یہ خط عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے حوالے کر دیا اور انھیں حکم دیا ہے کہ وہ جلد یہ خط آپ تک پہنچائیں۔ (1)

راوی کا بیان ہے یہ دونوں قاصد تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے اور اُنھوں نے امام علیہ السلام سے ملاقات کی۔ جس دن قاصد مکہ منورہ پہنچے تو اُس دن رمضان المبارک کی دس تاریخ تھی۔ اس کے دو دن بعد قیس بن مسہر صیداوی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ کدن ارحی اور عمارہ بن عبید سلولی قاصد بن کر امام علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ ان کے پاس ۵۳ دعوت نامے تھے۔ کوئی دعوت

---

(1) مسیب بن نجبہ بن ربیعہ الفزاری: یہ بزرگوار جنگ قادسیہ اور فتوحاتِ عراق میں شامل تھے۔ حضرت امام علی علیہ السلام کے ساتھ جنگوں میں شریک رہے۔ ۶۵ھ میں توابین کے ساتھ عین الوردہ کی جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ حصین بن نمیر نے ان کا سر ادہم بن محرز باہلی کے ہاتھوں ابن زیاد کے ساتھ بھیجا تھا۔ ←

(2) رفاعہ بن شداد البجلی ابو عاصم الکوفی: یہ حضرت امام علی علیہ السلام کے وفادار ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ توابین کی جماعت میں شامل تھے۔ بلکہ اس جماعت کے سرکردہ افراد میں سے تھے۔ جنگ عین الوردہ میں شامل تھے۔ بعد ازاں انھوں نے امیر مختار کا ساتھ دیا تھا۔ انھوں نے ۶۶ھ میں شہادت پائی۔ (تہذیب التہذیب: ج ۳، ص ۱۷۰؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۶۲۵)

نامہ ایک فرد کی طرف سے تھا، کسی پر دو آدمیوں کے نام تھے، کسی پر تین یا چار کے دستخط تھے۔ اس سفارت کے دو دن بعد ہانی بن ہانی السبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی خطوط لے کر گئے جن میں یہ لکھا تھا:

رحمٰن و رحیم اللہ کے نام سے!

شیعہ مومنین و مسلمین کی طرف سے حسینؑ بن علیؑ کے نام!

امابعد! آپؑ جلد تشریف لائیں لوگ آپؑ کے منتظر ہیں۔ ہم آپؑ کے علاوہ کسی اور کو نہیں چاہتے۔ والسلام!

شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث بن یزید، رُویم، عزرہ بن قیس، عمرو بن حجاج زُبیدی اور محمد بن عمیر تمیمی نے امام علیہ السلام کے نام اس مضمون کے خطوط بھیجے جن میں یہ عبارت تحریر تھی:

''صحرا سرسبز ہیں، پھل پک چکے ہیں اور ہر طرف سبزہ اور ہریالی ہے۔ ہمارے مسلح لشکر آپؑ کی مدد کے لیے کمر بستہ ہیں''۔

فرزند رسولؐ نے ان تمام خطوط کو پڑھا اور قاصدوں سے لوگوں کے احوال دریافت کیے۔[1]

الفتوح: اِجتَمَعَتِ الشِّيعَةُ فِي دَارِ سُلَيمَانَ بنِ صُرَدٍ الخُزَاعِيِّ، فَلَمَّا تَكَامَلُوا فِي مَنزِلِهِ قَامَ فِيهِم خَطِيبًا. فَحَمِدَ اللهَ وَأَثنَى عَلَيهِ وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَعَلَى أَهلِ بَيتِهِ. ثُمَّ ذَكَرَ أَمِيرَ المُؤمِنِينَ عَلِيَّ بنَ أَبِي طَالِبٍ. فَتَرَحَّمَ عَلَيهِ وَ ذَكَرَ مَنَاقِبَهُ الشَّرِيفَةَ. ثُمَّ قَالَ:

يَامَعشَرَ الشِّيعَةِ! إِنَّكُم قَد عَلِمتُم بِأَنَّ مُعَاوِيَةَ قَد صَارَ إِلَى رَبِّهِ، وَقَدِمَ عَلَى عَمَلِهِ، وَسَيَجزِيهِ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بِمَا قَدَّمَ

---

[1] تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۵۲؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۳؛ ارشاد: ج۲، ص ۳۶؛ مثیر الاحزان: ص ۲۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۳۳؛ امامت والسیاست: ج۲، ص ۷؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۳۶۔

مِن خَيرٍ أو شَرٍّ. وَقَد قَعَدَ فِي مَوضِعِهِ ابنُهُ يَزِيدُ زَادَهُ اللهُ خِزيًا وَهٰذَا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام قَد خَالَفَهُ وَصَارَ إِلَى مَكَّةَ خَائِفًا مِن طَوَاغِيتِ آلِ أَبِي سُفيَانَ، وَأَنتُم شِيعَتُهُ وَشِيعَةُ أَبِيهِ مِن قَبلِهِ، وَقَدِ احتَاجَ إِلَى نُصرَتِكُمُ اليَومَ. فَإِن كُنتُم تَعلَمُونَ أَنَّكُم نَاصِرُوهُ وَمُجَاهِدُو عَدُوِّهِ فَاكتُبُوا إِلَيهِ، وَإِن خِفتُمُ الوَهنَ وَالفَشَلَ فَلَا تَغُرُّوا الرَّجُلَ مِن نَفسِهِ.

فَقَالَ القَومُ: بَل نَنصُرُهُ وَنُقَاتِلُ عَدُوَّهُ، وَنَقتُلُ أَنفُسَنَا دُونَهُ حَتَّى يَنَالَ حَاجَتَهُ. فَأَخَذَ عَلَيهِم سُلَيمَانُ بنُ صُرَدٍ بِذٰلِكَ مِيثَاقًا وَعَهدًا أَنَّهُم لَا يَغدِرُونَ وَلَا يَنكِثُونَ.

ثُمَّ قَالَ: أُكتُبُوا إِلَيهِ الآنَ كِتَابًا مِن جَمَاعَتِكُم أَنَّكُم لَهُ كَمَا ذَكَرتُم، وَسَلُوهُ القُدُومَ عَلَيكُم. قَالُوا: أَفَلَا تَكفِينَا أَنتَ الكِتَابَ إِلَيهِ؟ قَالَ: لَا، بَل يَكتُبُ جَمَاعَتُكُم. قَالَ: فَكَتَبَ القَومُ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام:

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، مِن سُلَيمَانَ بنِ صُرَدٍ، وَالمُسَيَّبِ بنِ نَجَبَةَ، وَحَبِيبِ بنِ مُظَاهِرٍ، وَرِفَاعَةَ بنِ شَدَّادٍ، وَعَبدِ اللهِ بنِ وَالٍ، وَجَمَاعَةِ شِيعَتِهِ مِنَ المُؤمِنِينَ. أَمَّا بَعدُ، فَالحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِي قَصَمَ عَدُوَّكَ وَعَدُوَّ أَبِيكَ مِن قَبلِكَ، الجَبَّارَ العَنِيدَ الغَشُومَ الظَّلُومَ، الَّذِي ابتَزَّ هٰذِهِ الأُمَّةَ وَعَضَاهَا، وَتَأَمَّرَ عَلَيهَا بِغَيرِ رِضَاهَا، ثُمَّ قَتَلَ خِيَارَهَا وَاستَبقَى أَشرَارَهَا، فَبُعدًا لَهُ كَمَا بَعِدَت ثَمُودُ. ثُمَّ إِنَّهُ قَد بَلَغَنَا أَنَّ وَلَدَهُ اللَّعِينَ قَد تَأَمَّرَ عَلَى هٰذِهِ الأُمَّةِ بِلَا مَشوَرَةٍ وَلَا إِجمَاعٍ وَلَا عِلمٍ مِنَ الأَخيَارِ، وَنَحنُ مُقَاتِلُونَ مَعَكَ وَبَاذِلُونَ أَنفُسَنَا مِن دُونِكَ، فَأَقبِل

إِلَيْنَا فَرِحاً مَسْرُوراً، مَأْمُوناً مُبَارَكاً، سَدِيداً وَسَيِّداً، أَمِيراً مُطَاعاً، إِمَاماً خَلِيفَةً عَلَيْنَا مَهْدِيّاً. فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْنَا إِمَامٌ وَلَا أَمِيرٌ إِلَّا النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ، وَهُوَ فِي قَصْرِ الْإِمَارَةِ وَحِيدٌ طَرِيدٌ، لَيْسَ يَجْتَمِعُ مَعَهُ فِي جُمُعَةٍ، وَلَا يَخْرُجُ مَعَهُ إِلَى عِيدٍ، وَلَا يُؤَدَّى إِلَيْهِ الْخَرَاجُ، يَدْعُو فَلَا يُجَابُ، وَيَأْمُرُ فَلَا يُطَاعُ. وَلَوْ بَلَغَنَا أَنَّكَ قَدْ أَقْبَلْتَ إِلَيْنَا أَخْرَجْنَاهُ عَنَّا حَتَّى يَلْحَقَ بِالشَّامِ، فَاقْدَمْ إِلَيْنَا فَلَعَلَّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَجْمَعَنَا بِكَ عَلَى الْحَقِّ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

ثُمَّ طَوَى الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ وَدَفَعَهُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ سَبُعٍ الْهَمْدَانِيِّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مِسْمَعٍ الْبَكْرِيِّ، وَ وَجَّهُوا بِهِمَا إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَقَرَأَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام كِتَابَ أَهْلِ الْكُوفَةِ فَسَكَتَ وَلَمْ يُجِبْهُمْ بِشَيْءٍ.

ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ قَيْسُ بْنُ مُسْهِرٍ الصَّيْدَاوِيُّ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَرْحَبِيُّ وَعُمَارَةُ بْنُ عُبَيْدٍ السَّلُولِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ وَالٍ التَّمِيمِيُّ، وَمَعَهُمْ جَمَاعَةٌ نَحْوَ خَمْسِينَ وَمِئَةٍ، كُلُّ كِتَابٍ مِنْ رَجُلَيْنِ وَثَلَاثَةٍ وَأَرْبَعَةٍ وَ يَسْأَلُونَهُ الْقُدُومَ عَلَيْهِمْ، وَالْحُسَيْنُ علیہ السلام يَتَأَنَّى فِي أَمْرِهِ فَلَا يُجِيبُهُمْ بِشَيْءٍ.

ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ هَانِئُ بْنُ هَانِئٍ السَّبِيعِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَنَفِيُّ بِهٰذَا الْكِتَابِ، وَهُوَ آخِرُ مَا وَرَدَ عَلَى الْحُسَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ شِيعَتِهِ وَشِيعَةِ أَبِيهِ.

أَمَّا بَعْدُ، فَحَيَّهَلا فَإِنَّ النَّاسَ مُنتَظِرُونَ لَا رَأْيَ لَهُم فِي غَيْرِكَ، فَالعَجَلَ العَجَلَ يَابْنَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قَدِ اخضَرَّتِ الجَنَّاتُ ، وَأَينَعَتِ الثِّمَارُ ، وَأَعشَبَتِ الأَرضُ ، وَأَورَقَتِ الأَشجَارُ ، فَاقدَم إِذَا شِئتَ فَإِنَّمَا تَقدَمُ إِلَى جُندٍ لَكَ مُجَنَّدٍ، وَالسَّلَامُ عَلَيكَ وَرَحمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَعَلَى أَبِيكَ مِن قَبلِكَ.

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام لِهَانِئٍ وَسَعِيدِ بنِ عَبدِ اللهِ الحَنَفِيِّ : خَبِّرَانِي مَنِ اجتَمَعَ عَلَى هَذَا الكِتَابِ الَّذِي كُتِبَ مَعَكُمَا إِلَيَّ؟ فَقَالَا : يَا أَمِيرَ المُؤمِنِينَ، اجتَمَعَ عَلَيهِ شَبَثُ بنُ رِبعِيٍّ، وَحَجَّارُ بنُ أَبجَرَ، وَيَزِيدُ بنُ الحَارِثِ، وَيَزِيدُ بنُ رُوَيمٍ، وَعُروَةُ بنُ قَيسٍ، وَعَمرُو بنُ الحَجَّاجِ، وَمُحَمَّدُ بنُ عُمَيرِ بنِ عُطَارِدٍ.

قَالَ: فَعِندَهَا قَامَ الحُسَينُ، فَتَطَهَّرَ وَصَلَّى رَكعَتَينِ بَينَ الرُّكنِ وَالمَقَامِ، ثُمَّ انفَتَلَ مِن صَلَاتِهِ وَسَأَلَ رَبَّهُ الخَيرَ فِيمَا كَتَبَ إِلَيهِ أَهلُ الكُوفَةِ، ثُمَّ جَمَعَ الرُّسُلَ فَقَالَ لَهُم : إِنِّي رَأَيتُ جَدِّي رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي مَنَامِي ، وَقَد أَمَرَنِي بِأَمرٍ وَأَنَا مَاضٍ لِأَمرِهِ، فَعَزَمَ اللهُ لِي بِالخَيرِ، إِنَّهُ وَلِيُّ ذَلِكَ وَالقَادِرُ عَلَيهِ إِن شَاءَ اللهُ تَعَالَى.

''الفتوح میں ہے، شیعیانِ علیؑ کا حضرت سلیمان بن صُرد خزاعی کے گھر اجتماع ہوا اور آپ نے اُن سے درود و سلام کے بعد اُن سے کہا: اے گروہِ شیعہ! تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حاکمِ شام اپنے رب کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اب خدا اُسے اچھے اور بُرے اعمال کا بدلہ دے گا۔ اب اس کا بیٹا یزید اُس کا جانشین ہے۔ حسینؑ بن علیؑ نے اُس کی مخالفت کی ہے اور آپؑ آلِ ابوسفیان کے سرکش افراد کے شر سے بچنے کے لیے مکہ آچکے ہیں۔ آج اُنھیں تمھاری مدد کی ضرورت ہے۔ تم لوگ اُن کے شیعہ ہو اس

سے پہلے تم اُن کے والد کے شیعہ تھے۔

اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم اُن کی مدد کر سکتے ہو اور اُن کے دشمنوں سے جنگ کر سکتے ہو تو پھر انھیں اپنے ہاں آنے کے لیے دعوت دو۔ ہاں! اگر تمھیں اپنی کمزوری اور بزدلی کا اندیشہ ہے تو پھر انھیں دھوکہ نہ دو۔ اس اجلاس میں موجود افراد نے کہا: ہم اُن کی مدد کریں گے اور اُن کے دشمنوں سے جنگ کریں گے اور اُن کے سامنے اپنی جانیں قربان کریں گے، یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کریں۔

پھر سلیمان نے اُن سے عہد و پیمان لیا کہ وہ دھوکہ دیں گے اور نہ ہی بیعت توڑیں گے۔ سلیمان نے کہا: اب تم اپنی طرف سے امام علیہ السلام کو خط لکھو اور اپنی وفاداریوں کا انھیں یقین دلاؤ اور اُن سے کوفہ آنے کی درخواست کرو۔ حاضرین نے کہا: بھلا اس کی کیا ضرورت ہے؟ آپ خود اس مضمون کا خط تحریر کریں تو بھی کافی ہے۔ حضرت سلیمان نے کہا: نہیں خط پوری جماعت کی طرف سے لکھا جانا چاہیے۔ اس کے بعد حاضرین مجلس نے امام علیہ السلام کی طرف یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلیمان بن صُرد، مُسیب بن نجبہ، حبیب بن مظاہر، رفاعہ بن شداد، عبداللہ بن وال اور شیعہ مومنین کی جماعت کی طرف سے حسینؑ بن علیؑ کے نام!

اما بعد! خداوند عالم کی حمد و ثنا ہے کہ جس نے آپؑ اور آپؑ کے والد بزرگوار کے ظالم و غاصب دشمن کو ہلاک کیا۔ اُس نے اُمت کے تمام امور کو اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ پھر اُمت کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تھا اور مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر حکومت کی۔ اُس نے نیک لوگوں کو قتل کیا اور اشرار کو باقی رکھا۔ اُس کے لیے ہلاکت ہو جیسا کہ قومِ ثمود ہلاک ہوئی تھی۔

اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اُس کا لعین بیٹا اس اُمت کا حکمران بن بیٹھا ہے

جب کہ اس کے لیے نہ تو کوئی مشورہ کیا گیا ہے اور نہ اُس پر اجماع ہوا ہے اور نہ ہی شرفا اس پر راضی ہوئے۔ ہم آپؑ کی معیت میں جنگ کرنے پر آمادہ ہیں اور آپ کے حضور اپنی جانیں قربان کرنے پر حاضر ہیں۔ آپ پوری دل جمعی اور خوشی سے امن وسکون کے ساتھ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ آپؑ ہمارے واجب الاطاعت امیر ہیں اور ہمارے ہدایت یافتہ خلیفہ ہیں۔ اس وقت ہمارے اُوپر نعمان بن بشیر کی حکومت ہے اور وہ قصرِ امارہ میں تن تنہا ہوتا ہے۔ ہم اس کے ساتھ جمعہ اور عیدین کے اجتماع میں شرکت نہیں کرتے اور نہ ہی اُسے خراج ادا کرتے ہیں۔ وہ کسی کو بلاتا ہے تو وہ اُسے جواب نہیں دیتا۔ وہ حکم دیتا ہے تو اس کی اطاعت نہیں کی جاتی۔ اگر ہمیں معلوم ہو کہ آپؑ ہمارے ہاں آرہے ہیں تو ہم اُس کو نکال کر شام بھیج دیں گے۔ لہٰذا آپؑ ہمارے ہاں تشریف لائیے۔ عین ممکن ہے کہ آپؑ کے ذریعے سے اللہ رب العزت ہمیں حق پر جمع کردے۔

فرزندِ رسول آپؑ پر درود وسلام ہو۔ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

خط پر مُہر لگائی گئی اور خط عبداللہ بن سبع ہمدانی اور عبداللہ بن یسمع بکری کے حوالے کیا گیا اور انھیں امام علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کردیا۔ جب یہ خط فرزندِ رسولؐ کو پیش کیا گیا تو آپؑ نے اُسے پڑھا اور اُس کا جواب نہ دیا۔

اس کے بعد قیس بن مُسہر صیداوی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ الارجبی، عمارہ بن عُبید سلولی، عبداللہ بن وال تمیمی اور ڈیڑھ سو افراد پر مشتمل ایک جماعت آپؑ کے پاس آئی۔ اِن سب کے خطوط میں آپؑ کو کوفہ آنے کی دعوت دی گئی تھی۔

امام حسین علیہ السلام بالکل خاموش رہے اور انھیں کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آخر میں ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی آپؑ کے پاس حسب ذیل خط لے کر آئے تھے۔ اس خط کی عبارت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام حسینؑ اور اُن کے والد کے شیعوں کی طرف سے حسینؑ بن علیؑ کے نام

امابعد! جلد از جلد ہمارے پاس تشریف لایئے۔ ہم آپؑ کے منتظر ہیں۔ آپؑ کے علاوہ وہ کسی دوسرے کو پسند نہیں کرتے۔

فرزند رسولؐ! جلدی کریں۔ باغات سرسبز ہیں، پھل پک چکے ہیں، ہر طرف ہریالی ہے، درختوں نے اپنے پتوں کا نیا لباس پہن لیا ہے۔ آپؑ جب چاہیں تشریف لائیں، آپ کو تیار لشکر ملے گا۔

وَالسَّلَامُ عَلَيكَ وَرَحمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَعَلَى أَبِيكَ مِن قَبلِكَ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہانی اور سعید بن عبداللہ حنفی سے فرمایا: یہ خط آپ لائے ہیں اور یہ کن کن لوگوں کی طرف سے ہے؟

اُنھوں نے کہا: فرزند امیر المومنینؑ! یہ شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث، یزید بن رُویم، عُروہ بن قیس، عمرو بن الحجاج اور محمد بن عمیر بن عطارد کا مشترکہ خط ہے۔

یہ سن کر آپؑ اُٹھے اور تجدید وضو کیا اور رکن یمانی اور مقامِ ابراہیمؑ کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر کافی دیر دُعا میں مصروف رہے۔ پھر آپؑ نے تمام قاصدوں کو بلایا اور اُن سے فرمایا: میں نے اپنے نانا رسولِ اکرمؐ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اُنھوں نے مجھے حکم دیا ہے اور میں نے اس پر عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے اچھائی کا ارادہ کیا ہے اور وہ اُس کا مالک ہے اور وہ اس پر پوری قدرت رکھتا ہے"۔ (1)

الأخبار الطوال: لَمَّا بَلَغَ أَهلَ الكُوفَةِ وَفَاةُ مُعَاوِيَةَ وَخُرُوجُ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام إِلَى مَكَّةَ، اجتَمَعَ جَمَاعَةٌ مِنَ الشِّيعَةِ فِي

(1) الفتوح: ج ۵، ص ۲۷؛ مقتل خوارزمی: ج اوّل، ص ۱۹۳؛ ملہوف میں مرقوم ہے کہ ایک دن میں آپؑ کے پاس چھ سو خطوط آئے۔ خطوط کا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ آپؑ کے پاس بارہ ہزار خط جمع ہو گئے۔

مَنْزِلِ سُلَيْمَانَ بنِ صُرَدٍ، وَاتَّفَقُوا عَلَى أَن يَكْتُبُوا إِلَى الْحُسَيْنِ عليه السلام يَسأَلُونَهُ الْقُدُومَ عَلَيْهِم، لِيُسَلِّمُوا الأَمرَ إِلَيهِ وَيَطرُدُوا النُّعمَانَ بنَ بَشِيرٍ. فَكَتَبُوا إِلَيهِ بِذٰلِكَ. ثُمَّ وَجَّهُوا بِالكِتَابِ مَعَ عُبَيدِ اللهِ بنِ سُبَيعٍ الهَمدَانِيِّ وَعَبدِ اللهِ بنِ وَدَّاكٍ السُّلَمِيِّ، فَوَافَوا الحُسَينَ عليه السلام بِمَكَّةَ لِعَشرٍ خَلَونَ مِن شَهرِ رَمَضَانَ، فَأَوصَلُوا الكِتَابَ إِلَيهِ.

ثُمَّ لَم يُمسِ الحُسَينُ عليه السلام يَومَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى وَرَدَ عَلَيهِ بِشرُ بنُ مُسهِرٍ الصَّيدَاوِيُّ وَعَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ عُبَيدٍ الأَرحَبِيُّ، وَمَعَهُمَا خَمسُونَ كِتَابًا مِن أَشرَافِ أَهلِ الكُوفَةِ وَرُؤَسَائِهَا، كُلُّ كِتَابٍ مِنهَا مِنَ الرَّجُلَينِ وَالثَّلَاثَةِ وَالأَربَعَةِ بِمِثلِ ذٰلِكَ.

فَلَمَّا أَصبَحَ وَافَاهُ هَانِئُ بنُ هَانِئٍ السَّبِيعِيُّ وَسَعِيدُ بنُ عَبدِ اللهِ الخَثعَمِيُّ، وَمَعَهُمَا أَيضًا نَحوٌ مِن خَمسِينَ كِتَابًا.

فَلَمَّا أَمسَى أَيضًا ذٰلِكَ اليَومَ وَرَدَ عَلَيهِ سَعِيدُ بنُ عَبدِ اللهِ الثَّقَفِيُّ، وَمَعَهُ كِتَابٌ وَاحِدٌ مِن شَبَثِ بنِ رِبعِيٍّ، وَحَجَّارِ بنِ أَبجَرَ، وَيَزِيدَ بنِ الحَارِثِ، وَعَزرَةَ بنِ قَيسٍ، وَعَمرِو بنِ الحَجَّاجِ، وَمُحَمَّدِ بنِ عُمَيرِ بنِ عُطَارِدٍ، وَكَانَ هٰؤُلَاءِ الرُّؤَسَاءَ مِن أَهلِ الكُوفَةِ. فَتَتَابَعَت عَلَيهِ فِي أَيَّامٍ رُسُلُ أَهلِ الكُوفَةِ، وَمِنَ الكُتُبِ مَا مَلَأَ مِنهُ خُرجَينِ.

"اخبار الطوال میں ہے، جب اہلِ کوفہ کو حاکمِ شام کی موت اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ آمد کی اطلاع ملی تو شیعوں کی ایک جماعت سلیمان بن صُرد کے گھر جمع ہوئی۔ اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو خط لکھیں کہ آپؑ ان کی طرف تشریف لائیں اور امارت اُن کے حوالے کریں اور نعمان بن بشیر کو بھگا دیں تو اُن سب نے امام علیہ السلام کی طرف خط

لکھا اور یہ خط عبیداللہ بن سُبیع الہمدانی، عبداللہ بن وداک سلمی کے حوالے کیا۔ اُن لوگوں نے دس رمضان المبارک کو امامؑ سے مکہ میں ملاقات کی اور یہ خط آپؑ کے سپرد کیا۔ پھر اسی دن امام علیہ السلام کے پاس مسہر الصید اوی اور عبدالرحمٰن بن عُبید الارجی پہنچے۔ اُن کے پاس کوفہ کے اشراف اور روسا کے پچاس خطوط تھے۔ ہر خط پر دو، تین یا چار آدمیوں کے دستخط ثبت تھے۔ اگلے دن ہانی بن ہانی سبیعی، سعید بن عبداللہ الخثعمی اور اُن کے پاس پچاس خطوط تھے۔ اُس دن کی شام آپؑ کے پاس سعید بن عبداللہ الثقفی پہنچے، جس کے پاس ایک خط تھا جو شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث، عزرہ بن قیس، عمرو بن الحجاج، محمد بن عمر بن عطارد کی طرف سے تھا۔ یہ سب لوگ کوفہ کے روساء تھے۔ اس کے بعد اہلِ کوفہ کی طرف سے امام علیہ السلام کی طرف مسلسل خطوط آنے لگے، یہاں تک کہ خرجین بھر گئیں"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۲۹)

الفخری: لَمَّا استَقَرَّ [الحُسَینُ علیہ السلام] بِمَکَّۃَ اتَّصَلَ بِأَھلِ الکُوفَۃِ تَأَبِّیہِ مِن بَیعَۃِ یَزِیدَ. وَکَانُوا یَکرَھُونَ بَنِی اُمَیَّۃَ خُصُوصاً یَزِیدَ؛ لِقُبحِ سِیرَتِہِ وَمُجَاھَرَتِہِ بِالمَعَاصِی، وَاشتِھَارِہِ بِالقَبَائِحِ. فَرَاسَلُوا الحُسَینَ علیہ السلام وَکَتَبُوا اِلَیہِ الکُتُبَ یَدعُونَہُ اِلٰی قُدُومِ الکُوفَۃِ. وَیَبذُلُونَ لَہُ النُّصرَۃَ عَلٰی بَنِی اُمَیَّۃَ. وَاجتَمَعُوا وَتَحَالَفُوا عَلٰی ذٰلِکَ. وَتَابَعُوا الکُتُبَ اِلَیہِ فِی ھٰذَا المَعنٰی.

"الفخری میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ تشریف لائے تھے تو اہلِ کوفہ بنی اُمیہ کو پسند نہیں کرتے تھے، خصوصاً یزید سے اُنھیں خاصی نفرت تھی۔ کیونکہ اس کا چال چلن غیر پسندیدہ تھا۔ وہ علانیہ فسق و فجور کرتا تھا۔ وہ ہر قسم کے قبائح میں شہرت رکھتا تھا۔

ان لوگوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط لکھے کہ آپؑ کوفہ

تشریف لائیں کہ وہ بنی اُمیہ کے خلاف اُن کی مدد کریں گے۔ وہ آپ کا ساتھ دیں گے۔ اس طرح کے خطوط امام علیہ السلام کی طرف پے در پے آئے"۔ (الفخری: ص ۱۱۴)

تذکرۃ الخواص عن الواقدی: لَمَّا استَقَرَّ الحُسَینُ علیہ السلام بِمَکَّۃِ وعَلِمَ بِهِ اَهلُ الکُوفَۃِ. کَتَبوا اِلَیهِ یَقُولُونَ: اِنَّا قَد حَبَسنَا اَنفُسَنَا عَلَیكَ، وَلَسنَا نَحضُرُ الصَّلَاۃَ مَعَ الوُلَاۃِ. فَاقدَم عَلَینَا فَنَحنُ فِی مِئَۃِ اَلفٍ. فَقَد فَشَا فِینَا الجَورُ. وَعُمِلَ فِینَا بِغَیرِ کِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّۃِ نَبِیِّهِ. ونَرجو اَن یَجمَعَنَا اللّٰهُ بِكَ عَلَی الحَقِّ، وَیَنفِی عَنَّا بِكَ الظُّلمَ. فَاَنتَ اَحَقُّ بِهٰذَا الاَمرِ مِن یَزِیدَ وَاَبِیهِ الَّذِی غَصَبَ الاُمَّۃَ فَیئَهَا. وَشَرِبَ الخَمرَ. وَلَعِبَ بِالقُرودِ وَالطَّنَابِیرِ. وَتَلَاعَبَ بِالدِّینِ.

"تذکرۃ الخواص میں واقدی سے روایت ہے کہ جب فرزند رسولؐ مکہ میں تشریف لائے اور اہل کوفہ کو آپؑ کی آمد کا علم ہوا تو اُنھوں نے کہا: ہم نے اپنے آپ کو صرف آپ تک محدود رکھا ہوا ہے۔ ہم کوفہ کے والی کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہوتے۔ آپؑ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ ہمارے پاس ایک لاکھ نفوس پر مشتمل لشکر موجود ہے۔ ہر طرف ظلم و جور کی حکمرانی ہے۔ اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت کو معطل کر دیا گیا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ اللہ سبحانہٗ آپؑ کے ذریعے ہمیں حق پر جمع کر دے گا اور آپؑ کے ذریعے ہم سے ظلم و ستم کی نفی ہو جائے گی۔ آپؑ یزید اور اُس کے باپ سے اس اُمر کے زیادہ حق دار ہیں کہ جس نے اُمت کا "فئے" غصب کر رکھا تھا۔ یزید شرابی ہے، وہ بندروں سے کھیلتا ہے اور رقص و سُرود کی محفلوں میں مصروف رہتا ہے۔ اُس نے دین کو کھلونا بنا رکھا ہے"۔ [1]

---

[1] تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۷؛ مروج الذہب: ج ۳، ص ۱۳

تاریخ الیعقوبی: خَرَجَ الحُسَینُ علیہ السلام إلی مَکَّةَ. فَأقامَ بِها أیّاماً، وَکَتَبَ أهلُ العِراقِ إلَیهِ، وَوَجَّهوا بِالرُّسُلِ عَلیٰ إثرِ الرُّسُلِ، فَکانَ آخِرُ کِتابٍ وَرَدَ عَلَیهِ مِنهُم کِتابَ هانِئِ بنِ أبی هانِئٍ وَسَعیدِ بنِ عَبدِاللّٰهِ الخَثعَمِیِّ:

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحیمِ

لِلحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ مِن شیعَتِهِ المُؤمِنینَ وَالمُسلِمینَ. أمّا بَعدُ فَحَیَّهَلا؛ فَإِنَّ النّاسَ یَنتَظِرونَکَ، لا إمامَ لَهُم غَیرُکَ، فَالعَجَلَ ثُمَّ العَجَلَ، وَالسَّلامُ.

"تاریخ یعقوبی میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ تشریف لائے اور آپؑ وہیں کچھ عرصہ کے لیے اقامت پذیر ہو گئے اور اہلِ عراق نے اُن کی طرف خطوط جاری کیے۔ اُنھوں نے اپنے قاصدوں کے حوالے اپنے خطوط کیے۔ آپؑ کے پاس آخری خط ہانی بن ہانی اور سعید بن عبداللہ الخثعمی لائے۔ اس خط کا مضمون یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوفہ کے شیعہ اور دوسرے اہلِ اسلام کی طرف سے یہ خط امام حسین علیہ السلام کے لیے ہے۔ امابعد! آپؑ بہت جلد تشریف لائیں۔ لوگ آپؑ کے انتظار میں ہیں۔ آپؑ کے علاوہ ان کا کوئی دوسرا امام نہیں ہے۔ آپؑ جلد سے جلد تشریف لائیں۔ والسلام [1]

امامؑ کی نائب خاص کی تعیین، سفارتِ کوفہ اور اہلِ کوفہ کے نام خط

تاریخ الطبری عن عمار الدھنی عن أبی جعفر [الباقر] علیہ السلام:

---

[1] تاریخ یعقوبی: ج۲، ص۲۴۱

بَعَثَ الحُسَینُ علیہ السلام اِلیٰ مُسلِمِ بنِ عَقِیلِ بنِ اَبی طَالِبٍ ابنِ عَمِّهِ، فَقَالَ لَهُ: سِرِ اِلَى الكُوفَةِ فَانظُر مَا كَتَبُوا بِهِ اِلَیَّ. فَاِن كَانَ حَقًّا خَرَجنَا اِلَيهِم.

"تاریخ طبری میں عمار دہنی سے مروی ہے، اُس نے کہا: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے ابنِ عم حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ بن ابی طالبؑ کو اپنے پاس بلایا اور اُن سے فرمایا: آپؑ کوفہ جائیں اور جو کچھ اہلِ کوفہ نے لکھا ہے اُس کا جائزہ لیں۔ اگر یہ سچ ہو تو پھر ہم ان لوگوں کی طرف جائیں گے"۔ ①

اَنسَاب الاَشرَاف: تَلَاحَقَتِ الرُّسُلُ كُلُّهَا وَاجتَمَعَت عِندَهُ [اَی عِندَ الاِمَامِ الحُسَینِ علیہ السلام]. فَاَجَابَهُم عَلَى آخِرِ كُتُبِهِم، وَاَعلَمَهُم اَن قَد قَدَّمَ مُسلِمَ بنَ عَقِیلِ بنِ اَبی طَالِبٍ لِیَعرِفَ طَاعَتَهُم وَاَمرَهُم وَیَكتُبَ اِلَيهِ بِحَالِهِم وَرَأیِهِم.

"انساب الاشراف میں ہے، اہلِ کوفہ کی طرف سے قاصد اور خطوط حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس مسلسل آتے رہے۔ آپؑ نے اُن کے آخری خط کا جواب دیا کہ میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو بھیج رہا ہوں۔ وہ تمھاری اطاعت گزاری اور حالات لکھ کر مجھے اطلاع دیں گے"۔ ②

تاریخ الطبری عن اَبی المخارق الراسبی: دَعَا [الحُسَینُ] علیہ السلام مُسلِمَ بنَ عَقِیلٍ، فَسَرَّحَهُ مَعَ قَیسِ بنِ مُسهِرٍ الصَّیدَاوِیِّ وَعُمَارَةَ بنِ عُبَیدٍ السَّلُولِیِّ وَعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عَبدِ اللّٰهِ بنِ الكَدِنِ الاَرحَبِیِّ، فَاَمَرَهُ بِتَقوَى اللّٰهِ وَكِتمَانِ اَمرِهِ وَاللُّطفِ،

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۴۷؛ تہذیب التہذیب: ج۱، ص ۵۹۰؛ الاصابہ: ج۲، ص ۷۹؛ سیر أعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۵۶؛ مقاتل الطالبین: ص ۹۹

② انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۲۵؛ تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۴۲

فَإِن رَأَى النَّاسَ مُجتَمِعِينَ مُستَوسِقِينَ عَجَّلَ إِلَيهِ بِذٰلِكَ.

"تاریخ طبری میں ابو المخارق راسبی سے منقول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو طلب کیا اور اُنھیں کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اُن کے ساتھ قیس بن مسہر الصیداوی، عمارہ بن عُبید سلولی اور عبدالرحمٰن عبداللہ بن الکدن الارجس کو روانہ کیا۔ آپؑ نے اپنے سفیر کو خدا سے تقویٰ، معاملات کو مخفی رکھنے اور نرمی اختیار کرنے کی وصیت کی۔ اس کے بعد فرمایا: اگر اُنھوں نے لوگوں کو یک جا دیکھا تو وہ خود جلد از جلد کوفہ آجائیں گے"۔ (1)

الأخبار الطوال: كَتَبَ الحُسَينُ علیہ السلام إِلَيهِم جَمِيعًا وَاحِدًا، وَدَفَعَهُ إِلَى هَانِئِ بنِ هَانِئٍ وَسَعِيدِ بنِ عَبدِ اللهِ، نُسخَتُهُ:

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ

مِنَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إِلَى مَن بَلَغَهُ كِتَابِي هٰذَا مِن أَولِيَائِهِ وَشِيعَتِهِ بِالكُوفَةِ، سَلَامٌ عَلَيكُم. أَمَّا بَعدُ، فَقَد أَتَتنِي كُتُبُكُم، وَفَهِمتُ مَا ذَكَرتُم مِن مَحَبَّتِكُم لِقُدُومِي عَلَيكُم، وَإِنِّي بَاعِثٌ إِلَيكُم بِأَخِي وَابنِ عَمِّي وَثِقَتِي مِن أَهلِي مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ لِيَعلَمَ لِي كُنهَ أَمرِكُم، وَيَكتُبَ إِلَيَّ بِمَا يَتَبَيَّنُ لَهُ مِنِ اجتِمَاعِكُم. فَإِن كَانَ أَمرُكُم عَلَى مَا أَتَتنِي بِهِ كُتُبُكُم وَأَخبَرَتنِي بِهِ رُسُلُكُم أَسرَعتُ القُدُومَ عَلَيكُم إِن شَاءَ اللهُ، وَالسَّلَامُ.

وَقَد كَانَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ خَرَجَ مَعَهُ مِنَ المَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: يَا ابنَ عَمِّ، قَد رَأَيتُ أَن تَسِيرَ إِلَى الكُوفَةِ، فَتَنظُرَ مَا اجتَمَعَ عَلَيهِ رَأيُ أَهلِهَا، فَإِن كَانُوا عَلَى مَا أَتَتنِي بِهِ

(1) تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۵۴؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۴؛ انساب الاشراف: ج۳،ص ۳۷۰؛ ارشاد: ج۲،ص ۳۹؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۱؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص ۴۳۶؛ بحار الانوار: ج۴۴،ص ۳۳۵

كُتُبُهُم فَعَجِّل عَلَيَّ بِكِتَابِكَ لأُسرِعَ القُدُومَ عَلَيكَ ، وَإِن تَكُنِ الأُخرَىٰ فَعَجِّلِ الاِنصِرَافَ.

"اخبار الطوال میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہلِ کوفہ کے تمام خطوط لکھنے والے لوگوں کی طرف ایک ہی جوابی خط روانہ فرمایا۔ آپؑ نے وہ خط ہانی بن ہانی اور سعید بن عبداللہ کے سپرد کیا اور اس خط کا متن یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے کوفہ کے ہر اُس دوست اور شیعہ کے نام جس تک میرا یہ خط پہنچے۔

سلام علیکم، امابعد! مجھے تمھارے خطوط موصول ہوئے جن میں تم نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں تمھارے پاس آؤں۔ میں اپنے خاندان میں سے اپنے بھائی، ابن عم اور باوثوق شخص مسلمؑ بن عقیلؑ کو تمھارے پاس بھیج رہا ہوں اور وہ تمھارے حالات کا جائزہ لیں گے اور تمھارے اجتماع کی مجھے رپورٹ کریں گے۔ اگر معاملات تمھارے خطوط اور تمھارے قاصدوں کے بیانات کے مطابق ہوئے تو پھر میں جلد از جلد تمھارے پاس آجاؤں گا، ان شاء اللہ، والسلام!

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ مدینہ منورہ سے امام علیہ السلام کے ہمراہ مکہ معظمہ آئے تھے۔ امام علیہ السلام نے اُن سے فرمایا:

اے میرے فرزند عم! میری رائے یہ ہے کہ آپؑ کوفہ جائیں اور جا کر دیکھیں کہ وہاں کے لوگوں کی رائے کیا ہے؟ جو کچھ اُنھوں نے اپنے خطوط میں لکھا ہے اگر وہ واقعی ایسے ہی ہوں تو میری طرف فوراً خط بھیجنا، تاکہ میں تیزی کے ساتھ تمھارے پاس آسکوں۔ اگر حالات اس کے برعکس ہوں تو فوراً واپس چلے آنا"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۰)

تاریخ الطبری عن محمد بن بشر الهمدانی: كتب [الحسين علیہ السلام]

مَعَ هَانِئِ بنِ هَانِئٍ السَّبيعِيِّ وسَعيدِ بنِ عَبدِ اللهِ الحَنَفِيِّ وَكَانَا آخِرَ الرُّسُلِ:

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ

مِن حُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إلَى المَلَاءِ مِنَ المُؤمِنِينَ وَالمُسلِمِينَ. أمَّا بَعدُ، فَإنَّ هَانِئًا وَسَعِيدًا قَدِمَا عَلَيَّ بِكُتُبِكُم، وَكَانَا آخِرَ مَن قَدِمَ عَلَيَّ مِن رُسُلِكُم، وَقَد فَهِمتُ كُلَّ الَّذِي اقتَصَصتُم وَذَكَرتُم، وَمَقَالَةُ جُلِّكُم: أنَّهُ لَيسَ عَلَينَا إمَامٌ، فَأقبِل لَعَلَّ اللهَ أن يَجمَعَنَا بِكَ عَلَى الهُدىٰ وَالحَقِّ. وَقَد بَعَثتُ إلَيكُم أخِي وَابنَ عَمِّي وَثِقَتِي مِن أهلِ بَيتِي، وَأمَرتُهُ أن يَكتُبَ إلَيَّ بِحَالِكُم وَأمرِكُم وَرَأيِكُم. فَإن كَتَبَ إلَيَّ أنَّهُ قَد أجمَعَ رَأيُ مَلَئِكُم وَذَوِي الفَضلِ وَالحِجَا مِنكُم عَلَى مِثلِ مَا قَدِمَت عَلَيَّ بِهِ رُسُلُكُم وَقَرَأتُ فِي كُتُبِكُم أقدَمُ عَلَيكُم وَشِيكًا إن شَاءَ اللهُ. فَلَعَمرِي مَا الإمَامُ إلَّا العَامِلُ بِالكِتَابِ، وَالآخِذُ بِالقِسطِ، وَالدَّائِنُ بِالحَقِّ، وَالحَابِسُ نَفسَهُ عَلَى ذَاتِ اللهِ، وَالسَّلَامُ.

"تاریخ طبری میں محمد بن بشر ہمدانی سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کے ہاتھوں اپنا خط روانہ کیا۔ یہ دونوں اہلِ کوفہ کی طرف سے آخری قاصد بن کر آئے تھے۔ آپؑ کے خط کا متن یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے مومنین، مسلمین سرداروں کے نام!

امابعد! ہانی اور سعید میرے پاس تمھارے خطوط لائے ہیں۔ یہ تمھاری طرف سے آخری قاصد تھے۔ تم لوگوں نے جو کچھ بیان کیا ہے میں نے وہ سب سمجھ لیا ہے۔ تم لوگوں نے یہ کہا ہے کہ تمھارا کوئی امام نہیں ہے، لہٰذا

آپؑ آجائیں۔ ممکن ہے کہ آپؑ کے ذریعے خدا ہمیں ہدایت اور حق پر جمع کردے۔

میں تمھارے پاس اپنے بھائی ابن اعم اور اپنے اہلِ بیتؑ کے ثقہ فرد کو بھیج رہا ہوں اور میں نے اُسے یہ حکم دیا ہے کہ وہ میرے پاس تمھارے حالات اور تمھارے اُمور اور آرا کو لکھیں۔ اگر اُنھوں نے میری طرف یہ لکھا کہ تمھارے سرداروں، باأثر اور اہلِ عقل افراد کی رائے اس اَمر پر جمع ہے جس کا اظہار تم نے اپنے خطوط میں کیا ہے تو پھر اگر اللہ رب العزت نے چاہا تو میں جلد تمھارے پاس آجاؤں گا۔

مجھے اپنی حیات کی قسم! امام وہی ہوسکتا ہے جو کتاب اللہ پر عمل کرے اور عدل و انصاف سے کام لے اور حق کے مطابق فیصلے کرے اور خدا کی رضا کے لیے اپنے نفس پر کنٹرول رکھے۔ والسلام![1]

الفتوح: ذِكْرُ كِتَابِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ إِلَى الْمَلَاءِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. سَلَامٌ عَلَيْكُمْ! أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّ هَانِئَ بْنَ هَانِئٍ وَسَعِيْدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَدِمَا عَلَيَّ بِكُتُبِكُمْ فَكَانَا آخِرَ مَنْ قَدِمَ عَلَيَّ مِنْ عِنْدِكُمْ، وَقَدْ فَهِمْتُ الَّذِيْ قَدْ قَصَصْتُمْ وَذَكَرْتُمْ وَلَسْتُ أُقَصِّرُ عَمَّا أَحْبَبْتُمْ. وَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ أَخِيْ وَابْنَ عَمِّيْ وَثِقَتِيْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، وَقَدْ أَمَرْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ إِلَيَّ بِحَالِكُمْ وَرَأْيِكُمْ وَرَأْيِ ذَوِي الْحِجَا وَالْفَضْلِ مِنْكُمْ. وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلَى مَا قِبَلَكُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى وَالسَّلَامُ. وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. فَإِنْ

---

[1] تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۵۳؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۳؛ ارشاد: ج۲،ص۳۹؛ روضۃ الواعظین: ص۱۹۱؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج۳،ص۹۰؛ بحارالانوار: ج۴۴،ص۳۳۴؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص۴۳۶

كُنتُم عَلَى مَا قَدِمَت بِهِ رُسُلُكُم وَقَرَأتُ فِي كُتُبِكُم. فَقُوموا مَعَ ابنِ عَمِّي وَبَايِعوهُ وَانصُرُوهُ وَلَا تَخذُلُوهُ. فَلَعَمرِي لَيسَ الإِمَامُ العَادِلُ بِالكِتَابِ وَالعَادِلُ بِالقِسطِ كَالَّذِي يَحكُمُ بِغَيرِ الحَقِّ وَلَا يَهدِي وَلَا يَهتَدِي. جَمَعَنَا اللهُ وَإِيَّاكُم عَلَى الهُدَىٰ، وَأَلزَمَنَا وَإِيَّاكُم كَلِمَةَ التَّقوَىٰ، إِنَّهُ لَطِيفٌ لِمَا يَشَاءُ، وَالسَّلَامُ عَلَيكُم وَرَحمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

ثُمَّ طَوَى الكِتَابَ وَخَتَمَهُ، وَدَعَا بِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ فَدَفَعَ إِلَيهِ الكِتَابَ، وَقَالَ لَهُ: إِنِّي مُوَجِّهُكَ إِلَى أَهلِ الكُوفَةِ وَهٰذِهِ كُتُبُهُم إِلَيَّ، وَسَيَقضِي اللهُ مِن أَمرِكَ مَا يُحِبُّ وَيَرضَى، وَأَنَا أَرجُو أَن أَكُونَ أَنَا وَأَنتَ فِي دَرَجَةِ الشُّهَدَاءِ. فَامضِ عَلَى بَرَكَةِ اللهِ حَتَّى تَدخُلَ الكُوفَةَ، فَإِذَا دَخَلتَهَا فَانزِل عِندَ أَوثَقِ أَهلِهَا، وَادعُ النَّاسَ إِلَى طَاعَتِي وَاخذُلهُم عَن آلِ أَبِي سُفيَانَ، فَإِن رَأَيتَ النَّاسَ مُجتَمِعِينَ عَلَى بَيعَتِي فَعَجِّل لِي بِالخَبَرِ حَتَّى أَعمَلَ عَلَى حَسَبِ ذٰلِكَ إِن شَاءَ اللهُ تَعَالَى. ثُمَّ عَانَقَهُ الحُسَينُ علیہ السلام وَوَدَّعَهُ وَبَكَيَا جَمِيعًا.

''الفتوح میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے جو خط اہلِ کوفہ کی طرف لکھا تھا اس کا متن یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے مومنین کے سرداروں کے نام!

اما بعد! سعید بن عبداللہ اور ہانی بن ہانی میرے پاس تمہارے خطوط لے کر آئے ہیں اور یہ دونوں تمہارے آخری قاصد تھے۔ تم لوگوں نے جو کچھ بیان کیا ہے اُسے میں نے سمجھ لیا ہے اور تم نے جو کچھ چاہا ہے میں اُس سے پیچھے نہیں رہوں گا۔ میں نے تمہارے پاس اپنے بھائی، ابنِ عم اور

اہلِ بیتؑ کے ثقہ مرد مسلمؑ بن عقیلؑ کو روانہ کیا ہے اور میں نے اُسے یہ حکم دیا ہے کہ وہ میرے پاس تمھارے حالات اور اہلِ عقل و فضل کی آرا لکھیں۔ اگر اللہ نے چاہا تو وہ تمھارے پاس آرہے ہیں۔ خدا کے علاوہ کوئی طاقت نہیں ہے۔ اگر تمھارے حال یہی ہیں جسے تمھارے قاصدوں نے بیان کیا ہے اور جسے تم نے اپنے خطوط میں لکھا ہے تو میرے ابن عم کے ساتھ قیام کرو اور اُن کی بیعت کرو اور انھیں اکیلا نہ چھوڑو۔ مجھے اپنی حیات کی قسم! دین کا امام وہ ہوتا ہے جو کتاب کے مطابق عدل کرے، ظالمانہ فیصلے کرنے والا ناحق فیصلے کرتا ہے۔ ایسا شخص دوسروں کو ہدایت کرسکتا ہے اور نہ ہی خود ہدایت پر ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ ہمیں اور تمھیں ہدایت پر جمع کرے، ہمیں اور تمھیں تقویٰ کے کلمہ پر قائم رکھے۔ وہ جو چاہتا ہے اس کے لیے باریک بین ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

پھر آپؑ نے خط بند کیا اور اُس پر مُہر لگائی اور حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو بلا کر وہ خط اُن کے سپرد کیا اور اُن سے فرمایا: میں آپؑ کو اہلِ کوفہ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ میرے پاس اُن کے یہ خطوط آئے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ تمھارے متعلق وہی فیصلہ کرے گا جو وہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ ہم دونوں درجۂ شہداء میں ہوں گے۔ خدا کی برکت کا سہارا لے کر چلے جاؤ اور کوفہ داخل ہوجاؤ اور جب کوفہ پہنچو تو پھر وہاں باوثوق ترین شخص کے ہاں قیام کرنا اور وہاں کے لوگوں کو میری اطاعت کی دعوت دینا اور اُنھیں آلِ ابی سفیان سے متنفر کرنا۔ اگر آپ لوگوں کو میری بیعت پر جمع دیکھیں تو پھر مجھے جلد اس کی خبر دیں، تاکہ میں اُس کے مطابق عمل کرسکوں پھر آپؑ نے اُنھیں اپنے گلے لگایا اور اَلوداع کہا۔ اس وقت دونوں بھائی روتے رہے"۔ [1]

---

(1) الفتوح: ج ۳، ص ۳۰؛ مقتل خوارزمی: ج ۱، ص ۱۹۵

البدایۃ والنہایۃ: اِجْتَمَعَتِ الرُّسُلُ كُلُّهَا بِكُتُبِهَا عِنْدَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام ... فَعِنْدَ ذٰلِكَ بَعَثَ ابْنَ عَمِّهٖ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ اِلَى الْعِرَاقِ، لِيَكْشِفَ لَهٗ حَقِيقَةَ هٰذَا الْاَمْرِ وَالْاِتِّفَاقِ، فَاِنْ كَانَ مُتَحَتِّمًا وَاَمْرًا حَازِمًا مُحْكَمًا بَعَثَ اِلَيْهِ لِيَرْكَبَ فِي اَهْلِهٖ وَذَوِيهِ، وَيَأْتِيَ الْكُوفَةَ لِيَظْفَرَ بِمَنْ يُعَادِيهِ، وَكَتَبَ مَعَهٗ كِتَابًا اِلَى اَهْلِ الْعِرَاقِ بِذٰلِكَ.

البدایۃ والنہایۃ میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس تمام قاصد جمع ہو گئے اُس وقت آپؑ نے اپنے ابن عم حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ بن ابی طالبؑ کو عراق بھیجا تا کہ وہ اِن معاملات کی جانچ پڑتال کریں۔ اگر حالات بہتر ہوئے تو پھر آپ کوفہ جائیں گے۔ آپؑ نے حضرت مسلمؑ کو حکم دیا کہ وہ مخالفین پر کنٹرول حاصل کریں۔ پھر آپؑ نے حضرت مسلمؑ کو اہل عراق کے نام خط دے کر روانہ کیا"۔ (البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۵۲)

الملہوف - بَعْدَ ذِكْرِ الْكُتُبِ الَّتِي وَصَلَتْ مِنْ اَهْلِ الْكُوفَةِ لِلْاِمَامِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام: فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام لِهَانِئِ بْنِ هَانِئٍ السَّبِيعِيِّ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَنَفِيِّ: خَبِّرَانِي مَنِ اجْتَمَعَ عَلٰى هٰذَا الْكِتَابِ الَّذِي وَرَدَ عَلَيَّ مَعَكُمَا؟ فَقَالَا: يَا ابْنَ رَسُولِ اللّٰهِ! شَبَثُ بْنُ رِبْعِيٍّ، وَحَجَّارُ بْنُ اَبْجَرَ، وَيَزِيدُ بْنُ الْحَارِثِ، وَيَزِيدُ بْنُ رُوَيْمٍ، وَعُرْوَةُ بْنُ قَيْسٍ، وَعَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ عُطَارِدٍ.

قَالَ: فَعِنْدَهَا قَامَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَسَاَلَ اللّٰهَ الْخِيَرَةَ فِي ذٰلِكَ. ثُمَّ دَعَا بِمُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ وَاَطْلَعَهٗ عَلَى الْحَالِ، وَكَتَبَ مَعَهٗ جَوَابَ كُتُبِهِمْ يَعِدُهُمْ بِالْوُصُولِ اِلَيْهِمْ وَيَقُولُ لَهُمْ مَا مَعْنَاهُ: قَدْ نَفَذْتُ اِلَيْكُمُ ابْنَ

عَمِّی مُسلِمَ بنَ عَقِیلٍ لِیُعَرِّفَنِی مَا اَنتُم عَلَیهِ مِنَ الرَّاْیِ.

"ملہوف میں ہے، اس کتاب میں اہلِ کوفہ کے خطوط کے ذکر کے بعد لکھا ہے:

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ جو خط تم لے کر آئے ہو یہ خط کن لوگوں نے بھیجا ہے؟ انھوں نے کہا: فرزند رسولؐ! یہ خط شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن الحارث، یزید بن رویم، عروہ بن قیس، عمرو بن الحجاج اور محمد بن عمیر بن عطارد نے لکھا ہے۔

اُس وقت امام علیہ السلام اُٹھے اور آپؑ نے رکن و مقام کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے استخارہ کیا۔ پھر آپؑ نے مسلمؑ بن عقیلؑ کو بلایا اور اُنھیں حالات سے آگاہ کیا اور آپؑ نے ان کے خطوط کا جواب لکھا۔ جس میں یہ وعدہ کیا کہ اگر مسلمؑ بن عقیلؑ نے تمھارے متعلق مثبت رائے کا اظہار کیا تو میں بھی تمھارے پاس آجاؤں گا"۔ (1)

تذکرة الخواص عن ابن إسحاق: إجتَمَعَتِ الرُّسُلُ کُلُّهَا بِمَکَّةَ عِندَهُ [أی عِندَ الحُسَینِ علیہ السلام] فَحِینَئِذٍ بَعَثَ إلَیهِم مُسلِمَ بنَ عَقِیلٍ وَکَتَبَ مَعَهُ کِتَابًا:

قَد بَعَثتُ إلَیکُم أخِی وَابنَ عَمِّی وَثِقَتِی مِن أهلِ بَیتِی، وَأمَرتُهُ أن یَکتُبَ إلَیَّ بِحَالِکُم. فَإن کَتَبَ إلَیَّ أنَّهُ قَدِ اجتَمَعَ رَأیُ مَلَئِکُم وَذِی الحِجَا مِنکُم عَلَی مِثلِ مَا قَدِمَت بِهِ رُسُلُکُم قَدِمتُ عَلَیکُم، وَإلَّا لَم أقدَم، وَالسَّلَامُ.

ثُمَّ دَعَا مُسلِمَ بنَ عَقِیلٍ فَبَعَثَهُ مَعَ قَیسِ بنِ مُسهِرٍ الصَّیدَاوِیِّ وَعُمَارَةَ بنِ عَبدِ اللهِ السَّلُولِیِّ وَعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ

---

(1) ملہوف: ص ۱۰۴؛ مثیر الاحزان: ص ۳۶

عَبدِ اللهِ الأرحَبِيِّ، وأمَرَهُ بِكِتمانِ الأمرِ.

"تذکرۃ الخواص میں ابن اسحاق سے مروی ہے: جب مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس اہلِ کوفہ کے خطوط جمع ہو گئے تو آپؑ نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو اہلِ کوفہ کی طرف بھیجا اور اُن کی طرف یہ خط لکھا:

مَیں تمھاری طرف اپنے ابنِ عم، بھائی اور اپنے اہلِ بیتؑ کے ثقہ فرد کو بھیج رہا ہوں۔ میں نے اُنھیں حکم دیا ہے کہ وہ تمھارے حالات مجھے لکھیں۔ اگر اُنھوں نے میری طرف یہ لکھا کہ تم ایک رائے پر جمع ہو چکے ہو اور جو کچھ لکھا ہے اُس کے پابند ہو تو میں تمھارے پاس آجاؤں گا، ورنہ نہیں۔ والسلام!

پھر امام علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو اپنے پاس بلایا اور اُن کے ہمراہ قیس بن مسہر الصیداوی، عمارہ بن عبداللہ السلولی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ الارحبی کو کوفہ کی طرف بھیجا اور اُنھیں حکم دیا کہ اپنے تمام اُمور کو مخفی رکھنا"۔ (تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۴)

مثير الأحزان عن الشعبي: عِندَ ذٰلِكَ رَدَّ [الإمامُ الحُسَينُ] جَوابَ كُتُبِهِم يُمَنّيهِم بِالقَبولِ وَيَعِدُهُم بِسُرعَةِ الوُصولِ: وَإِنَّهُ قَد جاءَ ابنُ عَمّي مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ لِيُعَرِّفَني ما أنتُم عَلَيهِ مِن رَأيٍ جَميلٍ، وَلَعَمري مَا الإمامُ إلَّا العامِلُ بِالكِتابِ، القائِمُ بِالقِسطِ، الدّائِنُ بِدينِ الحَقِّ، الحابِسُ نَفسَهُ في ذاتِ اللهِ. وأمَرَ مُسلِمًا بِالتَّوَجُّهِ بِالكِتابِ إلَى الكوفَةِ.

"مثیر الاحزان میں شعبی سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اہلِ کوفہ کے تمام خطوط کا جواب دیا کہ اُن کی دعوت قبول ہے اور آپؑ جلد اُن کے پاس پہنچنے والے ہیں۔ آپؑ نے لکھا کہ میرے ابنِ عم مسلمؑ بن عقیلؑ تمھارے پاس آرہے ہیں، وہ مجھے تمھارے حالات کی رپورٹ کریں

گے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! امام وہ ہوتا ہے جو کتاب پر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ انصاف سے کام لینے والا ہوتا ہے۔ اُس کے فیصلے حق کے مطابق ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اللہ کی ذات کے لیے وقف کر دیتا ہے۔ آپؑ نے حضرت مسلمؑ کو حکم دیا کہ وہ اس خط کے ساتھ کوفہ روانہ ہو جائیں"۔ [1]

مقاتل الطالبيّين عَن أبي إسحاق: لَمّا بَلَغَ أهلَ الكُوفَةِ نُزولُ الحُسَينِ عليه السلام مَكَّةَ وأنَّهُ لَم يُبايِع لِيَزيدَ، وَفَدَ إلَيهِ وَفدٌ مِنهُم، عَلَيهِم أبو عَبدِ اللهِ الجَدَليُّ، وكَتَبَ إلَيهِ شَبَثُ بنُ رِبعِيٍّ وسُلَيمانُ بنُ صُرَدٍ وَالمُسَيَّبُ بنُ نَجَبَةَ ووُجوهُ أهلِ الكُوفَةِ يَدعونَهُ إلى بَيعَتِهِ وخَلعِ يَزيدَ. فَقالَ لَهُم: أبعَثُ مَعَكُم أخي وَابنَ عَمّي، فَإِذا أخَذَ لي بَيعَتي وأتاني عَنهُم بِمِثلِ ما كَتَبوا بِهِ إلَيَّ قَدِمتُ عَلَيهِم.

ودَعا مُسلِمَ بنَ عَقيلٍ، فَقالَ: اِشخَص إلَى الكُوفَةِ، فَإِن رَأَيتَ مِنهُمُ اجتِماعاً عَلى ما كَتَبوا ورَأَيتَهُ أمراً تَرَى الخُروجَ مَعَهُ فَاكتُب إلَيَّ بِرَأيِكَ. فَقَدِمَ مُسلِمٌ الكُوفَةَ وأتَتهُ الشّيعَةُ، فَأَخَذَ بَيعَتَهُم لِلحُسَينِ عليه السلام.

"مقاتل الطالبین میں ابواسحاق سے روایت ہے، جب اہلِ کوفہ کو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ آ چکے ہیں اور اُنھوں نے یزید کی بیعت نہیں کی۔ تو آپؑ کی طرف وفد پہ وفد آئے۔ ان میں ایک وفد ابوعبداللہ الجدلی کا تھا۔ شبث بن ربعی، سلیمان بن صرد، مسیب بن نجبہ اور دوسرے اشرافِ کوفہ نے آپؑ کی طرف خطوط لکھے کہ وہ سب آپؑ کی بیعت پر جمع ہو چکے ہیں اور یزید کو چھوڑ چکے ہیں۔

[1] مثیر الاحزان: ص ۲۶؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۳۷

امام علیہ السلام نے اُنھیں کہا: میں تمھاری طرف اپنے بھائی اور ابنِ عم کو بھیجتا ہوں اور جب اُنھوں نے تم سے میرے لیے بیعت لے لی اور وہی کچھ لکھا جو تم نے اپنے خطوط میں لکھا ہے تو میں تمھارے پاس آجاؤں گا۔

آپؑ نے مسلمؑ بن عقیلؑ کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا: آپؑ کوفہ جائیں۔ اگر آپؑ لوگوں کو ان باتوں پر پائیں جو اُنھوں نے اپنے خطوط میں لکھی ہیں اور آپؑ اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ یہ لوگ آپؑ کے ساتھ خروج کریں گے تو اپنی رائے میری طرف لکھیں۔ حضرت مسلمؑ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ جب کوفہ میں پہنچے تو آپ کے شیعوں نے اُن کے ہاتھ پر امامؑ کے لیے بیعت کی"۔ (مقاتل الطالبین: ص۹۹)

امام علیہ السلام کی اہلِ بصرہ سے نصرت طلبی

امام حسین علیہ السلام کے خطوط بنام شرفائے بصرہ

تاریخ الطبری عن أبي عثمان النهدي: كَتَبَ حُسَيْنٌ عليه السلام مَعَ مَولىً لَهُم يُقَالُ لَهُ سُلَيْمَانُ، وَكَتَبَ بِنُسْخَةٍ إِلَى رُؤُوسِ الأَخمَاسِ بِالبَصرَةِ وَإِلَى الأَشرَافِ. فَكَتَبَ إِلَى مَالِكِ بنِ مِسمَعٍ البَكرِيِّ، وَإِلَى الأَحنَفِ بنِ قَيسٍ، وَإِلَى المُنذِرِ بنِ الجَارُودِ، وَإِلَى مَسعُودِ بنِ عَمرٍو، وَإِلَى قَيسِ بنِ الهَيثَمِ، وَإِلَى عَمرِو بنِ عُبَيدِ اللهِ بنِ مَعمَرٍ، فَجَاءَتْ مِنهُ نُسخَةٌ وَاحِدَةٌ إِلَى جَمِيعِ أَشرَافِهَا:

أَمَّا بَعدُ، فَإِنَّ اللهَ اصطَفَى مُحَمَّدًا صلى الله عليه وآله على خَلقِهِ وَأَكرَمَهُ بِنُبُوَّتِهِ وَاختَارَهُ لِرِسَالَتِهِ، ثُمَّ قَبَضَهُ اللهُ إِلَيهِ، وَقَد نَصَحَ لِعِبَادِهِ، وَبَلَّغَ مَا أُرسِلَ بِهِ وَكُنَّا أَهلَهُ وَأَولِيَاءَهُ وَأَوصِيَاءَهُ وَوَرَثَتَهُ وَأَحَقَّ النَّاسِ بِمَقَامِهِ فِي النَّاسِ، فَاستَأثَرَ عَلَينَا قَومُنَا بِذٰلِكَ فَرَضِينَا، وَكَرِهنَا الفُرقَةَ، وَأَحبَبنَا العَافِيَةَ، وَنَحنُ نَعلَمُ أَنَّا أَحَقُّ بِذٰلِكَ الحَقِّ المُستَحَقِّ عَلَينَا مِمَّن تَوَلَّاهُ، وَقَد أَحسَنُوا وَأَصلَحُوا وَتَحَرَّوُا الحَقَّ فَرَحِمَهُمُ اللهُ وَغَفَرَ لَنَا وَلَهُم، وَقَد بَعَثتُ رَسُولِي إِلَيكُم بِهٰذَا الكِتَابِ، وَأَنَا أَدعُوكُم إِلَى كِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ صلى الله عليه وآله فَإِنَّ السُّنَّةَ قَد أُمِيتَت، وَإِنَّ البِدعَةَ قَد أُحيِيَت، وَإِن تَسمَعُوا قَولِي وَتُطِيعُوا أَمرِي أَهدِكُم سَبِيلَ الرَّشَادِ، وَالسَّلَامُ عَلَيكُم وَرَحمَةُ اللهِ.

فَكُلُّ مَنْ قَرَأَ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ كَتَمَهُ، غَيْرَ الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَارُودِ فَإِنَّهُ خَشِيَ بِزَعْمِهِ أَنْ يَكُوْنَ دَسِيسًا مِنْ قِبَلِ عُبَيْدِ اللهِ فَجَاءَهُ بِالرَّسُوْلِ مِنَ الْعَشِيَّةِ الَّتِي يُرِيْدُ صَبِيحَتَهَا أَنْ يَسْبِقَ إِلَى الْكُوفَةِ وَأَقْرَأَهُ كِتَابَهُ، فَقَدَّمَ الرَّسُوْلَ فَضَرَبَ عُنُقَهُ وَصَعِدَ عُبَيْدُ اللهِ مِنْبَرَ الْبَصْرَةِ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:

أَمَّا بَعْدُ! فَوَاللهِ مَا تُقْرَنُ بِيَ الصَّعْبَةُ وَلَا يُقَعْقَعُ لِي بِالشِّنَانِ، وَإِنِّي لَنِكَلٌ لِمَنْ عَادَانِي، وَسَمٌّ لِمَنْ حَارَبَنِي، أَنْصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَاهَا.

يَا أَهْلَ الْبَصْرَةِ! إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَّانِي الْكُوفَةَ وَأَنَا غَادٍ إِلَيْهَا الْغَدَاةَ، وَقَدِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ عُثْمَانَ بْنَ زِيَادِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَإِيَّاكُمْ وَالْخِلَافَ وَالْإِرْجَافَ، فَوَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ لَئِنْ بَلَغَنِي عَنْ رَجُلٍ مِنْكُمْ خِلَافٌ لَأَقْتُلَنَّهُ وَعَرِيفَهُ وَوَلِيَّهُ، وَلَآخُذَنَّ الْأَدْنَى بِالْأَقْصَى، حَتّٰى تَسْتَمِعُوا لِي، وَلَا يَكُونَ فِيكُمْ مُخَالِفٌ وَلَا مُشَاقٌّ، أَنَا ابْنُ زِيَادٍ أَشْبَهْتُهُ مِنْ بَيْنِ وَطِئَ الْحَصَى، وَلَمْ يَنْتَزِعْنِي شَبَهُ خَالٍ وَلَا ابْنُ عَمٍّ، ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَصْرَةِ وَاسْتَخْلَفَ أَخَاهُ عُثْمَانَ بْنَ زِيَادٍ، وَأَقْبَلَ إِلَى الْكُوفَةِ وَمَعَهُ مُسْلِمُ بْنُ الْبَاهِلِيُّ وَشَرِيكُ بْنُ الْأَعْوَرِ.

"تاریخ طبری میں ابوعثمان النہدی سے مروی ہے، اِدھر امام حسین علیہ السلام نے اپنے ایک آزاد کردہ غلام سلیمان کے ہاتھ بصرہ کے پانچ گروہوں ① کے رُؤسا اور اشرافِ شہر کو ایک خط روانہ کیا۔ ان لوگوں میں سے مالک بن

① اس سے حسب ذیل قبائل مراد ہیں: ① عالیہ ② بکر بن وائل ③ تمیم ④ عبدالقیس ⑤ اَزد۔

مسمع بکری، احنف بن قیس ①، منذر بن جارود ②، مسعود بن عمرو، قیس بن الہیثم اور عمر بن معمر کے نام ہیں۔ یہ ایک ہی خط تھا جو ان سب کے نام تھا:

اما بعد! خداوند عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مخلوقات میں برگزیدہ کیا،

---

① احنف بن قیس کا تعارف: اس کا پورا نام یہ ہے: احنف بن قیس بن معاویہ تمیمی السعدی ابوبحر بصری۔ اس کا نام ضحاک یا صخر تھا۔ وہ رسولِ اسلام کے عہد مبارک میں مسلمان ہوا تھا۔ لیکن آپ کی زیارت سے مشرف نہ ہوسکا۔ اہلِ بصرہ حلم و سیادت میں اُس کی تعریف کرتے تھے۔ فتح خراسان کے وقت وہ خلیفہ ثانی کے لشکر کا امیر تھا اور خلیفہ ثالث کے عہد میں فتح مرو کے سالاروں میں سے تھا۔ جنگِ جمل میں اُس نے حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ پھر بعد میں اس نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ دیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی قوم کے چار ہزار افراد نے بھی آپ کا ساتھ دیا تھا۔ جنگِ صفین میں وہ آپؑ کے سالاروں میں سے ایک سالار تھا۔ اس کا حاکم شام کے دربار میں بھی خاصا اثر و رسوخ تھا لیکن وہ اُس کے دربار میں بھی حضرت علی علیہ السلام کی مدح و ثنا کرتا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُسے اپنی مدد کے لیے خط لکھا تھا لیکن اُس نے آپؑ کی مدد نہ کی تھی۔ اسے مصعب بن زبیر سے محبت تھی۔ جب مصعب نے کوفہ پر چڑھائی کی تو اُس وقت یہ اُس کے ساتھ تھا۔ ۶۷ھ میں وہ فوت ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں: سیر أعلام النبلاء: ج ۱۴، ص ۸۶، ۹۶؛ الاصابہ: ج۱، ص ۳۳۱؛ اسد الغابہ: ج۱، ص ۱۷۸؛ ج ۳، ص ۱۳؛ استیعاب: ج۱، ص ۲۳۵؛ عیون اخبار ابن قتیبہ: ج۱، ص ۲۱۱؛ رجال کشی: ج۱، ص ۳۰۳، ۳۰۷؛ تنقیح المقال: ج۱، ص ۱۰۳؛ قاموس الرجال: ج۱، ص ۷۹۱۔

② منذر بن جارود بن المعلی العبدی کے حالات: یہ عہد نبویؐ میں پیدا ہوا تھا۔ یہ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا۔ جنگِ جمل میں لشکر کے ایک حصہ کا سالار تھا۔ آنحضرتؑ نے انھیں اصطخر کا عامل مقرر کیا تھا۔ جب اُس نے بیت المال میں خیانت کی تو آپؑ نے اس کی مذمت میں ایک خط لکھا جو نہج البلاغہ میں مذکور ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے دیگر اشرافِ بصرہ کے علاوہ اُسے بھی اپنی نصرت طلبی کی دعوت دی تھی اور اس کے نام خط لکھا تھا۔ دوسرے اشرافِ بصرہ نے اس معاملہ کو مخفی رکھا تھا لیکن اُس نے عبیداللہ بن زیاد کو اس کی اطلاع دی تھی۔ یہ ابن زیاد کا سُسر تھا۔ اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قاصد جناب سلیمان ابورزین کو گرفتار کر کے قتل کر دیا تھا۔ ابن زیاد نے اسے ایک علاقے کا گورنر بنا دیا تھا۔ ۶۱ھ یا ۶۲ھ کے آغاز میں فوت ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں: طبقاتِ کبریٰ: ج۵، ص ۵۶۱؛ ج۷، ص ۸۷؛ تاریخ دمشق: ج ۶۰، ص ۲۸۱، ۲۸۵؛ الاصابہ: ج۵، ص ۲۵۹؛ تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۰۳؛ نہج البلاغہ مکتوب ۷۱؛ قاموس الرجال: ج ۱۰، ص ۲۴۲۔

نبوت سے ان کا اکرام اور رسالت کے لیے اُن کا انتخاب فرمایا۔ جب اس کے بندوں کی خیر خواہی کر چلے، اس کے پیغام کو پہنچا چکے تو حق تعالیٰ نے اُنھیں اپنے پاس بلا لیا۔ ہم لوگ ان کے اہلِ بیتؑ، وصی، ولی اور وارث ہیں۔ ان کی جانشینی کے ہم دوسروں سے زیادہ حق دار ہیں۔ ہماری قوم والوں نے اس باب میں اپنے تئیں ہم پر ترجیح دی۔ ہم نے برداشت کیا اور افتراق و انتشار سے کراہت کی۔ امن و عافیت کو پسند کیا۔ یہ جان بوجھ کر کہ جنھوں نے اس اُمر کا ذمہ لیا ہے بہ نسبت اُن کے ہم ہی حق دار ہیں اُن لوگوں نے اچھائیاں کیں اور اصلاح و بہبود سے کام لیا اور حق سے کامل صورت میں منحرف نہ ہوئے۔ خدا اُن پر رحم کرے۔ ہماری اور اُن کی مغفرت فرمائے۔ میں اس خط کو اپنے قاصد کے ہاتھ تمھارے پاس بھیج رہا ہوں۔ میں تم لوگوں کو اللہ کی کتاب اور اُس کے نبی ﷺ کی سنت کی دعوت دیتا ہوں۔ اس وقت سنت کو مارا جا چکا ہے اور بدعت کو زندہ کیا گیا ہے۔ اگر تم لوگوں نے میرا فرمان سنا اور میرے حکم کی اطاعت کی تو میں سیدھے راستے کی ہدایت کروں گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

جب قاصد نے اشرافِ بصرہ میں جسے خط دیا تو اُس نے خط کو مخفی رکھا، لیکن منذر بن الجارود کو یہ خدشہ ہوا کہ کہیں یہ ابنِ زیاد کی چال نہ ہو اور قاصد خود ابنِ زیاد کا فرستادہ نہ ہو۔ چنانچہ وہ اُسے ابنِ زیاد کے پاس لے گیا۔ دوسرے دن ابنِ زیاد نے کوفہ روانہ ہونا تھا۔ ابن زیاد نے امام علیہ السلام کے قاصد کو قتل کر دیا۔ پھر وہ منبرِ بصرہ پر سوار ہوا اور حمد و ثنا کے بعد یہ تقریر کی:

''لوگو! مجھے مشکلات سے ڈرایا نہیں جا سکتا۔ میں اپنے دشمنوں سے خوب نمٹنا جانتا ہوں۔ میں اپنے مخالفین کے لیے زہرِ قاتل ہوں۔ اُس نے انصاف کیا کہ جس نے تیر اندازی میں مقابلہ کیا۔

اہلِ بصرہ! امیر المومنین (یزید لعین) نے مجھے کوفہ کا گورنر مقرر کیا ہے۔ میں

کل صبح کوفہ روانہ ہو رہا ہوں۔ میں اپنی غیر موجودگی میں اپنے بھائی عثمان بن زیاد بن ابی سفیان کو اپنا جانشین مقرر کر رہا ہوں۔

خبردار! ہر طرح کے اختلاف اور اضطراب سے بچ کر رہنا۔ اس ذات کی قسم کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ اگر مجھے کسی شخص کی مخالفت کی خبر ملی تو میں اُسے اور اُس کے قبیلہ کے حریف اور اُس کے قرابت داروں کو قتل کر دوں گا۔ میں دُور والے کی جگہ قریب والے کو پکڑوں گا اور اُس پر ایسے مظالم ڈھاؤں گا کہ تم سب میرا فرمان سننے لگ جاؤ گے اور تمھارے درمیان کوئی بھی مخالفت کرنے والا نہ رہے گا۔ میں زیاد کا بیٹا ہوں اور اپنے باپ کی کامل شبیہ ہوں۔ مجھ میں میرے ننھیال اور چچاؤں کی شبیہ بھی موجود ہے۔

اس کے بعد ابنِ زیاد کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس سفر میں مسلم بن عمرو الباہلی اور شریک بن اعور (1) بھی اُس کے ہمراہ تھا۔

الفتوح: قَدْ كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام قَدْ كَتَبَ إِلَى رُؤَسَاءِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، مِثْلِ: الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، وَمَالِكِ بْنِ مِسْمَعٍ، وَالْمُنْذِرِ بْنِ الْجَارُودِ، وَقَيْسِ بْنِ الْهَيْثَمِ، وَمَسْعُودِ بْنِ عَمْرٍو، وَعُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَعْمَرٍ، فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ كِتَابًا يَدْعُوهُمْ فِيهِ إِلَى نُصْرَتِهِ وَالْقِيَامِ مَعَهُ فِي حَقِّهِ، فَكَانَ كُلُّ مَنْ قَرَأَ كِتَابَ

---

(1) شریک بن اعور کا تعارف: شریک بن اعور الحارثی السلمی النخعی مذحجی الہمدانی کا تعلق امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب سے تھا۔ یہ جمل، صفین کی جنگوں میں آپؑ کے ہمراہ تھا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ یہ معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ نے اُس کے نام کا مذاق اُڑایا۔ شریک نے اُسے وہ کرارا جواب دیا کہ اُسے خاموشی اختیار کرنا پڑی۔ معاویہ نے اُسے قسم دے کر خاموش کرایا۔ بعدازاں حاکمِ شام نے اُسے اپنا درباری بنالیا۔ یہ ابن زیاد کا دوست تھا۔ ملاحظہ فرمایئے: رجال طوسی: ص ۶۸؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳، ص ۹۱؛ مختصر احوال الشیعہ: ص ۱۱، انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۱؛ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۶۱؛ عیون اخبار ابن قتیبہ: ج ۱، ص ۹۰؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۱

الحُسَينِ علیہ السلام كَتَمَهُ وَلَم يُخبِر بِهِ أحداً إلّا المُنذِرَ بنَ الجارودِ، فَإنّهُ خَشِيَ أن يَكونَ هٰذَا الكِتابُ دَسيساً مِن عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ، وَكانَت حومَةُ بِنتُ المُنذِرِ بنِ الجارودِ تَحتَ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ، فَأقبَلَ إلىٰ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ فَخَبَّرَهُ بِذٰلِكَ.

قالَ: فَغَضِبَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ وَقالَ: مَن رَسولُ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إلَى البَصرَةِ؛ فَقالَ المُنذِرُ بنُ الجارودِ: أيُّهَا الأَميرُ! رَسولُهُ إلَيهِم مَولىً يُقالُ لَهُ سُلَيمانُ. فَقالَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ: عَلَيَّ بِهِ. فَأُتِيَ بِسُلَيمانَ مَولَى الحُسَينِ علیہ السلام وَقَد كانَ مُتَخَفِّياً عِندَ بَعضِ الشّيعَةِ بِالبَصرَةِ. فَلَمّا رَآهُ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ لَم يُكَلِّمهُ دونَ أن قَدَّمَهُ فَضَرَبَ عُنُقَهُ صَبراً رَحِمَهُ اللهُ! ثُمَّ أمَرَ بِصَلبِهِ.

"الفتوح میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے احنف بن قیس، مالک بن مسمع، منذر بن جارود، قیس بن الہیثم، مسعود بن عمرو اور عمر بن عبید اللہ بن معمر جیسے رؤسائے بصرہ کی طرف خط لکھا تھا اور انھیں اپنی نصرت کی دعوت دی تھی۔ اُن میں سے جس نے بھی امام علیہ السلام کا خط پڑھا اُس نے اُسے چھپا دیا اور کسی کو اُس کی خبر نہ ہونے دی۔ البتہ منذر بن جارود نے غداری کی، اُسے یہ خوف ہوا کہ کہیں یہ ابنِ زیاد کا جاسوس نہ ہو۔ علاوہ ازیں اس کی بیٹی حومہ بنت منذر بن جارود ابنِ زیاد کی بیوی تھی۔ وہ ابن زیاد کے پاس گیا اور اُسے سارے معاملہ کی خبر دی۔ یہ خبر سن کر ابنِ زیاد آگ بگولا ہو گیا اور کہا: حسینؑ کا قاصد کون ہے؟ منذر نے جواب دیا: امیر! حسینؑ کا آزاد کردہ غلام سلیمان خط لے کر آیا ہے۔ ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ اُسے میرے پاس لایا جائے۔ اسی وقت جنابِ سلیمانؓ بصرہ کے ایک شیعہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے۔ انھیں وہیں سے گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے سامنے لایا گیا۔ ابنِ زیاد نے اُسے دیکھا تو اُس سے کوئی بات نہ کی۔

اُس نے حکم دیا کہ اُسے رسیوں میں جکڑ کر قتل کر دیا جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور انھیں پابند رسن کر کے شہید کر دیا گیا۔ پھر حکم دیا کہ ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا جائے"۔

مثیر الأحزان عن الشعبي: وَكَتَبَ [الحُسَينُ علیہ السلام] كِتَابًا إِلَى وُجُوهِ أَهلِ البَصرَةِ، مِنهُم: الأَحنَفُ بنُ قَيسٍ، وَقَيسُ بنُ الهَيثَمِ، وَالمُنذِرُ بنُ الجَارُودِ، وَيَزِيدُ بنُ مَسعودٍ النَهشَلِيُّ، وَبَعَثَ الكِتَابَ مَعَ زَرّاعٍ السَّدوسِيِّ. وَقِيلَ: مَعَ سُلَيمَانَ المُكَنّى بِأَبي رَزِينٍ فِيهِ: إِنّي أَدعُوكُم إِلَى اللهِ وَإِلَى نَبِيِّهِ، فَإِنَّ السُّنَّةَ قَد أُمِيتَت. فَإِن تُجِيبُوا دَعوَتي وَتُطِيعُوا أَمرِي أَهدِكُم سَبِيلَ الرَّشَادِ.

فَلَمّا وَصَلَ الكِتَابُ كَتَموا عَلَى الرَّسولِ إِلَّا المُنذِرَ بنَ الجَارُودِ، فَإِنَّهُ أَتَى عُبَيدَ اللهِ بِالكِتَابِ وَرَسُولِ الحُسَينِ علیہ السلام؛ لِأَنَّهُ خَافَ أَن يَكُونَ الكِتَابُ قَد دَسَّهُ عُبَيدُ اللهِ إِلَيهِم لِيَختَبِرَ حَالَهُم مَعَ الحُسَينِ علیہ السلام، لِأَنَّ بَحرِيَّةَ بِنتَ المُنذِرِ زَوجَةُ عُبَيدِ اللهِ. فَلَمّا قَرَأَ الكِتَابَ ضَرَبَ عُنُقَ الرَّسولِ.

"مثیر الاحزان میں شعبی سے منقول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے بصرہ کے اشراف کو خط لکھا۔ ان میں احنف بن قیس بن ہیثم، منذر بن جارود اور یزید بن مسعود نہشلی شامل تھے۔ امام علیہ السلام نے یہ خط زراع السدوسی کے ہاتھ روانہ کیا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ قاصد کا نام سلیمان تھا اور اُس کی کنیت ابورزین تھی۔ آپؑ نے اِس خط میں لکھا تھا کہ میں تمھیں خدا اور اُس کے نبیؐ کے احکام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس وقت سنت مر چکی ہے۔ اگر تم نے میری دعوت کو قبول کیا اور میرے حکم کی اطاعت کی تو میں تمھیں سیدھے راستے پر چلاؤں گا۔

جب یہ خط اشرافِ بصرہ کو ملا تو اُنھوں نے اُسے پوشیدہ رکھا، لیکن منذر بن جارود نے غداری کی اور خط ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ اُس نے یہ کام اس خدشہ کے پیش نظر کیا کہ کہیں ابن زیاد نے یہ خط بھیجا ہو اور وہ اُن کی وفاداریوں کو آزمانا چاہتا ہو۔ منذر کی غداری کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اس کی بیٹی ابن زیاد کی بیوی تھی۔ جب ابن زیاد نے خط پڑھا تو اس نے قاصد کو قتل کرا دیا"۔ ①

أنساب الاشراف: قَدْ كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام كَتَبَ إِلَى وُجُوهِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ يَدْعُوهُمْ إِلَى كِتَابِ اللهِ، وَيَقُولُ لَهُمْ: ﴿إِنَّ السُّنَّةَ قَدْ أُمِيتَتْ، وَإِنَّ الْبِدْعَةَ قَدْ أُحْيِيَتْ وَنُعِشَتْ﴾ وَكَتَمُوا كِتَابَهُ إِلَّا الْمُنْذِرَ بْنَ الْجَارُودِ الْعَبْدِيَّ، فَإِنَّهُ خَافَ أَنْ يَكُونَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ دَسَّهُ إِلَيْهِ، فَأَخْبَرَهُ بِهِ وَأَقْرَأَهُ إِيَّاهُ.

"انساب الاشراف میں حسین بن علی علیہ السلام نے اہلِ بصرہ کے اشراف کی طرف خط لکھا۔ آپؑ نے اُنھیں کتاب اللہ کی طرف دعوت دی۔ آپؑ نے اُن سے کہا تھا کہ سنت مر چکی ہے، بدعت کو زندہ کر دیا گیا ہے۔ منذر بن جارود کے سوا باقی تمام سرداروں نے خط کو مخفی رکھا۔ اُسے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں یہ ابن زیاد کی سازش نہ ہو۔ اُس نے وہ خط ابن زیاد کے سامنے رکھ دیا اور اُس کے لیے اُسے پڑھا"۔ (انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۳۵)

الأخبار الطوال: قَدْ كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام كَتَبَ كِتَابًا إِلَى شِيعَتِهِ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ مَعَ مَوْلًى لَهُ يُسَمَّى سَلْمَانَ، نُسْخَتُهُ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

مِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ إِلَى مَالِكِ بْنِ مِسْمَعٍ، وَالْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ،

---

① مثیر الاحزان: ص ۲۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۳۹

وَالْمُنْذِرِ بنِ الجَارودِ، ومَسعودِ بنِ عَمرٍو، وَقَيسِ بنِ الهَيثَمِ،
سَلامٌ عَلَيكُم. أمّا بَعدُ، فَإنّي أدعُوكُم إلى إحياءِ مَعالِمِ الحَقِّ وَ
إماتَةِ البِدَعِ، فَإن تُجيبُوا تَهتَدوا سُبُلَ الرَّشادِ، وَالسَّلامُ.
فَلَمّا أتاهُم هذَا الكِتابُ كَتَموهُ جَميعًا إلّا المُنذِرَ بنَ
الجارودِ فَإنَّهُ أفشاهُ، لِتَزويجِهِ ابنَتَهُ هِندًا مِن عُبَيدِ اللهِ بنِ
زِيادٍ، فَأقبَلَ حَتّى دَخَلَ عَلَيهِ فَأخبَرَهُ بِالكِتابِ، وَحَكىٰ لَهُ ما
فيهِ. فَأمَرَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ بِطَلَبِ الرَّسولِ، فَطَلَبوهُ فَأتَوهُ
بِهِ، فَضُرِبَت عُنُقُهُ.

"اخبار الطوال میں ہے حسین بن علی علیہ السلام نے اہلِ بصرہ کے شیعوں کی طرف خط لکھا۔ آپؑ نے یہ خط اپنے آزاد کردہ غلام سلیمان کے حوالے کیا تھا۔ خط کا متن یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے مالک بن مسمع، احنف بن قیس، منذر بن جارود، مسعود بن عمرو اور قیس بن الہیثم کے نام ہے۔ سلام علیکم!

امابعد! میں تم سب کو حق کے معالم کے احیا اور بدعات کے خاتمے کی دعوت دے رہا ہوں۔ اگر تم نے جواب دیا تو سیدھا راستہ اختیار کرو گے۔ والسلام!

یہ خط جب مذکورہ لوگوں کو ملا تو سب نے اُسے مخفی رکھا، لیکن منذر بن جارود نے اس راز کو فاش کیا، کیونکہ اُس کی بیٹی ابنِ زیاد کی بیوی تھی۔ وہ ابنِ زیاد کے پاس آیا اور اُس نے اُسے خط کے بارے میں بتادیا۔ ابنِ زیاد نے قاصد کی طلبی کا حکم جاری کیا۔ قاصد کو ابنِ زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اُس نے اُسے قتل کرادیا"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۱)

عیون الأخبار لابن قتیبة عن السکن: كَتَبَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام إلَى الأحنَفِ يَدعُوهُ إلىٰ نَفسِهِ، فَلَم يَرُدَّ الجَوابَ، وَقالَ: قَد

جَرَّبنا آلَ أبي الحَسَنِ فَلَم نَجِد عِندَهُم إِيَالَةً لِلمُلكِ، وَلَا جَمعًا لِلمالِ، وَلَا مَكِيدَةً فِي الحَربِ.

''عیون اخبار ابنِ قتیبہ میں سُکُن سے روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُحنف بن قیس کی طرف خط لکھا تو اُس نے جواب میں لکھا: ''ہم نے آلِ ابوالحسنؑ کو آزما لیا ہے، ہم نے اُن میں ملکی سیاست چلانے کے اوصاف نہیں پائے۔ وہ نہ علاقوں پر قبضہ کرتے ہیں اور نہ وہ مال جمع کر سکتے ہیں اور نہ جنگ میں جنگی چالوں کا علم رکھتے ہیں''۔ (عیون اخبار ابنِ قتیبہ: ج۱، ص ۲۱۱)

یزید بن مسعود [1] کا جواب

الملهوف: كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ وَكَانَ وَالِيًا عَلَى البَصرَةِ بِأَنَّهُ قَد وَلَّاهُ الكُوفَةَ وَضَمَّهَا إِلَيهِ، وَيُعَرِّفُهُ أَمرَ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ وَأَمرَ الحُسَينِ علیہ السلام، وَيُشَدِّدُ عَلَيهِ فِي تَحصِيلِ مُسلِمٍ وَقَتلِهِ، فَتَأَهَّبَ عُبَيدُ اللهِ لِلمَسِيرِ إِلَى الكُوفَةِ.

وَكَانَ الحُسَينُ علیہ السلام قَد كَتَبَ إِلَى جَمَاعَةٍ مِن أَشرَافِ البَصرَةِ كِتَابًا مَعَ مَولًى لَهُ اسمُهُ سُلَيمَانُ وَيُكَنَّى أَبَا رَزِينٍ، يَدعُوهُم فِيهِ إِلَى نُصرَتِهِ وَلُزُومِ طَاعَتِهِ، مِنهُم: يَزِيدُ بنُ مَسعُودٍ النَّهشَلِيُّ، وَالمُنذِرُ بنُ الجَارُودِ العَبدِيُّ، فَجَمَعَ يَزِيدُ بنُ مَسعُودٍ بَنِي تَمِيمٍ

---

[1] یزید بن مسعود نہشلی: یہ شخص اشرافِ بصرہ میں سے شمار ہوتا تھا۔ ہمیں تاریخی کتابوں میں اس کے حالات نہیں مل سکے، البتہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خط اور بنی تمیم و بنی سعد کے سامنے اس کی تقریر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اچھے عقیدے کا مالک تھا۔ جب اس کا جواب امام علیہ السلام کو ملا تو امام علیہ السلام نے اس کے حق میں دُعا کی تھی۔ یہ امام علیہ السلام کی مدد کے لیے روانہ ہوا تھا لیکن راستے میں معلوم ہوا کہ امام علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: الملہوف: ص ۱۰۰-۱۱۳؛ مثیر الاحزان: ص ۲۷-۲۹؛ مستدرکات علم الرجال: ج۸، ص ۲۶۰

وبَنِي حَنظَلَةَ وبَنِي سَعدٍ، فَلَمَّا حَضَروا قَالَ: يا بَنِي تَمِيمٍ! كَيفَ تَرَونَ مَوضِعِي مِنكُم وحَسَبِي فِيكُم؟ فَقالوا: بَخٍ بَخٍ، أنتَ والله فِقرَةُ الظَّهرِ ورَأسُ الفَخرِ، حَلَلتَ فِي الشَّرَفِ وَسَطاً وتَقَدَّمتَ فِيهِ فَرَطاً.

قالَ: فَإِنّي قَد جَمَعتُكُم لِأَمرٍ أُريدُ أن أُشاوِرَكُم فِيهِ وأستَعِينَ بِكُم عَلَيهِ. فَقالوا: وَاللهِ إنّا نَمنَحُكَ النَّصيحَةَ ونَجهَدُ لَكَ الرَّأيَ، فَقُل نَسمَع.

فَقالَ: إنَّ مُعاوِيَةَ قَد ماتَ فَأَهوِن بِهِ وَاللهِ هالِكاً ومَفقوداً، ألا وإنَّهُ قَدِ انكَسَرَ بابُ الجَورِ وَالإِثمِ، وتَضَعضَعَت أركانُ الظُّلمِ، وقَد كانَ أحدَثَ بَيعَةً عَقَدَ بِها أمراً وظَنَّ أنَّهُ قَد أحكَمَهُ، وهَيهاتَ وَالَّذي أرادَ، اجتَهَدَ وَاللهِ فَفَشِلَ، وشاوَرَ فَخُذِلَ، وقَد قامَ ابنُهُ يَزيدُ شارِبُ الخُمورِ ورَأسُ الفُجورِ، يَدَّعِي الخِلافَةَ عَلَى المُسلِمينَ، ويَتَأَمَّرُ عَلَيهِم بِغَيرِ رِضًى مِنهُم، مَعَ قِصَرِ حِلمٍ وقِلَّةِ عِلمٍ، لا يَعرِفُ مِنَ الحَقِّ مَوطِئَ قَدَمِهِ، فَأُقسِمُ بِاللهِ قَسَماً مَبروراً، لَجِهادُهُ عَلَى الدّينِ أفضَلُ مِن جِهادِ المُشرِكينَ.

وهذَا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ ابنُ بِنتِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله، ذُو الشَّرَفِ الأَصيلِ وَالرَّأيِ الأَثيلِ، لَهُ فَضلٌ لا يوصَفُ، وعِلمٌ لا يُنزَفُ، وهُوَ أولى بِهذَا الأَمرِ لِسابِقَتِهِ وسِنِّهِ وقِدَمِهِ وقَرابَتِهِ، يَعطِفُ عَلَى الصَّغيرِ، ويَحنو عَلَى الكَبيرِ، فَأَكرِم بِهِ راعي رَعِيَّةٍ وإمامِ قَومٍ، وَجَبَت لِلّهِ بِهِ الحُجَّةُ، وبَلَغَت بِهِ المَوعِظَةُ. فَلا تَعشوا عَن نورِ الحَقِّ، ولا تَسَكَّعوا في وَهدَةِ الباطِلِ، فَقَد كانَ صَخرُ بنُ قَيسٍ قَدِ انخَذَلَ بِكُم يَومَ الجَمَلِ فَاغسِلوها بِخُروجِكُم إلى

ابنِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَنُصرَتِهِ، وَاللهِ لَا يَقصُرُ اَحَدٌ عَن نُصرَتِهِ إِلَّا اَورَثَهُ اللهُ الذُّلَّ فِي وَلَدِهِ، وَالقِلَّةَ فِي عَشِيرَتِهِ، وَهَا اَنَا قَد لَبِستُ لِلحَربِ لَامَتَهَا، وَادَّرَعتُ لَهَا بِدِرعِهَا، مَن لَم يُقتَل يَمُت، وَمَن يَهرُب لَم يَفُت، فَاَحسِنُوا رَحِمَكُمُ اللهُ رَدَّ الجَوَابِ.

فَتَكَلَّمَت بَنُو حَنظَلَةَ، فَقَالُوا: يَا اَبَا خَالِدٍ! نَحنُ نَبلُ كِنَانَتِكَ وَفَارِسُ عَشِيرَتِكَ، إِن رَمَيتَ بِنَا اَصَبتَ، وَإِن غَزَوتَ بِنَا فَتَحتَ، لَا تَخُوضُ وَاللهِ غَمرَةً إِلَّا خُضنَاهَا، وَلَا تَلقَى وَاللهِ شِدَّةً إِلَّا لَقِينَاهَا، نَنصُرُكَ بِاَسيَافِنَا، وَنَقِيكَ بِاَبدَانِنَا، فَانهَض لِمَا شِئتَ. وَتَكَلَّمَت بَنُو سَعدِ بنِ يَزِيدَ، فَقَالُوا: يَا اَبَا خَالِدٍ! إِنَّ اَبغَضَ الاَشيَاءِ إِلَينَا خِلَافُكَ وَالخُرُوجُ مِن رَايِكَ، وَقَد كَانَ صَخرُ بنُ قَيسٍ اَمَرَنَا بِتَركِ القِتَالِ، فَحَمِدنَا اَمرَنَا وَبَقِيَ عِزُّنَا فِينَا .فَاَمهِلنَا نُرَاجِعِ المَشُورَةَ وَنَاتِيكَ بِرَاينَا.

وَتَكَلَّمَت بَنُو عَامِرِ بنِ تَمِيمٍ، فَقَالُوا: يَا اَبَا خَالِدٍ! نَحنُ بَنُو اَبِيكَ وَحُلَفَاؤُكَ، لَا نَرضَى إِن غَضِبتَ، وَلَا نَقطُنُ إِن ظَعَنتَ، وَالاَمرُ إِلَيكَ، فَادعُنَا نُجِبكَ، وَمُرنَا نُطِعكَ، وَالاَمرُ إِلَيكَ إِذَا شِئتَ. فَقَالَ: وَاللهِ، يَا بَنِي سَعدٍ، لَئِن فَعَلتُمُوهَا لَا يَرفَعُ اللهُ عَنكُمُ السَّيفَ اَبَداً، وَلَا يَزَالُ سَيفُكُم فِيكُم.

ثُمَّ كَتَبَ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام: بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ، اَمَّا بَعدُ .فَقَد وَصَلَ إِلَيَّ كِتَابُكَ، وَفَهِمتُ مَا نَدَبتَنِي إِلَيهِ وَدَعَوتَنِي لَهُ مِنَ الاَخذِ بِحَظِّي مِن طَاعَتِكَ وَالفَوزِ بِنَصِيبِي مِن نُصرَتِكَ، وَاَنَّ اللهَ لَم يُخلِ الاَرضَ مِن عَامِلٍ عَلَيهَا بِخَيرٍ وَدَلِيلٍ عَلَى سَبِيلِ النَّجَاةِ، وَاَنتُم حُجَّةُ اللهِ عَلَى خَلقِهِ وَوَدِيعَتُهُ فِي اَرضِهِ، تَفَرَّعتُم مِن زَيتُونَةٍ اَحمَدِيَّةٍ هُوَ اَصلُهَا وَاَنتُم فَرعُهَا، فَاَقدِم

سَعِدتَ بِأَسعَدِ طائِرٍ . فَقَد ذَلَّلتُ لَكَ أَعناقَ بَنِي تَمِيمٍ وتَرَكتُهُم أَشَدَّ تَتابُعًا لَكَ مِنَ الإِبِلِ الظِّمَاءِ يَومَ خِمسِهَا لِوُرودِ المَاءِ . وَقَد ذَلَّلتُ لَكَ رِقَابَ بَنِي سَعدٍ وَغَسَلتُ لَكَ دَرَنَ صُدورِهَا بِماءِ سَحَابَةِ مُزنٍ حَتَّى استَهَلَّ بَرقُهَا فَلَمَعَ.

فَلَمَّا قَرَأَ الحُسَينُ علیہ السلام الكِتَابَ قَالَ : آمَنَكَ اللهُ يَومَ الخَوفِ ، وَأَعَزَّكَ وأَرواكَ يَومَ العَطَشِ الأَكبَرِ . فَلَمَّا تَجَهَّزَ المُشَارُ إِلَيهِ لِلخُروجِ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام بَلَغَهُ قَتلُهُ قَبلَ أَن يَسِيرَ . فَجَزِعَ مِنِ انقِطاعِهِ عَنهُ.

وأَمَّا المُنذِرُ بنُ الجَارودِ فَإِنَّهُ جاءَ بِالكِتَابِ وَالرَّسُولِ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ ، لِأَنَّ المُنذِرَ خافَ أَن يَكُونَ الكِتَابُ دَسِيسًا مِن عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ . وَكَانَت بَحرِيَّةُ بِنتُ المُنذِرِ زَوجَةً لِعُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ . فَأَخَذَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ الرَّسُولَ فَصَلَبَهُ . ثُمَّ صَعِدَ المِنبَرَ فَخَطَبَ وَتَوَعَّدَ أَهلَ البَصرَةِ عَلَى الخِلَافِ وَإِثَارَةِ الإِرجَافِ . ثُمَّ بَاتَ تِلكَ اللَّيلَةَ . فَلَمَّا أَصبَحَ استَنَابَ عَلَيهِم أَخَاهُ عُثمَانَ بنَ زِيَادٍ ، وَأَسرَعَ هُوَ إِلَى قَصدِ الكُوفَةِ.

"الملہوف میں ہے، یزید بن معاویہ نے ابن زیاد کو (جب وہ بصرہ کا عامل تھا) یہ خط لکھا کہ میں نے تجھے بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کا بھی عامل مقرر کیا ہے۔ وہاں جا کر مسلمؑ بن عقیلؑ کی خبر لے اور مسلمؑ کو تلاش کر کے قتل کر دے اور حسینؑ سے نمٹنے کی تیاری کرے۔ اس خط کے بعد ابن زیاد نے کوفہ کی تیاری شروع کی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اشرافِ بصرہ کو اپنی مدد کے لیے ایک خط لکھا تھا۔ یہ خط امام علیہ السلام کا ایک آزاد کردہ غلام سلیمان لے کر گیا تھا۔ اس کی

کنیت ابورزین تھی۔ آپؑ نے جن لوگوں کی طرف خط بھیجا اُن میں یزید بن نہشل اور منذر بن جارود عبدی شامل تھے۔

یزید بن مسعود نے بنی تمیم، بنی حنظلہ اور بنی سعد کو جمع کیا۔ جب مذکورہ تمام قبائل جمع ہوئے تو اُس نے قوم کے سامنے یہ تقریر کی:

اے بنی تمیم! تمھارے نزدیک میرا کیا مقام و منزلت ہے؟

اُن لوگوں نے جواب میں کہا: آپ ہمارے لیے ریڑھ کی ہڈی ہیں اور ہمارے لیے سرمایۂ افتخار ہیں۔ آپ شرفِ دعوت میں بے مثال ہیں۔

یزید بن مسعود نے کہا: میں نے تمھیں ایک ضروری کام کے لیے جمع کیا ہے اور اس کے لیے مجھے تمھارے مشورہ اور معاونت کی ضرورت ہے۔

اہلِ قبیلہ نے کہا: آپ مسئلہ بیان کریں ہم بھرپور خلوص کے ساتھ مشورہ دیں گے۔ اُس نے کہا: معاملہ یہ ہے کہ حاکمِ شام مر گیا ہے وہ ہلاک ہونے والوں میں سے انتہائی حقیر انسان تھا۔ اُس نے اُمت پر ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ اُس کی موت سے ظلم کے ستون متزلزل ہو چکے ہیں۔ اس نے اپنی زندگی میں ایک بیعت لی تھی اور سمجھتا تھا کہ معاملہ مکمل ہو چکا ہے۔ اب اُس کا یہ ارادہ ناکام ہو چکا ہے۔ اُس نے مشاورت کی تو اُسے چھوڑ دیا گیا ہے۔ اب اُس کی جگہ اُس کا شرابی اور فاسق بیٹا یزید تختِ حکومت پر بیٹھ چکا ہے اور وہ خلیفۃ المسلمین ہونے کا دعویدار ہے اور وہ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر حکومت کر رہا ہے، جب کہ اُس کا دامن علم و حلم سے خالی ہے۔ وہ حق کی کچھ بھی حرمت نہیں رکھتا۔ میں خدا کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس سے جہاد کرنے کا ثواب مشرکین سے جہاد کرنے سے کہیں زیادہ ہے۔

یہ حسینؑ بن علیؑ ہیں جو کہ رسولؐ خدا کے نواسے ہیں، آپ اشرف، اصیل اور محکم رائے رکھنے والے انسان ہیں۔ آپؑ کے فضائل کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ آپؑ علم کا وہ سمندر ہیں جو کبھی خشک نہیں ہوتا۔ آپؑ اپنی سبقت

اسلامی، اپنی عمر اور قرابتِ رسولؐ کی وجہ سے خلافت کے حق دار ہیں۔ آپؑ چھوٹوں پر رحم کرتے ہیں اور بڑوں کا احترام کرتے ہیں۔ آپؑ رعیت کے نہایت محترم حاکم اور قوم کے عظیم امامؑ ہیں۔ آپؑ کے ذریعہ سے خدا کی حجت واجب ہو چکی ہے، لہٰذا نورِ حق سے آنکھیں نہ چراؤ اور باطل کے گرداب میں پھنس کر حیرت زدہ نہ بنو۔

جنگِ جمل میں صخر بن قیس نے حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت کی تھی۔ وہ آج تک ہمارے لیے داغ ہے۔ اس داغ کو دھونے کے لیے فرزندِ رسولؐ کی مدد کرو۔ خدا کی قسم! جو بھی حسینؑ کی مدد سے پیچھے رہے گا تو خدا اس کی نسل میں ذلت پیدا کر دے گا اور اُن کے قبیلہ کے افراد میں قلت پیدا ہو جائے گی۔ میں جنگ کے لیے آمادہ ہو چکا ہوں اور میں اس کے لیے زرہ پہن چکا ہوں۔ جو قتل نہ ہوگا وہ طبعی موت ضرور مرے گا اور جو میدانِ جنگ سے بھاگے گا وہ موت سے بچ نہیں سکے گا۔ خدا کی قسم! تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں، تم سے اچھے جواب کی اُمید ہے۔

بنی حنظلہ نے جواب میں کہا: ابوخالد! ہم تیری کمان کے تیر ہیں اور تیرے قبیلہ کے شہسوار ہیں۔ اگر تم نے ہمیں اپنا تیر بنا کر دشمنوں پر حملہ کیا تو یہ آپ کا درست عمل ہوگا اور اگر ہمیں ساتھ لے کر تم نے جنگ کی تو تمھیں فتح حاصل ہوگی۔ آپ جس گھاٹی میں قدم رکھیں گے ہم آپ کے ساتھ اس وادی میں گھس جائیں گے اور آپ جس اذیت کو برداشت کریں گے تو ہم بھی اُسے برداشت کریں گے۔ ہم اپنی تلواروں سے آپ کی مدد کریں گے اور اپنے اجسام کی قربانی دے کر آپ کے وجود کی حفاظت کریں گے۔ آپ جس سے جنگ کرنا چاہیں ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔

بنی سعید بن یزید نے جواب میں کہا: ابوخالد! آپ کی مخالفت ہمارے لیے انتہائی قابلِ نفرت ہے اور آپ کی رائے سے جدا ہونا باعثِ ذلت

ہے۔ صخر بن قیس نے ہمیں جنگ نہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ ہم نے اس کی تعمیل کی تھی اور ہماری عزت باقی رہ گئی تھی۔ آپ ہمیں اتنی مہلت دیں کہ ہم غور وخوض کر لیں۔ پھر آپ کو اپنی رائے سے آگاہ کریں گے۔ اس کے بعد بنی عامر بن تمیم نے کلام شروع کیا اور کہا:

ہم تیرے آبا کی اولاد اور تیرے حلیف ہیں۔ جو چیز آپ کو غضب میں لائے تو ہم اس پر خوش نہیں ہیں۔ جہاں سے آپ مسافرت کریں گے تو ہمیں ٹھہرنا پسند نہیں ہوگا۔ ہم آپ کی دعوت کو قبول کرتے ہیں اور آپ کے فرمان کی اطاعت کریں گے۔

ابو خالد نے جواب دیا: اے بنی سعد! اگر تمھاری گفتار تمھارے کردار کے مطابق درست ہے تو خدا تمھیں ہمیشہ محفوظ رکھے گا اور اُس کی نصرت تمھارے شاملِ حال رہے گی"۔

یزید بن مسعود کا امام علیہ السلام کو جواب

"امابعد! آپؑ کے مبارک خط کو پڑھا۔ آپؑ نے ہمیں اپنی اطاعت کی طرف بلایا ہے۔ زمانہ میں صرف ایک امام ہوتا ہے جس سے نظامِ کائنات چلتا رہتا ہے۔ آپؑ مخلوق پر خدا کی حجت اور زمین کے لیے باعثِ امن و امان ہیں۔ آپؑ آخری زیتون کی شاخ ہیں۔ اس شجر کی اصل رسولِ اکرمؐ ہیں اور آپؑ اُس کی فرع ہیں۔ آپؑ نیک فال سے ہماری دعوت قبول فرمائیں۔ میں نے بنی تمیم کی گردنیں آپؑ کے سامنے حاضر کر دی ہیں۔ آپؑ کی اطاعت اور اِتباع کا اُنھیں اتنا ہی شوق و اِشتیاق ہے جس طرح سے پیاسا اُونٹ پانی کے چشمہ کا شائق و مشتاق ہوتا ہے۔ میں نے آپؑ کی اطاعت کا قلادہ بنی سعد کے گلے میں ڈال دیا ہے اور اُن کی گردنیں آپؑ کے لیے جھکا دی ہیں۔ ہمارے تمام گروہ بنی سعد اور بنی تمیم آپؑ کی

ملاقات کے مشتاق ہیں اور آپؑ کی زیارت کے خواہش مند ہیں۔ والسلام!

جب قاصد نے امام علیہ السلام کو یہ خط دیا اور آپؑ نے پڑھا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ رب العزت تجھے قیامت کی وحشت سے امان میں رکھے اور پیاس کے دن سیراب فرمائے۔ منقول ہے کہ جب یزید بن مسعود حضرت امام حسین علیہ السلام کی امداد کے لیے اپنے قوم وقبیلہ کو لے کر روانہ ہوئے تو کربلا پہنچنے سے پہلے انھیں معلوم ہوا کہ امام علیہ السلام شہید ہو چکے ہیں۔ یہ پریشانی کے عالم میں واپس چلے آئے۔

جہاں تک منذر بن جارود کا معاملہ ہے جب اُس کے پاس امام علیہ السلام کا قاصد خط لے کر آیا تو اُسے یہ گمان گزرا کہ کہیں یہ ابن زیاد کی سازش نہ ہو، ویسے بھی اُس کی بیٹی بحریہ بنت منذر ابن زیاد کی بیوی تھی۔ چنانچہ وہ ابن زیاد کے پاس گیا اور اُسے قاصد امامؑ کی اطلاع دی۔ ابن زیاد نے قاصد کو گرفتار کر کے اُسے سولی پر لٹکا دیا۔ پھر وہ منبر پر چڑھا اور خطبہ دیا اور اُس نے اہل بصرہ کو اختلاف سے خبردار کیا اور لوگوں کو دھمکیاں دیں۔ پھر اُس نے وہ رات بصرہ میں بسر کی۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو بصرہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور وہ تیزی سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ ①

یزید بن ضبط اور اُس کے دو بیٹوں کا امامؑ سے اِلحاق

تاریخ الطبری عن أبي المخارق الراسبي: اِجتَمَعَ نَاسٌ مِنَ الشِّيعَةِ بِالبَصرَةِ فِي مَنزِلِ امرَأَةٍ مِن عَبدِ القَيسِ يُقَالُ لَهَا مارِيَةُ ابنَةُ سَعدٍ او مُنقِذٍ أَيَّامًا، وَكَانَت تَشَيَّعُ، وَكَانَ مَنزِلُهَا لَهُم مَألَفًا يَتَحَدَّثُونَ فِيهِ، وَقَد بَلَغَ ابنَ زِيَادٍ إِقبَالُ الحُسَينِ فَكَتَبَ إِلَى عامِلِهِ بِالبَصرَةِ أَن يَضَعَ المَنَاظِرَ وَيَأخُذَ بِالطَّرِيقِ.

---

① الملهوف: ص ۱۰۹؛ مثیر الاحزان: ص ۲۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۳۷

قَالَ: فَأَجمَعَ يَزِيدُ بنُ نُبَيطٍ الخُرُوجَ وَهُوَ مِن عَبدِ القَيسِ إِلَى الحُسَينِ عليه السلام، وَكَانَ لَهُ بَنُونَ عَشَرَةٌ. فَقَالَ: أَيُّكُم يَخرُجُ مَعِي؟ فَانتَدَبَ مَعَهُ ابنَانِ لَهُ: عَبدُ اللهِ وَعُبَيدُ اللهِ. فَقَالَ لِأَصحَابِهِ فِي بَيتِ تِلكَ المَرأَةِ: إِنِّي قَد أَزمَعتُ عَلَى الخُرُوجِ، وَأَنَا خَارِجٌ. فَقَالُوا لَهُ: إِنَّا نَخَافُ عَلَيكَ أَصحَابَ ابنِ زِيَادٍ. فَقَالَ: إِنِّي وَاللهِ لَو قَدِ استَوَت أَخفَافُهُمَا بِالجَدَدِ لَهَانَ عَلَيَّ طَلَبُ مَن طَلَبَنِي.

قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ فَتَقَدَّى فِي الطَّرِيقِ حَتَّى انتَهَى إِلَى حُسَينٍ عليه السلام، فَدَخَلَ فِي رَحلِهِ بِالأَبطَحِ، وَبَلَغَ الحُسَينَ عليه السلام مَجِيئُهُ، فَجَعَلَ يَطلُبُهُ وَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى رَحلِ الحُسَينِ عليه السلام، فَقِيلَ لَهُ: قَد خَرَجَ إِلَى مَنزِلِكَ. فَأَقبَلَ فِي أَثَرِهِ، وَلَمَّا لَم يَجِدهُ الحُسَينُ عليه السلام جَلَسَ فِي رَحلِهِ يَنتَظِرُهُ، وَجَاءَ البَصرِيُّ فَوَجَدَهُ فِي رَحلِهِ جَالِساً. فَقَالَ: ﴿بِفَضلِ اللهِ وَبِرَحمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَليَفرَحُوا﴾. قَالَ: فَسَلَّمَ عَلَيهِ وَجَلَسَ إِلَيهِ، فَخَبَّرَهُ بِالَّذِي جَاءَ لَهُ. فَدَعَا لَهُ بِخَيرٍ، ثُمَّ أَقبَلَ مَعَهُ حَتَّى أَتَى فَقَاتَلَ مَعَهُ، فَقُتِلَ مَعَهُ هُوَ وَابنَاهُ.

"تاریخ طبری میں ابی المخارق الراسبی سے منقول ہے، بصرہ کے شیعیانِ علیؑ نے ایک خاتون کے گھر میں اجتماع کیا۔ اس خاتون کا تعلق عبدالقیس قبیلہ سے تھا۔ اس کا نام ماریہ بنت سعد یا ماریہ بنت مُنقذ تھا۔ یہ خاتون شیعہ تھی۔ شیعیانِ بصرہ کئی دن تک اُس کے گھر میں جمع ہوتے رہے۔

ابن زیاد امام حسین علیہ السلام کا راستہ روکنے کے لیے کوفہ چلا گیا۔ اُس نے عاملِ بصرہ کو خط لکھا کہ وہ تمام راستوں کی کڑی نگرانی کرے اور ہر جگہ جاسوس مقرر کرے۔

راوی کا بیان ہے: قبیلہ عبدالقیس کے ایک فرد یزید سبط نے امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ اُس کے دس بیٹے تھے۔ اُس نے

اپنے بیٹوں سے کہا: میں امام علیہ السلام کی نصرت کے لیے اُن کے قافلہ میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔ تم میں سے اس کارِ خیر میں میرا ساتھ کون دے گا؟ اس کے دس بیٹوں میں سے دو بیٹوں عبداللہ اور عبیداللہ نے کہا: ہم اس سفرِ عشق میں آپ کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ یزید بن عبیط نے شیعہ خاتون کے گھر میں اپنے دوستوں کے سامنے اپنے اس عزم کا اظہار کیا اور کہا کہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی نصرت کے لیے روانہ ہو رہا ہوں۔

ساتھیوں نے کہا: ہمیں خدشہ ہے کہ ابن زیاد کے ساتھی کہیں آپ کو راستے میں گرفتار نہ کرلیں۔ اس شخص نے جواب دیا: جب راستے پر روانہ ہو جاؤ تو پھر رکاوٹوں کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔

چنانچہ وہ اپنے بیٹوں کے ہمراہ بصرہ سے روانہ ہوا اور تیزی سے سفر کر کے مکہ کے جنوب میں الابطح کے مقام پر پہنچا۔ جہاں امام علیہ السلام کے خیام لگے ہوئے تھے۔ اس نے حضرتؑ کے خیام کے فاصلہ پر اپنا خیمہ نصب کیا اور خود امام علیہ السلام کے خیمہ کی طرف آیا۔

اُسے بتایا گیا کہ امام علیہ السلام کو تمھاری آمد کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ تم سے ملاقات کے لیے تمھارے خیمہ کی طرف روانہ ہیں۔ چنانچہ یہ سیدھا اپنے خیمہ کی طرف آیا۔ وہاں اُس نے امام علیہ السلام کو اپنا منتظر پایا۔ امام علیہ السلام کی جیسے ہی اس پر نظر پڑی تو آپؑ نے بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا کی تلاوت فرمائی اور اُسے خوش آمدید کہا۔

وہ خوش نصیب امام علیہ السلام کے قافلہ میں شامل ہو گیا اور روزِ عاشورا اپنے بیٹوں سمیت شہید ہوا۔[1]

---

(1) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۵۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۴

چوتھی فصل

سفیر امامؑ کی کوفہ روانگی اور شہادت

کوفہ کا راستہ کیسے طے ہوا؟

تاریخ الطبری عن أبي مخنف: دَعَا [الحُسَينُ عليه السلام] مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ، فَسَرَّحَهُ مَعَ قَيسِ بنِ مُسهِرٍ الصَّيداوِيِّ، وعُمارَةَ بنِ عُبَيدٍ السَّلولِيِّ، وعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ عَبدِ اللهِ بنِ الكَدِنِ الأَرحَبِيِّ، فَأَمَرَهُ بِتَقوَى اللهِ وكِتمانِ أمرِهِ وَاللُّطفِ، فَإِن رَأَى النّاسَ مُجتَمِعينَ مُستَوسِقينَ عَجَّلَ إلَيهِ بِذٰلِكَ.

فَأَقبَلَ مُسلِمٌ حَتّىٰ أتَى المَدينَةَ، فَصَلّىٰ في مَسجِدِ رَسولِ اللهِ، وَوَدَّعَ مَن أحَبَّ مِن أهلِهِ، ثُمَّ استَأجَرَ دَليلَينِ مِن قَيسٍ، فَأَقبَلا بِهِ، فَضَلَّا الطَّريقَ وجارا، وأصابَهُم عَطَشٌ شَديدٌ.

وقالَ الدَّليلانِ: هٰذَا الطَّريقُ حَتّىٰ تَنتَهِيَ إلَى الماءِ، وقَد كادوا أن يَموتوا عَطَشاً، فَكَتَبَ مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ مَعَ قَيسِ بنِ مُسهِرٍ الصَّيداوِيِّ إلىٰ حُسَينٍ عليه السلام وذٰلِكَ بِالمَضيقِ مِن بَطنِ الخُبَيتِ: أمّا بَعدُ، فَإِنّي أقبَلتُ مِنَ المَدينَةِ مَعي دَليلانِ لي، فَجارا عَنِ الطَّريقِ وضَلّا، وَاشتَدَّ عَلَينَا العَطَشُ، فَلَم يَلبَثا أن ماتا، وأقبَلنا حَتَّى انتَهَينا إلَى الماءِ، فَلَم نَنجُ إلّا بِحُشاشَةِ أنفُسِنا، وذٰلِكَ الماءُ بِمَكانٍ يُدعَى المَضيقَ مِن بَطنِ الخُبَيتِ، وقَد تَطَيَّرتُ مِن وَجهي هٰذا، فَإِن رَأَيتَ أعفَيتَني مِنهُ وبَعَثتَ غَيري، وَالسَّلامُ.

فَكَتَبَ إِلَيْهِ حُسَيْنٌ علیہ السلام : أَمَّا بَعْدُ ، فَقَدْ خَشِيتُ أَلَّا يَكُونَ حَمَلَكَ عَلَى الْكِتَابِ إِلَيَّ فِي الِاسْتِعْفَاءِ مِنَ الْوَجْهِ الَّذِي وَجَّهْتُكَ لَهُ إِلَّا الْجُبْنُ ، فَامْضِ لِوَجْهِكَ الَّذِي وَجَّهْتُكَ لَهُ ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ.

فَقَالَ مُسْلِمٌ لَمَّا قَرَأَ الْكِتَابَ: هٰذَا مَا لَسْتُ أَتَخَوَّفُهُ عَلَى نَفْسِي. فَأَقْبَلَ كَمَا هُوَ حَتَّى مَرَّ بِمَاءٍ لِطَيِّئٍ، فَنَزَلَ بِهِمْ ثُمَّ ارْتَحَلَ مِنْهُ، فَإِذَا رَجُلٌ يَرْمِي الصَّيْدَ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ قَدْ رَمَى ظَبْيًا حِينَ أَشْرَفَ لَهُ فَصَرَعَهُ، فَقَالَ مُسْلِمٌ : يُقْتَلُ عَدُوُّنَا إِنْ شَاءَ اللهُ.

"تاریخ طبری میں ابومخنف کے حوالے سے مرقوم ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیل کو بلایا اور اُنھیں اپنا سفیر بنا کر کوفہ جانے کا حکم دیا اور اُن کے ساتھ قیس بن مسہر صیداوی، عمارہ بن عبید سلولی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن الکدن الارحبی کو روانہ کیا۔ آپؑ نے حضرت مسلمؑ کو خدا سے تقویٰ اور معاملات کے مخفی رکھنے اور لوگوں سے مہربانی کرنے کا حکم دیا اور اُن سے فرمایا کہ دیکھنا اگر کوفہ کے حالات سازگار رہوئے تو میں بہت جلد وہاں آجاؤں گا۔ حضرت مسلمؑ مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ تشریف لائے اور اُنھوں نے مسجد نبویؐ میں نماز پڑھی اور اپنے خاندان والوں سے الوداع کیا۔ بعدازاں اُنھوں نے کوفہ جانے کے لیے قبیلہ قیس کے دو راہ شناس افراد کو کرایہ پر ساتھ لیا۔

وہ دونوں رہبر اس مختصر کارواں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے لیکن وہ راستہ بھول گئے اور اصل راستے سے بہت دُور ہٹ گئے۔ قافلہ والوں پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ ان رہنماؤں کی حالت غیر ہوگئی۔ اُنھوں نے اہلِ قافلہ سے کہا کہ اس پیاس کی وجہ سے ہمارا زندہ رہنا محال ہے، لہٰذا تم لوگ اسی راستہ پر چلتے رہو۔ آخرکار کہیں نہ کہیں تمھیں پانی مل جائے گا۔ چنانچہ وہ دونوں

رہبر شدتِ پیاس کی وجہ سے وفات پا گئے۔ جنابِ مسلمؑ اور اُن کے ساتھیوں نے بڑی مشکل سے راستہ طے کیا۔ آخرکار وادیٔ خبیت ① کے درمیان مقامِ مُضیق جا پہنچے جہاں اُنھیں پانی ملا۔ مقامِ مُضیق پہنچ کر حضرت مسلمؑ نے امام حسین علیہ السلام کو ایک خط تحریر کیا جس میں اُنھوں نے لکھا:

امابعد! مَیں مدینہ منورہ سے دو راہنما لے کر چلا تھا لیکن وہ راستے سے بھٹک گئے تھے۔ شدتِ پیاس کی وجہ سے وہ دونوں انتقال کر گئے۔ ہم بڑی مشکل سے پانی تک پہنچے اور پانی ہمیں وادی خُبیت میں مقامِ مُضیق پر میسر آیا۔ مجھے یہ فالِ بد دکھائی دیتی ہے۔ آپؑ مناسب سمجھیں تو مجھے اس خدمت سے معاف رکھیں۔ والسلام!

راوی کا بیان ہے جب امام حسین علیہ السلام نے جنابِ مسلمؑ کا خط پڑھا تو آپؑ سمجھ گئے کہ حضرت مسلمؑ نے رہنماؤں کی موت کو فالِ بد تصور کیا ہے اور وہ خوف زدہ ہو چکے ہیں۔ آپؑ نے حضرت مسلمؑ کے نام یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے مسلمؑ بن عقیلؑ کے نام

"امابعد! آپ کا خط اور خدمت سے معافی طلب کرنا یہ واضح کرتا ہے کہ آپ میں بزدلی اور ناکامی پائی جاتی ہے۔ تمھیں جو حکم دیا گیا ہے اُس پر عمل کرو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!"

جب یہ خط حضرت مسلمؑ کو ملا تو اُنھیں قلق سا محسوس ہوا۔ پھر اُنھوں نے کہا: خدا کی قسم! ابوعبداللہ الحسینؑ نے میری طرف سے بزدلی اور ناکامی کو منسوب کیا ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس سے مَیں کبھی واقف ہی نہیں رہا۔

امام علیہ السلام کے حکم کے ملنے کے بعد حضرت مسلمؑ کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

---

① خُبیت: مدینہ کے اطراف میں ایک وادی ہے۔ جلد ہذا کے آخر میں نقشہ نمبر ۳ میں اس کا محلِ وقوع ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

آپؑ نے راستے میں دیکھا کہ ایک شکاری نے ہرن کا شکار کیا اور اُسے ذبح کیا۔ حضرت مسلمؑ نے اس سے نیک شگون لیا اور کہا کہ خدا نے چاہا تو ہم اپنے دشمنوں کو اس طرح سے قتل کریں گے"۔

تاریخ الطبری عن عمار الدھنی: قُلتُ لِأَبي جَعفَرٍ عليه السلام: حَدِّثني بِمَقتَلِ الحُسَينِ عليه السلام حَتّى كَأَنّي حَضَرتُهُ. قالَ: ماتَ مُعاوِيَةُ وَالوَليدُ بنُ عُتبَةَ بنِ أبي سُفيانَ عَلَى المَدينَةِ، فَأَرسَلَ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام لِيَأخُذَ بَيعَتَهُ، فَقالَ لَهُ: أخِّرني وَارفُق، فَأَخَّرَهُ فَخَرَجَ إلى مَكَّةَ، فَأَتاهُ أهلُ الكوفَةِ وَرُسُلُهُم: إنّا قَد حَبَسنا أنفُسَنا عَلَيكَ، ولَسنا نَحضُرُ الجُمُعَةَ مَعَ الوالي، فَاقدَم عَلَينا. وكانَ النُّعمانُ بنُ بَشيرٍ الأَنصارِيُّ عَلَى الكوفَةِ.

قالَ: فَبَعَثَ الحُسَينُ عليه السلام إلى مُسلِمِ بنِ عَقيلِ بنِ أبي طالِبٍ ابنِ عَمِّهِ، فَقالَ لَهُ: سِر إلَى الكوفَةِ، فَانظُر ما كَتَبوا بِهِ إلَيَّ، فَإِن كانَ حَقّاً خَرَجنا إلَيهِم.

فَخَرَجَ مُسلِمٌ حَتّى أتَى المَدينَةَ، فَأَخَذَ مِنها دَليلَينِ، فَمَرّا بِهِ فِي البَرِّيَّةِ، فَأَصابَهُم عَطَشٌ فَماتَ أحَدُ الدَّليلَينِ، وكَتَبَ مُسلِمٌ إلَى الحُسَينِ عليه السلام يَستَعفيهِ، فَكَتَبَ إلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام: أنِ امضِ إلَى الكوفَةِ.

تاریخ طبری میں عمار دُہنی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مجھے شہادتِ حسینؑ کی داستان اس طرح سنائیں گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب حاکمِ شام موت سے ہم کنار ہوا تو اُس وقت ولید بن عتبہ مدینہ کا عامل تھا۔ اُس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اپنا قاصد بھیجا کہ وہ یزید کی بیعت کریں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے مہلت دی

جائے۔ جب اُس نے مہلت فراہم کی تو آپ مکہ معظمہ کی طرف چلے گئے، وہیں اہلِ کوفہ اور اُن کے خطوط امام علیہ السلام کے پاس آئے کہ ہم آپؑ کے انتظار میں ہیں۔ ہم نے اپنے آپ کو آپؑ کے لیے محدود کر رکھا ہے۔ ہم والی کے ساتھ جمعہ نہیں پڑھتے۔ آپؑ فوراً تشریف لائیں۔ اُن دنوں کوفہ کا عامل نعمان بن بشیر انصاری تھا۔

آپؑ نے فرمایا: امام علیہ السلام نے اپنے ابن عم حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ بن ابی طالبؑ کو طلب کیا اور اُنھیں کوفہ کی سفارت عطا کی کہ وہ کوفہ جائیں اور کوفہ کی سیاسی صورت کا جائزہ لیں اور اُس کی رپورٹ میری طرف لکھیں۔ اگر حالات درست ہیں تو پھر میں آجاؤں گا۔

حضرت مسلمؑ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ آپؑ نے وہاں سے کرایہ پر دو رہبر لیے۔ وہ دونوں راستے سے بھٹک گئے اور شدتِ پیاس کی وجہ سے فوت ہو گئے۔ حضرت مسلمؑ نے امام علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ انھیں اِس کام سے معاف رکھا جائے لیکن امام علیہ السلام نے اُن کی طرف خط لکھا کہ وہ ہر صورت کوفہ جائیں"۔ [1]

الثقات لابن حبّان: خَرَجَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ مِنَ المَدِينَةِ مَعَهُ قَيسُ بنُ مُسهِرٍ الصَّيدَاوِيُّ يُرِيدَانِ الكُوفَةَ. وَنَالَهُمَا فِي الطَّرِيقِ تَعَبٌ شَدِيدٌ، وَجَهدٌ جَهِيدٌ، لِأَنَّهُمَا أَخَذَا دَلِيلًا تَنَكَّبَ بِهِمَا الجَادَّةَ. فَكَادَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ أَن يَمُوتَ عَطَشاً، إِلَى أَن سَلَّمَهُ اللهُ.

"الثقات ابن حبان میں ہے، جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ مدینہ منورہ سے

---

[1] تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۴۷؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص ۴۲۲؛ تہذیب التہذیب: ج۱، ص ۵۹۰؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۶؛ اصابہ: ج ۲، ص ۶۹؛ امالی شجری: ج ۱، ص ۱۹۰؛ حدائق الوردیہ: ج ۲، ص ۶۳؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۷؛ امامت والسیاست: ج ۱، ص ۲۰۷

کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو اُن کے ساتھ قیس بن مسہر صیداوی بھی تھے۔
راستے میں انھیں سخت مشقت جھیلنا پڑی۔ اُنھوں نے دو رہبر حاصل کیے۔ پیاس کی وجہ سے وہ دونوں راستے میں فوت ہو گئے۔ حضرت مسلم کا حال بھی اُنھی جیسا تھا۔ پیاس نے اُن کا حال بھی برا کر رکھا تھا، لیکن اللہ رب العزت نے اُنھیں بچالیا"۔

الفتوح :خَرَجَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ مِن مَكَّةَ نَحوَ المَدينَةِ مُستَخفِيا ، لِئَلّا يَعلَمَ بِهِ اَحَدٌ مِن بَنى اُمَيَّةَ . فَلَمّا دَخَلَ المَدينَةَ بَدَاَ بِمَسجِدِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، فَصَلّى فيهِ رَكعَتَينِ، ثُمَّ اَقبَلَ في جَوفِ اللَّيلِ حَتّى وَدَّعَ مَن اَحَبَّ مِن اَهلِ بَيتِهِ، ثُمَّ اِنَّهُ استَأجَرَ دَليلَينِ مِن قَيسِ عَيلانَ يَدُلّانِهِ عَلَى الطَّريقِ ،وَيَصحَبانِهِ اِلَى الكوفَةِ عَلى غَيرِ الجادَّةِ.

قالَ : فَخَرَجَ بِهِ الدَّليلانِ مِنَ المَدينَةِ لَيلًا وَسارا ، فَغَلَطَا الطَّريقَ، وَجارا عَنِ القَصدِ، وَاشتَدَّ بِهِمَا العَطَشُ، فَماتا جَميعًا عَطَشاً.

قالَ: وَكَتَبَ مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ رحمه الله اِلَى الحُسَينِ علیہ السلام:

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ ، لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ مِن مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ ، اَمّا بَعدُ ، فَاِنّي خَرَجتُ مِنَ المَدينَةِ مَعَ الدَّليلَينِ استَأجَرتُهُما ، فَضَلّا عَنِ الطَّريقِ وَماتا عَطَشاً ، ثُمَّ اِنّا صِرنا اِلَى الماءِ بَعدَ ذٰلِكَ، وَكِدنا اَن نَهلِكَ، فَنَجَونا بِحُشاشَةِ اَنفُسِنا ، وَاُخبِرُكَ يَابنَ بِنتِ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَنّا اَصَبنَا الماءَ بِمَوضِعٍ يُقالُ لَهُ المَضيقُ ، وَقَد تَطَيَّرتُ مِن وَجهي هٰذَا الَّذي وَجَّهتَني بِهِ، فَرَاَيَكَ فِي اِعفائي مِنهُ، وَالسَّلامُ.

قالَ: فَلَمّا قَرَاَ كِتابَ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ رحمه الله عَلِمَ اَنَّهُ قَد

تَشاءَمَ وَتَطَيَّرَ مِن مَوتِ الدَّليلَينِ، وأنَّهُ جَزِعَ. فَكَتَبَ إلَيهِ:

بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ، مِنَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إلى مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ: أمّا بَعدُ، فَإِنّي خَشيتُ ألّا يَكونَ حَمَلَكَ عَلَى الكِتابِ إلَيَّ، وَالاستِعفاءِ مِن وَجهِكَ هذَا الَّذي أنتَ فيهِ، إلَّا الجُبنُ وَالفَشَلُ، فَامضِ لِما اُمِرتَ بِهِ، وَالسَّلامُ عَلَيكَ ورَحمَةُ اللهِ وبَرَكاتُهُ.

فَلَمّا وَرَدَ الكِتابُ عَلى مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ، كَأَنَّهُ وَجَدَ مِن ذلِكَ في نَفسِهِ، ثُمَّ قالَ: وَاللهِ لَقَد نَسَبَني أبو عَبدِ اللهِ الحُسَينُ علیہ السلام إلَى الجُبنِ وَالفَشَلِ! وَهذا شَيءٌ لَم أعرِفهُ مِن نَفسي أبَداً.

ثُمَّ سارَ مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ مِن مَوضِعِهِ ذلِكَ يُريدُ الكوفَةَ، فَإِذا بِرَجُلٍ يَرمِي الصَّيدَ، فَنَظَرَ إلَيهِ مُسلِمٌ، فَرَآهُ وَقَد رَمى ظَبياً فَصَرَعَهُ، فَقالَ مُسلِمٌ: نَقتُلُ أعداءَنا إن شاءَ اللهُ تَعالى.

"الفتوح میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ مکہ سے مدینہ کی طرف مخفی صورت میں نکلے، تاکہ کسی کو علم نہ ہو۔ جب آپؑ مدینہ منورہ آئے تو آپؑ نے مسجد نبویؐ میں حاضری دی، وہیں دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر آدھی رات کو اپنے اہلِ بیتؑ سے وداع کر کے کوفہ کا عزم کیا۔ آپؑ نے قبیلہ قیس بن عیلان کو راستے کی رہبری کے لیے کرایہ پر لیا، تاکہ وہ انھیں غیر معروف راستے سے کوفہ پہنچائیں۔

راوی کہتا ہے: وہ دونوں راہبر رات کو مدینہ سے نکلے اور راستے سے بھٹک گئے اور پیاس کی شدت سے موت سے ہم کنار ہو گئے۔

راوی کہتا ہے: حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمؓ بن عقیلؓ کا خط بہ نام حضرت حسینؓ بن علیؓ

اما بعد! میں جب مدینہ منورہ سے نکلا تو میں نے دو راہبر کرایہ پر لیے تھے۔ وہ راستہ بھول گے اور شدتِ پیاس سے فوت ہو گئے۔ ہم بڑی مشکل کے بعد پانی تک پہنچے۔ اگر پانی نہ ملتا تو ہم بھی موت سے دوچار ہو جاتے۔ ہمیں شدید ترین مشکلات کے بعد نجات ملی۔

دُخترِ فرزندِ رسولؐ! ہمیں مُضیق نامی جگہ پر پانی ملا۔ اس واقعہ سے میں نے فال بد لیا ہے۔ مجھے اِس خدمت سے معاف فرمائیں گے۔ والسلام!

جب امام علیہ السلام کو حضرت مسلمؓ کا یہ خط ملا تو آپؑ نے سمجھ لیا کہ حضرت مسلمؓ نے راہبروں کی موت سے برا شگون لیا ہے اور اس واقعہ سے پریشان ہیں تو اُن کی طرف یہ خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؓ بن علیؓ کا خط مسلمؓ بن عقیلؓ کے نام

اما بعد! آپؓ کا خط اور عہدۂ سفارت سے اِستعفا یہ واضح کرتا ہے کہ آپؓ میں بزدلی اور ناکامی پائی جاتی ہے۔ آپؓ کو جو حکم دیا گیا ہے اُس پر عمل کریں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

راوی کہتا ہے: جب یہ خط حضرت مسلمؓ کو موصول ہوا تو آپؓ اِسے پڑھ کر محزون ہوئے اور کہا: بخدا! امام حسین علیہ السلام نے میری طرف بزدلی اور سستی کی نسبت دی ہے حالانکہ یہ صفات میری لغت میں نہیں ہیں۔

اس کے بعد حضرت مسلمؓ وہاں سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں آپؓ نے ایک آدمی کو ہرن کا شکار کرتے دیکھا۔ اُس نے ہرن کو تیر مارا اور تیر نشانے پر لگا۔

حضرت مسلمؓ نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو ہم اپنے دشمن کو اِسی طرح قتل

کریں گے۔ ①

الأخبار الطوال: خَرَجَ مُسلِمٌ عَلیٰ طَرِیقِ المَدِینَةِ لِیُلِمَّ بِأَهلِهِ، ثُمَّ استَأجَرَ دَلِیلَینِ مِن قَیسٍ وَسَارَ. فَضَلَّا ذَاتَ لَیلَةٍ، فَأَصبَحا وَقَد تَاهَا، وَاشتَدَّ عَلَیهِمَا العَطَشُ وَالحَرُّ، فَانقَطَعَا فَلَم یَستَطِیعَا المَشیَ. فَقَالَا لِمُسلِمٍ: عَلَیكَ بِهٰذَا السَّمتِ فَالزَمهُ، لَعَلَّكَ أَن تَنجُوَ.

فَتَرَكَهُمَا مُسلِمٌ ومَن مَعَهُ مِن خَدَمِهِ بِجُشاشَةِ الأَنفُسِ، حَتّیٰ أَفضَوا إِلیٰ طَرِیقٍ فَلَزِمُوهُ، حَتّیٰ وَرَدُوا المَاءَ. فَأَقَامَ مُسلِمٌ بِذٰلِكَ المَاءِ. وَكَتَبَ إِلَی الحُسَینِ علیہ السلام مَعَ رَسُولٍ استَأجَرَهُ مِن أَهلِ ذٰلِكَ المَاءِ، یُخبِرُهُ خَبَرَهُ وَخَبَرَ الدَّلِیلَینِ وَمَا مِنَ الجَهدِ، وَیُعلِمُهُ أَنَّهُ قَد تَطَیَّرَ مِنَ الوَجهِ الَّذِی تَوَجَّهَ لَهُ، وَیَسأَلُهُ أَن یُعفِیَهُ وَیُوَجِّهَ غَیرَهُ، وَیُخبِرُهُ أَنَّهُ مُقِیمٌ بِمَنزِلِهِ ذٰلِكَ مِن بَطنِ الخُرَیتِ.

فَسَارَ الرَّسُولُ حَتّیٰ وَافیٰ مَكَّةَ، وَأَوصَلَ الكِتَابَ إِلَی الحُسَینِ علیہ السلام، فَقَرَأَهُ وَكَتَبَ فِی جَوَابِهِ: أَمَّا بَعدُ، فَقَد ظَنَنتُ أَنَّ الجُبنَ قَد قَصَّرَ بِكَ عَمَّا وَجَّهتُكَ بِهِ، فَامضِ لِمَا أَمَرتُكَ، فَإِنّی غَیرُ مُعفِیكَ، وَالسَّلَامُ.

"اخبار الطوال میں ہے، حضرت مسلم بن عقیلؑ مکہ سے مدینہ کے راستے پر چلے، تا کہ اپنے خاندان والوں کے پاس نزول کریں۔ وہاں آپؑ نے دو راہبر کرایہ پر لیے۔ یہ دونوں آدمی بنی قیس سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ کارواں اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہا، لیکن راستہ بھول گیا۔ گرمی کی

① الفتوح: ج ۵، ص ۳۲؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۹۳؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۰

شدت اور پیاس سے راہبروں کا بُرا حال ہو گیا۔ اُن میں چلنے کی طاقت ختم ہو گئی۔ اُنھوں نے حضرت مسلمؑ سے کہا: آپؑ اس سمت پر چلیں شاید اپنی جانیں بچا لیں۔ حضرت مسلمؑ نے اُنھیں وہیں چھوڑا اور چل پڑے۔ اُنھیں سخت صعوبت کے بعد پانی ملا اور اُنھوں نے اپنی جانیں بچائیں۔

حضرت مسلمؑ نے اسی پانی والی جگہ پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا۔ مکمل تفصیلات لکھیں کہ اُنھوں نے مدینہ سے دو آدمی کرایہ پر رہبری کے لیے لیے تھے۔ وہ راستہ بھول گئے۔ پیاس کی وجہ سے وہ فوت ہو گئے ہیں اور اِدھر ہم نے بڑی مشکل سے نجات حاصل کی ہے۔ یہ واقعہ میرے نزدیک کوئی نیک شگون نہیں ہے۔ میں اپنے اس عہدہ سے استعفا دیتا ہوں اور آپؑ میرا یہ استعفا منظور فرمائیں۔ اس وقت میں وادی تحریث میں مقیم ہوں۔

قاصد یہ خط لے کر مکہ مکرمہ آیا اور امام علیہ السلام کی خدمت میں یہ خط پیش کیا۔ آپؑ نے اُسے پڑھا اور اُس کا جواب لکھا:

اما بعد! شاید آپؑ کو بزدلی آڑے آئی ہے۔ میں نے جو حکم دیا ہے اس کی تعمیل کیجیے۔ آپؑ کا استعفا قبول نہیں ہے۔ والسلام![1]

البداية والنهاية: لَمَّا سَارَ مُسلِمٌ مِن مَكَّةَ، اِجتَازَ بِالمَدِينَةِ فَأَخَذَ مِنهَا دَلِيلَينِ، فَسَارَا بِهِ عَلَى بَرَارِي مَهجُورَةِ المَسَالِكِ، فَكَانَ أَحَدُ الدَّلِيلَينِ مِنهُمَا أَوَّلَ هَالِكٍ، وَذٰلِكَ مِن شِدَّةِ العَطَشِ، وَقَد أَضَلُّوا الطَّرِيقَ، فَهَلَكَ الدَّلِيلُ الوَاحِدُ بِمَكَانٍ يُقَالُ لَهُ المَضِيقُ مِن بَطنِ خُبَيتٍ، فَتَطَيَّرَ بِهِ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ، فَتَلَبَّثَ مُسلِمٌ عَلَى مَا هُنَالِكَ، وَمَاتَ الدَّلِيلُ الآخَرُ، فَكَتَبَ

[1] اخبار الطوال: ص ۲۳۰

إِلَى الحُسَيۡنِ علیہ السلام يَسۡتَشِيرُهُ فِي أَمۡرِهِ. فَكَتَبَ إِلَيۡهِ يَعۡزِمُ عَلَيۡهِ أَن يَدۡخُلَ العِرَاقَ، وَأَن يَجۡتَمِعَ بِأَهۡلِ الكُوفَةِ. لِيَسۡتَعۡلِمَ أَمۡرَهُم وَيَسۡتَخۡبِرَ خَبَرَهُم.

''البدایہ والنہایہ میں ہے، جب حضرت مسلمؑ مکہ سے مدینہ آئے تو اُنھوں نے یہاں سے دو راہبر کرایہ پر لیے۔ اُنھوں نے غیر معروف راستہ اختیار کیا۔ راستے میں شدتِ پیاس کی وجہ سے ایک راہبر فوت ہو گیا۔ پھر دوسرا راہبر وادیٔ خُبیث میں فوت ہو گیا۔ حضرت مسلمؑ نے اس واقعہ کو فالِ بد شمار کیا تو اُنھوں نے مشاورت کے لیے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ وہ ہر صورت کوفہ جائیں اور لوگوں کو اکٹھا کریں اور پھر مجھے وہاں کے حالات کی اطلاع دیں''۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۵۲)

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کا عہدہ سفارت سے استعفا والی روایات کا تجزیہ

سابقہ روایات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیل کوفہ جانے کے لیے مکہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں سے سفر کی راہبری کے لیے دو آدمیوں کو کرایہ پر ساتھ لیا۔ راستہ سے بھٹک جانے کی وجہ سے اور شدتِ پیاس سے وہ فوت ہو گئے تھے۔ مرنے والے راہبروں کی مشاورت اور اپنی کوشش و کاوش سے حضرت مسلمؑ کا کارواں پانی کی جگہ پر پہنچا اور اپنی جان بچائی۔ اس حادثہ کو حضرت مسلمؑ نے فالِ بد شمار کیا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف تفصیلی خط لکھا اور اپنے عہدہ سے استعفا کا اظہار کیا لیکن فرزند رسولؐ نے اُن کا استعفا منظور نہ کیا بلکہ تاکید کی کہ وہ ہر صورت کوفہ جائیں اور حکم کی تعمیل کریں۔

یہ تمام روایات قابلِ غور و فکر ہیں جب اُنھیں درج ذیل اسباب کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے تو صحیح نظر نہیں آتیں وہ اسباب درج ذیل ہیں:

① مذکورہ روایات اپنے اسناد کے لحاظ سے معتبر نہیں ہیں، اس لیے یہ قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔

② تاریخی واقعات سے استفادہ ہوتا ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے مکہ مکرمہ سے کوفہ تک کا سفر بیس دنوں میں طے کیا تھا۔ آپ مکہ سے ۱۵ رمضان المبارک کو روانہ ہوئے تھے اور کوفہ پانچ شوال کو پہنچے تھے۔ جب ہم مکہ سے کوفہ تک کی مسافت کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ مسافت تقریباً ۱۲۰۰ کلومیٹر بنتی ہے۔ اگر ہم فرض کریں کہ حضرت مسلمؑ نے روزانہ ۷۰ کلومیٹر طے کیے ہوں تو اس صورت میں یہ فاصلہ طے ہو سکتا ہے اور یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ جب ہم اُن کے راستے کی منازل کو اس حساب کتاب میں شمار نہ کریں، حالانکہ آپؑ جب مکہ سے مدینہ آئے تو وہیں قیام کیا، پھر جب کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں جو حادثہ پیش آیا اُس کے پیشِ نظر راستے میں قیام کیا۔ امامؑ کی طرف قاصد بھیجا اور پھر امام علیہ السلام کے خط کا انتظار کیا۔ قاصد جائے حادثہ سے مکہ مکرمہ آیا۔ امام علیہ السلام سے ملا اور پھر امام علیہ السلام کا جواب لے کر واپس حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے پاس پہنچا۔ اس مدت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ حضرت مسلمؑ بن عقیل کا کارواں راستہ چلتے ہوئے سفر کی تھکان کو دُور کرنے کے لیے استراحت بھی کرتا رہا تو اس لحاظ سے یہ سفر کم از کم ایک ماہ میں طے ہوا ہوگا۔

③ راہبروں کی موت کا قصہ عجیب بات ہے۔ عرب لوگ صحراؤں اور ریگستانوں کے سفر کے عادی تھے۔ وہ دشوار ترین سفر کرنا جانتے تھے۔ ان دونوں راہبروں کا پیشہ بھی راہبری تھا۔ یہ سخت جان لوگ تھے۔ پیاس کی وجہ سے ان کی موت ہو جاتی ہے اور جن کا پیشہ سفر نہ تھا اور جو سخت جان لوگ نہ تھے یعنی حضرت مسلمؑ اور آپؑ کے ساتھی وہ موت سے بچ جاتے ہیں۔ حالات سب کے لیے برابر تھے۔ حضرت مسلمؑ اور آپؑ کے ساتھی بھی موت سے محفوظ نہ رہتے۔ اس لحاظ سے یہ روایات صحیح نہیں ہیں۔

④ تہذیب اسلامی میں فال اور شگون وغیرہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اسلام نے ان باتوں کی مذمت کی ہے۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ غیر معمولی شخصیت کے مالک تھے۔ آپؑ میں قیادت کے جوہر بدرجہ اُتم موجود تھے۔ خاندانِ اہلِ بیت رسالتؐ کے فرد تھے۔ بہت بڑے عالم تھے۔ زمانے کے امامؑ کی سفارت کے عہدہ دار تھے۔ امام علیہ السلام نے

اپنی سفارت کے لیے آپؑ کا انتخاب کیا کیونکہ آپؑ میں عہدۂ سفارت کی تمام صلاحیتیں موجود تھیں۔ آپؑ کی ذات کی طرف ایسی سطحی باتوں کی نسبت نہیں دی جا سکتی۔

⑤ علامہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں کوئی ایسی روایات نقل نہیں کیں کہ جس میں حضرت مسلمؑ نے عہدۂ سفارت سے استعفا چاہا ہو۔ ہاں یہ بات درست ہے کہ جب راستے میں راہبروں کی موت کا حادثہ پیش آیا تو آپؑ نے امامؑ سے مشورہ لینے کے لیے خط لکھا تھا، تا کہ امام علیہ السلام کی ہدایت کی روشنی میں یہ سفر طے کیا جا سکے۔

⑥ یہ روایت امام حسین علیہ السلام کی عظیم شخصیت سے بعید ہے کہ آپؑ اپنے انتخاب کو بزدلی اور خوف سے متہم کریں۔ حضرت مسلمؑ آپؑ کا انتخاب تھے۔ وہ ایک بہادر اور شجاع انسان تھے۔ پھر حضرت مسلمؑ کے عہدۂ سفارت کے نتائج کو خوب جانتے تھے کہ اس عہدہ کی قبولیت میں اُن کی شہادت ممکن ہے۔ یہ تمام باتیں اُن کے سامنے تھیں۔

یہ تمام مذکورہ روایات، قصے اور کہانیاں ہیں۔ اِن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ علاوہ ازیں دشمن نے تاریخ عاشورا کی تحریف کے لیے جو کام کیا ہے یہ روایات اُس تحریف سے تعلق رکھتی ہیں۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی کوفہ آمد اور آپؑ کی بیعت

مروج الذهب: خَرَجَ مُسلِمٌ مِن مَكَّةَ فِي النِّصفِ مِن شَهرِ رَمَضانَ، حَتّى قَدِمَ الكُوفَةَ لِخَمسٍ خَلَونَ مِن شَوّالٍ، وَالأَميرُ عَلَيهَا النُّعمانُ بنُ بَشيرٍ الأَنصارِيُّ.

"مروج الذہب میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ ۱۵ رمضان المبارک کو مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور آپؑ ۵ شوال کو کوفہ پہنچے۔ ان دنوں کوفہ کا عامل نعمان بن بشیر انصاری تھا"۔ (مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۴)

تاریخ الطبري عن أبي مخنف: أقبَلَ مُسلِمٌ حَتّى دَخَلَ الكُوفَةَ، فَنَزَلَ دارَ المُختارِ بنِ أبي عُبَيدٍ، وهِيَ الَّتي تُدعَى اليَومَ دارَ

مُسلِمِ بنِ المُسَیَّبِ واَقبلَتِ الشّیعَةُ تَختَلِفُ اِلَیهِ ، فَلَمّا اجتَمَعَت اِلَیهِ جَمَاعَةٌ مِنهُم ، قَرَاَ عَلَیهِم کِتَابَ حُسَینٍ علیہ السلام ، فَاَخَذُوا یَبکُونَ.

فَقَامَ عَابِسُ بنُ اَبِی شَبِیبٍ الشَّاکِرِیُّ ، فَحَمِدَ اللهَ واَثنی عَلَیهِ ، ثُمَّ قَالَ : اَمّا بَعدُ ، فَاِنّی لَا اُخبِرُكَ عَنِ النَّاسِ ، وَلَا اَعلَمُ مَا فِی اَنفُسِهِم ، وَمَا اَغُرُّكَ مِنهُم ، وَاللهِ لَاُحَدِّثَنَّكَ عَمّا اَنَا مُوَطِّنٌ نَفسی عَلَیهِ ، وَاللهِ لَاُجِیبَنَّکُم اِذَا دَعَوتُم ، وَلَاُقَاتِلَنَّ مَعَکُم عَدُوَّکُم ، وَلَاَضرِبَنَّ بِسَیفِی دُونَکُم حَتّٰی اَلقَی اللهَ ، لَا اُرِیدُ بِذٰلِكَ اِلَّا مَا عِندَ اللهِ . فَقَامَ حَبِیبُ بنُ مُظَاهِرٍ الفَقعَسِیُّ ،

فَقَالَ : رَحِمَكَ اللهُ ! قَد قَضَیتَ مَا فِی نَفسِكَ بِوَاجِزٍ مِن قَولِكَ ، ثُمَّ قَالَ : وَاَنَا وَاللهِ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، عَلٰی مِثلِ مَا هٰذَا عَلَیهِ . ثُمَّ قَالَ الحَنَفِیُّ مِثلَ ذٰلِكَ . فَقَالَ الحَجَّاجُ بنُ عَلِیٍّ : فَقُلتُ لِمُحَمَّدِ بنِ بِشرٍ : فَهَل کَانَ مِنكَ اَنتَ قَولٌ ؟ فَقَالَ : اِن کُنتُ لَاُحِبُّ اَن یُعِزَّ اللهُ اَصحَابِی بِالظَّفَرِ ، وَمَا کُنتُ لِاُحِبَّ اَن اُقتَلَ ، وَکَرِهتُ اَن اَکذِبَ . وَاختَلَفَتِ الشّیعَةُ اِلَیهِ حَتّٰی عُلِمَ مَکَانُهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النُّعمَانَ بنَ بَشِیرٍ .

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے منقول ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں داخل ہوئے اور آپ مختار بن عبید کے گھر میں ٹھہرے۔ جسے اس زمانہ میں مسلم بن مُسیب کا گھر کہا جاتا ہے۔ وہیں شیعیانِ کوفہ جمع ہونے لگے۔ جب کافی لوگ وہاں جمع ہوگئے تو حضرت مسلمؑ نے اُن کے سامنے فرزندِ رسولؐ امام حسین علیہ السلام کا خط پڑھا تو وہ سارے رونے لگے"۔

عابس بن شاکر کا خطاب

"عابس بن ابی شبیب الشاکری کھڑے ہوئے، اللہ سبحانہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: اما بعد! میں لوگوں کی طرف سے تو کچھ نہیں کہتا کہ اُن کے قلوب میں کیا ہے۔ واللہ میں اُن کی طرف سے دھوکا دینا نہیں چاہتا ہوں۔ میں آپؑ سے وہی بات کہتا ہوں جس پر اپنے آپ کو آمادہ کر چکا ہوں۔ بخدا جب مجھے آپ پکاریں گے تو میں حاضر ہوں گا۔ آپؑ کے ساتھ آپ کے دشمن سے جنگ کروں گا۔ آپ کے لیے اپنی تلوار کے وار سے اُس وقت تک کیے جاؤں گا جب تک کہ حق تعالیٰ سے ملاقات کروں اس سے مجھے رضائے خدا کے سوا اور کچھ مطلوب نہیں"۔

حبیب بن مظاہر فقعسی ① کا خطاب

"عابس شاکریؓ کے بعد جناب حبیب بن مظاہرؓ فقعسی کھڑے ہوئے اور کہا: آپؑ پر اللہ کی رحمت ہو کہ آپؑ نے اپنے دل کی بات کھول کر بیان کی: اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میرا بھی یہی ارادہ ہے جو اُن کا ہے"۔

اِن کے بعد جناب حنفی نے بھی یہی بات کی۔ اس کے بعد حجاج بن علی نے محمد بن بشیر سے پوچھا کہ تم بھی کچھ کہنا چاہو گے؟ اُس نے کہا: میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے اصحاب کامیاب ہوں۔ مَیں یہ نہیں چاہتا کہ میں قتل ہو جاؤں۔ میں جھوٹ بولنا نہیں چاہتا غرض شیعیانِ کوفہ کی آمدورفت حضرت مسلمؑ کے ہاں جاری تھی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ نعمان بن بشیر کوفہ کے گورنر کو اس بات کی خبر ہو گئی"۔ ②

---

① الفقعسی: فقعس بن طریف کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ اسد کے باپ تھے۔ (تاج العروس: ج ۸، ص ۳۰۱)

② تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۵۵؛ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۴؛ اخبار الطوال: ص ۲۳۱

الارشاد: أَقْبَلَ مُسْلِمُ بنُ عَقِيلٍ حَتَّى دَخَلَ الكُوفَةَ. فَنَزَلَ فِي دَارِ المُخْتَارِ بنِ أَبِي عُبَيْدٍ، وَهِيَ الَّتِي تُدعَى اليَوْمَ دارَ سَلمِ بنِ المُسَيَّبِ، وَأَقْبَلَتِ الشِّيعَةُ تَخْتَلِفُ إِلَيْهِ. فَكُلَّمَا اجتَمَعَ إِلَيْهِ مِنهُم جَمَاعَةٌ قَرَأَ عَلَيهِم كِتَابَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام وَهُم يَبكُونَ، وَبَايَعَهُ النَّاسُ، حَتَّى بَايَعَهُ مِنهُم ثَمانِيَةَ عَشَرَ أَلفاً.

فَكَتَبَ مُسْلِمٌ رَحِمَهُ اللهُ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام يُخبِرُهُ بِبَيعَةِ ثَمانِيَةَ عَشَرَ أَلفاً، وَ يَأمُرُهُ بِالقُدُومِ، وَجَعَلَتِ الشِّيعَةُ تَختَلِفُ إِلَى مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ حَتَّى عُلِمَ مَكَانُهُ. فَبَلَغَ النُّعمَانَ بنَ بَشِيرٍ ذٰلِكَ، وَكَانَ والِياً عَلَى الكُوفَةِ مِن قِبَلِ مُعَاوِيَةَ. فَأَقَرَّهُ يَزِيدُ عَلَيهَا.

''ارشاد میں ہے، جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں داخل ہوئے تو آپؑ نے مختار بن ابی عبید کے گھر میں قیام کیا۔ اُن دنوں یہ گھر مسلم بن مسیب کے نام سے مشہور تھا۔ شیعیانِ کوفہ وہیں جمع ہونے لگے۔ جب بہت سے لوگ وہیں جمع ہو گئے تو اُن کے سامنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط پڑھا گیا تو وہ سب رونے لگے۔ لوگوں نے اُن کی بیعت کی یہاں تک کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار ہو گئی تھی۔

ان حالات کے پیش نظر حضرت مسلمؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ اٹھارہ ہزار افراد نے اُن کی بیعت کر لی ہے۔ اُن کی خواہش ہے کہ آپ فوراً کوفہ تشریف لائیں۔ اس طرح لوگوں کی آمدورفت حضرت مسلمؑ کے پاس جاری رہی۔ آخر اس بات کی اطلاع نعمان بن بشیر کو ہوئی جو کوفہ کا گورنر تھا۔ اُس نے کوفہ کے نئے سیاسی حالات کی رپورٹ یزید کی طرف روانہ کر دی۔ (1)

---

(1) ارشاد: ج ۲، ص ۴۱؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۱؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۳۵

الملهوف: سَارَ مُسلِمٌ بِالكِتَابِ [الَّذِي كَتَبَهُ الإِمَامُ الحُسَينُ عليه السلام لِأهلِ الكُوفَةِ] حَتَّى دَخَلَ إلَى الكُوفَةِ. فَلَمَّا وَقَفُوا عَلَى كِتَابِهِ، كَثُرَ استِبشَارُهُم بِإتيَانِهِ إلَيهِم. ثُمَّ أنزَلُوهُ فِي دَارِ المُختَارِ بنِ أبِي عُبَيدَةَ الثَّقَفِيِّ؛ وَصَارَتِ الشِّيعَةُ تَختَلِفُ إلَيهِ. فَلَمَّا اجتَمَعَ إلَيهِ مِنهُم جَمَاعَةٌ، قَرَأَ عَلَيهِم كِتَابَ الحُسَينِ عليه السلام وَهُم يَبكُونَ. حَتَّى بَايَعَهُ مِنهُم ثَمَانِيَةَ عَشَرَ ألفاً.

''الملہوف میں حضرت مسلم بن عقیلؑ، حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط لے کر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے، یہاں تک کہ کوفہ میں داخل ہوئے اور اُنھیں امام علیہ السلام کے خط کا علم ہوا تو اُن کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اُنھوں نے حضرت مسلمؑ کو مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کے گھر میں ٹھہرایا اور وہیں آمدورفت شروع کی۔ جب اکثر لوگ وہیں جمع ہوگئے تو حضرت مسلمؑ نے اُن کے سامنے امام علیہ السلام کا خط پڑھا تو تمام حاضرین رونے لگے۔ وہیں اٹھارہ ہزار آدمیوں نے امام علیہ السلام کی بیعت کی''۔ (الملہوف، ص ۱۰۸)

الفتوح: أقبَلَ مُسلِمٌ حَتَّى دَخَلَ الكُوفَةَ، فَنَزَلَ دَارَ سَالِمِ بنِ المُسَيَّبِ، وَهِيَ دَارُ المُختَارِ بنِ أبِي عُبَيدٍ الثَّقَفِيِّ، وَجَعَلَتِ الشِّيعَةُ تَختَلِفُ إلَى دَارِ مُسلِمٍ، وَهُوَ يَقرَأُ عَلَيهِم كِتَابَ الحُسَينِ عليه السلام، وَالقَومُ يَبكُونَ شَوقاً مِنهُم إلَى قُدُومِ الحُسَينِ.

ثُمَّ تَقَدَّمَ إلَى مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ رَجُلٌ مِن هَمدَانَ، يُقَالُ لَهُ عَابِسُ بنُ أبِي شَبِيبٍ الشَّاكِرِيُّ، فَقَالَ: أمَّا بَعدُ، فَإنِّي لَا أُخبِرُكَ عَنِ النَّاسِ بِشَيءٍ، فَإنِّي [لا] أعلَمُ مَا فِي أنفُسِهِم، وَلٰكِنِّي أُخبِرُكَ عَمَّا أنَا مُوَطِّنٌ عَلَيهِ نَفسِي: وَاللهِ أُجِيبُكُم إذَا دَعَوتُم، وَأُقَاتِلُ مَعَكُم عَدُوَّكُم، وَأضرِبُ بِسَيفِي دُونَكُم أبَداً حَتَّى ألقَى اللهَ، وَأنَا لَا أُرِيدُ بِذٰلِكَ إلَّا مَا عِندَهُ.

ثُمَّ قَامَ حَبِيبُ بنُ مُظَاهِرٍ الأَسَدِيُّ الفقعَسِيُّ، قَالَ: وأنا وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلٰى مَا أَنتَ عَلَيهِ. وَتَبَايَعَتِ الشِّيعَةُ عَلٰى كَلَامِ هٰذَينِ الرَّجُلَينِ، ثُمَّ بَذَلُوا الأَموَالَ، فَلَم يَقبَل مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ مِنهَا شَيئًا.

''الفتوح میں ہے، حضرت مسلمؑ کوفہ میں داخل ہوئے تو آپؑ سالم بن مُسیب کے گھر میں قیام پذیر ہوئے۔ یہی گھر مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کا تھا۔ شیعیانِ کوفہ نے اسی گھر کو اپنی آمدورفت کا مرکز بنا لیا تھا۔ جب لوگ حضرت مسلمؑ کے پاس آتے تو آپ ان کے سامنے حضرت امام حسین علیہ السلام کا خط پڑھتے۔ لوگ امام علیہ السلام کی محبت میں روتے اور کہتے کہ آپؑ جلد اُن کے پاس تشریف لے آئیں۔

ایک ہمدانی حضرت مسلمؑ کے پاس آیا کہ جس کا نام عابس بن ابی شبیب الشاکری تھا اُس نے اجتماع سے خطاب کیا: مجھے لوگوں کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے کہ اُن کے قلوب میں کیا ہے، لیکن میں اپنے نفس کا ذمہ دار ہوں۔ واللہ جب تم مجھے پکاروگے تو مَیں لبیک کہوں گا اور تمہارے دشمنوں سے جنگ کروں گا اور آخر دم تک لڑتا رہوں گا اور اسی صورت مَیں اللہ سے ملاقات کروں گا۔ اس سے مجھے رضائے خدا کے علاوہ کچھ اور بھی مطلوب نہیں ہے۔

اُن کے بعد جناب حبیب ابن مظاہر الاسدی الفقعسی کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میرا بھی یہی ارادہ ہے جو آپ کا ہے۔ ان دونوں شخصیات کی گفتگو کے بعد لوگوں نے بیعت کی اور حضرت مسلمؑ کے حضور مال پیش کیا، لیکن حضرت مسلمؑ نے کسی سے کوئی مال نہ لیا''۔ [1]

---

[1] الفتوح: ج ۵، ص ۳۳، مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۹۷

الکامل فی التاریخ :سارَ مُسلِمٌ حتّٰی اَتَی الکُوفَۃَ، ونَزَلَ فِی دارِ المُختارِ، وَقیلَ غَیرِھَا، واَقبَلَتِ الشِّیعَۃُ تَختَلِفُ اِلَیہِ، فَکُلَّمَا اجتَمَعَت اِلَیہِ جَمَاعَۃٌ مِنھُم قَرَأَ عَلَیھِم کِتَابَ الحُسَینِ علیہ السلام، فَیَبکُونَ، ویَعِدونَہُ مِن اَنفُسِھِمُ القِتَالَ وَالنُّصرَۃَ.

"الکامل فی التاریخ میں ہے جب حضرت مسلمؑ سفر کی منازل طے کر کے کوفہ پہنچے اور حضرت مختارؓ کے گھر اقامت پذیر ہوئے۔ ایک قول کے مطابق آپؑ حضرت مختارؓ کے گھر کے علاوہ کسی اور گھر میں مقیم ہوئے۔ جب اہلِ کوفہ کو اطلاع ملی تو اُنھوں نے وہاں آنا جانا شروع کر دیا۔ جب کافی لوگ جمع ہو گئے تو حضرت مسلمؑ نے اُن کے سامنے امام حسین علیہ السلام کا خط پڑھا تو سب سن کر رونے لگے اور اُنھوں نے اپنے آپ کو جنگ اور امامؑ کی نصرت کے لیے آمادہ کیا"۔ (الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۵)

تاریخ الطبری عن النضر بن صالح :نَزَلَ [مُسلِمٌ] دَارَ المُختارِ وَھِیَ الیَومَ دَارُ سَلمِ بنِ المُسَیَّبِ فَبَایَعَہُ المُختارُ بنُ اَبی عُبَیدٍ فِیمَن بَایَعَہُ مِن اَھلِ الکُوفَۃِ، وَنَاصَحَہُ، وَدَعَا اِلَیہِ مَن اَطَاعَہُ، حَتّٰی خَرَجَ ابنُ عَقیلٍ.

"تاریخ طبری میں نضر بن صالح سے مروی ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیل مختار بن ابی عبیدؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ اُن دنوں یہ گھر سلم بن المسیب کے نام کے ساتھ مشہور تھا۔ مختار بن ابی عبیدؓ نے اہلِ کوفہ کے ساتھ حضرت مسلمؑ کی بیعت کی۔ اُنھوں نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور اطاعت کی تاکید کی۔ اُس کی طرف سے یہ کام حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے خروج تک جاری رہا"۔ [1]

---

[1] تاریخ طبری: ج ۵، ص ۵۶۹؛ تاریخ دمشق: ج ۱۸، ص ۲۹۵

الثقات لابن حبان: دَخَلَ [مُسلِمٌ] الكُوفَةَ، فَلَمّا نَزَلَها دَخَلَ دارَ المُختارِ بنِ أبي عُبَيدٍ، وَاختَلَفَت إلَيهِ الشّيعَةُ يُبايِعونَهُ أرسالاً، وَوالِي الكوفَةِ يَومَئِذٍ النُّعمانُ بنُ بَشيرٍ، وَلّاهُ يَزيدُ بنُ مُعاوِيَةَ الكوفَةَ.

ثُمَّ تَحَوَّلَ مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ مِن دارِ المُختارِ إلى دارِ هانِئِ بنِ عُروَةَ، وَجَعَلَ النّاسُ يُبايِعونَهُ في دارِ هانِئٍ، حَتّى بايَعَ ثَمانِيَةَ عَشَرَ ألفَ رَجُلٍ مِنَ الشّيعَةِ.

''الثقات ابن حبان میں ہے، جب حضرت مسلمؓ کوفہ میں داخل ہوئے تو آپؓ مختار بن ابی عبیدؓ کے گھر میں رہائش پذیر تھے۔ لوگ آپؓ کے پاس جمع ہونے لگے اور فوج در فوج لوگوں نے ان کی بیعت کی۔ اُن دنوں کوفہ کا گورنر نعمان بن بشیر انصاری تھا۔ یزید نے اُسے کوفہ کا گورنر بنایا تھا۔ بعد میں حضرت مسلمؓ مختار بن ابی عبیدؓ کے گھر سے ہانی بن عروہ کے گھر چلے آئے اور لوگوں نے حضرت ہانیؓ کے گھر اُن کی بیعت کی، یہاں تک کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار تک جا پہنچی۔ (الثقافت ابن حبان، ج ۲، ص ۳۰۷)

تذكرة الخواص في وُصولِ مُسلِمٍ إلَى الكوفَةِ: فَلَمّا وَصَلَها نَزَلَ دارَ المُختارِ بنِ أبي عُبَيدَةَ الثَّقَفِيِّ، وَأقبَلَتِ الشّيعَةُ إلَيهِ، فَقَرَأ عَلَيهِم كِتابَ الحُسَينِ علیہ السلام، فَبَكَوا بِأَجمَعِهِم، ثُمَّ قالوا: وَاللهِ، لَنَضرِبَنَّ بَينَ يَدَيهِ بِسُيوفِنا حَتّى نَموتَ جَميعاً.

''تذکرۃ الخواص میں حضرت مسلمؓ کے کوفہ کے دخول کے بارے میں مروی ہے کہ آپؓ کوفہ میں حضرت مختارؓ بن ابوعبیدہؓ ثقفی کے گھر میں داخل ہوئے۔ شیعیان علیؑ نے اُن کی اِس گھر میں ملاقات کی تو حضرت مسلمؓ نے اُن کے سامنے امام علیہ السلام کا خط پڑھا تو تمام حاضرین گریہ و بکا میں معروف ہو گئے۔

اُنھوں نے یک زبان ہو کر کہا: ہم آپؑ کے سامنے اس وقت تک جنگ جاری رکھیں گے کہ جب تک ہم قتل نہ ہو جائیں"۔ (تذکرۃ الخواص، ص ۲۴۴)

المناقب لابن شهر آشوب: دَخَلَ مُسلِمٌ الكُوفَةَ فَسَكَنَ فِي دَارِ سَالِمِ بنِ المُسَيَّبِ. فَاختَلَفَ إِلَيهِ الشِّيعَةُ. فَقَرَأَ عَلَيهِم كِتَابَهُ [أَي كِتَابَ الحُسَينِ علیہ السلام]. فَبَايَعَهُ اثنَا عَشَرَ أَلفَ رَجُلٍ، فَرُفِعَ ذٰلِكَ إِلَى النُّعمَانِ بنِ بَشِيرٍ. وَهُوَ وَالِي الكُوفَةِ فَجَمَعَ النَّاسَ، وَخَطَبَ فِيهِم وَنَصَحَهُم.

"المناقب ابن شہر آشوب میں ہے، حضرت مسلمؑ کوفہ میں داخل ہوئے تو آپؑ نے سالم بن مسیب کے گھر میں رہائش اختیار کی تو لوگوں کی آمدورفت شروع ہوگئی۔ حضرت مسلمؑ نے لوگوں کے سامنے امام علیہ السلام کا خط پڑھا تو اٹھارہ ہزار لوگوں نے آپؑ کی بیعت کی۔ یہی بات نعمان بن بشیر تک پہنچی وہ اُن دنوں کوفہ کا عامل تھا۔ اُس نے لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور اُن سے خطاب کیا اور انھیں نصیحت کی کہ وہ اس کام سے باز رہیں"۔ (مناقب ابن شہر آشوب، ج ۴، ص ۹۱)

تاريخ الطبري عن عمّار الدهني عن أبي جعفر [الباقر] علیہ السلام حَولَ خُرُوجِ مُسلِمٍ إِلَى الكُوفَةِ: خَرَجَ حَتّىٰ قَدِمَهَا، وَنَزَلَ عَلىٰ رَجُلٍ مِن أَهلِهَا يُقَالُ لَهُ ابنُ عَوسَجَةَ. فَلَمَّا تَحَدَّثَ أَهلُ الكُوفَةِ بِمَقدَمِهِ، دَبُّوا إِلَيهِ فَبَايَعُوهُ. فَبَايَعَهُ مِنهُم اثنَا عَشَرَ أَلفاً.

"تاریخ طبری میں عمار دہنی سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:

حضرت مسلمؑ سفر کی منازل طے کر کے کوفہ آئے۔ آپؑ وہاں ایک شخص کے ہاں اُترے کہ جس کا نام ابن عوسجہ تھا۔ اُن کی آمد کی اہلِ کوفہ کو اطلاع ہوئی تو فوج در فوج لوگ اُن کی بیعت کرنے لگے، یہاں تک کہ بارہ ہزار

آدمیوں نے آپؑ کی بیعت کی"۔ (1)

مروج الذھب: نَزَلَ [مُسلِمٌ] عَلٰی رَجُلٍ یُقَالُ لَهُ عَوسَجَةُ مُستَتِرًا. فَلَمَّا ذَاعَ خَبَرُ قُدُومِهٖ، بَایَعَهُ مِن اَهلِ الكُوفَةِ اثنَا عَشَرَ اَلفَ رَجُلٍ، وَقِیلَ: ثَمَانِیَةَ عَشَرَ اَلفاً.

"مروج الذھب میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں ایک آدمی کے گھر میں مقیم ہوئے کہ جس کا نام عوسجہ تھا۔ جب اُن کی آمد کی خبر عام ہوئی تو کوفہ کے بارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔ ایک قول کے مطابق اٹھارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی تھی"۔ (مروج الذھب، ج ۳، ص ۱۴)

طبقات الکبریٰ میں ہے: "جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو کوفہ کی طرف بھیجا اور آپؑ نے اُنھیں ہانی بن عروہ المرادی کے گھر رہائش رکھنے کا حکم دیا تھا کہ وہاں کے سیاسی حالات کا تجزیہ کریں اور پھر ساری صورتِ حال لکھ کر میری طرف بھیج دیں۔ حضرت مسلمؑ کوفہ میں مخفی طور پر داخل ہوئے تو کوفہ کے شیعہ آپؑ کے پاس آئے اور اُنھوں نے آپؑ کی بیعت کی"۔ (2)

انساب الاشراف میں ہے: "وہب بن جریر بن حازم سے منقول ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ آئے اور ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں داخل ہوئے۔ اہلِ کوفہ نے آپؑ کی بیعت کی"۔ (انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۴۳)

البدایہ والنہایہ میں ہے: "جب حضرت مسلمؑ کوفہ میں آئے تو ایک آدمی کے گھر میں رہائش رکھی کہ جس کا نام مسلم بن عوسجہ اُسدی تھا۔ ایک قول ہے کہ آپ مختار ابوعبیدہؓ ثقفی کے

---

(1) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۴۷؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۲۳؛ تہذیب التھذیب: ج ۱، ص ۵۹۰؛ سیر أعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۶؛ الاصابہ: ج ۲، ص ۶۹؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۱؛ امالی الشجری: ج ۱، ص ۱۹۰؛ الحدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۳

(2) طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۵۸؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۴، ص ۱۷۰؛ سیر أعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۹؛ الاصابہ: ج ۶، ص ۳۴۵

گھر میں رہائش پذیر ہوئے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

جب اہلِ کوفہ نے آپؑ کی آمد کی خبر سنی تو وہ آپؑ کے پاس چلے آئے اور اُنھوں نے امام حسین علیہ السلام کے لیے آپؑ کی بیعت کی اور جانی مالی قربانیوں کا حلف اُٹھایا کہ وہ امام علیہ السلام کے مشن کے لیے ہر قسم کی قربانی دیں گے"۔ (البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۵۲)

تاریخ یعقوبی: لَمَّا قَدِمَ مُسلِمٌ الكُوفَةَ اِجتَمَعُوا اِلَيهِ، فَبَايَعُوهُ وَعَاهَدُوهُ وَعَاقَدُوهُ، وَأَعطَوهُ المَوَاثِيقَ عَلَى النُّصرَةِ وَالمُشَايَعَةِ وَالوَفَاءِ.

"تاریخ یعقوبی میں ہے، جب حضرت مسلمؑ کوفہ آئے تو لوگوں نے آپؑ سے ملاقات کی اور بیعت کی۔ اس کے علاوہ عہد ومعاہدے بھی کیے کہ وہ ہر صورت اُن کی نصرت کریں گے۔ اُنھوں نے اپنی وفا کا یقین دلایا"۔ (تاریخ یعقوبی: ج۳، ص ۱۴۳)

شرح الأخبار: كَانَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ، رَحمَةُ اللهِ عَلَيهِ، قَد بَايَعَ لَهُ جَمَاعَةٌ مِن أهلِ الكُوفَةِ فِي استِتَارِهِم.

"شرح الاخبار میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی خفیہ صورت میں اہلِ کوفہ نے بیعت کی"۔ (شرح اخبار: ج۳، ص ۱۴۳)

الأمالی للشجری عن سعید بن خالد: كَانَ الحُسَينُ علیہ السلام، قَدَّمَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ يُبَايِعُ لَهُ فِي السِّرِّ اِلَى الكُوفَةِ، فَقَدِمَ مُسلِمٌ فَنَزَلَ عَلَى شَرِيكِ بنِ الأعوَرِ الحَارِثِيِّ.

"امالی شجری میں سعید بن خالد سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو کوفہ کی طرف بھیجا۔ اہلِ کوفہ نے اُن کی خفیہ طور پر بیعت کی۔ حضرت مسلمؑ جب کوفہ آئے تو آپؑ شریک بن اعور الحارثیؒ کے گھر ٹھہرے"۔ (امالی شجری: ج۱، ص ۱۶۷)

کوفہ میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی اقامت

سابقہ روایات کے مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ جب حضرت مسلمؑ کوفہ میں داخل ہوئے تو آپؑ مختلف گھروں میں رہائش پذیر رہے۔ روایات میں ہانی بن عروہ، مختار بن ابوعبیدہ ثقفی، مسلم بن عوسجہ اور شریک بن اعور کے گھروں کے نام درج ہیں۔

مذکورہ روایات کی روشنی میں اگر ہم یہ فرض کریں کہ حضرت مسلمؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں حضرت ہانی بن عروہ کے گھر کا انتخاب کیا تھا اور اُسے اپنے انقلاب کا مرکز قرار دیا تھا جس طرح کہ روایات میں موجود ہے، لیکن غالب روایات اس اَمر پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت مسلمؑ نے مختار بن ابوعبیدہؓ ثقفی کے گھر میں رہائش رکھی تھی۔ کچھ روایات میں جناب مسلم بن عوسجہؓ کے گھر کا ذکر بھی ہے۔ اس طرح شریک بن اعور کے گھر کی روایت بھی ہے۔

ان باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسلمؑ نے انقلابی مرکز جناب ہانی کے گھر کو بنایا تھا، لیکن آپ حکومتی ہتھکنڈوں سے بچنے کے لیے اور اپنی تحریک کو مخفی رکھنے کے لیے گھر تبدیل کرتے رہے کہ کبھی مختار کے گھر اور کبھی مسلم بن عوسجہ کے گھر، تاکہ آپؑ اس طرح سے اپنی تحریک کو پروان چڑھا سکیں۔ حقیقی اقامت کو آپؑ نے مخفی رکھا تھا۔ جب ابن زیاد کوفہ میں داخل ہوا تو اُس نے حضرت مسلمؑ کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکا تھا۔ آخر اُس نے اپنے ایک جاسوس معقل کے ذریعے کامیابی حاصل کی تھی، کیونکہ حضرت مسلمؑ کے قریبی لوگوں کو دھوکہ دے کر وہ آپؑ تک پہنچا تھا ورنہ وہ کسی صورت میں حضرت مسلمؑ تک رسائی حاصل نہ کرسکتا تھا۔

جہاں تک بات شریک بن اعور کے گھر کی ہے تو یہ کسی صورت ثابت نہیں کی جاسکتی حالانکہ کچھ روایات میں ہے کہ حضرت مسلمؑ نے شریک کے گھر میں رہائش رکھی تھی۔ اکثر روایات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ شریک کا گھر بصرہ میں تھا۔ وہ ابن زیاد کے ہمراہ بصرہ سے کوفہ آیا تھا۔ بعض مصادر میں ہے کہ جب شریک بصرہ سے کوفہ آیا تھا تو وہ مریض ہوگیا تھا اور اُس نے جناب ہانیؓ کے گھر میں رہائش اختیار کی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریک کا کوفہ

میں گھر نہیں تھا۔

بیعت کرنے والوں کی تعداد

یہاں پر ایک اہم بحث ہے کہ کوفہ میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی کتنے لوگوں نے بیعت کی تھی؟ جب تاریخی نصوص کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو مختلف تعداد سامنے آتی ہے۔ کہیں اٹھارہ ہزار، کہیں بارہ ہزار، کہیں بیس ہزار اور کہیں پچیس ہزار۔ کچھ ایسی روایات بھی ہیں کہ جن میں تیس ہزار سے زیادہ تعداد بتائی گئی ہے۔

لیکن اکثر روایات میں تعداد اٹھارہ ہزار ہے۔ یہ روایات دس مصادر قدیمہ میں موجود ہیں جیسے اخبار الطوال، الارشاد، تاریخ طبری، الثقات ابن حبان، طبقات الکبریٰ اور انساب الاشراف وغیرہ۔

بطور مثال ہم یہاں طبری کی ایک روایت نقل کرتے ہیں: جناب جعفر بن حذیفہ طائی کہتے ہیں: حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے حضرت ہانی بن عروہ کے ہاں رہائش رکھی تھی اور وہاں پر اہلِ کوفہ میں سے اٹھارہ ہزار لوگوں نے اُن کی بیعت کی تھی۔ اس کامیابی کے بعد حضرت مسلمؑ نے امام علیہ السلام کی طرف خط لکھا اور وہ خط عابس بن ابی شبیب الشاکری کے حوالے کیا کہ وہ امام علیہ السلام تک پہنچائے۔ خط کا متن یہ ہے:

> اما بعد! اس وقت اہلِ کوفہ میں سے اٹھارہ ہزار افراد نے میری بیعت کر لی ہے۔ جونہی میرا خط آپؑ کو موصول ہو آپؑ فوراً تشریف لائیں۔ تمام لوگ آپؑ کے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں میں حاکمِ شام کی محبت باقی نہیں رہی۔ یہ اُن سے دُور ہو چکے ہیں"۔

اس کے علاوہ بارہ ہزار نفوس کی روایت بھی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابتداء میں لوگوں کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ پھر بڑھتے بڑھتے زیادہ ہوتی گئی۔

ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ ابتدا میں بارہ ہزار لوگوں نے بیعت کی۔ پھر یہ تعداد بڑھ کر اٹھارہ ہزار ہو گئی تھی۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۵۲)

اس کے علاوہ جو دوسری روایات ہیں وہ بطورِ تخمینہ کے ہیں۔

بعض مصادر میں قابلِ ذکر بات جو ہے وہ یہ ہے کہ اہلِ کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا تھا کہ ایک لاکھ جنگ جو آپؑ کے ساتھ ہیں۔ آپؑ فوراً تشریف لائیں۔

اسی بات کا ذکر حضرت علامہ شیخ مفیدؒ نے بھی کیا ہے۔

اہلِ کوفہ نے امام علیہ السلام کی طرف خط لکھا تھا کہ "ایک لاکھ تلواریں آپؑ کے ساتھ ہیں، آپؑ تاخیر مت کریں"۔

لیکن بدیہی اُمر یہ ہے کہ جب حضرت مسلمؑ کوفہ پہنچے تو تمام لوگوں نے آپؑ کی بیعت نہیں کی تھی، بلکہ کچھ لوگوں نے بیعت کی تھی۔ یا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام علیہ السلام کے محبوں نے ترغیب دینے کے لیے مبالغہ سے کام لیا ہو تاکہ آپؑ جلد تشریف لائیں اور ظلم سے انھیں نجات دلائیں۔

گورنر کوفہ نعمان بن بشیر [1] کا خطاب

تاريخ الطبري عن أبي الودّاك: خَرَجَ إلَينَا النُّعمَانُ بنُ بَشيرٍ فَصَعِدَ المِنبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ وأثنىٰ عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: أمّا بَعدُ، فَاتَّقُوا

---

[1] نعمان انصاری کا تعارف: اس کے والد کا نام بشیر بن سعد تھا۔ بشیر وہ آدمی ہے کہ جس نے سقیفہ میں سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی تھی۔ بقول اہلِ مدینہ: ہجرت کے بعد پہلا مولود نعمان انصاری ہے۔ اہلِ کوفہ نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کثرت کے ساتھ احادیث سنی تھیں۔ یہ بڑی عمر پا کر فوت ہوئے۔ یہ ایک اچھے شاعر تھے لیکن عقیدہ کے لحاظ سے عثمانی تھے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے منحرف تھے۔ جنگِ صفین میں حاکمِ شام کے ساتھی تھے۔ اس کے ساتھ انصار میں سے کوئی اور نہ تھا۔ حاکمِ شام نے اسے پہلے حمص کا عامل بنایا پھر کوفہ کا۔ یزید نے اسے اپنے عہدے پر برقرار رکھا۔ مروان بن حکم کی خلافت کے زمانے میں اس نے عبداللہ بن زبیر کا ساتھ دیا۔ اس نے اہلِ حمص کو اپنی دعوت دی لیکن اُنھوں نے اُسے جواب نہ دیا۔ پھر یہ حمص سے بھاگ نکلا لیکن انھوں نے اِسے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۶۴ھ یا ۶۵ھ کا ہے۔ (طبقات الکبریٰ: ج۶، ص ۵۳؛ أسد الغابہ: ج۵، ص ۳۱۰؛ اصابہ: ج۶، ص ۳۳۶؛ اخبار الطوال: ص ۲۲۷؛ تاریخ دمشق: ج۱۰، ص ۲۸۸؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج۳، ص ۷۷؛ اعلام زرکلی: ج۸، ص ۳۶؛ تاریخ یعقوبی: ج۲، ص ۱۹۵

اللہِ عِبادَ اللہِ، وَلَا تُسارِعُوا إِلَى الْفِتنَةِ وَالفُرقَةِ، فَإِنَّ فِيهِمَا يَهْلِكُ الرِّجَالُ، وَتُسفَكُ الدِّمَاءُ، وتُغصَبُ الأموالُ وَكَانَ حَلِيمًا نَاسِكًا يُحِبُّ العافِيَةَ [ثُمَّ] قَالَ: إِنِّي لَم أُقَاتِل مَن لَم يُقَاتِلنِي، وَلَا أثِبُ عَلَى مَن لَا يَثِبُ عَلَيَّ، وَلَا أُشاتِمُكُم وَلَا أَتَحَرَّشُ بِكُم، وَلَا آخُذُ بِالقَرفِ، ولَا الظِّنَّةِ، ولَا التُّهمَةِ، وَلٰكِنَّكُم إِن أَبدَيتُم صَفحَتَكُم لِي، ونَكَثتُم بَيعَتَكُم، وَخَالَفتُم إِمَامَكُم، فَوَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيرُهُ، لَأَضرِبَنَّكُم بِسَيفِي مَا ثَبَتَ قَائِمُهُ فِي يَدِي، وَلَو لَم يَكُن لِي مِنكُم نَاصِرٌ. أَمَا إِنِّي أَرجُو أَن يَكُونَ مَن يَعرِفُ الحَقَّ مِنكُم، أَكثَرَ مِمَّن يُردِيهِ البَاطِلُ.

قَالَ: فَقَامَ إِلَيهِ عَبدُ اللهِ بنُ مُسلِمِ بنِ سَعِيدٍ الحَضرَمِيُّ حَلِيفُ بَنِي أُمَيَّةَ. فَقَالَ: إِنَّهُ لَا يُصلِحُ مَا تَرَى إِلَّا الغَشمُ. إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنتَ عَلَيهِ فِيمَا بَينَكَ وَبَينَ عَدُوِّكَ رَأيُ المُستَضعَفِينَ. فَقَالَ: أَن أَكُونَ مِنَ المُستَضعَفِينَ فِي طَاعَةِ اللهِ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أَكُونَ مِنَ الأَعَزِّينَ فِي مَعصِيَةِ اللهِ. ثُمَّ نَزَلَ.

''تاریخ طبری میں ابی الوداک سے مروی ہے، نعمان بن بشیر ہماری طرف آیا اور اُس نے منبر پر بلند ہو کر خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد کہا: امابعد! اے بندگانِ خدا! اللہ رب العزت سے ڈرو۔ فتنہ و فساد کی طرف مت دوڑو۔ اس میں لوگ ہلاک ہوجاتے ہیں۔ خون ریزی ہوتی ہے، مال ومتاع چھن جاتی ہے۔ نعمان ایک بردبار اور زاہد شخص تھے۔ امن وعافیت کے خواہاں تھے۔ اُس نے کہا: جو مجھ سے جنگ وجدال نہیں کرے گا میں بھی اُس سے جنگ نہیں کروں گا۔ جو مجھ پر حملہ آور نہیں ہوگا میں بھی اُس پر حملہ نہیں کروں گا۔ میں تم پر سختی نہیں کروں گا۔ میں افتراء وتہمت و بدگمانی پر گرفت نہیں کروں گا، لیکن اگر تم نے رُوگردانی

کی، بیعت کو توڑا، اپنے امام (امیر) کی مخالفت کی تو قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ جب تک میرے قبضہ میں تلوار رہے گی میں تم پر وار کیے جاؤں گا، خواہ تم میں سے کوئی میرا شریک و مددگار نہ ہو۔ مجھے اُمید بھی یہی ہے کہ تم لوگوں میں حق کے طرف دار لوگوں میں سے وہ زیادہ ہوں گے کہ جنھیں باطل نے تباہ کر رکھا ہے"۔

عبداللہ بن مسلم حضرمی کی نعمان کے خلاف شکایت

"نعمان انصاری کی تقریر سن کر عبداللہ بن مسلم حضرمی جو بنی اُمیہ کے ہوا خواہوں میں تھا، اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس نے کہا: اس وقت جو حالات تمھارے سامنے ہیں شدت اور سختی کے بغیر اس کی اِصلاح ناممکن ہے۔ اپنے اور اپنے دشمن کے درمیان جو رائے تم نے قائم کی ہے یہ کمزوروں کی رائے ہے۔ یہ سن کر نعمان انصاری نے کہا: ٹھیک ہے طاعتِ خداوندی کے ساتھ ساتھ میرا شمار کمزوروں میں ہونا اِس سے بہتر ہے کہ معصیتِ خدا کے ساتھ معززوں میں شمار ہو۔ یہ کہہ کر نعمان انصاری منبر سے نیچے اُتر آئے"۔

عبداللہ حضرمی کا یزید کی طرف خط

عبداللہ حضرمی اپنی جگہ پر آیا اور اُس نے فوراً یزید کی طرف خط لکھا کہ مسلم بن عقیلؑ کوفہ میں آچکے ہیں۔ شیعوں نے حسینؑ ابن علیؑ کے نام پر اُن سے بیعت کر لی ہے۔ اگر تمھیں کوفہ کی خواہش ہے تو کسی زبردست شخص کو حاکم بنا کر بھیجو جو تمھارے حکم کو یہاں جاری کرے۔ تمھارے دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرے جو تم خود کرنا چاہو۔ نعمان بن بشیر کمزور ہیں یا کمزور بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ عبداللہ حضرمی کوفی وہ پہلا شخص ہے کہ جس نے کوفہ سے یزید کی طرف خط لکھا تھا اور اس خط میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی سرگرمیوں کی رپورٹ بھیجی تھی۔ عبداللہ کے بعد عمارہ بن عقبہ نے اس مضمون کا خط یزید کو لکھا تھا۔ اس کے بعد عمر بن سعد نے خط لکھا۔ یہ خطوط یزید کے پاس پے درپے دو تین دن میں پہنچے تھے۔ ①

(اضافۃ من المترجم)

تاریخ الطبری عن عمّار الدُّهنی عن أبي جعفر [الباقر] علیہ السلام:

قَامَ رَجُلٌ مِمَّن يَهوى يَزِيدَ بنَ مُعَاوِيَةَ إِلَى النُّعمَانِ بنِ بَشِيرٍ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّكَ ضَعِيفٌ أَو مُتَضَعِّفٌ، قَد فَسَدَ البِلَادُ!

فَقَالَ لَهُ النُّعمَانُ: أَن أَكُونَ ضَعِيفًا وَأَنَا فِي طَاعَةِ اللهِ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أَكُونَ قَوِيًّا فِي مَعصِيَةِ اللهِ، وَمَا كُنتُ لِأَهتِكَ سِترًا سَتَرَهُ اللهُ. فَكَتَبَ بِقَولِ النُّعمَانِ إِلَى يَزِيدَ.

"تاریخ طبری میں عمار دُہنی نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا جب نعمان بن بشیر تقریر کر رہا تھا تو سامعین میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا جو یزید کا چاہنے والا تھا۔ اُس نے نعمان انصاری سے کہا: تو کمزور ہو چکا ہے یا پھر کمزور بن رہا ہے، ریاست میں فساد پھیل گیا ہے۔ نعمان انصاری نے اُسے کہا: اگر طاعتِ خداوندی کے ساتھ ساتھ میرا شمار کمزوروں میں ہونا اس سے بہتر ہے کہ معصیتِ خدا میں رہ کر صاحبِ قوت کہلاؤں۔ میں ایسا شخص نہیں ہوں کہ جس چیز کو اللہ نے مستور رکھا ہے میں اُس کا پردہ فاش کردوں۔ اُس نے نعمان کی یہ تقریر لکھ کر

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۵۵؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۵؛ ارشاد: ج۲، ص ۴۱؛ بحارالانوار: ج۴۴، ص ۳۳۶؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۳۴؛ اخبار الطوال: ص ۲۳۱؛ تاریخ ابن خلدون: ج۳، ص ۲۸۔

یزید کی طرف بھیج دی"۔ ①

الفتوح: بَلَغَ ذٰلِكَ النُّعمَانَ بنَ بَشِيرٍ ، قُدُومُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ الكُوفَةَ ، وَاجتِمَاعُ الشِّيعَةِ عَلَيهِ ، وَالنُّعمَانُ يَومَئِذٍ أَمِيرُ الكُوفَةِ ، فَخَرَجَ مِن قَصرِ الإِمَارَةِ مُغضَبًا ، حَتّٰى دَخَلَ المَسجِدَ الأَعظَمَ ، فَنَادىٰ فِي النَّاسِ فَاجتَمَعُوا إِلَيهِ ، فَصَعِدَ المِنبَرَ ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثنىٰ عَلَيهِ ، ثُمَّ قَالَ:

أَمَّا بَعدُ يَا أَهلَ الكُوفَةِ ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُم ، وَلَا تُسَارِعُوا إِلَى الفِتنَةِ وَالفُرقَةِ ؛ فَإِنَّ فِيهَا سَفكَ الدِّمَاءِ ، وَذَهَابَ الرِّجَالِ وَالأَموَالِ ، وَاعلَمُوا أَنِّي لَستُ أُقَاتِلُ إِلَّا مَن قَاتَلَنِي ، وَلَا أَثِبُ إِلَّا عَلىٰ مَن وَثَبَ عَلَيَّ ، غَيرَ أَنَّكُم قَد أَبدَيتُم صَفحَتَكُم ، وَنَقَضتُم بَيعَتَكُم ، وَخَالَفتُم إِمَامَكُم ، فَإِن رَأَيتُم أَنَّكُم رَجَعتُم عَن ذٰلِكَ ، وَإِلَّا فَوَاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ، لَأَضرِبَنَّكُم بِسَيفِي مَا ثَبَتَ قَائِمُهُ فِي يَدِي ، وَلَو لَم يَكُن لِي مِنكُم نَاصِرٌ ، مَعَ أَنِّي أَرجُو أَنَّ مَن يَعرِفُ الحَقَّ مِنكُم أَكثَرُ مِمَّن يُرِيدُ البَاطِلَ .

فَقَامَ إِلَيهِ عَبدُ اللّٰهِ بنُ مُسلِمِ بنِ سَعِيدٍ الحَضرَمِيُّ ، فَقَالَ: أَيُّهَا الأَمِيرُ ، أَصلَحَكَ اللّٰهُ ! إِنَّ هٰذَا الَّذِي أَنتَ عَلَيهِ مِن رَأيِكَ ، إِنَّمَا هُوَ رَأيُ المُستَضعَفِينَ . فَقَالَ لَهُ النُّعمَانُ بنُ بَشِيرٍ : يَا هٰذَا ، وَاللّٰهِ لَأَن أَكُونَ مِنَ المُستَضعَفِينَ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أَكُونَ مِنَ المَغلُوبِينَ فِي مَعصِيَةِ اللّٰهِ . قَالَ : ثُمَّ نَزَلَ عَنِ المِنبَرِ ، وَدَخَلَ قَصرَ الإِمَارَةِ .

"الفتوح میں ہے، نعمان بشیر کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی کوفہ آنے کی خبر ملی

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۴۸؛ ارشاد: ج ۲، ص ۴۱؛ امالی الشجری: ج ۱، ص ۱۹۰؛ الحدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۵؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۱

کہ شیعیانِ کوفہ فوج در فوج اُن کے پاس آ رہے ہیں۔ یہ اُن دنوں کوفہ کا گورنر تھا۔ وہ دارالامارہ سے غضب ناک ہو کر نکلا اور مسجد اعظم میں آیا۔ وہیں لوگوں کو جمع کیا۔ منبر پر گیا، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر کہا: اے اہلِ کوفہ! اپنے پروردگار کا خوف کھاؤ، فتنہ و فساد کی طرف مت دوڑو، اس میں لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں، خون ریزی ہوتی ہے، مال و متاع چھن جاتا ہے۔ جو مجھ سے جنگ و جدال نہیں کرے گا میں بھی اُس سے جنگ آزمائی نہیں کروں گا۔ جو مجھ پر حملہ آور نہیں ہو گا میں بھی اُس پر حملہ آور نہیں ہوں گا۔ میں تم پر سختی نہیں کروں گا۔ میں افترا و تہمت و بدگمانی پر گرفت نہیں کروں گا۔ لیکن اگر تم نے رُوگردانی کی، بیعت کو توڑا، اپنے امام (امیر) کی مخالفت کی تو قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، جب تک میرے قبضہ میں تلوار رہے گی میں تم پر وار کیے جاؤں گا، خواہ تم میں سے کوئی میرا شریک و مددگار نہ ہو۔ مجھے اُمید بھی یہی ہے کہ تم لوگوں میں حق کے طرف دار لوگوں میں سے وہ زیادہ ہوں گے کہ جنھیں باطل نے تباہ کر رکھا ہے۔

سامعین میں سے ایک آدمی کھڑا ہو گیا کہ جس کا نام عبداللہ بن مسلم بن سعید الحضرمی تھا، اُس نے کہا: اے امیر! اللہ آپ کا بھلا کرے جو کچھ ابھی آپ نے بیان کیا ہے اس میں کوئی زور نہیں ہے۔ تمھاری رائے انتہائی ضعیف و کمزور ہے۔

نعمان بن بشیر نے کہا: ٹھیک ہے، طاعت خداوندی کے ساتھ ساتھ میرا شمار کمزوروں میں ہونا اس سے بہتر ہے کہ معصیتِ خدا کے ساتھ معزز لوگوں میں شمار ہوں۔ یہ کہہ کر نعمان بن بشیر منبر سے نیچے اُتر آئے اور دارالامارہ میں داخل ہو گئے۔ (1)

---

(1) الفتوح: ج ۵، ص ۲۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۹۲

البدایة والنهایة فِي خَبَرِ مُسلِمٍ وَمَن بَايَعَهُ: اِنتَشَرَ خَبَرُهُم حَتّٰى بَلَغَ اَمِيرَ الكُوفَةِ النُّعمَانَ بن بَشِيرٍ ، خَبَّرَهُ رَجُلٌ بِذٰلِكَ ، فَجَعَلَ يَضرِبُ عَن ذٰلِكَ صَفحًا ، وَلَا يَعبَأُ بِهِ ، وَلٰكِنَّهُ خَطَبَ النَّاسَ وَنَهَاهُم عَنِ الاِختِلَافِ وَالفِتنَةِ ، وَاَمَرَهُم بِالاِئتِلَافِ وَالسُّنَّةِ.

وَقَالَ: اِنِّي لَا اُقَاتِلُ مَن لَا يُقَاتِلُنِي ، وَلَا اَثِبُ عَلٰى مَن لَا يَثِبُ عَلَيَّ ، وَلَا آخُذُكُم بِالظِّنَّةِ ، وَلٰكِن وَاللهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ، لَئِن فَارَقتُم اِمَامَكُم ، وَنَكَثتُم بَيعَتَهُ ، لَاُقَاتِلَنَّكُم مَا دَامَ فِي يَدِي مِن سَيفِي قَائِمَتُهُ.

"البدایہ والنہایہ میں ہے، حضرت مسلم بن عقیلؑ کی کوفہ آمد کی خبر ہر طرف پھیل چکی تھی۔ یہی بات نعمان بن بشیر انصاری تک جا پہنچی۔ اس نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا اور اُن سے خطاب کیا اور کہا: جو مجھ سے جنگ و جدال نہیں کرے گا میں اس سے جنگ آزمائی نہیں کروں گا۔ جو مجھ پر حملہ آور نہیں ہوگا میں اُس پر حملہ آور نہیں ہوں گا۔ میں تم پر سختی نہیں کروں گا۔ جس نے بیعت توڑی اور اپنے امام (امیر) کی مخالفت کی تو قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب تک میرے قبضہ میں تلوار رہے گی میں تم پر وار کیے جاؤں گا"۔ (البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۵۲)

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی بیعت کی یزید کو رپورٹ

تاریخ الطبری عن اَبِي الوَدَّاكِ: خَرَجَ عَبدُ اللهِ بنُ مُسلِمٍ ، وَكَتَبَ اِلٰى يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ : اَمَّا بَعدُ ، فَاِنَّ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ قَد قَدِمَ الكُوفَةَ ، فَبَايَعَتهُ الشِّيعَةُ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ ، فَاِن كَانَ لَكَ بِالكُوفَةِ حَاجَةٌ ، فَابعَث اِلَيهَا رَجُلًا قَوِيًّا يُنَفِّذُ اَمرَكَ ،

وَيَعْمَلُ مِثْلَ عَمَلِكَ فِي عَدُوِّكَ ، فَإِنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَجُلٌ ضَعِيفٌ، أَوْ هُوَ يَتَضَعَّفُ. فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ كَتَبَ إِلَيْهِ. ثُمَّ كَتَبَ إِلَيْهِ عُمَارَةُ بْنُ عُقْبَةَ بِنَحْوٍ مِنْ كِتَابِهِ. ثُمَّ كَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

''تاریخ طبری میں ابوالوداک سے مروی ہے، عبداللہ بن مسلم مسجد سے باہر آیا اور اُس نے یزید بن معاویہ کی طرف خط لکھا:

امابعد! مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ آچکے ہیں۔ حسینؑ بن علیؑ کے شیعوں نے اُن کی بیعت کرلی ہے۔ اگر تمھیں کوفہ کی ضرورت ہے تو اس طرف ایک طاقت ور، مضبوط آدمی بھیج جو تیرا حکم نافذ کرے اور وہی کچھ کرے جو تم کرنا چاہو۔ نعمان بن بشیر نہایت ہی کمزور آدمی ہے یا پھر اپنے آپ کو کمزور دکھانا چاہتا ہے''۔ [1]

الفتوح : كَتَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمٍ إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ يُخْبِرُهُ بِذٰلِكَ : بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ . لِعَبْدِ اللّٰهِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ، مِنْ شِيعَتِهِ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ . أَمَّا بَعْدُ . فَإِنَّ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ قَدْ قَدِمَ الْكُوفَةَ ، وَقَدْ بَايَعَهُ الشِّيعَةُ لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ، وَهُمْ خَلْقٌ كَثِيرٌ ، فَإِنْ كَانَ لَكَ فِي الْكُوفَةِ حَاجَةٌ ، فَابْعَثْ إِلَيْهَا رَجُلًا قَوِيًّا يُنَفِّذُ فِيهَا أَمْرَكَ ، وَيَعْمَلُ فِيهَا بِعَمَلِكَ مِنْ عَدُوِّكَ . فَإِنَّ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رَجُلٌ ضَعِيفٌ ، أَوْ هُوَ مُضَعَّفٌ . وَالسَّلَامُ .

قَالَ : ثُمَّ كَتَبَ أَيْضاً عُمَارَةُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ بِنَحْوٍ مِنْ ذٰلِكَ . فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ .

---

[1] تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۵۶؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۵

"الفتوح میں ہے، عبداللہ بن مسلم نے یزید کی طرف خط لکھا جس کا معنی و مفہوم یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہلِ کوفہ کا خط یزید بن معاویہ کے نام!

اما بعد! مسلم بن عقیلؑ کوفہ آچکے ہیں۔ حسینؑ ابن علیؑ کے شیعوں نے اُن کی بیعت کر لی ہے۔ اُن کے پاس ایک بڑی تعداد جمع ہوگئی ہے۔ اگر کوفہ کی حاجت ہے تو کوفہ کی طرف ایک سخت جان اور مضبوط آدمی بھیج جو تیرا حکم نافذ کرے اور وہی کچھ کرے جو تجھے منظور ہے۔ نعمان بن بشیر نہایت کمزور آدمی ہے یا وہ کمزور بننے کی کوشش کر رہا ہے"۔ والسلام!

راوی کہتا ہے: اس طرح عمارہ بن عقبہ بن ابی مُعیط نے بھی اس قسم کا خط یزید کو لکھا۔ اُس کے بعد عمر بن سعد بن ابی وقاص نے خط لکھا"۔ ①

أنساب الأشراف: كَتَبَ وُجوهُ أهلِ الكُوفَةِ: عُمَرُ بنُ سَعدِ بنِ أبي وَقّاصٍ الزُّهرِيُّ، ومُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ الكِندِيُّ، وغَيرُهُما، إلى يَزيدَ بنِ مُعاوِيَةَ بِخَبَرِ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ، وتَقديمِ الحُسَينِ عليه السلام إيّاهُ إلَى الكُوفَةِ أمامَهُ، وبِما ظَهَرَ مِن ضَعفِ النُّعمانِ بنِ بَشيرٍ، وعَجزِهِ ووَهنِ أمرِهِ.

"انساب الاشراف میں سردارانِ کوفہ نے یزید کی طرف خطوط لکھے اُن کے نام یہ ہیں: ۱- عمر بن سعد بن ابی وقاص الزہری ۲- محمد بن اشعث الکندی۔

اِن کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی یزید کی طرف خطوط جاری کیے کہ مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں آچکے ہیں اور امام حسین علیہ السلام عنقریب آجائیں

---

① الفتوح: ج ۵، ص ۳۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۹۸

گے۔ انھوں نے نعمان انصاری کی کمزوری کی رپورٹ دی کہ وہ ایک کمزور آدمی ہے۔ وہ اپنی طاقت کا مظاہرہ نہیں کر رہا ہے"۔ (انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۵)

الأخبار الطوال: كَتَبَ مُسلِمُ بنُ سَعيدٍ الحَضرَميُّ، وَعُمارَةُ بنُ عُقبَةَ، وَكانا عَينَي يَزيدَ بنِ مُعاوِيَةَ، إلى يَزيدَ، يُعلِمانِهِ قُدومَ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ الكوفَةَ، داعِيًا لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، وَأَنَّهُ قَد أفسَدَ قُلوبَ أهلِها عَلَيهِ، فَإِن يَكُن لَكَ في سُلطانِكَ حاجَةٌ، فَبادِر إلَيهِ مَن يَقومُ بِأَمرِكَ، وَيَعمَلُ مِثلَ عَمَلِكَ في عَدُوِّكَ، فَإِنَّ النُّعمانَ رَجُلٌ ضَعيفٌ أو مُتَضاعِفٌ، وَالسَّلامُ.

"اخبار الطوال میں ہے، مسلم بن سعید الحضرمی اور عمارہ بن عقبہ جو دونوں یزید کے طرفدار تھے، نے اُس کی طرف خطوط بھیجے کہ مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ آ چکے ہیں۔ وہ لوگوں کو حسینؑ بن علیؑ کی بیعت کی دعوت دے رہے ہیں اور اُنھوں نے لوگوں کو تمھارے خلاف کر دیا ہے۔ اگر کوفہ کی ضرورت ہے تو اپنی طرف سے کوئی آدمی روانہ کر جو تیرے دشمن کے ساتھ وہی کام کرے جو تو خود کرنا چاہتا ہے۔ نعمان ایک کمزور آدمی ہے یا پھر جان بوجھ کر کمزور بننے کی کوشش کر رہا ہے"۔ والسلام! (اخبار الطوال: ص ۲۳۱)

الملهوف: كَتَبَ عَبدُ اللهِ بنُ مُسلِمٍ الباهِلِيُّ، وَعُمارَةُ بنُ الوَليدِ، وعُمَرُ بنُ سَعدٍ إلى يَزيدَ يُخبِرونَهُ بِأَمرِ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ وَيُشيرونَ عَلَيهِ بِصَرفِ النُّعمانِ بنِ بَشيرٍ، وَوِلايَةِ غَيرِهِ.

"الملھوف میں ہے، عبداللہ بن مسلم الباہلی، عمارہ بن الولید اور عمر بن سعد نے یزید کی طرف جنابِ مسلمؑ بن عقیلؑ کی اطلاع کے خطوط لکھے۔ اُنھوں نے اُسے مشورہ دیا کہ نعمان بن بشیر کو معزول کر کے کسی اور کو کوفہ کا حاکم مقرر کرے"۔ (الملھوف: ص ۱۰۹)

یزید کا سرجون[1] سے مشورہ

تاریخ الطبری عن عوانة: لَمَّا اجتَمَعَتِ الكُتُبُ عِندَ يَزيدَ، لَيسَ بَينَ كُتُبِهِم إلّا يَومانِ، دَعا يَزيدُ بنُ مُعاوِيَةَ سَرجونَ مَولى مُعاوِيَةَ، فَقالَ: ما رَأيُكَ؛ فَإِنَّ حُسَينًا قَد تَوَجَّهَ نَحوَ الكوفَةِ، ومُسلِمُ بنُ عَقيلٍ بِالكوفَةِ يُبايِعُ لِلحُسَينِ، وقَد بَلَغَني عَنِ النُّعمانِ ضَعفٌ وقَولٌ سَيِّئٌ وأقرَأَهُ كُتُبَهُم، فَما تَرى؛ مَن أستَعمِلُ عَلَى الكوفَةِ؛ وكانَ يَزيدُ عاتِبًا عَلى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ.

فَقالَ سَرجونُ: أرَأَيتَ مُعاوِيَةَ لَو نُشِرَ لَكَ، أكُنتَ آخِذًا بِرَأيِهِ؛ قالَ: نَعَم. فَأَخرَجَ عَهدَ عُبَيدِ اللهِ عَلَى الكوفَةِ. فَقالَ: هذا رَأيُ مُعاوِيَةَ، وماتَ وقَد أمَرَ بِهذَا الكِتابِ.

فَأَخَذَ بِرَأيِهِ، وضَمَّ المِصرَينِ إلى عُبَيدِ اللهِ، وبَعَثَ إلَيهِ بِعَهدِهِ عَلَى الكوفَةِ.

"تاریخ طبری میں ہے، جب یزید کی طرف سے کوفہ سے دو دنوں کے اندر پے در پے خطوط آئے تو اُس نے حاکمِ شام کے غلام سرجون کو اپنے پاس بلایا اور اُسے کہا کہ حسینؑ بن علیؑ کوفہ کی طرف رواں دواں ہیں اور مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں لوگوں سے اُن کی بیعت لے رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کوفہ کا گورنر نعمان اس امر میں دلچسپی نہیں لے رہا ہے اور ناگوار باتیں کر رہا ہے۔ اس کے بعد یزید نے غلام کو خطوط بھی دکھائے۔ پھر

---

[1] سرجون بن منصور کا تعارف: اس کا تعلق روم سے تھا۔ اس کا اصل نام سرڑیوس ہے، جسے عربی زبان میں سرجون کہا گیا ہے۔ اس کے باپ کا نام منصور تھا۔ یہ حاکمِ شام کی طرف اموال کا مسئول تھا۔ حاکمِ شام کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس کا سیکرٹری بھی تھا۔ اس کے بیٹے یزید اور عبدالملک دونوں عیسائی تھے۔ اس کا اپنا چرچ تھا۔

پوچھا: اب کیا کیا جائے؟ کوفہ کی حکومت کس کے حوالے کی جائے؟ یزید عبیداللہ ابن زیاد پر ناراض تھا۔ سرجون نے کہا: اگر حاکمِ شام کو تمھارے لیے زندہ کر دیا جائے تو تم اس کی رائے کو تسلیم کرو گے؟ یزید نے کہا: ہاں، بالکل تسلیم کروں گا۔ یہ سن کر سرجون نے حاکمِ شام کا وصیت نامہ نکالا کہ عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم بنانا۔ سرجون نے کہا: یہ حاکمِ شام کی رائے ہے۔ وہ بوقت موت اس تحریر کی وصیت کر کے گئے ہیں اور یہ اُس کا حکم ہے۔ یزید نے سرجون کے مشورے کو قبول کیا۔ عبیداللہ کو بصرہ اور کوفہ دونوں کا حاکم بنا دیا اور حکومت کوفہ کا فرمان اس کے نام پر لکھ دیا۔ علاوہ ازیں اُس نے حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو وہ مسلمؑ بن عقیلؑ کو قتل کر دے"۔ ①

الفتوح: لَمَّا اجتَمَعَتِ الكُتُبُ عِندَ يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ، دَعَا بِغُلَامِ أبِيهِ وَكَانَ اسمُهُ سَرجونَ فَقَالَ: يَا سَرجونُ، مَا الَّذِي عِندَكَ فِي أهلِ الكُوفَةِ. فَقَد قَدِمَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ، وَقَد بَايَعَهُ التُّرَابِيَّةُ لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ؟

فَقَالَ لَهُ سَرجونُ: أتَقبَلُ مِنِّي مَا أُشِيرُ بِهِ عَلَيكَ؟ فَقَالَ يَزِيدُ: قُل حَتَّى أسمَعَ. فَقَالَ: أُشِيرُ عَلَيكَ أن تَكتُبَ إلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ، فَإنَّهُ أمِيرُ البَصرَةِ. فَتَجعَلَ لَهُ الكُوفَةَ زِيَادَةً فِي عَمَلِهِ، حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَقدَمُ الكُوفَةَ فَيَكفِيكَ أمرَهُم. فَقَالَ يَزِيدُ: هٰذَا لَعَمرِي هُوَ الرَّأيُ!

"الفتوح میں ہے کہ جب یزید کے پاس کوفیوں کے خطوط جمع ہو گئے تو اُس نے اپنے باپ کے غلام کو بلایا اس کا نام سرجون تھا۔ یزید نے

---

① تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۵۶؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۵؛ ارشاد: ج۲،ص ۴۲؛ روضۃ الواعظین: ج۵،ص ۳۵۶؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص ۴۳۸؛ بحارالانوار: ج۴۴،ص ۳۳۶

اُس سے کہا: اے سرجون! کیا تمھیں کوفہ کی کوئی خبر ہے؟ وہاں مسلمؑ بن عقیلؑ آچکے ہیں اور علیؑ کے شیعوں نے اُس کی بیعت کر لی ہے؟
سرجون نے کہا: اگر میں تمھیں کوئی مشورہ دوں تو کیا تم اُسے قبول کرو گے؟
یزید نے کہا: ہاں بتاؤ تمھارا کیا مشورہ ہے؟ اُس نے کہا: تم عبیداللہ ابن زیاد کی طرف خط لکھو کہ وہ اس وقت بصرہ کا امیر ہے، اُسے کوفہ کی امارت بھی دے دو۔ جب وہ کوفہ کو سنبھالے، تو اس سے تیری سردردی ختم ہو جائے گی۔ یزید نے کہا: مجھے اپنی زندگی کی قسم! تمھاری بات بالکل درست ہے"۔(الفتوح: ج۵،ص۳۶)

مقتل الحسين علیہ السلام للخوارزمي: لَمَّا اجتَمَعَتِ الكُتُبُ عِندَ يَزيدَ، دَعا بِغُلامٍ كانَ كاتِبًا عِندَ أبيهِ، يُقالُ لَهُ: سَرجونُ، فَأَعلَمَهُ بِما وَرَدَ عَلَيهِ.
فَقالَ: أُشيرُ عَلَيكَ بِما تَكرَهُ. قالَ: وإن كَرِهتُ! قالَ: إستَعمِل عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيادٍ عَلَى الكوفَةِ. قالَ: إنَّهُ لا خَيرَ فيهِ. وكانَ يُبغِضُهُ. فَأَشِر بِغَيرِهِ. قالَ: لَو كانَ مُعاوِيَةُ حاضِرًا، أكُنتَ تَقبَلُ قَولَهُ وتَعمَلُ بِقَولِهِ؟ قالَ: نَعَم.
قالَ: فَهذا عَهدُ عُبَيدِ اللهِ عَلَى الكوفَةِ، أمَرَني مُعاوِيَةُ أن أكتُبَهُ فَكَتَبتُهُ، وخاتَمُهُ عَلَيهِ، فَماتَ وبَقِيَ العَهدُ عِندي.
قالَ: وَيحَكَ! فَأَمضِهِ.

"مقتل الحسین" خوارزمی میں ہے، جب یزید کے پاس خطوط آئے تو اُس نے اپنے باپ کے غلام سرجون کو اپنے پاس بلایا جو اُس کے باپ کا کاتب تھا۔ جس کا نام سرجون تھا، اُسے کوفہ کے حالات بتائے۔
اُس نے کہا: میں جو تمھیں مشورہ دوں گا تم اُسے پسند نہ کرو گے۔ یزید نے کہا: جو بات مجھے پسند نہیں ہے اس کا خیال نہ کرو۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔

اس نے کہا: عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کی سرداری دے دو۔ یزید نے کہا: ایسا نہیں ہوسکتا کسی اور کا نام لو (یزید ابن زیاد کو پسند نہیں کرتا تھا)۔ سرجون نے کہا: اگر معاویہ زندہ ہوجائے اور وہ تمھیں کسی کے بارے میں رائے دے تو کیا اُس کی بات قبول کرو گے؟ یزید نے کہا: ہاں! میں قبول کروں گا۔

اُس وقت سرجون نے اُسے حاکمِ شام کی تحریر دکھائی اور کہا کہ مجھے تیرے باپ نے حکم دیا تھا اور یہ وہی تحریر ہے جو میں نے تیرے باپ کے حکم پر لکھی تھی اور اس پر اُس نے مُہر لگائی تھی۔ یہ وہی عہد نامہ ہے جو میرے پاس محفوظ رہا۔ یزید نے کہا: بالکل صحیح ہے"۔ (مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۶۸)

المحاسن والمساوی عن أبي معشر: قَدَّمَ الحُسَينُ علیہ السلام مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ إلَى الكُوفَةِ لِيَأخُذَ عَلَيهِمُ البَيعَةَ. وَكَانَ عَلَى الكُوفَةِ حِينَ مَاتَ مُعَاوِيَةُ. النُّعمَانُ بنُ بَشِيرِ بنِ سَعدٍ الأَنصَارِيُّ. فَلَمَّا بَلَغَهُ خَبَرُ الحُسَينِ علیہ السلام، قَالَ: لَابنُ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَحَبُّ إِلَينَا مِنِ ابنِ بِنتِ بَحدَلٍ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ يَزِيدَ. فَأَرَادَ أَن يَعزِلَهُ. فَقَالَ لِأَهلِ الشَّامِ: أَشِيرُوا عَلَيَّ مَن أَستَعمِلُ عَلَى الكُوفَةِ؟ فَقَالُوا: أَتَرضَى بِرَأيِ مُعَاوِيَةَ؟ قَالَ: نَعَم. قَالُوا: فَإِنَّ العَهدَ بِإِمَارَةِ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ عَلَى العِرَاقَينِ قَد كُتِبَ فِي الدِّيوَانِ. فَاستَعمِلهُ عَلَى الكُوفَةِ. فَقَدِمَ الكُوفَةَ قَبلَ أَن يَقدَمَ الحُسَينُ علیہ السلام.

"المحاسن والمساوی میں ابومعشر سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو کوفہ کی طرف روانہ کیا، تاکہ وہ لوگوں سے بیعت لے۔ اُس وقت حاکمِ شام مرگیا تھا۔ اُن دنوں نعمان بن بشیر کوفہ کا حاکم تھا۔ جب حضرت مسلم بن عقیلؑ کوفہ آئے، اُن کی آمد کی اطلاع نعمان

انصاری کو ملی تو اُس نے کہا: میرے نزدیک فرزندِ بنتِ رسولؐ فرزندِ بنت بجدل ① سے بہتر ہیں۔ جب یہ بات یزید تک پہنچی تو اُس نے اُسے معزول کر دیا۔ اس نے اہلِ شام سے پوچھا: اب کس آدمی کو کوفہ کی امارت دی جائے؟ انھوں نے کہا: کیا تم حاکم شام (معاویہ) کی رائے کو تسلیم کرو گے۔

یزید نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: عبیداللہ ابن زیاد کو بصرہ اور کوفہ دونوں کی امارت دے دو۔ یہی بات تیرے باپ کی طرف سے اُس کے دیوان میں تحریر ہے۔ یہ سن کر یزید نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے کوفہ آنے سے پہلے کوفہ کی حکومت دے دی"۔ ②

ابنِ زیاد اور امارتِ کوفہ

تاریخ الطبری عن عوانۃ: دَعَا [یَزِیدُ] مُسلِمَ بنَ عَمرٍو البَاهِلِیَّ وَکَانَ عِندَہُ، فَبَعَثَہُ إِلَی عُبَیدِ اللهِ بِعَهدِہِ إِلَی البَصرَۃِ، وَکَتَبَ إِلَیهِ مَعَهُ: أَمَّا بَعدُ، فَإِنَّهُ کَتَبَ إِلَیَّ شِیعَتِي مِن أَهلِ الکُوفَۃِ، یُخبِرُونَنِي أَنَّ ابنَ عَقِیلٍ بِالکُوفَۃِ یَجمَعُ الجُمُوعَ لِشَقِّ عَصَا المُسلِمِینَ، فَسِر حِینَ تَقرَأُ کِتَابِي هٰذَا، حَتّٰی تَأتِيَ أَهلَ الکُوفَۃِ، فَتَطلُبَ ابنَ عَقِیلٍ کَطَلَبِ الخَرَزَۃِ حَتّٰی تَثقَفَهُ، فَتُوثِقَهُ أَو تَقتُلَهُ أَو تَنفِیَهُ، وَالسَّلَامُ.

فَأَقبَلَ مُسلِمُ بنُ عَمرٍو حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی عُبَیدِ اللهِ بِالبَصرَۃِ، فَأَمَرَ عُبَیدُ اللهِ بِالجِهَازِ وَالتَّهَیُّؤِ وَالمَسِیرِ إِلَی الکُوفَۃِ مِنَ الغَدِ.

---

① بنت بجدل: میسون بنت بجدل الکلبیہ (اُم یزید)۔

② المحاسن والمساوی: ص ۵۹؛ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۶۴؛ امامت والسیاست: ج ۲، ص ۸؛ المحن: ص ۱۳۴، جواہر المطالب: ج ۲، ص ۲۶۵

"تاریخ طبری میں عوانہ سے روایت ہے، یزید نے مسلم بن عمرو الباہلی کو اپنے پاس بلایا۔ اُس نے اُسے خط دے کر ابن زیاد کی طرف بصرہ بھیجا۔ خط کا متن یہ ہے:

امابعد! کوفہ کے میرے چاہنے والوں نے میری طرف لکھا ہے کہ مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ آچکے ہیں اور اُس نے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ جب تم میرا خط پڑھو تو فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ جب کوفہ پہنچو تو ابن عقیلؑ کو اس طرح ڈھونڈو جس طرح کہ کوئی نگینہ کو ڈھونڈتا ہے۔ اُنھیں گرفتار کر لینا یا قتل کر ڈالنا یا شہر سے نکال دینا۔ والسلام!

مسلم باہلی بصرہ پہنچا اور اُس نے خط عبیداللہ کو دیا۔ عبیداللہ نے سامانِ سفر کی درستی اور تیاری کا حکم دیا کہ دوسرے ہی دن کوفہ روانہ ہو جائے"۔ ①

الكامل في التاريخ: أَخَذَ [يَزِيدُ] بِرَأْيِهِ [أي بِرَأْيِ سَرجونَ]، وَجَمَعَ الكُوفَةَ وَالبَصرَةَ لِعُبَيدِ اللهِ، وَكَتَبَ إلَيهِ بِعَهدِهِ، وَسَيَّرَهُ إلَيهِ مَعَ مُسلِمِ بنِ عَمرٍو البَاهِلِيِّ وَالِدِ قُتَيبَةَ. فَأَمَرَهُ بِطَلَبِ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، وَبِقَتلِهِ، أو نَفيِهِ. فَلَمّا وَصَلَ كِتابُهُ إلى عُبَيدِ اللهِ، أمَرَ بِالتَّجَهُّزِ لِيَبرُزَ مِنَ الغَدِ.

"الکامل فی التاریخ میں ہے، یزید نے سرجون کی رائے پر عمل کیا اور بصرہ اور کوفہ کی امارت عبیداللہ ابن زیاد کے حوالے کی۔ اس کی طرف مسلم بن عمرو الباہلی کو خط دے کر روانہ کیا (مسلم بن عمرو قتیبہ کا والد ہے) اُس نے ابن زیاد کی طرف لکھا کہ مسلمؑ بن عقیلؑ کو طلب کرے۔ جب وہ گرفتار ہو جائے تو اُسے قتل کر دے یا شہر سے باہر نکال دے۔ جب یہ خط ابن زیاد

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۵۷؛ ارشاد: ج۲، ص ۴۲؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۲؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۳۷؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۳۷؛ مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۶؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۵۲؛ المناقب ابن شہر آشوب: ج۴، ص ۹۱

کو ملا تو اُس نے کوفہ روانگی کی تیاری کا حکم دیا تاکہ اگلی صبح وہ روانہ ہو جائے“۔ ①

أنساب الأشراف: كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بنِ زِيَادِ بنِ أَبِي سُفيَانَ بِوِلَايَةِ الكُوفَةِ إِلَى مَا كَانَ يَلِي مِنَ البَصرَةِ، وبَعَثَ بِكِتَابِهِ فِي ذٰلِكَ مَعَ مُسلِمِ بنِ عَمرٍو البَاهِلِيِّ، أَبِي قُتَيبَةَ بنِ مُسلِمٍ، وأَمَرَ عُبَيدَ اللهِ بِطَلَبِ ابنِ عَقِيلٍ ونَفيِهِ إِذَا ظَفِرَ بِهِ، أَو قَتلِهِ، وأَن يَتَيَقَّظَ فِي أَمرِ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، ويَكُونَ عَلَى استِعدادٍ لَهُ.

”انساب الاشراف میں ہے، یزید نے عبیداللہ بن زیاد کی طرف کوفہ کی امارت کا خط لکھا۔ اس سے پہلے وہ بصرہ کا گورنر تھا۔ اُس نے یہ خط مسلم بن عمرو الباہلی کے ذریعے ابن زیاد کی طرف بھیجا تھا (قتیبہ بن مسلم کا باپ) اُس نے حکم جاری کیا تھا کہ وہ مسلمؑ بن عقیلؑ کو گرفتار کرے، اُسے قتل کر دے یا شہر سے نکال دے تاکہ وہ جس مقصد کے لیے کوفہ آیا ہے ناکام رہے“۔ ②

الملهوف: كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ وكَانَ وَالِيًا عَلَى البَصرَةِ، بِأَنَّهُ قَد وَلَّاهُ الكُوفَةَ وضَمَّهَا إِلَيهِ، ويُعَرِّفُهُ أَمرَ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، وأَمرَ الحُسَينِ علیہ السلام، ويُشَدِّدُ عَلَيهِ فِي تَحصِيلِ مُسلِمٍ وقَتلِهِ.

”الملہوف میں ہے، یزید نے عبیداللہ ابن زیاد کی طرف خط لکھا۔ ابن زیاد اُس وقت بصرہ کا امیر تھا۔ یزید نے اُسے بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کی امارت بھی دے دی۔ اُس نے یہ خط مسلم بن عمرو الباہلی کے توسط سے

---

① الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۵؛ اخبار الطوال: ص ۲۳۱

② انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۵؛ اخبار البشر ابوالفداء: ج ۳، ص ۱۸۹

اُسے بھجوایا تھا۔ اُس نے یہ امر جاری کیا تھا کہ وہ مسلمؑ بن عقیلؑ کو شہر سے نکال دے یا اُسے قتل کر دے"۔ (اللھوف: ص ۱۰۹)

الفتوح: كَتَبَ يَزِيدُ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ: أَمَّا بَعدُ، فَإِنَّ شِيعَتِي مِن أَهلِ الكُوفَةِ كَتَبُوا إِلَيَّ، فَخَبَّرُونِي أَنَّ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ يَجمَعُ الجُمُوعَ وَيَشُقُّ عَصَا المُسلِمِينَ، وَقَدِ اجتَمَعَ عَلَيهِ خَلقٌ كَثِيرٌ مِن شِيعَةِ أَبِي تُرَابٍ.

فَإِذَا وَصَلَ إِلَيكَ كِتَابِي هٰذَا، فَسِر حِينَ تَقرَؤُهُ، حَتَّى تَقدَمَ الكُوفَةَ فَتَكفِيَنِي أَمرَهَا، فَقَد جَعَلتُهَا زِيَادَةً فِي عَمَلِكَ، وَضَمَمتُهَا إِلَيكَ، فَانظُر أَينَ تَطلُبُ مُسلِمَ بنَ عَقِيلِ بنِ أَبِي طَالِبٍ بِهَا، فَاطلُبهُ طَلَبَ الخَرَزَةِ، فَإِذَا ظَفِرتَ بِهِ فَاقتُلهُ، وَنَفِّذ إِلَيَّ رَأسَهُ، وَاعلَم أَنَّهُ لَا عُذرَ لَكَ عِندِي دُونَ مَا أَمَرتُكَ بِهِ، فَالعَجَلَ العَجَلَ، وَالوَحَا الوَحَا! وَالسَّلَامُ.

ثُمَّ دَفَعَ الكِتَابَ إِلَى مُسلِمِ بنِ عَمرٍو البَاهِلِيِّ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَن يَجِدَّ السَّيرَ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ. قَالَ: فَلَمَّا وَرَدَ الكِتَابُ عَلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ وَقَرَأَهُ، أَمَرَ بِالجِهَازِ إِلَى الكُوفَةِ.

"الفتوح میں ہے، یزید نے عبیداللہ ابن زیاد کی طرف خط بھیجا تھا کہ کوفہ سے میرے لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں کہ مسلمؑ بن عقیلؑ لوگوں کو اپنے پاس جمع کر رہا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف ڈال رہا ہے۔ ابوتراب کے شیعوں کی ایک بڑی تعداد اس کے پاس جمع ہو چکی ہے۔ جس وقت میرا خط تجھے ملے اور تو اُسے پڑھ لے تو فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہو جا اور میرے حکم کی تعمیل کر۔ میں نے تیری امارت کو دگنا کر دیا ہے۔ بصرہ کی امارت کے ساتھ ساتھ کوفہ کی امارت کی مسئولیت بھی تیرے سپرد کر دی گئی ہے۔ مسلمؑ بن عقیلؑ کو ہر صورت تلاش کرنا ہے اور اُسے اس طرح تلاش کر

جس طرح ایک نگینہ کو تلاش کیا جاتا ہے۔ جب تو اُسے گرفتار کرلے تو اُسے قتل کردے اور اُس کا سر میری طرف بھیج دے۔ میری یہ بات غور سے سن اور اپنی تمام توانائیاں اس پر مرکوز کردے۔ اس امر میں تیرا کوئی عذر قبول نہیں کروں گا۔ اس کام میں تیزی اور سرعت دکھا۔ والسلام!

یزید نے اپنا یہ خط مسلم بن عمرو الباہلی کے حوالے کیا۔ اُسے حکم دیا کہ وہ فوراً یہ خط بصرہ جا کر عبیداللہ ابن زیاد کے حوالے کرے۔

راوی کہتا ہے کہ جب یہ خط ابن زیاد کو موصول ہوا تو اُس نے روانگی کا سامان درست کیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہوگیا"۔ (الفتوح: ج۵، ص۳۶)

مقتل الحسینؑ خوارزمی میں ہے، یزید نے عبیداللہ ابن زیاد کی طرف خط لکھا۔ اس خط کا متن یہ ہے:

"سلام علیک! امابعد! ایک دن ممدوح کو گالیاں دی جاتی ہیں اور پھر دوسرے دن جسے گالیاں دی گئی ہوتی ہیں اُس کی مدح وستائش کی جارہی ہوتی ہے۔ تجھے جو جو ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں اُن کی تکمیل لازم ہے۔ اُن سے اعراض وانکار ناممکن ہے۔ تم نے انھیں ہر صورت بجالانا ہے۔ حسینؑ نے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ حکومت وریاست آزمائش میں ہے۔ تو آزاد ہے یا غلام۔ تو نے ہر صورت اس کام کو اس طرح کرنا ہے کہ جس طرح ایک غلام اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ کوفہ سے میرے پاس خطوط آئے ہیں کہ مسلمؑ بن عقیلؑ نے لوگوں کو جمع کرلیا ہے اور مسلمانوں کے اجتماع کے عصا کو پھاڑ ڈالا ہے۔ ابوتراب کے شیعوں کی ایک بڑی تعداد اُس کے پاس جمع ہے۔ جس وقت تجھے میرا خط ملے اور تو اُسے پڑھے تو فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہوجا۔ اور میرے حکم کی تعمیل کر۔ میں نے بصرہ کے علاوہ کوفہ کی عملداری بھی دے دی ہے۔ مسلمؑ بن عقیلؑ کو اس طرح تلاش کر جس طرح ایک غیض وغضب والا انسان اپنے مطلوب کو

طلب کرتا ہے۔ جب تو اُسے گرفتار کرے تو اُس سے بیعت کا مطالبہ کر۔ اگر وہ بیعت نہ کرے تو اُسے قتل کردے۔ اس معاملے میں میں تیرا کوئی عذر قبول نہیں کروں گا۔ فوراً اس کام کو سرانجام دے"۔ والسلام!

یزید نے یہ خط مسلم بن عمرو الباہلی کے حوالے کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ فوراً بصرہ جاکر عبیداللہ ابن زیاد کے حوالے کرے۔ جب یہ خط عبیداللہ نے پڑھا تو فوراً کوفہ روانگی کا حکم دیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ (مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص ۱۹۸)

سير أعلام النبلاء عن عمّار الدّهني عن أبي جعفر الباقر علیہ السلام: كَانَ يَزِيدُ سَاخِطًا عَلَى عُبَيْدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ بِرِضَاهُ عَنهُ، وَأَنَّهُ وَلَّاهُ الكُوفَةَ مُضَافًا إِلَى البَصرَةِ، وَكَتَبَ إِلَيْهِ أَن يَقتُلَ مُسلِمًا.

"سیر اعلام النبلاء میں عمار الدہنی سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یزید عبیداللہ ابن زیاد پر سخت ناراض تھا۔ اُس کی طرف اپنی رضامندی کا خط لکھا اور اُسے بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کی امارت بھی عطا کی۔ اس کی طرف خط لکھا کہ وہ کوفہ جاکر حضرت مسلم کو قتل کردے"۔ ①

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): كَانَ النُّعمَانُ بنُ بَشِيرٍ الأَنصَارِيُّ عَلَى الكُوفَةِ فِي آخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ، فَهَلَكَ وَهُوَ عَلَيهَا، فَخَافَ يَزِيدُ أَلَّا يَقدَمَ النُّعمَانُ عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام، فَكَتَبَ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادِ بنِ أَبِي سُفيَانَ، وَهُوَ عَلَى البَصرَةِ فَضَمَّ إِلَيهِ الكُوفَةَ، وَكَتَبَ إِلَيهِ بِإِقبَالِ الحُسَينِ إِلَيهَا: فَإِن كَانَ لَكَ جَنَاحَانِ فَطِر حَتَّى تَسبِقَ إِلَيهَا. فَأَقبَلَ

① سیر اعلام النبلاء: ج۳،ص ۳۰۶؛ تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۴۸؛ تہذیب الکمال: ج۱،ص ۴۲۳؛ امالی شجری: ج۱،ص ۱۹۰

عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ عَلَى الظَّهرِ سَرِيعًا، حَتَّى قَدِمَ الكُوفَةَ.

"الطبقات الکبریٰ میں ہے، حاکمِ شام کی حکومت کے آخری دور میں کوفہ کا عامل نعمان بن بشیر انصاری تھا۔ جب حاکمِ شام فوت ہوا تو اُس وقت بھی حکومتِ کوفہ نعمان کے پاس تھی۔ یزید کو خوف لاحق ہوا کہ نعمان حضرت امام حسین علیہ السلام کے خلاف کسی قسم کا اقدام نہیں کرے گا۔ اُس نے عبیداللہ ابن زیاد کی طرف خط لکھا۔ وہ اُس وقت بصرہ کا گورنر تھا کہ بصرہ کی امارت کے ساتھ ساتھ کوفہ کی امارت بھی دی جاتی ہے۔ یزید نے ابنِ زیاد کی طرف اپنے خط میں لکھا تھا کہ امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف روانہ ہیں۔ اگر تیرے دو پر ہیں تو اُن کے ذریعے پرواز کر اور اُن سے پہلے پہنچ۔ عبیداللہ ابنِ زیاد فوراً روانہ ہوا اور کوفہ پہنچا"۔ ①

ابنِ زیاد کا اپنے بھائی کو بصرہ کی نیابت دینا

تاریخ الطبری عن أبي عثمان النهدي: صَعِدَ عُبَيْدُ اللهِ مِنبَرَ البَصرَةِ، فَحَمِدَ اللهَ وأثنى عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: أمّا بَعدُ، فَوَاللهِ مَا تُقرَنُ بِيَ الصَّعبَةُ، وَلَا يُقَعقَعُ لي بِالشِّنَانِ، وَإنّي لَنَكَلٌ لِمَن عَادَاني، وَسَمٌّ لِمَن حَارَبَني، أنصَفَ القَارَةَ مَن رَامَاهَا.

يا أهلَ البَصرَةِ! إنَّ أميرَ المُؤمِنينَ وَلّاني الكُوفَةَ، وَأنَا غادٍ إلَيهَا الغَداةَ، وَقَدِ استَخلَفتُ عَلَيكُم عُثمانَ بنَ زِيَادِ بنِ أبي سُفيَانَ، وإيّاكُم وَالخِلافَ وَالإرجَافَ، فَوَالَّذي لا إلٰهَ غَيرُهُ، لَئِن بَلَغَني عَن رَجُلٍ مِنكُم خِلافٌ لَأَقتُلَنَّهُ وَعَرِيفَهُ وَوَلِيَّهُ، وَلَآخُذَنَّ الأدنىٰ بِالأقصىٰ حَتّىٰ تَستَمِعوا لي، وَلَا يَكُونَ فِيكُم مُخَالِفٌ وَلَا مُشاقٌّ، أنَا ابنُ زِيَادٍ، أشبَهتُهُ مِن بَينِ مَن وَطِئَ

---

① طبقات الکبریٰ: ج۱، ص۴۵۹؛ سیر أعلام النبلاء: ج۳، ص۲۹۹

الحَضی ، وَلَم یَنتَزِعنی شِبهُ خَالٍ وَلَا ابنِ عَمٍّ . ثُمَّ خَرَجَ مِنَ البَصرَةِ ، وَاستَخلَفَ اَخَاهُ عُثمانَ بنَ زِیَادٍ۔

"تاریخ طبری میں ابوعثمان النہدی سے مروی ہے کہ عبیداللہ ابن زیاد بصرہ میں منبر پر بلند ہوا اور اُس نے اللہ سبحانہ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر لوگوں سے کہا: کوئی کتنا ہی منہ زور کیوں نہ ہو وہ میرے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔ میں کسی کی عداوت کی پرواہ نہیں کرتا، جو مجھ سے عداوت رکھے گا میں اس کے لیے عذاب ہوں۔ جو مجھ سے جنگ آزمائی کرے گا میں اُس کے حق میں زہر ہوں۔ جس نے کس قدر اَلقَن کے ساتھ تیر اندازی کی اُس نے انصاف کی بات کی۔

اے اہلِ بصرہ! مجھے یزید نے کوفہ کا حاکم مقرر کیا ہے۔ میں کل سویرے اُدھر روانہ ہو جاؤں گا۔ میں یہاں بصرہ میں اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو اپنا جانشین مقرر کیے جاتا ہوں۔ دیکھو! مخالفت وبغاوت سے بچے رہنے۔ قسم ہے اس خدا کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر تم میں سے کسی شخص کی مخالفت و بغاوت کا حال مجھے معلوم ہوگا تو میں اُسے اُس کے سرغنہ کو اُس کے ہواخواہ کو ضرور قتل کروں گا۔ میں قریب کو بعید کے عوض پکڑوں۔ تم سب نے میری اطاعت کرنی ہے۔ تم میں سے کوئی مخالف ومعاند نظر نہ آئے۔ میں زیاد کا بیٹا ہوں۔ دنیا میں سب سے زیادہ اس کے ساتھ مشابہت رکھتا ہوں۔ مجھے کسی ماموں یا چچا کے ساتھ مشابہت نہیں ہے"۔ (1)

الأخبار الطوال: اَقبَلَ [ابنُ زِیَادٍ] حَتّٰی دَخَلَ المَسجِدَ الأعظَمَ ، فَاجتَمَعَ لَهُ النَّاسُ ، فَقَامَ ، فَقَالَ : اَنصَفَ القَارَةَ مَن رَامَاهَا ، یَا اَهلَ البَصرَةِ ! اِنَّ اَمِیرَ المُؤمِنِینَ قَد وَلَّانی مَعَ البَصرَةِ الکُوفَةَ ، وَاَنَا سَائِرٌ اِلَیهَا ، وَقَد خَلَّفتُ عَلَیکُم اَخِی

(1) تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۸۵؛ کامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۶؛ الفتوح: ج۵، ص ۳۷

عُثْمَانَ بنَ زِيَادٍ، فَإِيَّاكُمْ وَالْخِلَافَ وَالْإِرْجَافَ. فَوَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ. لَئِنْ بَلَغَنِي عَنْ رَجُلٍ مِنْكُمْ خَالَفَ أَوْ أَرْجَفَ، لَأَقْتُلَنَّهُ وَوَلِيَّهُ، وَلَآخُذَنَّ الْأَدْنَى بِالْأَقْصَى، وَالْبَرِيءَ بِالسَّقِيمِ، حَتَّى تَسْتَقِيمُوا. وَقَدْ أَعْذَرَ مَنْ أَنْذَرَ. ثُمَّ نَزَلَ وَسَارَ.

"اخبار الطوال میں ہے، ابنِ زیاد گھر سے نکل کر مسجد اعظم میں داخل ہوا۔ وہاں لوگوں کو جمع کیا گیا۔ وہ اُن کے سامنے کھڑا ہوا۔ جس نے کسی قدر اٹکن کے ساتھ تیر اندازی کی اُس نے انصاف کی بات کی۔

اے اہلِ بصرہ! امیر نے مجھے بصرہ کے علاوہ کوفہ کی امارت بھی دے دی ہے۔ میں اُدھر جانے والا ہوں۔ میں نے تم پر اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو مقرر کر دیا ہے۔ مخالفت سے بچ کر رہنا۔ اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ جس کی مخالفت کا مجھے علم ہوا میں اُسے اور اُس کے سرپرست کو قتل کر دوں گا۔ دُور والے کے بدلے اس کے قریبی کو پکڑوں گا۔ مجرم کے بدلے بے گناہ کو سزا دوں گا یہاں تک کہ تم درست ہو جاؤ۔ جس نے آگاہ کر دیا تو پھر وہ سزا دینے کا حق رکھتا ہے۔ وہ منبر سے اُترا اور کوفہ کی طرف چل پڑا"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۲)

أنساب الأشراف: خَطَبَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ النَّاسَ بِالْبَصْرَةِ، فَأَرْعَدَ وَأَبْرَقَ، وَتَهَدَّدَ وَتَوَعَّدَ، وَقَالَ: أَنَا نَكَلٌ لِمَنْ عَادَانِي، وَسِمَامٌ لِمَنْ حَارَبَنِي. وَأَعْلَمَهُمْ أَنَّهُ شَاخِصٌ إِلَى الْكُوفَةِ، وَأَنَّهُ قَدْ وَلَّى عُثْمَانَ بنَ زِيَادٍ أَخَاهُ خِلَافَتَهُ عَلَى الْبَصْرَةِ، وَأَمَرَهُمْ بِطَاعَتِهِ وَالسَّمْعِ لَهُ، وَنَهَاهُمْ عَنِ الْخِلَافِ وَالْمُشَاقَّةِ.

"انساب الاشراف میں ہے، ابنِ زیاد نے بصرہ میں خطبہ دیا۔ خوب گرجا برسا، لوگوں کو ڈرایا دھمکایا۔ اُس نے کہا: جس نے مجھ سے عداوت کی میں اُسے سخت سزا دوں گا۔ جس نے مجھ سے بے وفائی کی اس کے حق میں

زہر قاتل ہوں۔ جان لو کہ میں کوفہ جا رہا ہوں۔ بصرہ کی خلافت اپنے بھائی عثمان بن زیاد کے حوالے کر رہا ہوں۔ اس کی اطاعت کرنا اور مخالفت نہ کرنا"۔(انساب الاشراف: ج۲،ص ۳۳۵)

الكامل في التاريخ: خَرَجَ [ابنُ زِيَادٍ] مِنَ البَصرَةِ وَمَعَهُ مُسلِمُ بنُ عَمرٍو البَاهِلِيُّ، وَشَرِيكُ بنُ الأَعوَرِ الحَارِثِيُّ، وَحَشَمُهُ وَأَهلُ بَيتِهِ، وَكَانَ شَرِيكٌ شِيعِيًّا.

وَقِيلَ: كَانَ مَعَهُ خَمسُمِئَةٍ فَتَسَاقَطُوا عَنهُ، فَكَانَ أَوَّلَ مَن سَقَطَ شَرِيكٌ، وَرَجَوا أَن يَقِفَ عَلَيهِم وَيَسبِقَهُ الحُسَينُ علیہ السلام إِلَى الكُوفَةِ فَلَم يَقِف عَلَى أَحَدٍ مِنهُم حَتَّى دَخَلَ الكُوفَةَ وَحدَهُ. فَجَعَلَ يَمُرُّ بِالمَجَالِسِ فَلَا يَشُكُّونَ أَنَّهُ الحُسَينُ علیہ السلام، فَيَقُولُونَ: مَرحَبًا بِكَ يَا بنَ رَسُولِ اللهِ! وَهُوَ لَا يُكَلِّمُهُم، وَخَرَجَ إِلَيهِ النَّاسُ مِن دُورِهِم، فَسَاءَهُ مَا رَأَى مِنهُم، وَسَمِعَ النُّعمَانُ فَأَغلَقَ عَلَيهِ البَابَ، وَهُوَ لَا يَشُكُّ أَنَّهُ الحُسَينُ علیہ السلام، وَانتَهَى إِلَيهِ عُبَيدُ اللهِ وَمَعَهُ الخَلقُ يَصِيحُونَ، فَقَالَ لَهُ النُّعمَانُ: أَنشُدُكَ اللهَ إِلَّا تَنَحَّيتَ عَنِّي! فَوَاللهِ مَا أَنَا بِمُسَلِّمٍ إِلَيكَ أَمَانَتِي، وَمَا لِي فِي قِتَالِكَ مِن حَاجَةٍ.

فَدَنَا مِنهُ عُبَيدُ اللهِ، وَقَالَ لَهُ: اِفتَح لَا فُتِحتَ. فَسَمِعَهَا إِنسَانٌ خَلفَهُ، فَرَجَعَ إِلَى النَّاسِ وَقَالَ لَهُم: إِنَّهُ ابنُ مَرجَانَةَ! فَفَتَحَ لَهُ النُّعمَانُ، فَدَخَلَ وَأَغلَقُوا البَابَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ.

"الکامل فی التاریخ میں ہے، جب عبید اللہ ابن زیاد بصرہ سے نکلا تو اس کے ہمراہ مسلم بن عمرو الباہلی، شریک بن اعور الحارثی، خدم حشم اور اس کے گھر کے افراد تھے۔ شریک حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ تھے۔

ایک قول کے مطابق اُس کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے۔ سفر کی صعوبت سے یہ لوگ تھک کر زمین پر آرہے تھے۔ ان لوگوں میں سے سب سے پہلا آدمی شریک تھا لیکن ابن زیاد نے کسی کا بھی خیال نہ رکھا۔ اپنے سفر کو برابر جاری رکھا اور وہ کوفہ پہنچ گیا۔ کوفہ میں وہ جس جس گروہ سے گزرا تو انھوں نے اُسے حسینؑ ابن علیؑ خیال کیا تھا۔ اس لیے بھی پکار پکار کر کہہ رہے تھے: مرحبا یابن رسولؐ اللہ! ابن زیاد خاموشی سے گزرتا رہا۔ لوگ گھروں سے نکل کر اُس کی طرف آرہے تھے۔ یہ باتیں ابن زیاد کو بہت ناگوار گزریں۔ جب نعمان بن بشیر کو قصر کی طرف لوگوں کی آمد کا علم ہوا تو اُس نے قصر کا دروازہ اندر سے بند کرا دیا تا کہ امام حسین علیہ السلام اور اُن کے ساتھی اندر داخل نہ ہوں۔ جب یہ اجتماع دارالامارہ کے دروازے پر آیا تو نعمان نے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے پاس سے چلے جائیے۔ میں اپنی امانت آپ کے حوالے نہیں کروں گا۔ مجھے آپ کا قتل کرنا بھی منظور نہیں ہے۔

ابن زیاد اُس کے قریب ہوا اور کہا: ارے دروازہ کھول تیرا بھلا نہ ہو۔ نعمان کے پیچھے ایک آدمی کھڑا تھا۔ اُس نے سب سے کہہ دیا: یارو! خدا کی قسم! یہ ابن مرجانہ ہے۔ تب نعمان نے دروازہ کھولا اور ابن زیاد قصر میں داخل ہوا اور لوگوں پر دروازہ بند کر دیا۔ بعد میں لوگ منتشر ہو گئے"۔

(الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۶)

تاریخ الطبری عن عمّار الدُّهنی عن أبي جعفر [البَاقر] علیہ السلام:
أقبَلَ عُبیدُ اللهِ فِي وُجوهِ أهلِ البَصرَةِ، حَتّى قَدِمَ الكوفَةَ مُتَلَثِّماً وَلا يَمُرُّ عَلى مَجلِسٍ مِن مَجالِسِهِم فَيُسَلِّمُ إلّا قالوا: عَلَيكَ السَّلامُ يَابنَ بِنتِ رَسولِ اللهِ. وَهُم يَظُنّونَ أنَّهُ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام، حَتّى نَزَلَ القَصرَ.

"تاریخ طبری میں عمار الدہنی سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: عبیداللہ بصرہ کے کچھ سرداروں کے ساتھ کوفہ کی طرف آیا وہ جب کوفہ میں داخل ہوا اور جس گروہ سے گزرتا تھا تو وہ لوگوں کو جب سلام کرتا تو لوگ جواب میں کہتے: علیك السلام یا ابن بنت رسول اللہ۔ ان لوگوں کا یقین تھا کہ یہ حسینؑ ابن علیؑ ہیں یہاں تک کہ وہ قصر میں داخل ہوا"۔ (1)

• الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) : أَقبَلَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ عَلَى الظَّهرِ سَرِيعاً حَتّىٰ قَدِمَ الكُوفَةَ. فَأَقبَلَ مُتَعَمِّماً مُتَنَكِّراً حَتّىٰ دَخَلَ السّوقَ. فَلَمّا رَآهُ السِّفلَةُ وأَهلُ السّوقِ، خَرَجوا يَشتَدّونَ بَينَ يَدَيهِ وَهُم يَظُنّونَ أَنَّهُ حُسَينٌ علیہ السلام. وَذاكَ إِنَّهُم كانُوا يَتَوَقَّعونَهُ. فَجَعَلُوا يَقولُونَ لِعُبَيدِ اللهِ: يَابنَ رَسُولِ اللهِ ! الحَمدُ لِلّهِ الَّذِي أَرَاناكَ. وَجَعَلُوا يُقَبِّلُونَ يَدَهُ ورِجلَهُ. فَقَالَ عُبَيدُ اللهِ: لَشَدَّ مَا فَسَدَ هٰؤُلاءِ!

ثُمَّ مَضىٰ حَتّىٰ دَخَلَ المَسجِدَ، فَصَلّىٰ رَكعَتَينِ، ثُمَّ صَعِدَ المِنبَرَ وَكَشَفَ عَن وَجهِهِ. فَلَمّا رَآهُ النّاسُ، مَالَ بَعضُهُم عَلىٰ بَعضٍ، وأَقشَعوا عَنهُ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے کہ ابن زیاد فوراً بصرہ سے روانہ ہوا اور کوفہ میں داخل ہوا۔ اُس نے سر پر عمامہ پہن رکھا تھا اور چہرے پر نقاب ڈال رکھی تھی کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ کون ہے۔ یہاں تک کہ وہ کوفہ کے بازار میں داخل ہوا تو وہاں لوگ جمع ہو گئے اور اُس کے اِرد گرد جمع ہو گئے۔ انھوں

---

(1) تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۴۸؛ تہذیب الکمال: ج۱، ص ۳۲۳؛ تہذیب التہذیب: ج۱، ص ۵۹۱؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص ۳۵۶؛ الاصابہ: ج۳، ص ۷۰؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۱؛ امالی الشجری: ج۱، ص ۱۹۰؛ حدائق الوردیہ: ج۱، ص 115

نے اِسے حسینؑ ابنِ علیؑ سمجھ رکھا تھا۔ انھوں نے یہ کہنا شروع کر دیا:
اے فرزندِ رسولؐ! تمام تعریفوں کا مالک اللہ رب العزت ہے کہ جس نے آپ کی زیارت کا موقع دیا ہے۔ انھوں نے اُس کے ہاتھوں اور پاؤں کے بوسے دینے شروع کیے۔ عبیداللہ نے کہا: یہ لوگ کس قدر بدل چکے ہیں اور اس بدلنے میں کس قدر خرابی ہے۔ آخرکار وہ قصر میں داخل ہوا۔ پھر مسجد میں آیا۔ دو رکعت نماز پڑھی، منبر پر آیا اور اپنے منہ سے نقاب ہٹایا۔ لوگوں کی نگاہ پڑی تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے یہ تو ابن زیاد ہے اور منتشر ہو گئے"۔ ①

أنساب الأشراف: شَخَصَ [عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ] إلى الكُوفَةِ وَمَعَهُ المُنذِرُ بنُ الجارودِ العَبدِيُّ، وَشَريكُ بنُ الأعوَرِ الحارِثِيُّ وَمُسلِمُ بنُ عَمرٍو الباهِلِيُّ، وَحَشَمُهُ وغِلمانُهُ، فَوَرَدَها مُتَلَثِّماً بِعِمامَةٍ سَوداءَ.

وكانَ النّاسُ بِالكوفَةِ يَتَوَقَّعونَ وُرودَ الحُسَينِ عليه السلام، فَجَعَلوا يَقولونَ: مَرحَباً يَابنَ رَسولِ اللهِ، قَدِمتَ خَيرَ مَقدَمٍ، وَهُم يَظُنّونَ أنَّهُ الحُسَينُ عليه السلام، فَساءَ ابنَ زِيادٍ تَباشيرُ النّاسِ بِالحُسَينِ عليه السلام، وَغَمَّهُ، وَصارَ إلَى القَصرِ فَدَخَلَهُ.

"انساب الاشراف میں ہے، جب عبیداللہ ابن زیاد کوفہ کی طرف روانہ ہوا تو اس کے ہمراہ منذر بن جارود العبدی، شریک بن الاعور الحارثیؒ، مسلم بن عمر الباہلی، خدم و حشم اور گھر والے تھے۔ کوفہ میں داخل ہونے سے پہلے اس نے سر پر سیاہ عمامہ رکھا، منہ پر نقاب ڈالا۔ اہلِ کوفہ کو معلوم تھا کہ امام حسینؑ اُن کی طرف روانہ ہیں۔ انھوں نے ابن زیاد کو امام حسین علیہ السلام خیال کیا تو انھوں نے کہنا شروع کیا: یابن رسولؐ اللہ! آپ کا آنا اچھا ہوا۔

---

① الطبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۵۹؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۹

یہ باتیں ابن زیاد کو ناگوار گزریں کہ لوگ حسینؑ کے کس قدر دلدادہ ہیں۔
آخر کار یہ قصر میں داخل ہوا"۔ ①

مروج الذهب: اِتَّصَلَ الخَبَرُ [أي خبرُ خروجِ الإمامِ الحُسَينِ علیہ السلام] بِيَزِيدَ، فَكَتَبَ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ بِتَولِيَةِ الكُوفَةِ، فَخَرَجَ مِنَ البَصرَةِ مُسرِعاً، حَتّى قَدِمَ الكُوفَةَ عَلَى الظَّهرِ، فَدَخَلَها في أهلِهِ وحَشَمِهِ، وَعَلَيهِ عِمامَةٌ سَوداءُ قَد تَلَثَّمَ بِها، وَهُوَ راكِبٌ بَغلَةً، وَالنّاسُ يَتَوَقَّعونَ قُدومَ الحُسَينِ علیہ السلام، فَجَعَلَ ابنُ زِيادٍ يُسَلِّمُ عَلَى النّاسِ، فَيَقولونَ: وعَلَيكَ السَّلامُ يَا بنَ رَسولِ اللهِ، قَدِمتَ خَيرَ مَقدَمٍ، حَتّى انتَهى إلَى القَصرِ وَفيهِ النُّعمانُ بنُ بَشيرٍ، فَتَحَصَّنَ فيهِ.
ثُمَّ أشرَفَ [أيِ النُّعمانُ بنُ بَشيرٍ] عَلَيهِ، فَقالَ: يَا بنَ رَسولِ اللهِ، ما لي ولَكَ؟ وما حَمَلَكَ عَلى قَصدِ بَلَدي مِن بَينِ البُلدانِ؟!
فَقالَ ابنُ زِيادٍ: لَقَد طالَ نَومُكَ يا نُعَيمُ، وَحَسَرَ اللِّثامَ عَن فيهِ فَعَرَفَهُ، فَفَتَحَ لَهُ، وَتَنادَى النّاسُ: ابنُ مَرجانَةَ! وَحَصَبوهُ بِالحَصباءِ، فَفاتَهُم وَدَخَلَ القَصرَ.

"مروج الذہب میں ہے، جب یزید کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے خروج کی خبر ملی تو اُس نے عبید اللہ ابن زیاد کی طرف خط لکھا کہ اُسے کوفہ کی ولایت دی جاتی ہے اور وہ کوفہ جا کر وہاں کے اُمور کو سنبھالے۔ وہ فوراً بصرہ سے نکلا۔ اُس کے ساتھ اس کے خدم و حشم اور گھر والے تھے۔ اُس نے اپنے سر پر سیاہ عمامہ رکھا، منہ پر نقاب ڈالا اور خچر پر سوار ہوا۔ اہلِ کوفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے انتظار میں تھے کہ آپ تشریف لا رہے ہیں۔ انھوں نے ابن زیاد کو امام حسین علیہ السلام سمجھا۔ ابن زیاد نے لوگوں کو

① انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۵؛ اخبار الطوال: ص ۲۳۲؛ مقاتل الطالبین: ص ۹۹

سلام کہنا شروع کیا۔ لوگوں نے اُس کے جواب میں کہا: علیک السلام اے فرزندِ رسولؐ! آپ کی آمد ہمارے لیے باعثِ برکت ہے۔ آخرکار یہ قصر کے پاس پہنچا۔ وہاں نعمان بشیر تھا۔ اُس نے دروازے بند کر دیے۔ پھر نعمان نے اُوپر سے جھانک کر کہا: اے فرزندِ رسولؐ! مجھے آپؐ سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ آپؐ نے دوسرے شہروں کو چھوڑ کر میرے شہر کا کیوں ارادہ کیا ہے؟

ابن زیاد نے اُس سے کہا: اے سونے والا بڑی لمبی تان کر سویا ہے! اپنے منہ سے نقاب سرکایا تو نعمان نے اُسے پہچان لیا اور دروازہ کھول دیا۔ اِدھر لوگوں نے آوازیں بلند کیں کہ یہ ابن مرجانہ ہے تو لوگوں نے اس پر کنکریوں کی بارش کر دی۔ آخر یہ اپنا بچ بچاؤ کر کے قصر میں داخل ہو گیا"۔ (مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۶)

الملهوف: لَمَّا أصبَحَ [ابنُ زِيادٍ] استَنابَ عَلَيهِم أخاهُ عُثمانَ بنَ زِيادٍ، وأسرَعَ هُوَ إلَى قَصدِ الكوفَةِ. فَلَمّا قارَبَها نَزَلَ حَتّى أمسى، ثُمَّ دَخَلَها لَيلاً. فَظَنَّ أهلُها أنَّهُ الحُسَينُ عليه السلام، فَتَباشَروا بِقُدومِهِ ودَنَوا مِنهُ. فَلَمّا عَرَفوا أنَّهُ ابنُ زِيادٍ تَفَرَّقوا عَنهُ. فَدَخَلَ قَصرَ الإمارَةِ، وباتَ لَيلَتَهُ إلَى الغَداةِ، ثُمَّ خَرَجَ وصَعِدَ المِنبَرَ وخَطَبَهُم، وتَوَعَّدَهُم عَلى مَعصِيَةِ السُّلطانِ، ووَعَدَهُم مَعَ الطّاعَةِ بِالإِحسانِ.

"الملہوف میں ہے، جب صبح ہوئی تو ابن زیاد نے اپنے بھائی کو بصرہ کی حکومت پر اپنا جانشین مقرر کیا۔ پھر فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب کوفہ کے قریب پہنچا تو وہیں اُتر پڑا۔ شام تک وہیں رہا۔ جب رات ہوئی تو وہ کوفہ میں داخل ہوا۔ لوگوں نے اُسے امام حسینؑ خیال کیا اور اپنی خوشی و مسرت کا مظاہرہ کیا اور اُس کے قریب ہوئے تو انھیں معلوم ہوا کہ یہ تو

ابن زیاد ہے۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ منتشر ہو گئے۔

ابن زیاد قصر میں داخل ہوا۔ رات وہیں پر گزاری۔ جب صبح ہوئی تو منبر پر آیا خطبہ دیا، لوگوں کو ڈرایا دھمکایا کہ اگر حکومت کی مخالفت ہوئی تو سزا دی جائے گی۔ اگر اطاعت ہوئی تو انعام دیا جائے گا"۔ (الملهوف: ص ۱۱۴)

مثیر الاحزان میں ہے، ابن زیاد نے کوفہ کی طرف جانے میں بہت جلدی سے کام لیا۔ جب کوفہ کے قریب پہنچا تو وہیں اُتر پڑا۔ رات کے وقت روانہ ہوا تا کہ لوگ اُسے حسینؑ ابن علیؑ خیال کریں۔ جب یہ کوفہ میں داخل ہوا تو ایک عورت کی اس کے کارواں پر نظر پڑی۔ اس نے بلند آواز سے کہا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم! فرزند رسولؐ آگئے ہیں۔ یہی آواز لوگوں نے سنی تو سب جمع ہو گئے اور زور زور سے کہنے لگے: ہم چالیس ہزار سے زیادہ نفوس ہیں جو آپؑ کے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں نے اس کی سواری کے پیچھے چلنا شروع کیا۔ انھیں یقین تھا کہ یہ امام حسینؑ ہیں۔ آخر اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹائی اور کہا: میں عبیداللہ ابن زیاد ہوں تو لوگ منتشر ہو گئے اور ابن زیاد دارالامارہ میں داخل ہوا۔ اس وقت اس نے سیاہ عمامہ پہن رکھا تھا۔ (مثیر الاحزان)

الفتوح: لَمَّا كَانَ مِنَ الغَدِ، نَادى ابنُ زِيَادٍ فِي النَّاسِ، وخَرَجَ مِنَ البَصرَةِ يُرِيدُ الكُوفَةَ، وَمَعَهُ مُسلِمُ بنُ عَمرٍو البَاهِلِيُّ، وَالمُنذِرُ بنُ الجَارُودِ العَبدِيُّ، وشَرِيكُ بنُ الأَعوَرِ الحَارِثِيُّ، وحَشَمُهُ وأَهلُ بَيتِهِ. فَلَم يَزَل يَسِيرُ حَتّى بَلَغَ قَرِيبًا مِنَ الكُوفَةِ. فَلَمّا تَقارَبَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ مِنَ الكُوفَةِ نَزَلَ. فَلَمّا أَمسى وَجاءَ اللَّيلُ، دَعا بِعِمامَةٍ غَبراءَ وَاعتَجَرَ بِها، ثُمَّ تَقَلَّدَ سَيفَهُ، وَتَوَشَّحَ قَوسَهُ، وتَكَنَّنَ كِنانَتَهُ، وأَخَذَ فِي يَدِهِ قَضِيبًا وَاستَوى عَلى بَغلَتِهِ الشَّهباءِ، وَرَكِبَ مَعَهُ أَصحابُهُ، وأَقبَلَ حَتّى دَخَلَ الكُوفَةَ مِن طَرِيقِ البادِيَةِ، وَذلِكَ فِي لَيلَةٍ مُقمِرَةٍ، وَالنّاسُ مُتَوَقِّعونَ قُدومَ الحُسَينِ عليه السلام.

قَالَ: فَجَعَلُوا يَنظُرُونَ إِلَيهِ وَإِلَى أَصحَابِهِ، وَهُوَ فِي ذٰلِكَ يُسَلِّمُ عَلَيهِم فَيَرُدُّونَ علیہ السلام وَهُم لَا يَشُكُّونَ أَنَّهُ الحُسَينُ علیہ السلام، وَهُم يَمشُونَ بَينَ يَدَيهِ، وَهُم يَقُولُونَ: مَرحَبًا بِكَ يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ، قَدِمتَ خَيرَ مَقدَمٍ.

قَالَ: فَرَأَى عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ مِن تَبَاشِيرِ النَّاسِ بِالحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام مَا سَاءَهُ ذٰلِكَ، وَسَكَتَ وَلَم يُكَلِّمهُم، وَلَا رَدَّ عَلَيهِم شَيئًا. قَالَ: فَتَكَلَّمَ مُسلِمُ بنُ عَمرٍو البَاهِلِيُّ، وَقَالَ: إِلَيكُم عَنِ الأَمِيرِ يَاتُرَابِيَّةُ، فَلَيسَ هٰذَا مَن تَظُنُّونَ، هٰذَا الأَمِيرُ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ!

قَالَ: فَتَفَرَّقَ النَّاسُ عَنهُ، وَدَخَلَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ قَصرَ الإِمَارَةِ، وَقَدِ امتَلَأَ غَيظًا وَغَضَبًا.

"الفتوح میں ہے، جب صبح ہوئی تو ابن زیاد نے لوگوں کو اپنے پاس جمع کیا اور انھیں ساتھ لے کر بصرہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے ساتھ مسلم بن عمرو الباہلی، منذر بن الجارود العبدی، شریک بن اعور الحارثی، حشم و خدم اور گھر کے افراد خانہ تھے۔ جب یہ کوفہ کے قریب پہنچا تو ابھی دن اپنے آخری مراحل میں تھا۔ اس نے غروبِ آفتاب تک وہیں پڑاؤ ڈالا۔ جب رات کا آغاز ہوا تو اس نے اپنا سیاہ عمامہ طلب کیا اور اُسے سر پر باندھا۔ گلے میں تلوار لٹکائی، کمان کندھے پر اور ترکش پہلو کے ساتھ لٹکائی۔ ہاتھ میں عصا لیا اور خچر پر سوار ہوگیا۔ اس کے ساتھی اس کے اردگرد اپنی اپنی سواریوں پر سوار تھے۔ آخر یہ کوفہ میں داخل ہوا۔ چاند کی کرنوں نے ماحول کو اندھیرے سے نجات بخشی ہوئی تھی۔ اُن دنوں اہلِ کوفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی آمد کے منتظر تھے کہ آپؑ اُن کے پاس آنے والے ہیں۔ انھوں نے ابن زیاد کے قافلے کو امام علیہ السلام کا قافلہ خیال کیا۔

راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے ان کی طرف اپنی نظریں مرکوز کر رکھی تھیں۔ ابن زیاد انھیں سلام کرتا اور لوگ اُسے امام سمجھ کر جواب دیتے اور وہ اُس کے آگے چلنے لگے اور کہنے لگے: اے رسولؐ کی بیٹی کے فرزند! مرحبا! آپ کی آمد نے ہمیں خوش کر دیا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ابن زیاد نے جب لوگوں کی وابستگی امام حسین علیہ السلام کے ساتھ دیکھی تو وہ حیران وسرگرداں ہو کر رہ گیا لیکن خاموش رہا اور کوئی بات نہ کی۔ اس دوران مسلم بن عمرو الباہلی نے لوگوں سے کہا: اے ابوتراب کے ماننے والو! تمھارا گمان غلط ہے۔ یہ حسینؑ نہیں بلکہ عبیداللہ ابن زیاد ہیں۔ یہ سن کر لوگ منتشر ہو گئے۔ عبیداللہ ابن زیاد قصر میں داخل ہوا۔ اُس وقت وہ غیظ وغضب سے جوش کھا رہا تھا"۔ (الفتوح: ج۵، ص ۳۸؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۹۹؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۱)

مطالب السؤول: جَهَّزَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ إِلَى الكُوفَةِ. فَلَمَّا قَرُبَ مِنهَا تَنَكَّرَ وَدَخَلَ لَيلًا وَأَوهَمَ أَنَّهُ الحُسَينُ علیہ السلام، وَدَخَلَهَا مِن جِهَةِ البَادِيَةِ فِي زِيِّ أَهلِ الحِجَازِ. فَصَارَ يَجتَازُ بِجَمَاعَةٍ جَمَاعَةٍ يُسَلِّمُ عَلَيهِم وَلَا يَشُكُّونَ فِي أَنَّهُ هُوَ الحُسَينُ علیہ السلام، فَيَمشُونَ بَينَ يَدَيهِ وَيَقُولُونَ: مَرحَبًا يَا ابنَ رَسُولِ اللهِ، قَدِمتَ خَيرَ مَقدَمٍ. فَرَأَى عُبَيدُ اللهِ مِن تَبَاشِيرِهِم بِالحُسَينِ علیہ السلام مَا سَاءَهُ، وَكَشَفَ أَحوَالَهُم وَهُوَ سَاكِتٌ!

"مطالب السؤول میں ہے، عبیداللہ ابن زیاد تیار ہو کر کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب وہ کوفہ کے قریب آیا تو چہرے پر نقاب ڈال لی اور رات کے وقت کوفہ میں داخل ہوا۔ کوفہ میں اہلِ حجاز کی شکل میں داخل ہوا۔ جب وہ کسی اجتماع سے گزرتا تو وہ انھیں سلام کرتا اور لوگ اُس کے سلام کا جواب دیتے کیونکہ انھیں یقین تھا کہ یہ امام حسین علیہ السلام ہیں۔ وہ آپ کے

سامنے آئے اور کہتے: مرحبا اے فرزند رسولؐ مرحبا! آپ کے آنے سے ہمیں خوشی ہوئی ہے۔ ابن زیاد پر یہ باتیں ناگوار گزریں لیکن وہ خاموش رہا"۔ ①

الفصول المهمة: إِنَّهُ [أَيِ ابنَ زِيَادٍ] قَصَدَ قَصرَ الإِمَارَةِ، وَجَاءَ يُرِيدُ الدُّخولَ إِلَيهِ. فَوَجَدَ النُّعمَانَ بنَ بَشِيرٍ قَد أَغلَقَهُ، وَتَحَصَّنَ فِيهِ هُوَ وأَصحابُهُ. وَذٰلِكَ أَنَّ النُّعمانَ بنَ بَشِيرٍ هُوَ وَأَصحابُهُ ظَنّوا أَنَّ ابنَ زِيَادٍ هُوَ الحُسَينُ عليه السلام. فَصَاحَ بِهِم عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ: اِفتَحوا، لَا بَارَكَ اللهُ فِيكُم، وَلَا كَثَّرَ فِي أَمثالِكُم! فَعَرَفُوا صَوتَهُ لَعَنَهُ اللهُ، وَقَالُوا: ابنُ مَرجَانَةَ! فَنَزَلُوا وفَتَحوا لَهُ، ودَخَلَ القَصرَ وباتَ بِهِ.

"الفصول المہمہ میں ہے، ابن زیاد سفر کی منازل طے کر کے کوفہ میں داخل ہوا اور دارالامارہ کے دروازے پر آیا۔ اُس نے داخل ہونے کا ارادہ کیا تو نعمان بن بشیر نے اُس پر دروازہ بند کر دیا۔ اپنے آپ اور اپنے ساتھیوں کو محفوظ کر لیا کیونکہ ان لوگوں نے ابن زیاد لعین کو امام حسینؑ سمجھ لیا تھا۔ ابن زیاد چیخا اور کہا: اللہ تم سے اپنی برکت اُٹھالے، دروازہ کھولو۔ اس لعنتی نے زور زور سے چلانا شروع کر دیا تو لوگوں نے کہا: یہ تو ابن مرجانہ ہے۔ دروازہ کھلا اور یہ دارالامارہ میں داخل ہو گیا اور اُس نے رات وہیں پر گزاری"۔ (الفصول المہمہ: ص ۱۸۲)

ایک ضروری بحث

یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابن زیاد کوفہ کی طرف کب روانہ ہوا۔ بعض روایات میں اس بات کی وضاحت ہے کہ یزید نے عبیداللہ ابن زیاد کو اُس وقت کوفہ کی امارت دی تھی

① مطالب السؤول، ص ۷۴؛ الفصول المہمہ: ص ۱۸۲؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۵۴

جب اُسے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ نص روایت یہ ہے: یزید کو ابن زیاد سے سخت نفرت تھی اور وہ اُسے غیظ وغضب کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ جب اُسے اُس کی ضرورت پڑی تو اُس نے اس کی طرف خط لکھا کہ میں نے تمھیں بصرہ کی ولایت کے ساتھ کوفہ کی ولایت بھی دے دی ہے۔ حسینؑ کوفہ کی طرف روانہ ہیں۔ اُن کے پہنچنے سے پہلے پہنچو اور مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ وہاں پر ہیں، انھیں وہیں قتل کر دو۔ (تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۱)

لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ دوسری روایات سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف اُس وقت روانہ ہوئے تھے کہ جس وقت حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں شہید نہیں ہوئے تھے۔ ابھی آپؑ سفر میں تھے کہ حضرت مسلمؑ کو کوفہ میں شہید کر دیا گیا تھا کیونکہ اُس وقت عبیداللہ کوفہ میں پہنچ چکا تھا۔ اُس نے پہنچتے ہی حضرت مسلمؑ کی تلاش شروع کر دی اور انھیں گرفتار کر کے شہید کر دیا تھا تو اِس سے ثابت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف اس وقت چلے تھے جب ابن زیاد کوفہ کی طرف پیش قدمی کر چکا تھا۔

مذکورہ روایات کا ماحصل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حتماً یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یزید کی طرف جو پہلا خط منسوب ہے کہ اُس نے عبیداللہ کی طرف لکھا تھا کہ وہ فوراً کوفہ جائے کیونکہ اُسے بصرہ کی امارت کے ساتھ کوفہ کی امارت بھی دے دی گئی ہے۔

دوسری روایت ہے کہ یزید نے عبیداللہ کی طرف اُس وقت خط لکھا تھا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ یہ دونوں روایات آپس میں خلط ملط ہو کر رہ گئی ہیں کہ کون سا خط پہلے لکھا گیا اور کون سا بعد میں لکھا گیا۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ یزید نے پہلا خط ابن زیاد کی طرف اُس وقت لکھا تھا کہ اس وقت تک امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف روانہ نہیں ہوئے تھے اور دوسرا خط اُس وقت لکھا تھا کہ جب امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

مسجد کوفہ میں ابنِ زیاد کا خطاب

تاریخ الطبری عن ابی وَدّاک: لَمَّا نَزَلَ [ابنُ زِیَادٍ] القَصرَ نُودِیَ

الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ. قَالَ: فَاجْتَمَعَ النَّاسُ. فَخَرَجَ إِلَيْنَا فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَصْلَحَهُ اللهُ. وَلَّانِي مِصْرَكُمْ وَثَغْرَكُمْ. وَأَمَرَنِي بِإِنْصَافِ مَظْلُومِكُمْ، وَإِعْطَاءِ مَحْرُومِكُمْ. وَبِالْإِحْسَانِ إِلَى سَامِعِكُمْ وَمُطِيعِكُمْ، وَبِالشِّدَّةِ عَلَى مُرِيبِكُمْ وَعَاصِيكُمْ. وَأَنَا مُتَّبِعٌ فِيكُمْ أَمْرَهُ، وَمُنَفِّذٌ فِيكُمْ عَهْدَهُ. فَأَنَا لِمُحْسِنِكُمْ وَمُطِيعِكُمْ كَالْوَالِدِ الْبَرِّ وَسَوْطِي وَسَيْفِي عَلَى مَنْ تَرَكَ أَمْرِي، وَخَالَفَ عَهْدِي. فَلْيُبْقِ امْرُؤٌ عَلَى نَفْسِهِ. اَلصِّدْقُ يُنْبِئُ عَنْكَ لَا الْوَعِيدُ! ثُمَّ نَزَلَ.

"تاریخ طبری میں ابوداک سے مروی ہے کہ جب ابن زیاد دارالامارہ میں داخل ہوا تو الصلوٰۃ الجامعۃ کی ندا بلند کی گئی۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو اللہ رب العزت کی حمد وثنا کے بعد کہا:

یزید نے مجھے تمھارے شہر کا اور اس کی حدود کا والی مقرر کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تم میں جو مظلوم ہو، مَیں اس کا حق اُسے دلاؤں اور جو محروم ہو اس کو عطا کروں جو آدمی بات سنے اور اطاعت کرے اُس پر احسان کروں اور جو بے ایمان و نافرمان ہو اُس پر تشدد کروں۔ میں تم لوگوں پر اس کے حکم نافذ کروں گا۔ تم لوگوں میں جو شخص اچھے کردار کا مالک ہے اور اطاعت گزار ہے مَیں اس پر پدر مہربان کی طرح مہربانی کروں گا اور جو شخص میرا حکم نہیں مانے گا اور میرا فرمان نہ بجالائے گا اس کے لیے میرا تازیانہ اور میری تلوار ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنی خیر منائے، راستی بلا کو ٹالتی ہے۔ اس کے بعد وہ منبر سے اُتر آیا۔[1]

---

[1] تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۸۵؛ انساب الاشراف: ج۲،ص ۳۳۶؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۲۶؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص ۲۰۰؛ البدایہ والنہایہ: ج۸،ص ۱۵۳؛ ارشاد: ج۲،ص ۴۳؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص ۴۳۸؛ بحارالانوار: ج ۴۴،ص ۳۴۱؛ الملہوف: ص ۱۱۳

الأخبار الطوال: نَظَرَ ابنُ زِيَادٍ مِن تَبَاشِيرِهِم بِالحُسَينِ عليه السلام إِلَى مَا سَاءَهُ، وَأَقبَلَ حَتّٰى دَخَلَ المَسجِدَ الأَعظَمَ، وَنُودِيَ فِي النَّاسِ فَاجتَمَعُوا، وَصَعِدَ المِنبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثنىٰ عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَهلَ الكُوفَةِ، إِنَّ أَمِيرَ المُؤمِنِينَ قَد وَلَّانِي مِصرَكُم، وَقَسَمَ فَيأَكُم فِيكُم، وَأَمَرَنِي بِإِنصَافِ مَظلُومِكُم، وَالإِحسَانِ إِلَى سَامِعِكُم وَمُطِيعِكُم، وَالشِّدَّةِ عَلَى عَاصِيكُم وَمُرِيبِكُم، وَأَنَا مُنتَهٍ فِي ذٰلِكَ إِلَى أَمرِهِ، وَأَنَا لِمُطِيعِكُم كَالوَالِدِ الشَّفِيقِ، وَلِمُخَالِفِكُم كَالسَّمِّ النَّقِيعِ، فَلَا يُبقِيَنَّ أَحَدٌ مِنكُم إِلَّا عَلَى نَفسِهِ. ثُمَّ نَزَلَ، فَأَتَى القَصرَ فَنَزَلَهُ، وَارتَحَلَ النُّعمَانُ بنُ بَشِيرٍ نَحوَ وَطَنِهِ بِالشَّامِ.

"اخبار الطوال میں ہے، جب ابن زیاد نے اہل کوفہ کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے وابستگی دیکھی تو وہ غیظ وغضب کی آگ میں جل کر رہ گیا۔ وہ آگے بڑھا اور مسجد اعظم میں داخل ہوا اور لوگوں میں منادی کرائی گئی۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو وہ منبر پر بلند ہوا۔ اللہ رب العزت کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: اے اہل کوفہ! یزید نے مجھے تمھارے شہر کی ولایت دی ہے کہ میں تمھارا مال تم میں تقسیم کروں۔ اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھارے مظلوم کے حق میں فیصلہ دوں اور جو بات سنے اور اطاعت کرے اُس پر احسان کروں اور جو سرکشی ومعصیت کرے اُس پر سختی کروں۔ میں تم لوگوں میں اس کا حکم نافذ کروں گا تم میں سے جو آدمی اطاعت کرے گا میں اُس سے ایک شفیق والد کی طرح سلوک کروں گا اور جس نے مخالفت کی میں اُس کے لیے سم قاتل ہوں۔ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی خیر منائے۔ اس کے بعد وہ منبر سے اُتر آیا اور دارالامارہ میں رہائش پذیر ہو گیا اور نعمان بن بشیر اپنے وطن شام کی طرف چلا گیا"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۲)

الفتوح: لَمَّا أصبحَ ابنُ زِيَادٍ نَادَىٰ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَاجتَمَعَ النَّاسُ إِلَى المَسجِدِ الأعظَمِ، فَلَمَّا عَلِمَ أَنَّهُم قَد تَكَامَلُوا، خَرَجَ إِلَيهِم مُتَقَلِّداً بِسَيفٍ، مُتَعَمِّمًا بِعِمَامَةٍ، حَتّٰى صَعِدَ المِنبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثنىٰ عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ:

أمَّا بَعدُ يا أهلَ الكُوفَةِ، فَإِنَّ أَمِيرَ المُؤمِنِينَ يَزِيدَ بنَ مُعَاوِيَةَ، وَلَّانِي مِصرَكُم وَثَغرَكُم، وَأَمَرَنِي أَن أُغِيثَ مَظلُومَكُم، وَأَن أُعطِيَ مَحرُومَكُم، وَأَن أُحسِنَ إِلَىٰ سَامِعِكُم وَمُطِيعِكُم، وَبِالشِّدَّةِ عَلَىٰ مُرِيبِكُم، وَأَنَا مُتَّبِعٌ فِي ذٰلِكَ أَمرَهُ، وَمُنَفِّذٌ فِيكُم عَهدَهُ، وَالسَّلَامُ. ثُمَّ نَزَلَ وَدَخَلَ القَصرَ.

فَلَمَّا كَانَ اليَومُ الثَّانِي، خَرَجَ إِلَى النَّاسِ وَنَادَىٰ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً، فَلَمَّا اجتَمَعَ النَّاسُ، خَرَجَ إِلَيهِم بِزِيٍّ خِلَافَ مَا خَرَجَ بِهِ أمسِ، فَصَعِدَ المِنبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثنىٰ عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ:

أمَّا بَعدُ، فَإِنَّهُ لَا يَصلُحُ هٰذَا الأمرُ إِلَّا فِي شِدَّةٍ مِن غَيرِ عُنفٍ، وَلِينٍ فِي غَيرِ ضَعفٍ، وَأَن آخُذَ مِنكُمُ البَرِيءَ بِالسَّقِيمِ، وَالشَّاهِدَ بِالغَائِبِ، وَالوَلِيَّ بِالوَلِيِّ.

قَالَ: فَقَامَ إِلَيهِ رَجُلٌ مِن أهلِ الكُوفَةِ، يُقَالُ لَهُ أسَدُ بنُ عَبدِاللهِ المُرِّيُّ، فَقَالَ: أَيُّهَا الأمِيرُ! إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ يَقُولُ: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزرَ أُخرَىٰ، وَإِنَّمَا المَرءُ بِجَدِّهِ، وَالسَّيفُ بِحَدِّهِ، وَالفَرَسُ بِشَدِّهِ، وَعَلَيكَ أَن تَقُولَ، وَعَلَينَا أَن نَسمَعَ، فَلَا تُقَدِّم فِينَا السَّيِّئَةَ قَبلَ الحَسَنَةِ. قَالَ: فَسَكَتَ عُبَيدُاللهِ بنُ زِيَادٍ، وَنَزَلَ عَنِ المِنبَرِ، فَدَخَلَ قَصرَ الإمَارَةِ.

"الفتوح میں ہے، جب صبح ہوئی تو ابنِ زیاد نے الصَّلوٰۃَ الجامعۃً کی آواز بلند کرائی اور لوگ مسجد اعظم میں جمع ہو گئے۔ جب اُسے علم ہوا کہ

تمام لوگ آ گئے ہیں تو وہ تلوار حمائل کیے ہوئے اور عمامہ پہنے ہوئے لوگوں کے اس اجتماع میں آیا۔ منبر پر چڑھا، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا:

امابعد! اے اہلِ کوفہ! یزید نے مجھے تمہارے شہر اور اس کے تمام حدود کی امارت مجھے دی ہے۔ اُس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے مظلوم کی مدد کروں اور تمہارے محروم کو اُس کا حق عطا کروں۔ تم میں سے جو بات کو سنے اور اُس پر عمل کرے اُس پر احسان کروں اور جو سرکشی کرے اس پر سختی کروں۔ میں تم لوگوں میں اس کا حکم نافذ کروں گا۔ والسلام!

پھر وہ منبر سے نیچے اُتر آیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو اُس نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو وہ ایک نئی حالت وصورت میں باہر آیا۔ منبر پر بلند ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: امابعد! معاملات اس وقت تک نہیں سُدھر سکتے جب تک سختی سے کام نہ لیا جائے۔ میں بیمار کا تندرست سے، غائب کا حاضر سے اور دوست کا دوست سے عوض لوں گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت اہلِ کوفہ کا ایک آدمی کھڑا ہو گیا جس کا نام اسد بن عبداللہ المری تھا۔ اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"ہر انسان اپنی کوشش وکاوش کا جواب دہ ہے۔ تلوار کی شان اس کی دھار ہے۔ گھوڑے کی قیمت اس کی قوت ہے۔ تم نے کہنا ہے اور ہم نے سننا ہے۔ جب تک ہم سے بُرائی نہ ہو ہم سے بُرائی نہ کر، احسان کرنے سے پہلے ہم پر مظالم کا سلسلہ شروع نہ کر۔ راوی کہتا ہے کہ عبیداللہ ابن زیاد خاموش ہو کر رہ گیا۔ مزید کوئی بات نہ کر سکا۔ منبر سے نیچے آیا اور دارالامارہ میں داخل ہو گیا"۔ (الفتوح: ج۵، ص ۳۹)

مثیر الاحزان میں مذکورہ روایت نقل ہے، دوبارہ درج کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

کوفہ پر کنٹرول کرنے کے لیے ابن زیاد کی سیاست

تاریخ الطبری عن أبي وَدّاك: أخَذَ [ابنُ زِيادٍ] العُرَفاءَ

وَالنَّاسَ أَخذاً شَدِيداً، فَقَالَ: أُكتُبُوا إِلَيَّ الغُرَبَاءَ، وَمَن فِيكُم مِن طَلِبَةِ أَمِيرِ المُؤمِنِينَ، وَمَن فِيكُم مِنَ الحَرُورِيَّةِ وَأَهلِ الرَّيبِ، الَّذِينَ رَأيُهُمُ الخِلَافُ وَالشِّقَاقُ، فَمَن كَتَبَهُم لَنَا فَبَرِيءٌ، وَمَن لَم يَكتُب لَنَا أَحَداً فَيَضمَنُ لَنَا مَا فِي عِرَافَتِهِ أَلَّا يُخَالِفَنَا مِنهُم مُخَالِفٌ، وَلَا يَبغِي عَلَينَا مِنهُم بَاغٍ، فَمَن لَم يَفعَل بَرِئَت مِنهُ الذِّمَّةُ، وَحَلَالٌ لَنَا مَالُهُ وَسَفكُ دَمِهِ.

وَأَيُّمَا عَرِيفٍ وُجِدَ فِي عِرَافَتِهِ مِن بُغيَةِ أَمِيرِ المُؤمِنِينَ أَحَدٌ لَم يَرفَعهُ إِلَينَا، صُلِبَ عَلَى بَابِ دَارِهِ، وَأُلقِيَت تِلكَ العِرَافَةُ مِنَ العَطَاءِ، وَسُيِّرَ إِلَى مَوضِعٍ بِعُمَانَ الزَّارَةِ.

''تاریخ طبری میں ہے، ابن زیاد اہلِ کوفہ کے سرداروں اور باقی تمام لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آیا۔ اُن سے کہا کہ تم لوگوں میں جو جو نو وارد ہیں جو ہمارے مخالف ہیں ان سب کے نام لکھ کر میرے حوالے کرو۔ جو شخص لکھ کر دے گا وہ بَری ہو جائے گا اور جو کسی کا نام نہ لکھے اور اس بات کا ضامن ہو کہ اُس کے قبیلہ میں سے کوئی ہماری مخالفت اور ہم سے بغاوت نہ کرنے پائے گا۔ ایسا نہ ہوا تو پھر ہم سے شکایت نہیں۔ اس کی جان و مال کا لینا ہم پر حلال ہے اور جس گروہ کے قبیلہ میں کوئی ایسا شخص پایا جائے گا جس کی امیر المومنین کو تلاش ہو اور اُس نے اب تک اُسے پیش نہ کیا ہو تو اپنے ہی گھر کے دروازے پر لٹکا دیا جائے گا اور دفترِ عطیات سے اس کی یہ خدمت سلب کر لی جائے گی اور اُسے عمان الزارہ موضع کی طرف نکال دیا جائے گا''۔ [1]

---

[1] تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۵۹؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۶؛ ارشاد: ج۲،ص ۴۳؛ بحار الانوار: ج۴۴،ص ۳۳۱؛ البدایہ والنہایہ: ج۸،ص ۱۵۴؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص ۴۳۸

مطالب السؤول: لَمَّا دَخَلَ [ابنُ زِيَادٍ] قَصرَ الإمَارَةِ وَاَصبَحَ، جَمَعَ النَّاسَ وَقَالَ وَاَرعَدَ وَابرَقَ، وَقَتَلَ وَفَتَكَ، وَسَفَكَ وَانتَهَكَ، وَعَمَلُهُ وَمَا اعتَمَدَهُ مَشهورٌ فِي تَحَيُّلِهِ، حَتّٰى ظَفِرَ بِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ وَقَتَلَهُ.

"مطالب السؤول میں ہے، ابن زیاد دارالامارہ میں داخل ہوا۔ جب صبح ہوئی تو اُس نے لوگوں کو جمع کیا، انھیں خوب ڈرایا دھمکایا۔ ان میں سے کسی کو گرفتار کیا اور کسی کو قتل کیا اور حیلوں، بہانوں سے خوب کام لیا۔ آخرکار حضرت مسلمؑ پر کامیابی حاصل کی اور اُنھیں قتل کر دیا"۔ (1)

الفصول المهمة: دَخَلَ [ابنُ زِيَادٍ] القَصرَ وَبَاتَ بِهِ، فَلَمَّا اَصبَحَ جَمَعَ النَّاسَ فَصَالَ وَجَالَ، وَقَالَ فَطَالَ، وَاَرعَدَ وَابرَقَ، وَمَسَكَ جَمَاعَةً مِن اَهلِ الكُوفَةِ فَقَتَلَهُم فِي السَّاعَةِ، ثُمَّ إِنَّهُ تَحَيَّلَ عَلَيهِم حَتّٰى ظَفِرَ بِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، فَمَسَكَهُ وَقَتَلَهُ.

"الفصول المہمہ میں ہے، ابن زیاد قصر میں داخل ہوا اور اُس نے وہیں پر رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں کو جمع کیا، انھیں ڈرایا دھمکایا، بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ وہ اپنی چالوں میں کامیاب رہا۔ جناب مسلمؑ کو گرفتار کیا اور انھیں قتل کر دیا"۔ (الفصول المہمہ، ص ۱۸۳)

تاریخ الطبري عن يونس بن أبي إسحاق السبيعي: لَمَّا بَلَغَ عُبَيدَ اللهِ إقبالُ الحُسَينِ عليه السلام مِن مَكَّةَ إِلَى الكُوفَةِ، بَعَثَ الحُصَينَ بنَ تَمِيمٍ صَاحِبَ شُرَطِهِ حَتّٰى نَزَلَ القَادِسِيَّةَ، وَنَظَمَ الخَيلَ مَا بَينَ القَادِسِيَّةِ إِلَى خَفَّانَ، وَمَا بَينَ القَادِسِيَّةِ إِلَى القُطقُطَانَةِ وَإِلَى لَعلَعٍ.

---

(1) مطالب السؤول: ص ۷۳؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۵۵

''تاریخ طبری میں ہے، یونس بن ابی اسحاق السبیعی سے مروی ہے کہ جب ابنِ زیاد کو اطلاع ملی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہیں تو اُس نے حصین بن تمیم کو فوج دے کر بھیجا۔ وہ قادسیہ میں آٹھہرا۔ اُس نے پورے علاقہ کی ناکہ بندی کرلی۔ اُس نے اپنے آدمی قادسیہ سے لے کر خفان ① تک پھیلا دیئے۔ اور پھر قادسیہ سے لے کر قطقطانہ ② اور لعلع ③ تک فوج پھیلا دی''۔ ④

الفتوح :مَظی قَیسٌ اِلَی الکُوفَۃِ ، وَعُبیدُ اللہِ بنُ زِیَادٍ قَد وَضَعَ المَراصِدَ وَالمَصَابِیحَ عَلَی الطُّرُقِ. فَلَیسَ اَحَدٌ یَقدِرُ اَن یَجُوزَ اِلَّا فُتِّشَ.

''الفتوح میں ہے، قیس کوفہ کی طرف چلا، ابنِ زیاد نے کوفہ کے تمام راستوں پر چوکیاں لگا دیں اور کوفہ کو بند کردیا۔ جب بھی کوئی آدمی ان چوکیوں سے گزرتا تو اس کی تلاشی لی جاتی اور اُس سے مکمل پوچھ گچھ کی جاتی''۔(الفتوح: ج۵،ص ۸۲)

الأخبار الطوال: اِنَّ ابنَ زِیَادٍ وَجَّہَ بِالحُصَینِ بنِ نُمَیرٍ وَکَانَ عَلٰی شُرَطِہٖ فِی اَربَعَۃِ آلَافِ فَارِسٍ مِن اَھلِ الکُوفَۃِ، واَمَرَہٗ اَن یُقِیمَ بِالقَادِسِیَّۃِ اِلَی القُطقُطَانَۃِ. فَیمنَعَ مَن اَرَادَ النُّفُوذَ مِن نَاحِیَۃِ الکُوفَۃِ اِلَی الحِجَازِ. اِلَّا مَن کَانَ حَاجًّا اَو مُعتَمِراً ، وَمَن لَا یُتَّھَمُ بِمُمَالَاۃِ الحُسَینِ علیہ السلام.

''اخبار الطوال میں ابنِ زیاد نے حصین ابن نُمیر کو چار ہزار سوار کی کمان

① خفان: کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے جس کا نام خفان ہے۔
② القطقطانہ: یہ بھی کوفہ کے قریب واقع ہے۔
③ لعلع: کوفہ اور بصرہ کے درمیان منزل کا نام ہے۔
④ تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۹۴؛ ارشاد: ج۲،ص ۶۹؛ اعلام الوریٰ: ج۱،ص ۴۴۶؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۶

دی وہ اس کی سپاہ کا سالار تھا۔ اُس نے اُسے حکم دیا کہ وہ قادسیہ سے لے کر قسطنطانیہ تک کے تمام علاقے کی نگرانی کرے اور کوفہ سے حجاز کی طرف کسی کو نہ جانے دے۔ سوا اُس آدمی کو جو حاجت مند ہو یا عمرہ کرنے والا ہو اور جس آدمی پر شک ہو کہ وہ حسینؑ کا معاون ہے اُسے گرفتار کرلیا جائے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۳)

الارشاد: كَانَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ اَمَرَ فَأُخِذَ مَا بَيْنَ وَاقِصَةَ إِلَى طَرِيقِ الشَّامِ، إِلَى طَرِيقِ الْبَصْرَةِ. فَلَا يَدَعُونَ اَحَداً يَلِجُ وَلَا اَحَداً يَخْرُجُ. وَاَقْبَلَ الْحُسَيْنُ عليه السلام لَا يَشْعُرُ بِشَيْءٍ، حَتّٰى لَقِيَ الْاَعْرَابَ فَسَأَلَهُم، فَقَالُوا: لَا وَاللهِ مَا نَدرِي، غَيْرَ اَنَّا لَا نَسْتَطِيعُ اَن نَلِجَ اَو نَخْرُجَ! فَسَارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهِ عليه السلام.

"الارشاد میں ہے، عبید اللہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ واقصہ سے لے کر شام اور بصرہ کے راستے تک جو آدمی بھی ملے اس کا مواخذہ کیا جائے۔ کسی کو کوفہ سے نکلنے نہ دیا جائے اور نہ داخل ہونے دیا جائے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف رواں دواں تھے لیکن آپ کو ان حالات کا علم نہ تھا۔ آپ کی کچھ اعرابیوں سے ملاقات ہوئی اور اُن سے حالات معلوم کیے تو انھوں نے کہا: بخدا اُنھیں کسی چیز کا علم نہیں ہے۔ ہمیں نہ کوفہ داخل ہونے کی اجازت ہے اور نہ کوفہ سے نکلنے کی اجازت ہے۔ ان حالات کو سن کر امام علیہ السلام اپنی منزل کی طرف چلتے رہے"۔ [1]

تاریخ الطبری عن عقبة بن أبي العيزار: قَالَ لَهُمُ الْحُسَيْنُ عليه السلام: اَخْبِرُونِي خَبَرَ النَّاسِ وَرَاءَكُم. فَقَالَ لَهُ مُجَمِّعُ بنُ عَبدِ اللهِ الْعَائِذِيُّ وَهُوَ اَحَدُ النَّفَرِ الْاَربَعَةِ الَّذِينَ جَاؤُوهُ [مِنَ الْكُوفَةِ]: اَمَّا اَشْرَافُ النَّاسِ فَقَد اُعْظِمَت رِشْوَتُهُم، وَمُلِئَت

---

[1] ارشاد: ج ۲، ص ۷۲؛ روضة الواعظین: ص ۱۹۶؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۷۱

غَرَائِرُهُم ، يُسْتَمَالُ وُدُّهُم ، وَيُسْتَخلَصُ بِهِ نَصِيحَتُهُم ، فَهُم إِلبٌ وَاحِدٌ عَلَيكَ ، وَأَمَّا سَائِرُ النَّاسِ بَعدُ ، فَإِنَّ أَفئِدَتَهُم تَهوِي إِلَيكَ ، وَسُيُوفُهُم غَداً مَشهُورَةٌ عَلَيكَ .

''تاریخ طبری میں عقبہ بن ابی العیزار سے مروی ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ کوفہ اور اُس کے اردگرد کے کیا حالات ہیں تو مجمع بن عبداللہ العائذی نے کہا: (یہ ان چار آدمیوں میں سے ایک تھا جو کوفہ سے آرہے تھے)۔ کوفہ کے سرداروں کو مال وزر سے خرید لیا گیا ہے۔ ان کی جھولیاں مال سے بھر دی گئی ہیں۔ اب ان کی وفاداریاں بدل گئی ہیں۔ وہ سب آپ کی مخالفت پر جمع ہو چکے ہیں۔ رہے عوام تو آج اُن کے قلوب آپ کے لیے دھڑکتے ہیں لیکن کل ان کی تلواریں آپ کے خلاف چمکیں گی''۔ ①

حضرت مسلمؑ حضرت ہانیؓ کے گھر میں

تاریخ الطبری عن أبي الوداك: سَمِعَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ بِمَجِيءِ عُبَيدِ اللهِ وَمَقَالَتِهِ الَّتِي قَالَهَا ، وَمَا أَخَذَ بِهِ العُرَفَاءَ وَالنَّاسَ ، فَخَرَجَ مِن دَارِ المُختَارِ ، وَقَد عُلِمَ بِهِ حَتَّى انتَهَى إِلَى دَارِ هَانِئِ بنِ عُروَةَ المُرَادِيِّ ، فَدَخَلَ بَابَهُ ، وَأَرسَلَ إِلَيهِ أَنِ اخرُج ، فَخَرَجَ إِلَيهِ هَانِئٌ ، فَكَرِهَ هَانِئٌ مَكَانَهُ حِينَ رَآهُ .

فَقَالَ لَهُ مُسلِمٌ : أَتَيتُكَ لِتُجِيرَنِي وَتُضَيِّفَنِي ، فَقَالَ : رَحِمَكَ اللهُ لَقَد كَلَّفتَنِي شَطَطاً ، وَلَولَا دُخُولُكَ دَارِي وَثِقَتُكَ ، لَأَحبَبتُ وَلَسَأَلتُكَ أَن تَخرُجَ عَنِّي ، غَيرَ أَنَّهُ يَأخُذُنِي مِن ذٰلِكَ ذِمَامٌ ، وَلَيسَ مَردُودٌ مِثلِي عَلَى مِثلِكَ عَن جَهلٍ ، أُدخُل ، فَآوَاهُ ،

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۴۰۵؛ انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۸۲؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۵۳؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۷۳؛ مثیر الاحزان: ص ۴۴

وَأَخَذَتِ الشِّيعَةُ تَخْتَلِفُ إِلَيْهِ فِي دَارِ هَانِيِ بْنِ عُرْوَةَ.

''تاریخ طبری میں ابوالوداک سے منقول ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیل مختارؓ کے گھر میں رہائش پذیر تھے۔ جب انھیں ابنِ زیاد کی آمد کا علم ہوا تو آپ نے رہائش بدلنے کا سوچا کیونکہ اہلِ کوفہ ان کی رہائش سے واقف تھے۔آپ جناب ہانی کے گھر کی طرف آئے اور انھیں دروازے پر بلایا۔ ہانی باہر آئے۔ جونہی اس نے حضرت مسلمؑ کو دیکھا تو اُن کی آمد انھیں اچھی نہ لگی۔ حضرت مسلمؑ نے کہا کہ میں تمھارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تم مجھے اپنے ہاں پناہ دو اور مہمان رکھو۔ جنابِ ہانی نے کہا: خدا تمھارا بھلا کرے تم نے مجھے تکلیف میں ڈال دیا ہے، مجھ پر بھروسا کر کے میرے گھر میں نہ چلے آئے ہوتے تو میری خواہش، میرا سوال تم سے یہی ہوتا کہ میرے یہاں سے چلے جاؤ مگر اب تو اس میں میری ذلت کا سامان ہے۔ اب ہانی سے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ جہالت سے مسلمؑ کو واپس کرے۔ کہا: تشریف لے آیئے۔غرض جنابِ ہانی نے انھیں اپنے ہاں پناہ دے دی۔ شیعوں نے ہانی کے گھر کو اپنی تحریک کا دفتر بنا لیا''۔ ①

الارشاد: لَمَّا سَمِعَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ رَحِمَهُ اللهُ بِمَجِيءِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ الْكُوفَةَ، وَمَقَالَتِهِ الَّتِي قَالَهَا، وَمَا أَخَذَ بِهِ الْعُرَفَاءَ وَالنَّاسَ، خَرَجَ مِنْ دَارِ الْمُخْتَارِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى دَارِ هَانِيِ بْنِ عُرْوَةَ فَدَخَلَهَا، وَأَخَذَتِ الشِّيعَةُ تَخْتَلِفُ إِلَيْهِ فِي دَارِ هَانِيٍ عَلَى تَسَتُّرٍ وَاسْتِخْفَاءٍ مِنْ عُبَيْدِ اللهِ، وَتَوَاصَوْا بِالْكِتْمَانِ.

''ارشاد میں ہے، جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو ابنِ زیاد کی کوفہ آمد کا علم ہوا تو آپؑ نے اپنی اقامت گاہ بدلنا ضروری سمجھی کیونکہ تمام لوگ آپؑ کی

① تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۶۱؛ انساب الاشراف: ج۲،ص ۳۳۶؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۲۷؛ مقاتل الطالبین: ص۱۰۰؛ المحبر: ص ۲۸۰

رہائش سے واقف تھے۔ آپؑ نے فوراً امیر مختارؒ کا گھر چھوڑا اور ہانیؒ کے گھر کی طرف چلے آئے اور اُن کے گھر کو اپنی تحریک کا دفتر بنالیا۔ شیعیانِ علیؑ نے وہیں اپنی آمدورفت رکھی اور وہ بھی خفیہ صورت میں ایک دوسرے کو وصیت کرتے تھے کہ جنابِ مسلمؑ کا دشمن کو علم نہ ہونے پائے"۔ [1]

الأخبار الطوال: بَلَغَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ قُدومُ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ، وَانصِرَافِ النُّعمَانِ، وَمَا كَانَ مِن خُطبَةِ ابنِ زِيَادٍ وَوَعِيدِهِ، فَخَافَ عَلَى نَفسِهِ. فَخَرَجَ مِنَ الدَّارِ الَّتِي كَانَ فِيهَا بَعدَ عَتَمَةٍ، حَتّى أتى دَارَ هَانِئِ بنِ وَرَقَةَ المَذحِجِيِّ، وَكَانَ مِن أشرَافِ أهلِ الكُوفَةِ، فَدَخَلَ دَارَهُ الخَارِجَةَ. فَأَرسَلَ إِلَيهِ وَكَانَ فِي دَارِ نِسَائِهِ، يَسأَلُهُ الخُرُوجَ إِلَيهِ، فَخَرَجَ إِلَيهِ. وَقَامَ مُسلِمٌ، فَسَلَّمَ عَلَيهِ، وَقَالَ: إِنِّي أَتَيتُكَ لِتُجِيرَنِي وَتُضَيِّفَنِي.

فَقَالَ لَهُ هَانِئٌ: لَقَد كَلَّفتَنِي شَطَطًا بِهٰذَا الأمرِ، وَلَولَا دُخُولُكَ مَنزِلِي لَأَحبَبتُ أَن تَنصَرِفَ عَنِّي، غَيرَ أَنَّهُ قَد لَزِمَنِي ذِمَامٌ لِذٰلِكَ. فَأَدخَلَهُ دَارَ نِسَائِهِ، وَأَفرَدَ لَهُ نَاحِيَةً مِنهَا. وَجَعَلَتِ الشِّيعَةُ تَختَلِفُ إِلَيهِ فِي دَارِ هَانِئٍ.

"اخبار الطوال میں ہے، جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو ابن زیاد کی آمد اور نعمان کی معزولی کا علم ہوا تو ساتھ ہی ابن زیاد کی تقریر اور اُس کی دھمکیوں کو سنا تو خوف محسوس کیا۔ آپؑ جس گھر میں رہائش پذیر تھے فوراً اُسے چھوڑا اور جنابِ ہانی بن ورقہ المذحجی کے گھر تشریف لائے۔ جنابِ ہانی کا شمار کوفہ کے اشراف میں سے ہوتا تھا۔ آپ اُس کے گھر کے مردانے حصے میں داخل ہوئے اور ہانی کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ باہر آئیں۔ جنابِ ہانیؒ

---

[1] ارشاد: ج ۲، ص ۴۵؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۸؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۴۱

باہر آئے۔ جنابِ مسلمؑ ان کے لیے کھڑے ہوئے اور انھیں سلام کیا اور کہا: میں آپ کے پاس آیا ہوں تا کہ آپ مجھے اپنے ہاں پناہ دیں اور اپنا مہمان بنائیں۔ جنابِ ہانیؓ نے اُن سے کہا: آپؑ نے مجھے اس معاملے میں بڑی تکلیف میں ڈال دیا ہے۔ آپؑ مجھ پر بھروسہ کرکے میرے گھر چلے آئے ہیں۔ اگر میرے گھر نہ چلے آئے ہوتے تو میری خواہش، میرا سوال آپؑ سے یہی ہوتا کہ میرے یہاں سے چلے جائیں مگر اب انکار نہیں کرسکتا کیونکہ اس میں میری عزت کا سوال ہے۔ ہانیؓ سے اب یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ جہالت سے مسلمؑ کو واپس کرے۔ جنابِ ہانیؓ نے حضرت مسلمؑ کو اپنے گھر کے زنانے حصّے میں محفوظ مقام میں جگہ دی۔ اس کے بعد جنابِ ہانیؓ کا گھر حسینی تحریک کا دفتر بن گیا۔ شیعوں نے وہیں آنا جانا شروع کردیا"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۳)

الملهوف: لَمَّا سَمِعَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ بِذٰلِكَ [أي بِقُدومِ ابنِ زِيَادٍ]، خَافَ عَلىٰ نَفسِهِ مِنَ الاِشتِهَارِ، فَخَرَجَ مِن دَارِ المُختَارِ، وقَصَدَ دارَ هَانِئِ بنِ عُروَةَ فَآوَاهُ، وكَثُرَ اختِلَافُ الشِّيعَةِ إلَيهِ، وَكَانَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ قَد وَضَعَ المَرَاصِدَ عَلَيهِ.

"الملہوف میں ہے، جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے ابنِ زیاد کے بارے میں سنا کہ وہ کوفہ آگیا ہے تو آپؑ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا کیونکہ جس جگہ اُن کی رہائش تھی اُسے تمام کوفہ جانتا تھا۔ آپؑ فوراً مختار ثقفیؓ کے گھر سے جنابِ ہانیؓ کے گھر چلے آئے۔ اُس نے آپؑ کو اپنے ہاں پناہ دی۔ وہیں شیعیانِ علیؑ نے آنا جانا شروع کردیا حالانکہ ابنِ زیاد نے کوفہ میں ہر طرف چوکیاں لگادی تھیں"۔ ①

---

① الملہوف: ص ۱۱۳؛ مثیر الاحزان: ص ۳۱

الفتوح: سَمِعَ بِذٰلِكَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ، وَبِقُدُومِ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ وَكَلَامِهِ. فَكَأَنَّهُ اتَّقَى عَلَى نَفسِهِ، فَخَرَجَ مِنَ الدَّارِ الَّتِي هُوَ فِيهَا فِي جَوفِ اللَّيلِ، حَتّٰى أَتَى دَارَ هَانِئِ بنِ عُروَةَ المَذحِجِيِّ رَحِمَهُ اللهُ. فَدَخَلَ عَلَيهِ. فَلَمَّا رَآهُ هَانِئٌ قَامَ إِلَيهِ، وَقَالَ: مَا وَرَاءَكَ؟ جُعِلتُ فِدَاكَ! فَقَالَ مُسلِمٌ: وَرَائِي مَا عَلِمتَ. هٰذَا عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ الفَاسِقُ ابنُ الفَاسِقِ قَد قَدِمَ الكُوفَةَ. فَاتَّقَيتُهُ عَلَى نَفسِي، وَقَد أَقبَلتُ إِلَيكَ لِتُجِيرَنِي وَتُؤوِيَنِي، حَتّٰى أَنظُرَ إِلَى مَا يَكُونُ. فَقَالَ لَهُ هَانِئُ بنُ عُروَةَ: جُعِلتُ فِدَاكَ! وَاللهِ لَقَد كَلَّفتَنِي شَطَطاً. وَلَولَا دُخُولُكَ دَارِي لَأَحبَبتُ أَن تَنصَرِفَ، غَيرَ أَنِّي أَرَى ذٰلِكَ عَاراً عَلَيَّ، أَن يَكُونَ رَجُلٌ أَتَانِي مُستَجِيرًا، فَانزِل عَلَى بَرَكَةِ اللهِ.

قَالَ: فَنَزَلَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ فِي دَارِ هَانِئٍ المَذحِجِيِّ، وَجَعَلَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ يَسأَلُ عَنهُ. فَلَم يَجِد مَن يُرشِدُهُ عَلَيهِ.

وَجَعَلَتِ الشِّيعَةُ تَختَلِفُ إِلَى مُسلِمٍ، رَحِمَهُ اللهُ، فِي دَارِ هَانِئٍ، وَيُبَايِعُونَ لِلحُسَينِ سِرّاً، وَمُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ يَكتُبُ أَسمَاءَهُم، وَيَأخُذُ عَلَيهِمُ العُهُودَ وَالمَوَاثِيقَ لَا يَرتَكِنُونَ وَلَا يَغدِرُونَ، حَتّٰى بَايَعَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ نَيِّفٌ وَعِشرُونَ أَلفاً. قَالَ: وَهَمَّ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ أَن يَثِبَ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ، فَيَمنَعُهُ هَانِئٌ مِن ذٰلِكَ وَيَقُولُ: لَا تَعجَل! فَإِنَّ العَجَلَةَ لَا خَيرَ فِيهَا.

”الفتوح میں ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو جب ابن زیاد کی کوفہ آمد کی اطلاع ملی اور اس کی دھمکیوں کا علم ہوا تو آپؑ نے اپنے دل میں ایک خوف سا محسوس کیا تو فوراً اُس گھر سے جس میں مقیم تھے آدھی رات کو نکلے اور جنابِ ہانی بن عروہ المدحجیؒ کے گھر تشریف لائے۔ جب جنابِ ہانیؒ

نے آپؑ کو دیکھا تو پوچھا قربان جاؤں اس وقت کیوں تشریف لائے ہیں؟ خیریت تو ہے؟

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: آپ کو معلوم ہے کہ فاسق ابن فاسق عبیداللہ کوفہ آچکا ہے۔ میرے دل میں خوف گزرا اس لیے آپ کے پاس چلا آیا تاکہ آپ مجھے اپنے ہاں پناہ دیں اور پھر میں یہاں بیٹھ کر اپنی تحریک کی منصوبہ بندی کروں۔

جنابِ ہانیؓ نے اُن سے کہا: قربان جاؤں آپؑ نے مجھے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ اگر اس وقت آپؑ میرے گھر کے اندر نہ ہوتے اور آپؑ مجھ پر یہ سوال کرتے تو میں آپؑ کا یہاں آنا پسند نہ کرتا لیکن اب عزت کا سوال ہے کہ ایک آدمی میرے پاس پناہ کے لیے آئے اور میں اُسے پناہ نہ دوں۔ تشریف لائیے اور میرے پاس رہائش رکھیے۔

راوی کا بیان ہے کہ جنابِ مسلمؑ جنابِ ہانیؓ بن عروہ کے گھر میں رہائش پذیر ہوگئے۔ عبیداللہ نے اُن کی تلاش شروع کر دی لیکن اُسے کامیابی نہ ہوئی۔ شیعیانِ علیؑ نے اُن کے پاس وہیں آنا جانا شروع کر دیا اور وہ آپؑ کے پاس آتے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے مخفی صورت میں بیعت کرتے اور حضرت مسلمؑ اُن کے اسماء اپنے پاس لکھ لیتے تھے۔ آپؑ اُن سے عہد لیتے کہ وہ بے وفائی نہیں کریں گے۔ بیعت کا یہ سلسلہ جاری و ساری رہا اس طرح پندرہ ہزار افراد نے بیعت کر لی۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت مسلمؑ نے ابنِ زیاد پر خروج کرنے کا ارادہ کیا لیکن جنابِ ہانیؓ نے اُنھیں روک دیا اور کہا: جلدی نہ کیجیے کیونکہ عجلت میں بھلائی نہیں ہوتی"۔ [1]

---

[1] الفتوح: ج۵، ص۳۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۰۰

المناقب لابن شهر آشوب: اِنتَقَلَ مُسلِمٌ مِن دَارِ سَالِمٍ اِلی دَارِ هَانِي بنِ عُروَةَ المَذحِجِيِّ فِي اللَّيلِ، وَدَخَلَ فِي اَمَانِهِ. وَكَانَ يُبَايِعُهُ النَّاسُ، حَتّٰى بَايَعَهُ خَمسَةٌ وعِشرونَ اَلفَ رَجُلٍ، فَعَزَمَ عَلَى الخُروجِ، فَقَالَ هَانِي: لَا تَعجَل!

"المناقب ابن شہر آشوب میں ہے: حضرت مسلمؑ آدھی رات کو مختار ثقفیؒ کے گھر سے نکلے اور جناب ہانیؒ کے گھر پہنچے۔ آپ ان کی امان میں داخل ہو گئے۔ وہیں لوگوں نے آپؑ کی بیعت کرنا شروع کی یہاں تک کہ پندرہ ہزار آدمیوں نے آپؑ کی بیعت کر لی۔ حضرت مسلمؑ نے خروج کا ارادہ کر لیا لیکن جناب ہانیؒ نے انھیں روک دیا کہ جلدی نہ کیجیے"۔ (۱)

تاریخ الطبری عن عمّار الدهني عن أبي جعفر [البَاقر] علیہ السلام: تَحَوَّلَ مُسلِمٌ حِينَ قَدِمَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ مِنَ الدَّارِ الَّتِي كَانَ فِيهَا اِلی مَنزِلِ هَانِي بنِ عُروَةَ المُرادِيِّ.

"تاریخ طبری میں عمار الدہنی سے مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب ابن زیاد کوفہ میں آیا تو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے اس گھر کو چھوڑ دیا تھا کہ جس گھر میں آپؑ رہائش پذیر تھے۔ آپؑ ہانیؒ بن عروہ المرادی کے گھر منتقل ہو گئے تھے"۔ (۲)

العقد الفريد عن أبي عبيد القاسم بن سلّام: بَايَعَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ اَكثَرُ مِن ثَلَاثِينَ اَلفاً مِن اَهلِ الكُوفَةِ، وخَرَجوا مَعَهُ يُرِيدُونَ عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ، فَجَعَلُوا كُلَّمَا انتَهَوا اِلی زُقَاقٍ انسَلَّ مِنهُم نَاسٌ، حَتّٰى بَقِيَ فِي شِرذِمَةٍ قَلِيلَةٍ. قَالَ: فَجَعَلَ

---

(۱) مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۱؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۴۳

(۲) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۴۸؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۲۳؛ الاصابہ: ج ۱، ص ۷۰؛ مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۲؛ سیر أعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۷؛ امالی الشجری: ج ۱، ص ۱۹۱؛ الحدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۵

النَّاسُ یَرْمُونَهُ بِالْآجُرِّ مِن فَوْقِ الْبُیُوتِ. فَلَمَّا رَأَی ذٰلِكَ دَخَلَ دَارَ هَانِیِ بْنِ عُرْوَةَ الْمُرَادِیِّ، وَكَانَ لَهُ شَرَفٌ وَرَأْیٌ.

"العقد الفرید میں ابوعبید قاسم بن سلام سے مروی ہے کہ جب اہلِ کوفہ میں سے تیس ہزار لوگوں نے حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی بیعت کر لی تو ان سب نے حضرت مسلمؓ کی قیادت میں ابنِ زیاد کے خلاف خروج کیا۔ جب یہ لوگ دارالامارہ کے قریب آئے تو آہستہ آہستہ منتشر ہونے لگے۔ آخر میں تھوڑے سے لوگ بچ گئے تو لوگوں نے اپنے گھروں کی چھتوں سے پتھر مارنے شروع کر دیے۔ ان حالات کو دیکھ کر حضرت مسلمؓ بن عقیل نے حضرت ہانیؓ کے گھر پناہ لی (1) کیونکہ حضرت ہانیؓ اپنے قبیلہ کے سردار تھے"۔ (2)

حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کا حضرت امام حسینؑ کی طرف خط

تاریخ الطبری عن محمد بن قیس: كَانَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِیلٍ قَدْ كَانَ كَتَبَ إِلَی الْحُسَیْنِ علیہ السلام قَبْلَ أَنْ یُقْتَلَ لِسَبْعٍ وَعِشْرِینَ لَیْلَةً:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الرَّائِدَ لَا یَكْذِبُ أَهْلَهُ، إِنَّ جَمْعَ أَهْلِ الْكُوفَةِ مَعَكَ، فَأَقْبِلْ حِینَ تَقْرَأُ كِتَابِی، وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ.

"تاریخ طبری میں محمد بن قیس سے روایت ہے، حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ نے اپنی شہادت سے ۲۷ دن قبل حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا۔ خط کا متن یہ ہے:

---

(1) یہ روایت باقی روایات سے مختلف ہے۔ حضرت مسلمؓ حضرت ہانیؓ کے گھر میں اُس وقت تشریف لائے تھے جب ابن زیاد کوفہ میں داخل ہوا تھا۔ اس لحاظ سے یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(2) العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۶۴، ۳۶۳؛ المحاسن والمساوئ: ص ۶۰؛ امامت والسیاست: ج ۲، ص ۸؛ المحن: ص ۱۳۴؛ جواہر المطالب: ج ۲، ص ۲۶۵

امابعد! ایک ذمہ دار انسان اپنے اہل وعیال کے سامنے جھوٹ نہیں بولتا۔ اہلِ کوفہ نے آپ کی بیعت کرلی ہے۔ جوں ہی میرا خط پڑھیں فوراً کوفہ کی طرف روانہ ہوجائیں"۔ والسلام! (تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۶۴)

تاریخ الطبری عن جعفر بن حذیفۃ الطائی: كَانَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ حَيثُ تَحَوَّلَ إلىٰ دَارِ هَانِئِ بنِ عُروَةَ، وَبَايَعَهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلفاً قَدَّمَ كِتَاباً إلىٰ حُسَينٍ علیہ السلام مَعَ عَابِسِ بنِ أبِي شَبِيبٍ الشَّاكِرِيّ: أمَّا بَعدُ، فَإِنَّ الرَّائِدَ لَا يَكذِبُ أهلَهُ، وَقَد بَايَعَنِي مِن أهلِ الكُوفَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلفاً، فَعَجِّلِ الإِقبَالَ حِينَ يَأتِيكَ كِتَابِي؛ فَإِنَّ النَّاسَ كُلَّهُم مَعَكَ، لَيسَ لَهُم فِي آلِ مُعَاوِيَةَ رَأيٌ وَلَا هَوَىً، وَالسَّلَامُ.

"تاریخ طبری میں جعفر بن حذیفہ طائی سے روایت ہے: جس وقت حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے ہانیؓ بن عروہ کے گھر کو اپنی تحریک کا دفتر قرار دیا تو ۱۸ ہزار نفوس نے آپؑ کی بیعت کی۔ آپؑ نے عابس بن ابی شبیب الشاکری کے ہاتھ امام حسین علیہ السلام کی طرف خط بھیجا تھا، خط کا متن یہ ہے: امابعد! ایک ذمہ دار انسان اپنے اہل وعیال کے سامنے جھوٹ نہیں بولتا۔ اہلِ کوفہ کے اٹھارہ ہزار آدمیوں نے میری بیعت کرلی ہے۔ جونہی میرا خط موصول ہو آپؑ فوراً تشریف لائیں۔ تمام لوگ آپؑ کے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں میں اُمویوں سے محبت کرنے والا کوئی نہیں ہے"۔ والسلام (1)

الطبقات الکبریٰ (الطبقۃ الخامسۃ من الصحابۃ): كَتَبَ [مُسلِمٌ] إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام: إنّي قَدِمتُ الكُوفَةَ، فَبَايَعَنِي مِنهُم إلىٰ أن كَتَبتُ إلَيكَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلفاً، فَعَجِّلِ القُدُومَ فَإِنَّهُ لَيسَ دُونَهَا مَانِعٌ.

---

(1) تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۷۵؛ مثیر الاحزان: ص ۳۲

"طبقات الکبریٰ میں ہے: حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے حضرت حسینؑ بن علیؑ کی طرف کوفہ سے خط لکھا تھا کہ آپؑ فوراً کوفہ تشریف لے آئیں۔ اس وقت اٹھارہ ہزار لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے، حالات سازگار ہیں، کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے"۔ ①

الأخبار الطوال: وَرَدَ كِتَابُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ عَلَى الحُسَينِ عليه السلام: إنَّ الرَّائِدَ لَا يَكذِبُ أَهلَهُ. وَقَد بَايَعَنِي مِن أَهلِ الكُوفَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلفَ رَجُلٍ، فَاقدَم؛ فَإِنَّ جَمِيعَ النَّاسِ مَعَكَ، وَلَا رَأيَ لَهُم فِي آلِ أَبِي سُفيَانَ.

"اخبار الطوال میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیل کا خط حضرت امام حسین علیہ السلام کو موصول ہوا جس کا متن یہ تھا:

ذمہ دار انسان اپنے خاندان والوں کے ساتھ جھوٹ نہیں بولتا۔ اٹھارہ ہزار اہلِ کوفہ نے میری بیعت کر لی ہے۔ آپ تشریف لائیں تمام لوگ آپؑ کے ساتھ ہیں۔ ان لوگوں میں آلِ ابوسفیان کی طرفداری کرنے والا کوئی نہیں ہے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۳)

الإرشاد: كَتَبَ مُسلِمٌ رَحِمَهُ اللهُ إلَى الحُسَينِ عليه السلام يُخبِرُهُ بِبَيعَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلفاً، وَيَأمُرُهُ بِالقُدُومِ.

"الارشاد میں ہے، حضرت مسلمؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ اٹھارہ ہزار لوگوں نے بیعت کر لی ہے۔ آپؑ فوراً اقدام فرمائیں"۔ ②

تاریخ الطبری عن عمّار الدهني عن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام: كَتَبَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ إلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام يُخبِرُهُ بِبَيعَةِ

---

① طبقات الکبریٰ: ج، ص ۳۸۵؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۹

② ارشاد: ج ۲، ص ۴۱؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۲؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۳۶

اثْنَي عَشَرَ أَلفاً مِن أهلِ الكُوفَةِ، ويَأمُرُهُ بِالقُدومِ.

"تاریخ طبری میں عمار الدہنی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ اہلِ کوفہ میں سے اٹھارہ ہزار لوگوں نے بیعت کرلی ہے۔ آپ اقدام فرمائیں"۔ ①

البداية والنهاية: كَتَبَ مُسلِمٌ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام لِيَقدَمَ عَلَيهَا [أيِ الكُوفَةِ]. فَقَد تَمَهَّدَت لَهُ البَيعَةُ وَالأُمورُ.

"البدایہ والنہایہ میں حضرت مسلم بن عقیلؑ نے امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ آپ کوفہ کی طرف پیش قدمی فرمائیں۔ لوگوں نے بیعت کرلی ہے اور تمام اُمور اپنے ہاتھ میں ہیں"۔ (البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۵۲)

ابنِ زیاد کے قتل کا منصوبہ

تاريخ الطبري عن عيسى بن يزيد الكناني: قَدِمَ شَريكُ بنُ الأَعوَرِ شاكِياً. فَقالَ لِهانِئٍ: مُر مُسلِماً يَكُن عِندي؛ فَإِنَّ عُبَيدَ اللهِ يَعودُني. وَقالَ شَريكٌ لِمُسلِمٍ: أرَأَيتَكَ إن أمكَنتُكَ مِن عُبَيدِ اللهِ، أضارِبُهُ أنتَ بِالسَّيفِ؟ قالَ: نَعَم وَاللهِ.

وَجاءَ عُبَيدُ اللهِ شَريكاً يَعودُهُ في مَنزِلِ هانِئٍ، وَقَد قالَ شَريكٌ لِمُسلِمٍ: إذا سَمِعتَني أقولُ: إسقوني ماءً فَاخرُج عَلَيهِ فَاضرِبهُ. وَجَلَسَ عُبَيدُ اللهِ عَلى فِراشِ شَريكٍ، وَقامَ عَلى رَأسِهِ مِهرانُ، فَقالَ: ﴿إسقوني ماءً﴾. فَخَرَجَت جارِيَةٌ بِقَدَحٍ، فَرَأَت مُسلِماً فَزالَت. فَقالَ شَريكٌ: ﴿إسقوني ماءً﴾. ثُمَّ قالَ الثّالِثَةَ:

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۴۸؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص ۴۲۶؛ تہذیب التہذیب: ج۱، ص ۵۹۱؛ مروج الذہب: ج۳، ص ۶۴؛ امالی الشجری: ج۱، ص ۱۹۱؛ الحدائق الوردیہ: ص ۱۱۵

وَيلَكُم، تَحمُونِي المَاءَ! إسقُونِيهِ ولَو كَانَت فِيهِ نَفسِي. فَفَطِنَ مِهرَانُ، فَغَمَزَ عُبَيدَ اللهِ فَوَثَبَ. فَقَالَ شَرِيكٌ: أَيُّهَا الأَمِيرُ، إِنِّي أُرِيدُ أَن أُوصِيَ إِلَيكَ؛ قَالَ: أَعُودُ إِلَيكَ. فَجَعَلَ مِهرَانُ يَطرُدُ بِهِ، وَقَالَ: أَرَادَ وَاللهِ قَتلَكَ. قَالَ: وَكَيفَ؛ مَعَ إِكرَامِي شَرِيكاً وَفِي بَيتِ هَانِئٍ، وَيَدُ أَبِي عِندَهُ يَدٌ! فَرَجَعَ.

"تاریخ طبری میں عیسیٰ بن یزید الکنانی سے مروی ہے: شریک بن اعور بیمار ہو کر جنابِ ہانیؓ کے گھر آئے اُن سے کہا کہ حضرت مسلمؑ سے کہیے کہ وہ یہاں موجود رہیں۔ عبیداللہ میری عیادت کو یہاں آئے گا۔ اُس وقت شریک نے جنابِ مسلمؑ سے پوچھا: اگر عبیداللہ کے قتل کا آپ کو موقع دوں تو آپ اُسے تلوار سے قتل کریں گے؟ حضرت مسلمؑ نے کہا: ہاں، میں اُسے قتل کردوں گا۔ اس دوران ابنِ زیاد شریک کی عیادت کے لیے جنابِ ہانیؓ کے گھر آیا۔ شریک حضرت مسلمؑ سے کہہ چکے تھے کہ جب میں کہوں کہ مجھے پانی پلاؤ تو آپ نکل کر اس پر وار کر دینا۔ عبیداللہ آیا اور شریک کے بستر پر بیٹھ گیا اور اُس کا غلام مہران اس کے پاس کھڑا ہوگیا۔ منصوبے کے مطابق شریک نے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ۔ ایک کنیز کٹورا لیے آئی۔ جنابِ مسلمؑ کو دیکھ کر پھر چلی گئی۔ شریک نے پھر کہا: مجھے پانی پلا دو۔ پھر تیسری دفعہ کہا: وائے ہو تم پر پانی سے مجھے پرہیز کراتے ہو۔ مجھے پانی پلاؤ۔ اس میں میری جان بھی جائے تو جائے۔ مہران تاڑ گیا۔ اُس نے عبیداللہ کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا وہ اُٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ شریک نے کہا: اے امیر! میں تم سے کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ ابنِ زیاد نے کہا کہ میں پھر آؤں گا۔ اب مہران اُسے دھکیلتا ہوا لے چلا اور کہا: واللہ تمھارے قتل کرنے کا سامان تھا۔ عبیداللہ نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے، میں تو شریک کا احترام واکرام کرتا ہوں اور پھر ہانیؓ کے گھر میں جس پر میرے

باپ کا احسان ہے۔ وہ میرے ساتھ ایسا کر سکتا ہے؟ اس کے بعد وہ فوراً پلٹ آیا"۔ (تاریخ طبری: ج۵، ص۳۶۰)

تاریخ الطبری عن ابی الوداك: مَرِضَ هَانِئُ بنُ عُروَةَ، فَجاءَ عُبَيدُ اللهِ عائِداً لَهُ. فَقالَ لَهُ عُمارَةُ بنُ عُبَيدٍ السَّلولِيُّ: إنَّما جَماعَتُنا وَكَيدُنا قَتلَ هذَا الطّاغِيَةِ، فَقَد أمكَنَكَ اللهُ مِنهُ فَاقتُلهُ. قالَ هانِئٌ: ما اُحِبُّ أن يُقتَلَ في داري. فَخَرَجَ فَما مَكَثَ إلّا جُمعَةً حَتّى مَرِضَ شَريكُ بنُ الأَعوَرِ، وكانَ كَريماً عَلَى ابنِ زِيادٍ، وعَلى غَيرِهِ مِنَ الأُمَراءِ، وكانَ شَديدَ التَّشَيُّعِ، فَأَرسَلَ إلَيهِ عُبَيدُ اللهِ: إنّي رائِحٌ إلَيكَ العَشِيَّةَ.

فَقالَ لِمُسلِمٍ: إنَّ هذَا الفاجِرَ عائِدي العَشِيَّةَ، فَإِذا جَلَسَ فَاخرُج إلَيهِ فَاقتُلهُ، ثُمَّ اقعُد فِي القَصرِ لَيسَ أحَدٌ يَحولُ بَينَكَ وبَينَهُ، فَإِن بَرِئتُ مِن وَجَعي هذا أيّامي هذِهِ، سِرتُ إلَى البَصرَةِ وكَفَيتُكَ أمرَها.

فَلَمّا كانَ مِنَ العَشِيِّ أقبَلَ عُبَيدُ اللهِ لِعِيادَةِ شَريكٍ، فَقامَ مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ لِيَدخُلَ، وقالَ لَهُ شَريكٌ: لا يَفوتَنَّكَ إذا جَلَسَ، فَقامَ هانِئُ بنُ عُروَةَ إلَيهِ فَقالَ: إنّي لا اُحِبُّ أن يُقتَلَ في داري. كَأَنَّهُ استَقبَحَ ذلِكَ.

فَجاءَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ، فَسَأَلَ شَريكاً عَن وَجَعِهِ وقالَ: مَا الَّذي تَجِدُ، ومَتَى اشتَكَيتَ؟ فَلَمّا طالَ سُؤالُهُ إيّاهُ، ورَأى أنَّ الآخَرَ لا يَخرُجُ، خَشِيَ أن يَفوتَهُ، فَأَخَذَ يَقولُ:

ما تَنظُرونَ بِسَلمى أن تُحَيّوها
اِسقِنيها وإن كانَت فيها نَفسي

فَقالَ ذلِكَ مَرَّتَينِ أو ثَلاثاً.

فَقَالَ عُبَيدُ اللهِ وَلَا يَفْطُنُ: مَا شَأْنُهُ؟! أَتَرَوْنَهُ يَهْجُرُ؟ فَقَالَ لَهُ هَانِئٌ: نَعَم أَصلَحَكَ اللهُ! مَا زَالَ هٰذَا دَيدَنُهُ قُبَيلَ عَمَايَةِ الصُّبحِ حَتّٰى سَاعَتِهِ هٰذِهِ. ثُمَّ إِنَّهُ قَامَ فَانصَرَفَ.

فَخَرَجَ مُسلِمٌ. فَقَالَ لَهُ شَرِيكٌ: مَا مَنَعَكَ مِن قَتلِهِ؟ فَقَالَ: خَصلَتَانِ: أَمَّا إِحدَاهُمَا فَكَرَاهَةُ هَانِئٍ أَن يُقتَلَ فِي دَارِهِ. وَأَمَّا الأُخرىٰ فَحَدِيثٌ حَدَّثَهُ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ الإِيمَانَ قَيَّدَ الفَتكَ، وَلَا يَفتِكُ مُؤمِنٌ.

فَقَالَ هَانِئٌ: أَمَا وَاللهِ لَو قَتَلتَهُ لَقَتَلتَ فَاسِقًا فَاجِراً كَافِراً غَادِراً، وَلٰكِن كَرِهتُ أَن يُقتَلَ فِي دَارِي. وَلَبِثَ شَرِيكُ بنُ الأَعوَرِ بَعدَ ذٰلِكَ ثَلَاثاً ثُمَّ مَاتَ.

فَخَرَجَ ابنُ زِيَادٍ فَصَلّٰى عَلَيهِ، وَبَلَغَ عُبَيدَ اللهِ بَعدَ مَا قَتَلَ مُسلِمًا وَهَانِئاً، أَنَّ ذٰلِكَ الَّذِي كُنتَ سَمِعتَ مِن شَرِيكٍ فِي مَرَضِهِ إِنَّمَا كَانَ يُحَرِّضُ مُسلِماً وَيَأمُرُهُ بِالخُرُوجِ إِلَيكَ لِيَقتُلَكَ فَقَالَ عُبَيدُ اللهِ: وَاللهِ لَا أُصَلِّي عَلٰى جَنَازَةِ رَجُلٍ مِن أَهلِ العِرَاقِ أَبَداً. وَوَاللهِ لَولَا أَنَّ قَبرَ زِيَادٍ فِيهِم لَنَبَشتُ شَرِيكًا.

''تاریخ طبری میں ابوالوداک سے روایت ہے کہ ہانی بن عروہؓ مریض ہوئے تو اُن کی عیادت کے لیے ابنِ زیاد ان کے گھر آیا۔ عمارہ بن عُبید السلولی نے اُسے کہا: اس طاغوت کا قتل ضروری ہے۔ اگر اللہ رب العزت تمھیں قدرت دے تو اِسے قتل کر دو۔

جنابِ ہانیؓ نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے گھر میں مارا جائے پس وہ وہاں سے چلا گیا۔ ابھی تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ شریک بن اعور بیمار ہو گئے۔ ابنِ زیاد کے ہاں ان کا خاصا مقام تھا۔ وہ اُس کے نزدیک محترم تھے۔ شریک بن اعور کا شمار نامور شیعوں میں ہوتا تھا۔ جب عبیداللہ کو ان کی

بیماری کا علم ہوا تو اُس نے پیغام بھیجا کہ وہ رات کو اُن کی عیادت کے لیے آئے گا۔ جنابِ شریک نے حضرت مسلمؑ سے کہا: یہ فاجر رات کو میری عیادت کے لیے آئے گا۔ جب وہ میرے پاس بیٹھے تو تم اُسے قتل کر دینا اور دارالامارہ پر قبضہ کر لینا۔ پھر کوئی بھی رکاوٹ نہیں بنے گا۔ میں چند دنوں میں تندرست ہو جاؤں گا اور بصرہ چلا جاؤں گا۔ وہاں سے تمھاری معاونت کروں گا۔

جب رات ہوئی تو عبیداللہ شریک کی عیادت کے لیے اُس کے پاس آ گیا۔ جنابِ مسلمؑ اندر چلے گئے۔ شریک نے اُن سے کہا کہ جب وہ بیٹھے تو موقع کو ضائع نہ کرنا، اُسے قتل کر دینا۔ اُس وقت ہانی بن عُروہؓ کھڑے ہوئے اور اُس نے کہا: میں نہیں چاہتا کہ ابن زیاد میرے گھر میں مارا جائے۔

عبیداللہ ابنِ زیاد اندر آیا اور شریک کے پاس اُس کے بستر پر بیٹھ گیا اور بیمار پرسی شروع کر دی کہ اب کیا حال ہے، بیماری سے افاقہ ہوا ہے یا ایک ہی حال ہے اور یہ شکایت کب سے لاحق ہوئی ہے؟ ان باتوں کو جب طول ہوا اور شریک نے دیکھا کہ مسلمؑ باہر نہیں آئے تو اُسے خوف لاحق ہوا کہ یہ موقع ہاتھ سے نکل نہ جائے تو یہ شعر پڑھنے لگے:

مَا تَنظُرونَ بِسَلمٰی اَن تُحَیّوھَا
اِسقِنیھَا وَ اِن کَانَت فِیھَا نَفسِی

"سلمٰی کو سلام کرنے میں تمھیں اب کیا انتظار ہے۔ مجھے پلا دو۔ اس میں جان بھی میری جائے تو جائے"۔

شریک نے دو تین دفعہ اس شعر کو پڑھا۔ عبیداللہ کو اس بات کی سمجھ نہ آئی۔ پوچھا ان کا کیا حال ہے۔ دیکھو یہ تو ہذیان کہہ رہے ہیں۔ ہانیؓ نے کہا: خدا آپ کا بھلا کرے ہاں یہی ان کی حالت ہے۔ طلوعِ صبح سے لے کر یہ وقت ہونے کو آیا ہے اس حالت میں مبتلا ہیں۔

اس کے بعد عبید اللہ اٹھا اور واپس چلا گیا۔ حضرت مسلمؑ باہر آئے اور شریک نے پوچھا: اسے تم نے کیوں قتل نہیں کر ڈالا۔ جنابِ مسلمؑ نے کہا: دو امر مانع تھے: ایک یہ کہ ہانیؓ کو گوارا نہ تھا کہ اُن کے گھر میں یہ امر واقعہ ہو۔ دوسری بات یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ اچانک قتل کرنے کو ایمان مانع ہے اور مومن کے لیے لازم ہے کہ وہ کسی کو دھوکے سے قتل نہ کرے۔ ہانیؓ نے کہا: واللہ! اگر اُسے قتل کرتے تو ایک بڑے فاسق و فاجر اور کافر و دغاباز کو قتل کرتے مگر مجھے گوارا نہ تھا کہ میرے گھر میں اُسے قتل کرو۔

اس واقعہ کے تین دن بعد جنابِ شریک اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ عبید اللہ نے ان کی نماز پڑھی۔ جنابِ مسلمؑ اور جنابِ ہانیؓ کے قتل کے بعد ابنِ زیاد کو یہ بات معلوم ہوئی کہ شریک کو جو اُس نے بیماری کی حالت میں شعر پڑھتے ہوئے سنا تھا وہ حضرت مسلمؑ کو آمادہ کر رہے تھے کہ وہ باہر آئیں اور اُسے قتل کر دیں۔ یہ سن کر عبید اللہ نے کہا: میں اب کسی عراقی پر نماز نہیں پڑھوں گا اور واللہ! اگر زیاد کی قبر وہاں نہ ہوتی تو میں شریک کی قبر کھدوا ڈالتا"۔ (1)

الأخبار الطوال: كَانَ هَانِئُ بنُ عُروَةَ مُواصِلًا لِشَرِيكِ بنِ الأعوَرِ البَصرِيِّ الَّذِي قَامَ مَعَ ابنِ زِيَادٍ، وَكَانَ ذَا شَرَفٍ بِالبَصرَةِ وخَطَرٍ، فَانطَلَقَ هَانِئٌ إِلَيهِ حَتَّى أَتَى بِهِ مَنزِلَهُ، وَأَنزَلَهُ مَعَ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ فِي الحُجرَةِ الَّتِي كَانَ فِيهَا. وَكَانَ شَرِيكٌ مِن كِبَارِ الشِّيعَةِ بِالبَصرَةِ، فَكَانَ يَحُثُّ هَانِئًا عَلَى القِيَامِ بِأَمرِ مُسلِمٍ، وَجَعَلَ مُسلِمٌ يُبَايِعُ مَن أَتَاهُ مِن أَهلِ الكُوفَةِ، وَيَأخُذُ

(1) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۶۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۴۴

عَلَيهِمُ العُهودَ وَالمَواثيقَ المُؤَكَّدَةَ بِالوَفَاءِ.

وَمَرِضَ شَرِيكُ بنُ الأعوَرِ في مَنزِلِ هَانِئِ بنِ عُروَةَ مَرَضًا شَدِيداً. وبَلَغَ ذٰلِكَ عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ، فَأَرسَلَ إِلَيهِ يُعلِمُهُ أنَّهُ يَأتيهِ عَائِداً.

فَقَالَ شَرِيكٌ لِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ: إنَّمَا غَايَتُكَ وَغَايَةُ شِيعَتِكَ هَلَاكُ هٰذَا الطَّاغِيَةِ، وَقَد أمكَنَكَ اللهُ مِنهُ، هُوَ صَائِرٌ إلَيَّ لِيعودَني، فَقُم فَادخُلِ الخِزانَةَ حَتّىٰ إذَا اطمَأنَّ عِندِي، فَاخرُج إلَيهِ فَقاتِلهُ، ثُمَّ صِر إلى قَصرِ الإمارَةِ فَاجلِس فِيهِ؛ فَإِنَّهُ لا يُنازِعُكَ فِيهِ أحَدٌ مِنَ النّاسِ، وَإن رَزَقَنِيَ اللهُ العَافِيَةَ صِرتُ إلَى البَصرَةِ، فَكَفَيتُكَ أمرَها، وَبَايَعَ لَكَ أهلُهَا.

فَقَالَ هَانِئُ بنُ عُروَةَ: مَا أُحِبُّ أن يُقتَلَ في دَارِي ابنُ زِيَادٍ.

فَقَالَ لَهُ شَرِيكٌ: وَلِمَ، فَوَاللهِ إنَّ قَتلَهُ لَقُربانٌ إلَى اللهِ؟! ثُمَّ قَالَ شَرِيكٌ لِمُسلِمٍ: لَا تُقَصِّر في ذٰلِكَ.

فَبَينَمَا هُم عَلىٰ ذٰلِكَ إذ قِيلَ لَهُم: الأَميرُ بِالبَابِ. فَدَخَلَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ الخِزانَةَ، ودَخَلَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ عَلىٰ شَرِيكٍ، فَسَلَّمَ عَلَيهِ، وَقَالَ: مَا الَّذي تَجِدُ وتَشكو؟ فَلَمَّا طَالَ سُؤالُهُ إيَّاهُ استَبطَأَ شَرِيكٌ خُروجَ مُسلِمٍ، وجَعَلَ يَقولُ، ويُسمِعُ مُسلِمًا.

وجَعَلَ يُرَدِّدُ ذٰلِكَ. فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ لِهَانِئٍ: أيَهجُرُ؟ يَعني يَهذي

قَالَ هَانِئٌ: نَعَم، أصلَحَ اللهُ الأَميرَ! لَم يَزَل هٰكَذا مُنذُ أصبَحَ.

ثُمَّ قَامَ عُبَيدُ اللهِ وَخَرَجَ، فَخَرَجَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ مِنَ الخِزانَةِ.

فَقَالَ شَرِيكٌ: مَا الَّذي مَنَعَكَ مِنهُ إلَّا الجُبنُ وَالفَشَلُ!

قَالَ مُسلِمٌ: مَنَعَني مِنهُ خَلَّتانِ: إحداهُمَا كَراهِيَةُ هَانِئٍ

لِقَتلِهِ فِي مَنزِلِهِ . وَالأُخرىٰ قَولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ : إِنَّ الإِيمَانَ قَيَّدَ الفَتكَ، لَا يَفتِكُ مُؤمِنٌ.

فَقَالَ شَرِيكٌ : أَمَا وَاللهِ لَو قَتَلتَهُ لَاستَقَامَ لَكَ أَمرُكَ ، وَاستَوسَقَ لَكَ سُلطَانُكَ. وَلَم يَعِش شَرِيكٌ بَعدَ ذٰلِكَ إِلَّا أَيَّامًا حَتّٰى تُوُفِّيَ، وَشَيَّعَ ابنُ زِيَادٍ جِنَازَتَهُ، وَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى عَلَيهِ. وَلَم يَزَل مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ يَأخُذُ البَيعَةَ مِن أَهلِ الكُوفَةِ، حَتّٰى بَايَعَهُ مِنهُم ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلفَ رَجُلٍ فِي سِترٍ وَرِفقٍ.

''اخبار الطوال میں ہے، ہانیؓ بن عروہ اور شریک بن اعور کا آپس میں گہرا تعلق تھا۔ جنابِ شریک ابنِ زیاد کے ساتھ بصرہ سے کوفہ آئے تھے۔ ان کا شمار اشرافِ بصرہ میں ہوتا تھا۔ جنابِ ہانیؓ انھیں اپنے گھر لے آئے اور حضرت مسلمؑ کے پاس ایک ہی کمرے میں رہائش دی۔ شریک نامی گرامی شیعہ تھے۔ وہ جنابِ ہانیؓ کو حضرت مسلمؑ کے قیام کی ترغیب دیتے کہ وہ فوراً قیام کریں۔ وہیں حضرت مسلمؑ لوگوں سے بیعت لینے لگے۔ آپؑ ان سے عہد لیتے اور وفاداری کی تاکید کرتے۔

انھی دنوں جنابِ شریکؓ جناب ہانیؓ کے گھر میں بیمار ہو گئے اور اُن کی بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ عبیداللہ کو ان کی بیماری کی اطلاع ہوئی تو اس نے پیغام بھیجا کہ وہ شام کو اُن کی عیادت کے لیے آئے گا۔

جنابِ شریکؓ نے حضرت مسلمؑ سے کہا: یہ آپؑ کی غایت ہے اور ہر شیعہ کی غرض ہے کہ اس طاغیہ کو ہلاک کر دیا جائے۔ اللہ سبحانہ آپؑ کو اس پر قدرت عطا کرے، یہ رات کو میری عیادت کے لیے آئے گا تو آپؑ اُس وقت پردے کے اندر چلے جانا۔ جب وہ میرے پاس بیٹھ جائے تو باہر نکل کر اِسے قتل کر دینا اور اُس کے بعد دارالامارہ پر قبضہ کر لینا۔ کوئی بھی آپؑ کے راستے میں رکاوٹ کھڑی نہیں کرے گا۔ اگر اللہ سبحانہ نے مجھے

صحت عطا کی تو میں بصرہ کو سنبھال لوں گا اور وہاں کے لوگوں کو آپ کی بیعت پر آمادہ کرلوں گا۔

جنابِ ہانیؓ نے کہا: میں اپنے گھر میں ابنِ زیاد کا قتل پسند نہیں کرتا۔

جنابِ شریکؓ نے کہا: کیوں نہیں! اللہ کی قسم! اس کا قتل کرنا قربِ خداوندی کا سبب ہے۔ پھر شریکؓ نے حضرت مسلمؑ سے کہا: یہ کام کر کے رہنا اس سے پیچھے نہ ہٹنا۔ اِدھر یہ منصوبہ بندی ہوئی اُدھر شب نے ڈیرے ڈال دیئے۔

عبیداللہ حضرت ہانیؓ کے دروازے پر آ گیا۔ اعلان ہوا کہ امیر شہر دروازے پر ہے۔ وہ جونہی اندر داخل ہوا حضرت مسلمؑ پردے میں چلے گئے۔

ابنِ زیاد حضرت شریکؓ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور بیمار پرسی شروع کی کہ آپ کب بیمار ہوئے؟ بیماری کیا ہے؟ اب کچھ افاقہ ہے یا ایک ہی صورت ہے؟ ان دونوں کے درمیان باتوں نے طول پکڑا۔ شریکؓ نے دل میں سوچا کہ ابھی تک حضرت مسلمؑ نے اپنا کام کیوں نہیں کیا۔ حضرت مسلمؑ کو آمادہ کرنے کے لیے شعر پڑھنا شروع کر دیا۔ یعنی ''سلمیٰ کو سلام کرنے میں تمھیں اب کیا انتظار ہے؟''

شریکؓ نے کئی بار یہ شعر پڑھا۔ ابنِ زیاد نے حضرت ہانیؓ سے کہا: کیا شریک ہذیان کہہ رہا ہے؟ جنابِ ہانیؓ نے کہا: جی ہاں! صبح سے لے کر اب تک یہی حالت ہے۔ عبیداللہ اُٹھ کر چلا گیا اور ادھر حضرت مسلمؑ پردے سے نکل کر شریک کے پاس آ گئے۔

شریکؓ نے کہا: شاید بزدلی اور سُستی رکاوٹ بنی ہے۔ آپؑ نے منصوبے پر عمل کیوں نہیں کیا؟

حضرت مسلمؑ نے کہا: دو چیزوں نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا تھا۔ پہلی بات جناب ہانیؓ کی بات کہ انھوں نے کہہ دیا تھا کہ اس کا میرے گھر میں قتل کرنا اچھا نہیں ہے اور دوسری بات رسولؐ اللہ کی حدیث کہ

اچانک دھوکے سے قتل کرنے کو ایمان مانع ہے۔ مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی کو دھوکے سے قتل نہ کرے۔

جنابِ شریکؓ نے کہا: خدا کی قسم! اگر تم اُسے قتل کر دیتے تو تمام کام ٹھیک ہوجاتے۔ تمام لوگ تمھاری اطاعت کر لیتے۔ تھوڑے دنوں بعد جنابِ شریکؓ کی رحلت ہوگئی۔ ان پر عبیداللہ نے نماز پڑھی۔ اِدھر حضرت مسلمؑ لوگوں سے بیعت لیتے رہے۔ اس طرح ان بیعت کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار تک جا پہنچی"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۳)

الفتوح: مَرِضَ شَرِيكُ بنُ عَبدِ اللهِ الأعوَرُ الهَمدانِيُّ فِي مَنزِلِ هَانِي بنِ عُروَةَ، وعَزَمَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ عَلى أن يَصيرَ إلَيهِ فَيَجتَمِعَ بِهِ، وَدَعَا شَرِيكُ بنُ عَبدِ اللهِ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ، فَقَالَ لَهُ: جُعِلتُ فِدَاكَ! غَداً يَأتِينِي هٰذَا الفَاسِقُ عَائِداً، وَأنَا مُشغِلُهُ لَكَ بِالكَلَامِ، فَإذَا فَعَلتُ ذٰلِكَ فَقُم أنتَ اخرُج إلَيهِ مِن هٰذِهِ الدَّاخِلَةِ فَاقتُلهُ. فَإن أنَا عِشتُ فَسَأكفِيكَ أمرَ البَصرَةِ إن شَاءَ اللهُ.

قَالَ: فَلَمَّا أصبَحَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ، رَكِبَ وَسَارَ يُرِيدُ دَارَ هَانِي، لِيَعُودَ شَرِيكَ بنَ عَبدِ اللهِ، قَالَ: فَجَلَسَ وَجَعَلَ يَسألُ مِنهُ. قَالَ: وَهَمَّ مُسلِمٌ أن يَخرُجَ إلَيهِ لِيَقتُلَهُ فَمَنَعَهُ مِن ذٰلِكَ صَاحِبُ المَنزِلِ هَانِي، ثُمَّ قَالَ: جُعِلتُ فِدَاكَ، فِي دَارِي صِبيَةٌ وَ إمَاءٌ، وَأنَا لَا آمَنُ الحَدَثَانَ. قَالَ: فَرَمى مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ السَّيفَ مِن يَدِهِ وجَلَسَ وَلَم يَخرُج، وَجَعَلَ شَرِيكُ بنُ عَبدِ اللهِ يَرمُقُ الدَّاخِلَةَ، وَهُوَ يَقُولُ:

ما تَنظُرونَ بِسَلمى عِندَ فُرصَتِها
فَقَد وَفى وُدُّهَا وَاستَوسَقَ الصَّرَمُ

فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ: مَا يَقُولُ الشَّيخُ؛ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ مُبَرْسَمٌ أَصلَحَ اللهُ الأَمِيرَ! قَالَ: فَوَقَعَ فِي قَلْبِ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ أَمرٌ مِنَ الأُمورِ، فَرَكِبَ مِن سَاعَتِهِ ورَجَعَ إِلَى القَصرِ.

وَخَرَجَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ إِلَى شَرِيكِ بنِ عَبدِ اللهِ مِن دَاخِلِ الدَّارِ، فَقَالَ لَهُ شَرِيكٌ: يَا مَولَايَ! جُعِلتُ فِدَاكَ! مَا الَّذِي مَنَعَكَ مِنَ الخُروجِ إِلَى الفَاسِقِ، وَقَد كُنتُ أَمَرتُكَ بِقَتلِهِ، وشَغَلتُهُ لَكَ بِالكَلَامِ؟!

فَقَالَ: مَنَعَنِي مِن ذٰلِكَ حَدِيثٌ سَمِعتُهُ مِن عَمِّي عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام أَنَّهُ قَالَ: ﴿الإِيمَانُ قَيَّدَ الفَتكَ﴾، فَلَم أُحِبَّ أَن أَقتُلَ عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ فِي مَنزِلِ هٰذَا الرَّجُلِ. فَقَالَ لَهُ شَرِيكٌ: وَاللهِ لَو قَتَلتَهُ، لَقَتَلتَ فَاسِقًا فَاجِرًا مُنَافِقًا.

قَالَ: ثُمَّ لَم يَلبَث شَرِيكُ بنُ عَبدِ اللهِ إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى مَاتَ رَحِمَهُ اللهُ وَكَانَ مِن خِيَارِ الشِّيعَةِ، غَيرَ أَنَّهُ يَكتُمُ ذٰلِكَ إِلَّا عَمَّن يَثِقُ بِهِ مِن إِخوَانِهِ. قَالَ: وَخَرَجَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ فَصَلّٰى عَلَيهِ، ورَجَعَ إِلَى قَصرِهِ.

"الفتوح میں ہے، شریک بن عبداللہ الاعور الہمدانی، ہانی بن عُروہ کے گھر میں مریض ہو گئے۔ جب اس بات کا علم عبیداللہ ابنِ زیاد کو ہوا تو اُس نے شریک کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس کی عیادت کے لیے اُس کے پاس آئے گا۔ جنابِ شریک نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ سے کہا: قربان جاؤں کل وہ فاسق میری عیادت کے لیے آئے گا۔ جب وہ میرے پاس آئے گا تو میں اُسے باتوں میں لگا لوں گا تو اُس وقت تم پردے سے نکل کر اُسے قتل کر دینا۔ اگر خدا نے مجھے صحت عطا کی تو بصرہ کو میں سنبھال لوں گا۔ ان شاء اللہ۔ راوی کا بیان ہے کہ دوسرے دن عبیداللہ سوار ہو کر جنابِ

ہانی کے گھر کی طرف آیا تا کہ شریک کی عیادت کرے۔ اُس نے جنابِ شریک سے ملاقات کی اور بیمار پرسی کرنا شروع کر دی۔

راوی کہتا ہے کہ اِدھر حضرت مسلمؑ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو صاحبِ منزل جنابِ ہانی نے اُنھیں روک دیا کہ وہ اُن کے گھر میں اُسے قتل نہ کریں کیونکہ انھوں نے حضرت ابنِ عقیلؑ سے کہا تھا: قربان جاؤں آپ جانتے ہیں اس میں میری بیوی اور بچے ہیں اگر آپؑ نے قتل کر دیا تو اس کے بعد نہ معلوم کیا حالات بنتے ہیں شاید میں اُن کا مقابلہ نہ کر سکوں۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت مسلمؑ نے تلوار اپنے ہاتھ سے پھینک دی اور ایک طرف بیٹھ رہے اور باہر نہ نکلے۔ اِدھر شریک انتظار میں تھے۔ جب دیر ہوئی تو حضرت مسلم کو بلانے کے لیے یہ شعر پڑھا۔ سلمٰی کو سلام کرنے میں تمھیں اب کیا انتظار ہے۔ حقِ مودت اُس نے ادا کر دیا ہے۔

عبیداللہ نے کہا: یہ بزرگوار کیا کہہ رہے ہیں؟ اُسے کہا گیا کہ اللہ امیر کا بھلا کرے۔ بیماری کی وجہ سے اس طرح کہہ رہے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ ابنِ زیاد نے اپنے دل میں اَنجانا خوف محسوس کیا۔ فوراً اُٹھ کر چلا گیا اور دارالامارہ پہنچ گیا۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ شریک کے پاس آئے۔ شریک نے اُنھیں کہا۔

آقائے من! قربان جاؤں کس چیز نے آپ کو اس فاسق کے قتل سے روک دیا تھا حالانکہ میں آپ سے کہہ چکا تھا کہ اِسے ہر صورت قتل کرنا ہے۔ میں نے باتوں میں اسے مصروف بھی رکھا۔ یہ بہترین موقع تھا۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے کہا: مجھے اس حدیث نے روک دیا تھا جو میں نے اپنے چچا حضرت امام علیؑ بن ابی طالبؑ سے سنی تھی۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایمان اچانک قتل سے آدمی کو روک دیتا ہے۔ علاوہ ازیں میں ہانی کے گھر ابنِ زیاد کو قتل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جنابِ شریکؒ نے کہا: بخدا! اگر آپ نے اِسے قتل کر دیا ہوتا تو ایک فاسق و فاجر اور منافق کو قتل کر دیا ہوتا۔ تو ایک فاسق و فاجر اور منافق کو قتل کر دیا ہوتا۔ راوی کہتا ہے کہ جنابِ شریک اس واقعہ کے بعد تین دن تک زندہ رہے۔ پھر تیسرے دن فوت ہوئے۔ اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے۔ وہ ایک عظیم شیعہ لیڈر تھے اور ظاہر و باہر شیعہ تھے۔ عبید اللہ ابنِ زیاد نے ان پر نماز پڑھی اور پھر قصر کی طرف واپس چلا گیا۔ [1]

مثير الأحزان: نَزَلَ [مُسلِمٌ] دَارَ هَانِي بنِ عُروَةَ ، وَاختَلَفَ إِلَيهِ الشِّيعَةُ ، وَأَلَحَّ عُبَيدُ اللهِ فِي طَلَبِهِ ، وَلَا يَعلَمُ أَينَ هُوَ ، وَكَانَ شَرِيكُ بنُ الأَعوَرِ الهَمدانِيُّ قَدِمَ مِنَ البَصرَةِ مَعَ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ ، وَنَزَلَ دَارَ هَانِي بنِ عُروَةَ ، وَكَانَ شَرِيكٌ مِن مُحِبّي أَمِيرِ المُؤمِنِينَ وَشيعَتِهِ ، عَظِيمَ المَنزِلَةِ ، جَلِيلَ القَدرِ ، فَمَرِضَ وَسَأَلَ عُبَيدُ اللهِ عَنهُ ، فَأُخبِرَ أَنَّهُ مَوعُوكٌ ، فَأَرسَلَ ابنُ زِيَادٍ إِلَيهِ : إِنِّي رائِحٌ إِلَيكَ فِي هٰذِهِ اللَّيلَةِ لِعِيادَتِكَ .

فَقَالَ شَرِيكٌ لِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ : يَابنَ عَمِّ رَسُولِ اللهِ ، إِنَّ ابنَ زِيَادٍ يُرِيدُ عِيادَتِي ، فَادخُل بَعضَ الخَزائِنِ ، فَإِذا جَلَسَ فَاخرُج وَاضرِب عُنُقَهُ ، وَأَنَا أَكفِيكَ أَمرَ مَن بِالكُوفَةِ مَعَ العَافِيَةِ .

وَكَانَ مُسلِمٌ رَحِمَهُ اللهُ شُجاعاً مِقداماً جَسوراً ، فَفَعَلَ مَا أَشَارَ بِهِ شَرِيكٌ ، فَجاءَ عُبَيدُ اللهِ ، وَسَأَلَ شَرِيكاً عَن حَالِهِ وَسَبَبِ مَرَضِهِ ، وَشَرِيكٌ عَينُهُ إِلَى الخِزانَةِ وامِقَةٌ ، وَطَالَ ذٰلِكَ فَجَعَلَ يَقُولُ : ﴿مَا الِانتِظَارُ بِسَلمَى لَا تُحَيّيهَا﴾ يُكَرِّرُ ذٰلِكَ ، فَأَنكَرَ عُبَيدُ اللهِ القَولَ ، وَالتَفَتَ إِلَى هَانِي بنِ عُروَةَ ، وَقَالَ : ابنُ عَمِّكَ يَخلِطُ فِي عِلَّتِهِ ! وَهَانِي قَدِ ارتَعَدَ وَتَغَيَّرَ وَجهُهُ . فَقَالَ هَانِي : إِنَّ

---

[1] الفتوح: ج۵، ص۴۲؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۰۱

شَرِيكًا يَهْجُرُ مُنذُ وَقَعَ فِي الْمَرَضِ، وَيَتَكَلَّمُ بِمَا لَا يَعلَمُ.
فَثَارَ عُبَيدُ اللهِ خَارِجًا نَحْوَ قَصرِ الإِمَارَةِ مَذعوراً. فَخَرَجَ مُسلِمٌ وَالسَّيفُ فِي كَفِّهِ، وَقَالَ لَهُ شَرِيكٌ: يَا هٰذَا، مَا مَنَعَكَ مِنَ الأَمرِ؟ قَالَ مُسلِمٌ: لَمَّا هَمَمتُ بِالخُرُوجِ تَعَلَّقَت بِي امرَأَةٌ، قَالَت: نَاشَدتُكَ اللهَ إِن قَتَلتَ ابنَ زِيَادٍ فِي دَارِنَا، وَبَكَت فِي وَجهِي، فَرَمَيتُ السَّيفَ وَجَلَستُ. قَالَ هَانِي: يَا وَيلَهَا، قَتَلَتنِي وَقَتَلَت نَفسَهَا، وَالَّذِي فَرَرتُ مِنهُ وَقَعتُ فِيهِ.

"مثیر الاحزان میں ہے، حضرت ابن عقیلؑ جنابِ ہانیؓ کے گھر تشریف لائے اور وہیں رہائش پذیر ہوئے اور اُن کے گھر کو اپنے انقلاب کا دفتر قرار دیا۔ شیعیانِ علیؑ وہیں آتے اور آپؑ کی بیعت کرتے اور چلے جاتے۔ عبیداللہ حیران و پریشان تھا کہ اس وقت حضرت مسلمؑ کہاں ہیں۔ وہ تلاش میں تھا، شبانہ روز اس فکر میں تھا کہ اُن کا پتہ لگایا جائے۔ جنابِ شریک بن الاعور الہمدانی بصرہ سے ابن زیاد کے ساتھ کوفہ آئے تھے اور کوفہ میں جنابِ ہانیؓ کے گھر میں رہائش پذیر ہوئے۔ جنابِ شریک امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فداکار شیعہ تھے۔ یہ عظیم المنزلت اور جلیل القدر انسان تھے۔ بصرہ کے اشراف میں سے تھے۔ مریض ہو گئے تو عبیداللہ نے اُن کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ آج رات ان کی عیادت کو آئے گا۔

جنابِ شریک نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ سے کہا: اے رسولؐ کے چچا کے فرزند! ابنِ زیاد آج رات میری عیادت کے لیے میرے پاس آنے والا ہے۔ آپ پردے میں رہنا۔ جب وہ میرے پاس بیٹھے تو پردے سے نکل کر اس کا کام تمام کر دینا۔ اس کے بعد کوفہ کے تمام اُمور کو سنبھالنے کے لیے مَیں کافی ہوں۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ ایک بہادر، شجاع، جرأت اور بہادر انسان تھے۔

حضرت مسلمؑ نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا۔ رات ہوئی تو ابن زیاد جنابِ شریک کے پاس آیا اور احوال پوچھے کہ بیماری کا سبب کیا ہے، اب کیا حال ہے، کچھ افاقہ ہے یا وہی ایک ہی صورت ہے۔ لیکن جناب شریک کی آنکھیں پردے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ انھوں نے اُسے باتوں میں لگائے رکھا۔ آخر پھر اپنی زبان پر شعر کا تکرار کیا: "وسلمیٰ کو سلام کرنے میں تمھیں اب کیا انتظار ہے"۔

ابنِ زیاد ان اشاروں کو نہ سمجھ سکا۔ وہ جنابِ ہانیؒ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: آپ کے چچا کے بیٹے بہت زیادہ مریض ہیں۔ جناب ہانیؒ نے جھرجھری لی اور چہرے کا رنگ بدل کر کہا: شریک کی صبح سے یہی حالت ہے وہ ایسی باتیں کرتا ہے جو قابلِ فہم نہیں ہیں۔

عبیداللہ فوراً اُٹھا اور خوف زدہ ہو کر قصر کی طرف روانہ ہوگیا۔ اِدھر حضرت مسلمؑ پردے سے نکل کر باہر آئے اور تلوار اُن کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت شریکؒ نے اُن سے کہا: کیا ہوا آپؑ نے اُسے قتل کیوں نہیں کیا؟

حضرت مسلمؑ نے کہا کہ جب میں نے اُسے قتل کرنے کے لیے پردہ سے باہر آنا چاہا تو مجھے ایک خاتون نے روک دیا۔ اُس نے مجھ سے کہا: میں تجھے خدا کی قسم دیتی ہوں کہ ابنِ زیاد کو ہمارے گھر میں قتل نہ کریں۔ پھر وہ میرے سامنے رونے لگی۔ اس لیے میں نے تلوار ایک طرف پھینک دی اور آرام سے بیٹھا رہا۔ جنابِ ہانیؒ نے کہا: ہائے افسوس! آپؑ نے مجھے بھی قتل کر دیا اور اپنے آپ کو بھی۔ جس چیز سے میں بھاگا تھا اُسی میں جا پڑا ہوں"۔ [1]

اِعلام الوریٰ: نَزَلَ شَرِيكُ بْنُ الْأَعْوَرِ دَارَ هَانِئِ بْنِ عُرْوَةَ أَيْضًا وَمَرِضَ، فَأُخْبِرَ بِأَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ يَأْتِيهِ يَعُودُهُ، فَقَالَ

---

[1] مثیر الاحزان: ص ۳۱؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۴۳؛ المناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۱

لِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ: أُدخُل هٰذَا البَيتَ. فَإِذَا دَخَلَ هٰذَا اللَّعِينُ، وَتَمَكَّنَ جَالِسًا، فَاخرُج إِلَيهِ وَاضرِبهُ ضَربَةً بِالسَّيفِ تَأتِي عَلَيهِ، وَقَد حَصَلَ المُرَادُ وَاستَقَامَ لَكَ البَلَدُ، وَلَو مَنَّ اللّٰهُ عَلَيَّ بِالصِّحَّةِ، ضَمِنتُ لَكَ استِقَامَةَ أَمرِ البَصرَةِ.

فَلَمَّا دَخَلَ ابنُ زِيَادٍ، وَأَمكَنَهُ مَا وَافَقَهُ عَلَيهِ، بَدَا لَهُ فِي ذٰلِكَ وَلَم يَفعَل، وَاعتَذَرَ إِلَى شَرِيكٍ بَعدَ فَوَاتِ الأَمرِ بِأَنَّ ذٰلِكَ كَانَ يَكُونُ فَتكًا، وَقَد قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنَّ الإِيمَانَ قَيَّدَ الفَتكَ. فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ لَو قَد قَتَلتَهُ، لَقَتَلتَ غَادِرًا فَاجِرًا كَافِرًا. ثُمَّ مَاتَ شَرِيكٌ مِن تِلكَ العِلَّةِ، رَحِمَهُ اللّٰهُ.

''اعلام الوریٰ میں شریک بن اعور حضرت ہانیؓ کے گھر میں آئے اور وہیں مریض ہو گئے۔ اس بات کا علم ابن زیاد کو ہوا تو اُس نے پیغام بھجوایا کہ وہ ان کی عیادت کو آ رہا ہے۔ شریک نے حضرت مسلمؑ سے کہا کہ جب ابنِ زیاد میرے پاس بیٹھے تو تم پردے سے نکل کر اس لعین کو قتل کر دینا۔ تو اس کے قتل کے بعد تمام اُمور سیدھے ہو جائیں گے۔ شہر پر آپ کی حکومت ہو گی۔ اگر اللہ رب العزت نے مجھ پر صحت کا احسان فرمایا تو بصرہ کے تمام اُمور آپ کی طرف سے مَیں سنبھال لوں گا۔

ابنِ زیاد شریک کے پاس آیا اور اُس کی عیادت کی۔ اِدھر جنابِ شریک نے حضرت مسلمؑ کا انتظار کیا کہ وہ ابھی اپنے کام کے لیے آیا چاہتے ہیں لیکن وہ نہ آئے۔ جب ابنِ زیاد چلا گیا اور حضرت مسلمؑ اس کے پاس آئے تو اُن سے معذرت کی کہ ہمارا منصوبہ دھوکہ پر مبنی تھا۔ پیغمبرؐ خدا کی حدیث ہے کہ ایمان کسی کے اچانک قتل کی نفی کرتا ہے''۔

جنابِ شریک نے کہا: خدا کی قسم! اگر آپ نے اِسے قتل کر دیا ہوتا تو یہ ایسے تھا جیسے آپ نے ایک غدار، فاجر اور کافر کو قتل کیا ہے۔ کچھ دنوں کے

بعد حضرت شریکؓ اسی بیماری کے سبب اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔
اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے"۔ (اعلام الوریٰ: ج۱،ص۴۳۸)

الطبقات الکبریٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): كَانَ قَدِمَ مَعَ عُبَيدِ اللهِ مِنَ البَصرَةِ شَرِيكُ بنُ الأعوَرِ الحَارِثيُّ، وَكَانَ شِيعَةً لِعَلِيٍّ علیہ السلام. فَنَزَلَ أيضًا عَلى هَانِئِ بنِ عُروَةَ. فَاشتَكى شَرِيكٌ. فَكَانَ عُبَيدُ اللهِ يَعُودُهُ فِي مَنزِلِ هَانِئٍ، وَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ هُنَاكَ لَا يَعلَمُ بِهِ. فَهَيَّئُوا لِعُبَيدِ اللهِ ثَلَاثِينَ رَجُلًا. يَقتُلُونَهُ إذَا دَخَلَ عَلَيهِم.

وأقبَلَ عُبَيدُ اللهِ فَدَخَلَ عَلى شَرِيكٍ يَسألُ بِهِ. فَجَعَلَ شَرِيكٌ يَقُولُ: مَا تَنظُرُونَ بِسَلمى أن تُحَيُّوهَا. إسقُونِي وَلَو كَانَت فِيهَا نَفسِي. فَقَالَ عُبَيدُ اللهِ: مَا يَقُولُ؟ قَالُوا: يَهجُرُ. وتَحَشحَشَ القَومُ فِي البَيتِ، فَأنكَرَ عُبَيدُ اللهِ مَا رَأى مِنهُم، فَوَثَبَ فَخَرَجَ ودَعَا مَولىً لِهَانِئِ بنِ عُروَةَ كَانَ فِي الشُّرطَةِ. فَسَألَهُ. فَأخبَرَهُ الخَبَرَ. فَقَالَ: أولَا. ثُمَّ مَضى حَتّى دَخَلَ القَصرَ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، جنابِ شریک بن الاعور الحارثی عبیداللہ ابن زیاد کے ساتھ بصرہ سے کوفہ آئے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام کے نامی گرامی شیعوں میں سے تھے۔ انھوں نے جنابِ ہانیؓ بن عروہ کے گھر میں رہائش رکھی تھی۔ یہیں آکر وہ مریض ہو گئے۔ عبیداللہ ابن زیاد اُن کی عیادت کے لیے آئے۔ حضرت مسلمؑ بھی وہیں تھے۔ عبیداللہ کو حضرت مسلمؑ کی وہاں موجودگی کا علم نہ تھا۔ ان لوگوں نے عبیداللہ ابنِ زیاد کے قتل کے لیے تیس آدمیوں کو تیار کیا تھا کہ جب وہ جنابِ ہانیؓ کے گھر آئے تو اُسے قتل کر دیا جائے۔ عبیداللہ آیا اور شریکؓ کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اُن سے احوال پُرسی کی۔ اس دوران باتوں باتوں میں شریک نے کہنا شروع کیا:

"وسلمیٰ کو سلام کرنے میں تمہیں اب کیا انتظار ہے۔ پلا دو مجھے اس میں جان بھی میری جائے تو جائے"۔

عبیداللہ نے کہا: یہ کیا کہہ رہا ہے؟ حاضرین نے کہا: ہذیان کہہ رہا ہے۔ حاضرین حرکت میں آگئے لیکن ابنِ زیاد ان باتوں کو نہ سمجھ سکا۔ وہاں سے نکلا اور واپس دارالامارہ چلا گیا"۔ (1)

سير أعلام النبلاء: قَدِمَ مَعَ عُبَيدِ اللهِ شَرِيكُ بنُ الأَعوَرِ. شِيعِيٌّ فَنَزَلَ عَلى هَانِئِ بنِ عُروَةَ. فَمَرِضَ. فَكَانَ عُبَيدُ اللهِ يَعُودُهُ. فَهَيَّؤوا لِعُبَيدِ اللهِ ثَلَاثِينَ رَجُلًا لِيَغتَالُوهُ. فَلَم يَتِمَّ ذٰلِكَ. وَفَهِمَ عُبَيدُ اللهِ فَوَثَبَ وَخَرَجَ.

"سیر اعلام النبلاء میں جنابِ شریک بن اعور جو امام علی علیہ السلام کے شیعہ تھے، ابنِ زیاد کے ہمراہ بصرہ سے کوفہ آئے اور جنابِ ہانی کے گھر میں رہائش پذیر ہوگئے اور وہاں مریض ہوگئے۔ عبداللہ اس کی عیادت کے لیے آیا۔ ان لوگوں نے اس کے قتل کے لیے تیس آدمیوں کو تیار کیا لیکن یہ لوگ اپنا کام نہ کر سکے۔ جب اُسے احساس ہوا کہ کچھ ہونے والا ہے تو فوراً وہیں سے نکلا اور دارالامارہ پہنچ گیا"۔ (سیر أعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۹)

أنساب الأشراف: مَرِضَ هَانِئُ بنُ عُروَةَ المُرادِيُّ. فَأَتَاهُ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ عَائِداً. فَقِيلَ لِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ: أُخرُج إِلَيهِ فَاقتُلهُ. فَكَرِهَ هَانِئٌ أَن يَكُونَ قَتلُهُ فِي مَنزِلِهِ. فَأَمسَكَ مُسلِمٌ عَنهُ.

وَنَزَلَ شَرِيكُ بنُ الأَعوَرِ الحَارِثِيُّ أَيضاً عَلى هَانِئِ بنِ عُروَةَ. فَمَرِضَ عِندَهُ فَعَادَهُ ابنُ زِيَادٍ. وَكَانَ شَرِيكٌ شِيعِيًّا. شَهِدَ الجَمَلَ وَصِفِّينَ مَعَ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَقَالَ لِمُسلِمٍ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ

(1) طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۶۰

يَأتِينِي عَائِداً ، فَاخرُج اِلَيهِ فَاقتُلهُ. فَلَم يَفعَل [مُسلِمٌ] لِكَرَاهَةِ هَانِيٍ ذٰلِكَ.

فَقَالَ شَرِيكٌ: مَا رَأَيتُ اَحَداً اَمكَنَتهُ فُرصَةٌ فَتَرَكَهَا اِلَّا اَعقَبَتهُ نَدَماً وَحَسرَةً. وَاَنتَ اَعلَمُ ! وَمَا عَلَى هَانِيٍ فِي هٰذَا لَولَا الحَصرُ ! وَمَاتَ شَرِيكُ بنُ الاَعوَرِ فِي دَارِ هَانِيٍ مِن مَرَضِهِ ذٰلِكَ.

وَاسمُ الاَعوَرِ الحَارِثُ.

"انساب الاشراف میں ہے، ہانیؓ بن عروہ المرادی مریض ہوئے تو اُن کی عیادت کے لیے ابنِ زیاد اُن کے گھر آیا۔ حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ سے کہا گیا تھا کہ پردے سے باہر آ کر اِسے قتل کر دو لیکن جنابِ ہانیؓ نے اپنے گھر میں ابنِ زیاد کے قتل کو ناپسند کیا تو حضرت مسلمؓ نے اُسے قتل نہ کیا۔ شریک بن الاعور الحارثی حضرت ہانیؓ کے گھر آئے اور وہیں مریض ہو کر رہ گئے۔ ابن زیاد اس کی عیادت کے لیے آیا۔ جنابِ شریک بن اعور حضرت امیر علیہ السلام کے شیعہ تھے۔ انھوں نے جمل وصفین میں آپؑ کی معیت میں جنگ لڑی تھی۔ انھوں نے حضرت ابنِ عقیلؓ سے کہا کہ ابنِ زیاد ان کی عیادت کے لیے آنے والا ہے۔ جب وہ میرے پاس بیٹھے تو پردے سے باہر آ کر اُسے قتل کر دینا لیکن حضرت ابن عقیلؓ نے جنابِ ہانیؓ کی ناپسندیدگی کی وجہ سے اُسے قتل نہ کیا۔

جب ابنِ زیاد واپس چلا گیا تو جنابِ شریک نے کہا کہ میری زندگی کا تجربہ ہے کہ جب کسی کو فرصت مل رہی ہو اور وہ اُس سے فائدہ نہ اُٹھائے تو وہ ندامت اور حسرت میں رہتا ہے۔ آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ اُسے قتل کر دیتے تو اس میں ہانیؓ کا کیا نقصان تھا۔

راوی کہتا ہے کہ تھوڑے دنوں بعد جنابِ شریک اسی مرض میں جو انھیں لاحق تھا رحلت کر گئے"۔(انساب الاشراف: ج ۲، ص ۲۳۷)

الإمامة والسياسة: دَخَلَ [مُسلِمْ] دَارَ هَانِئِ بنِ عُروَةَ المُرادِيِّ، وَكَانَ لَهُ فِيهِم رَأْيٌ. فَقَالَ لَهُ هَانِئُ بنُ عُروَةَ: إنَّ لِي مِنِ ابنِ زِيَادٍ مَكَانًا. سَوفَ أَتَمَارَضُ لَهُ. فَإِذَا جَاءَ يَعُودُنِي فَاضرِب عُنُقَهُ.

قَالَ: فَقِيلَ لِابنِ زِيَادٍ: إنَّ هَانِئَ بنَ عُروَةَ شَاكٍ يَقِيءُ الدَّمَ.

قَالَ: وَشَرِبَ المَغرَةَ فَجَعَلَ يَقِيؤُهَا.

قَالَ: فَجَاءَ ابنُ زِيَادٍ يَعُودُهُ. وَقَالَ لَهُم هَانِئٌ: إِذَا قُلتُ لَكُم اِسقُونِي فَاخرُج إِلَيهِ فَاضرِب عُنُقَهُ. فَقَالَ: اِسقُونِي. فَأَبطَؤُوا عَلَيهِ. فَقَالَ: وَيحَكُم! اِسقُونِي وَلَو كَانَ فِيهِ ذَهَابُ نَفسِي.

قَالَ: فَخَرَجَ عُبَيدُ اللّٰهِ بنُ زِيَادٍ وَلَم يَصنَعِ الآخَرُ شَيئًا. وَكَانَ مِن أَشجَعِ النَّاسِ، وَلٰكِنَّهُ أَخَذَتهُ كَبوَةٌ. فَقِيلَ لِابنِ زِيَادٍ: وَاللّٰهِ إنَّ فِي البَيتِ رَجُلًا مُتَسَلِّحًا.

"امامت والسیاست میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ جناب ہانیؓ کے گھر میں رہائش پذیر تھے۔ حضرت ہانیؓ نے حضرت مسلمؑ سے کہا کہ ابنِ زیاد کے نزدیک میرا بہت بڑا مقام ہے۔ وہ میرا بہت زیادہ احترام کرتا ہے۔ میں اپنے مریض ہونے کا انتظار کرتا ہوں۔ جب ابنِ زیاد کے میرے مریض ہونے کا علم ہوگا تو وہ میری عیادت کے لیے آئے گا۔ جب وہ میرے پاس بیٹھے تو اس کی گردن اُڑا دینا۔

راوی کہتا ہے کہ ابنِ زیاد سے کہا گیا کہ جناب ہانیؓ مریض ہیں وہ خون کی قے میں جتلا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ جناب ہانیؓ نے سرخ رنگ کا مشروب بنوایا جسے پی کر قے کر دیا جس سے آپ کا لباس سرخ ہوگیا۔ جناب ہانیؓ نے حضرت مسلمؑ سے کہا کہ جب ابن زیاد آجائے اور جس وقت میں پانی مانگوں تو آپؑ اُسے قتل کر دینا۔

راوی کہتا ہے کہ ابنِ زیاد حضرت ہانیؒ کی عیادت کے لیے آیا۔ جب وہ احوال پرسی کر رہا تھا تو جنابِ ہانیؒ نے کہا: پانی پلایئے لیکن ادھر حضرت مسلمؑ باہر نہ آئے تو جنابِ ہانیؒ نے دوبارہ کہا: افسوس ہے، مجھے پانی پلاؤ کیوں پرہیز سے کام لے رہے ہو۔ اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

راوی کہتا ہے کہ ابنِ زیاد نے اپنے اندر اُنجانا خوف محسوس کیا اور وہاں سے فوراً نکلا حالانکہ وہ بہت بڑا بہادر تھا۔ بعد میں ابنِ زیاد سے کہا گیا کہ بخدا ہانیؒ کے گھر میں مسلح لوگ تھے جو تجھے قتل کرنا چاہتے تھے"۔ [1]

تاریخ الیعقوبی: قَدِمَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ الكُوفَةَ، وَبِهَا مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ قَد نَزَلَ عَلى هَانِئِ بنِ عُروَةَ، وَهَانِئٌ شَدِيدُ العِلَّةِ، وَكَانَ صَدِيقًا لابنِ زِيَادٍ.

فَلَمَّا قَدِمَ ابنُ زِيَادٍ الكُوفَةَ أُخبِرَ بِعِلَّةِ هَانِئٍ، فَأَتَاهُ لِيَعُودَهُ، فَقَالَ هَانِئٌ لِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ وَأَصحَابِهِ، وَهُم جَمَاعَةٌ: إِذَا جَلَسَ ابنُ زِيَادٍ عِندِي وَتَمَكَّنَ، فَإِنِّي سَأَقُولُ: ﴿إِسقُونِي﴾، فَاخرُجُوا فَاقتُلُوهُ. فَأَدخَلَهُمُ البَيتَ وَجَلَسَ فِي الرِّوَاقِ، وَأَتَاهُ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ يَعُودُهُ، فَلَمَّا تَمَكَّنَ، قَالَ هَانِئُ بنُ عُروَةَ: إِسقُونِي! فَلَم يَخرُجُوا، فَقَالَ: إِسقُونِي، مَا يُؤَخِّرُكُم؟ ثُمَّ قَالَ: إِسقُونِي، وَلَو كَانَت فِيهِ نَفسِي. فَفَهِمَ ابنُ زِيَادٍ، فَقَامَ فَخَرَجَ مِن عِندِهِ، وَوَجَّهَ بِالشُّرَطِ يَطلُبُونَ مُسلِمًا، وَخَرَجَ وَأَصحَابُهُ وَهُوَ لَا يَشُكُّ فِي وَفَاءِ القَومِ وَصِحَّةِ نِيَّاتِهِم، فَقَاتَلَ [مُسلِمٌ] عُبَيدَ اللهِ، فَأَخَذُوهُ فَقَتَلَهُ عُبَيدُ اللهِ، وَجَرَّ بِرِجلِهِ فِي السُّوقِ، وَقَتَلَ هَانِئَ

---

[1] امامت والسیاست: ج ۲، ص ۸؛ المحاسن والمساوئی: ص ۶۰؛ المحسن: ص ۱۳۳؛ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۶۳؛ جواہر المطالب: ج ۲، ص ۲۶۵

بنَ عُروَةَ لِنُزولِ مُسلِمٍ مَنزِلَهُ، وَاِعانَتِهِ اِیّاهُ.

"تاریخ یعقوبی میں ہے، جب عبیداللہ ابنِ زیاد کوفہ آیا تو اُس وقت حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں جنابِ ہانیؓ کے گھر رہائش پذیر تھے۔ حضرت ہانیؓ اُن دنوں شدید بیمار تھے اور وہ ابن زیاد کے گہرے دوست تھے۔ جب ابنِ زیاد کو جنابِ ہانیؓ کی بیماری کی اطلاع ملی تو اُس نے پیغام بھیجا کہ وہ اُن کی عیادت کے لیے آرہا ہے۔ یہ سن کر جنابِ ہانیؓ نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب ابنِ زیاد میرے پاس بیٹھے تو میں اُس وقت کہوں گا کہ مجھے پانی پلاؤ۔ آپؑ اُس وقت باہر آکر اُسے قتل کر دینا۔

حضرت ہانیؓ کو رواق میں بٹھا دیا گیا۔ اُس وقت عبیداللہ ابنِ زیاد اُس کی عیادت کے لیے وہیں آگیا اور حضرت ہانیؓ کے پاس بیٹھ گیا۔ اُس وقت حضرت ہانیؓ نے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ لیکن کوئی آدمی باہر نہ آیا۔ پھر اُس نے کہا: مجھے پانی پلاؤ۔ دیر کیوں لگا دی ہے؟ پھر تیسری دفعہ کہا: مجھے پانی پلاؤ چاہے میری جان بھی چلی جائے۔

ابنِ زیاد نے دل میں خوف محسوس کیا اور فوراً وہاں سے باہر نکل گیا۔ اُس نے واپس آکر حضرت مسلمؑ کی تلاش پر آدمی مقرر کر دیے۔ آخرکار حضرت مسلمؑ نے عبیداللہ سے جنگ کی اور اُس جنگ میں گرفتار ہوئے۔ ابنِ زیاد نے اُنھیں قتل کر دیا اور اُن کے پاؤں میں رسّی ڈال کر بازار میں اِدھر سے اُدھر پھرایا۔ پھر اُس نے حضرت ہانیؓ کو حضرت مسلمؑ کی اعانت کے جرم میں قتل کرا دیا"۔ (تاریخ یعقوبی: ج۲، ص ۲۴۳)

البدایة والنهایة: تَحَوَّلَ مُسلِمُ بنُ عَقِیلٍ اِلی دَارِ هَانِئِ بنِ حمیدِ بنِ عُروَةَ المُرادِیِّ، ثُمَّ اِلی دَارِ شَرِیكِ بنِ الأعوَرِ. وَکَانَ مِنَ الأُمَراءِ الأکابِرِ. وبَلَغَهُ اَنَّ عُبَیدَ اللهِ یُرِیدُ عِیادَتَهُ، فَبَعَثَ

إِلٰى هَانِئٍ يَقُولُ لَهُ: إِبعَث مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ حَتّٰى يَكُونَ فِي دَارِي لِيَقتُلَ عُبَيدَ اللهِ إِذَا جَاءَ يَعُودُنِي. فَبَعَثَهُ إِلَيهِ. فَقَالَ لَهُ شَرِيكٌ: كُن أَنتَ فِي الخِبَاءِ، فَإِذَا جَلَسَ عُبَيدُ اللهِ، فَإِنِّي أَطلُبُ المَاءَ، وَهِيَ إِشَارَتِي إِلَيكَ، فَاخرُج فَاقتُلهُ.

فَلَمَّا جَاءَ عُبَيدُ اللهِ جَلَسَ عَلٰى فِرَاشِ شَرِيكٍ، وَعِندَهُ هَانِئُ بنُ عُروَةَ، وَقَامَ مِن بَينِ يَدَيهِ غُلَامٌ يُقَالُ لَهُ مِهرَانُ، فَتَحَدَّثَ عِندَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ شَرِيكٌ: إِسقُونِي، فَتَجَبَّنَ مُسلِمٌ عَن قَتلِهِ، وَخَرَجَت جَارِيَةٌ بِكُوزٍ مِن مَاءٍ فَوَجَدَت مُسلِمًا فِي الخِبَاءِ، فَاستَحيَت وَرَجَعَت بِالمَاءِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: إِسقُونِي وَلَو كَانَ فِيهِ ذَهَابُ نَفسِي، أَتَحمُونَنِي مِنَ المَاءِ؟ فَفَهِمَ مِهرَانُ الغَدرَ، فَغَمَزَ مَولَاهُ، فَنَهَضَ سَرِيعًا وَخَرَجَ.

فَقَالَ شَرِيكٌ: أَيُّهَا الأَمِيرُ! إِنِّي أُرِيدُ أَن أُوصِيَ إِلَيكَ، فَقَالَ: سَأَعُودُ! فَخَرَجَ بِهِ مَولَاهُ فَأَركَبَهُ وَطَرَدَ بِهِ أَي سَاقَ بِهِ وَجَعَلَ يَقُولُ لَهُ مَولَاهُ: إِنَّ القَومَ أَرَادُوا قَتلَكَ. فَقَالَ: وَيحَكَ، إِنِّي بِهِم لَرَفِيقٌ، فَمَا بَالُهُم؟!

وَقَالَ شَرِيكٌ لِمُسلِمٍ: مَا مَنَعَكَ أَن تَخرُجَ فَتَقتُلَهُ؟ قَالَ: حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَن رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: الإِيمَانُ ضِدُّ الفَتكِ، لَا يَفتِكُ مُؤمِنٌ، وَكَرِهتُ أَن أَقتُلَهُ فِي بَيتِكَ.

فَقَالَ: أَمَا لَو قَتَلتَهُ لَجَلَستَ فِي القَصرِ، لَم يَستَعِدَّ مِنهُ أَحَدٌ، وَلَيَكفِيَنَّكَ أَمرَ البَصرَةِ، وَلَو قَتَلتَهُ لَقَتَلتَ ظَالِمًا فَاجِرًا. وَمَاتَ شَرِيكٌ بَعدَ ثَلَاثٍ.

"البدایہ والنہایہ میں ہے، حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ جناب ہانی بن حمید بن عروہ المرادیؓ کے گھر منتقل ہو گئے۔ آپؓ وہاں سے شریک بن الاعور کے

گھر چلے گئے۔ جنابِ شریک کا شمار اکابر امراء میں سے ہوتا تھا۔ اُنھیں اطلاع ہوئی کہ عبیداللہ ابنِ زیاد اُن کی عیادت کے لیے اُن کے پاس آرہا ہے۔ اُنھوں نے جنابِ ہانیؒ کی طرف آدمی بھیجا کہ حضرت مسلمؑ کو اُن کے گھر بھیج دیا جائے، تاکہ وہ عبیداللہ کو قتل کردیں۔ حضرت مسلمؑ جنابِ شریک کے گھر آئے تو اُنھوں نے کہا: آپؑ پردے کے اندر چلے جائیں۔ جب عبیداللہ میرے پاس آکر بیٹھے تو میں اُس وقت پانی طلب کروں گا۔ یہ میرا اشارہ ہوگا کہ آپؑ پردے سے باہر آکر اُسے قتل کردیں۔

عبیداللہ آیا اور وہ جنابِ شریک کے ساتھ اُن کے بستر پر بیٹھ گیا۔ ہانی بن عروہؒ بھی وہیں پر موجود تھے۔ عبیداللہ کا ایک غلام مہران اُس کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ شریک اور ابنِ زیاد کے درمیان بات چیت ہوئی تو اس دوران شریک نے پانی طلب کیا، لیکن حضرت مسلمؑ، ابنِ زیاد کو قتل کرنے کے لیے باہر نہ آئے۔ ایک کنیز جام میں پانی لے کر آئی تو اُس نے حضرت مسلمؑ کو پردے میں بیٹھا دیکھا۔ وہ حیا کی وجہ سے واپس چلی گئی۔ شریک نے تین دفعہ پانی مانگا۔ وہ کنیز بھی تین دفعہ آئی اور واپس چلی گئی۔ شریک نے آخر میں کہا: تم مجھے کیوں پانی سے پرہیز کراتے ہو۔ مجھے پانی پلا دو چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ مہران اس راز کو سمجھ گیا۔ اُس نے اپنے آقا کو آنکھ سے اشارہ کیا۔ ابنِ زیاد فوراً وہاں سے اُٹھا۔ اس نے باہر نکلنا چاہا۔ شریک نے کہا: اے امیر! ٹھہریے۔ میں آپ کو وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا: میں پھر واپس آؤں گا۔ مہران اُسے نکال کرلے گیا اور کہا: اے میرے آقا! یہ لوگ تمھیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ ابنِ زیاد نے کہا: افسوس تم کیسی باتیں کررہے ہو۔ میری اُن سے رفاقت ہے، وہ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ شریک نے بعد میں حضرت مسلم بن عقیلؑ سے کہا: آپؑ نے اُسے قتل کیوں نہیں کیا؟ حضرت

مسلمؑ نے جواب دیا: میرے سامنے حدیث تھی کہ حضورؐ کا فرمان ہے:
"ایمان نے فتک کو مقید کر دیا ہے۔ مومن کسی کو دھوکے سے قتل نہیں کرتا"۔
دوسری بات یہ ہے کہ میں نے اُسے تمہارے گھر قتل کرنا مناسب نہیں سمجھا۔
شریک نے کہا: اگر آپؑ نے اُسے قتل کر دیا ہوتا تو اس وقت آپؑ دارالامارہ میں بیٹھے ہوتے۔ آپؑ کے سامنے کوئی بھی نہ آتا۔ اِدھر بصرہ کے اُمور میں سنبھال لیتا۔ اگر آپؑ اُسے قتل کر دیتے تو ایک ظالم اور فاجر قتل ہو جاتا۔ حضرت شریک تین دن بعد رحلت کر گئے"۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۳)

الأمالي للشجري عن سعيد بن خالد: مَرِضَ شَرِيكُ بنُ الأعورِ، ومُسلِمٌ فِي مَنزِلِهِ فِي تَخَلِّيهِ لِشَرِيكٍ وَمَعَهُ السَّيفُ، فَقَالَ لَهُ شَرِيكٌ: إنَّ عُبَيدَ اللهِ يَعني ابنَ زِيَادٍ سَيَأتِينِي عَائِداً السَّاعَةَ، فَإذَا جَاءَكَ فَدُونَكَ هُوَ. فَجَاءَ عُبَيدُ اللهِ فَدَخَلَ عَلَيهِ وَسَأَلَهُ، وَخَرَجَ عُبَيدُ اللهِ فَلَم يَصنَع مُسلِمٌ شَيئاً. وَتَحَوَّلَ مُسلِمٌ إلَى هَانِي بنِ عُروَةَ المُرادِيِّ.

"امالی الشجری میں سعید بن خالد سے مروی ہے، جنابِ شریک بن اُعور مریض ہو گئے۔ اُن دنوں حضرت مسلمؑ اُن کے گھر میں خفیہ طور پر مقیم تھے۔ اُن کے پاس تلوار بھی تھی۔ شریک نے اُن سے کہا: ابنِ زیاد عیادت کے لیے میرے پاس آ رہا ہے۔ جب وہ میرے پاس آجائے تو اُسے قتل کر دینا۔ عبیداللہ آیا اور اُن کی عیادت کی لیکن حضرت مسلمؑ نے کوئی اِقدام نہ اُٹھایا۔ حضرت مسلمؑ بعد میں حضرت ہانیؓ کے گھر منتقل ہو گئے"۔

ابن زیاد کے قتل کی منصوبہ بندی کی روایات پر ایک نظر

کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیلؑ کی شہادت سے قبل چند ایک واقعات رُونما ہوئے تھے۔

اُن میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ عبیداللہ ابنِ زیاد کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اس مضمون کی تمام روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شریک بن اعور یا ہانی بن عروہ یا عمارہ بن عُبید کی طرف سے ایک تجویز پاس کی گئی تھی کہ جب ابنِ زیاد شریک بن اعور یا ہانی بن عروہ کی عیادت کے لیے آئے گا تو حضرت مسلمؑ تیس مسلح آدمیوں کے ساتھ ابنِ زیاد کو قتل کر دیں گے۔ ابنِ زیاد شریک بن اعور یا ہانی بن عروہ کی عیادت کے لیے اُس کے گھر آیا۔ اُس کے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا لیکن حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے اس منصوبہ پر عمل نہیں کیا تھا۔ ابنِ زیاد عیادت کر کے واپس دارالامارہ کی طرف لوٹ گیا۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مسلمؑ نے اس منصوبے پر عمل کیوں نہیں کیا؟ چند ایک روایات مصادر میں موجود ہیں کہ جن میں اس سوال کا جواب موجود ہے لیکن وہ تمام روایات ایک دوسرے سے متناقض ہیں۔ کسی میں جواب کچھ ہے اور کسی میں کچھ ہے۔ بعض روایات سے یہ ثابت ہے کہ ابنِ زیاد کو بعض قرائن سے اس منصوبے کا علم ہو گیا تھا اس لیے وہ فوراً وہاں سے نکل گیا تھا۔

بعض روایات کی تصریح یہ ہے کہ جب حضرت مسلمؑ اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانا چاہتے تھے تو گھر کی ایک خاتون نے آپؑ کو روک دیا تھا کہ آپؑ ابنِ زیاد کو اُن کے گھر میں قتل نہ کریں۔

اس طرح چند دوسری روایات میں ہے کہ جب حضرت مسلمؑ سے پوچھا گیا کہ آپؑ نے ابنِ زیاد کے قتل کے منصوبے پر عمل کیوں نہیں کیا تھا؟ آپؑ نے جواب میں کہا تھا: مجھے دو باتوں نے اس عمل سے روک دیا تھا۔ پہلی بات یہ ہے کہ جنابِ ہانیؒ نے انھیں کہہ دیا تھا کہ اُس کے گھر میں ابنِ زیاد کو قتل نہ کیا جائے۔

دوسری بات حدیث فتک ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

اِنَّ الْاِیْمَانَ قَیَّدَ الْفَتْکَ وَلَا یَفْتِکُ مُؤْمِنٌ

"ایمان فتک کو مقید کرتا ہے ایک مومن کسی کو دھوکے میں قتل نہیں کرتا"۔ (الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۸)

بعض روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ حضرت مسلمؓ نے منصوبے پر عمل کرنے کا سبب صرف حدیث فتک کو قرار دیا تھا۔

دوسری روایت میں ہے کہ ابنِ عقیلؓ نے سببِ امتناع جنابِ ہانیؓ کی کراہت کو قرار دیا تھا کہ جنابِ ہانیؓ نے اُن سے کہہ دیا تھا کہ ابنِ زیاد اُس کے گھر میں قتل نہ کیا جائے۔

دوسری نقول میں آیا ہے کہ مسلمؓ ابنِ عقیلؓ نے اپنے منصوبے پر عمل نہ کرنے کے دو عامل بتائے تھے: پہلا عامل حدیث فتک، دوسرا عمل شریک بن اعور کے گھر میں ابنِ زیاد قتل نہ ہو، کیونکہ اُنھوں نے ناگواری کا اِظہار کیا تھا۔

جی ہاں! جب اِن تمام متناقض روایات میں غور کیا جاتا ہے تو ان تمام کا حل مندرجہ ذیل اُمور میں ملتا ہے:

① ابنِ زیاد کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ جس گھر میں وہ جا رہا ہے وہ حضرت مسلمؓ کے چاہنے والوں کا گھر ہے، یعنی وہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال چکا تھا۔ جب ہم حکمرانوں کی سیکورٹی کی طرف دیکھتے ہیں تو بات اچھی طرح سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ وہ گورنر تھا اُسے ذاتی طور پر خطرات لاحق تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کوفہ کے سیاسی حالات اُس کے سامنے تھے۔ کوفہ اُمویوں سے کٹ چکا تھا۔ لوگ اُن کے مخالف ہوگئے تھے۔ ابنِ زیاد اُموی تھا۔ وہ اور اس کی حکومتی مشینری حالات کو اچھی طرح سے جانتی تھی کہ ان کے لیے قدم قدم پر خطرات ہیں۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ کیا اُس نے ہانیؓ کے گھر جانے سے پہلے اپنی سرکاری ایجنسی اور سیکورٹی کے لوگوں کو نہیں بھیجا ہوگا؟ اُس نے ضرور تصدیق کے لیے اپنے آدمی بھیجے ہوں گے۔ جب اُنھوں نے امن و امان کی رپورٹ دی ہوگی تب وہ اپنے گارڈز کے ساتھ جنابِ ہانیؓ کے گھر گیا ہوگا۔ اس کے علاوہ اس کے جاسوس نے اُسے بتا دیا تھا کہ ابنِ عقیلؓ جنابِ ہانیؓ کے گھر میں روپوش ہیں۔

② روایت ہے کہ حضرت ہانیؓ یا حضرت شریکؓ نے تیس مسلح جوانوں کا دستہ تشکیل دیا تھا کہ جب ابنِ زیاد آئے تو اُسے قتل کر دینا۔ اِدھر روایت کہتی ہے کہ جنابِ ہانیؓ کے گھر

ابن زیاد اپنے غلام مہران کے ساتھ آیا تھا تو پھر ایک آدمی کے قتل کے لیے تیس جوانوں کا دستہ کیا معنی رکھتا ہے؟ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات صحیح نہیں ہیں۔

۳ اگر ابنِ زیاد کے قتل کے منصوبہ والی روایات صحیح بھی ہوں تو ملکی اور ریاستی سیاست کا تقاضا یہ تھا کہ اس منصوبے پر عمل کرنے کے لیے حضرت مسلمؑ کے علاوہ کسی اور آدمی کو مقرر کیا جاتا۔ حضرت مسلمؑ سفیر امامؑ تھے۔ آپ کوفہ کے انقلاب کے قائد تھے۔ ایسے کام سپاہیوں کو سونپے جاتے ہیں۔ قائد کا تو صرف حکم چلتا ہے۔

جی ہاں! اس بنیاد پر اگر یہ قول صحیح ہو کہ ابنِ زیاد کو حضرت مسلمؑ ہی نے قتل کرنا تھا، تاکہ اُن کے انقلاب کی مخالف طاقتوں کا خاتمہ ہو جائے تو پھر ہم دوسری اُس روایت کو کدھر لے جائیں گے کہ جس کا مضمون یہ ہے کہ ابنِ زیاد کو بعض قرائن سے اپنے قتل کی منصوبہ بندی کا علم ہو گیا تھا یا پھر وہ تیسری روایت کہ حضرت مسلمؑ اُٹھے کہ ابنِ زیاد کو قتل کر دیں کہ گھر کی ایک خاتون آجاتی ہے اور آپؑ کو اُس کے قتل سے روک دیتی ہے اور حضرت مسلمؑ تلوار پھینک کر ایک طرف بیٹھ جاتے ہیں۔ یہی بات صحیح نظر آتی ہے۔

باقی دوسری وہ روایات جن سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت مسلمؑ اپنے عزم و ارادہ سے اُس وقت باز آگئے تھے جب اُنھیں حدیثِ فتک یاد آئی تھی۔ یہ روایت تو سراسر حضرت مسلمؑ کی توہین پر مبنی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس شخصیت کو معصوم امامؑ نے اپنی سفارت عطا کی ہو اُسے منصوبہ بندی کے وقت اُنھیں وہ حدیث یاد نہ تھی؟ جب عمل کا وقت آیا تو پھر اُنھیں حدیث یاد آئی اور پھر وہ اپنے عزم سے باز آگئے تھے؟

اگر ان مذکورہ روایات کو صحیح خیال کیا جائے تو اِن سے یہ ثابت ہوتا ہے حضرت مسلمؑ کا اپنی منصوبہ بندی سے ایک طرف ہونا اُن کی سستی اور ضعف کا نتیجہ ہے اور ہمیں اُن پر تنقید کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

علامہ بلاذری نے جو روایت نقل کی ہے یہاں اُس کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ عمار بن ابی سلامہ نے ابنِ زیاد کے قتل کی منصوبہ بندی کی تھی لیکن اُسے بھی ناکامی ہوئی تھی۔ آخر وقت میں وہ بھی اپنے عزم سے ایک طرف ہو گیا تھا۔ نصِ روایت یہ ہے:

عمار بن ابی سلامہ الدالانی نے ارادہ کیا کہ وہ نخیلہ میں ابن زیاد کو اس کے لشکر میں قتل کرے گا، لیکن آخری وقت میں وہ اس کے قتل پر قادر نہ ہو سکا تھا۔ پھر وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جا ملا تھا اور وہ میدانِ کربلا میں آپؑ کے سامنے شہید ہو گیا تھا"۔ (انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۸۸)

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی تلاش

تاریخ الطبری عن أبي الوداك: دَعَا ابنُ زِيَادٍ مَولىً يُقَالُ لَهُ مَعقِلٌ، فَقَالَ لَهُ: خُذ ثَلاثَةَ آلافِ دِرهَمٍ، ثُمَّ اطلُب مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ، وَاطلُب لَنا أصحَابَهُ، ثُمَّ أعطِهِم هٰذِهِ الثَّلاثَةَ الآلافِ، فَقُل لَهُم: إستَعِينوا بِهَا عَلى حَربِ عَدُوِّكُم، وأعلِمهُم أنَّكَ مِنهُم؛ فَإِنَّكَ لَو قَد أعطَيتَهَا إيَّاهُم اطمَأنُّوا إلَيكَ، وَوَثِقوا بِكَ وَلَم يَكتُموكَ شَيئاً مِن أخبارِهِم، ثُمَّ اغدُ عَلَيهِم ورُح.

فَفَعَلَ ذٰلِكَ، فَجاءَ حَتّى أتى إلى مُسلِمِ بنِ عَوسَجَةَ الأَسَدِيِّ، مِن بَني سَعدِ بنِ ثَعلَبَةَ، فِي المَسجِدِ الأعظَمِ وَهُوَ يُصَلّي، وسَمِعَ النّاسَ يَقولونَ: إنَّ هٰذا يُبايِعُ لِلحُسَينِ علیہ السلام، فَجاءَ فَجَلَسَ حَتّى فَرَغَ مِن صَلاتِهِ.

ثُمَّ قالَ: يا عَبدَ اللهِ، إنّي امرُؤٌ مِن أهلِ الشّامِ، مَولى لِذِي الكَلاعِ، أنعَمَ اللهُ عَلَيَّ بِحُبِّ أهلِ هٰذَا البَيتِ، وحُبِّ مَن أحَبَّهُم، فَهٰذِهِ ثَلاثَةُ آلافِ دِرهَمٍ، أرَدتُ بِها لِقاءَ رَجُلٍ مِنهُم بَلَغَني أنَّهُ قَدِمَ الكوفَةَ، يُبايِعُ لِابنِ بِنتِ رَسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، وكُنتُ اُريدُ لِقاءَهُ فَلَم أجِد أحَداً يَدُلُّني عَلَيهِ، ولا يَعرِفُ مَكانَهُ، فَإِنّي لَجالِسٌ آنِفاً فِي المَسجِدِ، إذ سَمِعتُ نَفَراً مِنَ المُسلِمينَ يَقولونَ: هٰذا رَجُلٌ لَهُ عِلمٌ بِأَهلِ هٰذَا البَيتِ، وإنّي

أَتَيْتُكَ لِتَقْبِضَ هٰذَا الْمَالَ، وتُدخِلَني عَلى صاحِبِكَ فَأُبايِعَهُ، وإن شِئتَ أخَذتَ بَيعَتي لَهُ قَبلَ لِقائِهِ.

فَقالَ: أحمَدُ اللهَ عَلى لِقائِكَ إيّايَ، فَقَد سَرَّني ذٰلِكَ لِتَنالَ ما تُحِبُّ، وَلِيَنصُرَ اللهُ بِكَ أهلَ بَيتِ نَبِيِّهِ، ولَقَد ساءَني مَعرِفَتُكَ إيّايَ بِهٰذَا الأَمرِ مِن قَبلِ أن يَنمى، مَخافَةَ هٰذَا الطّاغِيَةِ وسَطوَتِهِ.

فَأَخَذَ بَيعَتَهُ قَبلَ أن يَبرَحَ، وأخَذَ عَلَيهِ المَواثيقَ المُغَلَّظَةَ، لَيُناصِحَنَّ ولَيَكتُمَنَّ، فَأَعطاهُ مِن ذٰلِكَ ما رَضِيَ بِهِ، ثُمَّ قالَ لَهُ: اِختَلِف إلَيَّ أيّامًا في مَنزِلي، فَأَنا طالِبٌ لَكَ الإِذنَ عَلى صاحِبِكَ. فَأَخَذَ يَختَلِفُ مَعَ النّاسِ، فَطَلَبَ لَهُ الإِذنَ....

ثُمَّ إنَّ مَعقِلًا مَولَى ابنِ زِيادٍ الَّذي دَسَّهُ بِالمالِ إلَى ابنِ عَقيلٍ وأصحابِهِ، اختَلَفَ إلى مُسلِمِ بنِ عَوسَجَةَ أيّامًا، لِيُدخِلَهُ عَلَى ابنِ عَقيلٍ، فَأَقبَلَ بِهِ حَتّى أدخَلَهُ عَلَيهِ بَعدَ مَوتِ شَريكِ بنِ الأَعوَرِ، فَأَخبَرَهُ خَبَرَهُ كُلَّهُ، فَأَخَذَ ابنُ عَقيلٍ بَيعَتَهُ، وأمَرَ أبا ثُمامَةَ الصّائِدِيَّ فَقَبَضَ مالَهُ الَّذي جاءَ بِهِ.

وهُوَ [أي أبو ثُمامَةَ] الَّذي كانَ يَقبِضُ أموالَهُم، وما يُعينُ بِهِ بَعضُهُم بَعضًا، يَشتَري لَهُمُ السِّلاحَ، وكانَ بِهِ بَصيرًا، وكانَ مِن فُرسانِ العَرَبِ ووُجوهِ الشّيعَةِ.

وأقبَلَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ يَختَلِفُ إلَيهِم، فَهُوَ أوَّلُ داخِلٍ وآخِرُ خارِجٍ، يَسمَعُ أخبارَهُم ويَعلَمُ أسرارَهُم، ثُمَّ يَنطَلِقُ بِها حَتّى يُقِرَّها في اُذُنِ ابنِ زِيادٍ.

"تاریخ طبری میں ابوالوداک سے مروی ہے کہ ابن زیاد نے اپنے آزاد کردہ غلام معقل کو بلایا اور اس سے کہا: یہ تین ہزار درہم لے اور مسلم بن عقیلؑ

کو تلاش کر کہ سفیرِ حسینؑ کی تحریک کا دفتر کہاں ہے؟ اور اُس دفتر میں کون کون لوگ کام کر رہے ہیں؟ جب اُن کا کوئی وفادار تمھیں مل جائے تو یہ رقم اُس کے حوالے کر اور اُسے کہہ کہ وہ اس رقم کو اپنے دشمن کے خلاف استعمال کرے۔ انھیں یقین دلا کہ تم بھی اُنھی کے چاہنے والے ہو، جب تم یہ رقم اُن کے حوالے کر دے تو انھیں ہر اعتبار سے مطمئن کر، تاکہ وہ اپنی کوئی کارروائی تم پر پوشیدہ نہ رکھیں۔ پھر صبح و شام اُن کے پاس جا اور اُن کی ہر ہر حرکت پر نگاہ رکھ اور پھر مناسب وقت میں مجھے اُن کے احوال سے آگاہ کر۔

معقل دارالامارہ سے نکلا اور اُس نے حضرت مسلمؑ کی تلاش شروع کر دی۔ یہ آدمی اپنے فن میں مہارتِ تامہ رکھتا تھا۔ یہ اپنے وسائل کو استعمال کر کے حضرت مسلمؑ کے انقلاب کے مرکزی فرد تک پہنچ گیا۔ جنابِ مسلم بن عوسجہؓ حسینیؑ انقلاب کے روحِ رواں تھے۔ آپ کا تعلق قبیلہ ثعلبہ کی شاخ بنی سعد سے تھا۔ یہ مسجد اعظم میں نماز پڑھ رہے تھے۔ معقل نے تحقیق کر لی تھی کہ یہ شخص لوگوں سے حضرت مسلمؑ کے لیے بیعت لے رہا ہے۔ یہ ایک طرف آ کر بیٹھ گیا۔ جب جنابِ مسلم بن عوسجہؓ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ اُن کے پاس پہنچ گیا اور اپنے انداز میں عرض گزار ہوا۔ اُس نے کہا: اے عبدِ خدا! میرا تعلق اہلِ شام سے ہے۔ میں ذی الکلاع کا غلام ہوں۔ اللہ رب العزت کا مجھ پر احسان و انعام ہے کہ میں اہلِ بیت کا محب ہوں اور ان کا محب ہوں جو اُن سے محبت رکھتے ہیں۔ یہ تین ہزار درہم ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک آدمی کوفہ میں آئے ہوئے ہیں جو رسول اللہ کی دختر کے فرزند کے لیے بیعت لے رہے ہیں۔ میں اُن سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس کوئی ایسا فرد نہیں ہے جو مجھے اُن تک پہنچا دے۔ میں اُن کی رہائش سے واقف بھی نہیں ہوں۔ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ

میں نے کسی سے آپؒ کے بارے میں سنا کہ انھیں اہلِ بیتؑ کے فرد کا علم ہے۔ میں آپؒ کے پاس آیا ہوں۔ یہ رقم اپنے قبضہ میں لیجیے اور مجھے اپنے آقا کے پاس لے جایئے، تاکہ میں اُن کی بیعت کروں۔ اگر آپ چاہیں تو ان کی ملاقات سے پہلے مجھ سے بیعت لے لیں۔

جنابِ مسلم بن عوسجہؓ نے کہا: اس ملاقات پر اللہ سبحانہ کی حمد وثنا ہے۔ تم نے اپنی ملاقات سے مجھے خوش کیا ہے۔ اب تم جو کچھ چاہتے ہو اُسے پالو گے۔ اللہ رب العزت تمھارے ذریعہ اپنے نبیؐ کے اہلِ بیتؑ کی نصرت کرے گا۔

جنابِ مسلم بن عوسجہؓ نے رات ہونے سے قبل اس سے بیعت لے لی، لیکن اُس نے معقل سے عہد لیا اور سخت تاکید کی کہ اس راز کو کسی صورت افشاء نہ کرنا، اِسے چھپا کر رکھنا۔ اس کے بعد کہا: تم میرے مکان پر آتے رہنا۔ جب میرے آقا مجھے اجازت دیں گے تو میں تیری ملاقات کرا دوں گا۔ معقل نے مسلم بن عوسجہؓ کے ہاں روزانہ آنا جانا شروع کر دیا۔

شریک بن اعور کی رحلت کے بعد جنابِ مسلم بن عوسجہؓ اُسے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے پاس لے گئے اور حضرت مسلمؑ نے اُس سے بیعت لی اور آپؑ نے ابوثمامہ الصائدی کو حکم دیا کہ معقل سے رقم وصول کر لو۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے انقلاب کا مالیاتی نظام جنابِ ابوثمامہ الصائدی کے ذمہ تھا۔ وہ عطیات دینے والوں سے عطیات لیتے اور مومنین پر خرچ کرتے اور اُس رقم سے اسلحہ خریدتے۔ الصائدی صاحبِ بصیرت انسان تھے۔ وہ بہادری وشجاعت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اُن کا شمار کوفہ کے بااثر افراد اور نامور لوگوں میں ہوتا تھا۔

ابنِ زیاد کا جاسوس معقل اپنے فن میں مہارتِ تامہ رکھتا تھا۔ اُس نے روزانہ حاضری دینا شروع کر دی۔ وہ صبح سویرے سب سے پہلے آتا اور شام کو سب سے آخر میں وہاں سے جاتا۔ وہ حضرت مسلمؑ کے انقلابی دفتر

کی تمام سرگرمیوں کو ذہن نشین کرتا اور پھر واپسی پر سب کچھ ابن زیاد کے کان میں پھونک دیتا"۔ ①

تاریخ الطبری عن عمّار الدهنی عن أبي جعفر [الباقر] علیہ السلام:
دَعَا [ابنُ زِيَادٍ] مَولیً لَهُ فَأعطاهُ ثَلاثَةَ آلافٍ ، وَقَالَ لَهُ: اِذهَب حَتّی تَسألَ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِی يُبَايِعُ لَهُ أَهلُ الكُوفَةِ ، فَاَعلِمهُ أنَّكَ رَجُلٌ مِن أهلِ حِمصَ ، جِئتَ لِهٰذَا الأمرِ ، وَهٰذَا مَالٌ تَدفَعُهُ إلَيهِ لِيَتَقَوّی. فَلَم يَزَل يَتَلَطَّفُ وَيُرفَقُ بِهِ حَتّی دُلَّ عَلی شَيخٍ مِن أهلِ الكُوفَةِ يَلِي البَيعَةَ. فَلَقِيَهُ فَأخبَرَهُ.
فَقَالَ لَهُ الشَّيخُ: لَقَد سَرَّنِی لِقَاؤُكَ إيّایَ وَقَد سَاءَنِی. فَأمّا مَا سَرَّنی مِن ذٰلِكَ، فَمَا هَدَاكَ اللهُ لَهُ. وَأمّا مَا سَاءَنی. فَإنَّ أمرَنَا لَم يَستَحكِم بَعدُ، فَأدخَلَهُ إلَيهِ فَأخَذَ مِنهُ المَالَ وَبَايَعَهُ. وَرَجَعَ إلی عُبَيدِ اللهِ فَأخبَرَهُ.

"تاریخ طبری میں عمار الدہنی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ابن زیاد نے اپنے آزاد کردہ غلام معقل کو اپنے پاس بلایا اور اُسے تین ہزار درہم دیے اور کہا: جاؤ اس شہر میں اُس آدمی کو تلاش کرو جو لوگوں سے بیعت لے رہا ہے۔ تم لوگوں سے کہو کہ میرا تعلق اہلِ حمص سے ہے۔ میں اس شخص کی بیعت کے لیے آیا ہوں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے بیعت لے رہا ہے۔ تم ان لوگوں میں گھل مل کر رہنا، تا کہ ان لوگوں تک رسائی حاصل کرسکو جو اس انقلاب کے اُمور کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

① تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۶۲؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۷؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۰؛ ارشاد: ج۲،ص ۴۵؛ اعلام الوریٰ: ج ۱،ص ۴۳۹؛ بحارالانوار: ج۴۴،ص ۳۴۲؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۳۶؛ مروج الذهب: ج۳،ص ۶۷؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸،ص ۱۵۳

جب معقل کی ملاقات جناب مسلم بن عوسجہؓ سے ہوئی اور اُس نے کہا: وہ تمھارے آقا کی بیعت کرنا چاہتا ہے۔ جناب مسلم بن عوسجہؓ نے کہا: تمھاری ملاقات سے مجھے خوشی بھی ہوئی ہے اور پریشانی بھی۔ خوشی اس بات کی ہے کہ اللہ رب العزت نے تمھیں ہدایت دی ہے۔ پریشانی اس بات کی ہے کہ شاید ہمارا یہ معاملہ اس کے بعد مستحکم نہ رہ سکے۔ جناب مسلم بن عوسجہؓ معقل کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے پاس لے گئے۔ اُس سے رقم وصول کی۔ معقل نے بیعت کی اور ابن زیاد کے پاس واپس چلا گیا"۔

مقتل الحسین علیہ السلام للخوارزمی: دَعَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ مَولىً لَهُ يُقَالُ لَهُ مَعقِلٌ، فَقَالَ: هٰذِهِ ثَلاثَةُ آلافِ دِرهَمٍ، خُذهَا إلَيكَ وَالتَمِس مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ حَيثُمَا كَانَ بِالكُوفَةِ، فَإذَا عَرَفتَ مَوضِعَهُ، فَادخُل إلَيهِ، وَأعلِمهُ أنَّكَ مِن شيعَتِهِ وعَلىٰ مَذهَبِهِ، وَادفَع إلَيهِ هٰذِهِ الدَّراهِمَ، وَقُل لَهُ: استَعِن بِهَا عَلىٰ عَدُوِّكَ، فَإنَّكَ إذَا دَفَعتَ إلَيهِ هٰذِهِ الدَّراهِمَ وَثِقَ بِكَ، وَاطمَأنَّ إلَيكَ، ولَم يَكتُمكَ مِن أمرِهِ شَيئًا، ثُمَّ اغدُ عَلَيَّ بِالأخبَارِ عَنهُ.

فَأقبَلَ مَعقِلٌ حَتّىٰ دَخَلَ المَسجِدَ الأعظَمَ، فَنَظَرَ إلىٰ رَجُلٍ مِنَ الشِّيعَةِ يُقَالُ لَهُ مُسلِمُ بنُ عَوسَجَةَ الأسَدِيُّ، فَجَلَسَ إلَيهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ: يَا عَبدَ اللهِ، إنّي رَجُلٌ مِن أهلِ الشَّامِ، غَيرَ أنّي اُحِبُّ أهلَ هٰذَا البَيتِ، وَاُحِبُّ مَن يُحِبُّهُم، وَمَعي ثَلاثَةُ آلافِ دِرهَمٍ أحبَبتُ أن أدفَعَهَا إلىٰ رَجُلٍ بَلَغَني أنَّهُ قَد قَدِمَ إلىٰ بَلَدِكُم هٰذَا يَأخُذُ البَيعَةَ لِابنِ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، فَإن رَأيتَ أن تَدُلَّني عَلَيهِ حَتّىٰ أدفَعَ هٰذَا المَالَ إلَيهِ وَاُبَايِعَهُ، وَإن شِئتَ فَخُذ بَيعَتي لَهُ قَبلَ أن تَدُلَّني عَلَيهِ.

فَظَنَّ مُسلِمُ بنُ عَوسَجَةَ أَنَّ القَولَ عَلیٰ مَا یَقُولُهُ. فَأَخَذَ عَلَیهِ الأَیمَانَ وَالعُهودَ أَنَّهُ نَاصِحٌ، وَأَنَّهُ یَکُونُ مَعَ مُسلِمِ بنِ عَقِیلٍ عَلَی ابنِ زِیَادٍ، فَأَعطَاهُ مَعقِلٌ مِنَ العُهودِ مَا وَثِقَ بِهَا مُسلِمُ بنُ عَوسَجَةَ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: إِنصَرِف عَنِّی الآنَ یَومِی هٰذَا حَتّٰی أَنظُرَ فِی ذٰلِکَ. فَانصَرَفَ عَنهُ....

فَلَمَّا کَانَ مِنَ الغَدِ أَقبَلَ مَعقِلٌ إِلیٰ مُسلِمِ بنِ عَوسَجَةَ. فَقَالَ لَهُ: إِنَّکَ قَد کُنتَ وَعَدتَنِی أَن تُدخِلَنِی عَلیٰ هٰذَا الرَّجُلِ فَأَدفَعَ إِلَیهِ هٰذَا المَالَ. فَمَا الَّذِی بَدَا لَکَ مِن ذٰلِکَ؛ فَقَالَ لَهُ: إِنَّا اشتَغَلنَا بِمَوتِ هٰذَا الرَّجُلِ شَرِیکِ بنِ عَبدِاللهِ. وَقَد کَانَ مِن خِیَارِ الشِّیعَةِ، وَیَتَوَلّیٰ أَهلَ هٰذَا البَیتِ. فَقَالَ لَهُ مَعقِلٌ: وَمُسلِمُ بنُ عَقِیلٍ فِی مَنزِلِ هَانِی بنِ عُروَةَ؛ فَقَالَ لَهُ: نَعَم، هُوَ فِی مَنزِلِ هَانِی بنِ عُروَةَ، فَقَالَ مَعقِلٌ: قُم بِنَا إِلَیهِ حَتّٰی أَدفَعَ لَهُ هٰذَا المَالَ. فَأَخَذَ بِیَدِهِ وَأَدخَلَهُ عَلیٰ مُسلِمِ بنِ عَقِیلٍ، فَرَحَّبَ بِهِ مُسلِمٌ وَأَدنَاهُ، وَأَخَذَ بَیعَتَهُ وَأَمَرَ أَن یُقبَضَ مَا مَعَهُ مِنَ المَالِ. وَأَقَامَ مَعقِلٌ فِی مَنزِلِ هَانِی بنِ عُروَةَ یَومَهُ. حَتّٰی إِذَا أَمسیٰ انصَرَفَ إِلَی ابنِ زِیَادٍ، فَأَخبَرَهُ بِأَمرِ مُسلِمٍ، فَبَقِیَ ابنُ زِیَادٍ مُتَعَجِّبًا، وَقَالَ لِمَعقِلٍ: أُنظُر أَن تَختَلِفَ إِلیٰ مُسلِمٍ فِی کُلِّ یَومٍ وَلَا تَنقَطِعَ عَنهُ، فَإِنَّکَ إِن قَطَعتَهُ استَرَابَکَ. وَتَنَحّیٰ عَن مَنزِلِ هَانِی إِلیٰ مَنزِلٍ آخَرَ، فَأَلقیٰ فِی طَلَبِهِ عَنَاءً.

''مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، عبیداللہ ابن زیاد نے اپنے آزاد کردہ غلام کو اپنے پاس بلایا اور اُس سے کہا: یہ تین ہزار درہم لے لو اور مسلم بن عقیلؑ جہاں ہیں اُنھیں تلاش کرو۔ جب اُن کے انقلابی مرکز تک رسائی حاصل کرلو تو اُن کے پاس جاؤ۔ اُنھیں اپنے شیعہ ہونے کا یقین دلاؤ اور

یہ رقم بھی اُن کے حوالے کردو اور کہو: اُس رقم سے اپنی تحریک کو مضبوط کرو اور اپنے دشمن کے خلاف طاقت حاصل کرو۔

اے معقل! پھر جب تم یہ رقم اُن کے حوالے کرو گے تو تمھارا اعتماد اُن پر بڑھ جائے گا، وہ تجھے اپنی تحریک کا وفادار خیال کریں گے۔ انھیں اپنے طریقے سے مطمئن کرو۔ روزانہ اُن کے پاس جاؤ اور مجھے اُن کے دفتر کی مکمل رپورٹ کرو۔

راوی کا بیان ہے: معقل مسجد اعظم میں آیا۔ اُس نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا شمار کوفہ کے نامور شیعیوں میں ہوتا تھا، جن کا نام جنابِ مسلم بن عوسجہ الاسدیؓ تھا۔ یہ اُن کے پاس آکر بیٹھ گیا اور کہا: اے عبدِ خدا! میں شام سے آیا ہوں۔ میں اہلِ بیتؑ رسولؐ کا محب ہوں اور اُن کے محبوں کا مُحب ہوں۔ میرے پاس تین ہزار درہم ہیں۔ میری خواہش ہے کہ یہ خطیر رقم اُس شخصیت کے حوالے کروں جو اس شہر میں رسولؐ اللہ کی صاحب زادی کے فرزند کی بیعت لینے پر مامور ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو میری اُن تک رسائی کرادیں، تاکہ میں یہ مال اُن کے حضور پیش کروں اور اُن کی بیعت کروں۔ اگر آپ چاہیں تو اُسی وقت میں اُن کی طرف سے آپ کی بیعت کرلوں۔

جنابِ مسلم بن عوسجہؓ معقل کے دامِ تزویر میں آگئے۔ آپ معقل کی تزویراتی چالوں کو نہ سمجھ سکے اور اس کے فریب میں آگئے۔ جناب ابنِ عوسجہؓ نے اُس سے عہد لیا کہ وہ ہمارے اس مرکز اور اس میں کام کرنے والے لوگوں کی کسی کے سامنے بات نہیں کرے گا اور بھرپور رازداری سے کام لے گا۔

جناب ابنِ عوسجہؓ نے اُسے سخت تاکید کی اُس سے قسمیں لیں کہ وہ وفاداری کو اپنائے گا اور اس راز کو فاش نہیں کرے گا۔ وہ ابنِ عقیلؑ کا حامی و

حمایت کار رہے گا اور ابنِ زیاد کی مخالفت کرے گا۔
معقل نے کہا: میرا آپ سے عہد ہے کہ میں آپ کا وفادار رہوں گا، مخلص ساتھی ہوں گا۔ غرض اُس نے ہر طریقے سے اپنے آپ کو دوست ثابت کیا۔ آخر میں جنابِ مسلم بن عوسجہؓ نے اُس سے کہا: اب تم چلے جاؤ تاکہ میں اس معاملے میں مزید سوچ لوں، پھر آنا۔
اگلی صبح پھر معقل جنابِ مسلم بن عوسجہؓ کے پاس گیا اور کہا: کل تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم اپنے قائد سے مجھے ملواؤ گے۔ اب میں دوبارہ آگیا ہوں۔ یہ مال بھی اُن کے حضور پیش کرنا ہے۔ اب آپ کیا چاہتے ہیں؟
ابنِ عوسجہؓ نے کہا: شاید تمھیں علم ہو ہمارے ایک دوست کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کا نام شریک بن اعور ہے۔ وہ ایک بہت بڑی قدر ومنزلت کے مالک تھے۔ اہلِ بیتؑ کے محبوں میں سے تھے۔ ہم اُن کی تجہیز وتکفین وغیرہ میں مصروف رہے ہیں۔ اس دوران معقل نے پوچھ لیا۔ کیا حضرت مسلمؑ جنابِ ہانیؓ کے گھر میں ہیں؟ ابنِ عوسجہؓ نے کہا: جی ہاں! وہ جنابِ ہانیؓ کے گھر میں ہیں۔ معقل نے کہا: اُٹھیے اور میرے ساتھ چلیے کہ میں یہ رقم اُن کے حوالے کروں۔ ابنِ عوسجہ اُسے حضرت مسلمؑ بن عقیل کے پاس لے آئے۔ حضرت مسلمؑ نے اُسے خوش آمدید کہا۔ اس سے بیعت لی اور اپنے ساتھیوں سے فرمایا: اس سے رقم لے لیں۔
معقل نے وہ دن جنابِ ہانیؓ کے گھر میں گزارا۔ آنے جانے والوں کو نوٹ کیا، شام ہوئی تو دارالامارہ میں ابنِ زیاد کے پاس آگیا اور اُسے تمام احوال اور اشخاص کے بارے میں مفصل رپورٹ دی۔
یہ رپورٹ سن کر ابنِ زیاد کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ اُس نے معقل کو تاکید کی کہ تم صبح وشام مسلم بن عقیلؑ کے پاس جاتے رہو اور

اُن کی تمام کارروائیوں سے مجھے آگاہ کرتے رہو۔ اس کام سے کوتاہی و غفلت نہ کرنا۔ اگر مسلمؑ ہانیؓ کے گھر کسی دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو تو اُسے تلاش کرو اور وہاں کے حالات سے بھی مجھے مطلع کرو کہ وہ اس وقت کیا کر رہے ہیں"۔ ①

الأخبار الطوال: خَفِيَ عَلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ مَوضِعُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، فَقَالَ لِمَولىً لَهُ مِن اَهلِ الشَّامِ يُسَمّى مَعقِلًا، وَنَاوَلَهُ ثَلاثَةَ آلافِ دِرهَمٍ فِي كِيسٍ، وَقَالَ: خُذ هٰذَا المَالَ، وَانطَلِق فَالتَمِس مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ، وَتَأَتَّ لَهُ بِغَايَةِ التَّأَتّي.

فَانطَلَقَ الرَّجُلُ حَتّىٰ دَخَلَ المَسجِدَ الأَعظَمَ، وَجَعَلَ لَا يَدرِي كَيفَ يَتَأَتَّى الأَمرَ، ثُمَّ إِنَّهُ نَظَرَ إِلَى رَجُلٍ يُكثِرُ الصَّلَاةَ إِلَى سَارِيَةٍ مِن سَوَارِي المَسجِدِ، فَقَالَ فِي نَفسِهِ: إِنَّ هٰؤُلَاءِ الشِّيعَةَ يُكثِرُونَ الصَّلَاةَ، وَأَحسَبُ هٰذَا مِنهُم.

فَجَلَسَ الرَّجُلُ، حَتّىٰ إِذَا انفَتَلَ مِن صَلَاتِهِ قَامَ، فَدَنَا مِنهُ وَجَلَسَ، فَقَالَ: جُعِلتُ فِدَاكَ، إِنّي رَجُلٌ مِن اَهلِ الشَّامِ، مَولىً لِذِي الكَلَاعِ، وَقَد أَنعَمَ اللهُ عَلَيَّ بِحُبِّ أَهلِ بَيتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَحُبِّ مَن أَحَبَّهُم، وَمَعِي هٰذِهِ الثَّلَاثَةُ الآلَافِ دِرهَمٍ، أُحِبُّ إِيصَالَهَا إِلَى رَجُلٍ مِنهُم، بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدِمَ هٰذَا المِصرَ دَاعِيَةً لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، فَهَل تَدُلُّنِي عَلَيهِ لِأُوصِلَ هٰذَا المَالَ إِلَيهِ، لِيَستَعِينَ بِهِ عَلَى بَعضِ أُمُورِهِ، وَيَضَعَهُ حَيثُ أَحَبَّ مِن شِيعَتِهِ؟ قَالَ لَهُ الرَّجُلُ: وَكَيفَ قَصَدتَنِي بِالسُّؤَالِ عَن ذٰلِكَ دُونَ غَيرِي مِمَّن هُوَ فِي المَسجِدِ؟ قَالَ: لِأَنّي رَأَيتُ

---

① مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۰۱؛ الفتوح: ج۵، ص۳۱

عَلَيكَ سيماءُ الخَيرِ. فَرَجوتُ أن تَكونَ مِمَّن يَتَوَلّى أهلَ بَيتِ رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

قالَ لَهُ الرَّجُلُ: وَيحَكَ، قَد وَقَعتَ عَلَيَّ بِعَينِكَ. أنا رَجُلٌ مِن إخوانِكَ وَاسمي مُسلِمُ بنُ عَوسَجَةَ. وَقَد سُرِرتُ بِكَ. وَساءَني ما كانَ مِن حِسّي قِبَلَكَ، فَإِنّي رَجُلٌ مِن شيعَةِ أهلِ هذَا البَيتِ خَوفاً مِن هذَا الطّاغِيَةِ ابنِ زِيادٍ. فَأَعطِني ذِمَّةَ اللهِ وعَهدَهُ أن تَكتُمَ هذا عَن جَميعِ النّاسِ. فَأَعطاهُ مِن ذٰلِكَ ما أرادَ.

فَقالَ لَهُ مُسلِمُ بنُ عَوسَجَةَ: إنصَرِف يَومَكَ هذا. فَإِن كانَ غَدٌ فَائتِني في مَنزِلي حَتّى أنطَلِقَ مَعَكَ إلى صاحِبِنا يَعني مُسلِمَ بنَ عَقيلٍ فَأُوصِلَكَ إلَيهِ.

فَمَضَى الشّامِيُّ، فَباتَ لَيلَتَهُ. فَلَمّا أصبَحَ غَدا إلى مُسلِمِ بنِ عَوسَجَةَ في مَنزِلِهِ. فَانطَلَقَ بِهِ حَتّى أدخَلَهُ إلى مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ، فَأَخبَرَهُ بِأَمرِهِ. ودَفَعَ إلَيهِ الشّامِيُّ ذٰلِكَ المالَ، وَبايَعَهُ.

فَكانَ الشّامِيُّ يَغدو إلى مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ، فَلا يُحجَبُ عَنهُ، فَيَكونُ نَهارَهُ كُلَّهُ عِندَهُ، فَيَتَعَرَّفُ جَميعَ أخبارِهِم. فَإِذا أمسى وَأَظلَمَ عَلَيهِ اللَّيلُ، دَخَلَ عَلى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ فَأَخبَرَهُ بِجَميعِ قِصَصِهِم، وَما قالوا وَفَعَلوا في ذٰلِكَ، وَأَعلَمَهُ نُزولَ مُسلِمٍ في دارِ هانِئِ بنِ عُروَةَ.

اخبار الطوال میں ہے، عبیداللہ ابنِ زیاد کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے انقلابی دفتر کا علم نہ تھا کہ آپؑ کس مقام پر کام کر رہے ہیں۔ اُس نے اپنے غلام معقل کو بلایا جس کا تعلق اہلِ شام سے تھا۔ اُس نے اُس کے حوالے تین ہزار درہم دیے اور کہا: یہ مال اپنے پاس رکھو اور ابنِ عقیلؑ اور اُن کی انقلابی سرگرمیوں سے مجھے مطلع کرو۔ اس کام کے لیے اپنی تمام توانائیاں

خرچ کر ڈالو اور ابنِ عقیلؑ کی نشان دہی کرو کہ وہ اس وقت کہاں ہیں؟

معقل مسجد اعظم میں داخل ہوا اور سوچنے لگا کہ وہ اپنے کام کا آغاز کیسے کرے؟ وہ اسی سوچ بچار میں جتلا تھا کہ اُس کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جو مسجد کے ستون کے ساتھ نماز پڑھنے میں معروف تھا۔ وہ مسلسل نوافل پڑھے جا رہا تھا۔ معقل اُن کی عبادت کو دیکھتا رہا اور اُس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب بات بن گئی ہے اور تو بالکل صحیح جگہ پر پہنچا ہے۔ یہ آدمی علیؑ کا شیعہ ہے کیونکہ ڈھیر عبادتیں شیعہ ہی کرتے ہیں۔[1] یہ آدمی ضرور اُنھی میں سے ہے۔ یہ ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا۔ جب ابنِ عوسجہؓ نوافل پڑھنے سے فارغ ہوئے تو یہ اُن کے قریب ہوا اور اُن کو سلام کیا اور کہا: میں آپ پر قربان ہو جاؤں میں اہلِ شام میں سے ہوں۔ ذی الکلاع کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر محبتِ اہلِ بیتؑ کا انعام دے رکھا ہے۔ میں اُن کا اور اُن کے محبوں کا بھی محب ہوں۔ یہ تین ہزار درہم ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس شہر میں ایک آدمی حسینؑ ابنِ علیؑ کی بیعت لے رہا ہے۔ یہ رقم میں نے اُن کے حوالے کرنی ہے۔ کیا مجھے آپ اُن تک لے جا سکتے ہیں تاکہ میں یہ رقم اُنھیں پیش کروں اور وہ اس رقم کو اپنے انقلابی اُمور میں خرچ کریں۔

جنابِ مسلم بن عوسجہؓ نے حیران ہو کر اُس سے پوچھا: ان تمام لوگوں کو چھوڑ چھوڑ کر تم نے مجھ سے یہ سوال کیوں کیا ہے؟ کیا تیرے پاس میرے بارے میں کوئی ایسی معلومات ہیں جن کی بنا پر تم نے میرا انتخاب کیا ہے اور میرے پاس چلا آیا ہے؟

---

[1] توجہ فرمائیں کہ ایک دشمنِ علیؑ بھی خوب جانتا ہے کہ علیؑ کے شیعہ عبادتیں زیادہ کرتے ہیں، کثرت کے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں اور وہ نیک متقی اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ عبادات اور تقویٰ شیعوں ہی کے خصائل میں سے ہیں۔

معقل نے کہا: واللہ! میں آپ کو نہیں جانتا کہ آپ کون ہیں؟ آپ کی عبادات نے آپ کی نشان دہی کی ہے کہ آپ کا تعلق خاص لوگوں سے ہے۔ آپ کی صفات اعلان کر رہی ہیں کہ آپ محب اہلِ بیتؑ رسولؐ ہیں۔
جنابِ مسلم بن عوسجہؓ نے کہا: تیرے اندازے بالکل درست ہیں۔ میں تیرے بھائیوں میں سے ہوں۔ میرا نام مسلم بن عوسجہؓ ہے۔ مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔ آغاز میں ضرور پریشان ہوا ہوں کیونکہ میں اہلِ بیتؑ رسولؐ کا شیعہ ہوں اور اس طاغوت ابنِ زیاد سے خوف زدہ ہوں۔ تم نے مجھ پر ایک ذمہ داری ڈالی ہے میں اُسے ضرور ادا کروں گا لیکن یہ راز کی بات ہے۔ کسی کے سامنے ہمارے قائد کی بات نہ کرنا کہ وہ کہاں ہیں؟ ان تمام معاملات کو مخفی رکھنا۔ آخر میں ابنِ عوسجہؓ نے اُس سے کہا: اب تم چلے جاؤ، کل میرے گھر آنا تاکہ میں تمھیں اپنی تحریک کے دفتر میں لے جاؤں اور اپنے آقا (حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ) سے تیری ملاقات کراؤں۔ معقل چلا گیا۔ دوسرے دن وہ مسلم بن عوسجہؓ کے گھر آیا اور جناب ابنِ عوسجہؓ اُسے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے پاس لے آئے اور آپؑ سے اُس کا تعارف کرایا۔ معقل نے رقم حضرت مسلم بن عقیلؑ کے حوالے کی اور آپؑ کی بیعت کی۔
اس ملاقات کے بعد معقل صبح صبح حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے پاس چلا جاتا اور سارا دن اُن کے پاس رہتا۔ جب شام ہوتی تو ابنِ زیاد کے پاس چلا آتا اور دن بھر کی تمام کارروائی سے اُسے آگاہ کر دیتا۔ معقل کے ذریعے ابنِ زیاد کو حضرت مسلمؑ کی رہائش کا علم ہوا"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۵)

ابنِ زیاد کی مکاری اور کوفہ کے مرکزی لیڈر کی گرفتاری

تاريخ الطبري عن أبي مخنف عن المعلّى بن كليب عن أبي

الوداك: كَانَ هَانِئٌ يَغدو ويَروحُ إلى عُبيدِ اللهِ. فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ مُسلِمٌ انقَطَعَ مِنَ الاختِلافِ، وتَمارَضَ فَجَعَلَ لَا يَخرُجُ. فَقالَ ابنُ زِيادٍ لِجُلَسائِهِ: مَا لي لا أرى هانِئًا؟ فَقالُوا: هُوَ شاكٍ. فَقالَ: لَو عَلِمتُ بِمَرَضِهِ لَعُدتُهُ.

قالَ أبو مِخنَفٍ: فَحَدَّثَني المُجالِدُ بنُ سَعيدٍ، قالَ: دَعا عُبَيدُ اللهِ مُحَمَّدَ بنَ الأَشعَثِ وأسماءَ بنَ خارِجَةَ. قالَ أبو مِخنَفٍ: حَدَّثَني الحَسَنُ بنُ عُقبَةَ المُرادِيُّ: أنَّهُ بَعَثَ مَعَهُما عَمرَو بنَ الحَجّاجِ الزُّبَيدِيَّ.

قالَ أبو مِخنَفٍ: وَحَدَّثَني نُمَيرُ بنُ وَعلَةَ عَن أبِي الوَدّاكِ، قالَ: كانَت رَوعَةُ أُختُ عَمرِو بنِ الحَجّاجِ تَحتَ هانِئِ بنِ عُروَةَ، وهِيَ أُمُّ يَحيَى بنِ هانِئٍ. فَقالَ لَهُم [ابنُ زِيادٍ]: ما يَمنَعُ هانِئَ بنَ عُروَةَ مِن إتيانِنا؟ قالوا: ما نَدري أصلَحَكَ اللهُ وإنَّهُ لَيَتَشَكّى. قالَ: قَد بَلَغَني أنَّهُ قَد بَرَأَ وَهُوَ يَجلِسُ عَلى بابِ دارِهِ. فَالقَوهُ فَمُروهُ ألّا يَدَعَ ما عَلَيهِ في ذٰلِكَ مِنَ الحَقِّ؛ فَإِنّي لا أُحِبُّ أن يَفسُدَ عِندي مِثلُهُ مِن أشرافِ العَرَبِ.

فَأَتَوهُ حَتّى وَقَفوا عَلَيهِ عَشِيَّةً، وَهُوَ جالِسٌ عَلى بابِهِ فَقالُوا: ما يَمنَعُكَ مِن لِقاءِ الأَميرِ، فَإِنَّهُ قَد ذَكَرَكَ، وَقَد قالَ: لَو أعلَمُ أنَّهُ شاكٍ لَعُدتُهُ؟ فَقالَ لَهُم: الشَّكوى تَمنَعُني. فَقالوا لَهُ: يَبلُغُهُ أنَّكَ تَجلِسُ كُلَّ عَشِيَّةٍ عَلى بابِ دارِكَ، وَقَدِ استَبطَأَكَ، وَالإِبطاءُ وَالجَفاءُ لا يَحتَمِلُهُ السُّلطانُ، أقسَمنا عَلَيكَ لَمّا رَكِبتَ مَعَنا.

فَدَعا بِثِيابِهِ فَلَبِسَها، ثُمَّ دَعا بِبَغلَةٍ فَرَكِبَها، حَتّى إذا دَنا مِنَ القَصرِ؛ كَأَنَّ نَفسَهُ أحَسَّت بِبَعضِ الَّذي كانَ. فَقالَ لِحَسّانَ

بنِ اَسماءَ بنِ خارِجَةَ : يَابنَ اَخِي ، اِنِّي وَاللهِ لِهٰذَا الرَّجُلِ لَخَائِفٌ ، فَمَا تَرىٰ ؟ قَالَ : اَى عَمِّ ، وَاللهِ مَا اَتَخَوَّفُ عَلَيكَ شَيئًا ، وَلِمَ تَجعَلُ عَلىٰ نَفسِكَ سَبِيلًا وَاَنتَ بَرِىءٌ؟

وَزَعَموا اَنَّ اَسماءَ لَم يَعلَم فِي اَيِّ شَيءٍ بَعَثَ اِلَيهِ عُبَيدُ اللهِ ، فَاَمَّا مُحَمَّدٌ فَقَد عَلِمَ بِهِ . فَدَخَلَ القَومُ عَلىٰ ابنِ زِيَادٍ وَدَخَلَ مَعَهُم ، فَلَمَّا طَلَعَ قَالَ عُبَيدُ اللهِ : اَتَتكَ بِخَائِنٍ رِجلاهُ ! وَقَد عَرَّسَ عُبَيدُ اللهِ اِذ ذَاكَ بِاُمِّ نَافِعٍ ابنَةِ عُمَارَةَ بنِ عُقبَةَ . فَلَمَّا دَنَا مِنِ ابنِ زِيَادٍ ، وَعِندَهُ شُرَيحٌ القَاضِي ، اِلتَفَتَ نَحوَهُ فَقَالَ :

اُرِيدُ حَبَاءَهُ وَيُرِيدُ قَتلِي
عُذَيرَكَ مِن خَلِيلِكَ مِن مُرَادٍ

وَقَد كَانَ لَهُ اَوَّلَ مَا قَدِمَ مُكرِمًا مُلطِفًا ، فَقَالَ لَهُ هَانِئٌ : وَمَا ذَاكَ اَيُّهَا الاَمِيرُ ؟ قَالَ : اِيهِ يَا هَانِئَ بنَ عُروَةَ ، مَا هٰذِهِ الاُمُورُ الَّتِي تَرَبَّصُ فِي دُورِكَ لِاَمِيرِ المُؤمِنِينَ ، وَعَامَّةِ المُسلِمِينَ ؟ جِئتَ بِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ فَاَدخَلتَهُ دَارَكَ ، وَجَمَعتَ لَهُ السِّلَاحَ وَالرِّجَالَ فِي الدُّورِ حَولَكَ ، وَظَنَنتَ اَنَّ ذٰلِكَ يَخفىٰ عَلَيَّ لَكَ !

قَالَ : مَا فَعَلتُ ، وَمَا مُسلِمٌ عِندِي ، قَالَ : بَلىٰ قَد فَعَلتَ ، قَالَ : مَا فَعَلتُ ، قَالَ : بَلىٰ .

فَلَمَّا كَثُرَ ذٰلِكَ بَينَهُمَا ، وَاَبىٰ هَانِئٌ اِلَّا مُجَاحَدَتَهُ وَمُنَاكَرَتَهُ ، دَعَا ابنُ زِيَادٍ مَعقِلًا ذٰلِكَ العَينَ ، فَجَاءَ حَتّىٰ وَقَفَ بَينَ يَدَيهِ ، فَقَالَ : اَتَعرِفُ هٰذَا ؟ قَالَ : نَعَم ، وَعَلِمَ هَانِئٌ عِندَ ذٰلِكَ اَنَّهُ كَانَ عَينًا عَلَيهِم ، وَاَنَّهُ قَد اَتَاهُ بِاَخبَارِهِم ، فَسُقِطَ فِي خَلَدِهِ سَاعَةً ، ثُمَّ اِنَّ نَفسَهُ رَاجَعَتهُ فَقَالَ لَهُ :

اِسمَع مِنِّي وَصَدِّق مَقَالَتِي ، فَوَاللهِ لَا اَكذِبُكَ ، وَاللهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ

غَيرُهُ، مَا دَعَوتُهُ إِلَى مَنزِلِي، وَلَا عَلِمتُ بِشَيءٍ مِن أَمرِهِ، حَتَّى رَأَيتُهُ جَالِسًا عَلَى بَابِي، فَسَأَلَنِي النُّزولَ عَلَيَّ، فَاستَحيَيتُ مِن رَدِّهِ، وَدَخَلَنِي مِن ذٰلِكَ ذِمَامٌ، فَأَدخَلتُهُ دَارِي وَضِفتُهُ وَآوَيتُهُ وَقَد كَانَ مِن أَمرِهِ الَّذِي بَلَغَكَ، فَإِن شِئتَ أَعطَيتُ الآنَ مَوثِقًا مُغَلَّظًا، وَمَا تَطمَئِنُّ إِلَيهِ أَلَّا أَبغِيَكَ سوءًا، وَإِن شِئتَ أَعطَيتُكَ رَهِينَةً تَكُونُ فِي يَدِكَ حَتَّى آتِيَكَ، وَأَنطَلِقُ إِلَيهِ فَآمُرُهُ أَن يَخرُجَ مِن دَارِي إِلَى حَيثُ شَاءَ مِنَ الأَرضِ، فَأَخرُجَ مِن ذِمَامِهِ وَجِوَارِهِ.

فَقَالَ: لَا وَاللهِ لَا تُفَارِقُنِي أَبَدًا حَتَّى تَأتِيَنِي بِهِ.

فَقَالَ: لَا وَاللهِ لَا أَجِيئُكَ بِهِ أَبَدًا، أَنَا أَجِيئُكَ بِضَيفِي تَقتُلُهُ؟!

قَالَ: وَاللهِ لَتَأتِيَنِّي بِهِ. قَالَ: وَاللهِ لَا آتِيكَ بِهِ.

فَلَمَّا كَثُرَ الكَلَامُ بَينَهُمَا، قَامَ مُسلِمُ بنُ عَمرٍو البَاهِلِيُّ، وَلَيسَ بِالكُوفَةِ شَامِيٌّ وَلَا بَصرِيٌّ غَيرُهُ، فَقَالَ: أَصلَحَ اللهُ الأَمِيرَ! خَلِّنِي وَإِيَّاهُ حَتَّى أُكَلِّمَهُ لَمَّا رَأَى لَجَاجَتَهُ وَتَأَبِّيَهُ عَلَى ابنِ زِيَادٍ أَن يَدفَعَ إِلَيهِ مُسلِمًا.

فَقَالَ لِهَانِئٍ: قُم إِلَى هَاهُنَا حَتَّى أُكَلِّمَكَ، فَقَامَ، فَخَلَا بِهِ نَاحِيَةً مِنِ ابنِ زِيَادٍ، وَهُمَا مِنهُ عَلَى ذٰلِكَ قَرِيبٌ حَيثُ يَرَاهُمَا، إِذَا رَفَعَا أَصوَاتَهُمَا سَمِعَ مَا يَقُولَانِ، وَإِذَا خَفَضَا خَفِيَ عَلَيهِ مَا يَقُولَانِ.

فَقَالَ لَهُ مُسلِمٌ: يَا هَانِئُ! إِنِّي أَنشُدُكَ اللهَ أَن تَقتُلَ نَفسَكَ، وَتُدخِلَ البَلَاءَ عَلَى قَومِكَ وَعَشِيرَتِكَ، فَوَاللهِ إِنِّي لَأَنفَسُ بِكَ عَنِ القَتلِ وَهُوَ يَرَى أَنَّ عَشِيرَتَهُ سَتَحَرَّكُ فِي شَأنِهِ. إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ ابنُ عَمِّ القَومِ، وَلَيسُوا قَاتِلِيهِ وَلَا ضَائِرِيهِ، فَادفَعهُ

إِلَيْهِ. فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ بِذٰلِكَ مَخزَاةٌ وَلَا مَنقَصَةٌ. إِنَّمَا تَدفَعُهُ إِلَى السُّلطَانِ.

قَالَ: بَلٰى وَاللّٰهِ. إِنَّ عَلَيَّ فِي ذٰلِكَ لَلخِزيُ وَالعَارُ. أَنَا أَدفَعُ جَارِي وَضَيفِي. وَأَنَا حَيٌّ صَحِيحٌ أَسمَعُ وَأَرىٰ. شَدِيدُ السَّاعِدِ كَثِيرُ الأَعوَانِ! وَاللّٰهِ لَو لَم أَكُن إِلَّا وَاحِدًا لَيسَ لِي نَاصِرٌ لَم أَدفَعهُ حَتّٰى أَمُوتَ دُونَهُ. فَأَخَذَ يُنَاشِدُهُ وَهُوَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ لَا أَدفَعُهُ إِلَيهِ أَبَدًا. فَسَمِعَ ابنُ زِيَادٍ ذٰلِكَ. فَقَالَ: أَدنُوهُ مِنِّي. فَأَدنُوهُ مِنهُ. فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَتَأتِيَنِّي بِهِ أَو لَأَضرِبَنَّ عُنُقَكَ. قَالَ: إِذًا تَكثُرَ البَارِقَةُ حَولَ دَارِكَ. فَقَالَ: وَالَهفَا عَلَيكَ. أَبِالبَارِقَةِ تُخَوِّفُنِي؟ وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّ عَشِيرَتَهُ سَيَمنَعُونَهُ.

فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: أَدنُوهُ مِنِّي. فَأُدنِيَ. فَاستَعرَضَ وَجهَهُ بِالقَضِيبِ. فَلَم يَزَل يَضرِبُ أَنفَهُ وَجَبِينَهُ وَخَدَّهُ. حَتّٰى كَسَرَ أَنفَهُ وَسَيَّلَ الدِّمَاءَ عَلىٰ ثِيَابِهِ. وَنَثَرَ لَحمَ خَدَّيهِ وَجَبِينِهِ عَلىٰ لِحيَتِهِ. حَتّٰى كُسِرَ القَضِيبُ. وَضَرَبَ هَانِئٌ بِيَدِهِ إِلىٰ قَائِمِ سَيفِ شُرطِيٍّ مِن تِلكَ الرِّجَالِ. وَجَابَذَهُ الرَّجُلُ وَمُنِعَ.

فَقَالَ عُبَيدُ اللّٰهِ: أَحَرُورِيٌّ سَائِرَ اليَومِ. أَحلَلتَ بِنَفسِكَ! قَد حَلَّ لَنَا قَتلُكَ. خُذُوهُ فَأَلقُوهُ فِي بَيتٍ مِن بُيُوتِ الدَّارِ. وَأَغلِقُوا عَلَيهِ بَابَهُ. وَاجعَلُوا عَلَيهِ حَرَسًا. فَفُعِلَ ذٰلِكَ بِهِ.

فَقَامَ إِلَيهِ أَسمَاءُ بنُ خَارِجَةَ. فَقَالَ: أَرُسُلُ غَدرٍ سَائِرَ اليَومِ؟ أَمَرتَنَا أَن نَجِيئَكَ بِالرَّجُلِ. حَتّٰى إِذَا جِئنَاكَ بِهِ. وَأَدخَلنَاهُ عَلَيكَ. هَشَمتَ وَجهَهُ. وَسَيَّلتَ دَمَهُ عَلىٰ لِحيَتِهِ. وَزَعَمتَ أَنَّكَ تَقتُلُهُ!

فَقَالَ لَهُ عُبَيدُ اللّٰهِ: وَإِنَّكَ لَهَاهُنَا! فَأَمَرَ بِهِ فَلُهِزَ وَتُعتِعَ بِهِ.

ثُمَّ تُرِكَ فَحُبِسَ. وَأَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ، فَقَالَ: قَدْ رَضِينَا بِمَا رَأَى الْأَمِيرُ، لَنَا كَانَ أَمْ عَلَيْنَا، إِنَّمَا الْأَمِيرُ مُؤَدِّبٌ!

وَبَلَغَ عَمْرَو بْنَ الْحَجَّاجِ أَنَّ هَانِئًا قَدْ قُتِلَ، فَأَقْبَلَ فِي مَذْحِجٍ حَتَّى أَحَاطَ بِالْقَصْرِ، وَمَعَهُ جَمْعٌ عَظِيمٌ، ثُمَّ نَادَى: أَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَجَّاجِ، هٰذِهِ فُرْسَانُ مَذْحِجٍ وَوُجُوهُهَا، لَمْ تَخْلَعْ طَاعَةً وَلَمْ تُفَارِقْ جَمَاعَةً، وَقَدْ بَلَغَهُمْ أَنَّ صَاحِبَهُمْ يُقْتَلُ فَأَعْظَمُوا ذٰلِكَ فَقِيلَ لِعُبَيْدِ اللهِ: هٰذِهِ مَذْحِجٌ بِالْبَابِ! فَقَالَ لِشُرَيْحٍ الْقَاضِي: أُدْخُلْ عَلَى صَاحِبِهِمْ فَانْظُرْ إِلَيْهِ، ثُمَّ اخْرُجْ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّهُ حَيٌّ لَمْ يُقْتَلْ، وَأَنَّكَ قَدْ رَأَيْتَهُ. فَدَخَلَ إِلَيْهِ شُرَيْحٌ فَنَظَرَ إِلَيْهِ.

قَالَ أَبُو مِخْنَفٍ: فَحَدَّثَنِي الصَّقْعَبُ بْنُ زُهَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شُرَيْحٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ إِسْمَاعِيلَ بْنَ طَلْحَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى هَانِئٍ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ: يَا لَلّٰهِ، يَا لَلْمُسْلِمِينَ! أَهَلَكَتْ عَشِيرَتِي فَأَيْنَ أَهْلُ الدِّينِ؟ وَأَيْنَ أَهْلُ الْمِصْرِ؟ تَفَاقَدُوا! يُخَلُّونِي وَعَدُوَّهُمْ وَابْنَ عَدُوِّهِمْ! وَالدِّمَاءُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، إِذْ سَمِعَ الرَّجَّةَ عَلَى بَابِ الْقَصْرِ، وَخَرَجْتُ وَاتَّبَعَنِي، فَقَالَ: يَا شُرَيْحُ، إِنِّي لَأَظُنُّهَا أَصْوَاتَ مَذْحِجٍ، وَشِيعَتِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ، إِنْ دَخَلَ عَلَيَّ عَشَرَةُ نَفَرٍ أَنْقَذُونِي.

قَالَ: فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ وَمَعِي حُمَيْدُ بْنُ بُكَيْرٍ الْأَحْمَرِيُّ، أَرْسَلَهُ مَعِي ابْنُ زِيَادٍ، وَكَانَ مِنْ شُرَطِهِ، مِمَّنْ يَقُومُ عَلَى رَأْسِهِ. وَايْمُ اللهِ، لَوْلَا مَكَانُهُ مَعِي، لَكُنْتُ أَبْلَغْتُ أَصْحَابَهُ مَا أَمَرَنِي بِهِ.

فَلَمَّا خَرَجْتُ إِلَيْهِمْ قُلْتُ: إِنَّ الْأَمِيرَ لَمَّا بَلَغَهُ مَكَانُكُمْ وَمَقَالَتُكُمْ فِي صَاحِبِكُمْ، أَمَرَنِي بِالدُّخُولِ إِلَيْهِ، فَأَتَيْتُهُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَلْقَاكُمْ وَأَنْ أُعْلِمَكُمْ أَنَّهُ حَيٌّ، وَأَنَّ

الَّذِی بَلَغَکُم مِن قَتلِهِ کَانَ بَاطِلًا .فَقَالَ عَمرٌو وَاَصحَابُهُ: فَأَمَّا إِذلَم یُقتَل فَالحَمدُ لِلّٰهِ. ثُمَّ انصَرَفُوا.

''تاریخ طبری میں ابومخنف نے معلّی ابنِ کُلیب سے روایت کی ہے کہ ابوالوداک نے کہا: ہانی ابنِ عروہؓ کوفہ کے ایک بہت بڑے قبیلہ کے سردار تھے۔ آپ کا شمار کوفہ کے اشراف میں ہوتا تھا۔ ابنِ زیاد کے ساتھ ان کا گہرا تعلق تھا۔ صبح وشام اُس کے ہاں ان کی حاضری ہوتی تھی۔ جب ابنِ عقیلؑ کوفہ آئے تو جنابِ ہانیؓ نے ابنِ زیاد کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا تھا، کیونکہ آپ کا شمار کوفہ کے اشراف میں ہوتا تھا۔ ہمیشہ حکمرانوں کی نگاہیں اشراف پر ہوتی ہیں۔ جنابِ ہانیؓ نے سوچا: اگر وہ روزانہ دارالامارہ حاضر نہیں ہوتے تو ابنِ زیاد اسے بُرا محسوس کرے گا، اس لیے آپ نے لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ وہ مریض ہیں اور گھر سے باہر نہیں آسکتے۔ اس طریقے سے وہ ابنِ زیاد کو مطمئن کر سکتے ہیں کہ بیماری کی وجہ سے اس کے ہاں حاضری نہیں دے سکتے۔

ایک دن ابنِ زیاد نے اپنے ساتھیوں سے کہا: کافی دن سے ہانیؓ نظر نہیں آرہے ہیں؟ حاضرین میں سے کسی نے کہا: وہ مریض ہیں، صاحبِ فراش ہیں، اس لیے وہ یہاں نہیں آرہے۔ ابنِ زیاد نے کہا: مجھے اُن کی بیماری کا علم نہیں ہے۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں ضرور اُن کی عیادت کے لیے جاتا۔

ابومخنف کا بیان ہے: مجھے المجالد بن سعید نے بتایا کہ عبیداللہ ابنِ زیاد نے اشعث بن قیس اور اسماء بن خارجہ کو اپنے پاس بلایا۔

ایک اور روایت میں ابومخنف کا بیان ہے کہ مجھے حسن بن عقبہ المرادی نے بتایا کہ ابنِ زیاد نے محمد بن اشعث اور اسماء بن خارجہ کے ہمراہ عمرو بن حجاج الزبیدی کو بھیجا تھا۔

ابومخنف کا بیان ہے کہ مجھے نُمیر بن وعلہ نے اور اُس نے ابوالوداک سے

سنا، اُس نے کہا: عمرو بن الحجاج کی بہن رَوعہ، ہانی بن عُروہ کی زوجہ تھی۔ یحییٰ بن ہانی اسی خاتون کے بطن میں سے تھا۔ ابنِ زیاد نے ان لوگوں سے کہا: کیا بات ہے کہ ہانی بن عُروہ میرے پاس نہیں آرہے ہیں؟ اِن سب نے کہا: ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ کیوں نہیں آرہے ہیں۔ ہاں! ہم نے اُن کے بارے میں یہ سن رکھا ہے کہ وہ بیمار ہیں۔ ابنِ زیاد نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ اب وہ صحت یاب ہو چکے ہیں۔ وہ روزانہ اپنے ڈیرے پر آتے ہیں اور لوگوں سے ملتے ہیں۔ جاؤ اُن سے ملو اور اُنھیں میرے پاس لے آؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ میرے اور اُن کے درمیان کوئی بدگمانی پیدا ہو۔

راوی کہتا ہے: یہ تینوں آدمی عشاء کے وقت جنابِ ہانیؓ کے پاس آئے اور وہ اس وقت اپنے ڈیرے پر موجود تھے۔ ان لوگوں نے کہا: آپ امیر کے پاس نہیں آرہے ہیں؟ اُس نے آپ کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر وہ مریض ہیں تو وہ اُن کی عیادت کے لیے آنا چاہتا ہے۔

جنابِ ہانیؓ نے کہا کہ میں بیمار ہوں اس لیے میں نے اس کے پاس حاضری نہیں دی۔ ان لوگوں نے کہا: ابنِ زیاد کو آپ کی صحت یابی کی خبر پہنچی ہے کہ آپ صحت یاب ہو چکے ہیں اور آپ روزانہ اپنے ڈیرے پر آتے ہیں اور لوگوں سے ملتے ہیں۔ آپ سُستی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، سُستی اور دُوری کو حکمران برداشت نہیں کرتے۔ آپ اس وقت ضرور ہمارے ساتھ چلیں۔

جنابِ ہانیؓ نے گھر سے لباس منگوایا اور اُسے زیب تن کیا۔ پھر خچر پر سوار ہو کر دارالامارہ کی طرف چلے۔ جب دارالامارہ کے قریب پہنچے تو اُنھوں نے اَنجانا خوف محسوس کیا اور اسماء بن خارجہ کے بیٹے حسان سے کہا: بھتیجے! مجھے اِس (ابنِ زیاد) سے خوف محسوس ہو رہا ہے۔ اس بارے میں تمھارا کیا

خیال ہے؟ اُس نے جواب دیا: چچا جان! خوف کی کیا بات ہے آپ نے کوئی جرم تو نہیں کیا ہے، آپ کیوں پریشان ہوتے ہیں؟ کوئی ایسی بات نہیں ہے؟

کہا جاتا ہے کہ اسماء بن خارجہ اس بات سے بے خبر تھا کہ ابنِ زیاد نے جنابِ ہانیؓ کو اپنے ہاں کیوں بلایا ہے، لیکن محمد بن اشعث اس کے ارادے سے واقف تھا۔ یہ سب لوگ ابنِ زیاد کے پاس آئے۔ جب ابنِ زیاد نے جنابِ ہانیؓ کو دیکھا تو کہا: اپنے پاؤں پر چل کر یہاں آگئے ہو۔ اسی دن ابنِ زیاد نے اُمِ نافع بنت عمارہ بن عقبہ کے ساتھ شادی کی تھی، قاضی شریح بھی وہاں موجود تھے۔ ابنِ زیاد نے قاضی شریح کی طرف دیکھ کر یہ شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے:

"میں ان کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے اپنے دوست مرادی کے لیے میرا یہ عذر سن لو"۔

ابنِ زیاد کی جنابِ ہانیؓ سے گفتگو

جنابِ ہانیؓ نے ابنِ زیاد سے کہا: امیر! کیا بات ہے تو نے مجھے اپنے پاس کیوں بلایا ہے؟

ابنِ زیاد نے کہا: اے ہانی بن عروہؓ! امیر المومنین اور عامۃ المسلمین کے لیے تمھارے گھر میں یہ کیا سامان ہو رہا ہے؟ تُو نے مسلم کو اپنے گھر میں رہائش دے رکھی ہے اور ان کے لیے اسلحہ اور جنگ جو مرد بھی تم نے مہیا کر رکھے ہیں۔ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ مجھے ان باتوں کا علم نہیں ہے؟

جنابِ ہانیؓ نے کہا: میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا اور نہ مسلمؑ میرے پاس ہیں۔

ابنِ زیاد نے کہا: تم نے لوگوں کو جمع کیا ہے، اُنھیں مسلح کیا ہے اور مسلم بھی تمھارے پاس ہیں۔ جنابِ ہانیؓ نے کہا: نہیں، میرے پاس مسلمؑ نہیں ہیں۔ اِن دونوں کے درمیان کافی دیر تک تکرار ہوتی رہی۔ لیکن جنابِ ہانیؓ نے ابنِ زیاد کی ہر بات کا انکار کیا تو ابنِ زیاد نے

معقل جاسوس کو بلایا اور وہ سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

ابنِ زیاد نے کہا: کیا تم اِسے جانتے ہو؟ جنابِ ہانیؓ نے کہا: ہاں میں اسے جانتا ہوں۔ جنابِ ہانیؓ نے سمجھ لیا کہ ہمیں اس نے ہی دھوکہ دیا ہے، ہم نے اِسے اپنا آدمی سمجھا تھا، یہ تو دشمن کا جاسوس تھا۔ اس کے ذریعے ابنِ زیاد ان کی تمام سرگرمیوں سے باخبر ہو چکا ہے۔ ایک دفعہ تو اُن کا دل ڈوب کر رہ گیا اور اُن کی سانس بھی رُک گئی۔

جنابِ ہانیؓ نے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا: میری بات سنیے اور اُسے سچ سمجھیے۔ بخدا میں تیرے سامنے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے مسلمؑ کو اپنے گھر میں نہیں بلایا اور مجھے اُن کے معاملات کا علم بھی نہیں ہے۔ وہ اچانک میرے گھر کے دروازے پر آئے اور اُنھوں نے مجھ سے رہائش کا سوال کیا۔ مجھے حیا دامن گیر ہوئی کہ اُن کے سوال کو کس طرح ٹھکراؤں تو میں نے اُنھیں اپنے ہاں رہائش اور پناہ دے دی۔ اب تک میرے متعلق جو باتیں تجھ تک پہنچی ہیں اگر تو چاہے تو میں تجھے اعتبار دیتا ہوں۔ آج کے بعد ایسی کوئی بات مجھ سے صادر نہیں ہوگی۔ اگر کہو تو بطورِ یرغمال تمھارے پاس کسی کو رکھ دوں۔ اتنی دیر کے لیے میں یہاں سے جا کر مسلمؑ سے کہہ دوں کہ وہ میرے گھر سے جہاں اُن کا جی چاہے چلے جائیں، تاکہ میں اس ذمہ داری سے بری ہو جاؤں۔

ابنِ زیاد نے کہا: واللہ! جب تک مسلمؑ کو میرے پاس نہ لاؤ گے تم ہرگز یہاں سے نہیں جا سکتے۔

یہ سن کر جنابِ ہانیؓ نے کہا: بخدا! میں ہرگز اُنھیں تمھارے پاس نہیں لاؤں گا۔ اپنے مہمان کو تمھارے پاس اس لیے لے آؤں تاکہ تو اُنھیں قتل کر دے۔ ایسا قطعاً نہیں ہو سکتا۔ واللہ میں اُنھیں تیرے پاس کسی صورت نہیں لاؤں گا۔

جب تکرار بڑھ گئی تو مسلم بن عمر الباہلی اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس وقت کوفہ میں اس کے سوا کوئی شامی اور بصری نہ تھا۔ اُس نے دیکھا کہ جنابِ ہانیؓ بات نہیں مان رہے ہیں اور مسلمؑ ابنِ زیاد کے حوالے نہیں کر رہے ہیں تو اُس نے کہا: خدا امیر کا بھلا کرے۔ ذرا ہانیؓ سے مجھے بات کر لینے دو اور ہانیؓ سے کہا: ذرا اُٹھ کر اِدھر آؤ۔ میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جنابِ ہانیؓ

اُٹھے اور ابنِ زیاد سے علیحدہ تخلیہ میں اُس سے گفتگو کرنے لگے۔ لیکن وہ دونوں ابنِ زیاد کے قریب تھے۔ جب دونوں کی آواز بلند ہوتی تھی تو ابنِ زیاد سن سکتا تھا۔ جب آہستہ بات کہہ لیتے تو وہ نہیں سن سکتا تھا۔

مسلم باہلی نے کہا: اے ہانیؓ! خدا کے واسطے اپنے قتل کا سامان نہ کرو۔ اپنی قوم اور قبیلہ کو آزمائش میں نہ ڈالو۔ واللہ مجھے تمھارے قتل ہوجانے پر افسوس ہوگا۔ اِدھر جنابِ ہانیؓ اپنے دل میں خیال کر رہے تھے کہ اُس کی برادری کے لوگ آتے ہی ہوں گے۔ مسلم باہلی نے کہا: ابنِ عقیل! ان لوگوں کے چچا کا بیٹا ہے وہ اُنھیں قتل نہیں کریں گے اور نہ کسی طرح اُنھیں کوئی ضرر پہنچے گا۔ اُنھیں اِس کے حوالے کر دو۔ اس میں تمھاری کوئی رُسوائی ہے اور نہ ہی کوئی بزدلی ہے۔ تم تو اُنھیں حاکمِ وقت کے حوالے ہی کرو گے۔

جنابِ ہانیؓ نے کہا: نہیں اس میں میری بہت زیادہ ذلت و رُسوائی ہے۔ میں اُنھیں اس کے حوالے نہیں کرسکتا۔ میرے اَعوان و انصار بہت زیادہ ہیں۔ میں خود زندہ ہوں، صحیح سلامت ہوں، ہر معاملے کا فیصلہ کرسکتا ہوں۔ وہ میرے مہمان ہیں، بخدا میں تن تنہا رہ جاؤں میرا کوئی ناصر و مددگار نہ رہے میں اُن کا اُس وقت تک دفاع کرتا رہوں گا جب تک میں خود قتل نہ ہوجاؤں، باہلی اُنھیں قسمیں دیتا جاتا تھا اور وہ یہ کہے جاتے تھے، واللہ! میں اُنھیں ان کے حوالے نہ کروں گا۔

جنابِ ہانیؓ کی ابنِ زیاد کو دھمکی

ابنِ زیاد یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ اُس نے کہا: اُنھیں میرے قریب لاؤ۔ جناب ہانیؓ کو لوگ اُس کے قریب لے گئے۔ اُس نے کہا: مسلم کو میرے پاس لے آؤ ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا۔

جنابِ ہانیؓ نے کہا: پھر تو یہاں تلواریں بھی بہت زیادہ چمک جائیں گی۔

ابنِ زیاد نے کہا: تجھ پر افسوس ہے کہ تو مجھے تلواروں سے ڈراتا ہے۔ (جنابِ ہانیؓ کے دل میں یہی خیال تھا کہ اُن کی برادری کے لوگ اُنھیں بچالیں گے)

سپاہی جناب ہانیؓ کو ابنِ زیاد کے قریب لے گئے تو اِس نے اُن کے چہرے کو لکڑی کے نیچے دھر لیا۔ اُس نے اُن کے ناک، پیشانی اور رخسار پر متصل اس قدر لکڑیاں ماریں کہ اُن کی ناک اور رُخسار کے ٹکڑے اُڑ کر رہ گئے۔ اُن کے کپڑے خون سے رنگین ہو گئے، رخساروں اور پیشانی کا گوشت اُن کی داڑھی پر لٹک آیا۔ آخر لکڑی ٹوٹ گئی۔ جنابِ ہانیؓ نے اُچھل کر ایک سپاہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالا مگر اُس سپاہی نے اُن کے ہاتھ سے قبضہ تلوار کو چھڑا لیا۔ اس پر عبیداللہ نے کہا: ہر وقت فتنہ وفساد۔ تو نے اپنا خون مباح کر دیا ہے۔ اب تیرا قتل مباح ہو چکا ہے۔ اُس نے سپاہیوں سے کہا: اِسے پکڑو اور کسی حجرہ میں لے جا کر ڈال دو اور اُس پر دروازہ بند کر دو اور پہرہ بٹھا دو۔

ابنِ زیاد کے حکم پر جنابِ ہانیؓ کو پسِ زندان کر دیا گیا۔ اسماء بن خارجہ اس کا یہ سلوک برداشت نہ کر سکے، وہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا: اے ابنِ زیاد! ہر وقت مکر و دغا؟ تُو نے ہمیں حکم دیا کہ ہانیؓ کو لے کر آئیں۔ جب ہم لائے اور گھر کے اندر اُنھیں پہنچا دیا تو تُو نے اُن کا چہرہ زخمی کر دیا ہے۔ اُن کے خون سے تو نے ان کی داڑھی رنگین کر دی ہے۔ پھر اُن کے قتل کی بات بھی کرتا ہے۔ عبیداللہ نے کہا: لو، تم بھی یہاں موجود ہو۔ اُس کے سپاہیوں سے کہا اس کی بھی پٹائی کر دو۔ سپاہیوں نے اسماء کو بھی خوب مارا پیٹا اور پھر قید کر دیا، مگر محمد بن اشعث کہنے لگا: ہم تو امیر کی رائے پر راضی ہیں۔ ہمارے لیے بہتری اس میں ہے کہ اچھائی ہو یا بُرائی، سزا دینا امیر کا کام ہے۔

قاضی شریح کی بددیانتی

عمرو بن حجاج کو یہ خبر ملی کہ جنابِ ہانیؓ قتل ہو گئے ہیں۔ وہ اپنے قبیلہ بنی مذحج کو ساتھ لیے ہوئے آیا اور قصر کو گھیر لیا اور پکار کر کہا: مَیں عمرو بن حجاج ہوں اور میرے ساتھ بنی مذحج کے شرفائے و سرہنگ ہیں۔ ہم نے اطاعت سے رُوگردانی نہیں کی ہے۔ ہم نے جماعت کا ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ ہمارا رئیس قتل کیا جاتا ہے اور یہ اَمر ہمیں سخت ناگوار گزرا ہے۔ لوگوں نے عبیداللہ سے کہا: بنی مذحج دروازے پر کھڑے ہیں۔ اُس نے قاضی شریح

سے کہا: اُن کے رئیس کو جا کر دیکھ لو اور اُن سے باہر جا کر کہو کہ وہ زندہ ہے، اُسے کسی نے قتل نہیں کیا ہے۔ میں خود دیکھ کر آیا ہوں۔ غرض شریح نے جا کر اُنھیں دیکھا۔

قاضی شریح اور جنابِ ہانی بن عروہؓ

قاضی شریح کا بیان ہے مجھے دیکھ کر ہانیؓ نے کہا: دہائی ہے خدا کی اور مسلمان کی، کیا میرے قوم و قبیلہ کے لوگ مر گئے ہیں ورنہ وہ اہلِ دین و اہلِ شہر کیا ہو گئے، سب مجھے اپنے دشمن اور دشمن کے بیٹے کے پاس چھوڑ کر گم ہو گئے۔ اور اس وقت خون ان کی داڑھی پر جاری و ساری تھا کہ اسی وقت دروازے پر کھٹ پٹ کی آواز سنائی دی اور میں وہاں سے نکلا اور جنابِ ہانیؓ میرے پیچھے آ کر کہنے لگے: شریح یہ بنی مذحج کی آوازیں ہیں۔ یہ سب مسلمان میرے شیعہ ہیں۔ ان میں سے دس آدمی بھی میرے پاس پہنچ جائیں تو مجھے چھڑا لے جائیں۔

شریح نے کہا: میں وہاں سے اُٹھ کر اِن لوگوں کے سامنے آیا۔ ابنِ زیاد نے اپنے سپاہیوں میں سے ایک سپاہی حمید بن بکیر احمری کو میرے ساتھ کر دیا تھا۔ بخدا اگر یہ شخص میرے ساتھ نہ ہوتا تو ہانیؓ کی برادری والوں کو اُن کا پیغام ضرور پہنچا دیتا۔ غرض جب میں اُن لوگوں کے سامنے گیا تو میں نے اُن سے کہا: امیر کو تم لوگوں کے یہاں آنے کا علم ہوا ہے اور تم لوگوں کا اپنے رئیس کے بارے میں خیال ہے کہ وہ کس حال میں ہیں۔ جب اُسے معلوم ہوا تو مجھے یہ حکم دیا کہ میں تمھارے رئیس کے پاس جاؤں۔ میں اُن کے پاس سے آ رہا ہوں اور اُنھیں دیکھا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ اُن کے قتل کی جو خبر تمھیں ملی ہے وہ غلط ہے۔ یہ سن کر عمرو نے اور اُس کے ساتھیوں نے کہا: خدا کا شکر ہے کہ وہ قتل نہیں ہوئے ہے وہ سب واپس چلے گئے۔ ①

تاریخ الطبری عن عیسی بن یزید الکنانی: أرسَلَ [ابنُ زِیادٍ] إلی أسماءَ بنِ خارِجَة ، ومُحمّدِ بنِ الأشعَثِ ، فَقالَ: إیتِیانی

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۶۴؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۸؛ ارشاد: ج۲، ص ۳۶؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۳۰؛ الملہوف: ص ۱۱۳؛ بحار الانوار: ج۴۴، ص ۳۴۴؛ اخبار الطوال: ص ۲۳۰؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۲؛ الفتوح: ج۵، ص ۴۴؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۲۰۳؛ البدایہ والنہایہ: ج۲، ص ۲۰۳

بِهَانِئٍ . فَقَالا لَهُ : إِنَّهُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالأَمَانِ . قَالَ : وَمَا لَهُ وَلِلأَمَانِ؟! وَهَلْ أَحْدَثَ حَدَثاً؟ إِنْطَلِقَا فَإِنْ لَمْ يَأْتِ إِلَّا بِأَمَانٍ فَآمِنَاهُ . فَأَتَيَاهُ فَدَعَوَاهُ . فَقَالَ: إِنَّهُ إِنْ أَخَذَنِي قَتَلَنِي . فَلَمْ يَزَالا بِهِ حَتَّى جَاءَا بِهِ ، وَعُبَيْدُ اللهِ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَجَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَدْ رَجَّلَ هَانِئٌ غَدِيرَتَيْهِ .

فَلَمَّا صَلَّى عُبَيْدُ اللهِ ، قَالَ: يَا هَانِئُ! فَتَبِعَهُ وَدَخَلَ فَسَلَّمَ . فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ : يَا هَانِئُ . أَمَا تَعْلَمُ أَنَّ أَبِي قَدِمَ هٰذَا الْبَلَدَ فَلَمْ يَتْرُكْ أَحَداً مِنْ هٰذِهِ الشِّيعَةِ إِلَّا قَتَلَهُ . غَيْرَ أَبِيكَ وَغَيْرَ حُجْرٍ ، وَكَانَ مِنْ حُجْرٍ مَا قَدْ عَلِمْتَ . ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُحْسِنُ صُحْبَتَكَ . ثُمَّ كَتَبَ إِلَى أَمِيرِ الْكُوفَةِ : إِنَّ حَاجَتِي قِبَلَكَ هَانِئٌ؟ قَالَ: نَعَمْ . قَالَ: فَكَانَ جَزَائِي أَنْ خَبَّأْتَ فِي بَيْتِكَ رَجُلاً لِيَقْتُلَنِي؟! قَالَ: مَا فَعَلْتُ . فَأَخْرَجَ التَّمِيمِيَّ الَّذِي كَانَ عَيْناً عَلَيْهِمْ . فَلَمَّا رَآهُ هَانِئٌ عَلِمَ أَنْ قَدْ أَخْبَرَهُ الْخَبَرَ . فَقَالَ : أَيُّهَا الأَمِيرُ ! قَدْ كَانَ الَّذِي بَلَغَكَ وَلَنْ أُضَيِّعَ يَدَكَ عَلَيَّ . فَأَنْتَ آمِنٌ وَأَهْلُكَ . فَسِرْ حَيْثُ شِئْتَ .

فَكَبَا عُبَيْدُ اللهِ عِنْدَهَا ، وَمِهْرَانُ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِهِ فِي يَدِهِ مِعْكَزَةٌ فَقَالَ: وَاذُلَّاه ! هٰذَا الْعَبْدُ الْحَائِكُ يُؤَمِّنُكَ فِي سُلْطَانِكَ فَقَالَ: خُذْهُ . فَطَرَحَ الْمِعْكَزَةَ وَأَخَذَ بِضَفِيرَتَيْ هَانِئٍ ، ثُمَّ أَقْنَعَ بِوَجْهِهِ . ثُمَّ أَخَذَ عُبَيْدُ اللهِ الْمِعْكَزَةَ فَضَرَبَ بِهَا وَجْهَ هَانِئٍ ، وَنَدَرَ الزُّجُّ فَارْتَزَّ فِي الْجِدَارِ . ثُمَّ ضَرَبَ وَجْهَهُ حَتَّى كَسَرَ أَنْفَهُ وَجَبِينَهُ . وَسَمِعَ النَّاسُ الْهَيْعَةَ . وَبَلَغَ الْخَبَرُ مَذْحِجَ فَأَقْبَلُوا فَأَطَافُوا بِالدَّارِ ، وَأَمَرَ عُبَيْدُ اللهِ بِهَانِئٍ فَأُلْقِيَ فِي بَيْتٍ ، وَصَيَّحَ الْمَذْحِجِيُّونَ . وَأَمَرَ عُبَيْدُ اللهِ مِهْرَانَ أَنْ يُدْخِلَ عَلَيْهِ شُرَيْحاً ،

فَخَرَجَ فَاَدخَلَهُ عَلَیهِ، وَدَخَلَتِ الشُّرَطُ مَعَهُ. فَقَالَ: یَا شُرَیحُ، قَد تَرَی مَا یُصنَعُ بِی. قَالَ: اَرَاكَ حَیًّا. قَالَ: وَحَیٌّ اَنَا مَعَ مَا تَرَی! اَخبِر قَومِی اَنَّهُم اِنِ انصَرَفُوا قَتَلَنِی.

فَخَرَجَ اِلَی عُبَیدِ اللهِ. فَقَالَ: قَد رَاَیتُهُ حَیًّا، وَرَاَیتُ اَثَرًا سَیِّئًا. قَالَ: وَتُنکِرُ اَن یُعَاقِبَ الوَالِی رَعِیَّتَهُ؟! اُخرُج اِلَی هٰؤُلَاءِ فَاَخبِرهُم. فَخَرَجَ، وَاَمَرَ عُبَیدُ اللهِ الرَّجُلَ فَخَرَجَ مَعَهُ. فَقَالَ لَهُم شُرَیحٌ: مَا هٰذِهِ الرِّعَةُ السَّیِّئَةُ؟! اَلرَّجُلُ حَیٌّ، وَقَد عَاتَبَهُ سُلطَانُهُ بِضَربٍ لَم یَبلُغ نَفسَهُ. فَانصَرِفُوا وَلَا تُحِلُّوا بِاَنفُسِکُم وَلَا بِصَاحِبِکُم. فَانصَرَفُوا.

"تاریخ طبری میں عیسیٰ بن یزید الکنانی سے مروی ہے، ابنِ زیاد نے اسماء بن خارجہ اور محمد بن اشعث کو کہا کہ وہ ہانی بن عروہؓ کو اس کے پاس لے آئیں۔ اُنھوں نے کہا: وہ بغیر امان کے یہاں نہیں آئیں گے۔ اُس نے کہا: امان کی کیا ضرورت ہے۔ اُس سے کوئی زیادتی ہوئی ہے کہ جس کے لیے امان کی ضرورت ہے؟ ہاں! اگر وہ امان کے بغیر نہ آئے تو اُسے میری طرف سے امان دے دینا۔ یہ دونوں جنابِ ہانیؓ کے پاس گئے اور اُن سے کہا: آپ کو ابنِ زیاد اپنے ہاں بلا رہا ہے۔ جنابِ ہانیؓ نے کہا: اگر میں اُس کے پاس گیا تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔ ان لوگوں نے کہا: ایسی کوئی بات نہیں ہے وہ آپ کو کیوں قتل کرے گا؟ طویل اِصرار کے بعد یہ لوگ جنابِ ہانیؓ کو ابنِ زیاد کے پاس لے آئے۔ اُس وقت عبیداللہ جمعہ کا خطبہ دے رہا تھا۔ جنابِ ہانیؓ آکر مسجد میں بیٹھ گئے۔ اُن کے دونوں گیسو اِدھر اُدھر اُلجھے ہوئے تھے۔ عبیداللہ نماز سے فارغ ہوا تو اُس نے ہانیؓ کو پکارا۔ دونوں اکٹھے چل کر مکان میں داخل ہوئے۔ جنابِ ہانیؓ نے اُسے سلام کیا۔ ابنِ سمیہ نے اُنھیں کہا: ہانیؓ! کیا تمھیں معلوم نہیں ہے

کہ جب میرا باپ اس شہر میں آیا تو اُس نے تمھارے باپ کے اور حجر کے علاوہ اُن شیعوں میں سے بغیر قتل کیے کسی کو نہیں چھوڑا۔ حجر کا جو انجام ہوا وہ بھی تمھیں معلوم ہے اُس کا تمھارے ساتھ اچھا سلوک رہا۔ پھر امیر کوفہ سے تمھاری سفارش میں اس نے یہ کلمہ لکھا کہ میری حاجت تم سے ہانیؓ کے باب میں ہے، اس کی ہر بات تسلیم کرنا۔ ہانیؓ نے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے۔ اُس نے کہا: پھر اس احسان کا عوض یہی تھا کہ تم نے اپنے گھر میں ایک شخص کو چھپا رکھا ہے کہ وہ مجھے قتل کر ڈالے۔ ہانیؓ نے کہا: میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ ابنِ سمیہ نے اپنے تمیمی غلام جوان لوگوں کی جاسوسی پر مقرر تھا کو بلا لیا۔

جنابِ ہانی بن عروہؓ پر ابنِ زیاد کا حملہ

جب ہانیؓ نے معقل کو دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ اس آدمی نے مکمل رپورٹ دی ہوگی۔ اُس نے کہا: اے امیر! جو خبر تجھ تک پہنچی ہے وہ صحیح ہے مگر میں ہرگز تیرے احسان کو نہیں بھولوں گا۔ تیرے لیے اور تیرے اہل و عیال کے لیے امان ہے۔ جدھر چاہو یہاں سے جا سکتے ہو۔ ابنِ سمیہ سوچ میں پڑ گیا۔ مہران اُس کے پاس عصا لیے کھڑا تھا۔ وہ پکارا۔ ہائے غضب، یہ جولاہا تمھاری سلطنت میں تمھیں امان دیتا ہے۔ اُس نے مہران سے کہا: اسے پکڑو۔ اُس نے عصا رکھ دیا اور جنابِ ہانیؓ کے دونوں گیسو پکڑ لیے اور اُن کے چہرہ کو بلند کر دیا۔ ابنِ زیاد نے عصا اُٹھا کر ان کے چہرہ پر مارنا شروع کر دیا۔ ہانیؓ کے چہرے کے ٹکڑے اُڑ کر دیوار پر جا لگے۔ پھر اتنا مارا کہ اُن کی پیشانی اور ناک مجروح ہو کر رہ گئے۔ جب لوگوں نے شور و شر کی آوازیں سنیں تو قبیلہ مذحج کو خبر ہو گئی۔

قبیلۂ مذحج کا محاصرہ

قبیلۂ مذحج کے لوگ آئے اور اُنھوں نے دارالامارہ کو گھیر لیا۔ ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ ہانیؓ کو لے جا کر کسی حجرے میں ڈال دو۔ پھر مہران کو حکم دیا کہ اُن کے پاس قاضی شریح کو

لے آئے۔ وہ فوراً شریح کو لے کر آیا۔ اُن کے ساتھ سپاہی بھی چلے آئے۔ ہانیؓ نے کہا: شریح! دیکھتے ہو میرے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے؟ شریح نے کہا: میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ تم زندہ ہو۔ ہانیؓ نے کہا: یہ حال دیکھ کر بھی تم سمجھتے ہو کہ میں زندہ ہوں؟ میری برادری والوں سے یہ کہنا کہ اگر وہ چلے گئے تو ابن زیاد مجھے قتل کر دے گا۔ اب شریح ابنِ زیاد کے پاس آیا اور کہا: ہانیؓ زندہ تو ہیں لیکن زخم کاری لگا ہے۔ اُس نے کہا: حاکمِ وقت اپنی رعیت پر عذاب کرے تو تم اعتراض کرنے والے کون ہو؟ باہر جا کر ان لوگوں کو سمجھاؤ۔ شریح باہر آئے تو ابنِ سمیہ نے ایک آدمی کو اُس کے ہمراہ کر دیا۔ شریح نے لوگوں سے کہا: کیا گستاخی ہے؟ وہ شخص زندہ ہے۔ حاکم نے اُسے صرف ایک ضرب ماری ہے۔ اُس سے وہ مر نہیں گیا۔ اپنے آپ کو اور اُسے مزید آزمائش میں نہ ڈالو۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ یہ سن کر بنی مذحج واپس چلے گئے۔ (تاریخ طبری: ج۵،ص۳۶۰)

تاریخ طبری میں روایت ہے، عمار دُہنی نے کہا: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ابنِ زیاد نے کوفہ کے چند سرداروں سے کہا: کافی دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ہانی بن عروہؓ میرے پاس نہیں آ رہے؟

راوی کہتا ہے: محمد بن اشعث چند لوگوں کے ساتھ ہانیؓ کے پاس آیا اور کہا: امیر نے آپ کو یاد کیا ہے۔ آپ کافی دنوں سے اُس کے پاس نہیں آ رہے ہو۔ جنابِ ہانیؓ اُنھیں ٹالتے رہے، لیکن وہ مصر رہا۔ آخرکار جنابِ ہانیؓ اُن کے ساتھ چل پڑے۔ جب ابنِ زیاد کے پاس گئے تو اُس وقت قاضی شریح بھی وہاں موجود تھا۔ جب ابنِ زیاد کی جنابِ ہانیؓ پر نظر پڑی تو اُس نے کہا: اے ہانیؓ! مسلمؑ کہاں ہیں؟ جنابِ ہانیؓ نے جواب دیا: مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں؟ ابنِ زیاد نے فوراً اپنے جاسوس معقل کو بلایا۔

جب وہ حاضر ہوا اور جنابِ ہانیؓ نے اُسے دیکھا تو اُنھیں یقین ہوگیا کہ ابنِ زیاد کو علم ہے کہ جنابِ مسلمؑ کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگے: خدا امیر کا بھلا کرے، میں نے اُنھیں اپنے گھر نہیں بلایا۔ لیکن وہ میرے گھر چلے آئے ہیں تو میں نے اُنھیں اپنے ہاں رہائش دے دی ہے۔ ابنِ زیاد نے کہا: اُنھیں میرے حوالے کیجیے۔ جنابِ ہانیؓ نے کہا: نہیں، میں اُنھیں تیرے

حوالے نہیں کر سکتا۔ واللہ! اگر وہ میرے قدموں کے نیچے ہوں اور کوئی کہے کہ اپنے قدم اُوپر کر لو میں اُوپر نہیں کروں گا۔

ابنِ زیاد نے کہا: اُنھیں میرے قریب لاؤ۔ جب جنابِ ہانی ؓ کو قریب لایا گیا تو اُس نے اپنے عصا سے اُن کے چہرے پر ضربات لگانا شروع کر دیں، جس سے آپ کی پیشانی پھٹ گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ اس وقت جنابِ ہانی ؓ نے نزدیک کھڑے ہوئے سپاہی سے تلوار کھینچنا چاہی لیکن آپ کامیاب نہ ہو سکے۔ لوگوں نے آپ کو قابو کر لیا۔

ابنِ زیاد نے کہا: اب اللہ نے تمھارا خون ہم پر حلال کر دیا ہے۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ اُنھیں زندان میں ڈال دیا جائے۔ ایک اور روایت ہے کہ ہانی بن عروہ ؓ کو عبید اللہ کی طرف عمرو بن حجاج الزبیدی لے آیا تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: جب یہ خبر قبیلۂ مذحج کو پہنچی تو وہ فوراً دار الامارہ پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ ابنِ زیاد نے کہا: کیا بات ہے؟ حاضرین نے کہا: قبیلہ مذحج کے لوگ ہیں۔ ابنِ زیاد نے قاضی شریح سے کہا: ان کے پاس جاؤ اور اُنھیں خبر دو کہ میں نے اُنھیں اپنے ہاں روک رکھا ہے تا کہ تفتیش کروں۔ تم ہانی ؓ کے پاس جاؤ اور اُن کی حالت دیکھو اور پھر انھیں بتاؤ کہ ہانی ؓ زندہ ہیں۔ جب شریح جنابِ ہانی ؓ کے پاس آیا تو جنابِ ہانی ؓ نے اُس سے کہا: شریح! اللہ سے ڈرو۔ یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے۔ شریح وہاں سے نکل کر قصر کے دروازے پر آیا اور کہا: آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔ امیر نے اُنھیں اپنے پاس روکا ہے تا کہ اُن سے پوچھ گچھ کرے، خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔ بنی مذحج نے کہا: ٹھیک ہے اور پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ [1]

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): أرسَلَ

---

[1] تاریخ طبری: ج ۵،ص ۳۲۸؛ تہذیب الکمال: ج ۱،ص ۳۲۳؛ تہذیب التہذیب: ج ۱،ص ۵۹۱؛ سیر أعلام النبلاء: ج ۳،ص ۳۰۷؛ الاصابہ: ج ۲،ص ۷۰؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۲؛ الامالی الشجری: ج ۱،ص ۱۹۱؛ الحدائق الوردیہ: ج ۱،ص ۱۱۵؛ الثقات ابن حبان: ج ۲،ص ۳۰۷

[ابنُ زِيَادٍ] إِلَى هَانِئِ بنِ عُروَةَ وَهُوَ يَومَئِذٍ ابنُ بِضعٍ وَتِسعِينَ سَنَةً فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى أَن تُجِيرَ عَدُوِّي وَتَنطَوِيَ عَلَيهِ؟

فَقَالَ: يَا ابنَ أَخِي، إِنَّهُ جَاءَ حَقٌّ، هُوَ أَحَقُّ مِن حَقِّكَ، وَحَقِّ أَهلِ بَيتِكَ. فَوَثَبَ عُبَيدُ اللهِ وَفِي يَدِهِ عَنَزَةٌ، فَضَرَبَ بِهَا رَأسَ هَانِئٍ حَتَّى خَرَجَ الزُّجُّ وَاغتَرَزَ فِي الحَائِطِ، وَنُثِرَ دِمَاغُ الشَّيخِ فَقَتَلَهُ مَكَانَهُ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، ابن زیاد نے جناب ہانیؓ بن عروہ کی طرف آدمی بھیجے۔ ان دنوں آپ کی عمر نوے سال سے زائد تھی۔ جب آپ ابن زیاد کے پاس پہنچے تو اُس نے کہا: تم نے میرے دشمن کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے؟

جنابِ ہانیؓ نے کہا: اے بھتیجے! وہ حق پر ہیں اور ان کا حق مجھ پر تم سے اور تمہارے گھر والوں سے زیادہ ہے۔ جب ابن زیاد نے یہ سنا تو اس نے عصا سے جنابِ ہانیؓ پر حملہ کر دیا۔ ان کے سر پر ضربات لگائیں کہ عصا کے نچلے حصّہ میں لگا لوہا عصا سے نکل کر دیوار میں پیوست ہو گیا۔ جنابِ ہانیؓ کا سر پھٹ گیا۔ پھر ابن زیاد نے انھیں قتل کر دیا"۔ ①

أنساب الأشراف: وَجَّهَ [ابنُ زِيَادٍ] مُحَمَّدَ بنَ الأَشعَثِ الكِندِيَّ، وأسماءَ بنَ خارِجَةَ بنِ حُصَينٍ الفَزارِيَّ، إلى هَانِئِ بنِ عُروَةَ، فَرَفَقَا بِهِ حَتَّى أَتَى ابنَ زِيَادٍ، فَأَنَّبَهُ عَلَى إِيوَائِهِ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ، وَقَالَ لَهُ: إِنَّ أَمرَ النَّاسِ مُجتَمِعٌ، وَكَلِمَتَهُم مُتَّفِقَةٌ، أَفَتُعِينُ عَلَى تَشتِيتِ أَمرِهِم، بِتَفرِيقِ كَلِمَتِهِم وَأُلفَتِهِم، رَجُلًا قَدِمَ لِذٰلِكَ؛ فَاعتَذَرَ إِلَيهِ مِن إِيوَائِهِ، وَقَالَ: أَصلَحَ اللهُ الأَمِيرَ! دَخَلَ دَارِي عَن غَيرِ مُوَاطَأَةٍ مِنِّي لَهُ، وَسَأَلَنِي أَن أُجِيرَهُ

① طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۳۶۰؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۹؛ مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۷

فَأَخَذَتْنِي لِذٰلِكَ ذِمَامَةٌ. قَالَ: فَائْتِنِي بِهِ لِتَتَلَافَى الَّذِي فَرَطَ مِنْ سُوءِ رَأْيِكَ. فَأَبَى. فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِي بِهِ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ. قَالَ: وَاللّٰهِ لَئِنْ ضَرَبْتَ عُنُقِي، لَتَكْثُرَنَّ الْبَارِقَةُ حَوْلَ دَارِكَ. فَأَمَرَ بِهِ فَأُدْنِيَ مِنْهُ فَضَرَبَ وَجْهَهُ بِقَضِيبٍ أَوْ مِحْجَنٍ كَانَ مَعَهُ. فَكَسَرَ أَنْفَهُ وَشَقَّ حَاجِبَهُ. ثُمَّ أَمَرَ بِهِ. فَحُبِسَ فِي بَعْضِ بُيُوتِ الدَّارِ.

"انساب الاشراف میں ہے، ابن زیاد نے محمد بن اشعث الکندی، اسماء بن خارجہ بن حصین الفزاری کو جنابِ ہانی بن عروہؓ کی طرف بھیجا تو وہ دونوں اُنھیں ابن زیاد کے پاس لے آئے۔ ابن زیاد نے اُنھیں کہا: اے ہانیؓ! تم نے مسلمؑ بن عقیلؑ کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے یہاں کوفہ میں تمام لوگ اکٹھے رہ رہے تھے۔ اُن کے درمیان کوئی اختلاف وافتراق نہیں تھی۔ وہ سب آپس میں متفق تھے۔ تُو نے ان کے درمیان اختلاف کو ہوا دی ہے اور انھیں ایک دوسرے سے جدا کر دیا ہے۔ ایک آدمی اِدھر کوفہ میں آیا ہوا ہے۔

جنابِ ہانیؓ نے سن کر کہا: اللہ امیر کا بھلا کرے، وہ میری مرضی کے خلاف میرے پاس آئے ہیں اور اُنھوں نے مجھ سے اقامت کا سوال کیا ہے۔ میں نے اُنھیں اپنے پاس رہائش دے دی ہے۔

ابن زیاد نے کہا: اُنھیں میرے پاس لے آؤ، تاکہ تمھارے اس جرم کی تلافی ہو جائے۔ جنابِ ہانیؓ نے انکار کر دیا۔ ابن زیاد نے کہا: واللہ! اگر تم انھیں میرے حوالے نہ کرو گے تو مَیں تمھیں قتل کر دوں گا۔

جنابِ ہانیؓ نے کہا: اگر تم مجھے قتل کرو گے تو پھر تلواروں کی چمک دمک سے تیرے گھر کا ماحول بدل کر رہ جائے گا۔

ابن زیاد نے کہا: انھیں میرے قریب لاؤ۔ جونہی جنابِ ہانیؓ کو اُس کے

قریب لایا گیا تو اُس نے عصا کے ساتھ جنابِ ہانیؓ پر حملہ کر دیا جس سے اُن کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی اور پیشانی سخت مجروح ہو گئی۔ پھر حکم دیا کہ انھیں کسی حجرے میں قید کر دیا جائے"۔ ①

حضرت ہانیؓ بن عروہ کی گرفتاری کے بعد ابن زیاد کا اہلِ کوفہ سے خطاب

تاریخ الطبری عن محمد بن بشیر الھمدانی: لَمَّا ضَرَبَ عُبَيْدُ اللهِ هَانِئًا وَحَبَسَهُ، خَشِيَ أَن يَثِبَ النَّاسُ بِهِ، فَخَرَجَ فَصَعِدَ الْمِنبَرَ وَمَعَهُ أَشْرَافُ النَّاسِ، وَشُرَطُهُ وَحَشَمُهُ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَيُّهَا النَّاسُ! فَاعْتَصِمُوا بِطَاعَةِ اللهِ وَطَاعَةِ أَئِمَّتِكُم، وَلَا تَخْتَلِفُوا وَلَا تَفَرَّقُوا، فَتَهْلِكُوا وَتَذِلُّوا، وَتُقْتَلُوا وَتُجْفَوا وَتُحْرَمُوا، إِنَّ أَخَاكَ مَن صَدَقَكَ، وَقَدْ أَعْذَرَ مَنْ أَنْذَرَ. قَالَ: ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنْزِلَ، فَمَا نَزَلَ عَنِ الْمِنبَرِ حَتَّى دَخَلَتِ النَّظَّارَةُ الْمَسْجِدَ مِن قِبَلِ التَّمَّارِينَ يَشْتَدُّونَ وَيَقُولُونَ: قَدْ جَاءَ ابْنُ عَقِيلٍ، قَدْ جَاءَ ابْنُ عَقِيلٍ، فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللهِ الْقَصْرَ مُسْرِعاً، وَأَغْلَقَ أَبْوَابَهُ.

"تاریخ طبری میں محمد بن بشیر الہمدانی سے مروی ہے، جب ابن زیاد نے حضرت ہانیؓ کو مارا پیٹا اور انھیں شدید زخمی کیا تو وہ سخت خوف زدہ ہوا کہ ابھی اس کی قوم والے آتے ہوں گے تو وہ فوراً مسجد میں منبر پر آیا۔ اُس وقت اشرافِ کوفہ خدم، حشم اُس کے ہمراہ تھے۔ اس نے اللہ رب العزت کی حمد وثنا بیان کی اور پھر کہا:

اے لوگو! اللہ کی اطاعت پر جمع ہو جاؤ۔ اُس کے بعد اپنے حکمرانوں کی

---

① انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۷؛ العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۶۳؛ الامامت والسیاست: ج ۲، ص ۹؛ المحاسن والمساوئی: ص ۶۰؛ المحن: ص ۱۳۵؛ جواہر المطالب: ج ۲، ص ۲۶۷

اطاعت کرو اور کسی قسم کا اختلاف نہ کرو۔ افتراق و فساد سے بچو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ ذلت و رُسوائی سے دوچار ہو گے، مارے جاؤ گے، جفائیں سہو گے، حکومتی عطیات سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ تمھارا بھائی وہ ہے جو تمھیں سچ کہے اور جس نے صاف صاف اور کھری کھری باتیں کیں اُس پر الزام نہیں ہے۔

ابھی وہ منبر سے اُترنا چاہتا تھا مگر ابھی اُترا نہ تھا کہ خرما فروشوں کی طرف سے بازاری لوگ مسجد میں گھس آئے اور دوڑتے ہوئے کہتے جاتے تھے: ابن عقیلؑ آ گئے، ابن عقیلؑ آ گئے۔ یہ دیکھتے ہی ابن زیاد دوڑ کر قصر میں چلا گیا اور سب دروازے بند کر لیے گئے"۔ ①

الفتوح: خَرَجَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ مِنَ القَصرِ حَتّٰى دَخَلَ المَسجِدَ الأعظَمَ . فَحَمِدَ اللهَ وأثنٰى عَلَيهِ . ثُمَّ التَفَتَ فَرَاٰى أصحَابَهُ عَن يَمِينِ المِنبَرِ وعَن شِمَالِهِ . وَفِي أيدِيهِمُ الأعمِدَةُ وَالسُّيوفُ المُسَلَّلَةُ . فَقَالَ: أمَّا بَعدُ يَا أهلَ الكُوفَةِ، فَاعتَصِمُوا بِطَاعَةِ اللهِ ورَسُولِهِ مُحَمَّدٍ ﷺ . وَطَاعَةِ أئِمَّتِكُم وَلَا تَختَلِفُوا وَلَا تَفَرَّقُوا . فَتَهلِكُوا وتَندَمُوا . وتُذَلُّوا وتُقهَروا . فَلَا يَجعَلَنَّ أحَدٌ عَلَى نَفسِهِ سَبِيلًا . وَقَد أعذَرَ مَن أنذَرَ.

قَالَ: فَمَا أتَمَّ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ ذٰلِكَ . الخُطبَةَ حَتّٰى سَمِعَ الصَّيحَةَ . فَقَالَ: مَا هٰذَا؟ فَقِيلَ لَهُ: أيُّهَا الأمِيرُ! الحَذَرَ الحَذَرَ . هٰذَا مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ قَد أقبَلَ فِي جَمِيعِ مَن بَايَعَهُ.

قَالَ: فَنَزَلَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ عَنِ المِنبَرِ مُسرِعًا . وَبَادَرَ فَدَخَلَ القَصرَ وَأغلَقَ الأبوَابَ.

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۶۸؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۲؛ الارشاد: ج۲، ص ۵۱؛ بحارالانوار: ج۴۴، ص ۳۴۸؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۵۴

''الفتوح میں ہے، ابنِ زیاد قصر امارہ سے نکل کر جامع مسجد میں داخل ہوا۔ اُس نے اللہ رب العزت کی حمد وثنا بیان کی، پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا جو اُس کے منبر کے دائیں بائیں تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے موجود تھے۔ اُس نے کہا: امابعد! اے اہلِ کوفہ! اللہ سبحانہ اور اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر جمع رہو اور اپنے حکمرانوں کے اوامر کے پابند رہو۔ اختلاف و افتراق سے بچ کر رہو، ورنہ ہلاکت، ندامت اور ذلت کے ساتھ دوچار کر دیے جاؤ گے۔ مظالم سہو گے، تم میں سے کوئی بھی اپنا فیصلہ خود نہ کرے، جس نے صاف اور کھری سنا دیں اس پر الزام نہیں ہے۔ راوی کہتا ہے: ابھی عبیداللہ نے اپنا خطبہ مکمل نہیں کیا تھا کہ اُس نے لوگوں کی چیخ و پکار سنی تو اُس نے کہا: کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا: ابنِ عقیلؓ آگئے، ابن عقیلؓ آگئے۔ جن لوگوں نے اُس کی بیعت کی ہے وہ بھی اُن کے ساتھ ہیں۔ ابنِ زیاد فوراً منبر سے اُترا اور تیزی کے ساتھ دارالامارہ میں داخل ہوگیا اور اُس کے دروازے اپنے اُوپر بند کر دیے''۔ (الفتوح: ج۵،ص۱۳۹؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص۲۰۶)

حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی قصر ابنِ زیاد کی طرف پیش قدمی

تاریخ الطبری عن عبد الله بن خازم: أنَا وَاللهِ رَسُولُ ابنِ عَقِيلٍ إلَى القَصرِ، لِأَنظُرَ إلى مَا صَارَ أمرُ هَانِئٍ، قَالَ: فَلَمَّا ضُرِبَ وَحُبِسَ، رَكِبتُ فَرَسِي وَكُنتُ أوَّلَ أهلِ الدَّارِ دَخَلَ عَلَى مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ بِالخَبَرِ، وَإذَا نِسوَةٌ لِمُرادٍ مُجتَمِعاتٌ يُنادِينَ: يَا عَثرَتَاه! يَا ثُكلَاه! فَدَخَلتُ عَلَى مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ بِالخَبَرِ، فَأَمَرَنِي أن أُنادِيَ فِي أصحَابِهِ، وَقَد مَلَأَ مِنهُمُ الدُّورَ حَولَهُ، وَقَد بَايَعَهُ ثَمانِيَةَ عَشَرَ ألفاً، وَفِي الدُّورِ أربَعَةُ آلَافِ رَجُلٍ.

فَقَالَ لی: نادِ: یا مَنصورُ اَمِت، فَنادَیتُ: یا مَنصورُ اَمِت، وَتَنادی اَهلُ الکُوفَةِ فاجتَمَعوا اِلَیهِ. فَعَقَدَ مُسلِمٌ لِعُبَیدِاللّٰهِ بنِ عَمرِو بنِ عُزَیزٍ الکِندِیِّ عَلیٰ رَبعِ کِندَةَ وَرَبیعَةَ، وَقَالَ: سِر اَمَامی فِی الخَیلِ. ثُمَّ عَقَدَ لِمُسلِمِ بنِ عَوسَجَةَ الأَسَدِیِّ عَلیٰ رُبعِ مَذحِجٍ وَاَسَدٍ، وَقَالَ: انزِل فِی الرِّجَالِ فَاَنتَ عَلَیهِم، وَعَقَدَ لِاَبی ثُمَامَةَ الصَّائِدِیِّ عَلیٰ رُبعِ تَمِیمٍ وَهَمدَانَ، وَعَقَدَ لِعَبّاسِ بنِ جُعدَةَ الجَدَلِیِّ عَلیٰ رُبعِ المَدینَةِ. ثُمَّ اَقبَلَ نَحوَ القَصرِ. فَلَمّا بَلَغَ ابنَ زِیَادٍ اِقبالُهُ، تَحَرَّزَ فِی القَصرِ وَغَلَّقَ الأَبوابَ.

''تاریخ طبری میں عبداللہ بن حازم سے روایت ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے مجھے قصر کی طرف بھیجا تاکہ میں دیکھوں کہ جناب ہانیؓ پر کیا گزری ہے؟ جب جناب ہانیؓ کو عبیداللہ نے مارا تھا اور قید کرلیا تھا تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور تمام لوگوں سے پہلے میں نے ہی حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو جناب ہانیؓ کی اطلاع پہنچائی۔ اُس وقت قبیلہ مراد کی عورتیں جمع ہوگئی تھیں جو فریاد و واویلا کررہی تھیں۔ میں نے حضرت مسلمؑ سے تمام حالات و واقعات بیان کردیئے۔ اس وقت حضرت مسلمؑ کے گرداگرد اُن کے چار ہزار اصحاب موجود تھے اور اٹھارہ ہزار آدمی آپؑ کی بیعت کرچکے تھے۔ مسلمؑ نے مجھے حکم دیا کہ وہ میرے انصار ہیں۔ یَا مَنصُورُ اُمت کا نعرہ بلند کرو۔ میں نے پکار کر کہا: یَا مَنصُورُ اُمت۔ اس کو اہلِ کوفہ بھی پکار پکار کر کہنے لگے: تمام لوگ حضرت مسلمؑ کے پاس جمع ہوگئے''

حضرت مسلمؑ نے ارباعِ کوفہ میں سے بنی کندہ و بنی ربیعہ کا علم عبیداللہ بن عمرو کندی کے حوالے کیا۔ اُنھیں کہا کہ تم میرے آگے آگے سواروں کو لے کر چلو۔ قبیلہ مذحج اور بنی اسد کا علم مسلم بن عوسجہ اسدی کے سپرد کیا اور کہا کہ تم پیادوں کو لے کر میدان میں اُترو اور تمیم و ہمدان کی جمعیت کا علم

ابن ثمامہ صائدی کو دیا اور اہلِ مدینہ کا علَم عباس بن جعدہ جدلی کو دیا۔ یہ لشکر قصر کی طرف چلا۔ جب ابنِ زیاد کو حضرت مسلمؑ کے اِدھر آنے کی خبر پہنچی تو اُس نے قصر میں اپنی حفاظت کا اہتمام کیا اور سب دروازے بند کر دیئے۔ عباس جدلی کا بیان ہے کہ ہم چار ہزار آدمی حضرت ابنِ عقیلؑ کے ساتھ چلے تھے۔ جب دارالامارہ تک پہنچے تو ہم تین سو رہ گئے۔ اِدھر حضرت مسلمؑ قبیلہ مراد کے ساتھ قصر تک پہنچے اور اُسے گھیر لیا۔ پھر لوگ آنے لگے اور جمع ہونے لگے۔ وہیں ہمیں تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ لوگوں اور بازاریوں سے مسجد بھر گئی اور شام تک سب جمع ہوتے چلے گئے۔

﴿ابنِ زیاد کی پریشانی﴾

عبیداللہ کو اِضطراب نے بری طرح گھیر لیا تھا۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ دروازۂ قصر کے سوا اس کے لیے کوئی دوسری پناہ گاہ نہ تھی۔ اس کے پاس تیس سپاہیوں سے زیادہ لوگ نہ تھے۔ اس کے علاوہ اشرافِ کوفہ، گھر کے لوگ اور نوکر چاکر ملا کر کُل بیس افراد تھے۔ قصر کا جو دروازہ رومی محلہ سے متصل تھا اُدھر سے ابنِ زیاد کے پاس اشرافِ شہر آمد و رفت رکھتے تھے۔ یہ تمام لوگ بلند ہو ہو کر ہجوم کو دیکھتے تھے اور اُن سے سخت خوف زدہ تھے کہ کہیں ان پر پتھر نہ پھینکیں، گالیاں نہ دیں۔ ①

الارشاد میں بھی یہی روایت ہے، اس لیے اُسے حذف کر دیا گیا ہے۔ (ارشاد: ج ۲، ص ۵۱)

تاریخ الطبری عن عمّار الدهنی عن أبي جعفر [الباقر] علیہ السلام:
فَأَتَى مُسلِمًا الخَبَرُ اَخبَرُ حَبسِ هَانِیٍٔ، فَنادى بِشِعَارِهِ. فَاجتَمَعَ اِلَیهِ اَربَعَةُ آلافٍ مِن اَهلِ الكُوفَةِ. فَقَدَّمَ مُقَدِّمَتَهُ، وعَبّى مَيمَنَتَهُ ومَيسَرَتَهُ. وَسَارَ فِي القَلبِ إِلى عُبَيدِ اللهِ.

"تاریخ طبری میں عمار الدہنی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۵۸؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۰

محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب حضرت مسلمؑ نے جناب ہانیؒ کے قید ہونے کی خبر سنی تو آپؑ نے اپنے شِعار کے بلند کرنے کا حکم دیا۔ جب شِعار کی آواز بلند ہوئی تو چار ہزار سوار تیار ہو کر اُن کے پاس آ گئے۔ آپؑ نے ایک دستہ کو اپنے آگے رکھا۔ میمنہ اور میسرہ کو منظم کیا اور قلب لشکر میں خود عبیداللہ کی طرف پیش قدمی کی"۔ ①

مقتل الحسين علیہ السلام للخوارزمي: أَقبَلَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ فِي وَقتِهِ ذٰلِكَ، وَمَعَهُ ثَمانِيَةَ عَشَرَ ألفاً أو يَزِيدونَ، وَبَينَ يَدَيهِ الأعلامُ وَالسِّلاحُ الشّاكُ، وَهُم فِي ذٰلِكَ يَشتِمونَ ابنَ زِيادٍ ويَلعَنونَ أباهُ، وَكانَ شِعارُهُم يا مَنصورُ أمِت.

وَكانَ قَد عَقَدَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ لِعَبدِ اللهِ الكِندِيِّ عَلىٰ كِندَةَ، وَقَدَّمَهُ أمامَ الخَيلِ، وعَقَدَ لِمُسلِمِ بنِ عَوسَجَةَ عَلىٰ مَذحِجٍ وأسَدٍ، وعَقَدَ لِأبي ثُمامَةَ بنِ عُمَرَ الصائِدِيِّ على تَميمٍ وهَمدانَ، وعَقَدَ لِلعَبّاسِ بنِ جُعدَةَ الجَدَلِيِّ عَلىٰ أهلِ المَدينَةِ، وأقبَلَ مُسلِمٌ يَسيرُ حَتّىٰ خَرَجَ فِي بَنِي الحَرثِ بنِ كَعبٍ.

"مقتل الحسینؑ خوارزمی میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے جب ابن زیاد کی طرف پیش قدمی کی تو اُس وقت آپؑ کے ہمراہ اٹھارہ ہزار یا اُس سے زیادہ آدمی تھے۔ آپؑ کے آگے آگے وہ لوگ چل رہے تھے کہ جن کے ہاتھ میں علَم تھے اور یہ سب لوگ مسلح تھے۔ وہ ابن زیاد کو گالیاں دے رہے تھے اور اُس کے باپ پر لعنت بھیج رہے تھے۔ اِن کا شِعار یامنصور اُمت تھا۔

① تاریخ الطبری: ج۵، ص ۳۵۰؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص ۴۲۶؛ تہذیب التہذیب: ج۱، ص ۵۹۱؛ الاصابہ: ج۲، ص ۷۰؛ سیر أعلام النبلاء: ج۳، ص ۳۰۷؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۲؛ امالی الشجری: ج۱، ص ۱۹۱، الحدائق الوردیہ: ج۱، ص ۱۱۵

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے بنی کندہ کی زمام عبداللہ الکندی کے سپرد کی۔ اس سے کہا: تم میرے آگے آگے سواروں کو لے کر چلو۔ قبیلہ مذحج اور بنی اسد کا علم مسلم بن عوسجہ اسدی کے حوالے کیا اور کہا: تم پیادوں کو لے کر میدان میں اُترو۔ یہ فوج تمہارے حوالے ہے۔ تمیم و ہمدان کی جمعیت کا علم ابن ثمامہ صائدی کو دیا اور اہلِ مدینہ کا علم عباس بن جعدہ جدلی کے ہاتھ میں دیا۔ اس صورت میں حضرت مسلمؑ ابن زیاد کے قصر کی طرف چلے"۔ ①

البداية والنهاية :سَمِعَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ الخَبَرَ [خَبَرَ حَبسِ هَانِئٍ] ، فَرَكِبَ ونادى بِشِعَارِهِ يا مَنصورُ أمِت ، فَاجتَمَعَ إلَيهِ أربَعَةُ آلافٍ مِن أهلِ الكُوفَةِ ، وَكَانَ مَعَهُ المُختَارُ بنُ أبي عُبَيدٍ وَمَعَهُ رايَةٌ خَضراءُ ، [و] عَبدُ اللهِ بنُ نَوفَلِ بنِ الحَارِثِ بِرايَةٍ حَمراءَ ، فَرَتَّبَهُم مَيمَنَةً ومَيسَرَةً ، وَسَارَ هُوَ فِي القَلبِ إلى عُبَيدِ اللهِ ، وَهُوَ يَخطُبُ النَّاسَ فِي أمرِ هَانِئٍ وَيُحَذِّرُهُم مِنَ الاختِلافِ وأشرافُ النَّاسِ وأُمَراؤُهُم تَحتَ مِنبَرِهِ ، فَبَينَما هُوَ كَذلِكَ إذ جَاءَتِ النَّظَّارَةُ يَقُولُونَ : جَاءَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ ، فَبَادَرَ عُبَيدُ اللهِ فَدَخَلَ القَصرَ وَمَن مَعَهُ ، وأغلَقُوا عَلَيهِمُ البَابَ.

"البدایہ والنہایہ میں ہے، جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو جنابِ ہانیؓ کے قید ہونے کی اطلاع ملی تو آپؑ فوراً مرکب پر سوار ہوئے اور اپنے شِعار یامنصورُ اُمت کی آواز بلند کی۔ آپؑ کے پاس اہلِ کوفہ میں سے چار ہزار جوان مرد جمع ہو چکے تھے۔ آپؑ کے ہمراہ مختار بن ابوعبیدہ ثقفی بھی تھے۔ اُنھوں نے اُس وقت سبز پرچم اُٹھایا ہوا تھا۔ عبداللہ بن نوفل بن حارث بھی تھے جن کے ہاتھ میں سرخ علَم تھا۔ آپؑ نے میمنہ اور میسرہ کو

① مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۰۶؛ الفتوح: ج ۵، ص ۴۹

مرتب کیا اور قلب لشکر میں خود رہ کر ابن زیاد کی طرف پیش قدمی کی۔ اُس وقت ابن زیاد جامع مسجد میں خطاب کر رہا تھا کہ اختلاف نہ کرو۔ کوفہ کے کچھ معززین اور اُمراء منبر کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس کی گفتگو سن رہے تھے۔ ابھی وہ منبر پر تھا کہ بازار سے اچانک لوگوں کا ہجوم مسجد میں داخل ہوا اور وہ کہہ رہے تھے: "مسلمؑ بن عقیلؑ آ گئے"۔

یہ دیکھ کر عبداللہ نے دوڑ کر دارالامارہ میں پناہ لی اور اپنے اُوپر دروازے بند کر دیے"۔ (1)

حضرت مسلمؑ اور اُن کے اصحاب کا قصر ابن زیاد کا محاصرہ

تاریخ الطبری عن عبّاس الجدلی: خَرَجنا مَعَ ابنِ عَقِیلٍ أربَعَةَ آلافٍ . فَمَا بَلَغنَا القَصرَ إلّا ونَحنُ ثَلاثُمِئَةٍ ! قالَ : وأقبَلَ مُسلِمٌ یَسیرُ فِي النّاسِ مِن مُرادٍ حَتّی أحاطَ بِالقَصرِ . ثُمَّ إنَّ النّاسَ تَداعَوا إلَینا وَاجتَمَعوا . فَوَاللهِ ما لَبِثنا إلّا قَلیلاً حَتّی امتَلَأَ المَسجِدُ مِنَ النّاسِ وَالسّوقِ . وَما زالوا یَثوبونَ حَتَّی المَساءِ . فَضاقَ بِعُبَیدِ اللهِ ذَرعُهُ . وَکانَ کِبَرُ أمرِهِ أن یَتَمَسَّكَ بِبابِ القَصرِ ، ولَیسَ مَعَهُ إلّا ثَلاثونَ رَجُلاً مِنَ الشُّرَطِ ، وعِشرونَ رَجُلاً مِن أشرافِ النّاسِ ، وأهلُ بَیتِهِ ومَوالیهِ .

"تاریخ طبری میں عباس الجدلی سے مروی ہے کہ جب ہم ابن عقیلؑ کے ساتھ نکلے تو اُس وقت ہم چار ہزار افراد تھے۔ جب ہم ابن زیاد کے قصر کے نزدیک پہنچے تو صرف تین سو رہ گئے تھے۔ حضرت مسلمؑ قبیلۂ مراد کے ساتھ قصر تک پہنچے اور اُسے گھیر لیا۔ پھر لوگ جمع ہونے لگے۔ ہمیں وہاں تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ لوگوں اور بازاریوں سے مسجد بھر گئی، اور شام

(1) البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۴

تک سب جمع ہوتے چلے گئے۔ عبیداللہ حیران و سرگردان ہو کر رہ گیا۔ اُس کی سرگردانی کا بڑا سبب یہ تھا کہ دروازہ قصر کے سوا کوئی اُس کے لیے پناہ گاہ نہ تھی۔ کُل تیس سپاہی اس کے پاس تھے۔ شہر کے اشراف، گھر کے لوگ اور نوکر چاکر ملا کر اُس کے پاس بیس افراد تھے"۔ ①

مروج الذهب: لَمَّا بَلَغَ مُسلِمًا مَا فَعَلَ ابنُ زِيَادٍ بِهَانِئٍ، اَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادىٰ يَا مَنصُورُ وَكَانَت شِعَارُهُم. فَتَنادىٰ اَهلُ الكُوفَةِ بِهَا. فَاجتَمَعَ اِلَيهِ فِي وَقتٍ وَاحِدٍ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ اَلفَ رَجُلٍ. فَسَارَ اِلَى ابنِ زِيَادٍ فَتَحَصَّنَ مِنهُ. فَحَصَرُوهُ فِي القَصرِ.

"مروج الذہب میں ہے: جب حضرت مسلمؑ تک ابن زیاد کے حضرت ہانیؓ پر ظلم و ستم کی خبر پہنچی تو آپؑ نے یامنصور اُمت کا نعرہ بلند کیا۔ اہلِ کوفہ نے بھی یہی نعرہ بلند کیا تو اُسی وقت اٹھارہ ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

جب یہ لشکر ابن زیاد کی طرف روانہ ہوا تو اُس نے اپنے آپ کو قصر میں محفوظ کر لیا۔ ان لوگوں نے قصر کا محاصرہ کر لیا"۔ (مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۷)

أنساب الأشراف: اَتىٰ مُسلِمًا خَبَرُ هَانِئٍ. فَاَمَرَ اَن يُنَادِي فِي اَصحَابِهِ. وَقَد تَابَعَهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ اَلفَ رَجُلٍ. وَصَارُوا فِي الدُّورِ حَولَهُ. فَلَم يَجتَمِع اِلَيهِ اِلَّا اَربَعَةُ الافِ رَجُلٍ. فَعَبَّاهُم ثُمَّ زَحَفَ نَحوَ القَصرِ. وَقَد اَغلَقَ عُبَيدُاللهِ بنُ زِيَادٍ اَبوَابَهُ. وَلَيسَ مَعَهُ فِيهِ اِلَّا عِشرُونَ مِنَ الوُجُوهِ. وَثَلَاثُونَ مِنَ الشُّرَطِ.

"انساب الاشراف میں ہے، جب حضرت مسلمؑ کو جناب ہانیؓ کی قید کی اطلاع ملی تو آپؑ نے حکم دیا کہ اُن کے اصحاب کو بلایا جائے، جنھوں نے اُن کی

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۶۹؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۴۷؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۳؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۳؛ المختصر فی اخبار البشر ابوالفداء: ج ۱، ص ۱۸۹

بیعت کی تھی جن کی تعداد اٹھارہ ہزار تھی۔ اس وقت آپؑ کے اردگرد چار ہزار آدمی جمع ہو گئے۔ آپؑ نے انھیں منظم کیا۔ پھر ابن زیاد کی طرف پیش قدمی کی۔ ابن زیاد نے دارالامارہ کے تمام دروازے اپنے اُوپر بند کر دیے۔ اُس وقت اُس کے پاس اشرافِ کوفہ میں سے بیس افراد اور سپاہیوں میں سے صرف تیس سپاہی تھے"۔ (انساب الاشراف: ج۲، ص۳۳۸)

المناقب لابن شهر آشوب: وَصَلَ الْخَبَرُ [أَيْ خَبَرُ حَبْسِ هَانِئٍ] إِلَىٰ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ، فِي أَرْبَعَةِ آلَافٍ كَانُوا حَوالَيهِ. فَاجْتَمَعَ إِلَيهِ ثَمَانِيَةُ آلَافٍ مِمَّن بَايَعُوهُ. فَتَحَرَّزَ عُبَيْدُ اللهِ، وَغَلَّقَ الْأَبْوَابَ. وَسَارَ مُسْلِمٌ حَتَّىٰ أَحَاطَ بِالْقَصْرِ.

"مناقب ابن شہر آشوب میں ہے، جب حضرت مسلمؑ کو جنابِ ہانیؓ کے قید ہونے کی اطلاع ملی تو اُس وقت آپؑ کے پاس چار ہزار افراد جمع ہو گئے تھے جبکہ آپؑ کی اٹھارہ ہزار آدمی بیعت کر چکے تھے۔ عبیداللہ مضطرب ہوا اور اُس نے قصر کے تمام دروازے بند کر دیے۔ حضرت مسلمؑ قصر کی طرف چلے اور اُس کا محاصرہ کر لیا"۔ (مناقب ابن شہر آشوب: ج۴، ص۹۲)

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے اصحاب اور ابن زیاد کی فوج کے درمیان جنگ

الملهوف: بَلَغَ الْخَبَرُ [أَيْ خَبَرُ حَبْسِ هَانِئٍ] إِلَىٰ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ، فَخَرَجَ بِمَن بَايَعَهُ إِلَىٰ حَرْبِ عُبَيْدِ اللهِ. فَتَحَصَّنَ مِنْهُ بِقَصْرِ الْإِمَارَةِ، وَاقْتَتَلَ أَصْحَابُهُ وَأَصْحَابُ مُسْلِمٍ.

"الملہوف میں ہے، جب حضرت مسلمؑ کو اطلاع ملی کہ جنابِ ہانیؓ کو قید کر لیا گیا ہے تو آپؑ اپنے بیعت کرنے والوں کے ساتھ عبیداللہ کی طرف بڑھے۔ وہ دارالامارہ میں قلعہ بند ہو کر رہ گیا۔ وہیں حضرت مسلمؑ کے اصحاب اور ابن زیاد کی فوج کے درمیان جنگ ہوئی"۔ (الملہوف: ص۱۳۹)

تاریخ الطبری عن ھلال بن یساف: لَقِیتُھُم [أی مُسلِمًا وأصحَابَہٗ] تِلکَ اللَّیلَةَ فِی الطَّرِیقِ عِندَ مَسجِدِ الأنصَارِ. فَلَم یَکُونُوا یَمُرُّونَ فِی طَرِیقٍ یَمِینًا وَلَا شِمَالًا. إِلَّا وَذَھَبَت مِنھُم طَائِفَةٌ. الثَّلَاثُونَ وَالأربَعُونَ وَنَحوُ ذٰلِکَ.

قَالَ: فَلَمَّا بَلَغَ السُّوقَ وَھِیَ لَیلَةٌ مُظلِمَةٌ. وَدَخَلُوا المَسجِدَ. قِیلَ لِابنِ زِیَادٍ: وَاللہِ مَا نَرَیٰ کَثِیرَ أحَدٍ، وَلَا نَسمَعُ أصوَاتَ کَثِیرِ أحَدٍ. فَأمَرَ بِسَقفِ المَسجِدِ فَقُلِعَ. ثُمَّ أمَرَ بِحَرَادِیٍّ فِیھَا النِّیرَانُ. فَجَعَلُوا یَنظُرُونَ فَإذَا قَرِیبُ خَمسِینَ رَجُلًا. قَالَ: فَنَزَلَ فَصَعِدَ المِنبَرَ، وَقَالَ لِلنَّاسِ: تَمَیَّزُوا أربَاعًا أربَاعًا، فَانطَلَقَ کُلُّ قَومٍ إِلَیٰ رَأسِ رُبعِھِم. فَنَھَضَ إِلَیھِم قَومٌ یُقَاتِلُونَھُم. فَجُرِحَ مُسلِمٌ جِرَاحَةً ثَقِیلَةً. وَقُتِلَ نَاسٌ مِن أصحَابِہٖ وَانھَزَمُوا. فَخَرَجَ مُسلِمٌ فَدَخَلَ دَارًا مِن دُورِ کِندَةَ.

"تاریخ طبری میں ہلال بن یساف سے مروی ہے، رات کا وقت تھا وہاں میں نے مسجد انصار کے قریب حضرت مسلمؑ کے اصحاب کو دیکھا جو وہیں سے دائیں بائیں نکل رہے تھے یہاں تک کہ حضرت مسلمؑ کے پاس تیس آدمیوں سے زیادہ لوگ نہیں رہے تھے۔

راوی کہتا ہے: جب وہ بازار میں پہنچے تو اُس وقت ہر طرف تاریکی چھا چکی تھی۔ ابن زیاد سے کہا گیا کہ اب اصحابِ مسلمؑ کی آوازیں جس طرح پہلے سنائی دیتی تھیں اب سنائی نہیں دیتیں تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: مسجد کی چھت پر جا کر دیکھو کہ کہیں اُس کے آدمی وہاں موجود نہ ہوں۔ لوگوں نے جا کر دیکھا تو وہاں کسی کو نہ پایا۔

ابن زیاد نے کہا: سائبانوں کو سنبھالو کہ وہ ان کے نیچے چھپے ہوئے تمہاری گھات میں نہ بیٹھے ہوں۔ یہ سن کر لوگ مسجد کے صحن میں جو دالان

(قصر کے متصل) بنے ہوئے تھے اُن کی چھتوں پر چڑھ گئے اور اُن کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں۔ وہ جھک جھک کر دیکھتے تھے کہ سائبانوں میں کوئی ہے تو نہیں۔

راوی کہتا ہے: وہ منبر پر آیا اور لوگوں سے کہا کہ وہ چار حصوں میں تقسیم ہو جائیں۔ لوگ اپنے اپنے رُبع کے رئیس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر ان لوگوں نے حضرت مسلمؑ کے ساتھیوں سے جنگ کی۔ ان کے بہت سے لوگ مارے گئے اور اُنھوں نے ہزیمت اُٹھائی۔ حضرت مسلمؑ وہاں سے نکلے اور محلہ بنی کندہ میں داخل ہو گئے"۔ (1)

تاريخ الطبري عن عيسى بن يزيد: إنَّ المُختَارَ بنَ أبي عُبَيدٍ، وَعَبدَ اللهِ بنَ الحَارِثِ بنِ نَوفَلٍ، كَانَا خَرَجَا مَعَ مُسلِمٍ، خَرَجَ المُختَارُ بِرَايَةٍ خَضرَاءَ، وَخَرَجَ عَبدُ اللهِ بِرَايَةٍ حَمرَاءَ، وَعَلَيهِ ثِيَابٌ حُمرٌ، وَجَاءَ المُختَارُ بِرَايَتِهِ فَرَكَزَهَا عَلَى بَابِ عَمرِو بنِ حُرَيثٍ، وَقَالَ: إنَّمَا خَرَجتُ لِأَمنَعَ عَمرًا.

وَإنَّ ابنَ الأَشعَثِ وَالقَعقَاعَ بنَ شَورٍ وشَبَثَ بنَ رِبعِيٍّ، قَاتَلُوا مُسلِمًا وَأَصحَابَهُ عَشِيَّةَ سَارَ مُسلِمٌ إلَى قَصرِ ابنِ زِيَادٍ، قِتَالًا شَدِيدًا، وَإنَّ شَبَثًا جَعَلَ يَقُولُ: انتَظِرُوا بِهِمُ اللَّيلَ يَتَفَرَّقُوا. فَقَالَ لَهُ القَعقَاعُ: إنَّكَ قَد سَدَدتَ عَلَى النَّاسِ وَجهَ مَصِيرِهِم، فَأَخرِج لَهُم يَنسَرِبُوا. وَإنَّ عُبَيدَ اللهِ أمَرَ أن يُطلَبَ المُختَارُ وَعَبدُ اللهِ بنُ الحَارِثِ، وَجَعَلَ فِيهِمَا جُعلًا، فَأُتِيَ بِهِمَا فَحُبِسَا.

"تاریخ طبری میں عیسٰی بن یزید سے روایت ہے، جناب مختار بن عُبید اور

---

(1) تاریخ طبری: ج۵، ص۳۹۱؛ الفتوح: ج۵، ص۵۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۰۷

عبداللہ بن حارث بن نوفل حضرت مسلمؑ کے ساتھ نکلے۔ جنابِ مختارؓ کے ہاتھ میں سبز علَم تھا اور جنابِ عبداللہ کے ہاتھ میں سرخ پرچم تھا اور اُس نے سرخ عبا پہن رکھی تھی۔ جنابِ مختارؓ نے اپنا علَم عمرو بن حریث کے دروازے پر گاڑھ دیا اور کہا: میں نے یہاں اس لیے خروج کیا ہے کہ عمرو کے سامنے رکاوٹ کھڑی کر دوں۔

اِدھر ابنِ اَشعث، قعقاع بن شور، شبث بن ربعی نے حضرت مسلمؑ اور اُن کے اصحاب کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ عشاء کا وقت ہو گیا۔ حضرت مسلمؑ نے شدید جنگ کی۔ اسی حالت میں آپ قصرِ ابنِ زیاد تک پہنچ گئے۔ شبث کہنے لگا: رات ہو لینے دو، لوگ متفرق ہو جائیں گے۔ قعقاع نے اُسے کہا: تو نے لوگوں کے ٹھکانوں کے راستے کو بند کر رکھا ہے۔ راستہ کھول دے یہ لوگ آہستہ آہستہ کھسک جائیں گے۔ عبیداللہ نے مختارؓ اور عبداللہ بن حارثؓ کی گرفتاری کا حکم دے دیا کہ جو آدمی انھیں گرفتار کر کے اس کے پاس لے آئے گا وہ اُسے انعام دے گا۔ ان دونوں لیڈروں کو گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا گیا"۔ ①

الأخبار الطوال: لَمَّا بَلَغَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ قَتلُ هَانِئِ بنِ عُروَةَ، نَادىٰ فِيمَن كَانَ بَايَعَهُ، فَاجتَمَعُوا، فَعَقَدَ لِعَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ كُرَيزٍ الكِندِيِّ عَلىٰ كِندَةَ وَرَبِيعَةَ، وَعَقَدَ لِمُسلِمِ بنِ عَوسَجَةَ عَلىٰ مَذحِجٍ وَأَسَدٍ، وَعَقَدَ لِأَبي ثُمَامَةَ الصَّيدَاوِيِّ عَلىٰ تَمِيمٍ وَهَمدَانَ، وَعَقَدَ لِلعَبَّاسِ بنِ جُعدَةَ بنِ هُبَيرَةَ عَلىٰ قُرَيشٍ وَالأَنصَارِ، فَتَقَدَّمُوا جَمِيعًا حَتّىٰ أَحَاطُوا بِالقَصرِ، وَاتَّبَعَهُم هُوَ فِي بَقِيَّةِ النَّاسِ. وَتَحَصَّنَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ فِي القَصرِ، مَعَ مَن حَضَرَ

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۸۱؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۵۲

مجلسهُ فِي ذٰلِكَ اليَومِ مِن أشرَافِ أهلِ الكُوفَةِ، وَالأعوَانِ وَالشُّرَطِ، وَكَانُوا مِقدَارَ مِئَتَي رَجُلٍ، فَقَامُوا عَلَى سُورِ القَصرِ يَرمُونَ القَومَ بِالمَدَرِ وَالنُّشَّابِ، وَيَمنَعُونَهُم مِنَ الدُّنُوِّ مِنَ القَصرِ، فَلَم يَزَالُوا بِذٰلِكَ حَتّٰى أمسَوا.

"اخبار الطوال میں ہے، جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو جنابِ ہانیؓ کے قتل کی اطلاع پہنچی تو اُنھوں نے اپنی بیعت کرنے والوں کو آواز دی تو وہ سب آپؑ کے پاس جمع ہو گئے۔ عبدالرحمٰن بن کریز کندی کو کندہ اور ربیعہ پر مقرر کیا۔ مسلم بن عوسجہ کو مذحج اور بنی اسد کی امارت دی۔ تمیم اور ہمدان کا علم ابوثمامہ صیداوی کے سپرد کیا۔ عباس بن جعدہ بن ہبیرہ کو قریش اور انصار کا امیر بنایا۔ اس لشکر نے پیش قدمی کی اور قصر کا محاصرہ کیا۔ باقی لوگوں نے بھی اس لشکر کا ساتھ دیا۔

ابن زیاد قصر میں قلعہ بند ہو گیا۔ اُس وقت اُس کے پاس اہلِ کوفہ میں سے کچھ اشرافِ کوفہ، گھر والے اور سپاہی تھے۔ یہ سب ملا کر دو سو افراد بنتے تھے۔ یہ قصر کی دیواروں پر چڑھ گئے اور حضرت مسلمؑ کے لشکر کو مٹی کے ڈھیلے مارنے لگے اور جن کے پاس تیر تھے اُنھوں نے تیر باری شروع کر دی۔ وہ لوگوں سے کہتے کہ وہ قصر کے قریب نہ آئیں۔ یہ سلسلہ شام تک جاری رہا"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۸)

مثیر الأحزان: لَمّا بَلَغَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ خَبَرُهُ [أي خَبَرُ حَبسِ هَانِئٍ]، خَرَجَ بِجَمَاعَةٍ مِمَّن بَايَعَهُ إلىٰ حَربِ عُبَيدِ اللهِ، بَعدَ أن رَأىٰ أكثَرَ مَن بَايَعَهُ مِنَ الأشرَافِ نَقَضُوا البَيعَةَ، وَهُم مَعَ عُبَيدِ اللهِ، فَتَحَصَّنَ بِدَارِ الإمَارَةِ، وَاقتَتَلُوا قِتَالًا شَدِيدًا إلىٰ أن جَاءَ اللَّيلُ فَتَفَرَّقُوا عَنهُ، وَبَقِيَ مَعَهُ أُنَاسٌ قَلِيلٌ، فَدَخَلَ

الْمَسْجِدَ يُصَلِّي ، وَطَلَعَ مُتَوَجِّهاً نَحْوَ بَابِ كِنْدَةَ ، فَإِذَا هُوَ وَحْدَهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ يَذْهَبُ.

"مثیر الاحزان میں ہے، جب حضرت مسلمؑ کو حضرت ہانیؓ کے قید و بند ہونے کی خبر ملی تو آپؑ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ابن زیاد کی طرف نکلے، تا کہ اُس سے جنگ کریں۔ کچھ دیر بعد بہت سے اشرافِ کوفہ نے آپؑ کی بیعت توڑ ڈالی اور ابن زیاد کے ساتھ جا ملے۔ اس وقت ابن زیاد دارالامارہ میں قلعہ بند تھا۔ دونوں گروہوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی۔ جب رات ہوئی تو لوگ متفرق ہو گئے۔ حضرت مسلمؑ کے ساتھ بہت تھوڑے لوگ باقی رہ گئے تھے۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے کہ نماز پڑھیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپؑ کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ آپؑ نے بابِ کندہ کی طرف رُخ کیا۔ اس وقت آپؑ اکیلے تھے۔ آپؑ اس سوچ میں پڑ گئے کہ اب وہ کدھر جائیں"۔

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): بَلَغَ الْخَبَرُ [أي خَبَرُ حَبسِ هَانِئٍ] مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ ، فَخَرَجَ فِي نَحوٍ مِن أَربَعِ مِئَةٍ مِنَ الشِّيعَةِ . فَمَا بَلَغَ القَصرَ إِلَّا وَهُوَ فِي نَحوِ سِتِّينَ رَجُلًا ، فَغَرَبَتِ الشَّمسُ وَاقتَتَلُوا قَرِيبًا مِنَ الرَّحبَةِ . ثُمَّ دَخَلُوا المَسجِدَ ، وَكَثُرَهُم أَصحَابُ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، حضرت مسلمؑ کو بتایا گیا کہ ابن زیاد نے جنابِ ہانیؓ کو قید کر دیا ہے تو آپؑ چار سو آدمیوں کے ساتھ قصرِ ابن زیاد کی طرف بڑھے۔ جب آپؑ قصر کے قریب گئے تو اس وقت آپؑ کے ساتھ ۶۰ آدمی تھے۔ اِدھر سورج غروب ہوا اُدھر طرفین میں شدید جنگ ہوئی۔ پھر وہ مسجد میں داخل ہوئے۔ اُس وقت ابن زیاد کے ساتھیوں کی تعداد بڑھ گئی"۔ ①

---

① طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۳۶۰؛ سیر اعلام: ج۳، ص ۲۹۹

مقتل الحسین للخوارزمی: ثُمَّ خَرَجَ [مُسلِمُ بنُ عَقیلٍ] عَلٰی مَسجِدِ الأَنصارِ حَتّٰی أَحاطَ بِالقَصرِ. وَلَیسَ فِی القَصرِ إِلَّا نَحوٌ مِن ثَلَاثِینَ رَجُلًا مِنَ الشُّرَطِ، وَمِقدارُ عِشرِینَ مِنَ الأَشرافِ، وَأَهلُ بَیتِهِ وَمَوالِیهِ، وَرَکِبَ أَصحابُ ابنِ زِیادٍ، وَاختَلَطَ القَومُ فَاقتَتَلُوا قِتالًا شَدِیدًا. وَابنُ زِیادٍ فِی جَماعَةٍ مِنَ الأَشرافِ قَد وَقَفُوا عَلٰی جِدارِ القَصرِ یَنظُرُونَ إِلٰی مُحارَبَةِ النّاسِ.

''مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے خروج کیا اور آخرکار قصر کا احاطہ کرلیا گیا۔ اُس وقت قصر میں سپاہیوں کی تعداد تیس سے زیادہ نہ تھی۔ باقی اشرافِ کوفہ ابنِ زیاد کے گھر والے اور نوکر چاکر تھے، جن کی تعداد ملا کر بیس تھی۔ دونوں گروہوں میں شدت کا رَن پڑا۔ ابنِ زیاد اشرافِ کوفہ کے ساتھ قصر کی دیواروں سے جھانک کر جنگ دیکھ رہا تھا''۔ ①

الأمالی للشجری عن سعید بن خالد: جاءَ القَعقاعُ بنُ شَورٍ وَشَبَثُ بنُ رِبعِیٍّ فَقاتَلُوا حَتّٰی ثارَ اللَّیلُ بَینَهُم، وَذٰلِكَ عِندَ التَّمارِینَ عِندَ اختِلاطِ الظَّلامِ. فَقالَ: وَیحَکُم! قَد خَلَّیتُم بَینَ النّاسِ أَن یَنهَزِمُوا فَاخرُجوا. فَفَعَلوا ذٰلِكَ. وَانهَزَمَ مُسلِمُ بنُ عَقیلٍ، فَأَوٰی إِلَی امرَأَةٍ فَآوَتهُ.

''امالی شجری میں سعید بن خالد سے روایت ہے کہ قعقاع بن شور اور شبث بن ربعی نے حضرت مسلمؑ سے جنگ کی۔ رات کی تاریکی چھٹ چکی تھی۔ اندھیری رات میں لوگوں کا گزرنا مشکل ہو رہا تھا۔ اُن میں سے کسی ایک نے کہا: افسوس ہے تم پر، تم لوگوں نے مسلمؑ کے ساتھیوں کا راستہ

① مقتل الحسین خوارزمی، ج۱، ص۲۰۶؛ الفتوح: ج۵، ص۴۹

روک رکھا ہے۔ ان کا راستہ چھوڑ دو تاکہ وہ نکل جائیں۔ پس انھوں نے ایسے ہی کیا۔ مسلمؑ بن عقیلؑ شکست کھا چکے تھے۔ اُنھوں نے ایک عورت سے پناہ طلب کی اور اُس عورت نے آپؑ کو پناہ دی"۔

الکامل فی التاریخ: كَانَ فِيمَن قَاتَلَ مُسلِمًا مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ، وَشَبَثُ بنُ رِبعِيٍّ التَّمِيمِيُّ، وَالقَعقَاعُ بنُ شَورٍ، وَجَعَلَ شَبَثٌ يَقُولُ: إِنتَظِرُوا بِهِمُ اللَّيلَ يَتَفَرَّقُوا. فَقَالَ لَهُ القَعقَاعُ: إِنَّكَ قَد سَدَدتَ عَلَيهِم وَجهَ مَهرَبِهِم، فَافرِج لَهُم يَتَفَرَّقُوا.

"الکامل فی التاریخ میں ہے: محمد بن اشعث، شبث بن ربعی تمیمی اور قعقاع بن شور نے حضرت مسلمؑ کے ساتھ جنگ کی۔ جب جنگ جاری تھی تو اُس وقت شبث نے کہا: رات کا انتظار کرو۔ لوگ متفرق ہو جائیں گے۔ قعقاع نے اُسے کہا: تُو نے لوگوں کے بھاگنے کے راستے بند کر رکھے ہیں، راستے کھول دے تاکہ لوگ واپس چلے جائیں"۔ (الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۵)

حضرت مسلمؑ سے لوگوں کو توڑنے کی ابن زیاد کی سیاست

تاریخ الطبری عن عباس الجدلی: أَقبَلَ أَشرَافُ النَّاسِ يَأتُونَ ابنَ زِيَادٍ مِن قِبَلِ البَابِ الَّذِي يَلِي دَارَ الرُّومِيِّينَ، وَجَعَلَ مَن بِالقَصرِ مَعَ ابنِ زِيَادٍ يُشرِفُونَ عَلَيهِم فَيَنظُرُونَ إِلَيهِم، فَيَتَّقُونَ أَن يَرمُوهُم بِالحِجَارَةِ، وَأَن يَشتِمُوهُم وَهُم لَا يَفتُرُونَ عَلَى عُبَيدِ اللهِ وَعَلَى أَبِيهِ.

وَدَعَا عُبَيدُ اللهِ كَثِيرَ بنَ شِهَابِ بنِ حُصَينٍ الحَارِثِيَّ، فَأَمَرَهُ أَن يَخرُجَ فِيمَن أَطَاعَهُ مِن مَذحِجٍ، فَيَسِيرَ بِالكُوفَةِ، وَيُخَذِّلَ النَّاسَ عَنِ ابنِ عَقِيلٍ، وَيُخَوِّفَهُمُ الحَربَ، وَيُحَذِّرَهُم عُقُوبَةَ السُّلطَانِ

وَاَمَرَ مُحَمَّدَ بنَ الأَشعَثِ اَن يَخرُجَ فِيمَن اَطَاعَهُ مِن كِندَةَ وَحَضرَمَوتَ، فَيَرفَعَ رَايَةَ اَمَانٍ لِمَن جَاءَهُ مِنَ النَّاسِ.

وَقَالَ مِثلَ ذٰلِكَ لِلقَعقَاعِ بنِ شَورٍ الذُّهلِيِّ، وَشَبَثِ بنِ رِبعِيٍّ التَّمِيمِيِّ، وَحَجَّارِ بنِ اَبجَرٍ العِجلِيِّ، وَشِمرِ بنِ ذِي الجَوشَنِ العَامِرِيِّ وَحَبَسَ سَائِرَ وُجُوهِ النَّاسِ عِندَهُ استِيحَاشًا اِلَيهِم، لِقِلَّةِ عَدَدِ مَن مَعَهُ مِنَ النَّاسِ، وَخَرَجَ كَثِيرُ بنُ شِهَابٍ يُخَذِّلُ النَّاسَ عَنِ ابنِ عَقِيلٍ.

قَالَ اَبُو مِخنَفٍ: فَحَدَّثَنِي اَبُو جَنَابٍ الكَلبِيُّ اَنَّ كَثِيرًا اَلفَى رَجُلًا مِن كَلبٍ يُقَالُ لَهُ عَبدُ الاَعلَى بنُ يَزِيدَ، قَد لَبِسَ سِلَاحَهُ يُرِيدُ ابنَ عَقِيلٍ فِي بَنِي فِتيَانٍ، فَاَخَذَهُ حَتّٰى اَدخَلَهُ عَلَى ابنِ زِيَادٍ، فَاَخبَرَهُ خَبَرَهُ، فَقَالَ لِابنِ زِيَادٍ: اِنَّمَا اَرَدتُكَ، قَالَ: وَكُنتَ وَعَدتَنِي ذٰلِكَ مِن نَفسِكَ، فَاَمَرَ بِهِ فَحُبِسَ.

وَخَرَجَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ حَتّٰى وَقَفَ عِندَ دُورِ بَنِي عُمَارَةَ، وَجَاءَهُ عُمَارَةُ بنُ صَلخَبٍ الاَزدِيُّ وَهُوَ يُرِيدُ ابنَ عَقِيلٍ، عَلَيهِ سِلَاحُهُ، فَاَخَذَهُ فَبَعَثَ بِهِ اِلَى ابنِ زِيَادٍ فَحَبَسَهُ.

فَبَعَثَ ابنُ عَقِيلٍ اِلَى مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ مِنَ المَسجِدِ عَبدَ الرَّحمٰنِ بنَ شُرَيحٍ الشِّبَامِيَّ، فَلَمَّا رَاٰى مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ كَثرَةَ مَن اَتَاهُ، اَخَذَ يَتَنَحّٰى وَيَتَاَخَّرُ.

وَاَرسَلَ القَعقَاعُ بنُ شَورٍ الذُّهلِيُّ اِلَى مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ: قَد جُلتُ عَلَى ابنِ عَقِيلٍ مِنَ العِرَارِ، فَتَاَخَّرَ عَن مَوقِفِهِ، فَاَقبَلَ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى ابنِ زِيَادٍ مِن قِبَلِ دَارِ الرُّومِيِّينَ.

فَلَمَّا اجتَمَعَ عِندَ عُبَيدِ اللهِ كَثِيرُ بنُ شِهَابٍ وَمُحَمَّدٌ وَالقَعقَاعُ فِيمَن اَطَاعَهُم مِن قَومِهِم، فَقَالَ لَهُ كَثِيرٌ، وَكَانُوا مُنَاصِحِينَ

لِابنِ زِيَادٍ: أَصلَحَ اللهُ الأَمِيرَ! مَعَكَ فِي القَصرِ نَاسٌ كَثِيرٌ مِن أَشرَافِ النَّاسِ ، وَمِن شُرَطِكَ وَأَهلِ بَيتِكَ وَمَوَالِيكَ ، فَاخرُج بِنَا إِلَيهِم.

فَأَبَى عُبَيدُ اللهِ ، وَعَقَدَ لِشَبَثِ بنِ رِبعِيٍّ لِوَاءً فَأَخرَجَهُ ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَ ابنِ عَقِيلٍ يُكَبِّرُونَ وَيَثُوبُونَ حَتَّى المَسَاءِ ، وَأَمرُهُم شَدِيدٌ. فَبَعَثَ عُبَيدُ اللهِ إِلَى الأَشرَافِ فَجَمَعَهُم إِلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: أَشرِفُوا عَلَى النَّاسِ . فَمَنُّوا أَهلَ الطَّاعَةِ الزِّيَادَةَ وَالكَرَامَةَ ، وَخَوِّفُوا أَهلَ المَعصِيَةِ الحِرمَانَ وَالعُقُوبَةَ، وَأَعلِمُوهُم فُصُولَ الجُنُودِ مِنَ الشَّامِ إِلَيهِم.

قَالَ أَبُو مِخنَفٍ : حَدَّثَنِي سُلَيمَانُ بنُ أَبِي رَاشِدٍ ، عَن عَبدِ اللهِ بنِ خَازِمٍ الكَثِيرِيِّ مِنَ الأَزدِ مِن بَنِي كَثِيرٍ ، قَالَ: أَشرَفَ عَلَينَا الأَشرَافُ . فَتَكَلَّمَ كَثِيرُ بنُ شِهَابٍ أَوَّلَ النَّاسِ حَتَّى كَادَتِ الشَّمسُ أَن تَجِبَ . فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! اِلحَقُوا بِأَهَالِيكُم وَلَا تَعَجَّلُوا الشَّرَّ ، وَلَا تُعَرِّضُوا أَنفُسَكُم لِلقَتلِ ؛ فَإِنَّ هٰذِهِ جُنُودُ أَمِيرِ المُؤمِنِينَ يَزِيدَ قَد أَقبَلَت ، وَقَد أَعطَى اللهَ الأَمِيرُ عَهداً ، لَئِن أَتمَمتُم عَلَى حَربِهِ ، وَلَم تَنصَرِفُوا مِن عَشِيَّتِكُم ، أَن يَحرِمَ ذُرِّيَّتَكُمُ العَطَاءَ ، وَيُفَرِّقَ مُقَاتِلَتَكُم فِي مَغَازِي أَهلِ الشَّامِ عَلَى غَيرِ طَمَعٍ ، وَأَن يَأخُذَ البَرِيءَ بِالسَّقِيمِ ، وَالشَّاهِدَ بِالغَائِبِ ، حَتَّى لَا يَبقَى لَهُ فِيكُم بَقِيَّةٌ مِن أَهلِ المَعصِيَةِ إِلَّا أَذَاقَهَا وَبَالَ مَا جَرَّت أَيدِيهَا.

وَتَكَلَّمَ الأَشرَافُ بِنَحوٍ مِن كَلَامِ هٰذَا . فَلَمَّا سَمِعَ مَقَالَتَهُمُ النَّاسُ أَخَذُوا يَتَفَرَّقُونَ ، وَأَخَذُوا يَنصَرِفُونَ.

"تاریخ طبری میں ہے کہ قصر کا وہ دروازہ جو رومی محلہ سے متصل تھا ادھر

سے ابن زیاد کے پاس اشرافِ شہر آمدورفت رکھتے تھے۔ ابن زیاد کے پاس جو لوگ تھے یہ بلند ہو ہو کر ہجوم کو دیکھتے تھے اور ڈرتے تھے کہ وہ کہیں اُنھیں پتھر نہ ماریں اور گالیاں نہ دیں۔ ادھر اس لشکر کا یہ حال تھا کہ وہ عبیداللہ کو اور اُس کے باپ کو گالیاں دے رہا تھا۔

ابن زیاد نے کثیر بن شہاب حارثی کو بلا کر حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے لوگ جو اس کی اطاعت میں ہیں انھیں ساتھ لے کر کوفہ میں چکر لگائے اور ابن عقیلؑ کا ساتھ چھوڑنے پر لوگوں کو آمادہ کرے اور اُنھیں جنگ کا خوف دلائے اور عقوبت شاہی سے ڈرائے۔ محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ کندہ اور حضرموت کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں، انھیں اپنے ہمراہ لے کر ایک پرچم بلند کرے اور اعلان کرے کہ جو شخص اس طرف آجائے تو اُسے امان ہے۔

عبدالاعلیٰ کی گرفتاری

اس طرح کے احکام قعقاع، شبث، حجاز اور شمر ذی الجوشن کو دیئے۔ رؤسائے قوم جو اُس کے پاس موجود تھے اُنھیں اپنے پاس روکے رکھا کہ وہ وہاں سے نکلنے نہ پائیں۔ اس لیے کہ امیر کے پاس بہت کم لوگ ہیں۔ کثیر لوگوں کو اغوا کرنے کے لیے نکلا۔ اُس نے دیکھا کہ بنی کلب کا ایک شخص عبدالاعلیٰ مسلح ہو کر کچھ لوگوں کے ساتھ ابن عقیلؑ کے پاس جانا چاہتا ہے۔ کثیر نے اُسے گرفتار کرلیا اور ابن زیاد کے پاس لے کر آیا۔ اُس نے ابن زیاد سے کہا: میں تو تیری طرف ہی آرہا تھا۔ یہ سن کر اُس نے جواب دیا۔ ہاں! تو نے وعدہ بھی مجھ سے کیا تھا۔ حکم دیا کہ اسے زندان میں ڈال دو۔

عمارہ بن مخلب کی گرفتاری

محمد بن اشعث قصر سے نکل کر محلہ بنی عمارہ میں آکر ٹھہرا۔ اُس کی نظر عمارہ بن مخلب پر پڑی جو مسلح ہو کر ابن عقیلؑ کی طرف جانا چاہتا تھا۔ ابن اشعث نے اُنھیں گرفتار کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا۔ اُس نے اُسے قید کر دیا۔

حضرت ابنِ عقیلؑ نے محمد بن اشعث کے مقابلہ میں عبدالرحمٰن شبامی کو مسجد سے روانہ کیا۔ جب ابنِ اشعث نے اپنی طرف ایک بڑے لشکر کی پیش قدمی دیکھی تو وہ پیچھے ہٹنے لگا۔ اِدھر قعقاع نے ابنِ اشعث کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے ابنِ عقیلؑ پر حملہ کیا ہے اور وہ اس مقام سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ابنِ اشعث رومی محلہ سے ابن زیاد کے پاس پہنچا جب کہ کثیر، محمد بن اشعث اور قعقاع اپنی اپنی برادری کے لوگوں کے ساتھ ابنِ زیاد کے پاس جمع ہوکر آئے تو کثیر نے اُس سے کہا: یہ تمام لوگ ابنِ زیاد کے خیر خواہ تھے کہ خدا امیر کا بھلا کرے۔ اس وقت اُس کے قصر میں پست فطرت لوگ ہیں، اشرافِ شہر، اہلِ شرطہ تمھارے گھر والے نوکر چاکر ہیں۔ ہمیں اور ان تمام لوگوں کو اپنے ساتھ باہر نکلیے اور ان کا مقابلہ کیجیے۔ ابنِ زیاد نے اس کی بات تسلیم نہ کی۔ شبث بن ربعی کو پرچم دے کر باہر بھیجا۔ اِدھر حضرت مسلمؑ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ شام تک تکبیر کی آوازیں بلند کرتے رہے اور ہجوم کرتے رہے۔ ان کا حملہ بہت شدید ہوگیا تھا۔

ابنِ زیاد کی اشرافِ شہر کو ہدایت

ابنِ مرجانہ نے اشرافِ شہر کو بلا کر جمع کیا اور اُن سے کہا: وہ بلندی پر چڑھ کر ان لوگوں کے سامنے جائیں اور اُن میں سے جو اطاعت کریں انھیں اِنعام واِکرام کا اُمیدوار کریں اور جو نافرمانی کریں اُنھیں محروم رہنے دیں اور سزا پانے کا خوف دلائیں اور انھیں آگاہ کریں کہ اُن کے لیے شام سے فوجیں روانہ ہوچکی ہیں۔ غرض اشرافِ شہر بلندی پر چڑھ کر سامنے آئے۔

کثیر بن شہاب کا خطاب

ابومخنف سے روایت ہے کہ مجھے سلیمان بن ابی راشد نے بتایا۔ اُس نے کہا: مجھے عبداللہ بن حازم کثیری نے بتایا کہ اشرافِ شہر قصر کی دیواروں سے بلند ہوئے۔ ان میں سے سب سے پہلے کثیر بن شہاب نے گفتگو کی۔ اُس وقت سورج غروب ہونے کو تھا۔ اُس نے کہا: اے لوگو! اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے جاؤ، فساد اور شر میں جلدی نہ کرو۔ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

"دیکھو! شام سے فوجیں روانہ ہو چکی ہیں۔ سنو! امیر نے اللہ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ اگر تم اُس سے جنگ پر آمادہ رہے اور اسی شام یہاں سے واپس نہ ہوئے تو تمھاری ذریت کو عطا سے محروم کر دے گا۔ اور تمھارے جنگجو لوگوں کو غزوات اہلِ شام میں تقسیم کر دے گا۔ بُرے کی جگہ اچھے کو غائب کے عوض حاضر کو گرفتار کرلے گا۔ جس جس نے نافرمانی کی ہے اُن میں سے سزا دیے بغیر کسی کو نہیں چھوڑے گا"۔

اس کے بعد باقی تمام اشرافِ کوفہ نے بھی اسی طرح کی تقریریں کیں۔ جب لوگوں نے ان لوگوں کی تقاریر سنیں تو وہ وہاں سے فرار ہونے لگے۔ ①

الإرشاد: أَقبَلَ مَن نَأى عَنهُ [أي عَنِ ابنِ زِيادٍ] مِن أشرافِ النّاسِ، يَأتونَهُ مِن قِبَلِ البابِ الَّذي يَلي دارَ الرّومِيّينَ، وَجَعَلَ مَن فِي القَصرِ مَعَ ابنِ زِيادٍ يُشرِفونَ عَلَيهِم فَيَنظُرونَ إلَيهِم، وهُم يَرمونَهُم بِالحِجارَةِ ويَشتِمونَهُم، و[لا] يَفتُرونَ عَلى عُبَيدِ اللهِ وعَلى أبيهِ.

وَدَعَا ابنُ زِيادٍ كَثيرَ بنَ شِهابٍ، وأمَرَهُ أن يَخرُجَ فيمَن أطاعَهُ مِن مَذحِجٍ، فَيَسيرَ فِي الكوفَةِ ويُخَذِّلَ النّاسَ عَنِ ابنِ عَقيلٍ، ويُخَوِّفَهُمُ الحَربَ ويُحَذِّرَهُم عُقوبَةَ السُّلطانِ، وأمَرَ مُحَمَّدَ بنَ الأَشعَثِ أن يَخرُجَ فيمَن أطاعَهُ مِن كِندَةَ وحَضرَموتَ، فَيَرفَعَ رايَةَ أمانٍ لِمَن جاءَهُ مِنَ النّاسِ، وقالَ مِثلَ ذلِكَ لِلقَعقاعِ الذُّهلِيِّ، وشَبَثِ بنِ رِبعِيٍّ التَّميمِيِّ، وحَجّارِ بنِ أبجَرَ العِجلِيِّ، وشِمرِ بنِ ذِي الجَوشَنِ العامِرِيِّ، وحَبَسَ باقِيَ وُجوهِ النّاسِ عِندَهُ استيحاشاً إلَيهِم؛ لِقِلَّةِ عَدَدِ مَن مَعَهُ مِنَ النّاسِ.

---

① تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۶۹؛ انساب الاشراف: ج۲،ص ۳۳۸؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۵۳؛ البدایہ والنہایہ: ج۸،ص ۱۵۴؛ المختصر فی اخبار البشر ابوالفداء: ج۱،ص ۱۸۹

فَخَرَجَ كَثِيرُ بنُ شِهَابٍ يُخَذِّلُ النَّاسَ عَنِ ابنِ عَقِيلٍ، وَخَرَجَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ حَتَّى وَقَفَ عِندَ دورِ بَنِي عُمَارَةَ. فَبَعَثَ ابنُ عَقِيلٍ إِلَى مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ مِنَ المَسجِدِ عَبدَالرَّحمٰنِ بنَ شُرَيحٍ الشِّبَامِيَّ. فَلَمَّا رَأَى ابنُ الأَشعَثِ كَثرَةَ مَن أَتَاهُ تَأَخَّرَ عَن مَكَانِهِ، وجَعَلَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ، وكَثِيرُ بنُ شِهَابٍ، وَالقَعقاعُ بنُ شَورٍ الذُّهلِيُّ، وشَبَثُ بنُ رِبعِيٍّ، يَرُدّونَ النَّاسَ عَنِ اللُّحوقِ بِمُسلِمٍ ويُخَوِّفونَهُمُ السُّلطانَ، حَتَّى اجتَمَعَ إِلَيهِم عَدَدٌ كَثِيرٌ مِن قَومِهِم وَغَيرِهِم. فَصَاروا إِلَى ابنِ زِيَادٍ مِن قِبَلِ دارِ الرّومِيّينَ، وَدَخَلَ القَومُ مَعَهُم.

فَقَالَ لَهُ كَثِيرُ بنُ شِهَابٍ: أَصلَحَ اللهُ الأَميرَ! مَعَكَ فِي القَصرِ نَاسٌ كَثِيرٌ مِن أَشرافِ النَّاسِ، وَمِن شُرَطِكَ وأَهلِ بَيتِكَ وَمَوالِيكَ، فَاخرُج بِنا إِلَيهِم. فَأَبَى عُبَيدُ اللهِ، وَعَقَدَ لِشَبَثِ بنِ رِبعِيٍّ لِواءً فَأَخرَجَهُ.

وَأَقامَ النَّاسُ مَعَ ابنِ عَقِيلٍ يَكثُرونَ حَتَّى المَساءِ، وأَمرُهُم شَدِيدٌ. فَبَعَثَ عُبَيدُ اللهِ إِلَى الأَشرافِ فَجَمَعَهُم، ثُمَّ أَشرَفوا عَلَى النَّاسِ فَمَنَّوا أَهلَ الطّاعَةِ الزِّيادَةَ وَالكَرامَةَ، وخَوَّفوا أَهلَ العِصيانِ الحِرمانَ وَالعُقوبَةَ، وأَعلَموهُم وُصولَ الجُندِ مِنَ الشّامِ إِلَيهِم.

"ارشاد میں ہے، جب ابن زیاد نے اشرافِ کوفہ کی طرف اپنا پیغام بھیجا تو وہ اُس کے پاس اُس دروازہ سے آئے جو رومی محلہ سے متصل تھا اور اُسی دروازے سے اشرافِ شہر دارالامارہ آتے تھے۔ ابن زیاد کے پاس جو لوگ تھے وہ اس ہجوم کو دیکھتے تھے اور ڈرتے تھے کہ وہ پتھر نہ ماریں، گالیاں نہ دیں۔ ان کا یہ حال تھا کہ وہ ابن زیاد اور اُس کے باپ کو گالیاں

دے رہے تھے۔ عبیداللہ نے کثیر بن شہاب کو حکم دیا کہ وہ قبیلہ مذحج کے جو لوگ اُس کی اطاعت میں ہیں، انھیں ساتھ لے کر کوفہ میں چکر لگائے اور ابنِ عقیلؑ کا ساتھ چھوڑنے پر لوگوں کو آمادہ کرے اور اُنھیں جنگ کا خوف دلائے۔ اُنھیں عقوبت شاہی سے ڈرائے اور محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ کندہ حضرت موت کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں انھیں ساتھ لے کر نکلے اور ایک پرچم بلند کردے کہ جو شخص اس کی طرف آجائے اُسے امان ہے۔ اس طرح کے احکام اس نے قعقاع، شبث، حجار بن ابجر عجلی اور شمر بن جوشن عامری کو دیے۔ وہ رؤسائے قوم جو اس کے پاس موجود تھے اُنھیں پاس رکھا اور کسی طرف جانے نہ دیا اس لیے کہ امیر کے پاس لوگ بہت کم ہیں۔

کثیر لوگوں کے اغوا کرنے کے لیے نکلا۔ محمد بن اشعث قصر سے نکلا اور بنی عمارہ کے محلہ میں ٹھہرا تو حضرت ابنِ عقیلؑ نے محمد بن اشعث کے مقابلہ میں عبدالرحمن شبامی کو مسجد سے روانہ کیا۔ اس ہجوم کو دیکھ کر ابنِ اشعث نے پسپائی اختیار کی کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ وہ اس لشکر کا مقابلہ نہیں کرسکے گا۔

محمد بن اشعث، کثیر بن شہاب، قعقاع بن شور ذہلی اور شبث بن ربعی نے لوگوں کو حضرت مسلمؑ سے توڑنا شروع کر دیا۔ اُنھوں نے لوگوں کے اندر خوف و ہراس پیدا کر دیا، تاکہ لوگ منتشر ہوجائیں۔ اس طرح بہت سے لوگ اِن کے پاس جمع ہوگئے۔ ان لوگوں میں ان کی اپنی قوم کے لوگ بھی تھے اور دوسرے بھی تھے۔ تو یہ سب کے سب ابن زیاد کے پاس رومی محلہ کے دروازے سے آئے۔

کثیر نے ابنِ زیاد سے کہا: اللہ امیر کا بھلا کرے۔ اس وقت آپ کے پاس قصر میں کافی لوگ موجود ہیں۔ اشرافِ شہر، اہلِ شرطہ، آپ کے گھر والے اور تمام خدام، اب تم ہم سب کو اپنے ہمراہ لے کر مقابلہ کے لیے

باہر نکلو۔ لیکن ابن زیاد نے اس کی بات تسلیم نہ کی۔ شبث بن ربعی کو پرچم دے کر کہا: وہ باہر جائے۔ حضرت مسلمؑ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ شام تک تکبیر کی آوازیں بلند کرتے رہے اور ہجوم کرتے رہے۔ ان کا حملہ بہت شدید پڑ گیا تھا۔ ابن زیاد نے اشرافِ شہر کو بلا کر جمع کیا اور اُن سے کہا: وہ بلندی پر چڑھ کر ان لوگوں کے سامنے جائے اور اُن میں سے جو اطاعت کریں انھیں انعام و اِکرام کی اُمید دلاؤ اور جو نافرمانی کریں انھیں محروم رہنے اور سزا پانے کا خوف دلاؤ اور ان لوگوں کو آگاہ کرو کہ فوجیں شام سے روانہ ہو چکی ہیں"۔ ①

الكامل في التاريخ: اَقْبَلَ اَشْرَافُ النَّاسِ يَأتُونَ ابْنَ زِيَادٍ مِنْ قِبَلِ الْبَابِ الَّذِي يَلِي دَارَ الرُّومِيِّينَ، وَالنَّاسُ يَسُبُّونَ ابْنَ زِيَادٍ وَاَبَاهُ. فَدَعَا ابْنُ زِيَادٍ كَثِيرَ بْنَ شِهَابٍ الْحَارِثِيَّ، وَاَمَرَهُ اَنْ يَخْرُجَ فِيمَنْ اَطَاعَهُ مِنْ مَذْحِجٍ، فَيَسِيرَ وَيُخَذِّلَ النَّاسَ عَنِ ابْنِ عَقِيلٍ وَيُخَوِّفَهُمْ، وَاَمَرَ مُحَمَّدَ بْنَ الْاَشْعَثِ اَنْ يَخْرُجَ فِيمَنْ اَطَاعَهُ مِنْ كِنْدَةَ وَحَضْرَمَوْتَ، فَيَرْفَعَ رَايَةَ اَمَانٍ لِمَنْ جَاءَهُ مِنَ النَّاسِ، وَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ لِلْقَعْقَاعِ بْنِ شَوْرٍ الذُّهْلِيِّ، وَشَبَثِ بْنِ رِبْعِيٍّ التَّمِيمِيِّ، وَحَجَّارِ بْنِ اَبْجَرٍ الْعِجْلِيِّ، وَشِمْرِ بْنِ ذِي الْجَوْشَنِ الضِّبَابِيِّ، وَتَرَكَ وُجُوهَ النَّاسِ عِنْدَهُ اسْتِئْنَاسًا بِهِمْ لِقِلَّةِ مَنْ مَعَهُ. وَخَرَجَ اُولٰئِكَ النَّفَرُ يُخَذِّلُونَ النَّاسَ، وَاَمَرَ عُبَيْدُ اللّٰهِ مَنْ عِنْدَهُ مِنَ الْاَشْرَافِ اَنْ يُشْرِفُوا عَلَى النَّاسِ مِنَ الْقَصْرِ فَيُمَنُّوا اَهْلَ الطَّاعَةِ وَيُخَوِّفُوا اَهْلَ الْمَعْصِيَةِ، فَفَعَلُوا.

"الکامل فی التاریخ میں ہے، اشرافِ کوفہ ابن زیاد کے پاس دارالامارہ

① ارشاد: ج۲، ص ۵۲؛ بحارالانوار: ج۴۴، ص ۳۴۹؛ الملہوف: ص ۱۱۹؛ المناقب ابن شہر آشوب: ج۴، ص ۹۲؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۴۱

میں اُس دروازے سے آتے تھے جو رومیوں کے محلے سے متصل تھا۔ وہ لوگ جنھوں نے قصر کو گھیر رکھا تھا وہ ابنِ زیاد کو گالیاں دے رہے تھے اور اُس کے باپ زیاد پر لعنت کر رہے تھے۔ ابنِ زیاد نے کثیر بن شہاب حارثی کو بلایا اور اُسے حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے جتنے لوگ اُس کے اطاعت گزار ہیں اُنھیں اپنے ساتھ لے لو اور ابنِ عقیلؑ کے ساتھ جو لوگ ہیں انھیں اُن سے جدا کرے اور اُنھیں خوف زدہ کرے۔ محمد بن اَشعث کو حکم دیا کہ وہ کندہ اور حضرموت کے اُن لوگوں کو جو اس کے مطیع ہیں انھیں اپنے ساتھ لے اور پرچم بلند کرے جو اس پرچم کے نیچے آجائے اُسے امان ہے۔ اُس نے اس طرح قعقاع بن شور ذہلی، شبث بن ربعی تمیمی، حجار بن ابجر اور شمر بن جوشن ضبابی کو بھی یہی حکم دیا۔ ابنِ زیاد کے پاس جو اشرافِ شہر تھے، اُنھیں اپنے پاس روک دیا کیونکہ اُس کے پاس لوگ نہیں تھے۔ مذکورہ لوگ قصر سے نکلے اور محاصرین سے گفتگو کرنے لگے کہ وہ جنگ سے دست بردار ہوجائیں اور اپنے گھروں کی طرف واپس چلے جائیں۔ ابنِ زیاد کے پاس جو اشرافِ کوفہ موجود تھے اُنھیں حکم دیا کہ وہ قصر کی دیواروں سے باہر جھانک کر لوگوں سے کہیں کہ جو اطاعت کرے گا اُسے انعام ملے گا اور جو نافرمانی کرے گا اُسے سزا ملے گی۔ اِشرافِ کوفہ نے اُس کے حکم کی تعمیل کی"۔

الأخبار الطوال: قَالَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ لِمَن كَانَ عِندَهُ مِن أشرَافِ أهلِ الكُوفَةِ: لِيُشرِف كُلُّ رَجُلٍ مِنكُم فِي نَاحِيَةٍ مِنَ السُّورِ، فَخَوِّفُوا القَومَ. فَأَشرَفَ كَثِيرُ بنُ شِهَابٍ، وَمُحَمَّدُ بنُ الأشعَثِ، وَالقَعقَاعُ بنُ شَورٍ، وَشَبَثُ بنُ رِبعِيٍّ، وَحَجَّارُ بنُ أبجَرٍ وَشِمرُ بنُ ذِي الجَوشَنِ، فَتَنَادَوا: يَا أهلَ الكُوفَةِ، اِتَّقُوا اللهَ وَلَا تَستَعجِلُوا الفِتنَةَ، وَلَا تَشُقُّوا عَصَا هٰذِهِ الأُمَّةِ، وَلَا

تورِدوا عَلیٰ اَنفُسِکُم خُیولَ الشَّامِ ،فَقَدْ ذُقتُموھُم ،وَجَرَّبتُم شَوکَتَھُم .

"اخبار الطوال میں ہے، عبید اللہ ابن زیاد کے پاس جو لوگ قصر میں تھے اُن سے کہا کہ وہ قصر کی دیواروں سے سر نکال کر لوگوں کو شاہی عتاب سے ڈرائیں۔ کثیر بن شہاب، محمد بن اشعث، قعقاع بن شور، شبث بن ربعی، حجار بن ابجر اور شمر بن جوشن نے قصر کی دیواروں سے لوگوں کو آوازیں دیں: اے اہلِ کوفہ! اللہ سے ڈرو اور فتنہ و فساد میں عجلت نہ کرو۔ اُمت کے اتحاد کو پاش پاش نہ کرو۔ اپنے اُوپر شام کی فوجوں کو مسلط نہ کرو۔ تم انھیں خوب جانتے ہو اور ان کی شان و شوکت کا بھی تمھیں خوب تجربہ ہے"۔(اخبار الطوال: ص ۲۳۹)

مقتل الحسین علیہ السلام للخوارزمی :وجَعَلَ رَجُلٌ مِن اَصحَابِ ابنِ زِیَادٍ یُقَالُ لَهُ کَثیرُ بنُ شِهَابٍ ، ومُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ ، وَالقَعقاعُ بنُ شَورٍ ، وشَبَثُ بنُ رِبعِیٍّ ، یُنادونَ فَوقَ القَصرِ بِأَعلیٰ أَصواتِهِم : أَلا یاشِیعَةَ مُسلِمِ بنِ عَقیلٍ ، أَلا یاشیعَةَ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ ، اللهَ اللهَ فِی أَنفُسِکُم وأَهلیکُم وأَولادِکُم ، فَإِنَّ جُنودَ أَهلِ الشَّامِ قَد أَقبَلَت ، وإِنَّ الأَمیرَ عُبَیدَ اللهِ قَد عاهَدَ اللهَ لَئِن أَنتُم أَتمَمتُم عَلیٰ حَربِکُم ، ولَم تَنصَرِفوا مِن یَومِکُم هٰذا ، لَیَحرِمَنَّکُمُ العَطاءَ ولَیُفَرِّقَنَّ مُقاتِلَتَکُم فی مَغازی أَهلِ الشَّامِ ، ولَیَأخُذَنَّ البَریءَ بِالسَّقیمِ ، وَالشّاهِدَ بِالغائِبِ ، حَتّیٰ لا یَبقیٰ مِنکُم بَقِیَّةٌ مِن أَهلِ المَعصِیَةِ إِلّا أَذاقَها وَبالَ أَمرِها .

"مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، ابن زیاد کے درباری کثیر بن شہاب، قعقاع بن شور، شبث بن ربعی، حجار بن ابجر اور شمر بن جوشن نے اہلِ کوفہ

سے بلند آواز میں کہا: اے مسلمؑ بن عقیلؑ کے شیعو! اے حسینؑ بن علیؑ کے شیعو! خدا کے لیے اپنے آپ کو اپنے اہل وعیال کو ہلاکت سے بچاؤ۔ شامی لشکر چلے آرہے ہیں۔ امیر ابن زیاد نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تم جنگ پر ڈٹے رہے اور آج میدان کو نہ چھوڑا تو تمھیں حکومتی عطیات سے محروم کر دیا جائے گا اور اہل شام کے جنگجوؤں میں تمھیں تقسیم کر دیا جائے گا۔ بے گناہ کو گناہ گار کے عوض، حاضر کو غائب کے عوض سزا دی جائے گی۔ جس جس نے بھی اس جنگ میں حصہ لیا اُسے ضرور شاہی عقوبت کا سامنا کرنا پڑے گا"۔ (مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۰۶)

تذکرة الخواص: كَانَ عِندَ ابنِ زِيَادٍ وُجوهُ أهلِ الكُوفَةِ، فَقَالَ لَهُم: قوموا ففرِّقوا عشائِرَكُم عَن مُسلِمٍ، وإلّا ضَرَبتُ أعنَاقَكُم. فَصَعِدوا عَلَى القَصرِ وجَعَلُوا يُكَلِّمونَهُم، فَتَفَرَّقَ مَن كَانَ مَعَ مُسلِمٍ، وتَسَلَّلوا عَنهُ.

"تذکرۃ الخواص میں ہے، ابن زیاد کے پاس کوفہ کے رُؤساء موجود تھے۔ اُس نے اُن سے کہا: وہ باہر جائیں اور اپنے قوم و قبیلہ کے افراد کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ سے توڑیں، ورنہ میں تمھاری گردنیں اُڑا دوں گا۔ پس وہ قصر کی دیواروں پر بلند ہوئے اور لوگوں کو حضرت ابن عقیلؑ سے متفرق کرنے لگے"۔

حضرت ابن عقیلؑ سے اہل کوفہ کی بے وفائی

أنساب الأشراف: وَجَّهَ [ابنُ زِيَادٍ] مُحَمَّدَ بنَ الأشعَثِ بنِ قَيسٍ، و كَثيرَ بنَ شِهَابٍ الحارِثِيَّ، وعِدَّةً مِنَ الوُجوهِ، لِيُخَذِّلُوا النَّاسَ عَن مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ وَالحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، ويَتَوَعَّدونَهُم بِيَزيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ وخُيولِ أهلِ الشَّامِ، وَيَمنَع

الْاَعْطِيَةِ، وَاَخْذِ الْبَرِیْءِ بِالسَّقِيمِ، وَالشَّاهِدِ بِالْغَائِبِ.
فَتَفَرَّقَ اَصْحَابُ ابْنِ عَقِيلٍ عَنْهُ، حَتّٰى اَمْسٰى وَمَا مَعَهُ اِلَّا نَحْوٌ مِن ثَلَاثِينَ رَجُلًا. فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ خَرَجَ مُتَوَجِّهًا نَحْوَ اَبْوَابِ كِنْدَةَ، وَتَفَرَّقَ عَنْهُ الْبَاقُونَ حَتّٰى بَقِيَ وَحْدَهُ، يَتَلَدَّدُ فِي اَزِقَّةِ الْكُوفَةِ لَيْسَ مَعَهُ اَحَدٌ.

"انساب الاشراف میں ہے، ابنِ مرجانہ نے محمد بن اشعث بن قیس، کثیر بن شہاب حارثی اور چند دوسرے رُوسائے کوفہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو حضرت مسلمؑ اور حضرت امام حسینؑ بن علیؑ کا ساتھ دینے سے روکیں اور ان کی جمعیت کو پراگندہ کریں، انھیں یزید اور اہلِ شام کی فوجوں سے ڈرائیں۔ ان سے کہیں کہ اگر تم نے حضرت مسلمؑ کا ساتھ دیا تو تمھیں حکومتی عنایات سے محروم ہونا پڑے گا۔ گناہ گار کے عوض بے گناہ کو اور غائب کے بدلے حاضر کو سزا دی جائے گی۔ کوفہ کے اِن سرداروں کی گفتگو سننے کے بعد لوگوں نے حضرت ابنِ عقیلؑ کو چھوڑنا شروع کر دیا۔ جب شام ہوئی تو آپ کے ہمراہ تیس سے زیادہ افراد نہیں تھے۔ جب آپؑ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو آپؑ نے محلہ کندہ کا رُخ کیا۔ جب اُدھر پہنچے تو آپؑ کے ساتھ کوئی بھی نہ رہا۔ آپؑ اکیلے رہ گئے۔ اُس وقت کوفہ کی گلیوں میں حیران و پریشان تھے کہ کدھر جائیں اور کس طرف جائیں کیونکہ آپؑ کے ہمراہ کوئی نہیں تھا"۔ (انساب الاشراف، ج۲، ص۳۳۸)

تاریخ الطبری عن المجالد بن سعید: اِنَّ الْمَرْاَةَ كَانَتْ تَاْتِي ابْنَهَا اَوْ اَخَاهَا، فَتَقُولُ: اِنْصَرِفْ، النَّاسُ يَكْفُونَكَ. وَيَجِيءُ الرَّجُلُ اِلَى ابْنِهِ اَوْ اَخِيهِ فَيَقُولُ: غَدًا يَاْتِيكَ اَهْلُ الشَّامِ، فَمَا تَصْنَعُ بِالْحَرْبِ وَالشَّرِّ؟ اِنْصَرِفْ! فَيَذْهَبُ بِهِ. فَمَا زَالُوا

يَتَفَرَّقُونَ وَيَتَصَدَّعُونَ ، حَتّٰى أَمسَى ابنُ عَقِيلٍ وَمَا مَعَهُ ثَلاثُونَ نَفسًا فِي المَسجِدِ، حَتّٰى صُلِّيَتِ المَغرِبُ. فَمَا صَلّٰى مَعَ ابنِ عَقِيلٍ إِلَّا ثَلاثُونَ نَفسًا.

"تاریخ طبری میں مجالد بن سعید سے مروی ہے، ایک ایک عورت اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتی تھی اور کہتی تھی: تم یہاں سے چلو، اتنے لوگ موجود ہیں یہ اُن سے نپٹ لیں گے۔ کوئی مرد اپنے بیٹے یا بھائی کے ساتھ آتا تھا اور کہتا تھا: کل اہلِ شام آجائیں گے تو تم اُن سے کیسے جنگ کرسکو گے۔ یہاں سے چلو، وہ اُس کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ اس طرح لوگ متفرق اور پراگندہ ہوتے رہے۔ شام تک حضرت ابنِ عقیلؑ کے پاس مسجد میں تیس اشخاص سے زیادہ نہ تھے۔ جب حضرت مسلمؑ نے نمازِ مغرب پڑھی تو اُس وقت آپؑ کے ساتھ صرف تیس آدمی تھے"۔ ①

تاريخ الطبري عن عمّار الدّهني عن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام:
بَعَثَ عُبَيدُ اللهِ إِلَى وُجوهِ أَهلِ الكُوفَةِ فَجَمَعَهُم عِندَهُ فِي القَصرِ، فَلَمّا سَارَ إِلَيهِ مُسلِمٌ فَانتَهَى إِلَى بَابِ القَصرِ ، أَشرَفُوا عَلَى عَشَائِرِهِم فَجَعَلُوا يُكَلِّمُونَهُم وَ يَرُدّونَهُم ، فَجَعَلَ أَصحَابُ مُسلِمٍ يَتَسَلَّلُونَ حَتّٰى أَمسَى فِي خَمسِمِائَةٍ. فَلَمّا اختَلَطَ الظَّلامُ ذَهَبَ أُولئِكَ أَيضًا.

"تاریخ طبری میں ہے، عمار الدہنی نے کہا: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ابنِ زیاد نے رُوسائے کوفہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس حاضر ہوں۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۱؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۱؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۵۵؛ ارشاد: ج ۲، ص ۵۳؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۳؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۲؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۰؛ المختصر فی اخبار البشر، ابوالفداء: ج ۱، ص ۱۸۹؛ مناقب ابن شہرآشوب: ج ۴، ص ۹۳

حضرت مسلمؑ نے اُن کی طرف پیش قدمی کی اور دارالامارہ کا محاصرہ کیا تو یہ امراء قصر کی دیواروں پر بلند ہوئے اور اپنے اپنے قبیلہ والوں سے کہا: وہ حضرت مسلمؑ کو چھوڑ کر گھروں کی طرف چلے جائیں۔ لوگوں نے منتشر ہونا شروع کر دیا۔ شام کے وقت پانچ سو افراد رہ گئے۔ جب تاریکی پھیلی تو کوئی بھی نہ رہا"۔ ①

الأخبار الطوال: لَمَّا سَمِعَ أَصحَابُ مُسلِمٍ مَقَالَتَهُم [أَي مَقَالَةَ وُجوهِ أَهلِ الكُوفَةِ] فَتَرُوا بَعضَ الفُتورِ. وَكَانَ الرَّجُلُ مِن أَهلِ الكُوفَةِ يَأتِي ابنَهُ وَأَخَاهُ وَابنَ عَمِّهِ فَيَقُولُ: اِنصَرِف؛ فَإِنَّ النَّاسَ يَكفُونَكَ. وَتَجيءُ المَرأَةُ إِلَى ابنِهَا وَزَوجِهَا وَأَخِيهَا فَتَتَعَلَّقُ بِهِ حَتّى يَرجِعَ. فَصَلّى مُسلِمٌ العِشَاءَ فِي المَسجِدِ، وَمَا مَعَهُ إِلَّا زُهَاءُ ثَلاثِينَ رَجُلًا.

"اخبار الطوال میں ہے، جب حضرت مسلمؑ کے اصحاب نے اہلِ کوفہ کے سرداروں کی تقاریر سنیں تو وہ حیران و سرگردان ہو گئے۔ اہلِ کوفہ میں سے کوئی مرد اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتا تھا اور کہتا تھا: واپس چلو، یہ لوگ ان لوگوں کو جواب دے دیں گے۔ ایک ایک عورت اپنے بیٹے یا بھائی کے پاس آتی تھی اور کہتی تھی: تم یہاں سے چلو تو وہ اس کے ساتھ چلا جاتا تھا۔ جب حضرت مسلمؑ نے مسجد میں نماز مغرب پڑھی تو آپؑ کے پاس تیس افراد سے زیادہ لوگ نہ تھے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۹)

مقتل الحسين للخوارزمي: لَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ [أَي مَقَالَةَ الأَشرَافِ] النَّاسُ، جَعَلُوا يَتَفَرَّقُونَ وَيَتَخَاذَلُونَ عَن مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ،

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۵۰؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۲۶؛ تہذیب التہذیب: ج ۱، ص ۵۹۱؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۷؛ الاصابہ: ج ۲، ص ۷۰؛ امالی الشجری: ج ۱، ص ۱۹۱؛ حدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۶؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۲؛ المختصر فی اخبار البشر، ابوالفداء: ج ۱، ص ۱۸۹

وَيَقُولُ بَعضُهُم لِبَعضٍ : مَا نَصنَعُ بِتَعجِيلِ الفِتنَةِ وَغَداً تَأتِينا جُمُوعُ أَهلِ الشَّامِ؟! فَيَنبَغِي أَن نَقعُدَ فِي مَنَازِلِنَا، وَنَدَعَ هٰؤُلَاءِ القَومَ حَتّٰى يُصلِحَ اللهُ ذَاتَ بَينِهِم.

قَالَ: وَكَانَتِ المَرأَةُ تَأتِي أَخَاهَا وَأَبَاهَا أَو زَوجَهَا أَو بَنِيهَا فَتَشُدُّهُ. ثُمَّ جَعَلَ القَومُ يَتَسَلَّلُونَ وَالنَّهَارُ يَمضِي. فَمَا غَابَتِ الشَّمسُ حَتّٰى بَقِيَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ فِي عَشَرَةٍ مِن أَصحَابِهِ، وَاختَلَطَ الظَّلَامُ فَدَخَلَ مُسلِمٌ المَسجِدَ الأَعظَمَ لِيُصَلِّيَ المَغرِبَ. فَتَفَرَّقَ عَنهُ العَشَرَةُ.

"مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، جب حضرت مسلمؑ کے اصحاب نے کوفہ کے سرداروں کی گفتگو سنی تو وہ متفرق اور پراگندہ ہونے لگے اور حضرت مسلم کو چھوڑنے لگے۔ اُن میں سے بعض بعض سے کہنے لگے: ہمیں اس لڑائی اور فساد میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے، کل تک اہل شام کی فوجیں آجائیں گی؟ ضروری ہے کہ ہم اپنے گھروں کی طرف چلیں اور ان لوگوں کو چھوڑ دیں۔ اللہ رب العزت ان کے درمیان معاملات صحیح کردے گا۔

راوی کہتا ہے: ایک ایک عورت اپنے بھائی یا بیٹے یا باپ یا شوہر کے پاس آتی تھی اور وہ اُسے اپنے ساتھ لے جاتی تھی۔ لوگ متفرق ہونے لگے۔ اِدھر دن اپنی آخری ساعت میں پہنچا۔ جب سورج غروب ہوا تو حضرت مسلمؑ کے ساتھ صرف دس آدمی رہ گئے تھے۔ جب اندھیرا ہوا تو حضرت مسلم مسجد میں داخل ہوئے، تاکہ نماز مغرب پڑھیں۔ آپؑ جب نماز سے فارغ ہوئے تو وہ دس بھی موجود نہ تھے"۔ (1)

الثقات لابن حبّان: ثُمَّ رَكِبَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ فِي ثَلَاثَةِ آلَافِ فَارِسٍ يُرِيدُ عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ. فَلَمَّا قَرُبَ مِن قَصرِ

(1) مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص۲۰۷؛ الفتوح: ج۵،ص۵۰؛ الملهوف: ص۱۱۹

عُبَیدِ اللہِ ، نَظَرَ فَإِذَا مَعَهُ مِقْدَارُ ثَلاثِمِئَةِ فَارِسٍ ، فَوَقَفَ یَلتَفِتُ یَمنَةً وَیَسرَةً. فَإِذَا أصحَابُهُ یَتَخَلَّفُونَ عَنهُ، حَتّیٰ بَقِیَ مَعَهُ عَشَرَةُ أنفُسٍ. فَقَالَ: یَا سُبحَانَ اللہِ! غَرَّنَا هٰؤُلَاءِ بِکُتُبِهِم، ثُمَّ أسلَمُونَا إِلیٰ أعدَائِنَا هٰکَذَا! فَوَلّیٰ رَاجِعًا ، فَلَمَّا بَلَغَ طَرَفَ الزُّقَاقِ التَفَتَ فَلَم یَرَ خَلفَهُ أحَداً ، وَعُبَیدُ اللہِ بنُ زِیَادٍ فِي القَصرِ مُتَحَصِّنٌ، یُدَبِّرُ فِي أمرِ مُسلِمِ بنِ عَقِیلٍ.

"الثقات ابن حبان میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے تین ہزار سواروں کے ساتھ ابن زیاد کی طرف پیش قدمی کی۔ جب آپؑ دارالامارہ کے قریب پہنچے تو اس وقت آپؑ کے ہمراہ صرف تین سو سوار رہ گئے تھے۔ آپؑ دائیں بائیں دیکھنے لگے کیونکہ آپؑ کے ساتھی آپؑ کو چھوڑنے لگے تھے۔ آخرکار آپؑ کے پاس صرف دس آدمی رہ گئے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! ان لوگوں نے ہمیں دھوکہ دیا ہے۔ خطوط لکھے جب آئے تو یہ حال کر دیا۔ ہمیں ہمارے دشمنوں کے حوالے کر دیا۔ آپؑ وہاں سے واپس پلٹے۔ جب آپؑ کوفہ کی گلیوں میں پہنچے تو اپنے ساتھ کسی کو بھی موجود نہ پایا۔ اُدھر ابن زیاد اپنے قصر میں محفوظ تھا اور وہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے معاملے میں غور وخوض کر رہا تھا"۔ (الثقات ابن حبان: ج۲،ص ۳۰۸)

حضرت مسلمؑ کوفہ کی ایک معظمہ خاتون کے گھر میں

تاریخ الطبری عن عمّار الدھنی عن أبي جعفر [الباقر] علیہ السلام: لَمَّا رَأیٰ مُسلِمٌ أنَّهُ قَد بَقِيَ وَحدَهُ یَتَرَدَّدُ فِي الطُّرُقِ، أتیٰ بَابًا فَنَزَلَ عَلَیهِ. فَخَرَجَت إِلَیهِ امرَأةٌ. فَقَالَ لَهَا : إِسقِینِي. فَسَقَتهُ. ثُمَّ دَخَلَت فَمَکَثَت مَا شَاءَ اللہُ. ثُمَّ خَرَجَت فَإِذَا هُوَ عَلَی البَابِ،

قَالَت: يَا عَبدَ اللهِ، إِنَّ مَجلِسَكَ مَجلِسُ رِيبَةٍ فَقُم. قَالَ: إِنِّي أَنَا مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ، فَهَل عِندَكِ مَأوىً؟ قَالَت: نَعَم، أُدخُل.

"تاریخ طبری میں ہے، عمار الدہنی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:

جب حضرت مسلمؑ نے دیکھا کہ اب وہ تن تنہا رہ گئے ہیں اُن کے تمام ساتھی انھیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو آپؑ کوفہ کی گلیوں میں حیران و پریشان ہوکر رہ گئے کہ اب وہ کہاں جائیں؟ آپؑ ایک گھر کے دروازے پر ٹھہرے کہ ایک خاتون دروازے پر آئی۔ آپؑ نے کہا: پانی پلایئے۔ اُس خاتون نے آپؑ کو پانی پلایا۔ وہ خاتون گھر چلی گئیں۔ جب واپس آئیں تو آپؑ کو وہیں بیٹھا ہوا پایا تو اُس نے آپؑ سے کہا: اے عبدِ خدا! آپؑ کا یہاں بیٹھنا اچھا نہیں ہے۔ اب یہاں سے چلے جاؤ۔ آپؑ نے فرمایا: میں مسلمؑ بن عقیلؑ ہوں۔ کیا آپؑ کے ہاں پناہ لے سکتا ہوں؟ خاتون نے کہا: جی ہاں تشریف لائیں۔ اس خاتون کا نام طوعہ تھا"۔ (1)

تاريخ الطبري عن المجالد بن سعيد: لَمَّا رَأَى [مُسلِمٌ] أَنَّهُ قَد أَمسَى وَلَيسَ مَعَهُ إِلَّا أُولئِكَ النَّفَرُ [ثَلاثُونَ نَفَراً]، خَرَجَ مُتَوَجِّهاً نَحوَ أَبوَابِ كِندَةَ، وَبَلَغَ الأَبوَابَ وَمَعَهُ مِنهُم عَشَرَةٌ، ثُمَّ خَرَجَ مِنَ البَابِ وَإِذَا لَيسَ مَعَهُ إِنسَانٌ، وَالتَفَتَ فَإِذَا هُوَ

(1) جناب طوعہ اشعث بن قیس کی اُم ولد تھیں۔ ان سے اُسید حضرمی نے عقد کیا تھا۔ ایک قول ہے کہ ان سے اسد بن البطین نے عقد کیا تھا۔ ان کے ہاں اُن کے بیٹے بلال نے جنم لیا تھا۔ یہ خاتون اہلِ بیتؑ رسولؐ سے محبت رکھنے والی تھیں۔ انھوں نے حضرت مسلمؑ کو اپنے گھر میں پناہ دی تھی۔ اُن کے اس عمل نے انھیں قیامت تک زندہ کر دیا ہے۔ مزید معلومات کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں: تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۱؛ الفتوح: ج ۵، ص ۵۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۰۷؛ ارشاد: ج ۲، ص ۵۳؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۲۶؛ تہذیب التہذیب: ج ۱۱، ص ۵۹۲؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۷؛ امالی الشجری: ج ۱، ص ۱۹۱؛ الحدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۳

لَا يُحِسُّ أَحَداً يَدُلُّهُ عَلَى الطَّرِيقِ، وَلَا يَدُلُّهُ عَلَى مَنْزِلٍ، وَلَا يُوَاسِيهِ بِنَفْسِهِ إِنْ عَرَضَ لَهُ عَدُوٌّ.

فَمَضَى عَلَى وَجْهِهِ يَتَلَدَّدُ فِي أَزِقَّةِ الْكُوفَةِ، لَا يَدْرِي أَيْنَ يَذْهَبُ، حَتَّى خَرَجَ إِلَى دُورِ بَنِي جَبَلَةَ مِنْ كِنْدَةَ. فَمَشَى حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَابِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا: طَوعَةُ، أُمُّ وَلَدٍ كَانَتْ لِلْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ فَأَعْتَقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا أُسَيدٌ الْحَضْرَمِيُّ، فَوَلَدَتْ لَهُ بِلَالًا، وَكَانَ بِلَالٌ قَدْ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ وَأُمُّهُ قَائِمَةٌ تَنْتَظِرُهُ. فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ابْنُ عَقِيلٍ، فَرَدَّتْ عَلَيْهِ.

فَقَالَ لَهَا: يَا أَمَةَ اللهِ اسْقِينِي مَاءً، فَدَخَلَتْ فَسَقَتْهُ، فَجَلَسَ، وَأَدْخَلَتِ الْإِنَاءَ ثُمَّ خَرَجَتْ فَقَالَتْ: يَا عَبْدَ اللهِ، أَلَمْ تَشْرَبْ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَتْ: فَاذْهَبْ إِلَى أَهْلِكَ! فَسَكَتَ. ثُمَّ عَادَتْ فَقَالَتْ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَسَكَتَ. ثُمَّ قَالَتْ لَهُ: فِي ءِ اللهِ، سُبْحَانَ اللهِ يَا عَبْدَ اللهِ، فَمُرَّ إِلَى أَهْلِكَ عَافَاكَ اللهُ! فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ لَكَ الْجُلُوسُ عَلَى بَابِي، وَلَا أُحِلُّهُ لَكَ. فَقَامَ فَقَالَ: يَا أَمَةَ اللهِ، مَا لِي فِي هٰذَا الْمِصْرِ مَنْزِلٌ وَلَا عَشِيرَةٌ، فَهَلْ لَكِ إِلَى أَجْرٍ وَمَعْرُوفٍ، وَلَعَلِّي مُكَافِئُكِ بِهِ بَعْدَ الْيَوْمِ؟ فَقَالَتْ: يَا عَبْدَ اللهِ وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: أَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ، كَذَبَنِي هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ وَغَرُّونِي.

قَالَتْ: أَنْتَ مُسْلِمٌ؟! قَالَ: نَعَمْ.

قَالَتْ: أُدْخُلْ. فَأَدْخَلَتْهُ بَيْتاً فِي دَارِهَا غَيْرَ الْبَيْتِ الَّذِي تَكُونُ فِيهِ، وَفَرَشَتْ لَهُ، وَعَرَضَتْ عَلَيْهِ الْعَشَاءَ فَلَمْ يَتَعَشَّ، وَلَمْ يَكُنْ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ جَاءَ ابْنُهَا، فَرَآهَا تُكْثِرُ الدُّخُولَ فِي الْبَيْتِ وَالْخُرُوجَ مِنْهُ، فَقَالَ: وَاللهِ إِنَّهُ لَيُرِيبُنِي كَثْرَةُ دُخُولِكِ هٰذَا الْبَيْتَ مُنْذُ اللَّيْلَةِ وَخُرُوجِكِ مِنْهُ، إِنَّ لَكِ لَشَأْناً! قَالَتْ:

یا بُنَیَّ الہ عَن ھٰذَا. قَالَ لَھَا: وَاللّٰہِ لَتُخبِرِنّی. قَالَت: اَقبِل عَلٰی شَاْنِکَ وَلَا تَسأَلنِی عَن شَیءٍ. فَاَلَحَّ عَلَیھَا. فَقَالَت: یَا بُنَیَّ لَا تُحَدِّثَنَّ اَحَداً مِنَ النَّاسِ بِمَا اُخبِرُکَ بِہٖ. وَاَخَذَت عَلَیہِ الاَیمَانَ فَحَلَفَ لَھَا. فَاَخبَرَتہُ. فَاضطَجَعَ وَسَکَتَ. وَزَعَمُوا اَنَّہُ قَد کَانَ شَرِیداً مِنَ النَّاسِ. وَقَالَ بَعضُھُم: کَانَ یَشرَبُ مَعَ اَصحَابٍ لَہُ.

"تاریخ طبری میں مجالد بن سعید سے روایت ہے، جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے دیکھا کہ اب شام ہوگئی ہے اور اُن کے پاس صرف تیس افراد رہ گئے ہیں تو آپؑ نے محلہ بنی کندہ کا رُخ کیا۔ جب آپ اُس محلہ میں پہنچے تو صرف دس آدمی رہ گئے تھے۔ جب وہاں سے آگے چلے تو آپ تن تنہا رہ گئے۔ آپؑ کے ہمراہ کوئی آدمی نہ تھا۔ اتنا بھی کوئی نہ تھا کہ کوئی آپؑ کو راستہ بتائے۔ آپؑ حیران وسرگردان ہوکر رہ گئے کہ اب کدھر جائیں اور کس طرف جائیں اور کس کے پاس جائیں؟

آپؑ کوفہ کی گلیوں میں چل رہے تھے۔ آپ نہیں جانتے تھے کہ کدھر جائیں۔ چلتے چلتے بنی جبلہ کندہ کے محلہ میں ایک خاتون کے دروازے پر پہنچے، جس کا نام طوعہ تھا، جو اشعث ابن قیس کی اُم ولد تھیں۔ اُس نے جب انھیں آزاد کیا تو اُسید حضرمی نے اُن سے عقد کرلیا۔ بلال اُن کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ بلال بھی لوگوں کے ساتھ اس ہنگامہ میں شریک رہا تھا۔ جنابِ طوعہ، جو اس کی والدہ تھیں اپنے دروازے پر اُس کا انتظار کر رہی تھی تو حضرت مسلمؑ نے ان کو سلام کیا۔ خاتون نے سلام کا جواب دیا۔

سفیر حسینؑ نے انھیں کہا: اے کنیز خدا! مجھے تھوڑا سا پانی پلاؤ۔

وہ گھر سے پانی لائیں اور پانی حضرت عقیلؑ کے حوالے کیا۔ آپؑ نے نوش فرمایا اور وہیں بیٹھ رہے۔ خاتون پانی کا برتن رکھ کر پھر باہر آئی اور آپؑ کو وہیں بیٹھا ہوا پایا تو کہنے لگیں: اے عبد خدا! کیا آپؑ نے پانی نہیں پی لیا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، پی لیا ہے۔ خاتون نے کہا: اب اپنے گھر چلے جائیے۔ حسینؑ سفیر خاموش رہے۔ اتنے میں وہ پھر باہر آئیں اور وہی بات کی۔ اب بھی حضرت مسلمؑ خاموش رہے تو وہ بول پڑیں:

سبحان اللہ! اے عبدِ خدا! اپنے گھر جائیں۔ خدا آپؑ کا بھلا کرے۔ میرے دروازے پر تمھارا بیٹھنا مناسب نہیں ہے۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتی"۔

حضرت مسلمؑ کو جنابِ طوعہ کی اَمان

"یہ سن کر حضرت مسلمؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے نیک بخت! اس شہر میں میرا کوئی گھر اور ٹھکانہ نہیں ہے، نہ برادری والے ہیں۔ تم کچھ نیکی کرو اور ثواب کماؤ۔ شاید میں کبھی اس کا عوض بھی کر دوں گا۔ اُس خاتون نے کہا: اے شخص! یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ آپؑ نے فرمایا: میں مسلمؑ بن عقیل ہوں۔ لوگوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ طوعہ نے پوچھا: کیا تم مسلمؑ ہو؟ آپؑ نے کہا: ہاں، میں مسلمؑ بن عقیل ہوں۔ طوعہ نے کہا: اندر چلے آؤ اور اُنھیں ایک حجرہ دے دیا۔ یہ حجرہ اُس حجرہ کے علاوہ تھا جس میں وہ خود رہا کرتی تھی۔ وہیں ان کے لیے بستر بچھا دیا اور کھانا لے کر آئی، لیکن ابنِ عقیلؑ نے کھانا نہ کھایا۔ اتنے میں اُس کا بیٹا آ گیا۔ اُس نے ماں کو دیکھا جو بار بار اُس حجرہ میں آ جا رہی ہے۔ وہ کہنے لگا: تیرے اس حجرہ میں بار بار آنے جانے سے مجھے شک ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ اُس نے کہا: یہ بات نہ پوچھو، اسے جانے دو۔ اُس نے کہا: میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے بتا دو۔ وہ کہنے لگی: بیٹے، اپنا کام کر مجھ سے کچھ نہ پوچھ۔ وہ بہت اصرار کرنے لگا۔ اُس نے کہا: بیٹا! جو کچھ میں کہتی ہوں اُس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ پھر اُس سے قسم لی اور اس نے قسم کھائی تو ماں نے بیٹے سے حال

بیان کر دیا۔ یہ سن کر وہ لیٹ رہا اور چپ ہو گیا۔

لوگوں کا بیان ہے: یہ ایک آوارہ شخص تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے دوستوں میں بیٹھ کر شراب بھی پیا کرتا تھا"۔ ①

أنساب الأشراف: دُفِعَ [مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ] إلى بابِ امرَأَةٍ يُقالُ لَها: طوعَةُ. فَاستَسقى ماءً فَسَقَتهُ. ثُمَّ قالَ: يا أمَةَ اللهِ، أنا مُسلِمُ بنُ عَقيلِ بنِ أبي طالِبٍ، كَذَبَني هؤُلاءِ القَومُ وَغَرّوني. فَآويني. فَأَدخَلَتهُ مَنزِلَها وآوَتهُ. وَجاءَ ابنُها فَجَعَلَ يُنكِرُ كَثرَةَ دُخولِها إلى مُسلِمٍ وَخُروجِها مِن عِندِهِ. فَسَأَلَها عَن قِصَّتِها. فَأَعلَمَتهُ إجارَتَها مُسلِمًا. فَأَتى عَبدَ الرَّحمنِ بنَ مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ فَأَخبَرَهُ بِذلِكَ.

"انساب الاشراف میں ہے، حضرت مسلمؑ ایک خاتون کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے جس کا نام طوعہ تھا۔ آپؑ نے اُس سے پانی طلب کیا۔ اُس نے آپؑ کو پانی پلایا اور آپؑ نے اُس سے کہا: اے نیک بخت! میں مسلمؑ بن عقیل بن ابوطالبؑ ہوں۔ ان لوگوں نے مجھ سے بے وفائی کی ہے، مجھے پناہ دو۔ اُس خاتون نے آپؑ کو اپنے ہاں پناہ دی۔ جب اُس کا بیٹا گھر آیا اور جب ماں کو حضرت مسلمؑ کے حجرے میں بار بار جاتے دیکھا تھا تو اُسے کچھ شک گزرا۔ اُس نے ماں سے پوچھ لیا۔ ماں نے اُسے بتا دیا کہ سفیرِ حسینؑ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ ہمارے گھر میں موجود ہیں۔ وہ محمد بن اُشعث کے بیٹے عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور اُسے اُس نے حضرت مسلمؑ کی خبر دی"۔ (انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۸)

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۱؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۴۱؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۳؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۵؛ ارشاد: ج ۲، ص ۵۴؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۳؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۲؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۰؛ ثقات ابن حبان: ج ۲، ص ۳۰۸

مروج الذهب: فَلَم يُمسِ مُسلِمٌ وَمَعَهُ غَيرَ مِئَةِ رَجلٍ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى النَّاسِ يَتَفَرَّقُونَ عَنهُ، سَارَ نَحوَ أَبوابِ كِندَةَ، فَمَا بَلَغَ البَابَ إِلَّا وَمَعَهُ مِنهُم ثَلاثَةٌ، ثُمَّ خَرَجَ مِنَ البَابِ فَإِذَا لَيسَ مَعَهُ مِنهُم أَحَدٌ، فَبَقِيَ حَائِراً لَا يَدرِي أَينَ يَذهَبُ، وَلَا يَجِدُ أَحَداً يَدُلُّهُ عَلَى الطَّرِيقِ. فَنَزَلَ عَن فَرَسِهِ، وَمَشَى مُتَلَدِّداً فِي أَزِقَّةِ الكُوفَةِ، لَا يَدرِي أَينَ يَتَوَجَّهُ، حَتَّى انتَهَى إِلَى بَابِ مَولَاةٍ لِلأَشعَثِ بنِ قَيسٍ، فَاستَسقَاهَا مَاءً فَسَقَتهُ، ثُمَّ سَأَلَتهُ عَن حَالِهِ، فَأَعلَمَهَا بِقَضِيَّتِهِ، فَرَقَّت لَهُ وَآوَتهُ.

"مروج الذہب میں ہے: ابھی شام نے ڈیرے نہیں ڈالے تھے کہ حضرت مسلمؑ کے پاس صرف ایک سو آدمی رہ گئے اور لوگ وہاں سے متفرق ہونے لگے۔ آپؑ نے اور آپؑ کے ساتھیوں نے ابوابِ کندہ کا رُخ کیا۔ جب آپؑ اپنے ہمراہیوں کے ہاں اُس محلہ میں پہنچے تو آپؑ کے ساتھ صرف تین آدمی رہ گئے تھے۔ جب اُس محلہ سے گزرے تو حضرت مسلمؑ اکیلے رہ گئے۔ آپؑ نہیں جانتے تھے کہ اب کدھر جائیں اور نہ کوئی فرد موجود تھا کہ جس سے راستہ پوچھتے۔

آپؑ اپنے گھوڑے سے اُتر پڑے اور حیران و پریشان ہو کر کوفہ کی گلیوں میں چلنے لگے۔ آپؑ سوچ رہے تھے کہ اب کدھر جاؤں اور کس طرف جاؤں اور کس کے پاس جاؤں؟ آخر کار اشعث بن قیس کی آزاد کردہ کنیز کے دروازے پر جا ٹھہرے اور اُس سے پانی طلب کیا۔ اُس نے پانی پلایا۔ پھر اُس نے حال پوچھا۔ آپؑ نے اپنا دُکھ بیان کیا تو اُس نے آپؑ کو اپنے ہاں پناہ دے دی"۔ (مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۷)

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): وَكَثُرَهُم

أَصحَابُ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ، وَجَاءَ اللَّيلُ فَهَرَبَ مُسلِمٌ، حَتّٰى دَخَلَ عَلَى امرَأَةٍ مِن كِندَةَ يُقَالُ لَهَا: طَوعَةُ. فَاستَجَارَ بِهَا.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، عبید اللہ بن زیاد کے پاس لوگوں کی تعداد بڑھ گئی۔ جب رات ہوئی تو حضرت مسلمؑ نے میدان چھوڑ دیا۔ ایک عورت کے دروازے پر آئے، جس کا نام طوعہ تھا۔ اُس کے ہاں پناہ لی"۔ ①

الأخبار الطوال: صَلّٰى مُسلِمٌ العِشَاءَ فِي المَسجِدِ، وَمَا مَعَهُ إِلَّا زُهَاءُ ثَلَاثِينَ رَجُلًا. فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ مَضٰى مُنصَرِفًا مَاشِيًا وَمَشَوا مَعَهُ. فَأَخَذَ نَحوَ كِندَةَ. فَلَمَّا مَضٰى قَلِيلًا التَفَتَ فَلَم يَرَ مِنهُم أَحَدًا. وَلَم يُصِب إِنسَانًا يَدُلُّهُ عَلَى الطَّرِيقِ. فَمَضٰى هَائِمًا عَلٰى وَجهِهِ فِي ظُلمَةِ اللَّيلِ، حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى كِندَةَ. فَإِذَا امرَأَةٌ قَائِمَةٌ عَلٰى بَابِ دَارِهَا تَنتَظِرُ ابنَهَا وَكَانَت مِمَّن خَفَّ مَعَ مُسلِمٍ فَآوَتهُ وَأَدخَلَتهُ بَيتَهَا. وَجَاءَ ابنُهَا. فَقَالَ: مَن هٰذَا فِي الدَّارِ؟ فَأَعلَمَتهُ. وَأَمَرَتهُ بِالكِتمَانِ.

"اخبار الطوال میں ہے، جب حضرت مسلمؑ نے جامع مسجد میں نماز ادا کی تو اُس وقت آپؑ کے ہمراہ تیس افراد تھے۔ جب آپؑ نے یہ صورتِ حال دیکھی تو آپؑ اور آپؑ کے ساتھی پیدل چلتے ہوئے محلہ کندہ کی طرف آئے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ آپؑ اکیلے رہ گئے۔ آپؑ کے ساتھ کوئی ایک فرد بھی نہیں تھا کہ جس سے آپؑ راستہ پوچھتے۔ آپؑ حیران و پریشان چلتے رہے۔ اُس وقت اندھیرا چھا گیا تھا۔ آپ محلہ کندہ میں داخل ہوئے۔ ایک خاتون اپنے گھر کے دروازے پر کھڑی اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی۔ اُس نے حضرت ابن عقیلؑ کو اپنے گھر میں جگہ دی۔ جب اُس کا بیٹا

① طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۳۶۱؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۹؛ الملہوف: ص ۱۱۹

آیا تو اُس نے کہا: حجرہ میں کون ہے؟ ماں نے ساری داستان سنائی لیکن اُسے تاکید کی کہ وہ کسی کو نہیں بتائے گا"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۹)

تذکرۃ الخواص: جَاءَ [مُسلِمٌ] إلَى بَابٍ فَجَلَسَ عَلَيهِ، فَجَاءَتهُ امرَأَةٌ أو خَرَجَت إلَيهِ فَقَالَ لَهَا: يَا أمَةَ اللهِ اسقِينِي مَاءً. فَسَقَتهُ وَقَالَت: مَن أنتَ؟ فَقَالَ: أنَا مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ. فَقَالَت: أُدخُل فَدَخَلَ. وَكَانَتِ المَرأَةُ أُمَّ مَولىً لِمُحَمَّدِ بنِ الأشعَثِ. فَعَرَفَهُ ابنُهَا. فَانطَلَقَ فَأَخبَرَ ابنَ الأشعَثِ. فَأَخبَرَ ابنَ زِيَادٍ.

"تذکرۃ الخواص میں ہے، حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ ایک گھر کے دروازے پر آئے اور وہیں بیٹھ گئے۔ اتنے میں ایک خاتون آئی۔ آپؑ نے اُس سے کہا: اے نیک بخت! پانی پلا دو۔ اُس نے آپؑ کو پانی پلایا اور پوچھا: آپؑ کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: میں مسلمؑ بن عقیلؑ ہوں۔ اُس نے کہا: آیئے میرے گھر میں تشریف لایئے۔ آپؑ اُس کے گھر میں آئے۔ یہ عورت اَشعث بن قیس کی اُمِ ولد تھی۔ جب اس خاتون کے بیٹے کو حضرت مسلمؑ کا علم ہوا کہ وہ اُس کے گھر میں ہیں تو اُس نے ابنِ زیاد کو اطلاع دی"۔ (تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۲)

مثیر الأحزان: دَخَلَ [مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ] المَسجِدَ يُصَلِّي، وَطَلَعَ مُتَوَجِّهاً نَحوَ بَابِ كِندَةَ. فَإِذَا هُوَ وَحدَهُ لَا يَدرِي أينَ يَذهَبُ. حَتَّى وَصَلَ إلَى دُورِ بَنِي جَبَلَةَ. فَتَوَقَّفَ عَلَى بَابِ امرَأَةٍ اسمُهَا طَوعَةُ. وَهِيَ تَنتَظِرُ وَلَدَهَا وَاسمُهُ بِلَالٌ. فَاستَسقَاهَا فَسَقَتهُ. وَأشعَرَهَا بِأَمرِهِ. فَأَدخَلَتهُ.

"مثیر الاحزان میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ جامع مسجد میں داخل ہوئے کہ نماز ادا کریں۔ آپؑ نماز پڑھ کر جب محلہ بنی کندہ کی طرف

متوجہ ہوئے تو اُس وقت اکیلے رہ گئے۔ آپؑ نہیں جانتے تھے کہ کدھر جائیں۔ آخر بنی جبلہ کے محلہ میں پہنچے اور ایک خاتون کے گھر کے دروازے پر جا ٹھہرے۔ اُس عورت کا نام طوعہ تھا۔ وہ وہاں اپنے بیٹے کا انتظار کر رہی تھی جس کا نام بلال تھا۔ آپؑ نے اُس سے پانی مانگا۔ اُس نے آپؑ کو پانی پلایا۔ جب اُسے آپؑ کا تعارف ہوا تو اس نے آپؑ کو اپنے گھر میں پناہ دی"۔ (مثیر الاحزان: ص ۲۴)

المناقب لابن شهر آشوب: مَشَى [مُسلِمٌ] حَتّٰى اَتٰى اِلٰى بابِ امرَأةٍ يُقَالُ لَهَا: طَوعَةُ، كَانَت اُمَّ وَلَدٍ لِمُحَمَّدِ بنِ الاَشعَثِ، فَتَزَوَّجَها اُسَيدٌ الحَضرَمِيُّ فَوَلَدَت لَهُ بِلَالًا، وَكَانَ بِلَالٌ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ وَاُمُّهُ قَائِمَةٌ تَنتَظِرُهُ. فَقَالَ لَهَا مُسلِمٌ: يَا اَمَةَ اللّٰهِ اسقِينِي. فَسَقَتهُ وَجَلَسَ.

فَقَالَت لَهُ: يَا عَبدَ اللّٰهِ اذهَب اِلٰى اَهلِكَ. فَسَكَتَ. ثُمَّ عَادَت فَسَكَتَ. فَقَالَت: سُبحَانَ اللّٰهِ، قُم اِلٰى اَهلِكَ! فَقَالَ: مَا لِي فِي هٰذَا المِصرِ مَنزِلٌ وَلَا عَشِيرَةٌ. قَالَت: فَلَعَلَّكَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ فَآوَتهُ. فَلَمَّا دَخَلَ بِلَالٌ عَلٰى اُمِّهِ وَقَفَ عَلَى الحَالِ وَنَامَ.

"مناقب ابن شہر آشوب میں ہے، حضرت مسلمؑ چلتے چلتے ایک خاتون کے گھر کے دروازے پر آ کر رُکے جس کا نام طوعہ تھا، جو اشعث ابن قیس کی اُم ولد تھی۔ جب اشعث نے اُسے آزاد کیا تو اُسید حضرمی نے اُس سے عقد کر لیا تھا۔ اس کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا کہ جس کا نام بلال تھا۔ بلال لوگوں کے ساتھ باہر گیا ہوا تھا۔ اُس کی ماں دروازے پر اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ حضرت مسلمؑ نے اُس سے پانی مانگا۔ اُس نے آپؑ کو پانی پلایا۔ آپؑ وہیں پر بیٹھ گئے۔ اُس عورت نے آپؑ سے کہا: اے عبدِ خدا! اپنے گھر جائیں۔ اُس نے دوبارہ بھی الفاظ کہے لیکن آپؑ خاموش رہے۔

اُس نے کہا: سبحان اللہ! اُٹھیں اور اپنے گھر کی طرف جائیں۔ تب آپؑ نے فرمایا: اس شہر میں میرا کوئی گھر نہیں ہے اور نہ قوم قبیلہ ہے۔ اُس نے کہا: شاید آپ مسلمؑ ہیں۔ اُس نے آپؑ کو اپنے ہاں پناہ دے دی۔ جب بلال گھر میں آیا اور اُسے حضرت ابن عقیلؑ کا حال معلوم ہوا تو وہ وہیں سو گیا"۔ (مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۳)

الفتوح: دَخَلَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ المَسجِدَ الأعظَمَ لِيُصَلِّيَ المَغرِبَ، وتَفَرَّقَ عَنهُ العَشَرَةُ. فَلَمّا رَأىٰ ذٰلِكَ استوىٰ عَلىٰ فَرَسِهِ ومَضىٰ فِي بَعضِ أزِقَّةِ الكُوفَةِ، وقَد اُثخِنَ بِالجِراحاتِ، حَتّىٰ صارَ إلىٰ دارِ امرَأَةٍ يُقالُ لَها: طوعَةُ، وقَد كانَت فيما مَضىٰ امرَأَةَ قَيسٍ الكِندِيِّ، فَتَزَوَّجَها رَجُلٌ مِن حَضرَموتَ يُقالُ لَهُ: أسَدُ بنُ البطينِ، فَأولَدَها وَلَداً يُقالُ لَهُ أسَدٌ.

وَكانَتِ المَرأَةُ واقِفَةً عَلىٰ بابِ دارِها، فَسَلَّمَ عَلَيها مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ، فَرَدَّت عليه السلام، ثُمَّ قالَت: ما حاجَتُكَ؟ قالَ: إسقيني شُربَةً مِنَ الماءِ، فَقَد بَلَغَ مِنِّي العَطَشُ.

قالَ: فَسَقَتهُ حَتّىٰ رَوِيَ، فَجَلَسَ عَلىٰ بابِها.

فَقالَت: يا عَبدَ اللهِ، ما لَكَ جالِسٌ؟ أما شَرِبتَ؟ فَقالَ: بَلىٰ وَاللهِ، وَلٰكِنّي ما لي بِالكُوفَةِ مَنزِلٌ، وَإنّي غَريبٌ قَد خَذَلَني مَن كُنتُ أثِقُ بِهِ، فَهَل لَكِ في مَعروفٍ تَصطَنِعيهِ إلَيَّ، فَإنّي رَجُلٌ مِن أهلِ بَيتِ شَرَفٍ وَكَرَمٍ، ومِثلي مَن يُكافي بِالإحسانِ.

فَقالَت: وَكَيفَ ذٰلِكَ، ومَن أنتَ؟ فَقالَ مُسلِمٌ رَحِمَهُ اللهُ: خَلّي هٰذَا الكَلامَ وأدخِليني مَنزِلَكِ، عَسَى اللهُ أن يُكافِئَكِ غَداً بِالجَنَّةِ. فَقالَت: يا عَبدَ اللهِ، خَبِّرني اسمَكَ وَلا تَكتُمني شَيئاً مِن أمرِكَ؛ فَإنّي أكرَهُ أن يَدخُلَ مَنزِلي مِن قَبلِ مَعرِفَةِ خَبَرِكَ،

وَهٰذِهِ الْفِتْنَةُ قَائِمَةٌ. وَهٰذَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ بِالْكُوفَةِ.

فَقَالَ لَهَا مُسْلِمُ بنُ عَقِيلٍ: إِنَّكِ لَوْ عَرَفْتِنِي حَقَّ الْمَعْرِفَةِ لَأَدْخَلْتِنِي دَارَكِ. أَنَا مُسْلِمُ بنُ عَقِيلِ بنِ أَبِي طَالِبٍ. فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ: قُمْ فَادْخُلْ رَحِمَكَ اللهُ! فَأَدْخَلَتْهُ مَنْزِلَهَا، وَجَاءَتْهُ بِالْمِصْبَاحِ وَبِالطَّعَامِ. فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ.

فَلَمْ يَكُنْ بِأَسْرَعَ مِنْ أَنْ جَاءَ ابْنُهَا. فَلَمَّا أَتَى وَجَدَ أُمَّهُ تُكْثِرُ دُخُولَهَا وَخُرُوجَهَا إِلَى بَيْتٍ هُنَاكَ، وَهِيَ بَاكِيَةٌ. فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّاهُ، إِنَّ أَمْرَكِ يُرِيبُنِي لِدُخُولِكِ هٰذَا الْبَيْتَ وَخُرُوجِكِ مِنْهُ بَاكِيَةً. مَا قِصَّتُكِ؟

فَقَالَتْ: يَا وَلَدَاهُ، إِنِّي مُخْبِرَتُكَ بِشَيْءٍ لَا تُفْشِهِ لِأَحَدٍ. فَقَالَ لَهَا: قُولِي مَا أَحْبَبْتِ. فَقَالَتْ لَهُ: يَا بُنَيَّ، إِنَّ مُسْلِمَ بنَ عَقِيلٍ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ، وَقَدْ كَانَ مِنْ قِصَّتِهِ كَذَا وَكَذَا. قَالَ: فَسَكَتَ الْغُلَامُ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا. ثُمَّ أَخَذَ مَضْجَعَهُ وَنَامَ.

''الفتوح میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیل جامع مسجد کوفہ میں داخل ہوئے کر نماز پڑھیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپؑ اکیلے تھے۔ آپؑ نے اپنے گھوڑے کو وہیں چھوڑا اور کوفہ کی گلیوں میں پیدل چلنے لگے۔ آپؑ زخمی بھی تھے۔ آپؑ ایک عورت کے گھر کے دروازے پر رُکے جس کا نام طوعہ تھا۔ یہ قیس کندی کی اُم ولد تھی۔ اُس نے جب اِسے آزاد کیا تو حضر موت کے آدمی نے اُس سے عقد کر لیا جس کا نام اسد بن البطین تھا۔ اُس نے اُس سے ایک بیٹے کو جنم دیا جس کا نام اسد رکھا گیا تھا۔

یہ خاتون اپنے بیٹے کے انتظار میں کھڑی تھی۔ حضرت مسلمؑ نے اُسے سلام کیا۔ اُس نے سلام کا جواب دیا۔ اُس نے پوچھا: آپ کا کوئی کام ہے؟ آپؑ نے فرمایا: پانی پلا دیں کیونکہ میں اس وقت سخت پیاسا ہوں۔ اُس

نے آپ کو پانی پلایا تو آپؑ وہاں پر ہی بیٹھ گئے۔
خاتون نے کہا: اے عبد خدا! تم یہاں کیوں بیٹھ گئے ہو؟ کیا آپؑ نے پانی نہیں پی لیا؟ آپؑ نے فرمایا: واللہ! پانی پی لیا ہے لیکن کوفہ میں میرا گھر نہیں ہے، میں مسافر ہوں، جن پر میں نے بھروسہ کیا تھا اُنھوں نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے۔ کیا تم مجھ پر احسان کرسکتی ہو۔ میرا تعلق ایک محترم و معزز گھرانے سے ہے۔ شاید کبھی میں اس کا عوض بھی کردوں گا۔
اُس عورت نے کہا: آپؑ کون ہیں؟ حضرت مسلمؑ نے فرمایا: باتیں چھوڑیے مجھے اپنے گھر میں لے جایئے شاید اللہ اِس احسان کے بدلے کل تجھے جنت میں ٹھکانہ عطا کرے۔
عورت نے کہا: آپؑ مجھے اپنا نام بتائیں اور اپنا معاملہ بیان کریں۔ میں ایسے مرد کو اپنے گھر میں کیسے داخل کرسکتی ہوں جسے میں جانتی نہیں، جس کے حالات کا مجھے علم نہیں ہے۔ شہر میں فتنہ برپا ہے۔ کوفہ میں اس وقت ابن زیاد کی حکومت ہے۔
حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے فرمایا: اگر میں آپ کو اپنا تعارف کراؤں تو کیا مجھے اپنے گھر میں جگہ دو گی؟ میں مسلمؑ بن عقیلؑ ہوں۔ یہ سن کر اُس عورت نے کہا: اٹھیئے اور میرے گھر چلیے اللہ آپؑ پر رحم کرے۔ وہ عورت آپ کو اپنے گھر لے آئی، چراغ جلایا، کھانا پیش کیا لیکن آپؑ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ اتنے میں اُس عورت کا بیٹا آ گیا۔ جب اُس نے اپنی ماں کو بار بار حجرے میں آتے جاتے دیکھا اور ساتھ ہی ماں کو روتے دیکھا تو وہ شک میں پڑ گیا کہ معاملہ کیا ہے؟ اُس نے ماں سے پوچھا: تم دوسرے حجرے میں کیوں آ جا رہی ہو؟ رو بھی رہی ہو، بات کیا ہے؟
اُس نے کہا: بیٹے! ایک بات بتاتی ہوں لیکن خدا کے لیے کسی سے نہ کہنا۔
اُس نے کہا: کہیے، ایسا ہی ہوگا میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ اُس نے کہا: بیٹا!

اس حجرے میں حضرت مسلمؑ بن عقیل تشریف فرما ہیں۔ وہ نوجوان ماں کی بات سن کر خاموش ہو گیا۔ مزید کوئی بات نہ کی۔ بستر پر آیا اور سو گیا"۔ ①

ابن زیاد اور حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی تلاش

تاریخ الطبری عن المجالد بن سعید: لَمَّا طَالَ عَلَى ابنِ زِيَادٍ، وَأَخَذَ لَا يَسمَعُ لِأَصحَابِ ابنِ عَقِيلٍ صَوتاً كَمَا كَانَ يَسمَعُهُ قَبلَ ذٰلِكَ، قَالَ لِأَصحَابِهِ: أَشرِفُوا، فَانظُرُوا هَل تَرَونَ مِنهُم أَحَداً؟ فَأَشرَفُوا فَلَم يَرَوا أَحَداً. قَالَ: فَانظُرُوا لَعَلَّهُم تَحتَ الظِّلَالِ قَد كَمَنُوا لَكُم. فَفَرَعُوا بَحَابِحَ المَسجِدِ، وَجَعَلُوا يَخفِضُونَ شُعَلَ النَّارِ فِي أَيدِيهِم، ثُمَّ يَنظُرُونَ هَل فِي الظِّلَالِ أَحَدٌ؟ وَكَانَت أَحيَاناً تُضِيءُ لَهُم، وَأَحيَاناً لَا تُضِيءُ لَهُم كَمَا يُرِيدُونَ. فَدَلَّوا القَنَادِيلَ وَأَنصَافَ الطِّنَانِ تُشَدُّ بِالحِبَالِ، ثُمَّ تُجعَلُ فِيهَا النِّيرَانُ، ثُمَّ تُدَلَّى حَتَّى تَنتَهِيَ إِلَى الأَرضِ، فَفَعَلُوا ذٰلِكَ فِي أَقصَى الظِّلَالِ وَأَدنَاهَا وَأَوسَطِهَا، حَتَّى فَعَلُوا ذٰلِكَ بِالظُّلَّةِ الَّتِي فِيهَا المِنبَرُ.

"تاریخ طبری میں مجالد بن سعید سے مروی ہے، جب ابن زیاد نے دیکھا کہ اصحابِ مسلمؑ کی آوازیں جس طرح پہلے سنائی دیتی تھیں اُس طرح اب سنائی نہیں دیتیں تو اُس نے اپنے اصحاب سے کہا: چھت پر جا کر دیکھو کہ باہر کی صورتِ حال کیسی ہے؟ کیا اُن کے لوگ موجود ہیں؟ لوگوں نے جا کر دیکھا تو کسی کو بھی نہ پایا۔ ابن زیاد نے کہا: سائبانوں کے نیچے دیکھو، کہیں وہ وہاں چھپ کر تمھاری گھات میں نہ ہوں۔ یہ سن کر لوگ مسجد کے صحن میں جو دالان (قصر سے متصل) بنے ہوئے تھے اُن کی چھتوں

---

① الفتوح: ج۵، ص۵۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۰۷

پر چڑھ گئے۔ اُن کے ہاتھ میں مشعلیں تھیں، انھیں جھکا جھکا کر دیکھتے تھے کہ سائبانوں میں کوئی ہے تو نہیں۔ مشعلیں کبھی روشنی دیتی تھیں کبھی اچھی طرح جلتی نہ تھیں تو اُن لوگوں نے قندیلوں کو لٹکایا اور کھجیوں کے ٹکڑے رسیوں میں باندھ کر آگ لگا دی۔ پھر زمین تک اُسے لٹکا دیا۔ دُور کے قریب کے درمیان کے سب سائبانوں کی اس طرح دیکھ بھال کی بلکہ جس سائبان میں منبر تھا اس کی بھی خوب تلاشی لی گئی"۔ ①

الأخبار الطوال: إِنَّ ابنَ زِيَادٍ لَمَّا فَقَدَ الأصواتَ، ظَنَّ أَنَّ القَومَ دَخَلُوا المَسجِدَ، فَقَالَ: أُنظُروا، هَل تَرَونَ فِي المَسجِدِ أَحَداً؛ وَكَانَ المَسجِدُ مَعَ القَصرِ، فَنَظَرُوا فَلَم يَرَوا أَحَداً، وَجَعَلُوا يُشعِلونَ أَطنَابَ القَصَبِ، ثُمَّ يَقذِفُونَ بِهَا فِي رُحبَةِ المَسجِدِ لِيُضِيءَ لَهُم، فَتَبَيَّنُوا، فَلَم يَرَوا أَحَداً.

فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: إِنَّ القَومَ قَد خَذَلُوا وَأَسلَمُوا مُسلِماً وَانصَرَفُوا. فَخَرَجَ فِيمَن كَانَ مَعَهُ، وَجَلَسَ فِي المَسجِدِ، وَوُضِعَتِ الشُّمُوعُ وَالقَنَادِيلُ.

"اخبار الطوال میں ہے، جب ابن زیاد نے محسوس کیا کہ حضرت مسلمؑ کے اصحاب کی آوازیں مفقود ہو گئی ہیں تو وہ سمجھا کہ وہ سب مسجد میں داخل ہو گئے ہیں۔ اُس نے اپنے لوگوں سے کہا: مسجد میں جاؤ اور دیکھو وہاں لوگ موجود ہیں۔ مسجد قصر کے ساتھ متصل تھی۔ اُن لوگوں نے مسجد کی تلاشی لی، لیکن انھیں وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ قندیلوں کو لٹکایا گیا اور کھجیوں کے ٹکڑے رسیوں میں باندھ کر آگ لگا دی۔ پھر زمین تک اُسے لٹکا دیا۔ دُور قریب کے درمیان کے سب سائبانوں کی اس طرح دیکھ بھال کی جب

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۷۲؛ ارشاد: ج۲، ص ۵۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۱؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۱؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۵

ہر طرف ماحول روشن ہو گیا تو اُن لوگوں نے وہاں کسی کو نہ پایا۔

ابن زیاد نے کہا: لوگوں نے مسلم کو اکیلا چھوڑ دیا ہے اور خود اپنے گھروں میں چلے گئے ہیں۔ اب مسلم حن تنہا رہ گیا ہے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ قصر سے نکلا اور مسجد میں آیا اور مسجد کو مشعلوں اور قندیلوں سے روشن کر دیا گیا"۔(اخبار الطوال: ص ۲۳۹)

﴿ابن زیاد کا اہلِ کوفہ کو خطاب﴾

تاریخ الطبری عن المجالد بن سعید: لَمَّا لَم یَرَوا شَیئًا [مِن مُسلِمٍ وأصحَابِهِ] أعلَمُوا ابنَ زِیَادٍ، فَفَتَحَ بابَ السُّدَّةِ الَّتي فِي المَسجِدِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَعِدَ المِنبَرَ وخَرَجَ أصحَابُهُ مَعَهُ، فَأَمَرَهُم فَجَلَسُوا حَولَهُ قُبَیلَ العَتَمَةِ. وأمَرَ عَمرَو بنَ نافِعٍ فَنادیٰ: ألا بَرِئَتِ الذِّمَّةُ مِن رَجُلٍ مِنَ الشُّرطَةِ والعُرَفاءِ، أوِ المَناکِبِ أوِ المُقَاتِلَةِ، صَلَّی العَتَمَةَ إلّا فِي المَسجِدِ، فَلَم یَکُن لَهُ إلّا ساعَةٌ، حَتّیٰ امتَلَأَ المَسجِدُ مِنَ النّاسِ. ثُمَّ أمَرَ مُنادِیَهُ فَأَقامَ الصَّلاةَ. فَقالَ الحُصَینُ بنُ تَمیمٍ: إن شِئتَ صَلَّیتَ بِالنّاسِ، أو یُصَلّي بِهِم غَیرُكَ ودَخَلتَ أنتَ فَصَلَّیتَ فِي القَصرِ، فَإِنّي لا آمَنُ أن یَغتالَكَ بَعضُ أعدائِكَ.

فَقالَ: مُر حَرَسي فَلیَقوموا وَرائي کَما کانوا یَقِفونَ، ودُر فیهِم فَإِنّي لَستُ بِداخِلٍ إذًا. فَصَلّیٰ بِالنّاسِ.

ثُمَّ قامَ فَحَمِدَ اللهَ وأثنیٰ عَلَیهِ، ثُمَّ قالَ: أمّا بَعدُ، فَإِنَّ ابنَ عَقیلٍ السَّفیهَ الجاهِلَ، قَد أتیٰ ما قَد رَأَیتُم مِنَ الخِلافِ وَالشِّقاقِ، فَبَرِئَت ذِمَّةُ اللهِ مِن رَجُلٍ وَجَدناهُ في دارِهِ، ومَن جاءَ بِهِ فَلَهُ دِیَتُهُ. اِتَّقُوا اللهَ عِبادَ اللهِ، وَالزَموا طاعَتَکُم وبَیعَتَکُم، ولا تَجعَلوا عَلیٰ أنفُسِکُم سَبیلًا.

يَا حُصَيْنَ بنَ تَمِيمٍ . ثَكِلَتكَ أُمُّكَ إِن صَاحَ بَابُ سِكَّةٍ مِن سِكَكِ الكُوفَةِ ،أو خَرَجَ هٰذَا الرَّجُلُ ولَم تَأتِنِي بِهِ ، وَقَد سَلَّطتُكَ عَلَى دورِ أهلِ الكُوفَةِ فَابعَث مُراصِدَةً عَلَى أفوَاهِ السِّكَكِ ، وأصبِح غَداً وَاستَبرِ الدُّورَ وَجُسْ خِلالَهَا ، حَتّٰى تَأتِيَنِي بِهٰذَا الرَّجُلِ. وَكَانَ الحُصَينُ عَلَى شُرَطِهِ ، وَهُوَ مِن بَنِي تَمِيمٍ .ثُمَّ نَزَلَ ابنُ زِيَادٍ فَدَخَلَ، وَقَد عَقَدَ لِعَمرِو بنِ حُرَيثٍ رَايَةً وأمَّرَهُ عَلَى النَّاسِ.

''تاریخ طبری میں مجالد بن سعید سے روایت ہے، جب مسجد کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے اصحاب سے خالی پایا گیا تو ابن زیاد کے افراد نے اُسے اطلاع دی کہ اب کوئی خطرہ نہیں ہے، مسجد خالی ہے۔ ابن زیاد نے مسجد کی طرف کا دروازہ کھولا۔ وہ قصر سے نکل کر منبر پر آیا۔ اُس کے رفقاء بھی اُس کے ساتھ تھے۔ اُس نے حکم دیا کہ وہ سب اُسے گھیر کر بیٹھیں۔ یہ وقت عشاء سے پہلے کا تھا۔ اُس نے عمرو بن نافع کو حکم دیا کہ وہ ندا دے کہ کوئی شخص ہو چاہے وہ اہلِ شرطہ میں سے ہو، چاہے اہلِ کاروں میں سے ہو، یا معتمدوں میں سے یا سرداروں میں سے۔ اگر اُس نے نمازِ عشاء مسجد میں نہ پڑھی تو اُس کے لیے امان نہیں ہے۔ پس اس اعلان کے بعد چند لمحات میں مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ نمازِ جماعت کا اعلان کرے۔ اس وقت حصین بن تمیم نے ابن زیاد سے کہا: جی چاہے تو خود نماز پڑھاؤ یا کوئی دوسرا پڑھائے اور تم قصر میں نماز پڑھاؤ، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی دشمن تم پر حملہ نہ کر دے۔

ابن زیاد نے کہا: میرے سپاہیوں سے کہہ دو جس طرح وہ میرے پیچھے کھڑے رہتے ہیں اسی طرح کھڑے رہیں اور تم خود اُن کے درمیان پھرتے رہو۔ اس وقت میں قصر میں نہیں جانا چاہتا۔ پھر اُس نے لوگوں

کے ساتھ نماز پڑھی۔

نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کہا: ابنِ عقیلؑ نے جو مخالفت اور سرکشی کی ہے وہ تم نے دیکھ لی ہے۔ اب جس شخص کے گھر میں اُس کو پاؤں گا خدا کی طرف سے اُس کے لیے امان نہیں ہے۔ اور جو شخص اُسے لے کر آئے گا اُس کا خون بہا اُسے انعام میں ملے گا۔

بندگانِ خدا! اللہ سے ڈرو، اپنی اطاعت وبیعت کو نہ چھوڑو۔ اپنی جان کے پیچھے نہ پڑو۔ اے حصین بن تمیم! تو سن لے اگر کوفہ کی کسی گلی کے دروازہ سے صبح کو آمد ورفت ہوئی یا یہ شخص نکل گیا اور تو اُسے میرے پاس لے کر نہ آیا تو تیری موت آجائے گی۔ میں تجھے اہلِ کوفہ کے گھروں پر مسلط کرتا ہوں۔ چوراہوں پر نگہبان مقرر کردو۔ جب صبح ہو تو تمام گھروں کی تلاشی لو۔ ہر صورت میں اس شخص کو میرے پاس لانا۔

حصین بنی تمیم میں سے تھا اور ابنِ زیاد کی پولیس کا انچارج تھا۔ اس کے بعد ابنِ زیاد قصر کی طرف چلا گیا۔ اُس نے عمرو بن حریث کو پرچم دے کر لوگوں پر حاکم مقرر کردیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ اپنے مقام پر آکر بیٹھ گیا۔ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی۔ تمام لوگ آئے اور اُس سے ملے۔ جب محمد بن اشعث آیا تو ابنِ زیاد کہنے لگا: اس شخص کا کیا پوچھنا جس پر بدگمانی وخیانت کا شائبہ بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر اُس نے اپنے پہلو میں بٹھا لیا"۔ ①

الفتوح : لَمَّا كَانَ مِنَ الغَدِ، نَادىٰ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ فِي النَّاسِ أَن يَجْتَمِعُوا، ثُمَّ خَرَجَ مِنَ القَصْرِ، وَأَتىٰ إِلَى المَسْجِدِ الأَعظَمِ فَصَعِدَ المِنبَرَ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثنىٰ عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا

① تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۷۲؛ الکامل فی التاریخ: ج۳،ص ۱۵۴؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۵؛ ارشاد: ج۲،ص ۵۶؛ بحارالانوار: ج۴۴،ص ۳۵۱؛ اخبارالطوال: ص ۲۳۰

النَّاسُ! إِنَّ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ أَتَى هٰذَا البِلَادَ، وَأَظهَرَ العِنَادَ وَشَقَّ العَصَا، وَقَد بَرِئَتِ الذِّمَّةُ مِن رَجُلٍ أَصَبنَاهُ فِي دَارِهِ، وَمَن جَاءَ بِهِ فَلَهُ دِيَتُهُ، اِتَّقُوا اللهَ عِبَادَ اللهِ، وَالزَمُوا طَاعَتَكُم وَبَيعَتَكُم، وَلَا تَجعَلُوا عَلَى أَنفُسِكُم سَبِيلًا، وَمَن أَتَانِي بِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ فَلَهُ عَشَرَةُ آلَافِ دِرهَمٍ، وَالمَنزِلَةُ الرَّفِيعَةُ مِن يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ، وَلَهُ فِي كُلِّ يَومٍ حَاجَةٌ مَقضِيَّةٌ، وَالسَّلَامُ.

ثُمَّ نَزَلَ عَنِ المِنبَرِ، وَدَعَا الحُصَينَ بنَ نُمَيرٍ السَّكُونِيَّ، فَقَالَ: ثَكِلَتكَ أُمُّكَ إِن فَاتَتكَ سِكَّةٌ مِن سِكَكِ الكُوفَةِ لَم تُطبَق عَلَى أَهلِهَا، أَو يَأتُوكَ بِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، فَوَاللهِ لَئِن خَرَجَ مِنَ الكُوفَةِ سَالِمًا لَنُرِيقَنَّ أَنفُسَنَا فِي طَلَبِهِ، فَانطَلِقِ الآنَ فَقَد سَلَّطتُكَ عَلَى دُورِ الكُوفَةِ وَسِكَكِهَا، فَانصِبِ المَرَاصِدَ، وَجُدَّ الطَّلَبَ، حَتَّى تَأتِيَنِي بِهٰذَا الرَّجُلِ.

"الفتوح میں ہے، جب صبح ہوئی تو عبداللہ ابن زیاد نے لوگوں میں منادی کرائی کہ وہ سب مسجد اعظم میں جمع ہوں۔ جب لوگ جمع ہوئے تو وہ قصر سے مسجد میں آیا۔ منبر پر بلند ہوا اور اللہ سبحانہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر کہا: اے لوگو! اس شہر میں مسلمؑ بن عقیلؑ نے فساد برپا کر دیا ہے۔ اُس نے اپنی عداوت کا مظاہرہ کیا ہے اور اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ہم نے جس گھر میں اُسے پایا تو ہم اُس سے بری ہیں۔ وہ ہماری امان سے خارج ہے۔ جو شخص اُسے ہمارے پاس لے آیا اُس کا خون بہا اُسے انعام میں دیا جائے گا۔ بندگانِ خدا! اللہ سے ڈرو اور ہماری اطاعت اور بیعت پر باقی رہو۔ اپنے اُوپر رحم کرو۔ جو شخص ابن عقیلؑ کو ہمارے پاس لے آئے گا تو اُسے یزید کی طرف سے دس ہزار انعام میں دیئے جائیں گے۔

اُس کی ہر حاجت پوری کی جائے گی۔ والسلام!

وہ منبر سے نیچے اُتر آیا اور حُصین بن نمیر کو بلایا اور اُسے کہا: اے حُصین بن نمیر! تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو سن لے، اگر کوفہ کی کسی گلی کے دروازہ سے صبح کو آمد و رفت ہوئی یا یہ شخص نکل گیا اور تُو اسے میرے پاس نہ لایا تو تیری موت آجائے گی۔ میں تجھے اہلِ کوفہ کے گھروں پر مسلط کرتا ہوں۔ چوراہوں پر نگران مقرر کر دو۔ اُس آدمی کو تلاش کرو اور میرے پاس لے آؤ"۔ ①

الأمالی للشجری عن سعید بن خالد: قَالَ عُبَيدُ اللهِ عَلَى المِنبَرِ: يَا أَهلَ الكُوفَةِ! وَاللهِ لَا أَدَعُ فِي الكُوفَةِ بيت مَدَرٍ إِلَّا هَدَمتُهُ، وَلَا بَيتَ قَصَبٍ إِلَّا أَحرَقتُهُ.

"امالی الشجری میں سعید بن خالد سے روایت ہے کہ ابن زیاد نے منبر پر بلند ہو کر کہا: اے اہلِ کوفہ! اللہ کی قسم! فتنہ و فساد سے باز آجاؤ، ورنہ میں ہر گھر کو گرا دوں گا یا جلا دوں گا"۔ (امالی الشجری: ج۱، ص ۱۶۷)

البدایة والنهایة: أَمَّا عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ، فَإِنَّهُ نَزَلَ مِنَ القَصرِ بِمَن مَعَهُ مِنَ الأُمَرَاءِ وَالأَشرَافِ، بَعدَ العِشَاءِ الآخِرَةِ، فَصَلَّى بِهِمُ العِشَاءَ فِي المَسجِدِ الجَامِعِ، ثُمَّ خَطَبَهُم، وَطَلَبَ مِنهُم مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ، وَحَثَّ عَلَى طَلَبِهِ، وَمَن وَجَدَهُ عِندَهُ وَلَم يُعلِم بِهِ فَدَمُهُ هَدَرٌ، وَمَن جَاءَ بِهِ فَلَهُ دِيَتُهُ. وَطَلَبَ الشُّرَطَ وَحَثَّهُم عَلَى ذٰلِكَ، وَتَهَدَّدَهُم.

"البدایہ والنہایہ میں ہے، عبید اللہ ابن زیاد اپنے رفقاء کے ساتھ قصر سے جامع مسجد میں آیا اور اُس نے وہیں عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر لوگوں سے

---

① الفتوح: ج۵، ص ۵۱؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۳۰۸

خطاب کیا اور اُن سے حضرت مسلمؑ کا مطالبہ کیا کہ انھیں ہر صورت میں تلاش کرو۔ اگر وہ کسی کے پاس پائے گئے اور اُس نے ہمیں نہ بتایا تو اُسے قتل کر دیا جائے گا۔ جو آدمی اُسے میرے پاس لے آئے گا تو اُس کا خون بہا اُسے انعام میں ملے گا۔ اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ وہ مسلمؑ کو ڈھونڈ نکالیں۔ اُنھیں دھمکی دی اگر وہ اُسے نہ لائے تو اُنھیں قتل کر دیا جائے گا"۔ (البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۵۵)

حضرت مسلمؑ کی پناہ گاہ کی ابن زیاد کو مخبری

تاریخ الطبری عن عمّار الدهنی عن أبی جعفر [الباقر] علیہ السلام:
كَانَ ابنُهَا [أي ابنُ طوعَةَ] مَولىً لِمُحَمَّدِ بنِ الأشعَثِ. فَلَمَّا عَلِمَ بِهِ [أي بِمُسلِمٍ] الغُلامُ، انطَلَقَ إلىٰ مُحَمَّدٍ فَأَخبَرَهُ، فَانطَلَقَ مُحَمَّدٌ إلىٰ عُبَيدِ اللهِ فَأَخبَرَهُ.

"تاریخ طبری میں عمار الدہنی سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جنابِ طوعہ کا بیٹا محمد بن اشعث کا آزاد کردہ غلام تھا۔ جب اسے اپنے گھر میں حضرت مسلمؑ کی موجودگی کا علم ہوا تو وہ محمد بن اشعث کے پاس گیا اور اُسے مطلع کیا۔ محمد بن اشعث نے اس امر کی اطلاع ابن زیاد کو دی"۔ [1]

تاریخ الطبری عن المجالد بن سعید: لَمّا أصبَحَ [ابنُ زِيادٍ] جَلَسَ مَجلِسَهُ، وأذِنَ لِلنّاسِ فَدَخَلوا عَلَيهِ، وَأَقبَلَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ فَقالَ: مَرحَباً بِمَن لا يُستَغَشُّ وَلا يُتَّهَمُ، ثُمَّ أَقعَدَهُ

[1] تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۵۰؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص ۴۲۶؛ تہذیب التہذیب: ج۱، ص ۵۹۳؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص ۳۰۸؛ الاصابہ: ج۲، ص ۷۱؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۲؛ امالی شجری: ج۱، ص ۱۹۱؛ الحدائق الوردیہ: ج۱، ص ۱۱۶؛ الثقات ابن حبان: ج۲، ص ۳۰۸؛ طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۳۶۱؛ الملہوف: ص ۱۲۰؛ مثیر الاحزان: ص ۳۵

إِلَى جَنْبِهِ. وَأَصْبَحَ ابْنُ تِلْكَ الْعَجُوزِ وَهُوَ بِلَالُ بْنُ أُسَيْدٍ، الَّذِي آوَتْ أُمُّهُ ابْنَ عَقِيلٍ، فَغَدَا إِلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ فَأَخْبَرَهُ بِمَكَانِ ابْنِ عَقِيلٍ عِنْدَ أُمِّهِ.

قَالَ: فَأَقْبَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى أَتٰى أَبَاهُ وَهُوَ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَسَارَّهُ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: مَا قَالَ لَكَ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَّ ابْنَ عَقِيلٍ فِي دَارٍ مِنْ دُورِنَا. فَنَخَسَ بِالْقَضِيبِ فِي جَنْبِهِ. ثُمَّ قَالَ: قُمْ فَأْتِنِي بِهِ السَّاعَةَ.

''تاریخ طبری میں مجالد بن سعید سے مروی ہے، جب صبح ہوئی تو ابن زیاد اپنے مقام پر بیٹھا۔ لوگوں کو ملنے کی اجازت دی تو وہ اس کے پاس آئے۔ اس دوران محمد بن اشعث اُس کے پاس آیا اور اُس نے کہا: اس شخص کا کیا پوچھنا جس پر بدگمانی اور خیانت کا شائبہ ہی نہیں۔ اُسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ جب صبح ہوتے ہی اُس ضعیفہ کا بیٹا بلال بن اُسید، جس کی ماں نے مسلمؑ کو اپنے گھر میں رکھ لیا تھا، محمد بن اشعث کے بیٹے عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور اُس سے کہا: مسلمؑ میری ماں کے پاس ہیں۔ عبدالرحمٰن اپنے باپ کے پاس آیا اور اُسے پورا ماجرا سنایا۔ محمد بن اشعث نے ابن زیاد کو چپکے چپکے سب حال بیان کر دیا۔ ابن زیاد نے پوچھا: بتاؤ تیرے بیٹے نے کیا باتیں کیں؟ اس نے کہا: مسلمؑ ہمارے گھروں میں سے ایک گھر میں ہیں۔ ابن زیاد نے چھڑی لے کر اس کے پہلو میں چبھوئی اور کہا: اُٹھو، ابھی اُسے میرے پاس لے کر آؤ''۔ (1)

---

(1) تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۷۳؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۲؛ اخبار الطوال: ص ۲۴۰؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۵؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۵۵؛ ارشاد: ج۲، ص ۵۷؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۳؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۴۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۲؛ مروج الذھب: ج ۳، ص ۶۸؛ المناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۳

انساب الأشراف: كَانَ ابنُ زِيَادٍ حِينَ تَفَرَّقَ عَنِ ابنِ عَقِيلٍ النَّاسُ. فَتَحَ بَابَ القَصرِ، وَخَرَجَ إِلَى المَجلِسِ فَجَلَسَ فِيهِ، وَحَضَرَهُ أَهلُ الكُوفَةِ. فَجَاءَ عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ إِلَى أَبِيهِ. وَهُوَ عِندَ ابنِ زِيَادٍ فَأَخبَرَهُ خَبَرَ ابنِ عَقِيلٍ. فَأَعلَمَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ ابنَ زِيَادٍ بِذٰلِكَ.

"انساب الاشراف میں ہے، جب حضرت مسلمؑ کے اصحاب متفرق ہو گئے تو ابنِ زیاد نے قصر کا دروازہ کھولا اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اہلِ کوفہ کو ملنے کی اجازت دی تو اس دوران عبدالرحمٰن اپنے باپ محمد بن اشعث کے پاس آیا۔ وہ اس وقت ابنِ زیاد کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابنِ عقیلؑ کی خبر دی۔ ابن اشعث نے سارا حال ابنِ زیاد کو بیان کیا"۔ ①

الفتوح: أَقبَلَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ. فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: مَرحَبًا بِمَن لَا يُتَّهَمُ فِي مَشورَةٍ. ثُمَّ أَدنَاهُ وَأَقعَدَهُ إِلٰى جَنبِهِ. وَأَقبَلَ ابنُ تِلكَ المَرأَةِ. الَّتِي مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ فِي دَارِهَا إِلٰى عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ. فَخَبَّرَهُ بِمَكَانِ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ عِندَ أُمِّهِ. فَقَالَ لَهُ عَبدُ الرَّحمٰنِ: أُسكُتِ الآنَ وَلَا تُعلِم بِهٰذَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ.

قَالَ: ثُمَّ أَقبَلَ عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ مُحَمَّدٍ إِلٰى أَبِيهِ فَسَارَّهُ فِي أُذُنِهِ وَقَالَ: إِنَّ مُسلِمًا فِي دَارِ طَوعَةَ. ثُمَّ تَنَحّٰى عَنهُ. فَقَالَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ: مَا الَّذِي قَالَ لَكَ عَبدُ الرَّحمٰنِ؟ فَقَالَ: أَصلَحَ اللهُ الأَمِيرَ. البِشَارَةُ العُظمٰى! فَقَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ وَمِثلُكَ مَن بَشَّرَ بِخَيرٍ! فَقَالَ: إِنَّ ابنِي هٰذَا يُخبِرُنِي أَنَّ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ فِي دَارِ

① انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۳۸؛ امالی الصدوق: ج۱، ص ۱۱۷

طَوعَةَ، عِندَ مَولاةٍ لَنا. قالَ: فَسُرَّ بِذلِكَ، ثُمَّ قالَ: قُم فَائتِ بِهِ وَلَكَ ما بَذَلتُ مِنَ الجائِزَةِ الحَظُّ الأَوفى.

"الفتوح میں ہے، محمد بن اشعث ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے اُسے کہا: خوشا حال وہ کہ جس پر بدگمانی اور خیانت کا شائبہ ہی نہیں۔ اُسے اپنے قریب کیا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اُس ضعیفہ کا بیٹا کہ جس کے گھر میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ تھے۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کے پاس آیا اور کہا: مسلمؑ اُس کی ماں کے پاس ہے۔ عبدالرحمٰن نے اُس سے کہا: خاموش، کسی کو بھی اس بات کا علم نہ ہو۔ عبدالرحمٰن اپنے باپ کے پاس آیا اور چپکے چپکے سارا حال اُسے دے دیا، پھر وہ ایک طرف ہوگیا۔ ابن زیاد نے ابن اشعث سے پوچھا: تیرے بیٹے نے تجھے کیا کہا ہے؟ اُس نے کہا: امیر! خدا تمھارا بھلا کرے، بہت بڑی خبر ہے۔ اُس نے کہا: کون سی؟ تجھ جیسا آدمی تو خیر کی خبر ہی دے سکتا ہے۔ اُس نے کہا: میرے بیٹے نے مجھے خبر دی ہے کہ مسلم طوعہ کے گھر میں ہیں، جو ہماری آزاد کردہ ہے۔ ابن زیاد یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ پھر اُسے کہا: ابھی اُٹھ اور اُسے میرے پاس لے آ۔ میں تجھے بہت بڑا انعام دوں گا"۔ ①

تاريخ الطبري عن قدامة بن سعيد بن زائدة بن قدامة الثقفي: إنَّ ابنَ الأَشعَثِ حينَ قامَ لِيَأتِيَهُ بِابنِ عَقيلٍ، بَعَثَ [عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ] إلى عَمرِو بنِ حُرَيثٍ، وهُوَ فِي المَسجِدِ خَليفَتُهُ عَلَى النّاسِ أنِ ابعَث مَعَ ابنِ الأَشعَثِ سِتّينَ أو سَبعينَ رَجُلاً كُلُّهُم مِن قَيسٍ، وإنَّما كَرِهَ أن يَبعَثَ مَعَهُ قَومَهُ، لِأَنَّهُ قَد عَلِمَ أنَّ كُلَّ قَومٍ يَكرَهونَ أن يُصادَفَ فيهِم مِثلُ ابنِ عَقيلٍ، فَبَعَثَ مَعَهُ عَمرَو بنَ عُبَيدِ اللهِ بنِ عَبّاسٍ السُّلَمِيَّ في سِتّينَ أو

① انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۳۸؛ امالی الشجری: ج ۱، ص ۱۶۷

سَبعِينَ مِن قَيسٍ، حَتّٰى أتَوا الدّارَ الَّتِي فِيهَا ابنُ عَقيلٍ.

"تاریخ طبری میں ہے، قدامہ بن سعید بن زائدہ بن قدامہ ثقفی سے مروی ہے کہ ابن زیاد کے حکم پر ابنِ اشعث کھڑا ہوا۔ ابن زیاد نے عمرو بن حریث سے جو کہ مسجد میں اس کی جانشینی کر رہا تھا، اُسے کہلا بھیجا کہ وہ بنی قیس میں سے ساٹھ یا ستر آدمی ابن اشعث کے ساتھ روانہ کر دے۔ ابن اشعث کے ساتھ اُس کے خاندان والوں کا بھیجنا ابن زیاد نے اچھا نہیں سمجھا تھا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ ہر قوم کے لوگ مسلمؑ جیسے شخص کی اپنے ہاں گرفتاری پسند نہیں کریں گے۔ اُس نے عمرو بن عبید اللہ سلمی کے ماتحت ساٹھ یا ستر شخص بنی قیس کے ساتھ بھیج دیے۔ یہ تمام لوگ طوعہ کے گھر پر پہنچے جس میں حضرت مسلمؑ پناہ گزین تھے"۔ ①

الفتوح: أمَرَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ خَليفَتَهُ عَمرَو بنَ حُرَيثٍ المَخزومِيَّ، أن يَبعَثَ مَعَ مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ ثَلاثَمِئَةِ راجِلٍ مِن صَنادِيدِ أصحابِهِ. قالَ: فَرَكِبَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ حَتّٰى وافَى الدّارَ الَّتِي فِيهَا مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ.

"الفتوح میں ہے، عبید اللہ ابن زیاد نے اپنے نائب عمرو بن حریث مخزومی کو حکم دیا کہ وہ محمد بن اشعث کے ہمراہ تین سو بہادر و شجاع آدمی بھیجے۔ محمد بن اشعث اُن لوگوں کو لے کر اس گھر پر پہنچا، جس میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ موجود تھے"۔ ②

تاریخ الطبری عن عمّار الدهني عن أبي جعفر [الباقر] علیہ السلام:
بَعَثَ عُبَيدُ اللهِ عَمرَو بنَ حُرَيثٍ المَخزومِيَّ، وكانَ صاحِبَ

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۷۳؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۲؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۶؛ ارشاد: ج۲، ص ۵۷؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۳؛ طبقات ابن حبان: ج۲، ص ۳۰۸؛ مروج الذهب: ج۳، ص ۶۸؛ مثیر الاحزان: ص ۳۵؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۰۸

② الفتوح: ج۸، ص ۵۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۲۵۸

شُرَطِهِ إِلَيْهِ، وَمَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ. فَلَمْ يَعْلَمْ مُسْلِمٌ حَتّٰى أُحِيطَ بِالدَّارِ. فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ مُسْلِمٌ خَرَجَ إِلَيْهِمْ بِسَيْفِهِ فَقَاتَلَهُمْ.

"تاریخ طبری میں ہے، عمار الدہنی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: ابن زیاد نے اپنے نائب عمرو بن حریث کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی طرف بھیجا اور اُس کے ساتھ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو بھیجا۔ حضرت مسلمؑ کو اُن لوگوں کی آمد کا علم نہیں تھا کہ اُن کا محاصرہ ہو چکا ہے۔ جب آپؑ کو ان لوگوں کا علم ہوا تو آپ تلوار لے کر اُن کی طرف بڑھے اور اُن سے زوردار جنگ کی"۔ ①

الأمالي للشجري عن سعيد بن خالد: فَبَعَثَ [ابنُ زِيَادٍ] رَجُلًا مِن بَنِي سُلَيمٍ فِي مِئَةِ فَارِسٍ إِلَى الدَّارِ، فَأَخَذُوا بِهَا.

"امالی الشجری میں سعید بن خالد سے مروی ہے کہ ابن زیاد نے بنی سلیم کے ایک فرد کے ہمراہ ایک سو سواروں کا دستہ بھیجا، تا کہ وہ حضرت مسلمؑ کو گرفتار کر کے اُس کے پاس لے آئیں"۔ (امالی الشجری: ج۱، ص۱۶۷)

جنابِ طوعہ کے گھر کے اِردگرد شدید جنگ

تاريخ الطبري عن قدامة بن سعيد بن زائدة بن قدامة الثقفي: لَمَّا سَمِعَ [مُسلِمٌ] وَقعَ حَوافِرِ الخَيلِ، وَأَصوَاتَ الرِّجَالِ، عَرَفَ أَنَّهُ قَد أُتِيَ، فَخَرَجَ إِلَيهِم بِسَيفِهِ، وَاقتَحَمُوا عَلَيهِ الدَّارَ، فَشَدَّ عَلَيهِم يَضرِبُهُم بِسَيفِهِ حَتّٰى أَخرَجَهُم مِن

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص۳۵۷؛ تہذیب الکمال: ج۱، ص۳۲۹؛ تہذیب التہذیب: ج۱، ص۵۹۲؛ تذکرۃ الخواص: ص۲۴۲؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص۱۵۵؛ امالی الشجری: ج۱، ص۱۹۱؛ الحدائق الوردیہ: ج۱، ص۱۱۶؛ انساب الاشراف: ج۲، ص۳۳۹؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص۳۰۸؛ الاصابہ: ج۲، ص۷۱؛ مروج الذہب: ج۳، ص۶۸؛ مناقب ابن شہرآشوب: ج۴، ص۹۳؛ بحارالانوار: ج۴۴، ص۳۵۴

الدَّارِ ، ثُمَّ عَادوا اِلَيهِ فَشَدَّ عَلَيهِم كَذٰلِكَ ، فَاختَلَفَ هُوَ وَبُكَيرُ بنُ حُمرَانَ الاَحمَرِيُّ ضَربَتَينِ، فَضَرَبَ بُكَيرٌ فَمَ مُسلِمٍ فَقَطَعَ شَفَتَهُ العُليَا ، وَاَشرَعَ السَّيفَ فِي السُّفلىٰ ، وَنَصَلَت لَهَا ثَنِيَّتَاهُ ، فَضَرَبَهُ مُسلِمٌ ضَربَةً فِي رَاسِهِ مُنكَرَةً ، وَثَنّٰى بِاُخرىٰ عَلىٰ حَبلِ العَاتِقِ كَادَت تَطلُعُ عَلىٰ جَوفِهِ.

فَلَمَّا رَاَوا ذٰلِكَ اَشرَفُوا عَلَيهِ مِن فَوقِ ظَهرِ البَيتِ ، فَاَخَذُوا يَرمُونَهُ بِالحِجَارَةِ ، وَيُلهِبونَ النَّارَ فِي اَطنَانِ القَصَبِ ، ثُمَّ يَقلِبونَهَا عَلَيهِ مِن فَوقِ البَيتِ، فَلَمَّا رَاىٰ ذٰلِكَ خَرَجَ عَلَيهِم مُصلِتًا بِسَيفِهِ فِي السِّكَّةِ فَقَاتَلَهُم.

"تاریخ طبری میں ہے، جب حضرت مسلمؑ نے گھوڑوں کی ٹاپیں اور لوگوں کی آوازیں سنیں تو سمجھ گئے کہ اب مجھ پر لشکر کشی ہوگئی ہے۔ تلوار سونت کر اُن کی طرف نکلے اور وہ لوگ گھر میں گھس گئے۔ آپؑ نے انھیں تلواریں مار مار کر گھر سے بھگا دیا۔ اُنھوں نے پھر پلٹ کر زوردار حملہ کیا۔ اِدھر آپؑ نے بھی زوردار طریقے سے اُنھیں جواب دیا"۔

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی جرأت وشجاعت

"بکیر بن حُمران احمری اور حضرت مسلمؑ کے درمیان تلوار چلنے لگی۔ بکیر نے حضرت مسلمؑ کے دہنِ مبارک پر تلوار کی ضرب لگائی جس سے آپؑ کا اُوپر والا ہونٹ کٹ گیا۔ نیچے کا ہونٹ بھی زخمی ہوا۔ سامنے کے دو دانت بھی گر گئے۔ آپؑ نے اُس کے سر پر کاری ضرب لگائی۔ پھر تلوار کا دوسرا وار اُس کے کندھے پر زور سے کیا کہ قریب تھا کہ تلوار اُس کے سینہ میں اُتر جائے، لیکن وہ تھوڑا سا پیچھے ہٹ گیا۔ یہ حالت دیکھ کر لوگ مکان کی پشت سے بلند ہو ہو کر آپؑ پر پتھر برسانے لگے۔ آگ سے دہکتی ہوئی بانس کی

چھپیاں مکانوں کی چھتوں سے آپؑ پر پھینکنے لگے۔ جب آپؑ نے کوفیوں کی یہ بزدلی دیکھی تو تلوار کھینچتے ہوئے اُن سے لڑنے کے لیے گلی میں نکل آئے اور قتال میں معروف ہوگئے“۔ ①

مروج الذهب: اِقتَحَمُوا عَلٰی مُسلِمٍ الدَّارَ. فَثَارَ عَلَیهِم بِسَیفِهٖ وشَدَّ عَلَیهِم فَاَخرَجَهُم مِنَ الدَّارِ. ثُمَّ حَمَلوا عَلَیهِ الثَّانِیَةَ فَشَدَّ عَلَیهِم واَخرَجَهُم اَیضًا. فَلَمَّا رَاَوا ذٰلِكَ عَلَوا ظَهرَ البُیوتِ فَرَمَوهُ بِالحِجارَةِ.

وَجَعَلُوا یُلهِبونَ النَّارَ بِاَطرافِ القَصَبِ. ثُمَّ یُلقُونَها عَلَیهِ مِن فَوقِ البُیوتِ. فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ قَالَ: اَکُلُّ مَا اَرٰی مِنَ الاِحلابِ لِقَتلِ مُسلِمِ بنِ عَقِیلٍ؛ یَا نَفسُ اخرُجی اِلَی المَوتِ الَّذِی لَیسَ عَنهُ مَحِیصٌ.

فَخَرَجَ اِلَیهِم مُصلِتًا سَیفَهُ اِلَی السِّکَّةِ فَقَاتَلَهُم. وَاختَلَفَ هُوَ وَبُکَیرُ بنُ حُمرانَ الاَحمَرِیُّ ضَربَتَینِ: فَضَرَبَ بُکَیرٌ فَمَ مُسلِمٍ فَقَطَعَ السَّیفُ شَفَتَهُ العُلیَا وَشَرَعَ فِی السُّفلٰی. وَضَرَبَهُ مُسلِمٌ ضَربَةً مُنکَرَةً فِی رَاسِهٖ. ثُمَّ ضَرَبَهُ اُخرٰی عَلٰی حَبلِ العَاتِقِ فَکَادَ یَصِلُ اِلٰی جَوفِهٖ. وَهُوَ یَرتَجِزُ وَیَقُولُ:

اُقسِمُ لَا اُقتَلُ اِلَّا حُرًّا وَاِن رَاَیتُ المَوتَ شَیئًا مُرًّا
کُلُّ امرِءٍ یَوما مُلاقٍ شَرًّا اَخافُ اَن اُکذَبَ اَو اُغَرًّا

”مروج الذہب میں ہے: ابن زیاد کی فوج نے طوعہ کے گھر میں حضرت مسلمؑ پر ہجوم کر دیا۔ آپؑ نے تلوار کھینچ کر اُن پر حملہ کر دیا اور

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۷۳؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۲؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۳۹؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۶؛ ارشاد: ج۲، ص ۵۷؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۰۶؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۴۲؛ بحارالانوار: ج۴۴، ص ۳۵۲؛ الثقات ابن حبان: ج۲، ص ۳۰۸؛ الاصابہ: ج۲، ص ۷۱؛ مثیر الاحزان: ص ۳۵

تلواریں مار مار کر اُنھیں گھر سے بھگا دیا۔ اُنھوں نے دوبارہ زوردار حملہ کیا، لیکن آپؑ نے پھر بھی اُنھیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ جب وہ آپ کا مقابلہ نہ کر سکے تو اُنھوں نے گھر کی دیواروں پر بلند ہو ہو کر آپؑ پر پتھر برسانے شروع کر دیے۔ ساتھ ہی آگ سے سلگتی ہوئی بانس کی چھپٹیاں آپؑ پر پھینکنے لگے۔ جب آپؑ نے دشمن کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا: کیا یہ تمام لوگ مسلمؑ بن عقیل کو قتل کرنے کے لیے جمع ہو گئے ہیں؟ اے مسلمؑ! اب موت کے لیے تیار ہو جاؤ، موت سے مفر نہیں ہے۔ تلوار کھینچ کر گلی میں داخل ہو گئے اور اُن سے جنگ شروع کر دی۔ آپؑ اور بکیر بن حمران احمری کے درمیان مقابلہ ہو گیا۔ طرفین میں تلوار چلنے لگی۔ بکیر نے آپؑ کے دہن مبارک پر تلوار کا وار کیا جس سے آپ کا اُوپر والا ہونٹ کٹ گیا اور نیچے والا ہونٹ زخمی ہوا۔ آپؑ نے اُس کے سر پر کاری ضرب لگائی۔ دوسرا وار اُس کے کندھے پر اس زور سے کیا قریب تھا کہ تلوار اُس کے سینے میں اُتر جائے۔ اسی دوران وہ تھوڑا سا پیچھے کی طرف ہو گیا۔ اس وقت یہ رجز آپ کی زبان پر تھا:

"میں قسم اُٹھاتا ہوں کہ میں جب بھی قتل ہوں گا تو حریت میرا طواف کر رہی ہوگی۔ اگرچہ میں موت کو ایک کڑوی کسیلی چیز سمجھتا ہوں لیکن ہر شخص کو ایک دن اس شر کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ مجھ سے جھوٹ بولا جائے گا یا مجھے دھوکہ دیا جائے گا"۔ (مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۸)

مقتل الحسین للخوارزمی: أَمَرَ ابنُ زِيَادٍ خَلِيفَتَهُ عَمرَو بن حُرَيثٍ المَخزُومِيَّ أَن يَبعَثَ مَعَ مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ ثَلاثَمِئَةِ رَجُلٍ مِن صَنادِيدِ أَصحَابِهِ. فَرَكِبَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ حَتّى وافَى الدّارَ الَّتِي فِيهَا مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ. فَسَمِعَ مُسلِمٌ وَقعَ حَوافِرِ الخَيلِ وأَصواتَ الرِّجَالِ، فَعَلِمَ أَنَّهُ قَد أُتِيَ. فَبادَرَ مُسرِعًا إِلَى

فَرَسِهِ، فَأَسْرَجَهُ وَأَلْجَمَهُ وَصَبَّ عَلَيْهِ دِرْعَهُ، وَاعْتَجَرَ بِعِمَامَتِهِ وَتَقَلَّدَ سَيْفَهُ، وَالْقَوْمُ يَرْمُونَ الدَّارَ بِالْحِجَارَةِ، وَيُلْهِبُونَ النَّارَ فِي هَوَادِي الْقَصَبِ، فَتَبَسَّمَ مُسْلِمٌ ثُمَّ قَالَ: يَا نَفْسِي! اخْرُجِي إِلَى الْمَوْتِ الَّذِي لَيْسَ مِنْهُ مَحِيصٌ وَلَا مَحِيدٌ.

ثُمَّ قَالَ لِلْمَرْأَةِ: رَحِمَكِ اللهُ وَجَزَاكِ خَيْراً، اِعْلَمِي إِنِّي ابْتُلِيتُ مِنْ قِبَلِ ابْنِكِ، فَافْتَحِي الْبَابَ، فَفَتَحَتْهُ، وَخَرَجَ مُسْلِمٌ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ كَالْأَسَدِ الْمُغْضَبِ، فَجَعَلَ يُضَارِبُهُمْ بِسَيْفِهِ حَتَّى قَتَلَ جَمَاعَةً، وَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ زِيَادٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ: سُبْحَانَ اللهِ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، بَعَثْنَاكَ إِلَى رَجُلٍ وَاحِدٍ لِتَأْتِيَنَا بِهِ، فَثَلَمَ مِنْ أَصْحَابِكَ ثُلْمَةً عَظِيمَةً!!

فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ: أَيُّهَا الْأَمِيرُ، أَتَظُنُّ أَنَّكَ بَعَثْتَنِي إِلَى بَقَّالٍ مِنْ بَقَاقِيلِ الْكُوفَةِ، أَوْ جُرْمُقَانِيٍّ مِنْ جَرَامِقَةِ الْحِيرَةِ؛ أَفَلَا تَعْلَمُ أَيُّهَا الْأَمِيرُ، أَنَّكَ بَعَثْتَنِي إِلَى أَسَدٍ ضِرْغَامٍ، وَبَطَلٍ هُمَامٍ، فِي كَفِّهِ سَيْفٌ حُسَامٌ، يَقْطُرُ مِنْهُ الْمَوْتُ الزُّؤَامُ! فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ ابْنُ زِيَادٍ: أَنْ أَعْطِهِ الْأَمَانَ، فَإِنَّكَ لَنْ تَقْدِرَ عَلَيْهِ إِلَّا بِالْأَمَانِ الْمُؤَكَّدِ بِالْأَيْمَانِ.

"مقتل الحسین خوارزمی میں ہے کہ ابن زیاد نے اپنے نائب عمرو بن حریث مخزومی کو حکم دیا کہ وہ محمد بن اشعث کے ہمراہ تین سو بہادر اور شجاع جوان روانہ کرے۔ محمد بن اشعث اُن لوگوں کے ہمراہ طوعہ کے گھر پر پہنچا جہاں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ موجود تھے۔ جب حضرت مسلمؑ نے گھوڑوں کی ٹاپیں اور لوگوں کی آوازیں سنیں تو وہ سمجھ گئے کہ دشمن اُن کے سر پر پہنچ گیا ہے۔ آپؑ فوراً اپنے گھوڑے کی طرف گئے اس پر زین رکھا، اُسے لگام دیا، زرہ پہنی، سر پر عمامہ باندھا اور تلوار گلے میں لٹکائی اور جنگ کے لیے

تیار ہو گئے۔ دشمن کی فوج نے آتے ہی گھر پر پتھر برسانے شروع کر دیے۔ بانس کی کھپچیوں کو آگ لگا کر پھینکنی شروع کر دیں۔ حضرت ابنِ عقیلؑ مسکرائے اور فرمایا: اے میری روح! اب موت کی طرف نکل، موت سے مفر نہیں ہے۔ پھر آپؑ نے ضعیفہ سے کہا: اللہ رب العزت تیرے حال پر رحم کرے اور تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ جان لو تمھارے بیٹے نے مجھے آزمائش میں ڈالا ہے۔ اب دروازہ کھولو۔ خاتون نے دروازہ کھولا اور حضرت مسلمؑ دشمن کی طرف اس طرح نکلے جس طرح بپھرا ہوا شیر اپنی کچھار سے نکلتا ہے۔ آپؑ نے دشمن کی فوج پر آناً فاناً اس طرح تابڑ توڑ حملے کیے کہ اُن میں سے اکثر واصلِ جہنم ہو گئے اور جو بچے اُنھوں نے میدان سے فرار ہو کر جان بچائی۔ جب یہ خبر ابنِ زیاد تک پہنچی تو اُس نے حیران و سرگردان ہو کر محمد بن اشعث کی طرف پیغام بھیجا:

اے عبدالرحمٰن! میں نے تجھے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے اُس نے تیری فوج کو تیرے ساتھیوں کو ذلیل و رُسوا کر دیا ہے؟

محمد بن اشعث نے اُس کی طرف پیغام بھیجا: اے امیر! کیا تو نے مجھے کوفہ کے سبزی فروش یا حیرہ کے کسی جُرمقانی (1) کی طرف بھیجا ہے؟ اے امیر! کیا تو نہیں جانتا کہ تو نے مجھے اسدِ ضرغام اور بطلِ ہمام کی طرف بھیجا ہے جس کے ہاتھ میں قاطع تلوار ہے، جس پر اُٹھتی ہے تو اُس پر بجلی بن کر گرتی ہے اور اُسے موت سے ہمکنار کر دیتی ہے۔

ابنِ زیاد نے اُس کی طرف پیغام بھیجا کہ تو اُن سے امان کی بات کر۔ امان موکد بالایمان کے بغیر تو اُن پر قادر نہیں ہو سکتا"۔ (2)

الملهوف: خَرَجَ [مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ] وَحيداً فِي سِكَكِ الكُوفَةِ،

---

(1) جُرمق (بروزن جلبل) یہ ایک عجمی قبیلہ تھا جو اوائلِ اسلام میں موصل میں جا کر آباد ہو گیا تھا۔
(2) مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۰۸؛ الفتوح: ج ۵، ص ۵۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۴

حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى بَابِ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا: طوعة. فَطَلَبَ مِنْهَا مَاءً فَسَقَتْهُ. ثُمَّ اسْتَجَارَهَا فَأَجَارَتْهُ. فَعَلِمَ بِهِ وَلَدُهَا فَوَشَى الْخَبَرَ إِلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ. فَأَحضَرَ مُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ وَضَمَّ إِلَيْهِ جَمَاعَةً، وَأَنْفَذَهُ لِإِحضَارِ مُسْلِمٍ. فَلَمَّا بَلَغُوا دَارَ الْمَرْأَةِ، وَسَمِعَ مُسْلِمٌ وَقْعَ حَوَافِرِ الْخَيْلِ، لَبِسَ دِرْعَهُ. وَرَكِبَ فَرَسَهُ. وَجَعَلَ يُحَارِبُ أَصْحَابَ عُبَيْدِ اللهِ.

''اللہوف میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیل تن تنہا کوفہ کی گلی میں نکلے اور طوعہ کے دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے، اُس سے پانی مانگا، اس نے پانی پلایا پھر اُنھیں اپنے گھر میں پناہ دی۔ اُس کے بیٹے کو جب حضرت مسلمؑ کی موجودگی کا علم ہوا تو اُس نے اس بات کی عبیداللہ ابن زیاد کو اطلاع دے دی۔ اُس نے محمد بن اشعث کو بلایا۔ اُس کے ہمراہ ایک جماعت روانہ کی کہ وہ مسلمؑ کو اُس کے پاس لے آئیں۔ جب وہ ضعیفہ کے گھر کے قریب پہنچے تو حضرت مسلمؑ نے اُن کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں سنیں تو زرہ زیب تن کی اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور عبیداللہ کی فوج سے لڑنے لگے''۔ (اللہوف: ص ۱۳۹)

المناقب لابن شهر آشوب: أَنْفَذَ عُبَيْدُ اللهِ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ الْمَخْزُومِيَّ، وَمُحَمَّدَ بْنَ الْأَشْعَثِ، فِي سَبْعِينَ رَجُلًا حَتّٰى أَطَافُوا بِالدَّارِ، فَحَمَلَ مُسْلِمٌ عَلَيْهِمْ وَهُوَ يَقُولُ:

هُوَ الْمَوْتُ فَاصْنَعْ وَيْكَ مَا أَنْتَ صَانِعٌ
فَأَنْتَ بِكَأْسِ الْمَوْتِ لَا شَكَّ جَارِعٌ
فَصَبْرٌ لِأَمْرِ اللهِ جَلَّ جَلَالُهُ
فَحُكْمُ قَضَاءِ اللهِ فِي الْخَلْقِ ذَائِعٌ.

فَقَتَلَ مِنْهُمْ وَاحِداً وَأَرْبَعِينَ رَجُلًا. فَأَنْفَذَ ابْنُ زِيَادٍ اللَّائِمَةَ

إِلَى ابنِ الأَشعَثِ، فَقَالَ: أَيُّهَا الأَمِيرُ! إِنَّكَ بَعَثتَنِي إِلَى أَسَدٍ ضِرغَامٍ، وَسَيفٍ حُسَامٍ، فِي كَفِّ بَطَلٍ هُمَامٍ، مِن آلِ خَيرِ الأَنَامِ.

"مناقب ابن شہر آشوب میں ہے، ابن زیاد نے عمرو بن حریث مخزومی اور محمد بن اشعث کندی کو ستر آدمی دیئے کہ وہ حضرت مسلمؑ کو گرفتار کر کے لے آئیں۔ جب وہ طوعہ کے گھر پر آئے تو حضرت مسلمؑ نے اُن پر حملہ کر دیا اور یہ رجز پڑھا:

"موت برحق ہے تجھ پر افسوس ہے تو موت کا صانع نہیں ہے۔ تو نے ہر صورت موت کا جام نوش کرنا ہے۔ اللہ جل جلالہ کے امر پر صبر ہے، اللہ کا فیصلہ اُس کی مخلوق میں جاری و ساری ہے"۔

آپؑ نے ان میں سے اکتالیس آدمیوں کو قتل کیا۔ ابن زیاد نے محمد بن اشعث کی طرف لعنت ملامت کرتے ہوئے پیغام بھیجا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ستر اشخاص ایک شخص کا مقابلہ نہ کر سکیں؟

ابن اشعث نے اُس کی طرف واپسی پیغام بھیجا: اے امیر! تُو نے مجھے اسد ضرغام اور اس قاطع تلوار کی طرف بھیجا ہے جو بہادر و شجاع جوان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اُس گھرانے کا فرد ہے جو کائنات کا عظیم اور بہتر و برتر گھرانہ ہے"۔ (مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۴)

البداية والنهاية: دَخَلُوا عَلَيهِ (أَي عَلَى مُسلِمٍ) فَقَامَ إِلَيهِم بِالسَّيفِ، فَأَخرَجَهُم مِنَ الدَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَأُصِيبَت شَفَتُهُ العُليَا وَالسُّفلَى، ثُمَّ جَعَلُوا يَرمُونَهُ بِالحِجَارَةِ، وَيُلهِبُونَ النَّارَ فِي أَطنَابِ القَصَبِ، فَضَاقَ بِهِم ذَرعًا، فَخَرَجَ إِلَيهِم بِسَيفِهِ فَقَاتَلَهُم.

"البدایہ والنہایہ میں ہے، ابن زیاد کی فوج حضرت ابن عقیلؑ پر حملہ آور

ہوئی تو آپؒ نے تلوار ہاتھ میں لی اور انھیں مار مار کر گھر سے بھگا دیا۔ وہ دوبارہ داخل ہوئے تو آپؒ نے انھیں پھر بھگا دیا۔ تین دفعہ وہ اندر گھسے لیکن آپؒ نے انھیں ہر دفعہ بھگا دیا۔ آخرکار دشمن کی تلوار کے وار سے آپؒ کا اُوپر اور نچلا والا ہونٹ دونوں زخمی ہو گئے۔ پھر انھوں نے آپؒ پر پتھر اور آگ برسانی شروع کر دی۔ جب آپؒ نے دشمن کی یہ حالت دیکھی کہ انھوں نے مجھے ہر طرف سے گھیر لیا ہے تو آپ تلوار ہاتھ میں لے کر ان کی طرف نکلے اور اُن سے جنگ کی۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۵)

الأخبار الطوال: قَالَ [ابنُ زِيَادٍ] لِعُبَيدِ بنِ حُرَيثٍ : اِبعَث مِئَةَ رَجُلٍ مِن قُرَيشٍ، وَكَرِهَ أن يَبعَثَ إلَيهِ غَيرَ قُرَيشٍ خَوفًا مِنَ العَصَبِيَّةِ أن تَقَعَ، فَأَقبَلُوا حَتّىٰ أتَوا الدّارَ الَّتي فِيهَا مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ فَفَتَحوهَا ، فَقَاتَلَهُم ، فَرُمِيَ فَكُسِرَ فُوهُ واُخِذَ، فَأُتِيَ بِبَغلَةٍ فَرَكِبَهَا، وَصَاروا بِهِ إلَى ابنِ زِيَادٍ.

"اخبار الطوال میں ہے کہ ابن زیاد نے عمرو بن حریث سے کہا: وہ ابن عقیلؒ کی طرف ایک سو آدمی بھیجے اور وہ سارے غیر قریش ہوں، کیونکہ ابن زیاد نے حضرت مسلمؒ کی طرف قریش کا بھیجنا اچھا نہ سمجھا کیونکہ ہر آدمی کو اپنی قوم والوں سے محبت ہوتی ہے۔ وہ تمام لوگ طوعہ کے گھر پہنچے جہاں حضرت مسلمؒ پناہ گزین تھے۔ وہ گھر میں گھس آئے تو حضرت مسلمؒ نے اُن سے بھرپور جنگ کی۔ دشمن نے آپؒ پر پتھر اور آگ برسانا شروع کر دی جس کی وجہ سے آپؒ کے ہونٹ زخمی ہو گئے۔ آخرکار آپؒ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپؒ کے لیے خچر لایا گیا۔ آپؒ اُس پر سوار ہوئے اور وہ لوگ انھیں ابن زیاد کے پاس لے آئے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۰)

العقد الفريد عن أبي عبيد القاسم بن سلام: أُرسِلَ إلىٰ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، فَخَرَجَ إلَيهِم بِسَيفِهِ، فَمَا زَالَ يُقَاتِلُهُم حَتّىٰ

اُثْخِنُوهُ بِالْجِرَاحِ، فَأَسَرُوهُ.

"العقد الفرید میں عبید القاسم بن سلام سے روایت ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی طرف فوج بھیجی گئی۔ آپؑ نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر اُن سے جنگ کی۔ آپؑ آخر تک لڑتے رہے، آخرکار آپؑ کو بہت زیادہ زخم آئے۔ پھر آپؑ کو گرفتار کر لیا گیا"۔ ①

سفیر حسینؑ کی گرفتاری

الملهوف: وَلَمَّا قَتَلَ مُسْلِمٌ مِنْهُم جَمَاعَةً، نَادَىٰ إِلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْأَشْعَثِ: يَا مُسْلِمُ! لَكَ الْأَمَانُ. فَقَالَ لَهُ مُسْلِمٌ: وَأَيُّ أَمَانٍ لِلْغَدَرَةِ الْفَجَرَةِ! ثُمَّ أَقْبَلَ يُقَاتِلُهُم وَيَرْتَجِزُ بِأَبْيَاتِ حُمْرَانَ بْنِ مَالِكٍ الْخَثْعَمِيِّ يَوْمَ الْقَرْنِ، حَيْثُ يَقُولُ:

أَقْسَمْتُ لَا أُقْتَلُ إِلَّا حُرًّا وَإِنْ رَأَيْتُ الْمَوْتَ شَيْئًا نُكْرًا
أَكْرَهُ أَنْ أُخْدَعَ أَوْ أُغَرَّا أَوْ أَخْلِطَ الْبَارِدَ سُخْنًا مُرًّا
كُلُّ امْرِءٍ يَوْمًا يُلَاقِي شَرًّا أَضْرِبُكُم وَلَا أَخَافُ ضُرًّا

فَقَالُوا لَهُ: إِنَّكَ لَا تُخْدَعُ وَلَا تُغَرُّ. فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَىٰ ذٰلِكَ، وَتَكَاثَرُوا عَلَيْهِ بَعْدَ أَنْ أُثْخِنَ بِالْجِرَاحِ، فَطَعَنَهُ رَجُلٌ مِنْ خَلْفِهِ، فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ، فَأُخِذَ أَسِيرًا.

"الملهوف میں ہے، جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے دشمن کی فوج کے اکثر لوگوں کو تہِ تیغ کر دیا تو محمد بن اشعث نے آواز بلند کی: اے مسلمؑ! آپؑ کو امان دی جاتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: غدار و فاجر کی امان کیسی؟ پھر آپؑ آگے بڑھے اور ابن زیاد کی فوج پر حملہ کر دیا اور اُس وقت آپ حمران بن

---

① العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۶۵؛ المحاسن والمساوی: ص ۴۰؛ امامت والسیاست: ج ۲، ص ۹؛ المحن: ص ۱۳۵؛ جواہر المطالب: ج ۲، ص ۲۶۸

مالک خثعمی کے اشعار بطور رجز پڑھ رہے تھے جن کا مفہوم یہ ہے:
"میں قسم اُٹھاتا ہوں کہ میں ایک حریت پسند انسان ہوں اور حر بن کر حریت کے لیے جان کی بازی لگاؤں گا۔ اگرچہ میں موت کو پسند نہیں کرتا۔ مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ مجھے دھوکہ وفریب دیا جائے، یا یہ کہ اس بات کو آپس میں اس طرح مخلوط کردیا جائے گا جیسے ٹھنڈے اور کڑوے پانی کو آپس میں ملا دیا جاتا ہے"۔
ابن زیاد کے لوگ کہنے لگے: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ آپؑ سے فریب ہوگا اور نہ دھوکہ۔ لیکن آپؑ نے ان لوگوں کی کوئی بات نہ سنی اور اُن پر بڑھ چڑھ کر حملے کرتے رہے۔ اس وقت آپؑ زخموں سے چور چور ہو چکے تھے۔ دشمن نے آپؑ پر ہجوم کردیا۔ کسی نے آپؑ کے پیچھے آکر آپؑ کو نیزہ مارا۔ آپؑ گر گئے اور اسی حالت میں آپؑ کو گرفتار کرلیا گیا"۔ [1]

المناقب لابن شهر آشوب: قَالَ [ابنُ الأشعَثِ]: وَيحَكَ ابنَ عَقِيلٍ! لَكَ الأمَانُ. وَهُوَ يَقُولُ: لَا حَاجَةَ لِي فِي أمَانِ الفَجَرَةِ! وَهُوَ يَرتَجِزُ:

أقسَمتُ لَا اُقتَلُ إلَّا حُرّا ... وإن رَأيتُ المَوتَ شَيئاً نُكرا
أكرَهُ أن اُخدَعَ أو اُغَرّا ... كُلُّ امرِءٍ يَوماً يُلاقي شَرّا
أضرِبُكُم وَلَا أخَافُ ضُرّا ... ضَربَ غُلامٍ قَطُّ لَم يَفِرّا

فَضَرَبُوهُ بِالسِّهامِ وَالأحجارِ حَتّى عَيِيَ وَاستَنَدَ حائِطاً، فَقالَ: مَا لَكُم تَرمُونِي بِالأحجارِ كَما تُرمَى الكُفّارُ، وَأنَا مِن أهلِ بَيتِ الأنبِياءِ الأبرارِ؟! ألا تَرعَونَ حَقَّ رَسُولِ اللهِ فِي ذُرِّيَّتِهِ؟!
فَقالَ ابنُ الأشعَثِ: لا تَقتُل نَفسَكَ، وَأنتَ فِي ذِمَّتي. قالَ: أؤسَرُ وَبِي طاقَةٌ؟! لا وَاللهِ، لا يَكونُ ذٰلِكَ أبَداً. وَحَمَلَ عَلَيهِ

[1] الملہوف: ص ۱۲۰؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۷۵

فَهَرَبَ مِنهُ. فَقَالَ مُسلِمٌ: اَللّٰهُمَّ اِنَّ العَطَشَ قَد بَلَغَ مِنِّي.
فَحَمَلُوا عَلَيهِ مِن كُلِّ جَانِبٍ. فَضَرَبَهُ بُكَيرُ بنُ حُمرَانَ الأَحمَرِيُّ
عَلَى شَفَتِهِ العُليَا. وَضَرَبَهُ مُسلِمٌ فِي جَوفِهِ فَقَتَلَهُ. وَطُعِنَ مِن
خَلفِهِ فَسَقَطَ مِن فَرَسِهِ فَأُسِرَ.

"المناقب ابنِ شہر آشوب میں ہے، ابنِ اشعث چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا: ابنِ عقیلؑ! نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپؑ کے لیے امان کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ ہتھیار ڈال دیجیے۔ آپؑ کو امان دے دی گئی ہے، اب کیوں جنگ کر رہے ہیں؟ اِدھر حضرت مسلمؑ کہہ رہے تھے: مجھے فاجر لوگوں کی امان نہیں چاہیے اور آپؑ اُس وقت یہ رجز پڑھ رہے تھے جس کا مفہوم یہ ہے:

"میں نے قسم اُٹھا رکھی ہے کہ میں ایک آزاد منش انسان ہوں، حریت کے لیے جنگ کر رہا ہوں اور حریت پر اپنی جان کا سودا کروں گا۔ اگرچہ میں موت کو ایک ناگوار چیز سمجھتا ہوں لیکن حریت کے لیے موت قبول ہے۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مجھے دھوکہ دیا جائے۔ آخر ایک دن ہر صورت اسی موت سے دوچار ہونا ہے۔ میں تم سے جنگ کروں گا اور مجھے کسی قسم کے نقصان کا خوف نہیں۔ یہ بندہ میدان میں ڈٹ کر رہے گا۔ حملے پر حملہ کرے گا اور میدانِ جنگ سے فرار نہیں ہوگا"۔

ظالموں نے آپؑ پر پتھر اور آگ برسانا شروع کر دی۔ اس حد تک آپؑ پر پتھر برسائے گئے اور آگ پھینکی گئی۔ آپؑ زخموں سے چُور چُور ہو گئے۔ جسم سے کافی خون بہہ نکلا تھا۔ آپؑ کا جسم نڈھال ہو گیا تھا۔ آپؑ تھک کر دیوار کی ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا: ارے! مجھے اپنے پتھروں کا کیوں نشانہ بنا رہے ہو؟ پتھر تو کافروں کو مارے جاتے ہیں میں تو اہلِ بیتِ رسولؐ میں سے ہوں؟ کیا تم لوگوں کو رسول اللہؐ کے حق کا خیال بھی نہیں ہے۔ ان کی وجہ سے اُن کی ذُریت پر ظلم کرنے سے باز آؤ۔

ابن اشعث نے کہا: ابن عقیلؑ! اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچاؤ۔ آپؑ کی حفاظت کی ذمہ داری مجھ پر ہے، میں آپؑ کا ضامن ہوں۔ یہ سن کر آپؑ نے فرمایا: کیا تم میں مجھے گرفتار کرنے کی طاقت ہے؟ نہیں، اللہ کی قسم تم مجھے گرفتار نہیں کر سکتے۔

آپؑ نے ابن اشعث پر حملہ کر دیا تو وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس وقت حضرت مسلمؑ نے فرمایا: خدایا! میں سخت پیاسا ہوں۔ اس دوران آپؑ پر ہر طرف سے حملہ ہو گیا۔ بکیر بن حمران احمری نے آپؑ کے اوپر والے ہونٹ پر تلوار ماری جس سے اوپر والا ہونٹ کٹ گیا۔ ادھر آپؑ نے اس کے پیٹ پر تلوار ماری جس سے وہ قتل ہو گیا۔ پیچھے سے کسی نے آپؑ پر نیزے سے وار کیا تو آپؑ گھوڑے سے زمین پر آئے تو آپؑ کو گرفتار کر لیا گیا"۔ (مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۳)

الفتوح: أَرسَلَ إِلَيهِ [أي إلى مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ] عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ أن أعطِهِ الأَمَانَ ، فَإِنَّكَ لَن تَقدِرَ عَلَيهِ إِلَّا بِالأَمَانِ. فَجَعَلَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ يَقُولُ: وَيحَكَ يَابنَ عَقِيلٍ ! لَا تَقتُل نَفسَكَ. لَكَ الأَمَانُ . وَمُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ يَقُولُ: لَا حَاجَةَ إِلَى أَمَانِ الغَدَرَةِ. ثُمَّ جَعَلَ يُقَاتِلُهُم وَهُوَ يَقُولُ:

أَقسَمتُ لَا أُقتَلُ إِلَّا حُرًّا وَلَو وَجَدتُ المَوتَ كَأساً مُرًّا
أَكرَهُ أن أُخدَعَ أو أُغَرَّا كُلُّ امرِىءٍ يَوماً يُلَاقِي شَرًّا
أَضرِبُكُم وَلَا أَخَافُ ضُرًّا

قَالَ : فَنَادَاهُ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ وَقَالَ: وَيحَكَ يَابنَ عَقِيلٍ ! إِنَّكَ لَا تُكذَبُ وَلَا تُغَرُّ . القَومُ لَيسُوا بِقَاتِلِيكَ فَلَا تَقتُل نَفسَكَ. قَالَ : فَلَم يَلتَفِت مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ رَحِمَهُ اللهُ إِلَى كَلَامِ ابنِ الأَشعَثِ. وَجَعَلَ يُقَاتِلُ حَتَّى أُثخِنَ بِالجِرَاحِ ،

وَضَعُفَ عَنِ القِتَالِ ، وَتَكَاثَروا عَلَيهِ فَجَعَلوا يَرمُونَهُ بِالنَّبلِ وَالحِجَارَةِ. فَقَالَ مُسلِمٌ : وَيلَكُم ! مَا لَكُم تَرمونَني بِالحِجَارَةِ كَمَا تُرمَى الكُفَّارُ ، وَأَنَا مِن أَهلِ بَيتِ الأَنبِيَاءِ الأَبرَارِ؟! وَيلَكُم ! أَمَا تَرعَونَ حَقَّ رَسُولِ اللهِ وَذُرِّيَّتِهِ؟

قَالَ: ثُمَّ حَمَلَ عَلَيهِم عَلَى ضَعفِهِ فَكَسَرَهُم وَفَرَّقَهُم فِي الدُّروبِ. ثُمَّ رَجَعَ وَأَسنَدَ ظَهرَهُ إِلَى بَابِ دَارٍ هُنَاكَ. فَرَجَعَ القَومُ إِلَيهِ فَصَاحَ بِهِم مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ: ذَروهُ حَتَّى أُكَلِّمَهُ بِمَا يُرِيدُ. قَالَ: ثُمَّ دَنَا مِنهُ ابنُ الأَشعَثِ حَتَّى وَقَفَ قُبَالَتَهُ، وَقَالَ : وَيلَكَ يَابنَ عَقِيلٍ، لَا تَقتُل نَفسَكَ. أَنتَ آمِنٌ وَدَمُكَ فِي عُنُقِي. فَقَالَ لَهُ مُسلِمٌ : أَتَظُنُّ يَابنَ الأَشعَثِ أَنِّي أُعطِي بِيَدِي أَبَداً وَأَنَا أَقدِرُ عَلَى القِتَالِ؛ لَا وَاللهِ، لَا كَانَ ذٰلِكَ أَبَدا. ثُمَّ حَمَلَ عَلَيهِ حَتَّى أَلحَقَهُ بِأَصحَابِهِ. ثُمَّ رَجَعَ مَوضِعَهُ فَوَقَفَ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ إِنَّ العَطَشَ قَد بَلَغَ مِنِّي.

قَالَ : فَلَم يَجسُر أَحَدٌ أَن يَسقِيَهُ المَاءَ وَلَا قَرُبَ مِنهُ. فَأَقبَلَ ابنُ الأَشعَثِ عَلَى أَصحَابِهِ وَقَالَ: وَيلَكُم! إِنَّ هٰذَا لَهُوَ العَارُ وَالفَشَلُ أَن تَجزَعُوا مِن رَجُلٍ وَاحِدٍ هٰذَا الجَزَعَ. اِحمِلوا عَلَيهِ بِأَجمَعِكُم حَملَةً وَاحِدَةً.

قَالَ: فَحَمَلوا عَلَيهِ وَحَمَلَ عَلَيهِم ، فَقَصَدَهُ مِن أَهلِ الكُوفَةِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ بُكَيرُ بنُ حُمرَانَ الأَحمَرِيُّ. فَاختَلَفَا بِضَربَتَينِ: فَضَرَبَهُ بُكَيرٌ ضَربَةً عَلَى شَفَتِهِ العُليَا ، وَضَرَبَهُ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ ضَربَةً فَسَقَطَ إِلَى الأَرضِ قَتِيلًا ؛ قَالَ : فَطُعِنَ [مُسلِمٌ] مِن وَرَائِهِ طَعنَةً فَسَقَطَ إِلَى الأَرضِ. فَأُخِذَ أَسِيراً. ثُمَّ أُخِذَ فَرَسُهُ وَسِلَاحُهُ. وَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِن بَنِي سُلَيمَانَ. يُقَالُ لَهُ : عُبَيدُ اللهِ

بنُ العَبّاس. فَأخَذَ عِمامَتَهُ.

"الفتوح میں ہے کہ ابن زیاد نے ابن اشعث کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ابن عقیلؑ سے امان کی بات کرے کہ اُنھیں امان دی جاتی ہے۔ اس کے بغیر تم اس پر کسی صورت قابو نہیں پاسکتے۔ ابن اشعث چیخ چیخ کر کہنے لگا: اے ابن عقیلؑ! آپؑ پر افسوس ہے کہ تم اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچاؤ، آپؑ کے لیے امان ہے۔

اِدھر حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ کہہ رہے تھے: مجھے غداروں کی امان کی ضرورت نہیں ہے اور اس وقت آپؑ کی زبان پر یہ رجز تھا جس کا مفہوم اس سے پہلی روایت میں گزر چکا ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر ابن اشعث نے ندا دی: اے ابن عقیلؑ! آپؑ کو امان دی جاتی ہے۔ آپؑ سے کوئی دھوکا نہیں کیا جائے گا۔ آپؑ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ آپؑ اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچاؤ۔ لیکن ابن عقیلؑ نے ان کی کوئی بات نہ سنی۔ آپؑ بڑھ بڑھ کر دشمن پر حملے کرتے رہے، لیکن آپؑ اُس وقت بہت زیادہ زخمی ہو چکے تھے۔ زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ آپؑ میں مزید مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رہی۔ جب دشمن نے آپؑ کی یہ حالت دیکھی تو آپؑ پر ہجوم کر دیا۔ آپؑ پر تیروں اور پتھروں کی بارش کر دی گئی۔

حضرت ابن عقیلؑ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے، تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے۔ تم مجھے اس طرح پتھر مار رہے ہو جس طرح کفار کو پتھر مارے جاتے ہیں۔ کیا تمھیں رسولؐ اللہ کے حق کا خیال نہیں ہے؟ میں آپؐ کے اہل بیتؑ کا ایک فرد ہوں۔

راوی کا بیان ہے: حضرت ابن عقیلؑ نے پھر اُن پر حملہ کر دیا۔ اُس وقت آپؑ بہت زیادہ کمزور ہو چکے تھے لیکن پھر بھی آپؑ نے کوفیوں کو بھگا دیا۔

آپؑ گھر کے دروازے پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ دشمن نے دوبارہ آپؑ کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ابن اشعث نے اپنے ساتھیوں سے کہا: انھیں کچھ نہ کہیے، میں ان سے بات کرتا ہوں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟

راوی کہتا ہے: ابن اشعث آپؑ کے قریب آیا اور کہا: اے ابن عقیلؑ! اپنے آپ کو موت سے بچاؤ۔ آپؑ کو امان دی جاتی ہے اور تمھارا میں ضامن ہوں۔

حضرت ابن عقیلؑ نے فرمایا: ابن اشعث! تیرا یہ خیال ہے کہ میں اپنا ہاتھ تیرے ہاتھ میں دوں گا۔ نہیں، ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں جنگ کر سکتا ہوں کروں گا۔ نہیں، اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپؑ نے ابن اشعث پر حملہ کر دیا۔ وہ بھاگ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ کھڑا ہوا۔ یہ وہ لمحہ تھا کہ آپؑ زخموں سے چُور چُور ہو چکے تھے۔ جسم سے خون کثرت کے ساتھ بہہ گیا تھا۔ آپؑ اپنی جگہ پر آ کھڑے ہوئے اور کہا: خدایا! پیاس نے مجھے نڈھال کر دیا ہے۔

راوی کہتا ہے: کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ اُنھیں پانی پلائے۔ لیکن آپؑ کے قریب بھی کوئی نہیں جاتا تھا۔ ابن اشعث اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا اور کہا: تم پر افسوس ہے تمھارے لیے ننگ و عار کی بات ہے کہ تم فردِ واحد سے خوف زدہ ہو؟ تم کتنے بزدل اور ڈرپوک ہو کہ اکیلا آدمی تم پر بھاری ہو چکا ہے۔ سارے مل کر اُس پر حملہ کرو۔

تمام لوگوں نے حضرت مسلمؑ پر یک بارگی حملہ کیا۔ آپؑ نے بھی اُن پر حملہ کیا۔ اہلِ کوفہ میں سے ایک آدمی نکلا جس کا نام بکیر بن حمران احمری تھا۔ وہ آپؑ کے سامنے آ کھڑا ہوا اور دونوں کے درمیان تلوار چلنے لگی۔ اُس نے آپؑ کے دہنِ اقدس پر تلوار کا وار کیا جس سے آپؑ کا اُوپر والا ہونٹ کٹ گیا۔ آپؑ نے زور سے اس پر تلوار سے حملہ کیا کہ وہ زمین پر گرا اور

تڑپنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد موت سے ہم کنار ہو گیا۔ جنگ جاری تھی کہ کسی نے پیچھے سے حضرت مسلمؑ کی پشت پر نیزے سے وار کیا کہ آپؑ زمین پر گر گئے۔ آپؑ کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپؑ کا گھوڑا اور اسلحہ لے لیا گیا۔ بنی سلیمان کا ایک آدمی آگے بڑھا جس کا نام عبید اللہ ابن عباس تھا، اس نے آپؑ کا عمامہ لے لیا"۔ (الفتوح: ج۵، ص ۵۳)

مقتل الحسين للخوارزمي: أرسَلَ إلَيهِ [أي إلىٰ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ] مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ: أيُّهَا الأَميرُ! أتَظُنُّ أنَّكَ بَعَثتَني إلىٰ بَقّالٍ مِن بَقاقيلِ الكوفَةِ، أو جُرمُقانِيٍّ مِن جَرامِقَةِ الحيرَةِ! أفَلا تَعلَمُ، أيُّهَا الأَميرُ أنَّكَ بَعَثتَني إلىٰ أسَدٍ ضِرغامٍ، وبَطَلٍ هُمامٍ، في كَفِّهِ سَيفٌ حُسامٌ، يَقطُرُ مِنهُ المَوتُ الزُّؤامُ؟!

فَأَرسَلَ إلَيهِ ابنُ زِيادٍ: أن أعطِهِ الأَمانَ، فَإِنَّكَ لَن تَقدِرَ عَلَيهِ إلّا بِالأَمانِ المُؤَكَّدِ بِالأَيمانِ؛ فَجَعَلَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ يُناديهِ: وَيحَكَ يَابنَ عَقيلٍ! لا تَقتُل نَفسَكَ، لَكَ الأَمانُ، فَيَقولُ مُسلِمٌ: لا حاجَةَ لي في أمانِ الغَدَرَةِ الفَجَرَةِ، ويُنشِدُ:

أقسَمتُ لا اُقتَلُ إلّا حُرّا ... وإن رَأَيتُ المَوتَ شَيئاً مُرّا

كُلُّ امرِئٍ يَوماً مُلاقٍ شَرّا ... رَدَّ شُعاعَ النَّفسِ فَاستَقَرّا

أضرِبُكُم ولا أخافُ ضُرّا ... ضَربَ هُمامٍ يَستَهينُ الدَّهرا

ويَخلِطُ البارِدَ سُخناً مُرّا ... ولا اُقيمُ لِلأَمانِ قَدرا

أخافُ أن اُخدَعَ أو اُغَرّا

فَناداهُ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ: وَيحَكَ يا مُسلِمُ! إنَّكَ لَن تُغَرَّ ولَن تُخدَعَ، والقَومُ لَيسوا بِقاتِليكَ، فَلا تَقتُل نَفسَكَ، فَلَم يَلتَفِت إلَيهِ، فَجَعَلَ يُقاتِلُهُم حَتّىٰ اُثخِنَ بِالجِراحِ، وضَعُفَ عَنِ الكِفاحِ، وتَكاثَروا عَلَيهِ مِن كُلِّ جانِبٍ، وجَعَلوا يَرمونَهُ

بِالنَّبلِ وَالحِجارَةِ.

فَقالَ مُسلِمٌ: وَيلَكُم! مَا لَكُم تَرمُونِّي بِالحِجارَةِ كَما تُرمَى الكُفّارُ، وَأنَا مِن أهلِ بَيتِ النَّبِيِّ المُختارِ؟! وَيلَكُم! أما تَرعَونَ حَقَّ رَسولِ اللهِ، وَلا حَقَّ قَرابَةٍ؟ ثُمَّ حَمَلَ عَلَيهِم في ضَعفِهِ فَهَزَمَهُم وَكَسَرَهُم فِي الدُّروبِ وَالسِّكَكِ.

ثُمَّ رَجَعَ وَأسنَدَ ظَهرَهُ عَلى بابِ دارٍ مِن تِلكَ الدّورِ، وَرَجَعَ القَومُ إلَيهِ، فَصاحَ بِهِم مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ: ذَروهُ حَتّى اُكَلِّمَهُ بِما اُريدُ، فَدَنا مِنهُ وَقالَ: وَيحَكَ يَابنَ عَقيلٍ! لا تَقتُل نَفسَكَ أنتَ آمِنٌ وَدَمُكَ في عُنُقي، وَأنتَ في ذِمَّتي. فَقالَ مُسلِمٌ: أتَظُنُّ يَابنَ الأَشعَثِ أنّي اُعطي بِيَدي وَأنَا أقدِرُ عَلَى القِتالِ؟! لا وَاللهِ لا يَكونُ ذلِكَ أبَداً. ثُمَّ حَمَلَ عَلَيهِ فَألحَقَهُ بِأَصحابِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إلى مَوضِعِهِ وَهُوَ يَقولُ: اللّهُمَّ إنَّ العَطَشَ قَد بَلَغَ مِنّي. فَلَم يَجتَرِئ أحَدٌ أن يَسقِيَهُ الماءَ ويَدنُوَ مِنهُ.

فَقالَ ابنُ الأَشعَثِ لِأَصحابِهِ: إنَّ هذا لَهُوَ العارُ وَالشَّنارُ، أتَجزَعونَ مِن رَجُلٍ واحِدٍ هذَا الجَزَعَ؟ إحمِلوا عَلَيهِ بِأَجمَعِكُم حَملَةَ رَجُلٍ واحِدٍ. فَحَمَلوا عَلَيهِ وَحَمَلَ عَلَيهِم، وَقَصَدَهُ رَجُلٌ مِن أهلِ الكوفَةِ يُقالُ لَهُ بُكَيرُ بنُ حُمرانَ الأَحمَرِيُّ، فَاختَلَفا بِضَربَتَينِ: ضَرَبَهُ بُكَيرٌ عَلى شَفَتِهِ العُليا، وَضَرَبَهُ مُسلِمٌ فَبَلَغَتِ الضَّربَةُ جَوفَهُ فَأَسقَطَهُ قَتيلاً.

وَطُعِنَ [مُسلِمٌ] مِن وَرائِهِ فَسَقَطَ إلَى الأَرضِ، فَاُخِذَ أسيراً، ثُمَّ اُخِذَ فَرَسُهُ وَسِلاحُهُ، وَتَقَدَّمَ رَجُلٌ مِن بَني سُلَيمٍ يُقالُ لَهُ عُبَيدُ اللهِ بنُ العَبّاسِ، فَأَخَذَ عِمامَتَهُ.

"مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، محمد بن اشعث نے عبید اللہ ابن زیاد کی

طرف پیغام بھیجا: اے امیر! تیرا کیا خیال ہے کیا تو نے ہمیں کوفہ کے کسی سبزی فروش یا حیرہ کے کسی مجمر مقانی کے مقابلے میں بھیجا ہے۔ اے امیر! کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ تو نے مجھے اسد ضرغام اور بطل ہمام کے مقابلے میں بھیجا ہے، جو تلوار چلانے میں مہارتِ تامہ رکھتا ہے اور اُس کی تلوار پیغامِ اجل ہے جس پر اُٹھتی ہے اُسے دارالبوار پہنچا دیتی ہے۔

ابنِ زیاد نے اُس کی طرف پیغام بھیجا کہ اُن کے لیے امان کا اعلان کر، ورنہ تو کسی صورت اُن پر قدرت حاصل نہیں کرسکتا۔ محمد بن اشعث نے آواز بلند کی: اے ابنِ عقیلؑ! تجھ پر افسوس ہے، تو اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچا، تجھے امان دی جاتی ہے۔

اِدھر حضرت مسلمؑ نے آواز بلند کی: مجھے غداروں اور فاجروں کی امان کی ضرورت نہیں ہے اور رجز پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے:

"میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں ایک آزاد مرد کی مثل شہادت پاؤں گا۔ اگرچہ موت ناپسندیدہ امر ہے لیکن ہر شخص کو ایک دن اس شر کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ میں تم پر بڑھ بڑھ کر حملے کروں گا اور تم سے خوف زدہ نہیں ہوں گا۔ تمھیں ایسی ضربات سے دوچار کروں گا جو تمھیں ذلیل کردیں گی۔ پھر ٹھنڈا اور کڑوا سب آپس میں خلط ملط ہو جاتا ہے۔ مجھے اَمان کی ضرورت نہیں ہے۔ میں صرف اس لیے خوف زدہ ہوں کہ دھوکہ دیا جاؤں گا اور فریب میں ڈالا جاؤں گا۔ پھر محمد بن اشعث چیخ چیخ کر کہنے لگا:

اے مسلمؑ! آپؑ پر افسوس ہے، آپؑ سے کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔ یہ لوگ آپؑ کو قتل نہیں کریں گے۔ اپنے آپ کو قتل ہونے سے بچاؤ۔ لیکن آپؑ اُن کی آوازوں کی طرف متوجہ نہ ہوئے، بلکہ اُن سے جنگ کرتے رہے، یہاں تک کہ زخموں سے چور چور ہوگئے اور جسم نڈھال ہوگیا۔ ضعف طاری ہوگیا۔ بزدل دشمن کو موقع مل گیا اور ہر طرف سے آپؑ پر ٹوٹ پڑے۔

آپؑ پر پتھروں اور تیروں کی بارش کر دی گئی۔
آپؑ نے جب دشمن کی یہ حرکت دیکھی تو فرمایا: اے لوگو! تم کتنے بے حمیت ہو، پتھر تو کافروں کو مارے جاتے ہیں، میں تو مسلمان ہوں۔ مجھے تم پتھر مارنے لگے ہو۔ میں تو نبی مختارؐ کے اہلِ بیتؑ میں سے ہوں؟ تمھیں رسول اللہؐ کے حق کی پرواہ بھی نہیں ہے اور نہ اُن کے اقارب کا خیال ہے۔ حالانکہ اب آپؑ میں مزید جنگ کرنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ پھر بھی آپؑ نے اپنی تلوار سے اُن پر حملہ کیا اور انھیں دُور بھگا دیا۔ کوفہ کی گلیاں تھیں اور حضرت مسلمؑ کوفیوں سے جنگ کر رہے تھے اور اُنھیں بھگا رہے تھے۔ جب وہ سب بھاگ گئے تو آپؑ ایک دیوار کے سہارے کھڑے ہو گئے۔ دشمن پھر لوٹ کر آپؑ کے قریب آ گیا۔ محمد بن اشعث نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا: ایک طرف ہو جاؤ، تا کہ میں اُن سے بات کروں۔ ابنِ اشعث آپؑ کے قریب آیا اور کہا: اے ابنِ عقیلؑ! اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ آپؑ کو امان ہے۔ میں ذمہ داری لیتا ہوں۔ آپؑ سے کوئی انتقام نہیں لیا جائے گا۔

سفیرِ حسینؑ نے فرمایا: اے ابنِ اشعث! تیرا یہ خیال ہے کہ میں اپنا ہاتھ تیرے ہاتھ میں دے دوں گا، نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، جب تک میں جنگ کر سکتا ہوں کروں گا؟ پھر آپؑ نے ابنِ اشعث پر حملہ کر دیا۔ اُس نے بھاگ کر جان بچائی۔ حضرت مسلمؑ پھر اپنی جگہ پر واپس آئے اور اس وقت فرمایا: خدایا! مجھے پیاس نے بے تاب کر رکھا ہے لیکن کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکی کہ آپؑ کے قریب جائے اور آپؑ کو پانی پلائے۔

ابنِ اشعث نے اپنے ساتھیوں کو لعنت ملامت کرتے ہوئے کہا: مر جاؤ، ننگ و عار تمھارا مقدر ہو، فردِ واحد سے خوف زدہ ہو، تم سینکڑوں میں ہو اور وہ فردِ واحد ہے۔ ایک مرد سے ڈرنا کیسا؟ اب یک بارگی حملہ کرو۔ دشمن

نے آپؑ پر ہر طرف سے ہجوم کر دیا۔ حملے پر حملہ ہونے لگا اور آپؑ نے بھی بھرپور انداز میں جوابی حملے کیے۔ ایک کوفی آپؑ کی طرف بڑھا جس کا نام بکیر بن حمران احمری تھا۔ اُس کے اور آپ کے درمیان تلوار چلنے لگی۔ اُس نے آپؑ کے دہنِ اقدس پر تلوار ماری جس سے آپؑ کا اُوپر والا ہونٹ کٹ گیا۔ آپؑ نے اُس پر تلوار کا کچھ اس طرح سے وار کیا جو اُس کے پیٹ میں اُتر گیا۔ وہ زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔

اس دوران کسی نے پیچھے سے آپؑ پر نیزے کا وار کیا جس کی وجہ سے آپؑ زمین پر گر گئے اور آپؑ کو گرفتار کر لیا گیا۔ گھوڑا اور اسلحہ آپؑ سے لے لیا گیا۔ بنی سُلیم کا ایک آدمی جس کا نام عبیداللہ بن عباس تھا، آگے بڑھا اور اُس نے آپؑ کا عمامہ اُٹھایا"۔ (مقتل الحسین خوارزمی، ج ۱، ص ۲۰۹)

تاریخ الطبری عن قدامة بن سعید بن زائدة بن قدامة الثقفی: فَأَقبَلَ عَلَيهِ [أی علی مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ] مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ، فَقَالَ: يافَتی، لَكَ الأَمَانُ، لا تَقتُل نَفسَكَ! فَأَقبَلَ يُقَاتِلُهُم وَهُوَ يَقُولُ:

أَقسَمتُ لَا أُقتَلُ إِلَّا حُرّا　　وَإِن رَأَيتُ المَوتَ شَيئًا نُكرا

كُلُّ امرِءٍ يَومًا مُلاقٍ شَرّا　　وَيَخلِطُ البَارِدَ سُخنًا مُرّا

رُدَّ شُعاعَ الشَّمسِ فَاستَقَرّا　　أَخافُ أَن أُكذَبَ أَو أُغَرّا

فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ: إِنَّكَ لا تُكذَبُ وَلا تُخدَعُ وَلا تُغَرُّ، إِنَّ القَومَ بَنو عَمِّكَ، وَلَيسوا بِقاتِليكَ وَلا ضارِبيكَ.

وَقَد أُثخِنَ بِالحِجارَةِ، وَعَجَزَ عَنِ القِتالِ وَانبَهَرَ، فَأَسنَدَ ظَهرَهُ إِلى جَنبِ تِلكَ الدّارِ، فَدَنا مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ فَقالَ: لَكَ الأَمانُ. فَقالَ: آمِنٌ أَنا؟ قالَ: نَعَم، وَقالَ القَومُ: أَنتَ آمِنٌ غَيرَ عَمرِو بنِ عُبَيدِ اللهِ بنِ العَبّاسِ السُّلَمِيِّ فَإِنَّهُ قالَ: لا

نَاقَةَ لِي فِي هٰذَا وَلَا جَمَلٍ، وَتَنَحّى. وَقَالَ ابنُ عَقِيلٍ: اَمَا لَو لَم تُؤمِنُونِي، مَا وَضَعتُ يَدِي فِي اَيدِيكُم.

"تاریخ طبری میں ہے، قدامہ بن سعید بن زائدہ بن قدامہ ثقفی سے روایت ہے کہ محمد بن اشعث حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے جوان! آپؑ کو امان دی جاتی ہے۔ اپنی جان کو قتل ہونے سے بچاؤ۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے اُس کے جواب میں رجز پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے:

"میں نے قسم اُٹھا رکھی ہے کہ میں ایک آزاد فرد ہوں اور حریت پر جان قربان کرنے والا ہوں۔ جب بھی مَیں قتل ہوں گا تو اِس حریت کے لیے قتل ہوں گا۔ میں طبعی موت کو پسند نہیں کرتا۔ ایک دن ہر آدمی نے مرنا ہے اور انسانی احوال نے منقلب ہونا ہے۔ ایک دن سورج اور روح کی کرن نے واپس ہونا ہے۔ مجھے خوف اس بات کا ہے کہ مجھ سے جھوٹ بولا جائے گا اور مجھ سے دھوکا ہوگا؟ ابنِ اشعث نے کہا: آپؑ سے نہ جھوٹ بولا جا رہا ہے اور نہ فریب دیا جا رہا ہے۔ یہ تمام لوگ آپؑ کے چچازاد بھائی ہیں۔ آپؑ کے قاتل نہیں ہیں"۔

اس دوران آپؑ پر سنگ باری کی گئی جس سے آپؑ شدید زخمی ہو گئے۔ آپؑ میں جنگ کرنے کی طاقت نہ رہی۔ ایک دیوار کے سہارے کھڑے ہو گئے۔ محمد بن اشعث آپؑ کے قریب آیا اور کہا: آپؑ کے لیے امان ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا مجھے امان دے دی گئی ہے؟ اُس نے کہا: ہاں، باقی تمام لوگوں نے کہا: ہاں! آپؑ کو امان دی جاتی ہے۔ ان لوگوں میں عمرو بن عبید اللہ بن العباس السلمی بھی تھا۔ وہ یہ کہہ کر ایک طرف ہو گیا کہ مجھے اس امر میں کوئی دخل نہیں ہے۔ حضرت مسلمؑ کو امان کا دیا جانا حقیقی ہے یا کچھ اور ہے۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: جب تک مجھے امان نہ دو گے اُس وقت تک میں اپنے آپ کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا"۔ ①

مروج الذهب: لَمَّا رَأَوا ذٰلِكَ مِنهُ [أَی شِدَّةَ قِتَالِ مُسلِمٍ وَبَسَالَتَهُ]، تَقَدَّمَ إِلَيهِ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ، فَقَالَ لَهُ: فَإِنَّكَ لَا تُكذَبُ وَلَا تُغَرُّ، وَأَعطَاهُ الأَمَانَ، فَأَمكَنَهُم مِن نَفسِهِ، وَحَمَلُوهُ عَلَى بَغلَةٍ وَأَتَوا بِهِ ابنَ زِيَادٍ، وَقَد سَلَبَهُ ابنُ الأَشعَثِ حِينَ أَعطَاهُ الأَمَانَ سَيفَهُ وَسِلَاحَهُ.

"مروج الذهب میں ہے: جب ابن زیاد کی فوج نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی جرأت وشجاعت اور بہادری و بسالت دیکھی تو محمد بن اشعث آگے بڑھا اور کہا: اے مسلمؑ! آپؑ سے کوئی دھوکہ نہیں ہوگا اور نہ آپؑ سے جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ آپؑ کو امان دی جاتی ہے۔ جب آپؑ نے اُن کی یہ بات سنی تو آپؑ نے ہتھیار ڈال دیئے اور اپنے آپ کو اُن کے حوالے کر دیا۔ اُن لوگوں نے آپؑ کو خچر پر سوار کیا اور ابن زیاد کے پاس لے آئے۔ محمد بن اشعث نے جس وقت آپؑ کو امان دی تو اُس وقت اُس نے آپؑ سے تلوار اور اسلحہ لے لیا تھا"۔ (مروج الذهب: ج ۳، ص ۶۸)

تاریخ الطبری عن عمّار الدّهنی عن أبی جعفر [البَاقر] علیہ السلام:
فَأَعطَاهُ عَبدُ الرَّحمٰنِ الأَمَانَ، فَأَمكَنَ مِن يَدِهِ.

"تاریخ طبری میں عمار الدہنی سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب عبدالرحمٰن نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو امان دی تو اُس

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۳؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۲؛ ارشاد: ج ۲، ص ۵۹؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۳؛ مثیر الاحزان: ص ۳۵؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۲

وقت آپؑ نے اپنے آپ کو اُن کے حوالے کر دیا"۔ ①

حضرت مسلمؑ کو امان دیے جانے کی حقیقت

وہ روایات جو اس مضمون پر مشتمل ہیں کہ جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو امان دی گئی تو آپؑ نے اُن کی امان قبول کر لی تھی۔ اس کے بعد آپؑ کو گرفتار کر لیا تھا۔ ان روایات کے تین مجموعے ہیں:

① عظیم تاریخی مصادر میں یہ روایت منقول ہے کہ جب حضرت مسلمؑ کو امان کی پیش کش کی گئی تو آپؑ نے اُن کی امان کو مسترد کر دیا تھا۔ آپؑ نے محمد بن اشعث سے کہا تھا:

وَاَیُّ الْاَمَانِ لِلْغَدَرَةِ الْفَجَرَةِ

"غداروں اور فاجر لوگوں کی امان کی کیا حیثیت ہے؟"

اس کے بعد آپؑ نے حمران بن مالک الخثعمی کے اشعار کے ذریعے اپنے دشمنوں سے خطاب کیا تھا:

اَقْسَمْتُ لَا اُقْتَلُ اِلَّا حُرًّا "میں قسم اُٹھاتا ہوں کہ میں نے ہر صورت حریت کے لیے ہی قتل ہونا ہے، مجھے طبعی موت پسند نہیں ہے"۔

پھر آپؑ نے دشمن پر حملہ کر دیا تھا اور اُن سے خوب جنگ کی تھی۔ آپؑ کو پسِ گردن نیزہ مارا گیا، جس کی وجہ سے آپؑ گر گئے۔ اس صورت میں آپؑ گرفتار ہوئے تھے۔

② دوسری روایت کا مضمون یہ ہے کہ جب آپؑ کو نیزہ لگا اور آپؑ زخمی ہوئے تو آپؑ کو گرفتار کر لیا گیا۔ امان کی بات بعد میں کی گئی۔

③ تیسری روایت کا مضمون یہ ہے کہ حضرت مسلمؑ نے امان قبول کر لی تھی۔

جی ہاں! جب ان روایات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ تیسری روایت

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۵۵؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص ۴۲۶؛ تہذیب التہذیب: ج۱، ص ۵۹۲؛ الاصابہ: ج۲، ص ۷۱؛ سیر اعلام النبلاء: ج۱، ص ۱۹۱؛ الحدائق الوردیہ: ج۱، ص ۱۱۳؛ الثقات ابن حبان: ج۲، ص ۳۰۸؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۳۹؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۲

تو ہر صورت میں غیر معتبر ہے۔ اس کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ ہر انسان خوب جانتا ہے کہ جب ایک انقلاب کے لیڈر کو اَمان دینے کی بات ہوتی ہے تو وہ امان کیسی امان ہوتی ہے اور جہاں اَمان دینے کی بات ابنِ زیاد جیسا فاسق و فاجر کر رہا ہو، وہ تو دھوکہ ہی ہو سکتا ہے اور بس اس کے علاوہ اس کی کیا حیثیت ہے؟ کیا حضرت امیر مسلمؑ اس بات کو نہیں جانتے تھے کہ اُنھیں دھوکہ دیا جا رہا ہے۔ آپؑ ایسی امان کو بغیر تفتیش کے کیسے قبول کر سکتے تھے اور اپنے آپ کو اُن کے حوالے کیسے کر سکتے تھے؟

جہاں تک دوسری روایت کا مضمون ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر مسلمؑ نے اپنے آپ کو دشمن کے حوالے اُس وقت کیا جب آپؑ زخموں سے چُور چُور ہو چکے تھے۔ آپؑ کا جسم نہایت ضعیف و ناچار ہو گیا تھا۔ آپؑ میں جنگ کرنے کی طاقت نہیں رہی تھی۔ آپؑ کا کوئی ناصر و مددگار بھی نہیں تھا۔ ہر طرف دشمن نے آپؑ کو گھیر لیا تھا۔ ایسے حالات میں انسان کیا کر سکتا ہے اور اَمان کی کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہتی۔ آپؑ کو اَمان کیوں دی جاتی؟ پھر آپؑ اُسے قبول کیوں کرتے؟

مذکورہ پہلی روایت صحیح ہے۔ اسی روایت کو تمام مصادر نے اپنے ہاں نقل کیا ہے۔ سیّد الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے تمام اصحاب جرأت و شجاعت میں اپنی مثال آپ تھے۔ حضرت امیر مسلمؑ بھی انھی میں سے ایک شجاع و غیور جوان تھے۔ جب دشمن نے آپؑ سے اَمان کی بات کی تو آپؑ نے اُن کی اَمان کو اپنے جوتے کی نوک پر رکھا تھا۔ آخری وقت تک آپؑ نے دشمن سے بھرپور جنگ کی تھی۔ آپؑ اُس وقت اسیر ہوئے تھے جب آپؑ میں جنگ کرنے کی طاقت نہ رہی تھی۔

﴿ امیر مسلمؑ کا حضرت امام حسینؑ اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ کے لیے گریہ کرنا ﴾

تاریخ الطبری عن قدامة بن سعید بن زائدة بن قدامة الثقفي:

وأُتِيَ [مُسلِمٌ] بِبَغلَةٍ فَحُمِلَ عَلَيها، وَاجتَمَعوا حَولَهُ، وَانتَزَعوا سَيفَهُ مِن عُنُقِهِ، فَكَأَنَّهُ عِندَ ذٰلِكَ آيَسَ مِن نَفسِهِ، فَدَمَعَت

عَينَاهُ. ثُمَّ قَالَ: هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْاَشْعَثِ: اَرجو اَلَّا يَكُونَ عَلَيكَ بَاْسٌ.

قَالَ: مَا هُوَ اِلَّا الرَّجَاءُ، اَينَ اَمَانُكُم؛ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ. وَبَكٰى. فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ عُبَيدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: اِنَّ مَن يَطْلُبُ مِثلَ الَّذِي تَطْلُبُ، اِذَا نَزَلَ بِهِ مِثْلُ الَّذِي نَزَلَ بِكَ لَم يَبْكِ! قَالَ: اِنِّي وَاللّٰهِ مَا لِنَفسِي اَبكِي، وَلَا لَهَا مِنَ القَتلِ اَرثِي، وَاِن كُنتُ لَم اُحِبَّ لَهَا طَرفَةَ عَينٍ تَلَفًا، وَلٰكِن اَبكِي لِاَهلِيَ الْمُقبِلِينَ اِلَيَّ. اَبكِي لِحُسَينٍ وَآلِ حُسَينٍ.

''تاریخ طبری میں قدامہ بن سعید بن زائدہ بن قدامہ ثقفی سے مروی ہے، حضرت امیر مسلمؑ کے لیے ایک خچر لایا گیا اور آپؑ کو اُس پر سوار کیا گیا۔ ابن زیاد کے تمام سپاہیوں نے آپؑ کو گھیر لیا تھا۔ آپؑ کی تلوار آپؑ کے کندھے سے اُتار لی گئی تھی۔ اُس وقت آپؑ اپنی جان کو اللہ کے حوالے کر چکے تھے۔ آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری و ساری تھے۔ آپؑ نے فرمایا: اے کوفیو! تم کس قدر غدار نکلے؟ محمد بن اشعث نے کہا: مجھے اُمید ہے آپؑ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں! بس اُمید ہی اُمید ہے۔ اب تمھاری امان کہاں گئی؟ ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم نے اس کی بارگاہ میں واپس جانا ہے۔ یہ کہہ کر آپؑ رونے لگے۔

عمرو بن عبید اللہ بن عباس نے آپؑ سے کہا: وہ مرد جو آپ ایسا مشن رکھتا ہو جب اُس پر وہ مصیبت نازل ہوتی ہے جیسی آپؑ پر نازل ہوئی تو وہ گریہ و بکا نہیں کرتا

آپؑ نے فرمایا: اگرچہ میں اپنی جان کو ایک لمحہ کے لیے تلف ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ میں اپنے لیے گریہ نہیں کر رہا اور میں اپنے قتل ہونے سے خوف

زدہ نہیں ہوں۔ میں اپنے اہلِ بیتؑ، حضرت امام حسینؑ اور اُن کی اولاد کے لیے رو رہا ہوں جو میری طرف روانہ ہیں"۔ ①

مثير الأحزان: فَأُتِيَ [مُسلِمٌ] بِبَغلَةٍ فَرَكِبَها . فَكَأَنَّهُ عِندَ ذٰلِكَ يَئِسَ مِن نَفسِهِ . فَدَمَعَت عَيناهُ . فَقالَ لَهُ عُبَيدُ اللهِ بنُ العَبّاسِ: إِنَّ مَن يَطلُبُ مِثلَ ما تَطلُبُ لا يَجزَعُ!

فَقالَ: وَاللهِ ما لِنَفسِي أجزَعُ . وَإِن كُنتُ لا أُحِبُّ لَها ضُرًّا طَرفَةَ عَينٍ . وَلٰكِنَّ جَزَعِي لِلحُسَينِ وأَهلِ بَيتِهِ المُغتَرّينَ بِكِتابي. وَقالَ: هٰذا أوانُ الغَدرِ.

"مثیر الاحزان میں ہے، حضرت امیر مسلمؑ کے لیے خچر لایا گیا۔ آپؑ اُس پر سوار ہوئے، اُس وقت آپؑ کی حالت یہ تھی جیسے کوئی اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہو۔ آپؑ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ عبیداللہ بن عباس نے آپؑ سے کہا: وہ آدمی جو آپؑ جیسا مشن رکھتا ہے وہ جزع فزع نہیں کرتا۔

آپؑ نے فرمایا: میں اپنی ذات کے لیے نہیں رو رہا ہوں، اگرچہ مجھے اپنی زندگی سے پیار ہے اور میں اُس کے لیے لحہ برابر نقصان نہیں چاہتا۔ میری حیرانی و پریشانی حضرت امام حسین علیہ السلام اور اُن کے اہلِ بیتؑ کے لیے ہے۔ میں نے اُن کی طرف خط بھیجا تھا۔ اس خط کی وجہ سے وہ دھوکے میں آکر اِدھر روانہ ہیں اور آپؑ نے فرمایا:

اس بات کے لیے رو رہا ہوں یا اس دھوکے اور غداری پر رو رہا ہوں جو مجھ سے کیا گیا ہے"۔ (مثیر الاحزان: ص ۳۵)

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۲؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۷؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۱۰؛ ارشاد: ج ۲، ص ۵۹؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۵؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۳؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۳

البداية والنهاية: وجاؤوا ببَغلَةٍ فأركبوهُ عليها ، وسَلَبوا عنهُ سَيفَهُ. فَلَم يَبقَ يَملِكُ مِن نَفسِهِ شَيئًا. فَبَكى عِندَ ذٰلِكَ. وعَرَفَ أنَّهُ مَقتولٌ. فَيَئِسَ مِن نَفسِهِ. وَقالَ: إنّا لِلّهِ وإنّا إلَيهِ راجِعونَ.

فَقالَ بَعضُ مَن حَولَهُ: إنَّ مَن يَطلُبُ مِثلَ الَّذي تَطلُبُ. لا يَبكي إذا نَزَلَ بِهِ هٰذا! فَقالَ: أما وَاللهِ لَستُ أبكي عَلى نَفسي، ولٰكِن أبكي عَلَى الحُسَينِ وآلِ الحُسَينِ. إنَّهُ قَد خَرَجَ إلَيكُمُ اليَومَ أو أمسِ مِن مَكَّةَ.

"البدایہ والنہایہ میں ہے کہ ابن زیاد کے سپاہی خچر لائے اور اُس پر آپؑ کو سوار کیا گیا۔ آپؑ سے آپؑ کی تلوار چھین لی گئی۔ اُس وقت آپؑ کے اختیار میں کچھ نہیں تھا۔ بے بسی اور لاچاری نے آپؑ کو گھیر رکھا تھا۔ اُس وقت آپؑ نے گریہ کیا۔ آپؑ جان چکے تھے کہ کچھ دیر بعد آپؑ کو قتل کر دیا جائے گا۔ آپؑ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم نے اُس کی بارگاہ میں جانا ہے۔ وہاں کسی نے آپؑ سے کہا: وہ آدمی جو آپؑ ایسا مقصد و مشن رکھتا ہو جب وہ مصیبت میں آجائے جس طرح آپ آئے ہیں وہ روتا نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: واللہ! میں اپنی ذات کے لیے نہیں رو رہا ہوں میں تو حضرت امام حسینؑ اور آپؑ کی آل کے لیے رو رہا ہوں کیونکہ وہ مکہ معظمہ سے آج یا کل سے روانہ ہو چکے ہیں"۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۵)

حضرت امیر مسلمؑ کی کاوش کہ امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف نہ آئیں

تاریخ الطبری عن أبي مخنف عن قدامة بن سعيد بن زائدة بن قدامة الثقفي: ثُمَّ أقبَلَ [مُسلِمٌ] عَلى مُحَمَّدِ بنِ الأشعَثِ

فَقَالَ: يَا عَبدَ اللهِ، إِنِّي أَرَاكَ وَاللهِ سَتَعجِزُ عَن أَمَانِي، فَهَل عِندَكَ خَيرٌ؛ تَستَطِيعُ أَن تَبعَثَ مِن عِندِكَ رَجُلًا عَلَى لِسَانِي يُبلِغُ حُسَينًا - فَإِنِّي لَا أَرَاهُ إِلَّا قَد خَرَجَ إِلَيكُمُ اليَومَ مُقبِلًا، أَو هُوَ خَارِجٌ غَدًا هُوَ وَأَهلُ بَيتِهِ، وَإِنَّ مَا تَرَى مِن جَزَعِي لِذٰلِكَ فَيَقُولَ: إِنَّ ابنَ عَقِيلٍ بَعَثَنِي إِلَيكَ، وَهُوَ فِي أَيدِي القَومِ أَسِيرٌ لَا يَرَى أَن تَمشِيَ حَتّٰى تُقتَلَ، وَهُوَ يَقُولُ: ارجِع بِأَهلِ بَيتِكَ، وَلَا يَغُرَّكَ أَهلُ الكُوفَةِ، فَإِنَّهُم أَصحَابُ أَبِيكَ الَّذِي كَانَ يَتَمَنّٰى فِرَاقَهُم بِالمَوتِ أَوِ القَتلِ، إِنَّ أَهلَ الكُوفَةِ قَد كَذَّبُوكَ وَكَذَّبُونِي، وَلَيسَ لِمُكَذَّبٍ رَأيٌ.

فَقَالَ ابنُ الأَشعَثِ: وَاللهِ لَأَفعَلَنَّ، وَلَأُعلِمَنَّ ابنَ زِيَادٍ أَنِّي قَد أَمَّنتُكَ. قَالَ أَبو مِخنَفٍ: فَحَدَّثَنِي جَعفَرُ بنُ حُذَيفَةَ الطَّائِيُّ... قَالَ: دَعَا مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ إِيَاسَ بنَ العَثلِ الطَّائِيَّ، مِن بَنِي مَالِكِ بنِ عَمرِو بنِ ثُمَامَةَ، وَكَانَ شَاعِرًا، وَكَانَ لِمُحَمَّدٍ زَوَّارًا، فَقَالَ لَهُ: إِلقَ حُسَينًا فَأَبلِغهُ هٰذَا الكِتَابَ، وَكَتَبَ فِيهِ الَّذِي أَمَرَهُ ابنُ عَقِيلٍ.

وَقَالَ لَهُ: هٰذَا زَادُكَ وَجِهَازُكَ وَمُتعَةٌ لِعِيَالِكَ. فَقَالَ: مِن أَينَ لِي بِرَاحِلَةٍ؛ فَإِنَّ رَاحِلَتِي قَد أَنضَيتُهَا. قَالَ: هٰذِهِ رَاحِلَةٌ فَاركَبهَا بِرَحلِهَا، ثُمَّ خَرَجَ فَاستَقبَلَهُ بِزُبَالَةَ.

لِأَربَعِ لَيَالٍ، فَأَخبَرَهُ الخَبَرَ، وَبَلَّغَهُ الرِّسَالَةَ. فَقَالَ لَهُ حُسَينٌ: كُلُّ مَا حُمَّ نَازِلٌ، وَعِندَ اللهِ نَحتَسِبُ أَنفُسَنَا، وَفَسَادَ أُمَّتِنَا.

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے، اُس نے کہا: میں نے قدامہ بن سعید بن زائدہ بن قدامہ ثقفی سے سنا ہے، حضرت مسلم بن عقیل محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے بندۂ خدا! میں سمجھتا ہوں کہ تو

مجھے امان نہیں دے سکے گا۔ بھلا اتنا سلوک تو میرے ساتھ کرے گا کہ اپنے کسی آدمی کو میری طرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیج دے۔ امام علیہ السلام آج یا کل تم لوگوں کے پاس آنے کو روانہ ہو چکے ہوں گے، اہل بیتؑ بھی آپؑ کے ساتھ ہوں گے، تم میری جو بے تابی دیکھ رہے ہو وہ محض اسی سبب سے ہے۔ میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے:

"مسلمؑ نے مجھے آپؑ کے پاس بھیجا ہے وہ گرفتار ہو چکے ہیں۔ یہ نہیں چاہتے کہ آپؑ یہاں آئیں اور قتل کر دیے جائیں۔ آپؑ اہل بیتؑ کو لے کر پلٹ جائیں۔ کوفیوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جن سے چھٹکارا پانے کے لیے آپؑ کے والد بزرگوار نے شہادت کی تمنا کی تھی۔ اہل کوفہ نے آپؑ سے جھوٹ بولا اور مجھ سے بھی جھوٹ بولا۔ جھوٹے کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔

ابن اشعث نے کہا: واللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ ابن زیاد سے بھی میں کہہ دوں گا کہ تمھیں میں امان دے چکا ہوں"۔

ابن اشعث کا قاصد

"ابومخنف نے کہا: مجھے جعفر بن حذیفہ الطائی نے بتایا کہ محمد بن اشعث نے شاعر ایاس بن عثل الطائی کو اپنے پاس بلایا، جو بنی مالک بن عمرو بن ثمامہ میں سے تھا۔ اُس کا ابن اشعث کے پاس بہت زیادہ آنا جانا لگا رہتا تھا۔ اُس سے کہا: تم امام حسینؑ کے پاس روانہ ہو جاؤ اور یہ خط اُن تک پہنچا دو۔ حضرت مسلمؑ نے جو باتیں اُس سے کی تھیں اُس نے وہ خط میں لکھ دیں اور کہا: یہ لو زادِ راہ ہے اور سامانِ سفر ہے۔ یہ تمھارے عیال کے دینے کے لیے بھی ہے۔ اُس نے کہا: میرے پاس اُونٹ نہیں ہے۔ جو تھا وہ اُڑکار رفتہ ہو چکا ہے۔

ابن اشعث نے کہا: تو یہ اُونٹ پالان سمیت موجود ہے اور روانہ ہو جا۔
ایاس طائی چار دن کی مدت میں منزلِ زُبالہ پر حضرت امام حسین علیہ السلام سے جاملا اور اُس نے خط آپؑ کے حوالے کیا۔ امام علیہ السلام نے جب خط پڑھا تو آپؑ نے فرمایا: جو مقدر میں ہے وہ ہونے والا ہے۔ اپنی جانوں کے تلف ہونے اور قوم کی بُرائی کرنے کو ہم نے خدا پر چھوڑ رکھا ہے"۔ ①

مقتل الحسين للخوارزمي: لَمَّا رَكِبَ [مُسلِمٌ] عَلَى البَغلَةِ، وَنُزِعَ مِنهُ السَّيفُ، استَرجَعَ، وَقالَ: هٰذا أَوَّلُ الغَدرِ، وأَيِسَ مِن نَفسِهِ، وَعَلِمَ أن لا أمانَ لَهُ مِنَ القَومِ. فَقالَ لِمُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ: إنّي لَأَظُنُّكَ أن تَعجِزَ عَن أماني، أفَتَستَطيعُ أن تَبعَثَ رَجُلًا عَن لِساني يُبلِغُ حُسَينًا علیہ السلام: فَإِنّي لا أراهُ إلّا قَد خَرَجَ إلى ما قِبَلَكُم، هُوَ وأَهلُ بَيتِهِ، فَيَقولَ لَهُ: إنَّ مُسلِمًا بَعَثَني إلَيكَ، وَهُوَ أسيرٌ في يَدِ العَدُوِّ، يَذهَبونَ بِهِ إلَى القَتلِ، فَارجِع بِأَهلِكَ، وَلا يَغُرَّنَّكَ أهلُ الكوفَةِ، فَإِنَّهُم أصحابُ أبيكَ الَّذي كانَ يَتَمَنّى فِراقَهُم بِالمَوتِ أوِ القَتلِ. إنَّ أهلَ الكوفَةِ قَد كَذَّبوني فَكَتَبتُ إلَيكَ، وَلَيسَ لِمَكذوبٍ رَأيٌ.

فَقالَ مُحَمَّدٌ: وَاللهِ لَأَفعَلَنَّ. وَدَعا بِإِياسٍ الطّائِيِّ، وَكَتَبَ مَعَهُ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام ما قالَهُ مُسلِمٌ عَن لِسانِ مُسلِمٍ، وَأَعطاهُ راحِلَةً وَزاداً. فَذَهَبَ فَاستَقبَلَ الحُسَينَ علیہ السلام بِزُبالَةَ، وَكانَ مُسلِمٌ حينَ تَحَوَّلَ إلى دارِ هانِي كَتَبَ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام كِتابًا، ذَكَرَ فيهِ كَثرَةَ مَن بايَعَهُ، فَهُوَ قَولُهُ: كَذَّبوني فَكَتَبتُ إلَيكَ.

"مقتل الحسین خوارزمی میں ہے، جب حضرت امیر مسلمؑ خچر پر سوار ہوئے

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۳؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۸؛ ارشاد: ج ۲، ص ۵۹؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۴۲؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۷

تو آپؑ سے تلوار چھین لی گئی۔ اُس وقت آپؑ نے کلمۂ استرجاعیہ پڑھا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ پہلا غدر ہے۔ اُس وقت آپؑ اپنی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ کیونکہ آپؑ جانتے تھے کہ یہ لوگ اُنھیں کسی صورت اَمان نہیں دیں گے۔ آپؑ نے ابن اَشعث سے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تو مجھے امان نہیں دلا سکے گا۔ کیا تو میرے لیے اتنا کر سکتا ہے کہ تو کسی آدمی کو امام حسینؑ کی طرف بھیجے جو آپؑ کے پاس جا کر میرا پیغام دے کیونکہ وہ آج یا کل مکہ سے تم لوگوں کی طرف روانہ ہو چکے ہوں گے۔ اُنھیں میری طرف سے یہ پیغام دے کہ مسلمؑ نے مجھے آپؑ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ گرفتار ہو چکے ہیں، اُنھیں قتل کر دیا جائے گا۔ وہ نہیں چاہتے کہ آپؑ یہاں آئیں۔ اس لیے اپنے اہل بیتؑ سمیت واپس چلے جائیں۔ آپؑ کوفیوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو آپؑ کے والد کے قریب نہ تھے اور آپؑ نے جن سے چھٹکارا پانے کے لیے اپنے مرنے یا شہادت کی تمنا کی تھی۔ ان لوگوں نے مجھ سے جھوٹ بولا تو میں نے آپؑ کی طرف خط لکھ دیا۔ جھوٹے کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔

ابن اشعث نے کہا: واللہ! میں ایسا ضرور کروں گا۔ اس نے ایاس طائی شاعر کو اپنے پاس بلایا اور خط اس کے حوالے کیا، جس میں حضرت مسلمؑ کا پیغام لکھا ہوا تھا۔ اُسے سواری اور زادِ راہ دیا۔ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے منزلِ زُبالہ پر جا ملا۔

جب حضرت مسلمؑ جنابِ ہانیؓ کے گھر میں آئے تھے تو وہاں سے امام علیہ السلام کی طرف ایک خط لکھا تھا کہ جس میں بیعت کرنے والوں کا ذکر تھا اس لیے اس خط میں آپؑ کی طرف سے یہ الفاظ تھے:

"اہلِ کوفہ نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا، اُن کے اس دھوکے میں آکر میں نے آپؑ کی طرف خط لکھ دیا تھا کہ اٹھارہ ہزار آدمی آپؑ کی بیعت کر چکے

قتلا"۔(مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱،ص ۲۱۱)

الأخبار الطوال: لَمَّا وَافَى [أَيِ الإمَامُ الحُسَين علیہ السلام] زُبَالَةَ، وَافَاهُ بِهَا رَسُولُ مُحَمَّدِ بنِ الأشعَثِ وعُمَرَ بنِ سَعدٍ بِمَا كَانَ سَأَلَهُ مُسلِمٌ أَن يَكتُبَ بِهِ إِلَيهِ مِن أَمرِهِ، وَخِذلَانِ أَهلِ الكُوفَةِ إيَّاهُ بَعدَ أَن بَايَعُوهُ. وَقَد كَانَ مُسلِمٌ سَأَلَ مُحَمَّدَ بنَ الأشعَثِ ذٰلِكَ.

فَلَمَّا قَرَأَ الكِتَابَ استَيقَنَ بِصِحَّةِ الخَبَرِ، وَأَفظَعَهُ قَتلُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ وَهَانِئِ بنِ عُروَةَ، ثُمَّ أَخبَرَهُ الرَّسُولُ بِقَتلِ قَيسِ بنِ مُسهِرٍ، رَسُولِهِ الَّذِي وَجَّهَهُ مِن بَطنِ الرُّمَّةِ.

وَقَد كَانَ صَحِبَهُ قَومٌ مِن مَنَازِلِ الطَّرِيقِ، فَلَمَّا سَمِعُوا خَبَرَ مُسلِمٍ، وَقَد كَانُوا ظَنُّوا أَنَّهُ يَقدَمُ عَلَى أَنصَارٍ وَعَضُدٍ، تَفَرَّقُوا عَنهُ، وَلَم يَبقَ مَعَهُ إلَّا خَاصَّتُهُ.

"اخبار الطوال میں ہے، جب سبط پیغمبر حضرت امام حسین علیہ السلام منزلِ زُبالہ پر پہنچے تو وہاں محمد بن اشعث اور عمر بن سعد کا قاصد آپؑ کو ملا اور حضرت مسلمؑ کا وہی خط پیش کیا جو آپؑ نے محمد بن اشعث سے کہا تھا کہ اہلِ کوفہ جنھوں نے بیعت کی تھی اُنھوں نے بے وفائی کا ثبوت دیا ہے۔ آپؑ کوفہ کی طرف تشریف نہ لائیں اور واپس چلے جائیں۔

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے خط پڑھا تو قاصد سے حقیقتِ حال پوچھی۔ قاصد نے حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کے قتل ہونے کی بات کی کہ اُنھیں قتل کر دیا جائے گا، ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اُن کے قاصد قیس بن مسہر کو بھی قتل کر دیا گیا ہے۔

منقول ہے کہ راستے میں کچھ لوگ امام علیہ السلام کے ساتھ چل پڑے تھے۔ جب اُنھوں نے امیر مسلمؑ کی شہادت کی خبر سنی تو وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔

آپؑ کے ہمراہ خواص ہی رہ گئے تھے"۔(اخبار الطوال: ص ۲۴۷)

﴿عیار دشمن کی عیاری﴾

آپ نے مندرجہ بالا روایت پڑھی ہیں کہ محمد بن اشعث نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی وصیت کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اپنے قاصد کے ذریعے حضرت امام حسین علیہ السلام تک آپؑ کے سفیر کا خط پہنچایا، لیکن یہ بات واضح ہے کہ اُن لوگوں کی یہ ایک سازش تھی کہ قائد انقلاب اسلامی کوفہ کی طرف آنے ہی نہ پائیں۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی وصیت کے برعکس کوفہ کا راستہ اختیار کیا تو ابن زیاد کے وفاداروں نے آپؑ کے راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دی تھیں اور راستے میں میدانِ کربلا میں آپؑ کو اور آپؑ کے ساتھیوں کو شہید کر دیا تھا۔

﴿حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کا پانی طلب کرنا﴾

تاریخ الطبری عن أبي مخنف عن قدامة بن سعد: إنَّ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ حينَ انتَهى إلى بابِ القَصرِ، فَإِذا قُلَّةٌ بارِدَةٌ مَوضوعَةٌ عَلَى البابِ، فَقالَ ابنُ عَقيلٍ: إسقوني مِن هٰذَا الماءِ. فَقالَ لَهُ مُسلِمُ بنُ عَمرٍو: أتَراها ما أبرَدَها؟! لا وَاللهِ، لا تَذوقُ مِنها قَطرَةً أبَدًا، حَتّى تَذوقَ الحَميمَ في نارِ جَهَنَّمَ!

قالَ لَهُ ابنُ عَقيلٍ: وَيحَكَ! مَن أنتَ؟ قالَ: أنَا ابنُ مَن عَرَفَ الحَقَّ إذ أنكَرتَهُ، وَنَصَحَ لِإِمامِهِ إذ غَشَشتَهُ، وَسَمِعَ وأطاعَ إذ عَصَيتَهُ وَخالَفتَ، أنا مُسلِمُ بنُ عَمرٍو البَاهِلِيُّ.

فَقالَ ابنُ عَقيلٍ: لِأُمِّكَ الثُّكلُ، ما أجفاكَ وَما أفَظَّكَ! وَأقسى قَلبَكَ وأغلَظَكَ! أنتَ يَابنَ باهِلَةَ أولى بِالحَميمِ وَالخُلودِ في نارِ جَهَنَّمَ مِنّي. ثُمَّ جَلَسَ مُتَسانِدًا إلى حائِطٍ.

قالَ أبو مِخنَفٍ: فَحَدَّثَني قُدامَةُ بنُ سَعدٍ: أنَّ عَمرَو بنَ حُرَيثٍ

بَعَثَ غُلَامًا يُدعىٰ سُلَيمَانَ، فَجَاءَهُ بِمَاءٍ فِي قُلَّةٍ فَسَقَاهُ.

قَالَ أَبُو مِخْنَفٍ: وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بنُ مُدرِكِ بنِ عُمَارَةَ: أَنَّ عُمَارَةَ بنَ عُقبَةَ بَعَثَ غُلَامًا لَهُ يُدعىٰ قَيسًا، فَجَاءَهُ بِقُلَّةٍ عَلَيهَا مِندِيلٌ وَمَعَهُ قَدَحٌ، فَصَبَّ فِيهِ مَاءً ثُمَّ سَقَاهُ، فَأَخَذَ كُلَّمَا شَرِبَ امتَلَأَ القَدَحُ دَمًا، فَلَمَّا مَلَأَ القَدَحَ المَرَّةَ الثَّالِثَةَ ذَهَبَ لِيَشرَبَ فَسَقَطَت ثَنِيَّتَاهُ فِيهِ. فَقَالَ: اَلحَمدُ لِلّٰهِ، لَو كَانَ لِي مِنَ الرِّزقِ المَقسُومِ شَرِبتُهُ.

"ابومخنف نے بیان کیا کہ میں نے قدامہ بن سعد سے سنا کہ جب حضرت امیر مسلمؑ کو قصر لایا گیا اور آپؑ دارالامارہ کے دروازے پر آئے تو اس وقت آپؑ سخت پیاسے تھے۔ قصر کے دروازے پر ٹھنڈے پانی کا ایک مٹکا رکھا ہوا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: مجھے اس میں سے تھوڑا سا پانی پلا دو"۔

مسلم بن عمرو باہلی کی گستاخی

مسلم بن عمرو باہلی نے جواب دیا: دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے۔ واللہ! اس میں سے ایک بوند بھی تمھیں نہیں ملے گی۔ آتشِ دوزخ کا کھولتا ہوا پانی تمھارے نصیب میں ہے۔

آپؑ نے پوچھا: تو کون ہے؟ اُس نے کہا: میں اس شخص کا بیٹا ہوں کہ جب تو نے حق کا انکار کیا تو اُس نے حق کا اقرار کیا۔ جب تو نے کھوٹا پن ظاہر کیا تو اس نے خلوص کا مظاہرہ کیا۔ اُس نے اطاعت کی جب کہ تو نے نافرمانی کی۔ میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں۔

حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: خدا تجھ سے سمجھے، تو کیسا بدزبان و بے رحم ہے۔ تو کیسا سنگ دل و دُرشت طینت ہے۔ اے ابنِ باہلہ! دوزخ کے دائمی عذاب اور اُس کے کھولتے ہوئے پانی کا تو زیادہ تر سزاوار ہے۔

حضرت ابن عقیلؑ یہ کہہ کر دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے۔

ابومخنف نے نقل کیا ہے کہ مجھے قدامہ بن سعد نے بتایا: عمرو بن حریث نے اپنا غلام بھیجا کہ جس کا نام سلیمان تھا تو وہ ایک برتن میں پانی لے کر آیا اور حضرت مسلمؑ کو پلایا۔

ابومخنف سے مروی ہے کہ مجھے سعید بن مدرک بن عمارہ نے بیان کیا کہ عمارہ بن عقبہ نے اپنے غلام قیس کو بلایا تو وہ ایک پانی سے بھرا ہوا برتن لایا جس پر رومال پڑا ہوا تھا اور اُس کے پاس کٹورا بھی تھا۔ اُس نے کٹورے میں پانی بھرا اور حضرت مسلمؑ کو دیا۔ جب حضرت مسلمؑ نے وہ کٹورا لیا اور اُسے منہ سے لگایا تو اس میں خون شامل ہوگیا۔ آپؑ نے پانی زمین پر گرا دیا۔ دوسری دفعہ غلام نے کٹورا بھرا۔ آپؑ نے پینے کا ارادہ کیا تو پھر اس پانی میں خون شامل ہوگیا تھا۔ آپؑ نے پانی گرا دیا۔ جب تیسری دفعہ غلام نے کٹورا بھر کر دیا اور حضرت ابن عقیلؑ نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو سامنے کے دونوں دانت کٹورے میں گر گئے۔

آپؑ نے فرمایا: الحمدللہ! میری قسمت میں پانی ہوتا تو میں پیتا"۔ ①

المحاسن والمساوئ عن أبي معشر: أرسَلَ [ابنُ زِيَادٍ] إلى مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، فَخَرَجَ عَلَيهِم بِسَيفِهِ. فَمَا زَالَ يُنَاوِشُهُم وَيُقَاتِلُهُم حَتّىٰ جُرِحَ وَأُسِرَ. فَعَطِشَ وَقَالَ: إسقُونِي مَاءً. وَمَعَهُ رَجُلٌ مِن آلِ أبي مُعَيطٍ، وَرَجُلٌ مِن بَنِي سُلَيمٍ.

فَقَالَ شِمرُ بنُ ذي جَوشَنٍ: وَاللهِ لَا نَسقِيكَ إلّا مِنَ البِئرِ. وَقَالَ المُعَيطِيُّ: وَاللهِ لَا نَسقِيهِ إلّا مِنَ الفُرَاتِ. فَأَتَاهُ غُلَامٌ

① تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۷۵؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۲؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۷؛ ارشاد: ج۲،ص ۶۰؛ بحارالانوار: ج۴۴،ص ۳۵۵؛ مروج الذہب: ج۳،ص ۶۸؛ المناقب ابن شہرآشوب: ج۴،ص ۹۳؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۵

لَهُ بِإِبْرِيقٍ مِنْ مَاءٍ، وَقَدَحٍ قَوَارِيرَ وَمِنْدِيلٍ فَسَقَاهُ. فَتَمَضْمَضَ فَخَرَجَ الدَّمُ. فَمَا زَالَ يَمُجُّ الدَّمَ وَلَا يُسِيغُ شَيْئًا. حَتَّى قَالَ: أَخِّرُوهُ عَنِّي. فَلَمَّا أَصْبَحَ دَعَاهُ عُبَيْدُ اللهِ لِيَضْرِبَ عُنُقَهُ.

"المحاسن والمساوئ میں ابومعشر سے روایت ہے، ابن زیاد نے اپنی فوج کا ایک دستہ حضرت مسلمؑ کی طرف بھیجا۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے اُن سے خوب جنگ کی۔ آخرکار اس جنگ میں آپؑ شدید زخمی ہوئے اور گرفتار کر لیے گئے۔ اُس وقت آپؑ سخت پیاسے تھے۔ آپؑ نے پانی طلب کیا۔ آلِ ابی معیط اور بنی سُلیم کا ایک ایک فرد آپؑ کے ہمراہ تھا۔

شمر بن ذی الجوشن نے کہا: واللہ! ہم تجھے صرف کنوئیں کا پانی پلائیں گے۔ معیطی نے کہا: واللہ! ہم تجھے دریائے فرات کا پانی پلائیں گے۔ اس دوران ایک غلام پانی کا برتن لایا جس پر رومال پڑا ہوا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں کٹورا بھی تھا۔ حضرت مسلمؑ نے اس پانی سے کلی کی تو آپؑ کے منہ سے خون آیا۔ آپؑ اپنے منہ سے خون کو پانی سے صاف کرتے رہے لیکن خون جاری تھا جس کی وجہ سے آپؑ پانی نہ پی سکے۔ آخر میں آپؑ نے فرمایا: پانی لے جاؤ، یہ پانی میری قسمت میں نہیں ہے۔ جب صبح ہوئی تو عبید اللہ ابن زیاد نے آپؑ کو اپنے ہاں بلایا تاکہ وہ آپؑ کو قتل کرے"۔[1]

الفتوح: فَجَعَلَ [مُسْلِمٌ] يَقُولُ: إِسْقُونِي شَرْبَةً مِنَ الْمَاءِ. فَقَالَ لَهُ مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْبَاهِلِيُّ: وَاللهِ لَا تَذُوقُ الْمَاءَ يَا ابْنَ عَقِيلٍ أَوْ تَذُوقَ الْمَوْتَ. فَقَالَ لَهُ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ: وَيْلَكَ يَا هٰذَا. مَا أَجْفَاكَ وَأَفَظَّكَ وَأَغْلَظَكَ!! أَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ إِنْ كُنْتَ مِنْ قُرَيْشٍ فَإِنَّكَ مُلْصَقٌ، وَإِنْ كُنْتَ مِنْ غَيْرِ قُرَيْشٍ فَإِنَّكَ مُدَّعٍ

[1] المحاسن والمساوئ: ص ۶۰؛ امامت والسیاست: ج ۲، ص ۱۰؛ الحسن: ص ۱۳۵

إِلَى غَيْرِ أَبِيكَ. مَنْ أَنتَ يَا عَدُوَّ اللهِ؛ فَقَالَ: أَنَا مَنْ عَرَفَ الْحَقَّ إِذْ أَنكَرْتَهُ، وَنَصَحَ لِإِمَامِهِ إِذْ غَشَشْتَهُ، وَسَمِعَ وَأَطَاعَ إِذْ خَالَفْتَهُ. أَنَا مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْبَاهِلِيُّ.

فَقَالَ لَهُ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ: أَنتَ أَوْلَى بِالْخُلُودِ وَالْحَمِيمِ، إِذْ آثَرْتَ طَاعَةَ بَنِي سُفْيَانَ عَلَى طَاعَةِ الرَّسُولِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

ثُمَّ قَالَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ، رَحِمَهُ اللهُ: وَيْحَكُمْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ! اِسْقُونِي شَرْبَةً مِنْ مَاءٍ. فَأَتَاهُ غُلَامٌ لِعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ الْبَاهِلِيِّ بِقُلَّةٍ فِيهَا مَاءٌ، وَقَدَحٍ فِيهَا، فَنَاوَلَهُ الْقُلَّةَ. فَكُلَّمَا أَرَادَ أَنْ يَشْرَبَ امْتَلَأَ الْقَدَحُ دَمًا، فَلَمْ يَقْدِرْ أَنْ يَشْرَبَ مِنْ كَثْرَةِ الدَّمِ، وَسَقَطَتْ ثَنِيَّتَاهُ فِي الْقَدَحِ. فَامْتَنَعَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ، رَحِمَهُ اللهُ، مِنْ شُرْبِ الْمَاءِ. قَالَ: وَأُتِيَ بِهِ حَتَّى أُدْخِلَ عَلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ.

"الفتوح میں ہے، حضرت امیر مسلمؑ بن عقیلؑ نے فرمایا: مجھے تھوڑا سا پانی پلادو۔ مسلم بن عمرو باہلی نے کہا: واللہ! تجھے پانی کی ایک بوند نصیب نہ ہوگی۔ موت تیرا مقدر ہو چکی ہے۔

حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: افسوس ہے تو کون ہے؟ تو کس قدر ظالم، بے رحم اور قسی القلب ہے؟ میں گواہی دیتا ہوں کہ اگر تو قریش میں سے ہے تو پھر اُن کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے۔ اگر غیر قریش سے ہے تو تُو پھر کسی دوسرے کے باپ کی طرف سے اپنے آپ کو منسوب کرنے والا ہے۔

اے اللہ کے دشمن! تُو کون ہے؟

اُس نے کہا: میں اُس کا بیٹا ہوں کہ جب تو نے حق کا انکار کیا تھا تو اُس نے حق کا اقرار کیا تھا۔ جب تو نے دھوکے کو اپنایا تھا تو اُس نے خلوص کا مظاہرہ کیا تھا۔ جب تُو نے مخالفت کی تھی تو اُس نے اطاعت کی تھی۔ میں

مسلم بن عمرو باہلی ہوں۔

یہ سن کر آپؑ نے فرمایا: تو ہی دوزخ کے دائمی عذاب اور اس کے کھولتے ہوئے پانی کا زیادہ تر سزاوار ہے، کیونکہ تو نے رسولِ عالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر آلِ ابوسفیان کی اطاعت کو ترجیح دی ہے۔

پھر حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اے اہلِ کوفہ! تم پر افسوس ہے، مجھے پانی پلاؤ۔

اس دوران عمرو بن حریث باہلی کا غلام پانی کا مٹکا لایا۔ اس کے ہاتھ میں پانی کا کٹورا بھی تھا۔ اُس نے پانی کٹورے میں انڈیلا اور حضرت مسلمؑ کے حوالے کیا۔ جب آپؑ نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو وہ کٹورا خون سے بھر گیا۔ خون کی کثرت کی وجہ سے آپؑ پانی نہ پی سکے۔ اس دوران آپؑ کے اُوپر والے دانت بھی پانی کے برتن میں گر چکے تھے تو آپؑ نے پانی پینا ترک کر دیا۔ اس کے بعد آپؑ کو عبیداللہ ابن زیاد کے پاس لایا گیا"۔ [1]

البداية والنهاية: لَمَّا انتَهٰى مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ إلىٰ بابِ القَصرِ، إذَا عَلىٰ بَابِهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الأُمَراءِ مِن أبناءِ الصَّحابَةِ، مِمَّن يَعرِفُهم ويَعرِفُونَهُ، يَنتَظِرُونَ أن يُؤذَنَ لَهُم عَلَى ابنِ زِيَادٍ و مُسلِمٌ مُخَضَّبٌ بِالدِّمَاءِ في وَجهِهِ وَثِيَابِهِ، وَهُوَ مُثخَنٌ بِالجِراحِ، وَهُوَ فِي غايَةِ العَطَشِ، وإذا قُلَّةٌ مِن مَاءٍ بَارِدٍ هُنَالِكَ، فَأرادَ أن يَتَنَاوَلَهَا لِيَشرَبَ مِنهَا، فَقالَ لَهُ رَجُلٌ مِن أُولئِكَ: وَاللهِ لَا تَشرَبُ مِنهَا حَتّٰى تَشرَبَ مِنَ الحَمِيمِ!

فَقَالَ لَهُ: وَيلَكَ يَابنَ بَاهِلَةَ، أنتَ أولىٰ بِالحَمِيمِ وَالخُلُودِ فِي نَارِ الجَحِيمِ مِنّي. ثُمَّ جَلَسَ فَتَسانَدَ إلَى الحَائِطِ مِنَ التَّعَبِ وَالكَلالِ وَالعَطَشِ، فَبَعَثَ عُمَارَةُ بنُ عُقبَةَ بنِ أبي مُعَيطٍ مَولىً لَهُ إلىٰ دَارِهِ، فَجاءَ بِقُلَّةٍ عَلَيهَا مِندِيلٌ وَمَعَهُ قَدَحٌ، فَجَعَلَ يُفرِغُ

---

[1] الفتوح: ج۵، ص۵۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۱۰

لَهُ فِي الْقَدَحِ وَيُعطِيهِ فَيَشرَبُ . فَلَا يَستَطِيعُ أَن يُسِيغَهُ مِن كَثرَةِ الدِّمَاءِ الَّتِي تَعلُو عَلَى المَاءِ . مَرَّتَينِ أَو ثَلاثًا . فَلَمَّا شَرِبَ سَقَطَت ثَنَايَاهُ مَعَ المَاءِ . فَقَالَ : اَلحَمدُ لِلّٰهِ . لَقَد كَانَ بَقِيَ لِي مِنَ الرِّزقِ المَقسُومِ شُربَةُ مَاءٍ .

"البدایہ والنہایہ" میں ہے، جب حضرت امیر مسلمؑ بن عقیلؑ دارالامارہ کے دروازے پر پہنچے تو وہاں وہ شہر کے امراء بیٹھے تھے جو صحابہ کی اولاد تھے۔ اُن میں کچھ آپ کو جانتے تھے اور اُن میں سے کچھ کو آپؑ جانتے تھے۔ وہ ابن زیاد کے اذنِ دخول کے منتظر تھے۔ اُس وقت حضرت ابن عقیلؑ اپنے خون میں ڈوبے ہوئے نظر آرہے تھے۔ آپؑ کے خون نے آپؑ کے جسم اور لباس کو رنگین کر دیا تھا، کیونکہ آپؑ زخموں سے چُور چُور تھے۔ اُس وقت آپؑ سخت پیاسے تھے، پیاس سے جان بلب تھے۔ وہاں دروازے پر ٹھنڈے پانی کا مٹکا رکھا ہوا تھا۔ آپؑ نے ارادہ کیا کہ اس مٹکے سے پانی پئیں۔ وہاں بیٹھے لوگوں میں سے ایک آدمی نے آپؑ سے کہا: واللہ! تم اس پانی کو نہیں پی سکتے، کھولتا پانی تمھارا مقدر ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابنِ باہلہ! تجھ پر افسوس ہے، کھولتے پانی کا تو سزاوار ہے۔ تُو نے ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے۔

حضرت امیر مسلمؑ اُس وقت بہت زیادہ تھک چکے تھے۔ کئی گھنٹوں سے جنگ کرنے کے بعد آپؑ کے جسم میں توانائی مفقود ہو گئی تھی۔ علاوہ اَزیں شدت کی پیاس نے آپؑ کے جگر کو کباب بنا رکھا تھا۔ آپؑ دیوار کے سہارے بیٹھ گئے۔ عُمارہ بن عقبہ بن ابی معیط نے اپنے غلام کو اپنے گھر بھیجا تو وہ پانی سے بھرا ہوا برتن لے آیا جس پر رومال پڑا ہوا تھا اور ساتھ ہی کٹورا بھی تھا۔ غلام نے پانی کا کٹورا بھر کر آپؑ کے حوالے کیا لیکن خون کی کثرت کی وجہ سے آپؑ پانی نہ پی سکے، کیونکہ جوں ہی آپ کٹورے کو

لے کر اپنے دہن اقدس کے قریب کرتے تھے تو پانی خون آلود ہو جاتا تھا۔ آپؓ پانی کو زمین پر گرا دیتے تھے۔ اس طرح تین دفعہ آپؓ نے پانی پینے کی کوشش کی۔ آخری دفعہ تو آپؓ کے اوپر والے دو دانت پانی کے برتن میں گر پڑے۔ آپؓ نے فرمایا: الحمدللہ! میری قسمت میں پانی ہوتا تو میں ضرور پیتا"۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۶)

دارالامارہ میں حضرت امیر مسلمؓ اور ابن زیاد کے درمیان ہونے والی گفتگو

أنساب الأشراف: أُتِيَ بِهِ [أي بمُسلِمٍ] ابنَ زِيَادٍ، وَقَدْ آمَنَهُ ابنُ الأشعَثِ، فَلَمْ يُنفِذْ أمَانَهُ.

"انساب الاشراف میں ہے، حضرت امیر مسلمؓ کو ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا، حالانکہ محمد بن اشعث آپؓ کو امان دے چکا تھا لیکن آپؓ کو امان دینے سے انکار کر دیا گیا"۔ (انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۹)

تاريخ الطبري عن جعفر بن حذيفة الطائي: أقبَلَ مُحَمَّدُ بنُ الأشعَثِ بِابنِ عَقِيلٍ إلى بَابِ القَصرِ، فَاستَأذَنَ فَأُذِنَ لَهُ. فَأَخبَرَ عُبَيدَ اللهِ خَبَرَ ابنِ عَقِيلٍ، وَضَربِ بُكَيرٍ إيَّاهُ. فَقَالَ: بُعداً لَهُ! فَأَخبَرَهُ مُحَمَّدُ بنُ الأشعَثِ بِمَا كَانَ مِنهُ، وَمَا كَانَ مِن أمَانِهِ إيَّاهُ. فَقَالَ عُبَيدُ اللهِ: مَا أنتَ وَالأمَانُ، كَأنَّا أرسَلنَاكَ تُؤمِنُهُ! إنَّمَا أرسَلنَاكَ لِتَأتِيَنَا بِهِ. فَسَكَتَ.

وَانتَهَى ابنُ عَقِيلٍ إلى بَابِ القَصرِ وَهُوَ عَطشَانُ، وَعَلَى بَابِ القَصرِ نَاسٌ جُلُوسٌ يَنتَظِرُونَ الإذنَ، مِنهُم: عُمَارَةُ بنُ عُقبَةَ بنِ أبي مُعَيطٍ، وَعَمرُو بنُ حُرَيثٍ، وَمُسلِمُ بنُ عَمرٍو، وَكَثِيرُ بنُ شِهَابٍ.

"تاریخ طبری میں جعفر بن حذیفہ طائی سے مروی ہے، محمد بن اشعث

حضرت امیر مسلمؑ کو لے کر قصر کے دروازے پر آیا تو اُس نے ابن زیاد سے اُس کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ جب اجازت ملی اور وہ اُس کے پاس آیا تو اس نے حضرت مسلمؑ سے جنگ کرنے کی مکمل رپورٹ دی۔ بکیر نے اُنھیں جو ضرب لگائی اُس کا حال بھی دیا۔

ابن زیاد نے کہا: خدا اُس کا بُرا کرے۔ اس کے بعد ابن اشعث نے اَمان دینے کا ذکر کیا۔ ابن زیاد نے کہا: تم اَمان دینے والے کون ہوتے ہو؟ میں نے تمھیں اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ اُنھیں اَمان دو۔ تمھیں تو اس لیے بھیجا تھا کہ اُنھیں میرے پاس لے آؤ۔ ابن اشعث یہ سن کر چپ ہوگیا۔ جب حضرت امیر مسلمؑ قصر کے دروازے پر پہنچے تو آپؑ سخت پیاسے تھے۔ یہاں دروازے پر کچھ لوگ اذن کے منتظر بیٹھے ہوئے تھے۔ اِن میں عمارہ بن عقبہ، عمرو بن حریث، مسلم بن عمرو باہلی اور کثیر بن شہاب تھے"۔ (1)

تاریخ الطبری عن سعید بن مدرك بن عمارة: أُدخِلَ مُسلِمٌ عَلَى ابنِ زِيَادٍ فَلَم يُسَلِّم عَلَيهِ بِالإِمرَةِ. فَقَالَ لَهُ الحَرَسِيُّ: أَلا تُسَلِّم عَلَى الأَميرِ؛ فَقَالَ لَهُ: إِن كَانَ يُرِيدُ قَتلِي. فَمَا سَلامِي عَلَيهِ؛ وَإِن كَانَ لَا يُرِيدُ قَتلي. فَلَعَمرِي لَيَكثُرَنَّ سَلامِي عَلَيهِ. فَقَالَ لَهُ ابنُ زِيَادٍ: لَعَمرِي لَتُقتَلَنَّ. قَالَ: كَذٰلِكَ؛ قَالَ: نَعَم قَالَ: فَدَعني أُوصِ إِلَى بَعضِ قَومِي. فَنَظَرَ إِلَى جُلَسَاءِ عُبَيدِ اللّٰهِ وَفِيهِم عُمَرُ بنُ سَعدٍ. فَقَالَ: يَا عُمَرُ، إِنَّ بَينِي وَبَينَكَ قَرَابَةً، وَلِي إِلَيكَ حَاجَةٌ. وَقَد يَجِبُ لِي عَلَيكَ نُجحُ حَاجَتِي وَهُوَ سِرٌّ. فَأَبَى أَن يُمَكِّنَهُ مِن ذِكرِهَا.

---

(1) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۵؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۲؛ ارشاد: ج ۲، ص ۶۰؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۰؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۴؛ طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۳۶۱

فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ: لَا تَمْتَنِعِ أَنْ تَنْظُرَ فِي حَاجَةِ ابْنِ عَمِّكَ .
فَقَامَ مَعَهُ فَجَلَسَ حَيْثُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ ابْنُ زِيَادٍ. فَقَالَ لَهُ: إِنَّ عَلَيَّ بِالْكُوفَةِ دَيْنًا اسْتَدَنْتُهُ مُنْذُ قَدِمْتُ الْكُوفَةَ سَبْعَمِائَةِ دِرْهَمٍ فَاقْضِهَا عَنِّي، وَانْظُرْ جُثَّتِي فَاسْتَوْهِبْهَا مِنِ ابْنِ زِيَادٍ فَوَارِهَا. وَابْعَثْ إِلَى حُسَيْنٍ عليه السلام مَنْ يَرُدُّهُ، فَإِنِّي قَدْ كَتَبْتُ إِلَيْهِ أُعْلِمُهُ أَنَّ النَّاسَ مَعَهُ، وَلَا أَرَاهُ إِلَّا مُقْبِلًا.

فَقَالَ عُمَرُ لِابْنِ زِيَادٍ: أَتَدْرِي مَا قَالَ لِي؟ إِنَّهُ ذَكَرَ كَذَا وَ كَذَا. قَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: إِنَّهُ لَا يَخُونُكَ الْأَمِينُ، وَلٰكِنْ قَدْ يُؤْتَمَنُ الْخَائِنُ. أَمَّا مَالُكَ فَهُوَ لَكَ وَلَسْنَا نَمْنَعُكَ أَنْ تَصْنَعَ فِيهِ مَا أَحْبَبْتَ. وَأَمَّا حُسَيْنٌ فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يُرِدْنَا لَمْ نُرِدْهُ. وَإِنْ أَرَادَنَا لَمْ نَكُفَّ عَنْهُ. وَأَمَّا جُثَّتُهُ فَإِنَّا لَنْ نُشَفِّعَكَ فِيهَا. إِنَّهُ لَيْسَ بِأَهْلٍ مِنَّا لِذٰلِكَ. قَدْ جَاهَدَنَا وَخَالَفَنَا وَجَهَدَ عَلَى هَلَاكِنَا. وَزَعَمُوا أَنَّهُ قَالَ: أَمَّا جُثَّتُهُ فَإِنَّا لَا نُبَالِي إِذَا قَتَلْنَاهُ مَا صُنِعَ بِهَا. ثُمَّ إِنَّ ابْنَ زِيَادٍ قَالَ: إِيهٍ يَا ابْنَ عَقِيلٍ. أَتَيْتَ النَّاسَ وَأَمْرُهُمْ جَمِيعٌ، وَكَلِمَتُهُمْ وَاحِدَةٌ، لِتُشَتِّتَهُمْ وَتُفَرِّقَ كَلِمَتَهُمْ، وَتَحْمِلَ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ؟ قَالَ: كَلَّا. لَسْتُ أَتَيْتُ. وَلٰكِنَّ أَهْلَ الْمِصْرِ زَعَمُوا أَنَّ أَبَاكَ قَتَلَ خِيَارَهُمْ. وَسَفَكَ دِمَاءَهُمْ، وَعَمِلَ فِيهِمْ أَعْمَالَ كِسْرَى وَقَيْصَرَ. فَأَتَيْنَاهُمْ لِنَأْمُرَ بِالْعَدْلِ، وَنَدْعُوَ إِلَى حُكْمِ الْكِتَابِ. قَالَ: وَمَا أَنْتَ وَذَاكَ يَا فَاسِقُ؟! أَوَلَمْ نَكُنْ نَعْمَلُ بِذَاكَ فِيهِمْ، إِذْ أَنْتَ بِالْمَدِينَةِ تَشْرَبُ الْخَمْرَ؟

قَالَ: أَنَا أَشْرَبُ الْخَمْرَ؟! وَاللهِ، إِنَّ اللهَ لَيَعْلَمُ إِنَّكَ غَيْرُ صَادِقٍ، وَإِنَّكَ قُلْتَ بِغَيْرِ عِلْمٍ. وَإِنِّي لَسْتُ كَمَا ذَكَرْتَ. وَإِنَّ أَحَقَّ

بِشُربِ الخَمرِ مِنّی واَولیٰ بِهَا مَن یَلَغُ فِی دِمَاءِ المُسلِمِینَ وَلغًا، فَیَقتُلُ النَّفسَ الَّتِی حَرَّمَ اللهُ قَتلَهَا. وَ یَقتُلُ النَّفسَ بِغَیرِ النَّفسِ ویَسفِكُ الدَّمَ الحَرامَ. ویَقتُلُ عَلَی الغَضَبِ وَالعَداوَةِ وَسُوءِ الظَّنِّ. وَهُوَ یَلهو ویَلعَبُ کَأَن لَم یَصنَع شَیئًا!

فَقَالَ لَهُ ابنُ زِیَادٍ: یَا فاسِقُ! إِنَّ نَفسَكَ تُمَنِّیكَ مَا حَالَ اللهُ دُونَهُ، ولَم یَرَكَ اَهلَهُ.

قَالَ: فَمَن اَهلُهُ یَابنَ زِیَادٍ؟ قَالَ: اَمِیرُ المُؤمِنِینَ یَزِیدُ. فَقَالَ: الحَمدُ لِلّٰهِ عَلیٰ کُلِّ حالٍ، رَضِینَا بِاللّٰهِ حَکَمًا بَینَنَا وَبَینَکُم.

قَالَ: کَأَنَّكَ تَظُنُّ اَنَّ لَکُم فِی الاَمرِ شَیئًا؟ قَالَ: وَاللّٰهِ مَا هُوَ بِالظَّنِّ وَلکِنَّهُ الیَقِینُ. قَالَ: قَتَلَنِی اللهُ إِن لَم اَقتُلكَ قِتلَةً لَم یُقتَلهَا اَحَدٌ فِی الإِسلَامِ. قَالَ: اَمَا إِنَّكَ اَحَقُّ مَن اَحدَثَ فِی الإِسلَامِ مَا لَم یَکُن فِیهِ. اَمَا إِنَّكَ لَا تَدَعُ سوءَ القِتلَةِ، وقُبحَ المُثلَةِ، وخُبثَ السِّیرَةِ، وَلُؤمَ الغَلَبَةِ، وَلَا اَحَدَ مِنَ النَّاسِ اَحَقُّ بِهَا مِنكَ. واَقبَلَ ابنُ سُمَیَّةَ یَشتِمُهُ، ویَشتِمُ حُسَینًا وعَلِیًّا وَعَقِیلًا، واَخَذَ مُسلِمٌ لَا یُکَلِّمُهُ. وزَعَمَ اَهلُ العِلمِ اَنَّ عُبَیدَ اللهِ اَمَرَ لَهُ بِمَاءٍ فَسُقِیَ بِخَزفَةٍ.

ثُمَّ قَالَ لَهُ: إِنَّهُ لَم یَمنَعنا اَن نَسقِیَكَ فِیهَا، إِلَّا کَرَاهَةَ اَن تُحَرِّمَ بِالشُّربِ فِیهَا، ثُمَّ نَقتُلَكَ، ولِذٰلِكَ سَقَینَاكَ فِی هٰذَا.

"تاریخ طبری میں سعید بن مدرک بن عمارہ سے منقول ہے، جب حضرت امیر مسلمؑ کو ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو آپؑ نے اُسے سلام نہ کیا۔ ایک سپاہی بولا: کیا آپ امیر کو سلام نہیں کریں گے؟

ابن عقیلؑ نے فرمایا: وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو اُسے میرا سلام کیسا؟ ہاں! اگر وہ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتا تو بے شک میں بہت دفعہ اُس کا سلام کروں گا۔

ابن زیاد نے کہا: میں تمھیں ہر صورت قتل کروں گا۔ آپؓ نے کہا: کیا یہی بات ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! یہی بات ہے۔

حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی عمر بن سعد کو وصیت

حضرت امیر مسلمؓ نے کہا: مجھے ذرا اپنی قوم کے کسی شخص سے وصیت ① کرنے دو۔ یہ کہہ کر آپؓ نے ابن زیاد کے ہم نشینوں کی طرف نظر کی۔ عمر سعد وہاں موجود تھا۔ کہا: اے عمر! تو میرا قریبی ہے۔ میں تجھ سے ایک حاجت رکھتا ہوں، جس کا پورا کرنا تیرے لیے ضروری ہے اور وہ ایک راز ہے۔ ابن سعد نے سننے سے انکار کر دیا۔ اس پر ابن زیاد نے کہا: اپنے چچازاد بھائی کی بات کو سننے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

ابن سعد اُٹھا اور حضرت مسلمؓ کے ساتھ ایسی جگہ جا کر بیٹھا جہاں ابن زیاد اُن کے سامنے تھا۔ امیر مسلمؓ نے کہا: کوفہ میں مجھ پر قرض چڑھ گیا ہے۔ جب سے میں یہاں وارد ہوا ہوں سات سو درہم قرض لے چکا ہوں۔ میرا قرض ادا کر دینا۔ میری لاش کا خیال رکھنا۔ ابن زیاد سے مانگ لینا اور دفن کر دینا، اور حضرت امام حسینؓ کی طرف کسی کو بھیج دینا جو اُنھیں واپس کر دے۔ میں اُنھیں لکھ چکا ہوں کہ لوگ آپؓ کا ساتھ دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ آپؓ آتے ہی ہوں گے۔

عمر بن سعد نے ابن زیاد سے کہا: تمھیں معلوم ہے کہ اُنھوں نے مجھ سے کیا کہا ہے؟ اُنھوں نے فلاں فلاں بات کی ہے۔ ابن زیاد نے کہا: امین آدمی خیانت نہیں کرتا۔ ہاں کبھی خائن پر بھروسہ کیا جاتا ہے، البتہ جو مال تمھارا وہ تمھارا ہے۔ ہم تمھیں اُس سے نہیں روکتے جس طرح چاہو اُسے صرف کرو۔ حسینؓ بن علیؓ بھی اگر ہماری طرف آنے کا ارادہ نہیں کریں گے تو ہمیں بھی اُن سے کچھ مطلب نہیں ہے۔ ہاں! اُنھوں نے اگر اِدھر کا ارادہ کیا تو ہم اُن سے باز نہیں رہیں گے۔ جہاں تک اِن کے لاشہ کی بات ہے تو اس باب میں ہم تمھاری سفارش کو نہیں سنیں گے۔ مسلمؓ ہماری طرف سے اس رعایت کا سزاوار نہیں ہے۔ اُس نے ہم سے جنگ

---

① قارئین کرام! یہ ایک ضعیف روایت ہے۔ کیونکہ امام علیہ السلام کے سفیر سے یہ بعید نہیں ہے۔ ہم نے فقط روایت نقل کی ہے۔ ہمارے ہاں اس پر اعتماد نہیں ہے۔ (از مترجم)

کی، ہماری مخالفت کی، ہمیں ہلاک کرنے کے لیے کوشاں رہا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابنِ زیاد نے کہا: اس کی لاش سے ہمیں کیا کام جب ہم اُسے قتل کر چکے پھر لاش کے ساتھ جو چاہو کرو۔

ابنِ زیاد اور حضرت امیر مسلمؑ کے درمیان تلخ کلامی

اس کے بعد ابنِ زیاد حضرت مسلمؑ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا: اے ابنِ عقیلؑ! یہاں لوگ امن و امان کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ سب آپس میں متحد تھے۔ تم اس لیے آئے کہ ان کے درمیان تفرقہ ڈالو، اُنھیں پریشان کرو اور بعض کو بعض سے لڑا دو؟

حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: ہرگز ایسا نہیں ہے۔ میں اس لیے نہیں آیا جس طرح تُو نے کہا ہے بلکہ اہلِ شہر کہتے ہیں کہ تیرے باپ نے ان میں سے نیک لوگوں کو چُن چُن کر قتل کیا، اُن کا خون بہایا، ان کے ساتھ قیصر و کسریٰ کی طرح پیش آیا۔ ہم اس لیے آئے کہ عدل کے ساتھ حکومت کریں۔ حکمِ قرآن کی طرف دعوت دیں۔

ابنِ زیاد نے کہا: اے فاسق! کہاں تو اور کہاں یہ دعوے! جب تو مدینہ میں شراب پیا کرتا تھا اُس وقت تجھے یہ خیال نہ آیا کہ تو ان لوگوں میں عدل کرے۔

حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: کیا مَیں شراب پیتا ہوں؟ واللہ! خدا خوب جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے اور جو کچھ تُو نے کہا ہے اپنی جہالت کی بنا پر کہا ہے۔ میں ایسا نہیں جیسا تُو کہہ رہا ہے۔ شراب تو وہ پیئے گا جو مسلمانوں کا خون پیتا ہے۔ خدا نے جس کا قتل حرام کیا ہے اُسے قتل کرتا ہے، جس نے کسی کا خون نہیں کیا اُس کا خون بہایا کرتا ہے۔ کبھی غصے ہو کر، کبھی عداوت کی وجہ سے اور کبھی بدگمانی کی صورت میں خون ریزی کرتا ہے۔ پھر اس طرح بھول جاتا ہے جیسے کچھ کیا ہی نہیں ہے۔

ابنِ دجانہ نے کہا: (نعوذ باللہ) اے فاسق! تیرے دل میں وہ تمنا ہے جس سے خدا نے تجھے محروم کیا ہے اور تجھے اس قابل نہ سمجھا۔

حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: پھر اس قابل کون ہے؟

ابنِ سمیہ نے کہا: یزید۔

حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: ہر حالت میں خدا کا شکر ہے۔ اپنے اور تمھارے درمیان اللہ رب العزت کے فیصلے پر ہم راضی ہیں۔ وہ جو فیصلہ فرمائے گا ہم اُس پر راضی ہیں۔

ابنِ زیاد نے کہا: شاید تمھارا زعم ہے کہ تم لوگوں کا بھی اس امارت میں کچھ حق ہے؟

آپؑ نے فرمایا: واللہ! ہمیں زعم نہیں یقین ہے۔

ابنِ زیاد نے چیخ کر کہا: اللہ مجھے مارے اگر میں تجھے اس طرح قتل نہ کروں کہ اسلام میں کوئی اس طرح قتل نہ ہوا ہوگا۔

اِدھر سفیرِ حسینؑ نے پوری جرأت سے کہا: ہاں! بے شک اسلام میں جو ظلم کبھی نہیں ہوا اس کے ایجاد کرنے کا تُو ہی سزاوار ہے۔ بُری طرح قتل کرنا، بُری طرح سر کاٹنا، اپنی خباثت کا خوب مظاہرہ کرنا، دھوکہ دہی اور لعنت و ملامت کے انبار اکٹھے کرنا تیرا ہی حصّہ ہے اور دُنیا بھر میں تجھ سے بڑھ کر کوئی اس کا سزاوار نہیں ہے۔

﴿ ابنِ زیاد کا اظہارِ کفر ﴾

جب ابنِ زیاد ہر طرف سے لاجواب ہوگیا تو وہ حضرت مسلمؑ، حضرت امام حسینؑ اور حضرت عقیلؑ کو گالیاں دینے لگا۔ حضرت مسلمؑ خاموش رہے۔

مؤرخین کا خیال ہے کہ ابنِ زیاد نے حضرت امیر مسلمؑ کو پانی پلانے کا حکم دیا۔ انھیں مٹی کے برتن میں پانی پلایا گیا۔ پھر آپؑ سے کہا: مجھے اس واسطے مٹی کے برتن میں پانی پلایا گیا ہے کہ تمھارے پینے سے دوسرا برتن حرام ہو جاتا۔ ہم نے تجھے قتل کرنا ہے اس لیے تجھے پانی پلایا ہے"۔ ①

الفتوح: أُدخِلَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ عَلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ، فَقَالَ لَهُ الحَرَسِيُّ: سَلِّم عَلَى الأَمِيرِ. فَقَالَ لَهُ مُسلِمٌ: أُسكُت

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۱؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۲؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۸؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۶؛ ارشاد: ج ۲، ص ۶۱؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۵؛ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۹؛ اعلام الوریٰ: ص ۲۲۴

لَا اُمَّ لَكَ ! مَا لَكَ وَلِلْكَلَامِ ، وَاللهِ لَيْسَ هُوَ لِي بِأَمِيرٍ فَأُسَلِّمَ عَلَيْهِ، وأخرىٰ: فَمَا يَنفَعُنِي السَّلَامُ عَلَيْهِ وَهُوَ يُرِيدُ قَتْلِي ؟ فَإِنِ اسْتَبْقَانِي فَسَيَكْثُرُ عَلَيْهِ سَلَامِي.

فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ : لَا عَلَيْكَ، سَلَّمْتَ أَم لَمْ تُسَلِّمْ فَإِنَّكَ مَقْتُولٌ. فَقَالَ مُسْلِمُ بنُ عَقِيلٍ: إِن قَتَلْتَنِي فَقَد قَتَلَ شَرٌّ مِنكَ مَن كَانَ خَيراً مِنِّي.

فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: يَا شَاقُّ يَا عَاقُّ ! خَرَجتَ عَلَى إِمَامِكَ ، وَشَقَقْتَ عَصَا المُسْلِمِينَ، وَأَلْقَحْتَ الفِتْنَةَ !

فَقَالَ مُسْلِمُ : كَذَبْتَ يَابْنَ زِيَادٍ ! وَاللهِ مَا كَانَ مُعَاوِيَةُ خَلِيفَةً بِإِجْمَاعِ الأُمَّةِ ، بَل تَغَلَّبَ عَلَى وَصِيِّ النَّبِيِّ بِالحِيلَةِ ، وَأَخَذَ عَنهُ الخِلَافَةَ بِالغَصْبِ ، وَكَذٰلِكَ ابْنُهُ يَزِيدُ . وَأَمَّا الفِتْنَةُ ، فَإِنَّكَ أَلْقَحْتَهَا ، أَنتَ وَأَبُوكَ زِيَادُ بنُ عِلَاجٍ مِن بَنِي ثَقِيفٍ ، وَأَنَا أَرجُو أَن يَرزُقَنِي اللهُ الشَّهَادَةَ عَلَى يَدَي شَرِّ بَرِيَّتِهِ ، فَوَاللهِ مَا خَالَفْتُ وَلَا كَفَرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ ، وَإِنَّمَا أَنَا فِي طَاعَةِ أَمِيرِ المُؤْمِنِينَ الحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ ابنِ فَاطِمَةَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَنَحنُ أَولَى بِالخِلَافَةِ مِن مُعَاوِيَةَ وَابنِهِ وَآلِ زِيَادٍ.

فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ : يَا فَاسِقُ ! أَلَم تَكُن تَشرَبُ الخَمرَ فِي المَدِينَةِ ؟ فَقَالَ مُسْلِمُ بنُ عَقِيلٍ: أَحَقُّ وَاللهِ بِشُربِ الخَمرِ مِنِّي مَن يَقتُلُ النَّفسَ الحَرَامَ ، وَهُوَ فِي ذٰلِكَ يَلهُو وَيَلعَبُ كَأَنَّهُ لَم يَسمَع شَيئًا ! فَقَالَ لَهُ ابنُ زِيَادٍ : يَا فَاسِقُ ! مَنَّتكَ نَفسُكَ أَمراً أَحَالَكَ اللهُ دُونَهُ، وَجَعَلَهُ لِأَهلِهِ. فَقَالَ مُسْلِمُ بنُ عَقِيلٍ: وَمَن أَهلُهُ يَابنَ مَرجَانَةَ ؟ فَقَالَ: أَهلُهُ يَزِيدُ وَمُعَاوِيَةُ.

فَقَالَ مُسْلِمُ بنُ عَقِيلٍ : اَلحَمدُ لِلّٰهِ ، كَفَى بِاللهِ حَكَمًا بَينَنَا

وَبَينَكُم. فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ لَعَنَهُ اللهُ: أَتَظُنُّ أَنَّ لَكَ مِنَ الأَمرِ شَيئًا؛ فَقَالَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ: لَا وَاللهِ مَا هُوَ الظَّنُّ وَلٰكِنَّهُ اليَقِينُ. فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: قَتَلَنِيَ اللهُ إِن لَم أَقتُلكَ.

فَقَالَ مُسلِمٌ: إِنَّكَ لَا تَدَعُ سُوءَ القِتلَةِ، وَقُبحَ المُثلَةِ، وَخُبثَ السَّرِيرَةِ، وَاللهِ لَو كَانَ مَعِي عَشَرَةٌ مِمَّن أَثِقُ بِهِم، وَقَدَرتُ عَلَى شَربَةٍ مِن مَاءٍ، لَطَالَ عَلَيكَ أَن تَرَانِي فِي هٰذَا القَصرِ، وَلٰكِن إِن كُنتَ عَزَمتَ عَلَى قَتلِي، وَلَا بُدَّ لَكَ مِن ذٰلِكَ، فَأَقِم إِلَيَّ رَجُلًا مِن قُرَيشٍ أُوصِي إِلَيهِ بِمَا أُرِيدُ. فَوَثَبَ إِلَيهِ عُمَرُ بنُ سَعدِ بنِ أَبِي وَقَّاصٍ، فَقَالَ: أَوصِ إِلَيَّ بِمَا تُرِيدُ يَابنَ عَقِيلٍ.

فَقَالَ: أُوصِيكَ وَنَفسِي بِتَقوَى اللهِ؛ فَإِنَّ التَّقوَى فِيهَا الدَّركُ لِكُلِّ خَيرٍ، وَقَد عَلِمتَ مَا بَينِي وَبَينَكَ مِنَ القَرَابَةِ، وَلِي إِلَيكَ حَاجَةٌ، وَقَد يَجِبُ عَلَيكَ لِقَرَابَتِي أَن تَقضِيَ حَاجَتِي.

قَالَ: فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: يَجِبُ يَا عُمَرُ أَن تَقضِيَ حَاجَةَ ابنِ عَمِّكَ وَإِن كَانَ مُسرِفًا عَلَى نَفسِهِ؛ فَإِنَّهُ مَقتُولٌ لَا مَحَالَةَ. فَقَالَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ: قُل مَا أَحبَبتَ يَابنَ عَقِيلٍ. فَقَالَ مُسلِمٌ رَحِمَهُ اللهُ: حَاجَتِي إِلَيكَ أَن تَشتَرِيَ فَرَسِي وَسِلَاحِي مِن هٰؤُلَاءِ القَومِ فَتَبِيعَهُ، وَتَقضِيَ عَنِّي سَبعَمِئَةِ دِرهَمٍ استَدَنتُهَا فِي مِصرِكُم، وَأَن تَستَوهِبَ جُثَّتِي إِذَا قَتَلَنِي هٰذَا وَتُوَارِيَنِي فِي التُّرَابِ، وَأَن تَكتُبَ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام أَلَّا يَقدَمَ فَيَنزِلَ بِهِ مَا نَزَلَ بِي. قَالَ: فَالتَفَتَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ، فَقَالَ: أَيُّهَا الأَمِيرُ، إِنَّهُ يَقُولُ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ:

أَمَّا مَا ذَكَرتَ، يَابنَ عَقِيلٍ، مِن أَمرِ دَينِكَ فَإِنَّمَا هُوَ مَالُكَ يُقضَى بِهِ دَينُكَ، وَلَسنَا نَمنَعُكَ أَن تَصنَعَ فِيهِ مَا أَحبَبتَ.

وأمّا جَسَدُكَ إذا نحنُ قَتلناكَ فَالخيارُ في ذٰلِكَ لَنا ، وَلَسنا نُبالي ما صَنَعَ اللهُ بِجُثَّتِكَ. وأمّا الحُسَينُ فَإن لَم يُرِدنا لَم نُرِدهُ، وَإن أرادَنا لَم نَكُفَّ عَنهُ. وَلكِنّي اُريدُ أن تُخبِرَني يَابنَ عَقيلٍ، بِماذا أتَيتَ إلىٰ هٰذَا البَلَدِ؛ شَتَّتتَ أمرَهُم، وَفَرَّقتَ كَلِمَتَهُم، وَرَمَيتَ بَعضَهُم عَلىٰ بَعضٍ؟!

فَقالَ مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ: لَستُ لِذٰلِكَ أتَيتُ هٰذَا البَلَدَ، وَلكِنَّكُم أظهَرتُمُ المُنكَرَ ودَفَنتُمُ المَعروفَ، وَتَأمَّرتُم عَلَى النّاسِ مِن غَيرِ رِضىً، وَحَمَلتُموهُم عَلىٰ غَيرِ ما أمَرَكُمُ اللهُ بِهِ، وَعَمِلتُم فيهِم بِأعمالِ كِسرىٰ وَقَيصَرَ، فَأتَيناهُم لِنَأمُرَ فيهِم بِالمَعروفِ، وَنَنهاهُم عَنِ المُنكَرِ، وَنَدعوهُم إلىٰ حُكمِ الكِتابِ وَالسُّنَّةِ، وَكُنّا أهلَ ذٰلِكَ. ولَم تَزَلِ الخِلافَةُ لَنا مُنذُ قُتِلَ أميرُ المُؤمِنينَ عَلِيُّ بنُ أبي طالِبٍ عليه السلام، وَلا تَزالُ الخِلافَةُ لَنا، فَإنّا قُهِرنا عَلَيها؛ لِأَنَّكُم أوَّلُ مَن خَرَجَ عَلىٰ إمامِ هُدىً، وَشَقَّ عَصَا المُسلِمينَ، وأخَذَ هٰذَا الأَمرَ غَصباً، وَنازَعَ أهلَهُ بِالظُّلمِ وَالعُدوانِ، وَلا نَعلَمُ لَنا وَلَكُم مَثَلاً إلّا قَولَ اللهِ تَبارَكَ وَتَعالىٰ: ﴿وَسَيَعلَمُ الَّذينَ ظَلَموا أيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبونَ﴾.

قالَ: فَجَعَلَ ابنُ زِيادٍ يَشتِمُ عَلِيّاً وَالحَسَنَ وَالحُسَينَ عليهم السلام. فَقالَ لَهُ مُسلِمٌ: أنتَ وأبوكَ أحَقُّ بِالشَّتيمَةِ مِنهُم، فَاقضِ ما أنتَ قاضٍ! فَنَحنُ أهلُ بَيتٍ مُوَكَّلٌ بِنَا البَلاءُ. فَقالَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ: اِلحَقوا بِهِ إلىٰ أعلَى القَصرِ، فَاضرِبوا عُنُقَهُ، وألحِقوا رَأسَهُ جَسَدَهُ. فَقالَ مُسلِمٌ رَحِمَهُ اللهُ: أما وَاللهِ يَابنَ زِيادٍ! لَو كُنتَ مِن قُرَيشٍ، أو كانَ بَيني وَبَينَكَ رَحِمٌ أو قَرابَةٌ

لَمَا قَتَلْتَنِي، وَلٰكِنَّكَ ابنُ أَبِيكَ.

"الفتوح میں ہے، حضرت امیر مسلمؑ کو جب ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو ایک سپاہی نے آپؑ سے کہا: مسلمؑ! امیر کو سلام کر۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اے بے مادر! خاموش ہوجا! تو مجھ سے بات کرنے والا ہے کون؟ واللہ! یہ میرا امیر نہیں ہے جو میں اُسے سلام کروں۔ اس کا سلام مجھے کیا فائدہ دے گا۔ وہ تو میرے قتل کا ارادہ رکھے ہوئے ہے؟ ہاں! اگر وہ مجھے قتل نہ کرے تو پھر میں بہت دفعہ اُسے سلام کروں گا۔ (1)

عبیداللہ نے کہا: تو مجھے سلام کر نہ کر، کوئی بات نہیں ہے، میں نے تجھے قتل کرنا ہے۔آپؑ نے فرمایا: اگر تو مجھے قتل کرے گا تو مجھے اس بات کی پروا نہیں ہے، تجھ سے بہت زیادہ شریر لوگوں نے مجھ سے بڑھ کر شریف لوگوں کو قتل کیا ہے۔ ابن مرجانہ نے کہا: اے ظالم! تو نے اپنے امام پر خروج کیا ہے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا ہے اور فتنہ وفساد برپا کیا ہے۔

سفیر حسینؑ نے فرمایا: ٹھہر اے زیاد کے جھوٹے بیٹے! تو جھوٹا ہے۔ واللہ! حاکمِ شام اُمت کے اجماع سے خلیفہ نہیں بنا تھا، بلکہ اُس نے نبی کریمؐ کے وصی پر حیلوں اور چالوں سے غلبہ حاصل کیا تھا اور آپؑ سے حکومت چھینی تھی۔ اس طرح حال ہے اُس کے بیٹے یزید کا۔ فتنہ وفساد تُو نے اور تیرے باپ نے ہی پھیلایا ہے۔ جو بنی ثقیف کے فرد 'علاج' کا بیٹا تھا۔ مجھے اپنے خدا سے اُمید ہے کہ وہ مجھے اپنی مخلوق کے ایک بدترین فرد کے ہاتھوں شہادت عطا کرے گا۔ واللہ! میں نے کبھی اسلام کی مخالفت نہیں کی اور نہ کفر کیا ہے

---

(1) یہ روایت ضعیف ہے۔ امام علیہ السلام کے سفیر سے ایسے الفاظ بعید از قیاس ہیں۔ اس موسوعہ میں بہت زیادہ روایات ایسی ہیں کہ جو جعلی اور من گھڑت ہیں، لیکن موسوعہ کے مؤلفین نے فقط روایات کو نقل کیا ہے، ان پر یقین نہیں ہے۔ (مترجم)

اور نہ اسلام کو بدلا ہے۔ میں صرف اور صرف امیر المومنین حسینؑ بن علی ابن فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ کا مطیع ہوں۔ ہم خلافت کے لحاظ سے معاویہ اور اس کے بیٹے اور آلِ زیاد سے زیادہ حق دار ہیں۔

ابن زیاد نے سٹپٹا کر کہا: (نعوذ باللہ) اے فاسق! کیا تجھے یاد نہیں جب تو مدینہ میں شراب پیتا تھا؟

عقیلؑ کے شیر دل بیٹے نے گرجتے ہوئے کہا: کیا میں شراب پیتا ہوں؟ واللہ! خدا خوب جانتا ہے کہ تو جھوٹا ہے۔ میں ایسا نہیں جس طرح تو کہہ رہا ہے۔ شراب تو وہ پیئے گا جو مسلمانوں کا خون پی لیا کرتا ہے۔ وہ اسے کھیل کود سمجھتا ہے۔ پھر ایسے بھول جاتا ہے جیسے کچھ کیا ہی نہیں۔

ابن زیاد نے کہا: (نعوذ باللہ) اے فاسق! تیرے دل میں وہ تمنا ہے جس سے خدا نے تجھے محروم رکھا اور تجھے اس کے قابل نہ سمجھا اور اُسے اس کے لیے بنایا جو اس کا اہل ہے۔

امیر مسلمؑ نے فرمایا: ابن مرجانہ! اس حکومت کا کون اہل ہے؟

اُس نے کہا: یزید اور معاویہ۔

حضرت ابن عقیلؑ نے کہا: الحمدللہ! ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ رب العزت کا فیصلہ کافی ہے۔

ابن زیاد نے کہا: تو اس زعم میں تھا کہ حکومت میں تیرا حصہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: واللہ! زعم نہیں، یقین ہے۔ حکومت کے ہم اہل ہیں۔

ابن زیاد نے کہا: اللہ مجھے مارے اگر میں نے تجھے قتل نہ کیا۔

حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: ہاں! مجھے بری طرح قتل کرنا، میرا بری طرح سر کاٹنا، اپنی خباثت کا کھل کر مظاہرہ کرنا۔ واللہ! اس وقت میرے پاس دس با اعتماد جوان ہوں اور مجھے پانی پینے کے لیے مل جائے تو میں تجھ پر اس قصر میں قیامت ڈھا دوں جسے تیری نسلیں یاد رکھیں۔ تو نے مجھے قتل

کرتا ہے۔ تجھ پر واجب ہے کہ کسی قریشی کو اجازت دے کہ جسے میں وصیت کروں۔

عمر بن سعد بن ابی وقاص آپؑ کے پاس آیا اور کہا: اے ابن عقیلؑ! آپؑ مجھے وصیت کریں۔

آپؑ نے فرمایا: میں تجھے اور اپنے آپ کو اللہ سے تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اس میں خیر ہی خیر ہے۔ تُو خوب جانتا ہے کہ تیرے اور میرے درمیان قرابت ہے۔ مجھے تجھ سے حاجت ہے۔ قرابت کی وجہ سے تجھ پر اس کا پورا کرنا واجب ہے۔

ابن زیاد نے کہا: اے عمر! اپنے چچازاد بھائی کی حاجت پوری کرو، اگرچہ وہ اپنے نفس پر اسراف کرنے والا ہے۔ اس نے ہر حال میں قتل ہونا ہے۔

عمر بن سعد نے کہا: اے ابن عقیلؑ! آپؑ وصیت کریں۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اِن لوگوں سے میرا گھوڑا اور تلوار لے کر بیچ دینا اور اُس سے میرا قرض اُتار دینا جو سات سو درہم ہے، جو میں نے تمھارے شہر میں لیا ہے۔ ابن زیاد سے میرا لاشہ مانگ کر دفن کر دینا۔ امام حسین علیہ السلام کو میری طرف سے خط لکھ دینا کہ وہ کوفہ کی طرف نہ آئیں، ورنہ ان کے ساتھ بھی ایسا سلوک ہوگا۔

راوی کا بیان ہے: عمر بن سعد ابن زیاد کی طرف متوجہ ہوا اور اُس سے کہا: اے امیر! ابن عقیلؑ نے فلاں فلاں بات کی ہے۔

ابن زیاد نے کہا: اے ابن عقیلؑ! جہاں تک تیرے قرضے کی بات ہے وہ مال تیرا اپنا ہے، اُس سے تیرا قرضہ ادا کر دیا جائے گا۔ اس بارے میں جو تم چاہتے ہو اس میں ہم رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔ رہی بات تمھارے جسد کی جب ہم تجھے قتل کر دیں گے تو اُس وقت ہم جو کچھ چاہیں گے وہ کریں گے۔ اگر حسینؑ ہماری طرف آنے کا ارادہ نہیں کریں گے تو ہم بھی ان کا

ارادہ نہیں کریں گے۔ اگر وہ ہماری طرف آئے تو ہم بھی باز نہیں آئیں گے۔
اے ابن عقیلؑ! تو مجھے یہ بتا تو اس شہر کیوں آیا تھا؟ تُو نے لوگوں کو پراگندہ کیا، ان کے کلمہ کو متفرق کیا ہے اور بعض کو بعض سے لڑا دیا ہے؟
حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: میں اس شہر میں اس لیے نہیں آیا کہ جس طرح تُو نے کہا ہے۔ تم لوگوں نے برائی کو پھیلایا اور نیکی کو دفن کیا، تم نے لوگوں پر ان کی رضا کے خلاف اُن پر تسلط حاصل کیا۔ اللہ سبحانہ کے احکام کی مخالفت کی۔ لوگوں سے قیصر و کسریٰ والا سلوک کیا۔ ہم ان لوگوں کے پاس اس لیے آئے، تا کہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور اُنھیں کتاب اللہ اور سنت نبویؐ کی طرف بلائیں۔ ہم ہی حکومت کی اہلیت رکھتے ہیں۔ امیر المومنین امام علی علیہ السلام کی شہادت سے لے کر آج تک خلافت وحکومت کے ہم ہی اہل ہیں، لیکن ہم سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تم لوگوں نے امام ہادیؑ پر خروج کیا ہے اور مسلمانوں کی جمعیت کو پارہ پارہ کیا ہے اور خلافت کو غصب کیا اور اس کے اہل سے ظلم کے ذریعے چھینا۔ ہم اپنے اور تمھارے درمیان اللہ رب العزت کے اس قول کو خوب جانتے ہیں۔ عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام کو پلٹ کر جائیں گے۔ اس کے بعد ابن زیاد حضرت علی، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو گالیاں دینے لگا۔
حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: ان گالیوں کا زیادہ حق دار تُو اور تیرا باپ ہے، جو چاہے کر ہم اہل بیتؑ ہیں آزمائش پر کمر بستہ ہیں۔
ابن زیاد نے کہا: انھیں قصر کی چھت پر لے جاؤ اور قتل کر دو۔ سر اور جسم کو زمین پر گرا دو۔
حضرت امیر مسلمؑ نے فرمایا: واللہ! اے ابن زیاد! اگر تُو قریش میں سے ہوتا یا میرے اور تیرے درمیان رشتہ داری ہوتی تُو مجھے قتل نہ کرتا، لیکن تو

اس باپ کا بیٹا ہے جس کا نسب مجہول[1] ہے۔[2]

الملهوف: لَمَّا اُدخِلَ [مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ] عَلىٰ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ، لَم يُسَلِّم عَلَيهِ. فَقالَ لَهُ الحَرَسِيُّ: سَلِّم عَلَى الأَميرِ. فَقالَ لَهُ: اُسكُت يا وَيحَكَ! وَاللهِ ما هُوَ لي بِأَميرٍ.

فَقالَ ابنُ زِيادٍ: لا عَلَيكَ، سَلَّمتَ أم لَم تُسَلِّم فَإِنَّكَ مَقتولٌ. فَقالَ لَهُ مُسلِمٌ: إن قَتَلتَني فَلَقَد قَتَلَ مَن هُوَ شَرٌّ مِنكَ مَن هُوَ خَيرٌ مِنّي، وَبَعدُ، فَإِنَّكَ لا تَدَعُ سوءَ القِتلَةِ، وَقُبحَ المُثلَةِ، وخُبثَ السَّريرَةِ، وَلُؤمَ الغَلَبَةِ، لا أحَدَ أولىٰ بِها مِنكَ.

فَقالَ لَهُ ابنُ زِيادٍ: يا عاقُّ يا شاقُّ، خَرَجتَ عَلىٰ إمامِكَ، وَشَقَقتَ عَصَا المُسلِمينَ، وأَلقَحتَ الفِتنَةَ بَينَهُم.

فَقالَ لَهُ مُسلِمٌ: كَذَبتَ يَابنَ زِيادٍ! إنَّما شَقَّ عَصَا المُسلِمينَ مُعاوِيَةُ وَابنُهُ يَزيدُ، وَأَمَّا الفِتنَةُ فَإِنَّما أَلقَحَها أنتَ وَأَبوكَ زِيادُ بنُ عُبَيدٍ، عَبدُ بَني عِلاجٍ مِن ثَقيفٍ، وأنَا أرجو أن يَرزُقَنِي اللهُ الشَّهادَةَ عَلىٰ يَدَي أشَرِّ البَرِيَّةِ.

فَقالَ ابنُ زِيادٍ: مَنَّتكَ نَفسُكَ أمرًا حالَ اللهُ دونَهُ، وَلَم يَرَكَ لَهُ أهلًا، وجَعَلَهُ لِأَهلِهِ. فَقالَ مُسلِمٌ: وَمَن أهلُهُ يَابنَ مَرجانَةَ؟ فَقالَ: أهلُهُ يَزيدُ بنُ مُعاوِيَةَ. فَقالَ مُسلِمٌ: اَلحَمدُ لِلّٰهِ، رَضينا بِاللهِ حَكَمًا بَينَنا وَبَينَكُم. فَقالَ ابنُ زِيادٍ: أتَظُنُّ أنَّ لَكَ فِي الأَمرِ شَيئًا. فَقالَ مُسلِمٌ: وَاللهِ ما هُوَ الظَّنُّ

---

[1] عبید اللہ زیاد کا بیٹا تھا۔ اس کے دادا کا کسی کو کوئی علم نہیں کہ وہ کون تھا اس لیے اس کے باپ کو کہا جاتا تھا زیاد بن أبیہ۔ اس لیے حضرت امیر مسلمؑ نے اسی امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ تو اس باپ کا بیٹا ہے کہ جس کا نسب مجہول ہے۔

[2] الفتوح: ج۵، ص۵۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۱۱

وَلٰكِنَّهُ اليَقِينُ. فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: اَخبِرنِي يَا مُسلِمُ، لِمَ اَتَيتَ هٰذَا البَلَدَ وَاَمرُهُم مُلتَئِمٌ فَشَتَّتتَ اَمرَهُم بَينَهُم، وَفَرَّقتَ كَلِمَتَهُم؟

فَقَالَ لَهُ مُسلِمٌ: مَا لِهٰذَا اَتَيتُ، وَلٰكِنَّكُم اَظهَرتُمُ المُنكَرَ، وَدَفَنتُمُ المَعرُوفَ، وَتَاَمَّرتُم عَلَى النَّاسِ بِغَيرِ رِضًى مِنهُم، وَحَمَلتُمُوهُم عَلٰى غَيرِ مَا اَمَرَكُم بِهِ اللهُ، وَعَمِلتُم فِيهِم بِاَعمَالِ كِسرٰى وَقَيصَرَ، فَاَتَينَاهُم لِنَاْمُرَ فِيهِم بِالمَعرُوفِ، وَنَنهٰى عَنِ المُنكَرِ، وَنَدعُوهُم اِلٰى حُكمِ الكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَكُنَّا اَهلَ ذٰلِكَ كَمَا اَمَرَ رَسُولُ اللهِ.

فَجَعَلَ ابنُ زِيَادٍ لَعَنَهُ اللهُ يَشتِمُهُ، وَيَشتِمُ عَلِيًّا وَالحَسَنَ وَالحُسَينَ علیہم السلام. فَقَالَ لَهُ مُسلِمٌ: اَنتَ وَاَبُوكَ اَحَقُّ بِالشَّتمِ، فَاقضِ مَا اَنتَ قَاضٍ يَا عَدُوَّ اللهِ.

"الملہوف میں ہے، جب حضرت امیر مسلمؑ بن عقیلؑ کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؑ نے اُسے سلام نہ کیا۔ ایک سپاہی نے کہا: اے مسلمؑ! امیر کو سلام کرو۔ آپؑ نے فرمایا: خاموش! افسوس تجھ پر، واللہ! یہ میرا امیر نہیں ہے۔

ابن زیاد بولا: کوئی بات نہیں، تُو سلام کر یا نہ کر میں نے تجھے قتل کرنا ہے۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: میں اس بات سے خوف زدہ نہیں ہوں۔ تجھ سے بہت زیادہ شریر لوگوں نے مجھ سے بڑھ کر شریف لوگوں کو قتل کیا ہے۔ ہاں! بری طرح سے قتل کرنا، بدترین طریقے سے سر کاٹنا، اپنی خیانت کا مکمل کر مظاہرہ کرنا تجھ ایسا آدمی ہی ایسا کر سکتا ہے۔

ابن زیاد نے کہا: اے عاق! اے شاق! تُو نے اپنے امام پر خروج کیا ہے، اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا ہے اور ان میں فتنہ برپا کیا ہے۔

ابن عقیلؑ نے فرمایا: زیاد کے بیٹے! تو جھوٹا ہے۔ معاویہ اور اُس کے بیٹے یزید نے اس اُمت کی جمعیت کو پراگندہ کیا ہے۔ فتنہ تو تُو اور تیرے باپ (زیاد بن عُبید) جو بنی ثقیف کے قبیلے 'علاج' کا فرد تھے نے برپا کیا ہے۔ میں بارگاہِ خداوندی میں اُمیدوار ہوں کہ وہ مجھے ایک بدترین فرد کے ہاتھوں شہادت عطا کرے گا۔

ابن زیاد نے کہا کہ تیرے دل میں وہ تمنا تھی کہ جس سے خدا نے تجھے محروم رکھا اور تجھے اس قابل نہ سمجھا اور اُسے اس کے لیے بنایا جو اُس کے اہل ہے۔ حضرت مسلمؑ نے پوچھا: اس کا کون اہل ہے؟ ابن زیاد بولا: یزید بن معاویہ۔

حضرت ابن عقیلؑ نے جواب دیا: الحمدللہ! اللہ رب العزت نے ہمارے اور تمھارے درمیان جو فیصلہ کردیا ہے ہم اُس پر راضی ہیں۔

ابن زیاد نے کہا: تمھارا خیال ہے کہ اس امارت میں تم حصہ دار ہو۔

آپؑ نے جواب دیا: میرا خیال نہیں، مجھے یقین ہے کہ امارت ہمارا حق ہے۔

ابن زیاد چیخ چیخ کر کہنے لگا: اے مسلمؑ! تو اس شہر میں کیوں آیا؟ یہ تمام لوگ آپس میں متحد تھے۔ تُو نے ان کے اتحاد کو اِفتراق میں بدل دیا۔

ابن عقیلؑ نے فرمایا: میں اس لیے نہیں آیا، بلکہ تمھاری پھیلائی ہوئی برائیوں کی اصلاح کے لیے آیا ہوں۔ تم نے ہر طرف ظلم وستم سے کام لیا اور نیکی کو دفن کردیا۔ لوگوں پر من مانی کی، انھیں اپنا غلام بنایا۔ ان پر بہ زور تسلط جمایا۔ اللہ تعالیٰ کے اَوامر کی پروا نہ کی اور عوام سے قیصر وکسریٰ والا سلوک کیا۔ ہم اِدھر اس لیے آئے تاکہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور اُنھیں اللہ کی کتاب اور نبی کریم کی سنت کی دعوت دیں۔ تبلیغ وابلاغ اور حکومت کے ہم ہی اہل ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی یہی فرمایا تھا۔

اس کے بعد ابن زیاد کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اُسے بھونچال سا

آ گیا، اس کی آنکھوں کے سامنے دنیا تیرہ و تاریک ہو کر رہ گئی۔ وہ حضرت ابن عقیلؑ، حضرت امام علیؑ اور حضرات حسنین کریمینؑ کو گالیاں دینے لگا۔

حضرت امیر مسلمؑ نے گرج کر فرمایا: ان گالیوں کا زیادہ حق دار تُو اور تیرا باپ ہے۔ اے دشمن خدا! تو جو چاہے کر، مَیں تیار ہوں"۔ ①

أنساب الأشراف عن الشعبي: أُدخِلَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَى ابنِ زِيَادٍ، وَقَد ضُرِبَ عَلَى فِيهِ. فَقَالَ: يَابنَ عَقِيلٍ أتَيتَ لِتَشتِيتِ الكَلِمَةِ!

فَقَالَ: مَا لِذٰلِكَ أتَيتُ، وَلٰكِنَّ أهلَ المِصرِ كَتَبُوا أنَّ أبَاكَ سَفَكَ دِمَاءَهُم، وَانتَهَكَ أعرَاضَهُم. فَجِئنَا لِنَأمُرَ بِالمَعرُوفِ، وَنَنهٰى عَنِ المُنكَرِ.

فَقَالَ: وَمَا أنتَ وَذَاكَ، وَجَرىٰ بَينَهُمَا كَلَامٌ. فَقَتَلَهُ.

"انساب الاشراف میں شعبی سے روایت ہے، حضرت ابن عقیلؑ کو ابن زیاد کے پاس لایا گیا۔ اُس وقت آپؑ کا دہنِ مبارک زخمی تھا۔ ابن زیاد نے کہا: اے ابن عقیلؑ! یہاں تُو فتنہ و فساد برپا کرنے کے لیے آیا تھا۔

آپؑ نے جواب دیا: نہیں، میں اس لیے نہیں آیا بلکہ لوگوں نے ہمیں لکھا کہ تیرے باپ نے اُن پر ظلم ڈھائے ہیں، اُن کا ناحق خون بہایا ہے، اُنھیں ذلت و رسوائی سے دوچار کیا ہے، ہم اس لیے یہاں آئے ہیں تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا نظام بحال کریں۔

ابن زیاد نے کہا: تُو کون ہوتا ہے اس نظام کو بحال کرنے والا؟

کافی دیر تک اُن کے درمیان گفتگو جاری رہی۔ آخر ابن زیاد نے حضرت امیر مسلمؑ کو شہید کر دیا"۔ (انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۹)

---

① الملہوف: ص ۱۲۰؛ مثیر الاحزان: ص ۳۶؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۷

أنساب الأشراف عن عوانة : جَرى بَينَ ابنِ عَقِيلٍ وَابنِ زِيَادٍ كَلَامٌ . فَقَالَ لَهُ [ابنُ زِيَادٍ] : إيهٍ يَابنَ حُلَيَّةَ . فَقَالَ لَهُ ابنُ عَقِيلٍ : حُلَيَّةُ خَيرٌ مِن سُمَيَّةَ وَأعَفُّ.

"انساب الاشراف میں ہے، حضرت امیر مسلمؑ اور ابن زیاد کے درمیان کافی دیر تک بات چیت ہوتی رہی۔ اِس دوران ابن زیاد نے آپؑ سے کہا: اے ابن حلیہ! تُو کون ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: حلیہ ① کہاں اور سُمیہ ② کہاں؟

(حلیہ ایک پاک دامن معزز خاتون اور سُمیہ زانیہ اور بدکارہ عورت کا کہاں مقابلہ؟)"۔ (انساب الاشراف: ج۲، ص۳۳۹)

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی وصیتیں

أنساب الأشراف : أُتِيَ بِهِ [أي بِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ] ابنَ زِيَادٍ ، وَقَد آمَنَهُ ابنُ الأَشعَثِ ، فَلَم يُنفِذ أمَانَهُ . فَلَمَّا وَقَفَ مُسلِمٌ بَينَ يَدَيهِ ، نَظَرَ إلىٰ جُلَسَائِهِ ، فَقَالَ لِعُمَرَ بنِ سَعدِ بنِ أبي وَقَّاصٍ : إنَّ بَينِي وَبَينَكَ قَرَابَةً أنتَ تَعلَمُهَا . فَقُم مَعِي حَتّىٰ أُوصِيَ إلَيكَ . فَامتَنَعَ . فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ : قُم إلَى ابنِ عَمِّكَ .

فَقَامَ ، فَقَالَ [مُسلِمٌ] : إنَّ عَلَيَّ بِالكُوفَةِ سَبعَمِئَةِ دِرهَمٍ مُذ قَدِمتُهَا ، فَاقضِهَا عَنِّي ، وَانظُر جُثَّتِي فَاطلُبهَا مِنِ ابنِ زِيَادٍ فَوَارِهَا ، وَابعَث إلَى الحُسَينِ مَن يَرُدُّهُ . فَأخبَرَ عُمَرُ بنُ سَعدٍ ابنَ زِيَادٍ بِمَا قَالَ لَهُ . فَقَالَ : أمَّا مَالُكَ ، فَهُوَ لَكَ تَصنَعُ فِيهِ مَا شِئتَ ، وَأمَّا حُسَينٌ ، فَإنَّهُ إن لَم يُرِدنَا لَم نُرِدهُ ، وَأمَّا جُثَّتُهُ .

---

① حلیہ: حضرت امیر مسلمؑ کی والدہ کا نام ہے، جو پاک دامن اور عفیفہ خاتون تھیں۔

② سُمیہ: ابن زیاد کی دادی کا نام ہے جو بدکاری میں مشہورِ زمانہ تھی۔ (ملاحظہ کیجیے مروج الذہب: ج۳، ص ۱۵؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص۳۶۹)

فَإِنَّا لَا نُشَفِّعُكَ فِيهَا ؛ لِأَنَّهُ قَدْ جَهَدَ أَنْ يُهْلِكَنَا . ثُمَّ قَالَ : وَمَا نَصْنَعُ بِجُثَّتِهِ بَعْدَ قَتْلِنَا إِيَّاهُ ؛!

"انساب الاشراف میں ہے، حضرت مسلمؑ کو ابن زیاد کے پاس لایا گیا، حالانکہ آپؑ کو محمد بن اشعث نے امان دی تھی لیکن ابن زیاد نے امان کے عمل کو نافذ نہ ہونے دیا۔ جب آپؑ ابن زیاد کے سامنے تھے تو آپؑ نے اس کے ہم نشینوں پر نگاہ کی تو عمر بن سعد بن ابی وقاص سے کہا: تو ہمارا قریبی ہے تو اس سے واقف ہے تو میری طرف آ، تاکہ میں تمھیں وصیت کروں۔ عمر بن سعد نے انکار کر دیا۔ ابن زیاد نے کہا: تیرا چچازاد بھائی ہے، اُن کی بات سن۔

ابن سعد حضرت ابن عقیلؑ کے پاس آیا تو آپؑ نے فرمایا: میں جب سے کوفہ میں آیا ہوں تو یہاں سو درہم کا مقروض ہو گیا ہوں۔ میرا وہ قرض ادا کر دینا۔ میرے لاشہ کو ابن زیاد سے لے کر دفن کر دینا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف آدمی بھیج جو اُنھیں واپس کر دے۔

عمر بن سعد نے ابن زیاد سے کہا: مسلمؑ نے مجھ سے یہ باتیں کی ہیں۔

ابن زیاد نے کہا: تمھارا مال تمھارا ہے، اس سے ہمیں غرض نہیں ہے۔ اُسے جہاں چاہو خرچ کرو۔ حسینؑ اگر ہماری طرف آنے کا ارادہ نہیں رکھیں گے تو ہم بھی اُنھیں کچھ نہیں کہیں گے۔ جہاں تک بات لاشے کی ہے ہم اس بارے میں تمھارا مطالبہ قبول نہیں کرتے، کیونکہ اس آدمی نے ہمیں ہلاک کرنے کی کاوش کی ہے۔

ایک روایت ہے کہ جب ہم اسے قتل کر دیں گے تو اُس کے لاشے سے ہمارا کیا کام؟" (انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۹)

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) : بَعَثَ [ابنُ زِيَادٍ] إِلَىٰ مُسْلِمٍ فَجِيءَ بِهِ، فَأَنَّبَهُ وَبَكَّتَهُ وَأَمَرَ بِقَتْلِهِ.

فَقَالَ: دَعنِي أُوصِي. قَالَ: نَعَم. فَنَظَرَ إِلَى عُمَرَ بنِ سَعدِ بنِ أَبِي وَقَّاصٍ، فَقَالَ: إِنَّ لِي إِلَيكَ حَاجَةً، وَبَينِي وَبَينَكَ رَحِمٌ. فَقَالَ عُبَيدُ اللهِ: أُنظُر فِي حَاجَةِ ابنِ عَمِّكَ.

فَقَامَ إِلَيهِ، فَقَالَ: يَا هٰذَا، إِنَّهُ لَيسَ هَاهُنَا رَجُلٌ مِن قُرَيشٍ غَيرُكَ. وَهٰذَا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام قَد أَظَلَّكَ. فَأَرسِل إِلَيهِ رَسُولًا فَليَنصَرِف، فَإِنَّ القَومَ قَد غَرُّوهُ وَخَدَعُوهُ وَكَذَّبُوهُ، وَإِنَّهُ إِن قُتِلَ لَم يَكُن لِبَنِي هَاشِمٍ بَعدَهُ نِظَامٌ. وَعَلَيَّ دَينٌ أَخَذتُهُ مُنذُ قَدِمتُ الكُوفَةَ فَاقضِهِ عَنِّي، وَاطلُب جُثَّتِي مِنِ ابنِ زِيَادٍ فَوَارِهَا.

فَقَالَ لَهُ ابنُ زِيَادٍ: مَا قَالَ لَكَ؟ فَأَخبَرَهُ بِمَا قَالَ. فَقَالَ: قُل لَهُ: أَمَّا مَالُكَ فَهُوَ لَكَ لَا نَمنَعُكَ مِنهُ، وَأَمَّا حُسَينٌ فَإِن تَرَكَنَا لَم نُرِدهُ، وَأَمَّا جُثَّتُهُ فَإِذَا قَتَلنَاهُ لَم نُبَالِ مَا صُنِعَ بِهِ.

ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ... وَقَضَى عُمَرُ بنُ سَعدٍ دَينَ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، وَأَخَذَ جُثَّتَهُ فَكَفَّنَهُ وَدَفَنَهُ. وَأَرسَلَ رَجُلًا إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام، فَحَمَلَهُ عَلَى نَاقَةٍ وَأَعطَاهُ نَفَقَةً، وَأَمَرَهُ أَن يُبَلِّغَهُ مَا قَالَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ. فَلَقِيَهُ عَلَى أَربَعِ مَرَاحِلٍ فَأَخبَرَهُ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، ابن زیاد نے حضرت مسلمؑ کی طرف اپنی فوج کے سپاہی بھیجے جو انھیں اس کے پاس لے آئے۔ جب حضرت ابن عقیلؑ کو اُس کے پاس لایا گیا تو اس نے اُن کی زجر و توبیخ کی اور اُن کے قتل کا حکم دیا۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے وصیت کرنے دے۔ اُس نے کہا: تم وصیت کرلو۔ آپؑ کی نظر عمر بن سعد پر پڑی۔ آپؑ نے اُس سے کہا: مجھے تجھ سے کام ہے، کیونکہ تو میرا رشتہ دار ہے۔

عبید اللہ نے کہا: ہاں، اپنے چچازاد بھائی کی بات سن لے۔

ابنِ سعد اُٹھا اور جنابِ مسلمؑ کے قریب آیا تو آپؑ نے فرمایا: یہاں قریش میں سے تیرے علاوہ کوئی اور آدمی نہیں جس سے مَیں وصیت کروں۔ حضرت حسینؑ بن علیؑ تمھارے پاس آتے ہی ہوں گے، اُن کی طرف کوئی آدمی بھیج جو اُنھیں واپس کردے، کیونکہ لوگوں نے اُنھیں دھوکے میں رکھا ہے اور اُن سے جھوٹ بولا ہے۔ اگر وہ شہید کردیے گئے تو پھر بنی ہاشم کا نظام معطل ہوجائے گا۔ اس وقت مَیں مقروض ہوں کیونکہ مَیں کوفہ آیا اور اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے قرض اُٹھانا پڑا، وہ ادا کردینا۔ پھر قتل کے بعد میرا جسم ابنِ زیاد سے لے کر دفن کردینا۔

جب ابنِ سعد، ابنِ زیاد کے پاس واپس آیا تو اُس نے پوچھا: مسلمؑ نے کیا کہا ہے؟ ابنِ سعد نے کہا: فلاں فلاں بات کی ہے۔

ابنِ مرجانہ نے کہا: اُن سے کہہ دو کہ تمھارے مال سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے۔ حسینؑ اگر اِدھر نہ آئے تو ہمیں بھی اُن سے کوئی کام نہیں۔ جہاں تک بات ہے اس کے لاشے کی، جب ہم اُسے قتل کردیں گے تو اُس کے جسم سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں رہے گا۔

ابنِ زیاد نے حضرت مسلمؑ کے قتل کا حکم دیا اور آپؑ کو شہید کردیا گیا۔ عمر بن سعد نے آپؑ کا قرض ادا کیا اور آپؑ کے جسمِ اطہر کو دفن کردیا۔ ایک آدمی حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف روانہ کیا، اُسے سواری کے لیے اُونٹ اور زادِ راہ دیا۔ اُسے حکم دیا کہ جو کچھ حضرت مسلمؑ نے کہا ہے وہی کچھ حضرت امام حسینؑ سے کہہ دے۔ وہ آدمی چار منازل کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملا اور اُس نے حضرت مسلمؑ کا امامؑ کو پیغام دیا"۔ ①

طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۶۱؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۰

العقد الفرید عن أبي عبید القاسم بن سلّام : وأُتِيَ بِهِ [أي بمُسلِمٍ] ابن زِیَادٍ ، فَقَدَّمَهُ لِیَضرِبَ عُنُقَهُ . فَقَالَ لَهُ : دَعنِي حَتّٰی أُوصِيَ . فَقَالَ لَهُ : أَوصِ . فَنَظَرَ فِي وُجوهِ النَّاسِ . فَقَالَ لِعُمَرَ بنِ سَعدٍ: مَا أَرَی قُرَشِیًّا هُنَا غَیرَكَ . فَادنُ مِنّي حَتّٰی أُكَلِّمَكَ . فَدَنا مِنهُ .

فَقَالَ لَهُ : هَل لَكَ أَن تَكُونَ سَیِّدَ قُرَیشٍ مَا كَانَت قُرَیشٌ ؟ إِنَّ حُسَینًا وَمَن مَعَهُ ، وَهُم تِسعُونَ إِنسَانًا مَا بَینَ رَجُلٍ وَامرَأَةٍ ، فِي الطَّرِیقِ ، فَاردُدهُم ، وَاكتُب لَهُم مَا أَصَابَنِي . ثُمَّ ضُرِبَ عُنُقُهُ . فَقَالَ عُمَرُ لِابنِ زِیَادٍ : أَتَدرِي مَا قَالَ لِي : قَالَ : أُكتُم عَلَی ابنِ عَمِّكَ . قَالَ : هُوَ أَعظَمُ مِن ذٰلِكَ . قَالَ : وَمَا هُوَ ؟

قَالَ : قَالَ لِي : إِنَّ حُسَینًا أَقبَلَ ، وَهُم تِسعُونَ إِنسَانًا مَا بَینَ رَجُلٍ وَامرَأَةٍ ، فَاردُدهُم وَاكتُب إِلَیهِ بِمَا أَصَابَنِي . فَقَالَ لَهُ ابنُ زِیَادٍ : أَمَا وَاللهِ إِذ دَلَلتَ عَلَیهِ ، لَا یُقَاتِلُهُ أَحَدٌ غَیرُكَ .

”عُبید القاسم بن سلام سے منقول ہے، سفیرِ حسینؑ حضرت امیر مسلمؑ کو ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا، تاکہ اُنھیں شہید کر دیا جائے۔ آپؑ نے فرمایا: مجھے وصیت کرنے دو۔ کہا گیا: ہاں وصیت کرلو۔ آپؑ نے حاضرین پر نگاہ کی۔ وہیں عمر ابن سعد بھی موجود تھا۔ آپؑ نے فرمایا: تیرے علاوہ یہاں کوئی قریشی نہیں ہے۔ میرے قریب آ اور میری بات سن۔ پس وہ آپؑ کے قریب ہوا تو آپؑ نے اُس سے کہا: جب یہاں تیرے علاوہ اور قریشی نہیں ہے تو قریشی ہونے کے اعتبار سے قریش کی ذمہ داریاں تجھ پر بنتی ہیں۔ تجھے معلوم ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اِدھر آرہے ہیں اُن کے ساتھ نوّے افراد ہیں جن میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی ہیں اُنھیں واپس کردو۔ اُن کی طرف خط لکھ بھیجو جس میں میرے احوال لکھو۔ اس کے بعد

آپؑ کو شہید کر دیا گیا۔

عمر بن سعد نے ابن زیاد سے کہا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ مسلمؑ نے مجھ سے کیا کہا تھا؟

ابن زیاد نے کہا: اگر تُو اُن کے راز کو راز رہنے دیتا تو بہتر تھا۔ اب بتا اُس نے کیا کہا تھا؟ ابن سعد نے کہا: اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ حسینؑ کوفہ کی طرف آرہے ہیں اُن کے ساتھ نوے افراد بھی ہیں جن میں مرد اور عورتیں ہیں۔ اُنھیں واپس جانے کا کہو اور مجھ پر جو گزری ہے وہ بھی لکھ دو۔

ابن زیاد نے کہا: واللہ! تو نے ہی مجھے اس خبر سے آگاہ کیا ہے اُس سے جنگ کرنے کے لیے بھی تو جائے گا"۔(1)

الأخبار الطوال: لَمّا اُدخِلَ [مُسلِمُ بنُ عَقیلٍ] عَلَیهِ، وقَدِ اکتَنَفَهُ الجَلاوِزَةُ، قالوا لَهُ: سَلِّم عَلَی الأَمیرِ. قالَ: إن کانَ الأَمیرُ یُریدُ قَتلی فَما أنتَفِعُ بِسَلامی عَلَیهِ! وإن کانَ لَم یُرِد، فَسَیَکثُرُ عَلَیهِ سَلامی.

قالَ ابنُ زِیادٍ: کَأَنَّکَ تَرجُو البَقاءَ؟ فَقالَ لَهُ مُسلِمٌ: فَإِن کُنتَ مُزمِعًا عَلی قَتلی، فَدَعنی أوصِ إلی بَعضِ مَن هاهُنا مِن قَومی. قالَ لَهُ: أوصِ بِما شِئتَ.

فَنَظَرَ إلی عُمَرَ بنِ سَعدِ بنِ أبی وَقّاصٍ، فَقالَ لَهُ: اُخلُ مَعی فی طَرَفِ هذَا البَیتِ حَتّی اُوصِیَ إلَیکَ، فَلَیسَ فِی القَومِ أقرَبُ إلَیَّ ولا أولی بی مِنکَ. فَتَنَحّی مَعَهُ ناحِیَةً، فَقالَ لَهُ: أتَقبَلُ وَصِیَّتی؟ قالَ: نَعَم.

قالَ مُسلِمٌ: إنَّ عَلَیَّ هاهُنا دَینًا مِقدارَ ألفِ دِرهَمٍ، فَاقضِ

(1) العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۶۵؛ المحاسن والمساوی: ص ۶۰؛ الامامۃ والسیاسۃ: ج ۲، ص ۱۰؛ المحن: ص ۱۴۵؛ جواہر المطالب: ج ۲، ص ۲۶۸

عَنِّي، وَإِذَا أَنَا قُتِلْتُ فَاسْتَوْهِبْ مِنِ ابْنِ زِيَادٍ جُثَّتِي لِئَلَّا يُمَثِّلَ بِهَا. وَابْعَثْ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام رَسُولًا قَاصِداً مِنْ قِبَلِكَ يُعْلِمُهُ حَالِي، وَمَا صِرْتُ إِلَيْهِ مِنْ غَدْرِ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ شِيعَتُهُ، وَأَخْبِرْهُ بِمَا كَانَ مِنْ نَكْثِهِمْ بَعْدَ أَنْ بَايَعَنِي مِنْهُمْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ أَلْفَ رَجُلٍ، لِيَنْصَرِفَ إِلَى حَرَمِ اللّٰهِ فَيُقِيمَ بِهِ، وَلَا يَغْتَرَّ بِأَهْلِ الْكُوفَةِ. وَقَدْ كَانَ مُسْلِمٌ كَتَبَ إِلَى الْحُسَيْنِ أَنْ يَقْدَمَ وَلَا يَلْبَثَ.

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ: لَكَ عَلَيَّ ذٰلِكَ كُلُّهُ، وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ. فَانْصَرَفَ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ فَأَخْبَرَهُ بِكُلِّ مَا أَوْصَى بِهِ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: قَدْ أَسَأْتَ فِي إِفْشَائِكَ مَا أَسَرَّهُ إِلَيْكَ، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّهُ لَا يَخُونُكَ إِلَّا الْأَمِينُ، وَرُبَّمَا ائْتَمَنَكَ الْخَائِنُ.

"اخبار الطوال میں ہے، جب حضرت امیر مسلمؑ کو ابن زیاد کے دربار میں داخل کیا گیا تو اُس وقت اس کے سپاہیوں نے انھیں اپنے گھیرے میں لیا ہوا تھا اور آپؑ کی مشکیں بھی کسی ہوئی تھیں۔ انھوں نے کہا: اے مسلمؑ! امیر پر سلام کر۔ آپؑ نے فرمایا: جب تمھارا امیر مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو اُسے سلام کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ اگر وہ قتل کا ارادہ نہیں رکھتا تو پھر کثرت کے ساتھ سلام ہوں گے۔

ابن زیاد نے کہا: گویا تم زندگی کی اُمید رکھے ہوئے ہو؟

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اگر تُو نے میرے قتل کا عزم کر لیا ہے تو مجھے وصیت کر لینے دے، کیونکہ یہاں میری قوم کے لوگ بیٹھے ہیں۔

ابن زیاد نے کہا: ہاں، وصیت کر لو۔ آپؑ نے عمر بن سعد بن ابی وقاص کی طرف دیکھا اور فرمایا: میری بات خلوت میں سن، کیونکہ تُو میرا قریبی ہے اور تم سے بہتر یہاں اور کوئی نہیں ہے۔ عمر بن سعد اُٹھا اور اُس نے ایک

طرف ہو کر حضرت مسلمؓ کی بات سنی۔ آپؓ نے اُس سے فرمایا: کیا تم میری وصیت کو قبول کرتے ہو؟ ابن سعد نے کہا: ہاں، میں عمل کروں گا۔

حضرت امیر مسلمؓ نے فرمایا: اس وقت میں ایک ہزار درہم کا مقروض ہوں، وہ ادا کر دینا۔ جب مجھے قتل کر دیا جائے تو میرا جسم ابن زیاد سے مانگ کر اُسے دفن کر دینا کہ کہیں وہ اس کا مُثلہ نہ کرے۔ امام حسینؓ بن علیؓ کی طرف قاصد بھیجنا جو اُن کے پاس جا کر میرا حال پہنچائے۔ ان لوگوں نے غداری کی ہے، حالانکہ یہ سمجھا جا رہا تھا کہ یہ لوگ اُن کے عقیدت مند ہیں، ان میں سے اٹھارہ ہزار لوگوں نے میری بیعت کی اور اب مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ وہ اُنھیں یہ پیغام دے کر بیت اللہ کی طرف واپس چلے جائیں اور وہیں قیام پذیر رہیں۔ اہل کوفہ کے دھوکے میں نہ آئیں۔

حضرت مسلمؓ نے یہ وصیت اس لیے کی تھی کیونکہ آپؓ امامؓ کی طرف کوفہ میں آنے کا خط لکھ چکے تھے۔ عمر بن سعد نے کہا: میں آپؓ کی وصیت پوری کروں گا۔ میں یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔

پھر ابن سعد ابن زیاد کے پاس گیا اور اُسے وہ تمام باتیں سنا دیں جو حضرت مسلمؓ نے اُس سے کہی تھیں۔

ابن زیاد نے کہا: راز کی باتوں کو افشا کر کے تُو نے اچھا کام نہیں کیا۔ امین خیانت نہیں کرتا، ہاں کبھی کبھی خائن کو بھی امین سمجھا جاتا ہے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۰)

مقاتل الطالبیین عن مدرك بن عمارة: ثُمَّ أُدخِلَ عَلیٰ عُبَیدِ اللّٰهِ بنِ زِیَادٍ ـ لَعَنَهُ اللهُ ـ فَلَم یُسَلِّم عَلَیهِ. فَقَالَ لَهُ الحَرَسُ: أَلَا تُسَلِّمُ عَلَی الأَمیرِ؟ فَقَالَ: إن کَانَ الأَمیرُ یُرِیدُ قَتلی فَمَا سَلَامی عَلَیهِ؟! وَإن کَانَ لَا یُرِیدُ قَتلِي، فَلَیَکثُرَنَّ سَلَامی عَلَیهِ. فَقَالَ لَهُ عُبَیدُ اللهِ ـ لَعَنَهُ اللهُ ـ: لَتُقتَلَنَّ. قَالَ: أَکَذٰلِكَ؟ قَالَ:

نَعَم. قَالَ: دَعنِي إِذًا أُوصِي إِلَى بَعضِ القَومِ. قَالَ: أَوصِ إِلَى مَن أَحبَبتَ. فَنَظَرَ ابنُ عَقِيلٍ إِلَى القَومِ وَهُم جُلَسَاءُ ابنِ زِيَادٍ، وَفِيهِم عُمَرُ بنُ سَعدٍ، فَقَالَ: يَا عُمَرُ، إِنَّ بَينِي وَبَينَكَ قَرَابَةً دُونَ هٰؤُلَاءِ، ولِي إِلَيكَ حَاجَةٌ، وَقَد يَجِبُ عَلَيكَ لِقَرَابَتِي نُجحُ حَاجَتِي، وهِيَ سِرٌّ. فَأَبَى أَن يُمَكِّنَهُ مِن ذِكرِهَا.

فَقَالَ لَهُ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ: لَا تَمتَنِع مِن أَن تَنظُرَ فِي حَاجَةِ ابنِ عَمِّكَ. فَقَامَ مَعَهُ، وجَلَسَ حَيثُ يَنظُرُ إِلَيهِمَا ابنُ زِيَادٍ لَعَنَهُ اللهُ. فَقَالَ لَهُ ابنُ عَقِيلٍ: إِنَّ عَلَيَّ بِالكُوفَةِ دَينًا استَدَنتُهُ مُنذُ قَدِمتُهَا، تَقضِيهِ عَنِّي حَتّٰى يَأتِيَكَ مِن غَلَّتِي بِالمَدِينَةِ، وَجُثَّتِي فَاطلُبهَا مِنِ ابنِ زِيَادٍ فَوَارِهَا، وَابعَث إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام مَن يَرُدُّهُ. قَالَ عُمَرُ لِابنِ زِيَادٍ: أَتَدرِي مَا قَالَ؟ قَالَ: أُكتُم مَا قَالَ لَكَ. قَالَ: أَتَدرِي مَا قَالَ لِي؟ قَالَ: هَاتِ، فَإِنَّهُ لَا يَخُونُ الأَمِينُ، وَلَا يُؤتَمَنُ الخَائِنُ. قَالَ: كَذَا وكَذَا.

قَالَ: أَمَّا مَالُكَ، فَهُوَ لَكَ وَلَسنَا نَمنَعُكَ مِنهُ، فَاصنَع فِيهِ مَا أَحبَبتَ. وَأَمَّا حُسَينٌ، فَإِنَّهُ إِن لَم يُرِدنَا لَم نُرِدهُ، وإِن أَرَادَنَا لَم نَكُفَّ عَنهُ. وَأَمَّا جُثَّتُهُ، فَإِنَّا لَا نُشَفِّعُكَ فِيهَا؛ فَإِنَّهُ لَيسَ لِذٰلِكَ مِنَّا بِأَهلٍ، وَقَد خَالَفَنَا وَحَرَصَ عَلَى هَلَاكِنَا.

ثُمَّ قَالَ ابنُ زِيَادٍ لِمُسلِمٍ: قَتَلَنِي اللهُ إِن لَم أَقتُلكَ قِتلَةً لَم يُقتَلهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ فِي الإِسلَامِ. قَالَ: أَمَا إِنَّكَ أَحَقُّ مَن أَحدَثَ فِي الإِسلَامِ مَا لَيسَ فِيهِ. أَمَا إِنَّكَ لَم تَدَع سُوءَ القِتلَةِ، وَقُبحَ المُثلَةِ، وَخُبثَ السِّيرَةِ، وَلُؤمَ الغِيلَةِ، لِمَن هُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنكَ. ثُمَّ قَالَ ابنُ زِيَادٍ: إِصعَدُوا بِهِ فَوقَ القَصرِ فَاضرِبُوا عُنُقَهُ.

"مقاتل الطالبین میں مدرک بن عمارہ سے روایت ہے، جب حضرت امیر مسلمؑ کو ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو آپؑ نے اُسے سلام نہ کیا۔ ایک سپاہی نے کہا: کیا امیر کو سلام نہ کرو گے؟ آپؑ نے فرمایا: اگر تمھارا امیر مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو پھر میں اُسے سلام کیوں کروں؟ اگر وہ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتا تو پھر میں زندگی میں بارہا سلام کروں گا۔

ابن زیاد ملعون نے کہا: میں ہر صورت تمھیں قتل کروں گا۔ آپؑ نے فرمایا: کیا واقعاً تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ ابن زیاد نے کہا: جی ہاں۔ حضرت ابن عقیلؑ نے فرمایا: مجھے اتنی مہلت دے، تاکہ میں اپنی قوم کے کسی فرد کو وصیت کرسکوں۔ ابن زیاد نے کہا: ہاں، آپؑ جسے چاہو اُسے وصیت کرلیں۔ حضرت ابن عقیلؑ نے ابن زیاد کے ہم نشینوں پر ایک نگاہ کی، اُن میں سے ایک عمر بن سعد بیٹھا ہوا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: اے عمر! تیرے اور میرے درمیان قرابت ہے۔ مجھے تجھ سے ایک کام ہے۔ قرابت کی بنا پر تجھ پر لازم ہے کہ تو میری یہ حاجت پوری کردے اور وہ ایک راز ہے۔

عمر بن سعد نے انکار کیا کہ میں آپؑ کی بات نہیں سن سکتا۔ ابن زیاد نے کہا: کوئی امر مانع نہیں ہے تو اپنے چچا کے بیٹے کی بات سن لے۔

عمر بن سعد اپنی جگہ سے اُٹھ کر حضرت ابن عقیلؑ کے پاس آیا اور وہ دونوں اس جگہ بیٹھے جہاں ابن زیاد اُن دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

ابن عقیلؑ نے کہا: جب سے مَیں کوفہ آیا ہوں میں نے ضروریات کو پورا کرنے کے لیے قرض لیا تھا، میرا وہ قرض ادا کردینا۔ مدینہ سے میرا غلہ آئے گا وہ تمھارے اس قرض کی ادائیگی کا عوض ہوگا۔ میرا جسم ابن زیاد سے مانگ کر اُسے دفن کردینا۔ امام حسین علیہ السلام کی طرف کوئی آدمی بھیج دو جو آپؑ کو میرے اَحوال سے آگاہ کرے اور اُنھیں واپس کردے، تاکہ وہ اِدھر نہ آئیں۔

عمر بن سعد جب ابنِ زیاد کے پاس واپس آیا تو اُس نے کہا: ابن عقیلؓ نے مجھ سے جو باتیں کی ہیں اُنھیں تم جانتے ہو؟ عمر بن سعد نے کہا: جو کچھ اُنھوں نے تجھ سے کہا ہے اُنھیں چھپا کر رکھو، پھر اُس نے کہا: جو کچھ اُنھوں نے مجھ سے کہا ہے تمھیں معلوم ہے؟

ابنِ زیاد نے کہا: ہاں، بتایئے لیکن ایک امین انسان خیانت نہیں کرتا اور خائن کو امین نہیں بنایا جاتا۔ عمر بن سعد نے تمام باتیں ابن زیاد کے سامنے رکھ دیں کہ ابنِ عقیلؓ نے اُس سے فلاں فلاں باتیں کی ہیں۔

ابنِ زیاد نے کہا: جہاں تک تمھارے مال کی بات ہے ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، تم جس طرح چاہو اُسے خرچ کرو۔ اگر حسینؑ بن علیؑ نے اِدھر آنے کا ارادہ نہ کیا تو ہم بھی اُن سے نہیں اُلجھیں گے۔ اگر اُنھوں نے ہمارا ارادہ کیا تو پھر ہم بھی آرام سے نہیں بیٹھیں گے۔ قتل کے بعد اُن کے جسم کا جو مسئلہ ہے اُس پر ہم اپنا حکم نافذ کریں گے، کیونکہ اُنھوں نے ہماری مخالفت کی اور ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ پھر ابنِ زیاد نے حضرت مسلمؑ سے کہا: اللہ مجھے مارے اگر میں نے تجھے اس طرح قتل نہ کیا کہ جس طرح آج تک اسلام میں کسی نے کسی کو قتل نہ کیا ہوگا۔

یہ سن کر حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اسلام میں نئے نئے طریقوں سے قتل کرنا تیرا ہی کام ہے۔ تو جس طرح چاہے مجھے قتل کر۔ بری طرح سے قتل کرنا، سر کو بری طرح سے کاٹنا، اپنی خباثت باطنی کا خوب مظاہرہ کرنا، دھوکہ دہی اور لعنت و ملامت کے ڈھیر اکٹھے کرنا تیرا ہی کام ہے۔

ملعون ابنِ زیاد نے اپنے سپاہیوں سے کہا: اُنھیں دارالامارہ کی چھت پر لے جاؤ اور قتل کر دو"۔ ①

① مقاتل الطالبین: ص ۱۰۸؛ مثیر الاحزان: ص ۳۶

الأمالي للشجري عن سعيد بن خالد: قَالَ [مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ لِعُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ]: إيذَن لي فِي الوَصِيَّةِ. فَقَالَ: أوصِ. فَدَعَا عُمَرَ بنَ سَعدٍ، لِلقَرابَةِ بَينَهُ وَبَينَ الحُسَينِ عليه السلام، فَقَالَ لَهُ: إنَّ الحُسَينَ عليه السلام قَد أقبَلَ في سِيَافِهِ وَتِراسِهِ، وَأُناسٌ مِن وُلدِهِ وَأهلِ بَيتِهِ، فَابعَث إلَيهِ مَن يُحَذِّرُهُ وَيُنذِرُهُ فَيَرجِعَ؛ فَقَد رَأَيتُ مِن خِذلانِ أهلِ الكُوفَةِ مَا قَد رَأَيتُ.

فَقَالَ لَهُ عُبَيدُ اللهِ: مَا قَالَ لَكَ هٰذَا؟ قَالَ: قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا. وَجَاءَ عُبَيدَ اللهِ فَأَخبَرَهُ الخَبَرَ. فَقَالَ عُبَيدُ اللهِ: إنَّهُ لَا يَخُونُ الأَمِينُ، وَلٰكِنَّهُ قَد يُؤتَمَنُ الخَائِنُ.

"امالی الشجری میں سعید بن خالد سے مروی ہے، حضرت مسلم بن عقیلؑ نے ابن زیاد سے کہا: مجھے وصیت کرنے دے۔ اُس نے کہا: ہاں، آپؑ وصیت کریں۔ آپؑ نے عمر بن سعد کو بلایا کیونکہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا رشتہ دار تھا۔ آپؑ نے اُس سے کہا: امام حسین علیہ السلام تلواروں اور ڈھالوں کے ساتھ اِدھر آ رہے تھے۔ آپؑ کے ہمراہ آپؑ کی اولاد اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ ہیں۔ اُن کی طرف کسی کو بھیج دے کہ وہ انہیں موجودہ حالت سے آگاہ کرے کہ حالات ناسازگار ہیں اور وہ واپس چلے جائیں۔ میں اہلِ کوفہ کا سلوک دیکھ چکا ہوں کہ اُنھوں نے مجھے دشمن کے حوالے کر دیا ہے۔ اب میں تن تنہا رہ گیا ہوں، میرا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے۔ عبیداللہ نے ابن سعد سے کہا: مسلمؑ نے اُسے کیا کہا ہے۔ ابن سعد نے کہا: مجھے مسلمؑ نے فلاں فلاں بات کی ہے۔

عبیداللہ نے کہا: امین خیانت کار نہیں ہوتا، لیکن کبھی خائن بھی حق امانت ادا کر جاتا ہے"۔ (امالی شجری: ج۱، ص۱۶۸)

حضرت امیر مسلمؑ کی شہادت

كان مسلم بن عقيل علیہ السلام أحد أبرز وجوه النهضة الحسينية. وقد بُعث إلى الكوفة مندوبًا عن الامام علیہ السلام بهدف إقامة أرضية الثورة ومقدماتها.

كنيته أبو داؤد وكان من رواة الحديث، وكان يشبه رسول الله. ويعتبر أشجع أولاد عقيل بن أبي طالب. والدته أمّ ولد، واسمها حُليّة، وكان والده عقيل اشتراها من سبي الشام. وتفيد رواية الطبري أن مسلمًا ولد في الكوفة، وتدلّ هذه الرواية - إلى جانب الروايات التي تصرّح أنّه كان من أصحاب الامام علي وكان أحد قادة ميمنتة الجيش المشاة في معركة صفين- على أنّ عقيلًا كان يعيش في الكوفة قبل قدوم الامام علي إليها بسنوات، ولذلك ربما كانت معرفته بأهل الكوفة أحد الأسباب التي دفعت الامام الحسين إلى إرساله إلى الكوفة ممثّلًا عنه.

كان مسلم صهر أمير المومنين، واسم زوجته رقية، وذكرت بعض الروايات انّ اسمها أمّ كلثوم، ويحتمل أن يكون كنية رقية، وكان له ابنان هما عبدالله وعلي، وقد استشهد عبدالله في كربلاء، نعم ذكر له أولاد آخرون أيضاً لكن على أي حال فقد جاء التصريح بأنه قد انقطع نسله.

شهد عدد من إخوة مسلم واقعة كربلاء، واستشهدوا رحمة الله عليهم أجمعين.

''حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نہضت حسینیہ کے مبارز ترین فرد تھے۔ آپؑ کو کوفہ کی سفارت عطا کی گئی، تاکہ آپؑ وہاں جا کر حسینیؑ انقلاب کے

مقدمات کو طے کرتے ہوئے لوگوں کو اسلامی انقلاب کے لیے تیار کریں۔

آپؑ کی کنیت ابوداؤد ① تھی۔ آپ کا شمار محدثین میں سے ہوتا تھا۔ آپؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ تھے۔ ② مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عقیلؑ کی اولاد میں سب سے زیادہ بہادر، شجاع، فنونِ حرب وضرب میں مہارتِ تامہ رکھنے والے حضرت مسلمؑ تھے۔ ③ آپؑ کی والدہ ماجدہ اُمِ ولد تھیں۔ ④ ان کا اسمِ گرامی علیہ ⑤ تھا۔ آپؑ کے والد گرامی نے انھیں کوفہ میں خریدا تھا، کیونکہ اُن کا تعلق شام ⑥ کے قیدیوں کے ساتھ تھا۔ مورخ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت مسلمؑ کی ولادت کوفہ میں ہوئی تھی۔ ⑦ دوسرے مورخین نے بھی یہی لکھا ہے آپؑ کا شمار حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہوتا ہے۔ جنگِ صفین میں آپؑ لشکر کے میمنہ کے پیادوں کے سالاروں میں سے ایک سالار رہے۔ ⑧

حضرت عقیلؑ حضرت علی علیہ السلام کے کوفہ آنے سے کئی سال قبل کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ سوال ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو کوفہ کی سفارت کیوں عطا کی تھی جب کہ اور لوگ بھی موجود

---

① ثقات ابن حبان: ج ۵، ص ۳۹۱

② تاریخ الکبیر: ج ۷، ص ۲۶۶؛ الثقات ابن حبان: ج ۵، ص ۳۹۱

③ المعارف ابن قتیبہ: ص ۲۰۴؛ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۴

④ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۴۶۹؛ طبقات الکبریٰ: ج ۴، ص ۴۲؛ مقاتل الطالبین: ص ۸۶؛ المعارف ابن قتیبہ: ص ۲۰۴؛ امالی شجری: ج ۱، ص ۱۷۱؛ حدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۲۱؛ عمدۃ الطالب: ص ۳۲

⑤ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۴؛ مقاتل الطالبین: ص ۸۶؛ طبقات الکبریٰ: ج ۴، ص ۴۲؛ تاریخ خلیفہ بن خیاط: ص ۱۷۹؛ لباب الانساب: ج ۱، ص ۱۷۳؛ امالی شجری: ج ۱، ص ۱۷۱؛ حدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۲۱

⑥ لباب الانساب: ج ۱، ص ۱۷۶؛ مقاتل الطالبین: ص ۸۶

⑦ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۴۶۹

⑧ الفتوح: ج ۳، ص ۲۴؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳، ص ۱۶۸

تھے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی سفارت کوفہ کی جہاں اور بہت سی وجوہات ہیں اُن میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ آپؓ کوفہ کے ماحول سے شناسا تھے۔

حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ حضرت علی علیہ السلام کے داماد تھے۔ آپؓ کی زوجہ کا اسمِ گرامی رقیہ ① ہے۔ بعض روایات میں اُن کا نام اُمِ کلثومؓ ② مذکور ہے۔ احتمال ہے کہ اُن کی کنیت رقیہؓ ہو۔ ان کے بطن سے حضرت مسلمؓ کے دو فرزند تھے جن کے نام عبداللہؓ اور علیؓ ہیں۔ ③ حضرت عبداللہ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ ④ آپ کی دوسری اولاد کا ذکر بھی ہے۔ ⑤ لیکن یہ ثابت ہے کہ آپؓ کا کوئی بیٹا زندہ نہ رہا۔ سب قتل ہو گئے تھے۔ ⑥ حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کے متعدد بھائی میدانِ کربلا میں موجود تھے۔ سبھی نے جامِ شہادت نوش کیا"۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

---

① المحبر: ص ۵۶؛ اس میں آپ کا نام رقیہ صغریٰ ہے۔ معارف ابن قتیبہ: ص ۲۰۴؛ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۲۸؛ مقاتل الطالبین: ص ۹۸؛ المجدی: ص ۱۸؛ اس میں بھی رقیہ صغریٰ نام ہے۔ امالی شجری: ج ۱، ص ۱۷۱؛ حدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۲۱۔

② عمدۃ الطالب: ص ۳۲

③ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۲۸؛ معارف ابن قتیبہ: ص ۲۰۴

④ ج ۴ موسوعہ کی طرف رجوع کریں۔

⑤ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۶۸؛ اس میں مسلم بن مسلم اور اُن کی والدہ کا تعلق بنی عامر بن صعصعہ سے تھا۔ عبداللہ اور محمد کی والدہ اُمِ ولد تھیں۔ معارف ابن قتیبہ: ص ۲۰۴؛ اس میں ہے مسلم اور عبدالعزیز۔ بعض نقول میں تین اولادیں مذکور ہیں۔ عبداللہ جن کی عمر ۱۳ سال تھی۔ محمد جن کی عمر ۱۲ سال تھی اور ایک بیٹی جس کا نام عاتکہ ہے۔ کربلا میں ان کی عمر سات سال تھی۔ (دیکھیں ذخیرۃ الدارین: ص ۳۱۰)

⑥ لباب الانساب: ج ۱، ص ۳۷۶؛ عمدۃ الطالب: ص ۳۲؛ جمہرہ انساب العرب: ص ۶۹؛ نسب قریش: ص ۸۴؛ مقاتل الطالبین: ص ۸۶

الارشاد: قَالَ لَهُ ابنُ زِيَادٍ: قَتَلَنِي اللهُ إن لَم أقتُلكَ قِتلَةً لَم يُقتَلهَا أحَدٌ فِي الإسلَامِ مِنَ النَّاسِ. قَالَ لَهُ مُسلِمٌ: أمَا إنَّكَ أحَقُّ مَن أحدَثَ فِي الإسلَامِ مَا لَم يَكُن. وَإنَّكَ لَا تَدَعُ سوءَ القِتلَةِ، وَقُبحَ المُثلَةِ، وخُبثَ السِّيرَةِ، وَلُؤمَ الغَلَبَةِ. فَأقبَلَ ابنُ زِيَادٍ يَشتِمُهُ ويَشتِمُ الحُسَينَ وَعَلِيًّا وَعَقِيلًا عَلَيهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ. وأخَذَ مُسلِمٌ لَا يُكَلِّمُهُ. ثُمَّ قَالَ ابنُ زِيَادٍ: إصعَدوا بِهِ فَوقَ القَصرِ فَاضرِبُوا عُنُقَهُ، ثُمَّ أتبِعُوهُ جَسَدَهُ. فَقَالَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ رَحمَةُ اللهِ عَلَيهِ: لَو كَانَ بَينِي وَبَينَكَ قَرَابَةٌ مَا قَتَلتَنِي. فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: أينَ هٰذَا الَّذِي ضَرَبَ ابنُ عَقِيلٍ رَأسَهُ بِالسَّيفِ، فَدُعِيَ بَكرُ بنُ حُمرَانَ الأحمَرِيُّ. فَقَالَ لَهُ: إصعَد فَلتَكُن أنتَ الَّذِي تَضرِبُ عُنُقَهُ.

فَصَعِدَ بِهِ وَهُوَ يُكَبِّرُ وَيَستَغفِرُ اللهَ، وَيُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ، وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ احكُم بَينَنَا وَبَينَ قَومٍ غَرّونَا وَكَذَّبُونَا وَخَذَلُونَا. وَأشرَفُوا بِهِ عَلَى مَوضِعِ الحَذّائِينَ اليَومَ، فَضُرِبَت عُنُقُهُ، وَأُتبِعَ جَسَدُهُ رَأسَهُ.

"ارشاد میں ہے، ابن زیاد نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ سے کہا: خدا مجھے مارے اگر میں نے تجھے قتل نہ کیا اور اس طرح قتل کروں گا کہ آج تک اسلام میں کسی نے اس طرح قتل نہ کیا ہوگا۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: ہاں، تجھ سے سب کچھ ممکن ہے تو اسلام میں جو بھی ظلم نہیں ہوا اس کے ایجاد کرنے کا تو ہی سزاوار ہے۔ جو تیرے دل میں آئے تو وہ کر گزر بری طرح سے قتل کرنا، ظلم و بربریت سے سر کاٹنا، خبثِ باطن کا مظاہرہ کرنا، وحشت و بربریت کا اظہار کرنا، غالب ہو کر ملامت سمیٹنا تیرا ہی حصہ ہے اور دنیا بھر میں تجھ سے بڑھ کر کوئی اس کا سزاوار

نہیں ہے۔

ابن زیاد نے اب حضرت مسلمؑ، حضرت عقیلؑ، حضرت علیؑ اور حضرات حسنین کریمین علیہم السلام کو گالیاں دینا شروع کیں۔ حضرت مسلمؑ نے خاموشی اختیار کی۔ پھر اُس نے جلادوں کو حکم دیا کہ انھیں قصر کی چھت پر لے جا کر قتل کر دیں۔ حضرت مسلمؑ کے سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دیں۔

حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اگر میرے اور تیرے درمیان قرابت ہوتی تو تُو مجھے قتل نہ کرتا۔

ابن زیاد نے پوچھا: وہ شخص کہاں ہے کہ جس کے سر اور شانہ پر مسلمؑ نے تلوار ماری تھی؟

لوگ اُسے فوراً بلا لائے جس کا نام بکر بن حمران احمری تھا۔ اُس نے اُسے حکم دیا: چھت پر چڑھ اور انھیں قتل کر دے۔

سفیر حسینؑ کو قصر کی چھت پر لے گئے۔ آپ تکبیر و استغفار اور صلوات پڑھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: "خدایا! ہمارے اور اِن لوگوں کے درمیان تو ہی انصاف کر، جنھوں نے ہمیں دھوکا دیا، ہم سے جھوٹ بولا، ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا"۔

یہ لوگ حضرت مسلمؑ کو قصر کی اس طرف سے لے گئے جہاں آج کل شتر قصاب رہتے ہیں۔ وہاں آپؑ کو شہید کر دیا گیا اور آپؑ کے سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے کی طرف پھینک دیا گیا"۔[1]

تاریخ الطبری عن أبي مخنف: حَدَّثني سعيد بن مدرك بن عُمارة: ثُمَّ قَالَ [ابنُ زِيَادٍ]: اِصعَدوا بِهِ فَوقَ القَصرِ فَاضرِبوا عُنُقَهُ، ثُمَّ أتبِعُوا جَسَدَهُ رَأسَهُ. فَقَالَ [مُسلِمٌ]: يَابنَ

---

[1] ارشاد: ج ۲، ص ۶۲؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۳؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۶؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۳؛ امالی شجری: ج ۱، ص ۱۹۱؛ حدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۶

الأشعَثِ : أمَا وَاللهِ لَوْلَا أنَّكَ آمَنتَنِي مَا استَسلَمتُ ، ثُمَّ بِسَيفِكَ دُونِي فَقَدِ أخفَرتَ ذِمَّتَكَ.

ثُمَّ قَالَ: يَابنَ زِيَادٍ! أمَا وَاللهِ لَو كَانَت بَينِي وَبَينَكَ قَرَابَةٌ مَا قَتَلتَنِي. ثُمَّ قَالَ ابنُ زِيَادٍ: أينَ هٰذَا الَّذِي ضَرَبَ ابنُ عَقِيلٍ رَأسَهُ بِالسَّيفِ وَعَاتِقَهُ؛ فَدُعِيَ فَقَالَ: إصعَد فَكُن أنتَ الَّذِي تَضرِبُ عُنُقَهُ.

فَصَعِدَ بِهِ وَهُوَ يُكَبِّرُ وَيَستَغفِرُ ، وَيُصَلِّي عَلَى مَلائِكَةِ اللهِ وَرُسُلِهِ، وَهُوَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ احكُم بَينَنَا وَبَينَ قَومٍ غَرُّونَا وَكَذَّبُونَا وَاَذَلُّونَا. وأُشرِفَ بِهِ عَلَى مَوضِعِ الجَزَّارِينَ اليَومَ ، فَضُرِبَت عُنُقُهُ، وأُتبِعَ جَسَدُهُ رَأسَهُ.

قَالَ أبو مِخنَفٍ: حَدَّثَنِي الصَّقعَبُ بنُ زُهَيرٍ، عَن عَوفِ بنِ أبِي جُحَيفَةَ، قَالَ: نَزَلَ الأحمَرِيُّ بُكَيرُ بنُ حُمرَانَ الَّذِي قَتَلَ مُسلِمًا، فَقَالَ لَهُ ابنُ زِيَادٍ: قَتَلتَهُ؛ قَالَ: نَعَم. قَالَ: فَمَا كَانَ يَقُولُ وَأنتُم تَصعَدُونَ بِهِ؛ قَالَ: كَانَ يُكَبِّرُ وَيُسَبِّحُ وَيَستَغفِرُ. فَلَمَّا أدنَيتُهُ لِأقتُلَهُ. قَالَ: اَللّٰهُمَّ احكُم بَينَنَا وَبَينَ قَومٍ كَذَّبُونَا وَغَرُّونَا، وَخَذَلُونَا وَقَتَلُونَا.

فَقُلتُ لَهُ : أُدنُ مِنِّي. الحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِي أقَادَنِي مِنكَ. فَضَرَبتُهُ ضَربَةً لَم تُغنِ شَيئًا. فَقَالَ [مُسلِمٌ] : أمَا تَرَىٰ فِي خَدشٍ تَخدِشُنِيهِ وَفَاءٌ مِن دَمِكَ أيُّهَا العَبدُ؛ فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: أوَ فَخرًا عِندَ المَوتِ! قَالَ: ثُمَّ ضَرَبتُهُ الثَّانِيَةَ فَقَتَلتُهُ.

"تاریخ طبری میں ابی مخنف سے مروی ہے، مجھے سعید بن مدرک بن عمارہ نے بتایا: ابن زیاد نے کہا: مسلم کو قصر کی چھت پر لے جاؤ اور وہاں قتل کردو اور ان کے سر کے ساتھ جسم کو بھی نیچے پھینک دو۔ حضرت مسلم

نے ابن اشعث سے کہا: اے ابن اشعث! تُو نے مجھے امان نہ دی ہوتی تو واللہ! میں خود کو تیرے حوالے نہ کرتا۔ اب مجھے بچانے کے لیے تلوار لے کر اُٹھنا تیری ذمہ داری ہے۔ تُو نے اپنے عہد کو توڑا ہے۔ یہ کہہ کر ابن زیاد سے کہا: واللہ! اگر میرے اور تیرے درمیان رشتہ داری ہوتی تو تُو مجھے قتل نہ کرتا۔

ابن زیاد نے کہا: وہ شخص کہاں ہے جس کے سر اور شانہ پر مسلمؑ نے تلوار ماری تھی۔ لوگ اُس شخص کو بلا لائے۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ تُو چھت پر چڑھ جا اور مسلمؑ کو قتل کر دے۔

یہ لوگ حضرت ابن عقیلؑ کو قصر کی چھت پر لے گئے۔ آپؑ تکبیر و استغفار اور صلوات پڑھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: "خدایا! ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما۔ ان لوگوں نے ہمیں دھوکا دیا، ہم سے جھوٹ بولا اور ہماری تذلیل کی۔ یہ امیر مسلمؑ کو قصر کی اس چھت پر لے کر گئے جہاں آج کل شتر قصاب رہتے ہیں، وہاں اُن کو قتل کر دیا گیا اور اُن کے سر کے ساتھ اُن کے جسم کو بھی نیچے پھینک دیا گیا۔

ابومخنف نے کہا: مجھے صقعب بن زُہیر نے بتایا۔ اُس نے عوف بن اُبی جحیفہ سے سنا، اُس نے کہا: جب بکیر احمری حضرت مسلمؑ کو قتل کر کے قصر کی چھت سے نیچے اُترا۔ تو ابن زیاد نے اُس سے پوچھا: کیا تُو نے اُنھیں قتل کر دیا ہے۔ بکیر نے کہا: ہاں۔ اُس نے پوچھا: جب تو اُنھیں قصر کی چھت پر لے جا رہا تھا تو وہ کیا کہتا جاتا تھا؟

اُس نے کہا: وہ تکبیر و تسبیح اور استغفار پڑھ رہا تھا۔ جب میں نے قتل کرنے کے لیے اُسے اپنی طرف کھینچا تو اُس نے کہا: خدایا! ہمارے اور اِن لوگوں کے درمیان انصاف فرما، جنھوں نے ہم سے جھوٹ بولا ہے، ہمیں دھوکا دیا ہے اور ہمیں تن تنہا چھوڑ دیا ہے اور ہمیں قتل کیا ہے۔

میں نے انھیں کہا: میرے قریب آؤ۔ خدا کا شکر ہے کہ تجھ سے اپنا قصاص لینے کے لیے مجھے موقع دیا۔ یہ کہہ کر میں نے ایک وار کیا اور وہ بے کار ہو گیا۔ تو مسلمؑ نے مجھ سے کہا: بندۂ خدا! یہ جو کا (زخم) جو تُو نے دیا کیا اس میں تیرے زخم کا بدلہ نہیں ہوا؟

ابن زیاد کہنے لگا: ہائے قتل کے وقت بھی یہ فخر۔

بکیر نے کہا: پھر میں نے دوسرے وار میں انھیں قتل کر دیا"۔ [1]

مروج الذهب :أُدخِلَ إِلَى ابنِ زِيَادٍ . فَلَمَّا انقضى كَلَامُهُ ، وَمُسلِمٌ يُغلِظُ لَهُ فِي الجوابِ . أمَرَ بِهِ فأُصعِدَ إلى أعلَى القَصرِ ، ثُمَّ دَعَا الأحمَرِيَّ . الَّذِي ضَرَبَهُ مُسلِمٌ . فَقَالَ : كُن أَنتَ الَّذِي تَضرِبُ عُنُقَهُ . لِتَأخُذَ بِثَأرِكَ مِن ضَربَتِهِ . فَأَصعَدُوهُ إلى أعلَى القَصرِ ، فَضَرَبَ بُكَيرٌ الأحمَرِيُّ عُنُقَهُ ، فَأَهوى رَأسُهُ إِلَى الأرضِ . ثُمَّ أتبَعوا رَأسَهُ جَسَدَهُ....

ثُمَّ دَعَا ابنُ زِيَادٍ بِبُكَيرِ بنِ حُمرانَ الَّذِي ضَرَبَ عُنُقَ مُسلِمٍ ، فَقَالَ: أقَتَلتَهُ ؛ قَالَ : نَعَم . قَالَ: فَمَا كَانَ يَقُولُ وَأَنتُم تَصعَدُونَ بِهِ لِتَقتُلُوهُ ؛ قَالَ : كَانَ يُكَبِّرُ وَيُسَبِّحُ اللهَ ، وَيُهَلِّلُ وَيَستَغفِرُ اللهَ . فَلَمَّا أدنَينَاهُ لِنَضرِبَ عُنُقَهُ . قَالَ : اللّٰهُمَّ احكُم بَينَنَا وَبَينَ قَومٍ غَرّونَا وَكَذَّبُونَا ، ثُمَّ خَذَلُونَا وَقَتَلُونَا . فَقُلتُ : الحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِي أقَادَنِي مِنكَ . وَضَرَبتُهُ ضَربَةً لَم تَعمَل شَيئًا . فَقَالَ لِي [مُسلِمٌ] : أوَمَا يَكفِيكَ . وَفِي خَدشٍ مِنِّي وَفَاءٌ بِدَمِكَ أيُّهَا العَبدُ؛ ! قَالَ ابنُ زِيَادٍ : أوَ فَخرًا عِندَ المَوتِ ! قَالَ: وَضَرَبتُهُ الثَّانِيَةَ فَقَتَلتُهُ . ثُمَّ أتبَعنَا رَأسَهُ جَسَدَهُ.

---

[1] تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۸؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۴؛ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۴۰؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۹؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۷

"مروج الذہب میں ہے: جب حضرت امیر مسلمؑ کو ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو اُن کے درمیان بات چیت کا سلسلہ ختم ہوا۔ جنابِ مسلمؑ کے جواب اُس پر بھاری گزرے تھے۔ اُس نے حکم دیا کہ انھیں قصر کی چھت پر لے جائیں۔ احمری کو بلایا کہ جس کے سر اور کندھے پر جنابِ مسلمؑ نے تلوار کا وار کیا تھا۔ اُس سے کہا: جاؤ اور انھیں قتل کر دو، تاکہ اس ذریعے تیرا قصاص ہو جائے۔ سپاہی حضرت مسلمؑ کو قصر کی چھت پر لے گئے۔ بکیر احمری نے آپؑ کو شہید کیا اور آپؑ کے سر کے ساتھ آپؑ کے جسم کو بھی نیچے پھینک دیا۔ پھر ابن زیاد نے بکیر سے پوچھا: کیا تُو نے مسلم کو قتل کر دیا ہے؟ اُس نے کہا: ہاں، قتل کر دیا ہے۔ ابن زیاد نے پوچھا: جب تو انھیں قصر کی چھت کی طرف لے جا رہا تھا تو وہ کیا کہتا جاتا تھا؟

اُس نے کہا: وہ تکبیر و تسبیح و استغفار اور صلوات پڑھ رہے تھے۔ جب میں نے انھیں قتل کرنے کے لیے اپنے قریب کھینچا تو کہا: خدایا! ہمارے اور اس قوم کے درمیان انصاف کر جنھوں نے ہمیں دھوکا دیا ہے، ہم سے جھوٹ بولا ہے، ہمیں بے سہارا چھوڑ دیا ہے اور ہمیں قتل کیا ہے۔

میں نے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے تجھ سے اپنا قصاص لینے کا موقع دیا۔ یہ کہہ کر میں نے اُس پر وار کیا جو بے کار ہو گیا تو حضرت مسلمؑ نے مجھ سے کہا: اے بندۂ خدا! یہ خراش جو تُو نے مجھے دی ہے کیا اس سے تیرے زخم کا بدلہ نہیں ہوا ہے۔

یہ سن کر ابن زیاد کی دُنیا تیرہ و تاریک ہو کر رہ گئی۔ حیران ہو کر کہنے لگا: قتل کے وقت بھی یہ فخر!

بکیر نے کہا: میں نے دوسرا وار کیا اور انھیں قتل کر دیا۔ اُن کے سر کے ساتھ ساتھ اُن کے جسم کو بھی نیچے پھینک دیا"۔ (مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۹)

الثقات لابن حبّان: وأدخلوهُ [أي مُسلِمَ بنَ عقيلٍ] عَلَى

عُبَيدِ اللهِ، فَأُصعِدَ القَصرَ وَهُوَ يَقرَأُ وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ احكُم بَينَنَا وَبَينَ قَومٍ غَرُّونَا، وَكَذَّبُونَا، ثُمَّ خَذَلُونَا حَتّٰى دُفِعنَا اِلٰى مَا دُفِعنَا اِلَيهِ. ثُمَّ اَمَرَ عُبَيدُ اللهِ بِضَربِ رَقَبَةِ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، فَضَرَبَ رَقَبَةَ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ بُكَيرُ بنُ حُمرَانَ الاَحمَرِيُّ عَلٰى طَرَفِ الجِدَارِ، فَسَقَطَت جُثَّتُهُ، ثُمَّ اَتبَعَ رَأسَهُ جَسَدَهُ.

"ثقات ابن حبان میں ہے، ابن زیاد کی فورس کے لوگ حضرت امیر مسلمؑ کو ابن زیاد کے پاس لائے، انھیں قصر کی چھت کی طرف لے جایا گیا تو آپؑ تسبیح و تکبیر اور صلوات پڑھ رہے تھے۔ ساتھ یہ کہہ رہے تھے: خدایا! ہمارے اور اس قوم کے درمیان انصاف فرما کہ جنھوں نے ہمیں دھوکہ دیا، جھوٹ بولا اور ذلیل کیا۔

ابن زیاد نے اُن کے قتل کا حکم دیا تو بکیر بن حمران احمری نے دیوار کی طرف ان کی گردن پر وار کیا اور انھیں شہید کر دیا اور اُن کے جسم کو اُن کے سر کے ساتھ نیچے گرا دیا"۔ ①

الملهوف: اَمَرَ ابنُ زِيَادٍ بُكَيرَ بنَ حُمرَانَ اَن يَصعَدَ بِهِ [اَي بِمُسلِمٍ] اِلٰى اَعلَى القَصرِ فَيَقتُلَهُ. فَصَعِدَ بِهِ وَهُوَ يُسَبِّحُ اللهَ تَعَالٰى وَيَستَغفِرُهُ، وَيُصَلِّي عَلٰى نَبِيِّهِ ﷺ. فَضَرَبَ عُنُقَهُ. وَنَزَلَ وَهُوَ مَذعُورٌ.

فَقَالَ لَهُ ابنُ زِيَادٍ: مَا شَأنُكَ؟ فَقَالَ: اَيُّهَا الاَمِيرُ، رَأَيتُ سَاعَةَ قَتلِهِ رَجُلًا اَسوَدَ شَنِيءَ الوَجهِ حِذَائِي، عَاضًّا عَلٰى اِصبَعِهِ اَو قَالَ عَلٰى شَفَتَيهِ، فَفَزِعتُ فَزَعًا لَم اَفزَعهُ قَطُّ. فَقَالَ ابنُ

① ثقات ابن حبان: ج۲، ص۳۰۸؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص۴۲۶؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص۳۰۸؛ الاصابہ: ج۲، ص۷۱

زِيَادٍ: لَعَلَّكَ دَهِشْتَ.

''الملهوف میں ہے کہ عبیداللہ ابنِ زیاد نے بکیر بن حمران اَحمری کو حکم دیا کہ وہ مسلمؑ کو قصر کی چھت پر لے جائے اور وہاں جا کر اُنھیں قتل کر دے۔

جب حضرت مسلمؑ چھت پر چڑھے تو اُس وقت آپؑ کی زبان پر اللہ رب العزت کی حمد وثنا، تسبیح وتہلیل اور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام جاری وساری تھا۔ بکیر اَحمری آپؑ کو شہید کر کے جب واپس ابنِ زیاد کے پاس آیا تو وہ دہشت زدہ دکھائی دیتا تھا۔

ابنِ زیاد نے پوچھا: کیا ہوا ہے، تو کیوں کانپ رہا ہے؟ اُس نے کہا: اے امیر! جب میں اُنھیں قتل کر رہا تھا تو اس وقت میں نے بدصورت اور سیاہ چہرے والا شخص دیکھا جو میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی اُنگلی منہ میں لیے ہوئے اُسے کاٹ رہا تھا۔ اُسے دیکھنے سے میرے بدن میں لرزہ طاری ہو گیا۔ ابنِ زیاد نے کہا: یہ تیرا وہم ہے اور کچھ نہیں ہے''۔ (1)

الفتوح: قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ: اِلحَقُوا بِهِ [أي بِمُسلِمٍ] إلىٰ أعلَى القَصرِ فَاضرِبُوا عُنُقَهُ، وَألحِقُوا رَأسَهُ جَسَدَهُ. فَقَالَ مُسلِمٌ: أمَا وَاللهِ يَا ابنَ زِيَادٍ: لَو كُنتَ مِن قُرَيشٍ، أو كَانَ بَينِي وَبَينَكَ رَحِمٌ أو قَرَابَةٌ لَمَا قَتَلتَنِي، وَلٰكِنَّكَ ابنُ أبِيكَ!

قَالَ: فَأدخَلَهُ ابنُ زِيَادٍ القَصرَ، ثُمَّ دَعَا رَجُلًا مِن أهلِ الشَّامِ قَد كَانَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ ضَرَبَهُ عَلىٰ رَأسِهِ ضَربَةً مُنكَرَةً. فَقَالَ لَهُ: خُذ مُسلِمًا وَاصعَد بِهِ إلىٰ أعلَى القَصرِ، وَاضرِب عُنُقَهُ بِيَدِكَ، لِيَكُونَ ذٰلِكَ أشفىٰ لِصَدرِكَ.

قَالَ: فَأُصعِدَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ إلىٰ أعلَى القَصرِ، وَهُوَ فِي ذٰلِكَ يُسَبِّحُ اللهَ تَعَالىٰ وَيَستَغفِرُهُ، وَهُوَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ احكُم بَينَنَا

---

(1) الملهوف: ص ۱۲۲؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۷

وَبَيْنَ قَوْمٍ غَرُّوْنَا وَخَذَلُوْنَا.

فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ، حَتّٰى أُتِيَ بِهِ إِلٰى أَعْلَى الْقَصْرِ، وَتَقَدَّمَ ذٰلِكَ الشَّامِيُّ فَضَرَبَ عُنُقَهُ رَحِمَهُ اللهُ ثُمَّ نَزَلَ الشَّامِيُّ إِلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَهُوَ مَدْهُوْشٌ.

فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِيَادٍ: مَا شَأْنُكَ؛ أَقَتَلْتَهُ؛ قَالَ: نَعَمْ، أَصْلَحَ اللهُ الْأَمِيْرَ، إِلَّا أَنَّهُ عَرَضَ لِيْ عَارِضٌ، فَأَنَا لَهُ فَزِعٌ مَرْعُوْبٌ. فَقَالَ: مَا الَّذِيْ عَرَضَ لَكَ؛ قَالَ: رَأَيْتُ سَاعَةَ قَتَلْتُهُ رَجُلًا حِذَائِيْ أَسْوَدَ، كَثِيْرَ السَّوَادِ كَرِيْهَ الْمَنْظَرِ، وَهُوَ عَاضٌّ عَلٰى إِصْبَعَيْهِ أَوْ قَالَ: شَفَتَيْهِ فَفَزِعْتُ مِنْهُ فَزَعًا لَمْ أَفْزَعْ قَطُّ مِثْلَهُ! قَالَ: فَتَبَسَّمَ ابْنُ زِيَادٍ، وَقَالَ لَهُ: لَعَلَّكَ دُهِشْتَ، وَهٰذِهِ عَادَةٌ لَمْ تَعْتَدْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ.

"الفتوح میں ہے، ابن زیاد نے کہا کہ مسلمؑ کو قصر کی چھت پر لے جا کر قتل کردو اور اُس کے سر کے ساتھ اُس کے جسم کو بھی نیچے گرادو۔

حضرت مسلمؑ نے ابن زیاد سے کہا: اے ابن زیاد! بخدا! اگر تو قریش سے ہوتا یا میرے اور تیرے درمیان قرابت ہوتی تو تُو مجھے قتل نہ کرتا لیکن تو اُس کا بیٹا ہے جس کا نسب مجہول ہے۔

ابن زیاد نے اہلِ شام میں سے ایک فرد کو بلایا کہ جس کے سر اور کندھے پر حضرت مسلمؑ نے ضربت لگائی تھی۔ اُسے کہا: مسلمؑ کو اپنے ساتھ قصر کی چھت پر لے جا اور اُنھیں قتل کردے، تاکہ تیرا دل ٹھنڈا ہو۔

سپاہی حضرت مسلمؑ کو قصر کی چھت پر لے گئے۔ اُس وقت اس مقرب بارگاہِ خدا کی زبان پر تسبیح و تہلیل و استغفار کے کلمات کے ساتھ جنبش ہوئی تھی۔ وہ ساتھ ہی یہ دُعا بھی مانگ رہے تھے: "خدایا! ہمارے اور اس قوم کے درمیان انصاف فرما کہ جنھوں نے ہمیں دھوکہ دیا اور دشمن کے

حوالے کیا"۔

قصر کی چھت تک آپؑ کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ شامی نے آگے بڑھ کر آپؑ کو شہید کیا اور پھر ہانپتا کانپتا ابن زیاد کے پاس آیا۔ ابن زیاد نے کہا: کیا ہے تجھے، کیا تُو نے اُسے قتل کیا ہے؟

اُس نے کہا: ہاں، میں نے اُسے قتل کر دیا ہے، لیکن اس دوران میرے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا جس سے مَیں خوف زدہ ہو گیا۔

ابن زیاد نے پوچھا: وہ کیا تھا؟ اُس نے کہا: قتل کے وقت میں نے سیاہ رنگ کا خوف ناک سیاہ رنگ، مہیب شکل والے آدمی کو دیکھا جو اپنی اُنگلیوں کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا۔ یا وہ اپنے ہونٹوں کو کاٹ رہا تھا۔ جسے دیکھ کر مَیں بہت زیادہ ڈر گیا، حالانکہ میں زندگی میں اس طرح نہیں ڈرا۔

ابن زیاد نے مسکرا کر کہا: چونکہ تُو نے خلافِ عادت کام کیا ہے، لہٰذا تجھ پر دہشت طاری ہو گئی ہے اور صورتِ خیال تیری نظر میں بندھ گئی ہے"۔ ①

مثیر الأحزان: أَمَرَ [عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ] بِقَتْلِهِ ، فَأَغلَظَ لَهُ مُسلِمٌ فِي الكَلَامِ وَالسَّبِّ ، فَأُصعِدَ عَلَى القَصرِ ، فَضَرَبَ عُنُقَهُ بُكَيرُ بنُ حُمرانَ الأَحمَرِيُّ ، وأَلقَى جَسَدَهُ إِلَى النَّاسِ .

"مثیر الاحزان میں ہے، عبیداللہ نے حضرت مسلمؑ کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت مسلمؑ نے اپنی گفتگو میں اُسے خوب ذلیل وخوار کیا۔ آپؑ کو قصر کی چھت پر لے جایا گیا۔ بکیر بن حمران احمری نے آپؑ کو شہید کیا اور آپ کا جسدِ مبارک نیچے لوگوں کی طرف پھینک دیا گیا"۔ ②

المناقب لابن شهر آشوب: فَأُتِيَ بِهِ [أي بِمُسلِمِ بنِ عَقيلٍ] إِلَى ابنِ زِيَادٍ فَتَجَاوَبَا ، وَكَانَ ابنُ زِيَادٍ يَسُبُّ حُسَيناً وَعَلِيّاً

---

① الفتوح: ج ۵، ص ۵۸؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۱۳

② مثیر الاحزان: ص ۷۳

علیہ السلام. فَقَالَ مُسلِمٌ: فَاقضِ مَا اَنتَ قَاضٍ يَا عَدُوَّ اللهِ. فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: اِصعَدُوا بِهٖ فَوقَ القَصرِ وَاضرِبُوا عُنُقَهُ. وَكَانَ مُسلِمٌ يَدعُو اللهَ. وَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ احكُم بَينَنَا وَبَينَ قَومٍ غَرُّونَا وَخَذَلُونَا. فَقَتَلَهُ وَهُوَ عَلٰى مَوضِعِ الحَذَّائِينَ.

"مناقب ابن شہر آشوب میں ہے، حضرت امیر مسلمؑ کو ابن زیاد کے دربار میں لایا گیا۔ اُن کے درمیان گفتگو ہوئی۔ گفتگو کے درمیان ابن زیاد نے حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام علی علیہ السلام پر سب و شتم کرنا شروع کر دیا۔ حضرت مسلمؑ نے فرمایا: اے دشمن خدا! تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر۔
ابن زیاد نے کہا: انھیں دارالامارہ کی چھت پر لے جاؤ اور قتل کر دو۔
اس وقت اس عظیم مجاہد و مبارز کی زبان پر حمد و تکبیر، تسبیح و تہلیل اور استغفار اور صلوات بر نبیؐ کے ساتھ حرکت میں تھی اور آپؑ بارگاہِ خداوندی میں مناجات کر رہے تھے اور عرض پرداز تھے: خدایا! تو اس گروہ اور ہمارے درمیان فیصلہ کر کہ جنھوں نے ہمیں دھوکہ دیا ہے، جھوٹ بولا ہے اور ہماری مدد سے دستبردار ہوئے ہیں۔ بکیر نے آپؑ کو قصر کی چھت پر اس جگہ لے گیا کہ جس کے نیچے جوتے گانٹھنے والے بیٹھتے تھے"۔ ①

تذکرة الخواص: فَاَمَّنَهُ [أي مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ] ابنُ الأَشعَثِ، وَجَاءَ بِهٖ إِلَى ابنِ زِيَادٍ، فَأَمَرَ بِهٖ، فَأُصعِدَ إِلٰى عَلَى القَصرِ فَضُرِبَت عُنُقُهُ، وَأُلقِيَ رَأسُهُ إِلَى النَّاسِ، وَصُلِبَت جُثَّتُهُ بِالكُنَاسَةِ. ثُمَّ فُعِلَ بِهَانِي بنِ عُروَةَ كَذٰلِكَ.

"تذکرة الخواص میں ہے، ابن اشعث نے حضرت امیر مسلمؑ کو امان دی اور وہ آپؑ کو لے کر ابن زیاد کے پاس آیا۔ اُس نے حکم دیا کہ انھیں قصر

① مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۳؛ المختصر فی اخبار البشر، ابو الفداء، ج ۱، ص ۱۹۰

کی چھت پر لے جا کر قتل کر دو۔ آپ کو چھت پر لے جایا گیا اور وہاں آپ کو شہید کر دیا گیا اور آپؑ کا سر لوگوں کی طرف پھینک دیا گیا۔ آپؑ کے جسمِ اقدس کو محلہ کناسہ میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ پھر حضرت ہانیؓ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا"۔ (۱)

حضرت مسلمؑ کا کوفہ میں مدتِ قیام

مروج الذہب: خَرَجَ مُسلِمٌ مِن مَكَّةَ فِي النِّصفِ مِن شَهرِ رَمَضانَ، حَتّى قَدِمَ الكُوفَةَ لِخَمسٍ خَلَونَ مِن شَوّالٍ.

"مروج الذہب میں ہے: حضرت مسلمؑ ۱۵ رمضان المبارک کو مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور آپؑ پانچ شوال کو کوفہ پہنچے تھے"۔ (مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۴)

"مروج الذہب: كانَ ظُهورُ مُسلِمٍ بِالكوفَةِ يَومَ الثَّلاثاءِ لِثَمانِ لَيالٍ مَضَينَ مِن ذِي الحِجَّةِ سَنَةَ سِتّينَ، وَهُوَ اليَومُ الَّذِي ارتَحَلَ فيهِ الحُسَينُ مِن مَكَّةَ إلَى الكوفَةِ وَقيلَ: يَومَ الأَربِعاءِ، يَومَ عَرَفَةَ، لِتِسعٍ مَضَينَ مِن ذِي الحِجَّةِ سِتّينَ.

"مروج الذہب میں ہے: حضرت مسلمؑ نے کوفہ میں بروز منگل ۸ ذی الحجہ ۶۰ھ کو خروج کیا تھا۔ اسی روز فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ ایک قول کے مطابق حضرت امام حسین علیہ السلام بروز بدھ، یومِ عرفہ ۹ ذی الحج ۶۰ھ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے"۔ (۲)

---

(۱) تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۲؛ مروج الذہب: ج ۳، ص ۷۰

(۲) مروج الذہب: ج ۳، ص ۷۰؛ تاریخ طبری: ج ۵ ص، ۳۸۱؛ انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۱؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۷۵۶

الإرشاد: كَانَ خُروجُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ رَحمَةُ اللهِ عَلَيهِمَا بِالكُوفَةِ يَومَ الثَّلاثَاءِ، لِثَمانٍ مَضَينَ مِن ذِي الحِجَّةِ، سَنَةَ سِتِّينَ، وقَتلُهُ يَومَ الأربِعاءِ، لِتِسعٍ خَلَونَ مِنهُ يَومَ عَرَفَةَ. وَكَانَ تَوَجُّهُ الحُسَينِ علیہ السلام مِن مَكَّةَ إِلَى العِرَاقِ فِي يَومِ خُروجِ مُسلِمٍ بِالكُوفَةِ، وَهُوَ يَومُ التَّروِيَةِ.

"ارشاد میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے کوفہ میں بروز منگل ۸ ذی الحج ۶۰ھ کو خروج کیا تھا۔ آپ کو بدھ کے دن شہید کردیا گیا۔ یہ ۹ ذی الحجہ کا دن تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے عراق کی طرف حضرت مسلمؑ کے خروج کے دن روانہ ہوئے تھے۔ یہ ذی الحج کی آٹھ تاریخ تھی"۔ (۱)

تذكرة الخواص: كَانَ قَتلُ مُسلِمٍ لِثَمانٍ مَضَينَ مِن ذِي الحِجَّةِ، بَعدَ رَحِيلِ الحُسَينِ علیہ السلام مِن مَكَّةَ بِيَومٍ، وَقِيلَ: يَومَ رَحِيلِهِ، ولَم يَعلَمِ الحُسَينُ علیہ السلام بِمَا جَرَى فِي الكُوفَةِ.

"تذکرۃ الخواص میں ہے، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو ۸ ذی الحج کو کوفہ میں شہید کیا گیا تھا۔ اسی دن حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ روانہ ہو چکے تھے۔ ایک قول کے مطابق جس دن امام حسین علیہ السلام نے مکہ چھوڑنے کا ارادہ کیا تھا اسی دن حضرت مسلمؑ شہید ہوئے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو کوفہ کے حالات کا علم نہیں تھا"۔ (۲)

الأخبار الطوال: كَانَ قَتلُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ يَومَ الثَّلاثَاءِ، لِثَلاثٍ خَلَونَ مِن ذِي الحِجَّةِ سَنَةَ سِتِّينَ، وَهِيَ السَّنَةُ الَّتِي مَاتَ فِيهَا مُعَاوِيَةُ.

---

(۱) ارشاد: ج ۲، ص ۶۶؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۵؛ مثیر الاحزان: ص ۳۸؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۳؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۸

(۲) تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۳؛ تاریخ ابو الفداء: ج ۱، ص ۱۹۰

"اخبار الطوال میں ہے، حضرت مسلمؑ کو منگل تین ذی الحج ۶۰ھ کو شہید کیا گیا تھا۔ معاویہ کی موت بھی اسی سال ہوئی تھی"۔ ①

الملھوف: كَانَ قَدْ تَوَجَّهَ الْحُسَيْنُ عليه السلام مِنْ مَكَّةَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، لِثَلَاثٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ. وَقِيلَ: لِثَمَانٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ. سَنَةَ سِتِّينَ مِنَ الْهِجْرَةِ. قَبْلَ اَنْ يَعْلَمَ بِقَتْلِ مُسْلِمٍ، لِأَنَّهُ عليه السلام خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ مُسْلِمٌ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ.

"الملھوف میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے منگل ۳ ذی الحج کو کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ ایک قول کے مطابق آپؑ ۸ ذی الحج ۶۰ھ کو روانہ ہوئے۔ ایک قول کے مطابق ۸ ذی الحج ۶۰ھ کو کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ ابھی آپ تک حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر نہیں پہنچی تھی کہ انھیں کوفہ میں شہید کر دیا گیا ہے"۔ (الملھوف: ص ۱۲۳)

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کا کوفہ میں قیام

سابقہ روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ مکہ معظمہ سے ۱۵ رمضان المبارک روانہ ہوئے تھے اور آپ کوفہ میں پانچ شوال کو وارد ہوئے تھے۔ آپؑ کا ابن زیاد کی فوج سے تصادم ۸ ذی الحج کو ہوا تھا۔ اسی تاریخ کو حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ آپؑ کو خروج کے دوسرے دن ۹ ذی الحج کو شہید کر دیا گیا۔

اس لحاظ سے کوفہ میں آپؑ کا قیام دو ماہ چار دن بنتا ہے لیکن بعض تاریخی مصادر کے مطابق آپؑ کی شہادت تین ذی الحجہ ہے اور بعض میں آٹھ ذی الحج ہے۔ اگر ان مصادر کی نقول کے ساتھ حساب کیا جائے تو آپؑ کے قیام کی مدت مذکورہ مدت سے ایک یا چھ دن کم بنتی ہے۔

---

① اخبار الطوال: ص ۲۴۲؛ الملھوف: ص ۱۲۳

مزید چند لمحات سفیر حسینؑ حضرت مسلمؑ کے ساتھ

آپؑ نے ابھی ابھی مسلمؑ بن عقیلؑ کی سفارت کا بیان پڑھا ہے۔ امیر مسلمؑ وفورِ علم وعقل، تدبیر وصلاح اور شجاعت و بہادری میں امتیازی شان رکھتے تھے۔ جہاں آپؑ جرأت وشجاعت اور فنونِ حرب وضرب میں بڑا نام رکھتے تھے وہاں اُمورِ سفارت میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔ فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام نے آپؑ کو نہضتِ اسلامیہ کی سفارت سونپی تھی۔ سفارت کسی انقلاب کی روح وجان ہوتی ہے۔ سفیر کی کارکردگی سے بانی انقلاب اپنے انقلاب کو برپا کرسکتا ہے۔ کوفہ ایک فوجی چھاؤنی تھی جس میں جنگ جُو لوگ رہتے تھے۔ انقلاب کے لیے ان لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو انقلاب کے لیے راستے میں حائل رکاوٹوں کو اپنے زورِ بازو سے ہٹا سکتے ہوں۔ جونہی حضرت امیر مسلمؑ نے کوفہ میں قدم رکھا تھا تو آپؑ نے وہاں کے لوگوں سے رابطہ پیدا کیا۔ تھوڑے عرصہ میں آپؑ نے غیر اسلامی حکومت کے خلاف اٹھارہ ہزار افراد کو اپنے پرچم کے نیچے جمع کرلیا۔ آپؑ کی یہ ایک بہت بڑی کامیابی تھی۔ یہ بیعت کرنے والے وہ لوگ تھے جو تبدیلی چاہتے تھے لیکن ان کا کوئی قائد نہ تھا جو انھیں جمع کرتا۔ حضرت امیر مسلمؑ کی صورت میں انھیں ایک خالص ومخلص لیڈر مل گیا تھا اس لیے وہ سب آپؑ کے اِردگرد جمع ہوگئے۔ کوفہ کے اکثر اُمراء اُموی حکومت کے وفادار تھے۔ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی حکومت کے مخالف تھے۔ وہ سب ابنِ زیاد کے پاس جمع ہوگئے۔ اُنھوں نے ابنِ زیاد کی نگرانی میں اس تازہ اسلامی تحریک کے خلاف کام کرنا شروع کردیا کہ ابھی وہ پھل پھول رہی ہے، فوری ایسی ضرب لگائی جائے کہ یہیں ختم ہوکر رہ جائے۔ وہ کوئی سردار جو اس تحریک کی جان تھے انھیں گرفتار کرلیا جائے۔ جناب مختار بن ابوعبیدہ ثقفیؓ، جناب ہانی بن عروہؓ مرادی اس تحریک کے روحِ رواں تھے۔ یہ دونوں ہی گرفتار کرلیے گئے تھے۔

جنابِ ہانیؓ کوفہ کے اشراف واعیان میں شمار ہوتے تھے۔ مروج الذہب مسعودی میں ہے کہ جنابِ ہانیؓ کی شخصیت اور بزرگی کا یہ عالم تھا کہ چار ہزار زرہ پوش افراد اُن کے ساتھ سوار ہوتے تھے۔ آٹھ ہزار پیادے اُن کے زیرِفرمان تھے اور جب اپنے احلاف لوگوں کو جو قبیلہ کندہ اور باقی قبائل میں سے تھے بلاتے تو تیس ہزار زرہ پوش اُن کی آواز پر لبیک

کہتے تھے۔ جب آپؒ ابنِ زیاد کی قید میں تھے تو یہ خبر اُن کے قبیلے کے افراد کو ملی تو وہ عمرو بن حجاج مذحجی کی کمان میں دارالامارہ پہنچے۔ اس وقت ابنِ زیاد کے پاس کوئی زیادہ لوگ نہ تھے۔ یہ لوگ اُس کے قصر کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے تھے۔ جب قاضی شریح نے انھیں جھوٹی رپورٹ دی کہ جنابِ ہانیؒ خیریت سے ہیں، وہ دھوکہ کھا کر واپس چلے گئے تھے اور اپنے سردار کو خونخوار بھیڑیے کے حوالے کر دیا تھا، حالانکہ اُن کے لیے ضروری تھا کہ وہ اس وقت واپس نہ جاتے جب تک دشمن اُن کے سردار کو اُن کے حوالے نہ کرتا۔

جب حضرت ہانیؒ کی گرفتاری کی خبر حضرت امیر مسلمؑ کو ملی تو آپؑ نے فوراً منادی کرائی۔ لوگ جب جمع ہو گئے تو آپؑ نے اپنے لشکر کو منظم کیا اور دارالامارہ کا رُخ کیا۔ تھوڑے سے وقت میں مسجد اور بازار آپؑ کے ساتھیوں سے بھر چکے تھے۔ اُس وقت بھی ابنِ زیاد کے پاس پچاس سے زیادہ لوگ نہ تھے، لیکن لوگوں کے دلوں میں اُموی مظالم کا خوف اتنا تھا کہ حضرت مسلمؑ کا لشکر آہستہ آہستہ منتشر ہونے لگا۔ روایات کے مطابق نمازِ مغرب کے وقت جنابِ امیر مسلمؑ کے ساتھ صرف تیس آدمی رہ گئے تھے۔

اہلِ کوفہ کی بے وفائی یہاں تو سمجھ میں آجاتی ہے کہ اُنھوں نے حضرت مسلمؑ کو خوف کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا لیکن جنابِ ہانیؒ کی قوم کی سمجھ نہیں آتی کیونکہ یہ تو اُن کا ذاتی مسئلہ تھا۔ وہ اپنے سردار کو دشمن کے پاس چھوڑ کر اپنے گھروں میں آرام کے ساتھ اس طرح بیٹھ رہے جیسے اُن کا جنابِ ہانیؒ سے دُور کا واسطہ بھی نہیں تھا۔ اُن کے تیس ہزار زرہ پوش اَحلاف بنی کندہ کہاں گئے تھے اور خود اُن کی اپنی قوم کے بارہ ہزار سوار اور پیادہ جوان وہ کدھر چلے گئے تھے؟

حضرت امیر مسلمؑ نے جنابِ ہانیؒ کے ساتھ پوری وفا کی تھی۔ ان کی گرفتاری کی خبر سننے کے بعد اُن کے گھر میں بیٹھے نہیں رہے۔ لوگوں کو جمع کیا اور اُن سب کو دارالامارہ تک لے گئے۔ اس دوران آپؑ زخمی بھی ہوئے۔ اب ان لوگوں کا کام یہ تھا کہ وہ ابنِ زیاد کی فوج کے ساتھ آخری دم تک لڑتے اور اپنے دشمن کو قتل کر کے اپنے سردار کو آزاد کرا کر واپس آتے۔

چشمِ فلک نے یہ منظر بھی دیکھا کہ ابنِ زیاد بھی محفوظ رہا اور اُن کا سردار بھی قید و بند میں درد سے چیختا چلّاتا رہا۔ طوعہ خاتون کو ہزار ہا مرتبہ سلام کہ جس نے غریب و مسافر اور

حیران و پریشان سفیر حسینؑ کو اپنے گھر میں پناہ دی۔ اگر وہ پناہ نہ دیتی تو آپؑ کوفہ کی گلیوں میں فوراً اپنے دشمنوں کے ہتھے چڑھ جاتے، مارے جاتے یا گرفتار ہو جاتے۔ حضرت مسلمؑ نے رات اس کے گھر گزاری اور صبح جب دشمن کی فوج آئی تو آپؑ نے اُن کے ساتھ خوب جنگ کی۔ بیعت کرنے والوں میں ایک فرد بھی اُن کی مدد کے لیے نہ آیا۔ آخرکار آپؑ گرفتار ہو کر دشمن کے سامنے پیش کر دیئے گئے۔ جب خوشامدیوں نے کہا: اے مسلمؑ! امیر کو سلام کرو۔ آپؑ نے جرأت و بہادری کے ساتھ جواب دیا: ''یہ میرا امیر نہیں ہے، میرا امیر حسینؑ ہے''۔

حضرت امیر مسلمؑ قیدی تھے۔ زخموں سے چُور چُور تھے۔ دشمن کے نرغے میں تھے۔ ہر آدمی کو اپنی زندگی سے پیار ہوتا ہے۔ آپؑ نے اپنی زندگی کی بقا کی کوئی فکر نہ کی، بلکہ اپنے مشن کو سامنے رکھا۔ آپؑ حسینی انقلاب کے نقیب تھے۔ آپؑ کے سامنے اپنی ذمہ داریاں تھیں۔ آپؑ نے کسی کمزوری کا مظاہرہ نہ کیا۔ آپؑ نے ابن زیاد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی اور اُسے اس کے دربار میں ذلیل و رُسوا کیا۔ آپؑ نے اُسے اس کا حسب بھی بتایا اور نسب بھی بتایا۔

حضرت عباس علمدار حسینیؑ کی وفاؤں کو لاکھوں بار سلام۔ حضرت عباسؑ میدانِ کربلا میں اکیلے نہیں تھے۔ آپؑ اپنے امامؑ کے ساتھ تھے، اپنے بھائیوں اور اہلِ بیتؑ کے دوسرے افراد کے ساتھ تھے۔ حسینیؑ اصحاب کے ساتھ تھے۔ لیکن اِدھر فرزندِ عقیلؑ تنِ تنہا تھے، اُن کا سارا کوفہ دشمن تھا۔ جس طرح حقِ وفا آپؑ نے ادا کیا، یہ صرف آپؑ ہی کا کام تھا۔ سختیوں میں لوگ بک جاتے ہیں، جھک جاتے ہیں۔ حضرت امیر مسلمؑ نہ بکے اور نہ جھکے۔

جب ابن زیاد نے کہا: قتل کے لیے تیار ہو جاؤ تو آپؑ نے فرمایا: میں تیار ہوں۔ میں اپنے خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ تجھ جیسے کائنات کے بدترین شخص کے ہاتھوں مجھے شہادت مل رہی ہے۔ آپؑ نے وصیت کی مہلت مانگی تھی کیونکہ آپؑ اہلِ بیتِ رسولؐ کے فرد تھے۔ آپؑ نے اُمت کو وصیت کا درس دیا کہ موت سے پہلے وصیت واجب ہے۔ ماحول جیسا ہو، چاہے ابن زیاد جیسے دشمن کا دربار ہو، وصیت ضرور کرو، چاہے وصیت قبول کرنے والا کوئی بھی نہ ہو۔ اگر عمر بن سعد جیسا ملعون مل جائے تو اُسے بھی وصیت کر دو۔ آگے وہ عمل کرے یا نہ کرے یہ اور بات ہے۔

حضرت مسلمؑ بن عقیل مقروض تھے، اس لیے آپؑ نے وصیت کی کہ ان کا گھوڑا اور تلوار

بیچ کر اُن کا قرض ادا کیا جائے۔ اس طریقے سے آپؑ نے اپنا فریضہ انجام دیا۔ آپؑ نے اس طریقے سے اپنے دشمن کی حقیقت کو ظاہر کیا کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمانوں کے اُمور کا مالک و مختار سمجھتے تھے اُن کی پہچان کرائی کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ آپؑ نے اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اُن کے بوسیدہ پیکر پر آخری کاری ضرب لگائی اور دُنیا والوں کو بتایا کہ امین الاسلام ہونے کے مدعی اور حاکم کہلانے والے جھوٹے ہیں۔ آپؑ نے اپنے اس عمل سے یہ بھی بتا دیا کہ اہلِ بیت رسولؐ کو مسلمانوں کے بیت المال سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، بلکہ لوگوں کے دین و دنیا کی اِصلاح اور وظیفۂ الٰہی کی انجام دہی کے لیے فاسد نظامِ حکومت سے وہ مبارزہ آراء ہیں۔ حضرت مسلمؑ جب کوفہ میں وارد ہوئے تھے تو بیت المال آپؑ کے پاس تھا۔ آپؑ نے مالی اُمور کا مسئول بھی معین کیا تھا۔ حکومتی جاسوس معقل کی رقم بھی اُنھی کے سپرد کی تھی۔ آپؑ جس طرح چاہتے خرچ کر سکتے تھے۔ وصیت سے پتا چلتا ہے کہ آپؑ ایک ہزار یا سات سو درہم کے کے کوفہ میں مقروض تھے۔ آپؑ نے کوفہ میں دو ماہ چار دن بسر کیے تھے۔ اس دوران آپؑ نے قرض لے کر اپنی ذاتی ضروریات پوری کی تھیں۔ حضرت مسلمؑ کا قرض لے کر اپنی ضروریات پوری کرنا اسلامی حکمرانوں کے لیے درس ہے کہ انھیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ فقراء و مساکین کے مال سے اپنی جیبیں بھریں اور اپنی عیش و عشرت پر خرچ کریں۔

تمام مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت مسلمؑ عرب کے ایک بہت بڑے بہادر و شجاع انسان تھے۔ آپؑ نے واقعاً کوفہ میں اپنی جرأت و شجاعت کا ثبوت پیش کیا۔ فردِ واحد اور تین سو شہ سواروں کا مقابلہ کوئی آسان بات نہیں۔ محمد بن اشعث کی کمان میں جب تین سو آدمیوں نے آپؑ پر حملہ کیا تھا تو آپؑ نے پہلے حملے میں اُن میں سے بہت سوں کو فی النار کیا اور باقیوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جب ابنِ زیاد کو اپنے پالے ہوئے درندوں کی پسپائی کا علم ہوا تو اُس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔ اُس نے ابنِ اشعث پر لعنت کرتے ہوئے کہا تھا کہ تم ایک آدمی کو گرفتار نہیں کر پائے تو اُس ملعون نے حضرت مسلمؑ کا خوب صورت لفظوں میں تعارف کرایا:

"اے امیر! تُو نے مجھے کوفہ کے کسی سبزی فروش کے مقابلے میں نہیں بھیجا

تو نے مجھے اہلِ بیت رسولؐ کی تیز وتند اور چمکتی دمکتی اُس تلوار کے مقابلے میں بھیجا ہے کہ جس سے لحہ بہ لحہ موت ٹپکتی ہے"۔

جی ہاں! اہلِ کوفہ سوائے چند لوگوں کے باقی سب سبزی فروش، دھنیئے اور جولاہے قسم کے افراد تھے۔ ورنہ حضرت مسلمؑ جیسے بہادر سپوت کی قیادت میں اُموی حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتے تھے۔ جب انسان موت کو سامنے دیکھتا ہے تو وہ موت کے آنے سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔ حضرت مسلمؑ کو جب قتل کرنے کے لیے قصر کی چھت پر لے جایا گیا تو نہ آپؑ خوف زدہ تھے اور نہ ہی آپؑ کی ٹانگوں میں لرزہ تھا اور نہ آپؑ دشمن سے رحم کی اپیل کر رہے تھے۔ آپؑ کی زبان پر اللہ کی تسبیح اور نبیؐ پر درود و سلام تھا۔ جب آپؑ کو شہید کر دیا گیا اور ابن زیاد نے آپؑ کے قاتل سے آپؑ کا حال پوچھا تھا تو اُس نے کہا تھا: جب میں نے اُن کی گردن پر تلوار کا پہلا وار کیا تو وہ بیکار گیا تھا۔ اس دوران حضرت مسلمؑ نے بھرپور اعتماد کے ساتھ فرمایا تھا:

"اے بندۂ خدا! تیرا یہ وار تیرے اس زخم کا عوض نہیں ہوا جو میں نے تجھے لگایا تھا"۔

یہ سن کر ابن زیاد کے جسم میں لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ چیخ چیخ کر کہنے لگا: "مسلمؑ! کس قدر بہادر و شجاع تھے کہ موت کے وقت بھی وہ فخریہ کلمات کہہ رہے تھے"۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

"اے حضرت عقیلؑ کے عظیم فرزند! آپؑ پر کروڑوں بار درود و سلام! کوفہ کی کربلا کو جس طرح آپؑ نے سر کیا یہ صرف آپؑ ہی کا کام تھا۔ میدانِ کربلا میں ہر شہید کے لاشے پر بتولؑ کا لعل آیا تھا اور اُس کا سر اپنی مقدس گود میں لیا تھا۔ اے مسلمؑ! آپؑ کتنے بلند مرتبہ شہید ہیں کہ آپؑ کا سر قصر کی چھت سے گرایا گیا اور زمین پر آیا۔ زمین نے بڑھ کر اپنی آغوش پھیلائی اور آپؑ کے سر کو اپنی آغوش میں لیا۔ آپؑ پر سلام ہو"۔ (اضافہ من المترجم)

حضرت ہانیؓ بن عروہؓ کی شہادت

آپ کا اسمِ گرامی ہانیؓ بن عروہ المرادی المذحجی ① ہے۔ آپ کا شمار ان لوگوں میں سے ہوتا ہے کہ جنھوں نے زمانۂ جاہلیت اور اسلام دونوں کو پایا۔ اس لیے آپ مخضرم ② کی صفت سے متصف ہیں۔ جب رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت ہوئی تو اُس وقت آپ چالیس سال سے زیادہ عمر رکھتے تھے۔ ③ آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خواص اصحاب ④ میں سے تھے۔ جنگِ جمل ⑤ اور صفین ⑥ میں آپ شریک تھے۔ آپ کا اصل وطن یمن ہے۔ آپ وہاں کے سرداروں میں سے ایک تھے۔ آپ یمن سے کوفہ ⑦ آ کر آباد ہو گئے تھے۔ یہاں قبیلہ مراد کے زعیم تھے۔ ⑧ آپ کی امارت میں بہت زیادہ لوگ تھے۔ جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کوفہ میں آئے اور اُنھوں نے نہضتِ حسینیؑ کا اعلان کیا تو آپ اس تحریک کے روحِ رواں تھے۔ آپ کا گھر اس تحریک کا مرکز تھا لیکن ابن زیاد نے اپنی عیاری اور مکاری سے آپ کو گرفتار کر لیا اور ۹ ذی الحج ۶۰ھ کو آپ کو شہید کر دیا۔ ۸ ذی الحج کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ سے کوفہ کی طرف روانگی ہے۔ ⑨

---

① جمہرۃ انساب العرب: ص ۴۰۶؛ طبقات ابن سعد: ج ۱، ص ۳۲۹؛ الاصابہ: ج ۵، ص ۹۶ و ج ۶، ص ۴۳۵، ہانی بن عروہ بن الفضفاض بن نمران

② المخضرم: یہ اصطلاح ہے اُن پر بولی جاتی ہے جنھوں نے زمانۂ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پائے ہوں۔ (لسان العرب: ج ۱۲، ص ۱۸۵)

③ الاصابہ: ج ۶، ص ۴۳۵، ۵۵۹

④ الاصابہ: ج ۶، ص ۴۳۵

⑤ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۳، ص ۱۶۷

⑥ تاریخ دمشق: ج ۵۹؛ الفتوح: ج ۲، ص ۴۸۱، ۵۱۰؛ وقعۃ صفین: ص ۱۳۷

⑦ انصار الحسین: ص ۱۲۵؛ مروج الذہب: ج ۳، ص ۵۹؛ الاصابہ: ج ۵، ص ۹۶

⑧ اخبار الطوال: ص ۲۳۳

⑨ مشہور قول یہ ہے کہ حضرت مسلمؑ کی شہادت حضرت ہانیؓ کی شہادت کے بعد ہوئی ہے۔ (تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۸؛ مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۹؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۲۔
بعض روایات کے مطابق حضرت ہانیؓ کی شہادت ۸ ذی الحجہ ہے۔ (اخبار الطوال: ص ۲۳۸)

وقتِ شہادت آپ کی عمر شریف تقریباً نوے سال تھی۔ (1)

تاریخ الطبری عن عون بن أبي جحيفة: قَامَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ إلى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ فَكَلَّمَهُ فِي هَانِئِ بنِ عُروَةَ، وَقَالَ: إنَّكَ قَد عَرَفتَ مَنزِلَةَ هَانِئِ بنِ عُروَةَ فِي المِصرِ، وبَيتَهُ فِي العَشِيرَةِ، وَقَد عَلِمَ قَومُهُ أنّي وَصَاحِبِي سُقنَاهُ إلَيكَ. فَأَنشُدُكَ اللهَ لَمَا وَهَبتَهُ لِي، فَإِنِّي أكرَهُ عَدَاوَةَ قَومِهِ؛ هُم أعَزُّ أهلِ المِصرِ، وعُدَدُ أهلِ اليَمَنِ! قَالَ: فَوَعَدَهُ أن يَفعَلَ. فَلَمَّا كَانَ مِن أمرِ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ مَا كَانَ، بَدَا لَهُ فِيهِ، وأبَى أن يَفِيَ لَهُ بِمَا قَالَ.

قَالَ: فَأَمَرَ بِهَانِئِ بنِ عُروَةَ حِينَ قُتِلَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ، فَقَالَ: أخرِجُوهُ إلَى السُّوقِ فَاضرِبُوا عُنُقَهُ. قَالَ: فَأُخرِجَ بِهَانِئٍ حَتَّى انتَهى إلَى مَكَانٍ مِنَ السُّوقِ كَانَ يُبَاعُ فِيهِ الغَنَمُ، وهُوَ مَكتُوفٌ، فَجَعَلَ يَقُولُ: وَامَذحِجَاه، وَلَا مَذحِجَ لِيَ اليَومَ، وامَذحِجَاه، أينَ مِنّي مَذحِجٌ؛ فَلَمَّا رَأى أنَّ أحَداً لَا يَنصُرُهُ، جَذَبَ يَدَهُ فَنَزَعَها مِنَ الكِتَافِ، ثُمَّ قَالَ: أمَا مِن عَصاً أو سِكّينٍ أو حَجَرٍ أو عَظمٍ يُجاحِشُ بِهِ رَجُلٌ عَن نَفسِهِ. قَالَ: وَوَثَبوا إلَيهِ فَشَدّوهُ وَثاقاً، ثُمَّ قِيلَ لَهُ: اُمدُد عُنُقَكَ، فَقَالَ: مَا أنَا بِهَا مُجِدٌ سَخِيٌّ، وَمَا أنَا بِمُعِينِكُم عَلَى نَفسِي.

قَالَ: فَضَرَبَهُ مَولىً لِعُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ تُركِيٌّ يُقَالُ لَهُ رَشِيدٌ، بِالسَّيفِ فَلَم يَصنَع سَيفُهُ شَيئاً، فَقَالَ هَانِئٌ: إلَى اللهِ المَعَادُ، اَللّٰهُمَّ إلى رَحمَتِكَ ورِضوانِكَ، ثُمَّ ضَرَبَهُ اُخرى فَقَتَلَهُ.

قَالَ: فَبَصُرَ بِهِ عَبدُ الرَّحمنِ بنُ الحُصَينِ المُرادِيُّ بِخازِرَ، وهُوَ مَعَ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ، فَقَالَ النَّاسُ: هٰذا قاتِلُ هَانِئِ بنِ عُروَةَ

---

(1) طبقات الکبریٰ: ج۱، ص۳۶۰؛ اصابہ: ج۶، ص۴۳۵

فَقَالَ ابنُ الحُصَينِ : قَتَلَنِي اللهُ إِن لَم أَقتُلهُ أَو أُقتَل دُونَهُ.
فَحَمَلَ عَلَيهِ بِالرُّمحِ فَطَعَنَهُ فَقَتَلَهُ.

"تاریخ طبری میں عون بن ابی جحیفہ سے مروی ہے کہ محمد بن اشعث نے ابن زیاد سے کہا: تم ہانیؓ بن عروہؓ کے مقام و منزلت سے واقف ہو۔ وہ اس شہر کے ایک سردار ہیں۔ ان کا ایک بڑا قبیلہ ہے۔ اس کی قوم کو معلوم ہے کہ میں اور میرے ساتھی اُنھیں تیرے پاس لائے ہیں۔ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم انھیں میرے حوالے کردو، ورنہ اس کی قوم میری دشمن بن جائے گی اور کسی صورت مجھے معاف نہیں کرے گی۔ میں اُن کی عداوت مول نہیں لینا چاہتا۔ یہ لوگ اس شہر کے طاقت ور لوگ ہیں، علاوہ ازیں ان کا تعلق اہلِ یمن سے ہے۔ ابن زیاد نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ جب حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت ہوگئی تو اُس نے امان دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہانیؓ کو بازار لے جاؤ اور وہاں قتل کردو۔ ابن زیاد کے سپاہی انھیں بازار میں اس جگہ لے آئے جہاں بھیڑ بکریوں کی فروخت کی منڈی لگتی تھی۔ اس وقت اُن کی مشکیں کسی ہوئی تھیں اور ان کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے:

"اے بنی مذحج! تم کہاں ہو؟ آج تم میری مدد کیوں نہیں کرتے؟ اے بنی مذحج! آؤ میری مدد کرو اور ان ظالموں سے مجھے نجات دلاؤ"۔

جب آپ نے دیکھا کہ ان کی مدد کے لیے کوئی نہیں آرہا تو آپ نے زور لگا کر اپنا ہاتھ رسّی سے نکال لیا اور فرمایا: کیا کوئی عصا، چھری، پتھر یا ہڈی نہیں ہے جس سے آدمی دفاع کرتا ہے اور اپنے دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔

ابن زیاد کے سپاہی دوڑے اور اُن کے ہاتھوں کو پھر رسّی کے ساتھ باندھ دیا اور کہا: اپنی گردن آگے کی طرف بڑھاؤ۔ آپ نے فرمایا: اس معاملے

میں مَیں اتنا بڑا سخی نہیں ہوں۔ میں اپنے قتل ہونے میں تمھاری اعانت نہیں کروں گا۔

اس دوران ابن زیاد کے ترکی غلام جس کا نام رشید تھا نے آپ کی گردن پر تلوار کا وار کیا۔ لیکن اُس کا وار اُس کے لیے بے سود رہا۔ اس دوران حضرت ہانیؓ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے: "اللہ رب العزت کی طرف بازگشت ہے۔ خدایا! اپنی رحمت نازل فرما اور تیری رضا کی ضرورت ہے"۔

اُس نے دوسری ضرب لگائی جس سے آپ شہید ہو گئے۔

• ﴿ابراہیم بن مالک اشترؓ﴾

راوی کہتا ہے: عبیداللہ ابن زیاد کے درمیان مقامِ خازر میں جنگ جاری تھی۔ عبدالرحمن بن الحصین مرادی کی نگاہ اسی ترکی غلام پر پڑی جو ابن زیاد کے ساتھ کھڑا تھا۔ لوگوں نے کہا: یہی ہانیؓ کا قاتل ہے۔ عبدالرحمن نے کہا: اللہ مجھے مارے اگر میں نے اِسے قتل نہ کیا، یا اس کے مقابلے میں قتل نہ ہوا۔ اُس نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور اُس پر حملہ کر دیا اور تھوڑی دیر میں اُسے ڈھیر کر دیا"۔

تاریخ الطبری عن الحسین بن نصر: أرسَلَ [ابنُ زِيَادٍ] إلى هَانِئٍ فَأَتَاهُ. فَقَالَ: أَلَم أُوَقِّرك، أَلَم أُكرِمك، أَلَم أَفعَل بِكَ، قَالَ: بَلَى. قَالَ: فَمَا جَزاءُ ذٰلِكَ، قَالَ: جَزَاؤُهُ أَن أَمنَعَكَ. قَالَ: تَمنَعُنِي؟! قَالَ: فَأَخَذَ قَضِيبًا مَكَانَهُ فَضَرَبَهُ بِهِ. وَأَمَرَ فَكُتِّفَ ثُمَّ ضَرَبَ عُنُقَهُ. فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ، فَخَرَجَ.

"تاریخ طبری میں حسین بن نصر سے روایت ہے کہ ابن زیاد نے حضرت ہانیؓ کی طرف اپنے آدمی بھیجے اور وہ انھیں اُس کے پاس لے آئے تو ابن زیاد نے کہا: کیا میں تمھارا احترام نہیں کرتا تھا؟ کیا میں تمھارا اِکرام

نہیں کرتا تھا؟ جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی کیا سزا ہے؟ آپ نے کہا: تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ابن زیاد نے کہا: کیا میں تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا؟ ابن زیاد نے چھڑی ہاتھ میں لی اور جناب ہانیؒ کے چہرے پر مارنی شروع کر دی۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ اس کی مشکیں کس دی جائیں اور اسے قتل کر دیا جائے۔ ابن زیاد کے حکم پر آپ کو شہید کر دیا گیا۔ جب یہ خبر حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ تک پہنچی تو آپؑ نے ابن زیاد کے خلاف فوراً خروج کیا''۔ ①

مروج الذهب: فَأَصعَدوهُ [أي مُسلِمًا] إلى أعلَى القَصرِ، فَضَرَبَ بُكَيرٌ الأَحمَرِيُّ عُنُقَهُ، فَأَهوى رَأسَهُ إلَى الأَرضِ، ثُمَّ أَتبَعُوا رَأسَهُ جَسَدَهُ. ثُمَّ أَمَرَ بِهانِئِ بنِ عُروَةَ، فَأُخرِجَ إلَى السّوقِ، فَضُرِبَ عُنُقُهُ صَبراً، وَهُوَ يَصيحُ: يا آلَ مُرادٍ، وَهُوَ شَيخُها وزَعيمُها، وهُوَ يَومَئِذٍ يَركَبُ في أَربَعَةِ آلافِ دارِعٍ، وَثَمانِيَةِ آلافِ راجِلٍ، وَإِذا أَجابَتها أَحلافُها مِن كِندَةَ وَغَيرِها، كانَ في ثَلاثينَ ألفَ دارِعٍ، فَلَم يَجِد زَعيمُهُم مِنهُم أَحَداً فَشَلاً وخِذلاناً.

''مروج الذہب میں ہے کہ ابن زیاد کے سپاہی حضرت مسلمؑ کو قصر کی چھت پر لے گئے، وہاں بکیر احمری نے آپؑ کو شہید کیا اور آپؑ کے سر مقدس کو زمین کی طرف پھینک دیا۔ اس کے بعد آپؑ کے جسم کو بھی زمین کی طرف گرا دیا۔ پھر حضرت ہانیؒ کے قتل کا حکم دیا گیا۔ اُنھیں بازار کی طرف لایا گیا۔ اُس وقت وہ آلِ مراد کو پکار رہے تھے، کیونکہ وہ ان کے رأس و رئیس تھے۔ وہ زمانہ تھا جب اُن کے ساتھ چار ہزار زرہ پوش اور آٹھ ہزار

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۱؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۴۳؛ العقد الفرید: ج۳، ص ۳۶۴؛ المحاسن والمساوی: ص۶۰؛ امامت وسیاست: ج۲، ص۹؛ المحن: ص ۱۶۵

پیادے چلتے تھے۔ جب وہ کندہ اور دوسرے قبائل کے اُن لوگوں کو بلاتے تھے جن کے ساتھ اُن کا معاہدہ تھا تو تیس ہزار زرہ پوش جوان اُن کی آواز پر لبیک کہتے تھے۔ اُن سب کے یہ واحد امیر ورئیس تھے۔ بازار میں انھیں بھی شہید کر دیا گیا"۔ (مروج الذهب: ج ۳،ص ۳۴۳)

تاريخ اليعقوبي: فَقَاتَلَ [مُسلِمٌ] عُبَيدَ اللهِ، فَأَخَذوهُ، فَقَتَلَهُ عُبَيدُ اللهِ، وجَرَّ بِرِجلِهِ فِي السّوقِ، وَقَتَلَ هانِئَ بنَ عُروَةَ، لِنُزولِ مُسلِمٍ مَنزِلَهُ، وإعانَتِهِ إيّاهُ.

"تاریخ یعقوبی میں ہے کہ حضرت مسلمؑ نے عبیداللہ ابن زیاد کی فوج سے جنگ کی تو اس جنگ میں انھیں گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا۔ اُس نے آپؑ کو قتل کر دیا۔ قتل کے بعد اُن کے پاؤں میں رسّی ڈال کر بازار میں پھرایا گیا۔ اُن کے بعد حضرت ہانیؓ کو حضرت مسلمؑ کی اعانت کے جرم میں قتل کر دیا گیا"۔ (تاریخ یعقوبی: ج ۲،ص ۲۴۳)

الفتوح: ثُمَّ أمَرَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيادٍ بِهانِئِ بنِ عُروَةَ أن يُخرَجَ فَيُلحَقَ بِمُسلِمِ بنِ عَقيلٍ، فَقالَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ: أصلَحَ اللهُ الأَميرَ، إنَّكَ قَد عَرَفتَ شَرَفَهُ في عَشيرَتِهِ، وَقَد عَرَفَ قَومُهُ أنّي وَأسماءَ بنَ خارِجَةَ جِئنا بِهِ إلَيكَ، فَأَنشُدُكَ اللهَ أيُّهَا الأَميرُ، إلّا وَهَبتَهُ لي، فَإِنّي أخافُ عَداوَةَ أهلِ بَيتِهِ، وَإِنَّهُم ساداتُ أهلِ الكوفَةِ، وأكثَرُهُم عَدَداً. قالَ: فَزَبَرَهُ ابنُ زِيادٍ، ثُمَّ أمَرَ بِهانِئِ بنِ عُروَةَ فَأُخرِجَ إلَى السّوقِ إلى مَوضِعٍ يُباعُ فيهِ الغَنَمُ، وَهُوَ مَكتوفٌ.

قالَ: وَعَلِمَ أنَّهُ مَقتولٌ فَجَعَلَ يَقولُ: وامَذحِجاه، واعَشيرَتاه، ثُمَّ أخرَجَ يَدَهُ مِنَ الكِتافِ، وَقالَ: أما مِن شَيءٍ فَأَدفَعَ بِهِ عَن نَفسي؟! قالَ: فَضَكّوهُ ثُمَّ أوثَقوهُ كِتافاً، فَقالوا: أمدُد

عُنُقَكَ. فَقَالَ: لَا وَاللهِ. مَا كُنتُ الَّذِي أُعِينُكُم عَلَى نَفسِي! فَتَقَدَّمَ إِلَيهِ غُلَامٌ لِعُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ يُقَالُ لَهُ رَشِيدٌ فَضَرَبَهُ بِالسَّيفِ فَلَم يَصنَع شَيئًا. فَقَالَ هَانِئٌ: إِلَى اللهِ المَعَادُ. اَللّٰهُمَّ إِلَى رَحمَتِكَ وَرِضوَانِكَ. اَللّٰهُمَّ اجعَل هٰذَا اليَومَ كَفَّارَةً لِذُنُوبِي، فَإِنِّي إِنَّمَا تَعَصَّبتُ لِابنِ بِنتِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ. فَتَقَدَّمَ رَشِيدٌ وَضَرَبَهُ ضَربَةً أُخرَى فَقَتَلَهُ. ثُمَّ أَمَرَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ بِمُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ وَهَانِئِ بنِ عُروَةَ رَحِمَهُمَا اللهُ. فَصُلِبَا جَمِيعًا مُنَكَّسَينِ. وَعَزَمَ أَن يُوَجِّهَ بِرَأسَيهِمَا إِلَى يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ.

”الفتوح میں ہے کہ ابن زیاد نے حکم دیا کہ جنابِ ہانیؓ کو قتل کر دیا جائے۔ محمد بن اشعث نے کہا: اے امیر! آپ خوب جانتے ہیں کہ ہانیؓ اپنے قبیلے کے رئیس ہیں، ان کا ایک بہت بڑا مقام ہے۔ اس کی قوم کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں اور اسماء بن خارجہ انھیں تیرے پاس لائے تھے۔ اے امیر! تجھے اللہ کی قسم، وہ مجھے بخش دیں، مجھے اس کی قوم کی عداوت کا خوف ہے۔ اس کے علاوہ وہ کوفہ کے امراء میں سے ہیں۔ ایک بڑی تعداد اس کی رعایا ہے۔ ابن زیاد نے اُسے جھڑک دیا اور اپنے سے دُور کر دیا۔ حکم دیا کہ ہانی بن عروہ کو بازار میں لے جا کر قتل کر دو۔ اس کے سپاہی اُسے بازار میں اس جگہ لے گئے جہاں بھیڑ بکریاں بکتی تھیں۔ اُس وقت اُن کے ہاتھ پشت کی جانب بندھے ہوئے تھے۔ جب اُنھیں معلوم ہوا کہ وہ اُنھیں قتل کرنا چاہتے ہیں تو وہ بلند آواز سے اپنے قبیلہ والوں کو پکارنے لگے: مذحج! اے میرے قبیلہ! کہاں ہو تم آؤ میری مدد کرو۔ اس دوران آپؓ نے رسی سے اپنا ہاتھ نکال لیا اور کہا: کیا کوئی ایسی چیز نہیں کہ جس سے میں اپنا دفاع کروں۔ لیکن ان ظالموں نے آپ پر شدید ضرب لگائی پھر قابو کر لیا۔ کہنے لگے: اپنی گردن آگے بڑھاؤ۔ آپ نے کہا: نہیں، واللہ

میں ایسا نہیں کروں گا۔ میں اپنے قتل ہونے میں تمھاری مدد نہیں کروں گا۔

عبیداللہ کا غلام آگے بڑھا جس کا نام رشید تھا۔ اُس نے آپ پر تلوار کا وار کیا جو خطا گیا۔ حضرت ہانیؓ نے فرمایا: اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں جانا ہے۔ اے اللہ! اپنی رحمت نازل فرما اور راضی ہو جا، اے اللہ! آج کے دن کو میرے گناہوں کا کفارہ قرار دے۔ یہ سب کچھ میرے ساتھ اس لیے ہو رہا ہے کہ مجھے تیرے نبی کی دختر کے فرزند سے محبت ہے۔

رشید نے آگے بڑھ کر پھر آپؓ کی گردن پر تلوار کا وار کیا اور آپؓ کو شہید کر دیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کے جسدِ خاکی کو سولی پر چڑھا دیا جائے۔ دونوں بزرگواروں کے سروں کو یزید کی طرف بھیج دیا گیا"۔ ①

الأمالي للشجري عن سعيد بن خالد: فَلَمَّا أُتِيَ بِمُسْلِمٍ وَقَدْ عَرَّسَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ بِأُمِّ أَيُّوبَ بِنْتِ عُتْبَةَ قَالَ: فَأُتِيَ بِهَانِي بنِ عُرْوَةَ الْمُرَادِيّ. فَلَمَّا أُدْخِلَ عَلَى عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: إِسْتَأْثَرَ عَلَى الأَمِيْرِ بِالْعُرْسِ!

قَالَ: وَهَلْ أَرَدتَ الْعُرْسَ يَا هَانِي؛ وَرَمَاهُ بِمِحْجَنٍ كَانَ فِي يَدِهِ. فَارْتَجَّ فِي الْحَائِطِ. وَأَمَرَ بِهِ إِلَى السُّوقِ فَضُرِبَتْ عُنُقُهُ. ثُمَّ أَمَرَ بِمُسْلِمِ بنِ عَقِيلٍ فَقَالَ: إِيذَنْ لِي بِالْوَصِيَّةِ....

"امالی شجری میں سعید بن خالد سے مروی ہے، جوں ہی عبیداللہ ابن زیاد نے اُمِ ایوب بنت عتبہ سے شادی کی تو اُسی دوران حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو گرفتار کر کے اُس کے دربار میں لایا گیا۔ اُسی دن جنابِ ہانیؓ کو بھی اُس کے پاس لایا گیا۔ جب جنابِ ہانیؓ اس کے پاس آئے تو آپ نے

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۱؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۴۳؛ العقد الفرید: ج۳، ص ۳۶۴؛ المحاسن والمساوئ: ص ۶۰؛ امامت وسیاست: ج۲، ص ۹؛ المحن: ص ۱۶۵

اُس کی شادی کا ذکر کیا۔

ابنِ زیاد نے کہا: اے ہانیؓ! کیا تمھارا شادی کرنے کا ارادہ ہے؟ اتنا کہنے کے بعد خم دار ڈنڈا جو اس کے ہاتھ میں تھا، وہ جنابِ ہانیؓ کو مارا جو انھیں زخمی کر کے دیوار میں پیوست ہوگیا۔ حکم دیا کہ انھیں بازار میں لے جا کر قتل کر دو۔ پھر حضرت مسلمؑ کے قتل کا حکم دیا تو آپؑ نے وصیت کی مہلت مانگی"۔ (امالی شجری: ج ۱، ص ۱۶۷)

مثير الأحزان: أَمَرَ [ابنُ زِيَادٍ] بِهَانِي بنِ عُروَةَ فَسُحِبَ إِلَى الكُناسَةِ ، فَقُتِلَ وَصُلِبَ هُنَاكَ . وَقيلَ: ضَرَبَ عُنُقَهُ فِي السّوقِ غُلامٌ لِعُبَيدِاللهِ اسمُهُ رَشيدٌ.

مثیر الاحزان میں ہے، ابنِ زیاد نے ہانی بن عروہؓ کے قتل کا حکم دیا تو انھیں کھینچ کھینچ کر محلہ کناسہ میں لایا گیا۔ آپؓ کو وہیں شہید کر دیا گیا اور پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ ایک قول ہے کہ آپ کو ابنِ زیاد کے غلام رشید نے قتل کیا تھا"۔ (مثیر الاحزان: ص ۳۷؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۷)

تاريخ الطبري عن عمّار الدهني عن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام: أَمَرَ [ابنُ زِيَادٍ] بِهَانِي، فَسُحِبَ إِلَى الكُناسَةِ فَصُلِبَ هُنَالِكَ. وَقالَ شاعِرُهُم فِي ذٰلِكَ:

فَإِن كُنتِ لَا تَدرِينَ مَا المَوتُ فَانظُرِي
إِلَى هَانِئٍ فِي السّوقِ وَابنِ عَقيلِ
أَصابَهُما أَمرُ الإِمامِ فَأَصبَحا
أَحاديثَ مَن يَسعىٰ بِكُلِّ سَبيلِ
أَيَركَبُ أَسماءُ الهَماليجَ آمِنًا
وَقَد طَلَبَتهُ مَذحِجٌ بِذُحولِ

"تاریخ طبری میں ہے، عمار دہنی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا،

آپؑ نے فرمایا: ابن زیاد نے جناب ہانیؓ کے قتل کا حکم دیا تو آپ کو کھینچ کر محلہ کناسہ میں لایا گیا۔ آپؓ کو وہیں قتل کر کے پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔

اُن کے کسی شاعر نے ان پر یوں مرثیہ کہا جس کا مفہوم یہ ہے:

"اے انسان! اگر تو نے موت کا کبھی نظارہ نہیں کیا تو کوفہ کے بازار میں حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کو دیکھ کہ ظالموں نے ظلم وستم کے ساتھ انھیں شہید کر دیا۔ ان دونوں نے اپنے امامؑ کے مشن کو آخری حد تک پہنچایا۔ کیا حضرت ہانیؓ کو اسماء بن خارجہ مرکب پر سوار کر کے ابن زیاد کے پاس نہیں لایا گیا تھا۔ اب قبیلہ مذحج ان کے لیے قصاص چاہتے ہیں"۔ [1]

تاریخ الطبری عن عون بن أبي جُحيفة: قَالَ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ الأَسَدِيُّ فِي قِتلَةِ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ وَهَانِئِ بنِ عُروَةَ المُرادِيِّ.
ويُقَالُ: قَالَهُ الفَرَزدَقُ:

فَإِن كُنتِ لَا تَدرِينَ مَا المَوتُ فَانظُرِي ... إِلَى هَانِئٍ فِي السُّوقِ وَابنِ عَقِيلِ
إِلَى بَطَلٍ قَد هَشَّمَ السَّيفُ وَجهَهُ ... وَآخَرَ يَهوِي مِن طَمارِ قَتِيلِ
أَصَابَهُمَا أَمرُ الأَمِيرِ فَأَصبَحَا ... أَحَادِيثَ مَن يَسرِي بِكُلِّ سَبِيلِ
تَرَى جَسَداً قَد غَيَّرَ المَوتُ لَونَهُ ... وَنَضحَ دَمٍ قَد سَالَ كُلَّ مَسِيلِ
فَتًى هُوَ أَحيَى مِن فَتَاةٍ حَيِيَّةٍ ... وَأَقطَعُ مِن ذِي شَفرَتَينِ صَقِيلِ
أَيَركَبُ أَسمَاءُ الهَمَالِيجَ آمِناً ... وَقَد طَلَبَتهُ مَذحِجٌ بِذُحُولِ
تُطِيفُ حَوَالَيهِ مُرَادٌ وَكُلُّهُم ... عَلَى رِقبَةٍ مِن سَائِلٍ وَمَسُولِ
فَإِن أَنتُم لَم تَثأَرُوا بِأَخِيكُم ... فَكُونُوا بَغَايَا أُرضِيَت بِقَلِيلِ

"تاریخ طبری میں ہے: عون بن ابی جُحیفہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زبیر الاسدی نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور حضرت ہانیؓ بن عروہ کی شہادت کے موقع پر یہ اشعار کہے: ایک قول ہے کہ یہ اشعار فرزدق نے

(1) تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۱؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۴۰؛ العقد الفرید: ج۳، ص ۳۶۳؛ المحاسن والمساوئ: ص ۶۰؛ امامت وسیاست: ج۲، ص۹؛ الحن: ص ۱۶۵

کہے تھے، جن کا مفہوم یہ ہے:

"اے وہ شخص جس نے کبھی کسی کو مرتا ہوا نہیں دیکھا تو کوفہ کے بازاروں میں چلا جائے وہاں اُسے دو لاشے ملیں گے جسے لوگ ان کے پاؤں میں رسیاں ڈال کر کھینچ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک لاشہ حضرت ہانیؓ کا ہے اور دوسرا حضرت مسلمؑ کا ہے۔ پہلے جنابِ ہانیؓ کے دہنِ اقدس کو زخمی کیا گیا۔ پھر تلوار سے اُنھیں قتل کر دیا گیا اور دوسری مظلوم شخصیت حضرت مسلمؑ ہیں جنھیں دارالامارہ کی چھت پر لے جا کر قتل کیا گیا اور اُن کے سر کو زمین کی طرف پھینک دیا گیا۔ اِن دونوں نے اپنے امامؑ کے حکم کی تعمیل کی اور اُن کے مشن کی تکمیل میں اپنے آپ کو قربان کر دیا تو دیکھے گا کہ موت نے اُن کے جسم کو متغیر کر دیا ہے اور ہر طرف اُن کا خون رواں دواں ہے۔ حضرت ہانیؓ جو اپنے قبیلے کے سردار تھے اُنھیں تلوار کی دو ضربوں سے قتل کر دیا گیا۔ کیا انھیں اسماء بن خارجہ مرکب پر سوار کر کے ابنِ زیاد کے پاس نہیں لے گیا تھا۔ اب بنی مذحج اُسے اُن کے خون کا انتقام لیں گے۔

آلِ مراد کا ہر فرد ان دونوں کے اِرد گرد چکر لگاتے ہیں کہ ان دونوں کا قصاص لیں۔ اے آلِ مراد! اگر تم نے اپنے بھائی کا انتقام نہ لیا تو زمانے میں تمھاری حیثیت رہے گی اور نہ عزت رہے گی۔ بے نامی تمھارا مقدر بن جائے گی۔ جب ظالم نے تمھارے سردار کو قتل کر دیا ہے تو جب تک تم اُسے ٹھکانے نہ لگاؤ گے اُس وقت تک غیرت جیسی صفت سے دُور رہو گے"۔ ①

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۹؛ اخبار الطوال: ص ۲۴۲؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۰۹؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۱، ص ۲۱۴؛ ارشاد: ج ۲، ص ۶۴؛ الملہوف: ص ۱۲۳؛ مثیر الاحزان: ص ۳۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۸۵؛ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۴۳؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۲۳؛ طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۳۶۱؛ مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۹؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۵۷؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۵

حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کے سر دربارِ یزید میں

تاریخ الطبری عن أبي جناب يحيى بن أبي حيّة الكلبي: إنَّ عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ لَمَّا قَتَلَ مُسلِمًا وَهَانِئًا، بَعَثَ بِرُؤُوسِهِمَا مَعَ هَانِئِ بنِ أَبي حَيَّةَ الوَادِعِيِّ، وَالزُّبيرِ بنِ الأَروَحِ التَّميمِيِّ، إلى يَزيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ، وَأَمَرَ كَاتِبَهُ عَمرَو بنَ نَافِعٍ أَن يَكتُبَ إلى يَزيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ بِمَا كَانَ مِن مُسلِمٍ وَهَانِئٍ، فَكَتَبَ إلَيهِ كِتابًا أَطَالَ فِيهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَن أَطَالَ فِي الكُتُبِ، فَلَمَّا نَظَرَ فِيهِ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ كَرِهَهُ، وَقَالَ: مَا هٰذَا التَّطوِيلُ، وَهٰذِهِ الفُضُولُ؟ أُكتُب: أَمَّا بَعدُ، فَالحَمدُ للهِ الَّذي أَخَذَ لِأَميرِ المُؤمِنينَ بِحَقِّهِ، وَكَفَاهُ مُؤنَةَ عَدُوِّهِ، أُخبِرُ أَميرَ المُؤمِنينَ أَكرَمَهُ اللهُ أَنَّ مُسلِمَ بنَ عَقيلٍ لَجَأَ إلى دارِ هَانِئِ بنِ عُروَةَ المُرادِيِّ، وَأَنّي جَعَلتُ عَلَيهِمَا العُيونَ، وَدَسَستُ إلَيهِمَا الرِّجالَ، وَكِدتُهُما حَتّى استَخرَجتُهُما، وَأَمكَنَ اللهُ مِنهُمَا، فَقَدَّمتُهُمَا فَضَرَبتُ أَعنَاقَهُمَا، وَقَد بَعَثتُ إلَيكَ بِرُؤُوسِهِمَا مَعَ هَانِئِ بنِ أَبي حَيَّةَ الهَمدانِيِّ، وَالزُّبَيرِ بنِ الأَروَحِ التَّميمِيِّ، وَهُمَا مِن أَهلِ السَّمعِ وَالطَّاعَةِ وَالنَّصيحَةِ، فَليَسأَلهُمَا أَميرُ المُؤمِنينَ عَمَّا أَحَبَّ مِن أَمرٍ، فَإِنَّ عِندَهُمَا عِلمًا وَصِدقًا، وَفَهمًا وَوَرَعًا، وَالسَّلَامُ.

"تاریخ طبری میں ہے، ابوجناب یحییٰ بن ابی حیہ الکلبی سے مروی ہے کہ جب ابن زیاد نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور حضرت ہانی بن عروہؓ کے سر ہانی بن حیہ الوداعی اور زبیر بن اروح التمیمی کے حوالے کیے کہ وہ یزید کے پاس لے جائیں۔ اُس نے عمرو بن نافع کو حکم دیا کہ خط لکھے جو کوفہ کے حالات پر مشتمل ہو، جس میں حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کی انقلابی تحریک کا تذکرہ ہو۔ اُس نے ایک لمبا چوڑا خط تحریر کیا۔ اُس نے جب یہ

خط ابنِ زیاد کو دکھایا تو اُس نے خط کو پسند نہ کیا۔ کہتے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے لمبا خط لکھا وہ عمرو بن نافع ہے۔

ابنِ زیاد نے کہا: اس تطویل کا کیا فائدہ یہ سب فضول ہے اسے ایک طرف رکھو اور یہ لکھو:

"الحمد للہ! خدا نے امیر المومنین کے حق کو محفوظ رکھا۔ دشمن کی فکر سے اُسے بچا لیا۔ میں امیر المومنین کو مطلع کرتا ہوں کہ مسلمؓ نے ہانیؓ کے گھر میں پناہ لی تھی۔ میں نے اِن دونوں پر جاسوس مقرر کیے۔ کچھ لوگوں کو فریب کے ساتھ اُن کے پاس بھیجا کہ وہ اُنھیں دھوکہ دیں۔ آخر میں نے دونوں کو باہر نکالا اور خدا کے فضل سے دونوں میرے قابو میں آ گئے اور دونوں کو میں نے قتل کر دیا اور اُن کے سر ہانی بن ابی حیہ اور زبیر بن اُروح کے ہاتھ تیری طرف بھیج رہا ہوں ۔ یہ دونوں شخص نہایت ہی قابلِ اعتماد، تابع فرمان، اطاعت گزار اور خیر خواہ ہیں۔ امیر المومنین جو چاہیں اِن سے پوچھ سکتے ہیں۔ دونوں حالات پر نظر رکھنے والے ہیں۔ راست گو، صاحبِ فہم اور پرہیزگار ہیں"۔ والسلام! (1)

الفتوح: أَمَرَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ بِمُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ وَ هَانِئِ بْنِ عُرْوَةَ. رَحِمَهُمَا اللهُ. فَصُلِبَا جَمِيعًا مُنَكَّسَيْنِ، وَعَزَمَ أَنْ يُوَجِّهَ بِرَأْسَيْهِمَا إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ....

ثُمَّ كَتَبَ ابْنُ زِيَادٍ إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. لِعَبْدِ اللهِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، مِنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ. الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَخَذَ لِأَمِيرِ

(1) تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۸۰؛ تاریخ دمشق: ج ۱۸، ص ۳۰۶؛ ارشاد: ج۲، ص ۱۷۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۹؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۴۲؛ ثقات ابن حبان: ج۲، ص ۳۰۹؛ طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۳۶۴؛ اخبار طوال: ص ۲۴۲؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۵؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۳

الْمُؤْمِنِينَ بِحَقِّهِ. وَكَفَاهُ مُؤُونَةَ عَدُوِّهِ. أُخْبِرُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَيَّدَهُ اللهُ أَنَّ مُسْلِمَ بنَ عَقِيلٍ الشَّاقَّ لِلْعَصَا، قَدِمَ إِلَى الْكُوفَةِ، وَنَزَلَ فِي دَارِ هَانِئِ بنِ عُرْوَةَ الْمَذْحِجِيِّ. وَإِنِّي جَعَلْتُ عَلَيْهِمَا الْعُيُونَ حَتَّى اسْتَخْرَجْتُهُمَا. فَأَمْكَنَنِي اللهُ مِنْهُمَا بَعْدَ حَرْبٍ وَمُنَاقَشَةٍ. فَقَدَّمْتُهُمَا فَضَرَبْتُ أَعْنَاقَهُمَا. وَقَدْ بَعَثْتُ بِرَأْسَيْهِمَا مَعَ هَانِئِ بنِ أَبِي حَيَّةَ الْوَادِعِيِّ، وَالزُّبَيْرِ بنِ الْأَرْوَحِ التَّمِيمِيِّ. وَهُمَا مِنْ أَهْلِ الطَّاعَةِ وَالسُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ. فَلْيَسْأَلْهُمَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا أَحَبَّ. فَإِنَّهُمَا ذَوَا عَقْلٍ وَفَهْمٍ وَصِدْقٍ.

فَلَمَّا وَرَدَ الْكِتَابُ وَالرَّأْسَانِ جَمِيعًا إِلَى يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ. قَرَأَ الْكِتَابَ. وَأَمَرَ بِالرَّأْسَيْنِ فَنُصِبَا عَلَى بَابِ مَدِينَةِ دِمَشْقَ.

"الفتوح میں ہے، عبید اللہ ابن زیاد نے حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کے قتل کا حکم دیا۔ اُن کے قتل کے بعد اُن کے اجسام کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا اور اُن کے سروں کو یزید کی طرف روانہ کر دیا۔ ساتھ ہی اُس کی طرف خط بھی لکھا وہ خط یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابن زیاد کا خط بنام یزید

الحمد للہ! خدا نے امیر المومنین کے حق کو محفوظ رکھا۔ دشمن کی فکر سے بچا لیا۔ میں امیر المومنین کی طرف کوفہ کے تازہ حالات کی رپورٹ بھیج رہا ہوں۔ مسلم بن عقیلؑ نے اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔ جب وہ کوفہ آیا تو ہانیؓ کے گھر میں رہائش پذیر ہوا۔ میں نے ان کی نگرانی کی۔ اُن پر اپنے جاسوس چھوڑے۔ آخر کار میں نے اُنھیں ڈھونڈ لیا۔ اُن سے جنگ کی اور دونوں کو قتل کر دیا۔ اُن کے سر ہانی بن ابی حیہ و زبیر بن اروح کے ساتھ تمھاری طرف روانہ کیے ہیں۔ یہ دونوں شخص نہایت ہی قابلِ اعتماد، مطیع

فرمان اور خیر خواہ ہیں۔ آپ ان سے جو کچھ پوچھنا چاہیں پوچھ سکتے ہیں۔ دونوں حالات پر نظر رکھنے والے راست گو، صاحب فہم وذکا اور پرہیزگار ہیں"۔ والسلام

جب یزید کے پاس خط اور سر پہنچے تو اُس نے خط پڑھا اور حکم دیا کہ ان دونوں سروں کو دمشق شہر کے دروازے پر نصب کر دیا جائے۔ (۱)

مروج الذهب: ثُمَّ أَمَرَ ابنُ زِيَادٍ بِجُثَّةِ مُسلِمٍ فَصُلِبَت، وَحُمِلَ رَأسُهُ إلَى دِمَشقَ، وَهٰذَا أَوَّلُ قَتِيلٍ صُلِبَت جُثَّتُهُ مِن بَنِي هَاشِمٍ، وَأَوَّلُ رَأسٍ حُمِلَ مِن رُؤُوسِهِم إلَى دِمَشقَ.

"مروج الذہب میں ہے: ابن زیاد نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے جسدِ خاکی کے لیے حکم جاری کیا کہ اُسے پھانسی پر چڑھا دیا جائے۔ حضرت مسلمؑ بنی ہاشم کے وہ پہلے شہید ہیں کہ جن کے جسدِ خاکی کو پھانسی پر چڑھایا گیا۔ آپؑ کا وہ پہلا سر ہے جو دمشق کی طرف بھیجا گیا"۔ (۲)

﴿یزید کا خط بنام ابن زیاد﴾

تاريخ الطبري عن أبي جناب يحيى بن أبي حيّة الكلبي: ... فَكَتَبَ إلَيهِ [أي إلَى ابنِ زِيَادٍ] يَزِيدُ: أمّا بَعدُ، فَإِنَّكَ لَم تَعدُ أن كُنتَ كَمَا أُحِبُّ، عَمِلتَ عَمَلَ الحَازِمِ، وَصُلتَ صَولَةَ الشُّجَاعِ الرَّابِطِ الجَأشِ، فَقَد أغنَيتَ وَكَفَيتَ، وَصَدَّقتَ ظَنِّي بِكَ، وَرَأيِي فِيكَ، وَقَد دَعَوتُ رَسُولَيكَ فَسَألتُهُمَا وَنَاجَيتُهُمَا، فَوَجَدتُهُمَا فِي رَأيِهِمَا وَفَضلِهِمَا كَمَا ذَكَرتَ، فَاستَوصِ بِهِمَا

(۱) الفتوح: ج۵، ص۱۶۱؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج۱، ص۲۱۵

(۲) تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۱؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۴۳؛ العقد الفرید: ج۳، ص ۳۶۴؛ الحاسن والمساوئی: ص۶۰؛ امامت وسیاست: ج۲، ص۹؛ المحن: ص ۱۶۵

خَيرا . وَإِنَّهُ قَد بَلَغَنِي أَنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ قَد تَوَجَّهَ نَحوَ العِراقِ، فَضَعِ المَناظِرَ وَالمَسالِحَ ، وَاحتَرِس عَلَى الظَّنِّ ، وخُذ عَلَى التُّهمَةِ . غَيرَ أَن لا تَقتُلَ إِلّا مَن قاتَلَكَ . وَاكتُب إِلَيَّ في كُلِّ ما يَحدُثُ مِنَ الخَبَرِ . وَالسَّلامُ عَلَيكَ ورَحمَةُ اللهِ .

''تاریخ طبری میں ابوجناب یحیٰی بن ابی حیہ الکلبی سے مروی ہے، یزید نے ابن زیاد کی طرف یہ جوابی خط لکھا:

''امابعد! میں جو چاہتا تھا تُو نے وہی کیا۔ تو نے نہایت ہی عاقلانہ اور دانش مندانہ کام کیا ہے۔ تیرا حملہ شجاعانہ اور دلیرانہ رہا ہے۔ تُو نے مجھے مطمئن و بے فکر کر دیا ہے۔ میں تجھے جس طرح خیال کرتا تھا اور تیری نسبت جو رائے رکھتا تھا تُو نے اپنے آپ کو ویسا ہی ثابت کر دیا ہے۔ دونوں قاصدوں کو مَیں نے اپنے پاس بلایا اور اُن سے کوفہ کے حالات پوچھے اور کچھ دوسرے سوالات کیے ہیں اور اُن سے راز کی باتیں کیں جیسا تُو نے اُن کے فضل وفہم کے بارے میں لکھا ہے۔ میں نے اُنھیں ویسا ہی پایا۔ ان لوگوں سے اچھا سلوک رکھنا چاہیے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ عراق کی طرف آ رہے ہیں۔ فوراً نگران مقرر کر اور مورچے تیار رکھ۔ جس پر بدگمانی ہو اُس پر نظر رکھ اور جس پر تہمت بھی ہو اُسے گرفتار کر لے۔ ہاں جو تجھ سے جنگ نہ کرے اُسے قتل نہ کرنا اور جو واقعہ پیش آئے اس کی رپورٹ کرتا رہ''۔ والسلام [1]

أنساب الأشراف: لَمّا كَتَبَ ابنُ زِيادٍ إِلى يَزيدَ بِقَتلِ مُسلِمٍ ، وَبِعثَتِهِ إِلَيهِ بِرَأسِهِ ورَأسِ هانِئِ بنِ عُروَةَ . ورَأسِ ابنِ صَلعَبٍ وَما فَعَلَ بِهِم . كَتَبَ [يَزيدُ] إِلَيهِ : إِنَّكَ لَم تَعدُ أَن كُنتَ كَما

(1) تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۸۵؛ تاریخ دمشق: ج۱۸، ص ۳۰۷؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۵؛ ارشاد: ج۲،ص ۶۵؛ بحارالانوار: ج ۴۴،ص ۳۰۹

أُحِبُّ، عَمِلتَ عَمَلَ الحَازِمِ، وَصُلتَ صَولَةَ الشُّجاعِ، وحَقَّقتَ ظَنِّي بِكَ، وَقَد بَلَغَني أنّ حُسَينًا تَوَجَّهَ إلَى العِراقِ، فَضَعِ المَناظِرَ وَالمَسالِحَ، وأَذكِ العُيونَ، وَاحتَرِس كُلَّ الإحتِراسِ، وَاحبِس عَلَى الظِّنَّةِ، وخُذ بِالتُّهمَةِ، غَيرَ أن لا تُقاتِلَ إلّا مَن قاتَلَكَ، وَاكتُب إلَيَّ في كُلِّ يَومٍ بِما يَحدُثُ مِن خَبَرٍ إن شاءَ اللهُ.

"انساب الاشراف میں ہے، جب ابن زیاد نے یزید کی طرف لکھا کہ اُس نے مسلمؑ اور ہانیؓ کو قتل کر دیا ہے۔ اُن کے سروں کے ساتھ ابن صلحب کا سر بھی تیری طرف بھیج دیا ہے۔ یزید نے اُس کی طرف یہ خط لکھا:

"تو نے وہ کام کیا ہے جو میں چاہتا تھا۔ تُو نے عاقلانہ کام کیا ہے اور جرأت و بہادری سے کام لیا ہے۔ مجھے مطمئن و بے فکر کر دیا ہے۔ میں تجھے جیسا سمجھتا تھا تو ویسا ہی نکلا ہے۔ میری جو رائے تیرے بارے میں تھی تو نے اُسے عملاً ثابت کر دیا ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حسینؑ ابن علیؑ عراق کی طرف آرہے ہیں۔ فوراً نگران مقرر کر، مورچے قائم کر، جس کسی پر بدگمانی ہو اُسے حراست میں لے، جس پر تہمت بھی ہو اُسے بھی گرفتار کر لے۔ ہاں! جو تجھ سے جنگ نہ کرے اُسے قتل نہ کرنا اور جو واقعہ پیش آئے فوراً میری طرف لکھ"۔ والسلام![1]

الكامل في التاريخ: بَعَثَ ابنُ زِيادٍ بِرَأسَيهِما [أي مُسلِمٍ وَهانِئٍ] إلى يَزيدَ، فَكَتَبَ إلَيهِ يَزيدُ يَشكُرُهُ، ويَقولُ لَهُ: وَقَد بَلَغَني أنَّ الحُسَينَ قَد تَوَجَّهَ نَحوَ العِراقِ، فَضَعِ المَراصِدَ وَالمَسالِحَ، وَاحتَرِس، وَاحبِس عَلَى التُّهمَةِ، وَخُذ عَلَى الظِّنَّةِ، غَيرَ أن لا تَقتُلَ إلّا مَن قاتَلَكَ.

---

[1] تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۱؛ انساب الاشراف: ج۲، ص ۳۴۳؛ العقد الفرید: ج۳، ص ۳۶۴؛ المحاسن والمساوئ: ص ۶۰؛ امامت و سیاست: ج۲، ص ۹؛ المحن: ص ۱۶۵

"الکامل فی التاریخ میں ہے، جب ابن زیاد نے حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کے سر اور اپنا خط یزید کی طرف بھیجا تو اُس نے شکریہ کا خط اُس کی طرف روانہ کیا، اُس نے لکھا:

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسینؑ عراق کی طرف روانہ ہیں، تو نگران مقرر کر اور مورچہ بندی کر۔ ہر طرف نگاہیں کھول کر رکھ۔ جس پر تہمت ہو تو اُسے بھی گرفتار کر۔ جس پر بدگمانی ہو تو اُسے نہ چھوڑ۔ جو تجھ سے جنگ نہ کرے اُسے قتل نہ کر"۔ (الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۵)

الأخبار الطوال: بَعَثَ عُبَيدُ اللهِ بِرُؤوسِهِمَا [أي مُسلِمٍ وَهَانِئٍ] إلىٰ يَزيدَ، و كَتَبَ إلَيهِ بِالنَّبَأ فيهِمَا. فَكَتَبَ إلَيهِ يَزيدُ: لَم تَعدُ الظَّنَّ بِكَ، وَقَد فَعَلتَ فِعلَ الحازِمِ الجَليدِ. وَقَد سَأَلتُ رَسولَيكَ عَنِ الأَمرِ، فَفَرشاهُ لي. وهُمَا كَما ذَكَرتَ فِي النُّصحِ وفَضلِ الرَّأيِ. فَاستَوصِ بِهِمَا. وَقَد بَلَغَني أنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ قَد فَصَلَ مِن مَكَّةَ مُتَوَجِّها إلىٰ مَا قِبَلَكَ. فَأَدرِكِ العُيونَ عَلَيهِ، وضَعِ الأَرصَادَ عَلَى الطُّرُقِ، وَقُم أَفضَلَ القِيامِ، غَيرَ أن لا تُقَاتِلَ إلّا مَن قاتَلَكَ. وَاكتُب إلَيَّ بِالخَبَرِ في كُلِّ يَومٍ.

"اخبار الطوال میں ہے، ابن زیاد نے جب حضرت ہانیؓ اور حضرت مسلمؑ کے سر یزید کی طرف بھیجے تو کوفہ کے حالات پر مشتمل ایک خط لکھا۔ جب وہ خط یزید کو ملا تو اُس نے ابن زیاد کی طرف خط لکھا جس کا مفہوم یہ ہے: اب تجھ سے تمام بدگمانیاں جاتی رہی ہیں، تُو نے نہایت ہی عاقلانہ اور طاقت سے بھرپور کام کیا ہے۔ میں نے تیرے دونوں قاصدوں سے مختلف حالات پر گفتگو کی ہے۔ اُنھوں نے مجھے تسلی بخش جواب دیے ہیں۔ جس طرح تُو نے ان کا ذکر کیا ہے وہ واقعی خالص، مخلص اور صاحب الرائے لوگ ہیں۔ میں تمھیں ان دونوں سے اچھے سلوک کا حکم دیتا ہوں۔ مجھے

اطلاع ملی ہے کہ حسینؑ بن علیؑ مکہ چھوڑ کر تیری طرف آ رہے ہیں۔ اُن کی جاسوسی کرو اور راستے پر چوکیاں قائم کر دو، پوری جرأت سے مقابلہ کرو، جو تجھ سے جنگ نہ کرے تو اُسے قتل نہ کر، روزانہ کی رپورٹ میری طرف بھیجتے رہو"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۲)

الملهوف: كَتَبَ عُبَيْدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ بِخَبَرِ مُسْلِمٍ وَهَانِئٍ إِلَى يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ. فَأَعَادَ عَلَيْهِ الجَوابَ يَشْكُرُهُ فِيهِ عَلَى فِعالِهِ وَسَطْوَتِهِ. وَيُعَرِّفُهُ أَنْ قَدْ بَلَغَهُ تَوَجُّهُ الحُسَيْنِ عليه السلام إِلَى جِهَتِهِ. وَيَأْمُرُهُ عِنْدَ ذٰلِكَ بِالمُؤَاخَذَةِ وَالاِنْتِقَامِ. وَالحَبْسِ عَلَى الظُّنُونِ وَالأَوْهَامِ.

"الملہوف میں ہے، ابن زیاد نے یزید کی طرف حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؒ کے متعلق خط لکھا۔ اُس نے جوابی خط میں اُس کا شکریہ ادا کیا اور اُس کی کارکردگی کی تعریف کی کہ اُس نے اپنی طاقت وسطوت سے حالات کو سنبھال لیا ہے۔ اس کے بعد اُس نے لکھا:

"حسینؑ اُس کی طرف آ رہے ہیں۔ اب حالات پر کڑی نگاہ رکھ۔ مواخذہ وانتقام کی سیاست کو استعمال کر۔ ظن وگمان کی صورت میں کسی کو معاف نہ کر، اُسے گرفتار کر"۔ (الملہوف: ص ۱۲۴)

الفتوح: لَمَّا وَرَدَ الكِتَابُ وَالرَّأْسَانِ [رَأْسُ مُسْلِمٍ وهَانِئٍ] جَمِيعًا إِلَى يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ. قَرَأَ الكِتَابَ. وَأَمَرَ بِالرَّأْسَيْنِ فَنُصِبا عَلَى بَابِ مَدِينَةِ دِمَشْقَ. ثُمَّ كَتَبَ إِلَى ابنِ زِيَادٍ:

أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدُ إِذَا كُنْتَ كَمَا أُحِبُّ. عَمِلْتَ عَمَلَ الحَازِمِ. وَصُلْتَ صَوْلَةَ الشُّجَاعِ الرَّابِطِ. فَقَدْ كَفَيْتَ وَوَفَيْتَ ظَنِّي وَرَأْيِي فِيكَ. وَقَدْ دَعَوْتُ رَسُولَيْكَ فَسَأَلْتُهُمَا عَنِ الَّذِي ذَكَرْتَ. فَقَدْ وَجَدْتُهُمَا فِي رَأْيِهِمَا وَعَقْلِهِمَا وَفَهْمِهِمَا وَفَضْلِهِمَا

وَمَذهَبِهِمَا كَمَا ذَكَرتَ. وَقَد أَمَرتُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنهُمَا بِعَشرَةِ آلَافِ دِرهَمٍ. وسَرَّحتُهُمَا إِلَيكَ. فَاستَوصِ بِهِمَا خَيراً. وَقَد بَلَغَنِي أَنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ قَد عَزَمَ عَلَى المَسِيرِ إِلَى العِرَاقِ. فَضَعِ المَرَاصِدَ وَالمَنَاظِرَ. وَاحتَرِس وَاحبِس عَلَى الظَّنِّ. وَاكتُب إِلَيَّ فِي كُلِّ يَومٍ بِمَا يَتَجَدَّدُ لَكَ مِن خَيرٍ أَو شَرٍّ. وَالسَّلَامُ.

"الفتوح میں ہے، جب یزید کے پاس حضرت امیر مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کے سر پہنچے تو اُس نے ابن زیاد کے خط کو پڑھا۔ اُس نے سروں کے بارے میں حکم دیا کہ انھیں شہر دمشق کے دروازے پر نصب کر دیا جائے۔

بعد ازیں ابن زیاد کی طرف خط لکھا:

"جس طرح میں چاہتا تھا تُو نے ویسا ہی کیا ہے۔ تُو نے عقل و دانش سے کام لے کر حالات پر کنٹرول کر لیا ہے۔ جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں تیرے بارے میں جو رائے رکھتا تھا تُو نے اُسے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ میں نے تیرے قاصدوں کو اپنے پاس بلایا ہے۔ جن باتوں کا تُو نے ذکر کیا میں نے اُن سے اُن کے بارے میں پوچھ گچھ کی ہے، میں نے انھیں اُن کی رائے، عقل و دانش، علم و فضل اور فہم و مذہب میں ویسے پایا جس طرح تُو نے ان کے بارے میں لکھا ہے۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کے لیے دس دس ہزار درہم کا حکم دیا ہے۔ میں نے انھیں کہا ہے کہ وہ جلد از جلد تیرے پاس پہنچیں، اُن کا ہمیشہ خیال رکھنا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ بن علیؑ عراق کی طرف جانے کا عزم رکھتے ہیں تو ہر طرف نگران مقرر کر اور مورچے بنا۔ جس پر ظن ہو اُسے گرفتار کر، روزانہ کی رپورٹ میری طرف بھیج"۔ والسلام! (الملہوف: ص ۱۲۴)

الصواعق المحرقة: قَدَّمَ [الحُسَينُ علیہ السلام] أَمَامَهُ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ، فَبَايَعَهُ مِن أَهلِ الكُوفَةِ اثنَا عَشَرَ أَلفًا. وَقِيلَ: أَكثَرُ

مِن ذٰلِكَ. وأَمَرَ يَزِيدُ ابنَ زِيَادٍ فَجَاءَ إِلَيهِ. وقَتَلَهُ وأَرسَلَ بِرَأسِهِ إِلَيهِ فَشَكَرَهُ. وحَذَّرَهُ مِنَ الحُسَينِ علیہ السلام.

"الصواعق المحرقہ میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو کوفہ بھیجا۔ وہاں کوفہ میں اٹھارہ ہزار افراد نے ایک قول ہے کہ اس تعداد سے زیادہ لوگوں نے حضرت مسلمؑ کی بیعت کی۔ یزید نے ابن زیاد کو کوفہ بھیجا۔ اُس نے حضرت مسلمؑ کو شہید کیا اور آپؑ کا سر یزید کی طرف بھیجا۔ یزید نے اُس کا شکر ادا کیا اور اسے امام حسین علیہ السلام سے ڈرایا کہ وہ اس کی طرف آرہے ہیں، اُن سے جنگ کے لیے تیار رہ"۔ (صواعق محرقہ: ص ۱۹۴)

پانچویں فصل

حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعض اصحاب کا کوفہ میں قتل ہونا اور بعض اصحاب کی گرفتاری

حضرت عبداللہ بن یقطرؓ(۱) کی شہادت

اس فصل میں حضرت عبداللہ بن یقطرؓ(۲) کی شہادت کے بارے میں تین روایات بیان کی جارہی ہیں:

① حضرت عبداللہ بن یقطرؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی تھے۔ آپؑ نے اُنھیں کوفہ کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ جب آپ قادسیہ پہنچے تھے تو وہاں ابن زیاد کے لوگوں نے آپؓ کو گرفتار کرلیا۔ آپؓ کو دارالامارہ کی چھت پر لے جایا گیا اور وہاں سے زمین کی طرف گرا دیا گیا۔ پھر آپؓ کو شہید کردیا گیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کو حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کی شہادت کی خبر کے ساتھ اُن کی شہادت کی خبر بھی ملی۔ اُس وقت آپؑ منزلِ زُبالہ پر موجود تھے۔

یہ ہے وہ روایات جس میں آپؓ کا قصہ ہے لیکن دوسری روایت میں قیس بن مسہر صیداویؓ کا ذکر ہے۔ وہ کوفہ کی طرف قاصد بنا کر بھیجے گئے تھے۔ یہ دونوں روایات کچھ اس طرح آپس میں مشابہت رکھتی ہیں کہ فیصلہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ آیا عبداللہ بن یقطرؓ کوفہ جارہے تھے یا قیس ابن مُسہرؓ جارہے تھے۔

---

① ارشاد: ج۲،ص ۷۰-۷۱؛ رجال طوسی: ص ۱۰۳؛ اختصاص: ص ۸۳؛ حدائق وردیہ: ج۱،ص ۱۲۱؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص ۲۲۸

② آپ کے والد کے مختلف نام بیان ہوئے ہیں: یقطر، یقطین، بیطر

حضرت علامہ الشیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد میں لکھا ہے:

جب حضرت امام حسین علیہ السلام بطن الرمہ سے 'منزلِ حاجز' پہنچے تو آپؑ نے وہاں سے قیس بن مُسہر صیداوی ؓ کو کوفہ بھیجا۔ دوسرا قول ہے کہ آپؑ نے اپنے رضاعی بھائی حضرت عبداللہ بن یقطر ؓ کو اہلِ کوفہ کی طرف بھیجا تھا۔ ①

مذکورہ صورتِ حال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آج تک اس ابہام کو کوئی دور نہیں کرسکا کہ امام علیہ السلام نے کوفہ کی طرف کس کو بھیجا تھا؟

② چند روایات کا مضمون یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن یقطر ؓ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کا خط لے کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف لے جا رہے تھے کہ آپؑ راستے میں گرفتار ہوگئے۔ ابن زیاد نے اُنھیں نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کیا تھا۔

③ کچھ دوسری روایات کا بیان ہے کہ آپؑ میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

عبداللہ بن یقطر ؓ کی ذات کے ساتھ کچھ ایسی باتیں منسوب ہیں جو قابلِ تحقیق ہیں:

پہلی بات یہ ہے کہ ان کا نام صرف نہضتِ حسینیؑ کے واقعات میں دکھائی دیتا ہے۔ اُن کی شخصیت کے بارے میں معلوماتِ دقیقہ معدوم ہیں۔ نہ ان کی مدنی زندگی کے حالات معلوم ہیں اور نہ اس کے بعد کہیں اُن کا کوئی حوالہ مذکور ہے۔ صاحبِ کتاب الخرائج والجرائح نے اُن کے بارے میں صرف اتنا لکھا ہے:

> ''عبداللہ بن یقطر ؓ بن ابی عقب اللیثی کا تعلق بنی لیث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ سے ہے۔ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی تھے''۔ (الخرائج والجرائح: ج ۲، ص ۵۵۰)

دوسری بات یہ ہے کہ کسی مشہور روایت میں نہیں آیا کہ آپ حضرت امام حسین علیہ السلام کے برادرِ رضاعی تھے۔ وہ مصادر جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا عہدِ طفولیت مذکور ہے۔ کہیں نہیں ملتا کہ آپؑ کا کوئی رضاعی بھائی تھا بلکہ بعض روایات تو اس کے برعکس دلالت کرتی ہیں کہ امامؑ نے کسی عورت کا دودھ پیا ہی نہیں تھا۔ (موسوعہ امام حسینؑ، ج ۲، ص ۱۷۳)

---

① قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت کے بیان کی طرف رجوع فرمائیں۔

البتہ اس مشکل کو علامہ محمد ساوی نے آسان کیا ہے۔ آپ نے اپنی کتاب ابصار العین میں لکھا ہے: ''جنابِ عبداللہ بن یقطر الحمیری حضرت امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی تھے۔ اُن کی والدہ ماجدہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی اس طرح دایہ تھیں جس طرح قیس بن ذریح کی ماں حضرت امام حسن علیہ السلام کی دایہ تھیں''۔

ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے: حضرت عبداللہ بن یقطرؓ صحابیِ رسولؐ تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے مدافع تھے''۔

لیکن ہم اس دعویٰ کو مستند مانتے ہیں اور نہ ابن حجر کی بات کو تسلیم کرتے ہیں جو اس نے اصابہ میں نقل کی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ روایات میں کہیں اس بات کی طرف اشارہ نہیں ملتا کہ عبداللہ بن یقطرؓ کو امام علیہ السلام نے اپنا قاصد بنایا ہو۔ ایسی نص کہیں موجود نہیں ہے لیکن ابن اعثم کوفی نے لکھا ہے کہ حضرت امیر مسلمؓ نے انھیں خط دیا تھا کہ وہ امامؑ کے پاس جائیں، لیکن وہ راستے میں گرفتار ہو گئے تھے۔ اُس نے خط کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہی موضوع دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے جیسے مقتل حسینؑ خوارزمی ہے۔ (۱)

چوتھی بات یہ ہے کہ جناب عبداللہ بن یقطرؓ جناب قیس ابن مسہر صیداویؓ سے پہلے شہید ہو چکے تھے۔ آپ کا زیارتِ رجبیہ میں ذکر ہے جیسے:

اَلسَّلَامُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَقْطُرَ رَضِیْعِ الْحُسَیْنِ (۲)

''امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطرؓ پر سلام ہو''۔

تاریخ الطبری عن بکر بن مصعب المزنی: کَانَ الْحُسَیْنُ علیہ السلام لَا یَمُرُّ بِأَهْلِ مَاءٍ إِلَّا اتَّبَعُوهُ، حَتّٰی إِذَا انْتَهٰی إِلٰی زُبَالَةَ، سَقَطَ إِلَیْهِ مَقْتَلُ أَخِیهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ: مَقْتَلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یُقْطُرٍ، وَكَانَ

---

(۱) تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۱؛ انساب الاشراف: ج۲،ص ۳۴۳؛ العقد الفرید: ج۳، ص ۳۶۴؛ المحاسن والمساوئ: ص ۶۰؛ امامت وسیاست: ج۲،ص ۹؛ المحن: ص ۱۶۵

(۲) مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص ۲۰۳

سَرَّحَهُ إِلَى مُسْلِمِ بنِ عَقِيلٍ مِنَ الطَّرِيقِ، وَهُوَ لَا يَدرِى أَنَّهُ قَد أُصِيبَ. فَتَلَقَّاهُ خَيلُ الحُصَينِ بنِ تَمِيمٍ بِالقَادِسِيَّةِ. فَسَرَّحَ بِهِ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ. فَقَالَ: اِصعَد فَوقَ القَصرِ فَالعَنِ الكَذَّابَ ابنَ الكَذَّابِ. ثُمَّ انزِل حَتَّى أَرَى فِيكَ رَأيِي. قَالَ: فَصَعِدَ. فَلَمَّا أَشرَفَ عَلَى النَّاسِ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّي رَسُولُ الحُسَينِ ابنِ فَاطِمَةَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. لِتَنصُرُوهُ وَتُوَازِرُوهُ عَلَى ابنِ مَرجَانَةَ. ابنِ سُمَيَّةَ الدَّعِيِّ.

فَأَمَرَ بِهِ عُبَيدُ اللهِ فَأُلقِيَ مِن فَوقِ القَصرِ إِلَى الأَرضِ. فَكُسِرَت عِظَامُهُ وَبَقِيَ بِهِ رَمَقٌ. فَأَتَاهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَبدُ المَلِكِ بنُ عُمَيرٍ اللَّخمِيُّ. فَذَبَحَهُ. فَلَمَّا عِيبَ ذٰلِكَ عَلَيهِ قَالَ: إِنَّمَا أَرَدتُ أَن أُرِيحَهُ.

"تاریخ طبری میں بکر بن مصعب المزنی سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام راستے میں جہاں پانی لینے کے لیے ٹھہرتے وہاں کے لوگ آپؑ کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ منزلِ زُبالہ میں آپؑ کو اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر ملی۔ آپؑ نے اُنھیں راستے ہی سے حضرت مسلمؑ کی طرف بھیجا تھا۔ ابھی آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ حضرت مسلمؑ شہید کر دیے گئے ہیں۔ ابن یقطر ابھی قادسیہ تک پہنچے تھے کہ حصین بن نمیر کے سواروں نے اُنھیں گرفتار کر لیا اور ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا۔ اُس نے کہا: قصر کی چھت پر چڑھ کر کذاب ابنِ کذاب پر لعنت کر۔ پھر نیچے آ تو میں تیرے بارے میں فیصلہ کروں۔

جنابِ عبداللہ بن یقطر قصر کی چھت پر چڑھ گئے۔ جب تمام لوگوں کے سامنے ہوئے تو اُن سے خطاب کیا:

"اے لوگو! میں حسینؑ بن فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ کا قاصد ہوں۔ اس ابنِ مرجانہ

، پسر سمیہ ولد الحرام کے مقابلہ میں اُن کی نصرت اور معاونت کرو"۔

ابن زیاد کے حکم سے اُنھیں قصر سے زمین پر گرا دیا گیا۔ ان کی ہڈیاں چور چور ہوگئیں تھیں۔ ابھی کچھ جان باقی تھی کہ ایک شخص نے آکر آپ کو ذبح کر ڈالا۔ اس کا نام عبدالملک بن عمیر لخمی تھا۔ لوگوں نے اُسے لعنت ملامت کی کہ تُو نے یہ کام کیوں کیا ہے۔ اُس ملعون نے کہا: میں چاہتا تھا کہ ان کی مشکل آسان ہو جائے"۔ (1)

أنساب الأشراف: سَارَ [الحُسَينُ علیہ السلام] إِلَى زُبَالَةَ وَقَدِ استَكثَرَ مِنَ المَاءِ، وَكَانَ كُلَّمَا مَرَّ بِمَاءٍ اتَّبَعَهُ مِنهُ قَومٌ. وَبَعَثَ الحُسَينُ أَخَاهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَهُوَ عَبدُ اللهِ بنُ يَقطُرَ إِلَى مُسلِمٍ قَبلَ أَن يَعلَمَ أَنَّهُ قُتِلَ. فَأَخَذَهُ الحُصَينُ بنُ تَمِيمٍ وَبَعَثَ بِهِ إِلَى ابنِ زِيَادٍ. فَأَمَرَ أَن يُعلَى بِهِ القَصرُ لِيَلعَنَ الحُسَينَ علیہ السلام، وَيَنسِبَهُ وأَبَاهُ إِلَى الكَذِبِ. فَلَمَّا عَلَا القَصرَ، قَالَ:

إِنِّي رَسُولُ الحُسَينِ علیہ السلام ابنِ بِنتِ رَسُولِ اللهِ إِلَيكُم، لِتَنصُرُوهُ وتُوَازِرُوهُ عَلَى ابنِ مَرجَانَةَ، وَابنِ سُمَيَّةَ الدَّعِيِّ وَابنِ الدَّعِيِّ لَعَنَهُ اللهُ. فَأَمَرَ بِهِ فَأُلقِيَ مِن فَوقِ القَصرِ إِلَى الأَرضِ، فَتَكَسَّرَت عِظَامُهُ وَبَقِيَ بِهِ رَمَقٌ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَذَبَحَهُ، فَقِيلَ لَهُ: وَيحَكَ، مَا صَنَعتَ؟! فَقَالَ: أَحبَبتُ أَن أُرِيحَهُ.

فَلَمَّا بَلَغَ الحُسَينَ علیہ السلام قَتلُ ابنِ يَقطُرَ خَطَبَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! قَد خَذَلَتنَا شِيعَتُنَا، وَقُتِلَ مُسلِمٌ وَهَانِئٌ وَقَيسُ بنُ مُسهِرٍ وَيَقطُرُ. فَمَن أَرَادَ مِنكُمُ الانصِرَافَ فَلْيَنصَرِف.

---

(1) تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۹۸؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۹؛ طبقات الکبریٰ: ج۱،ص ۳۶۵؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳،ص ۲۹۹؛ البدایہ والنہایہ: ج۸،ص ۱۶۸؛ امالی شجری: ج۱،ص ۱۷۲؛ حدائق الوردیہ: ج۱،ص ۱۲۱؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج۳،ص ۷۷

"انساب الاشراف میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام منزلِ زُبالہ پر پہنچے تو آپؑ نے وہاں سے بہت زیادہ پانی لیا۔ جب آپؑ کسی جگہ سے پانی لینے کے لیے اُترتے تھے تو وہاں کے لوگ آپؑ کے ساتھ ہو جاتے۔ آپؑ نے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر کو راستے ہی سے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی طرف بھیجا۔ ابھی آپؑ کو معلوم نہ تھا کہ وہ شہید کر دیے گئے ہیں۔ حصین بن نمیر کے سپاہیوں نے اُنھیں گرفتار کر کے ابن زیاد کی طرف بھیج دیا۔ اُس نے حکم دیا کہ انھیں قصر کی چھت پر چڑھائیں اور (نعوذ باللہ) (امام) حسینؑ پر لعنت کریں اور ان کے والد کو سَب کریں۔

جب عبداللہ بن یقطر قصر کی چھت پر بلند ہوئے تو آپ نے لوگوں سے خطاب کیا: لوگو! میں حسینؑ بنتِ رسولؐ اللہ کا قاصد ہوں۔ آپؑ نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے۔ تم ابن مرجانہ ولدالحرام ملعون کے خلاف ان کی مدد کرو۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ انھیں زمین کی طرف پھینک دیا جائے۔ آپ کو قصر سے زمین کی طرف گرا دیا گیا جس سے آپ کی ہڈیاں چُور چُور ہو گئیں۔ ابھی آپ میں رمقِ جان باقی تھی کہ ایک آدمی آپ کے پاس آیا جس نے آپ کو ذبح کر دیا۔ لوگوں نے اُسے لعنت ملامت کی کہ تُو نے یہ ظلم کیوں کیا؟ اس نے کہا: میں نے یہ کام اُنھیں سکون دینے کے لیے کیا ہے۔ جب عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر فرزند رسولؐ تک پہنچی تو آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے خطاب فرمایا:

"اے لوگو! لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ حضرت مسلمؑ، حضرت ہانیؓ، حضرت قیسؓ بن مسہر اور حضرت عبداللہ بن یقطرؓ قتل کر دیے گئے ہیں۔ جو واپس جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے"۔ (انساب الاشراف: ج۳،ص ۳۷۹)

مقتل الحسین للخوارزمی: لَمَّا وَصَلَ كِتَابُ يَزِيدَ إِلَى ابنِ

زِيَادٍ أَن يَأخُذَ عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام بِالمَرَاصِدِ وَالمَسَالِحِ وَالثُّغُورِ، أَنفَذَ ابنُ زِيَادٍ لِلحُصَينِ بنِ نُمَيرٍ التَّمِيمِيِّ وَكَانَ عَلَى شُرطَتِهِ أَن يَنزِلَ القَادِسِيَّةَ . وَيُنَظِّمَ المَسَالِحَ مَا بَينَ القُطقُطَانِيَّةِ إِلَى خَفَّانَ . وتَقَدَّمَ إِلَى الحُرِّ بنِ يَزِيدَ الرِّيَاحِيِّ أَن يَتَقَدَّمَ بَينَ يَدَي الحُصَينِ فِي أَلفِ فَارِسٍ. وَكَانَ الحُسَينُ علیہ السلام قَد بَعَثَ بِأَخِيهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ عَبدِ اللهِ بنِ يَقطُرَ إِلَى أَهلِ الكُوفَةِ. فَأَخَذَهُ الحُصَينُ وأَنفَذَهُ إِلَى ابنِ زِيَادٍ . فَقَالَ لَهُ ابنُ زِيَادٍ : اِصعَدِ المِنبَرَ فَالعَنِ الحُسَينَ وأَبَاهُ.

فَصَعِدَ المِنبَرَ ، وَدَعَا لِلحُسَينِ علیہ السلام ، ولَعَنَ يَزِيدَ بنَ مُعَاوِيَةَ وَعُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ وَأَبَوَيهِمَا . فَرُمِيَ بِهِ مِن فَوقِ القَصرِ فَجَعَلَ يَضطَرِبُ وَبِهِ رَمَقٌ. فَقَامَ إِلَيهِ عَبدُ المَلِكِ بنُ عُمَيرٍ اللَّخمِيُّ فَذَبَحَهُ، وَلِيمَ عَبدُ المَلِكِ. فَاعتَذَرَ أَنَّهُ أَرَادَ أَن يُرِيحَهُ مِمَّا فِيهِ مِنَ العَذَابِ.

"مقتل الحسینؑ خوارزمی میں ہے، جب یزید ملعون کا خط ابن زیاد ملعون کو ملا جس میں لکھا تھا کہ حسینؑ اس کی طرف آرہے ہیں اُن کے مقابلے کے لیے چوکیاں قائم کر اور سرحدوں کی حفاظت کر۔ اُس نے حصین بن نمیر تمیمی جو اس کی پولیس کا افسر تھا اُسے مقرر کیا کہ وہ قادسیہ جا کر قطقطانیہ [1] سے خفان [2] تک اپنے آدمی پھیلا دیے۔ اُس نے حر بن یزید الریاحی کو ایک

---

[1] تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۸؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۹؛ طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۳۶۵؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص ۲۹۹؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۶۸؛ امالی شجری: ج۱، ص ۱۷۲؛ حدائق الوردیہ: ج۱، ص ۱۲۱؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج۴، ص ۷۷

[2] خفان: کوفہ کے قریب ایک جگہ ہے جو حاجیوں کے راستے پر آتی ہے۔ ایک قول ہے یہ قادسیہ سے اُوپر کا علاقہ ہے (معجم البلدان: ج۳، ص ۳۷۹)۔ ان مقامات کو جلد نمبر ۴ کے نقشہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہزار سواروں کے ساتھ حُصین کے آگے بھیج دیا۔ اُس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے بھائی عبداللہ بن یقطرؓ کو کوفہ کی طرف بھیج چکے تھے۔ حُصین نے اُنھیں گرفتار کر کے ابنِ زیاد کی طرف بھیج دیا۔ ابنِ زیاد نے اُنھیں کہا کہ وہ قصر کی چھت پر چڑھ کر حسینؑ اور آپؑ کے والد پر لعنت کرے۔ عبداللہ بن یقطر چھت پر چڑھے اور آپ نے وہاں لوگوں سے خطاب کیا:

''حضرت امام حسین علیہ السلام پر درود وسلام پڑھا اور یزید اور عبیداللہ ابنِ زیاد اور اُس کے باپ پر لعنت بھیجی۔ آپ کو چھت سے نیچے کی طرف گرا دیا گیا۔ ابھی آپ میں رمقِ جان باقی تھی کہ عبدالملک بن عمیر لخمی نے آپ کا سرتن سے جدا کر دیا۔ عبدالملک پر جب لوگوں نے اعتراضات کیے تو اُس نے کہا: میں نے اُنھیں راحت پہنچانے کے لیے ایسا کیا ہے''۔ [1]

الطبقات الکبری (الطبقة الخامسة من الصحابة): وَعَبدُ اللهِ بنُ يُقطُرٍ ، رَضيعُ لِلحُسَينِ . قُتِلَ بِالكوفَةِ ، رُمِيَ بِهِ مِن فَوقِ القَصرِ فَماتَ. وهُوَ الَّذي قيلَ فيهِ: وآخَرُ يَهوي مِن طَمارِ قَتيلُ.

''طبقات الکبریٰ میں ہے، عبداللہ بن یقطرؓ جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے رضاعی بھائی تھے، اُنھیں کوفہ میں قتل کر دیا گیا۔ انھیں قصر کی چھت سے زمین پر گرا دیا گیا، جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے۔ ان کے بارے میں کہا گیا کہ عبداللہ بن یقطرؓ وہ ہیں جنھیں بلندی سے گرا کر قتل کیا گیا''۔ [2]

المناقب لابن شهر آشوب: فَلَمّا دَخَلَ [ابنُ زِيادٍ] القَصرَ [بَعدَ عِيادَةِ شَريكِ بنِ الأَعوَرِ] ، أتاهُ مالِكُ بنُ يَربوعٍ التَّميمِيُّ بِكِتابٍ أخَذَهُ مِن يَدَي عَبدِ اللهِ بنِ يَقطُرَ ، فَإِذا فيهِ: لِلحُسَينِ

① مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۲۸
② طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۷۸

بنِ عَلِيٍّ. اَمَّا بَعدُ: فَإِنِّي أُخبِرُكَ اَنَّهُ قَد بَايَعَكَ مِن اَهلِ الكُوفَةِ كَذا. فَإِذَا أَتَاكَ كِتَابِي هٰذَا فَالعَجَلَ العَجَلَ. فَإِنَّ النَّاسَ مَعَكَ وَلَيسَ لَهُم فِي يَزِيدَ رَأيٌ وَلَا هَوىً. فَأَمَرَ ابنُ زِيَادٍ بِقَتلِهِ.

"مناقب بن شہرآشوب میں ہے، جب ابنِ زیاد شریک بن اعور کی عیادت کرنے کے بعد اپنے دربار میں آیا تو اُس کے پاس مالک بن یربوع تمیمی آیا جس کے پاس خط تھا جو اُس نے عبداللہ بن یقطر کو گرفتار کرنے کے بعد اُن سے حاصل کیا تھا۔

عبداللہ بن یقطر حضرت مسلم بن عقیلؑ سے یہ خط لے کر حضرت امام حسینؑ کی طرف لے کر جا رہے تھے۔ خط کا مضمون یہ ہے:

"اما بعد! میں آپ کو اس امر کی اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ اہلِ کوفہ میں سے فلاں فلاں نے آپؑ کی بیعت کر لی ہے۔ جب آپؑ کو میرا خط ملے تو آپؑ فوراً کوفہ پہنچیں۔ لوگ آپؑ کے ساتھ ہیں۔ یہاں یزید کو چاہنے والا کوئی نہیں ہے"۔

ابنِ زیاد نے جناب ابن یقطر کو قتل کرا دیا۔ (1)

الثقات لابن حبّان: قُبِضَ عَلَى عَبدِ اللهِ بنِ يُقطُرٍ رَضِيعِ الحُسَينِ بنِ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام فِي ذٰلِكَ اليَومِ [أَي فِي يَومِ عَاشُورَاءَ]. وَقِيلَ: حُمِلَ إِلَى الكُوفَةِ ثُمَّ رُمِيَ بِهِ مِن فَوقِ القَصرِ أَو قَيدَ فَانكَسَرَت رِجلُهُ. فَقَامَ إِلَيهِ رَجُلٌ مِن أَهلِ الكُوفَةِ وَضَرَبَ عُنُقَهُ.

"ثقات ابنِ حبان میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کے برادر رضاعی عبداللہ بن یقطر میدانِ کربلا میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گئے لیکن بعض نے کہا ہے کہ انھیں گرفتار کر کے کوفہ لایا گیا اور قصر کی چھت سے نیچے

(1) مناقب ابن شہرآشوب: ج ۴، ص ۹۴

گرادیا گیا جس سے اُن کی ہڈیاں چور چور ہوگئیں۔ ایک کوفی اُن کے پاس آیا اور اُن کا سرتن سے جدا کر دیا"۔ (ثقات ابن حبان: ج ۲، ص ۳۱۰)

البداية والنهاية: وَمِمَّنْ قُتِلَ مَعَ الْحُسَيْنِ بِكَرْبَلاءَ، أَخُوهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ عَبْدُ اللهِ بْنُ يُقْطُرٍ، وَقَدْ قِيلَ: إِنَّهُ قُتِلَ قَبْلَ ذٰلِكَ حَيْثُ بَعَثَ مَعَهُ كِتَابًا إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَحُمِلَ إِلَى ابْنِ زِيَادٍ فَقَتَلَهُ.

"البدایہ والنہایہ میں ہے، وہ افراد جو میدانِ کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ شہید ہوئے۔ اُن میں سے ایک حضرت عبداللہ بن یقطر ہیں۔ لیکن ایک اور قول کے مطابق یہ واقعہ کربلا سے قبل شہید کر دیے گئے تھے۔ وہ امام علیہ السلام کا خط اہلِ کوفہ کی طرف لے جا رہے تھے کہ راستے میں گرفتار ہو گئے۔ انھیں ابنِ زیاد کے پاس لایا گیا۔ اس نے انھیں شہید کر دیا"۔ (البدایہ والنہایہ: ج ۲، ص ۳۱۰)

حضرت قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت

حضرت قیس بن مسہر الصیداوی حضرت امام حسین علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ نے نہضتِ حسینیؑ میں بہت زیادہ خدمات سرانجام دی تھیں۔ آپ متعدد مرتبہ کوفہ سے امام علیہ السلام کے پاس اور امامؑ سے اہلِ کوفہ کے پاس آتے جاتے رہے۔

آپ کی جملہ خدمات میں سے چند خدمات درج ذیل ہیں:

① جب کوفہ سے مکہ ایک وفد حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا تو اُن میں سے ایک آپ تھے۔

② جب حضرت مسلم سفیر بن کر کوفہ جا رہے تھے تو اس سفر میں آپ حضرت مسلمؑ کے ہمراہ تھے۔ اس سفر کے دوران آپ نے حضرت مسلمؑ کا خط مکہ میں امام علیہ السلام تک پہنچایا تھا۔ پھر امام علیہ السلام کا خط حضرت مسلم تک پہنچایا تھا۔

③ جب حضرت مسلم کوفہ پہنچے تو اُن کا خط لے کر مکہ معظمہ میں امام علیہ السلام کے پاس آئے اور

خط پیش کیا۔

۳ جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو اس سفر میں میدانِ کربلا تک امام علیہ السلام کے ساتھ رہے۔ اس سفر کے دوران جب 'منزلِ حاجز' پہنچے تو وہاں آپ کو اہلِ کوفہ کے نام خط دیا، لیکن ابھی آپ کوفہ نہیں پہنچے تھے کہ راستے میں حُصین بن تمیم کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ گرفتاری سے قبل آپ نے خط پھاڑ ڈالا تھا تاکہ خط کے مضمون سے دشمن آگاہ نہ ہو۔ آپ کو دارالامارہ کی چھت سے زمین پر پھینک دیا گیا تھا جس کی وجہ سے آپ کی شہادت ہوئی۔ زیارتِ رجبیہ اور زیارتِ ناحیہ میں آپ کا ذکر موجود ہے:

اَلسَّلَامُ عَلٰى قَيْسِ بْنِ مُسْهِرِ الصَّيْدَاوِيِّ

"قیس بن مسہر صیداوی پر سلام"۔

اَلإرشاد: لَمَّا بَلَغَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ إقبالُ الحُسَيْنِ علیہ السلام مِن مَكَّةَ إلَى الكُوفَةِ، بَعَثَ الحُصَيْنَ بْنَ نُمَيْرٍ صاحِبَ شُرَطِهِ حَتّٰى نَزَلَ القادِسِيَّةَ، ونَظَّمَ الخَيْلَ بَيْنَ القادِسِيَّةِ إلَى خَفّانَ، ومَا بَيْنَ القادِسِيَّةِ إلَى القُطقُطانَةِ.

وَقَالَ النّاسُ: هٰذَا الحُسَيْنُ علیہ السلام يُرِيدُ العِراقَ. ولَمّا بَلَغَ الحُسَيْنُ علیہ السلام الحاجِرَ مِن بَطنِ الرُّمَّةِ، بَعَثَ قَيْسَ بْنَ مُسْهِرٍ الصَّيداوِيَّ، ويُقالُ: بَل بَعَثَ أخاهُ مِنَ الرَّضاعَةِ عَبدَ اللهِ بْنَ يَقطُرَ، إلَى أهلِ الكُوفَةِ، ولَم يَكُن علیہ السلام عَلِمَ بِخَبَرِ مُسلِمِ بْنِ عَقِيلٍ رَحمَةُ اللهِ عَلَيهِما، وكَتَبَ مَعَهُ إلَيهِم:

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ، مِنَ الحُسَينِ بنِ عَليٍّ إلىٰ إخوانِهِ مِنَ المُؤمِنينَ وَالمُسلِمينَ، سَلامٌ عَلَيكُم، فَإنّي أحمَدُ إلَيكُمُ اللهَ الَّذي لا إلٰهَ إلّا هُوَ. أمّا بَعدُ: فَإنَّ كِتابَ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ جاءَني يُخبِرُ فيهِ بِحُسنِ رَأيِكُم، وَاجتِماعِ مَلَئِكُم عَلىٰ نَصرِنا

وَالطَّلَبِ بِحَقِّنَا . فَسَأَلْتُ اللهَ أَنْ يُحْسِنَ لَنَا الصَّنِيعَ ، وأَنْ يُثِيبَكُم عَلَى ذٰلِكَ أَعْظَمَ الأَجْرِ . وَقَدْ شَخَصْتُ إِلَيْكُم مِنْ مَكَّةَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، لِثَمَانٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الحِجَّةِ، يَوْمَ التَّرْوِيَةِ. فَإِذَا قَدِمَ عَلَيْكُم رَسُولِي فَانْكَمِشُوا فِي أَمْرِكُم وَجِدُّوا. فَإِنِّي قَادِمٌ عَلَيْكُم فِي أَيَّامِي هٰذِهِ. وَالسَّلَامُ عَلَيْكُم وَرَحْمَةُ اللهِ.

وَكَانَ مُسْلِمٌ كَتَبَ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، وَكَتَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ الكُوفَةِ: إِنَّ لَكَ هَاهُنَا مِئَةَ أَلْفِ سَيْفٍ. فَلَا تَتَأَخَّرْ.

فَأَقْبَلَ قَيْسُ بْنُ مُسْهِرٍ إِلَى الكُوفَةِ بِكِتَابِ الحُسَيْنِ علیہ السلام. حَتَّى إِذَا انْتَهَى إِلَى القَادِسِيَّةِ . أَخَذَهُ الحُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ فَأَنْفَذَهُ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ. فَقَالَ لَهُ عُبَيْدُ اللهِ: إِصْعَدْ فَسُبَّ الكَذَّابَ الحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ.

فَصَعِدَ قَيْسٌ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ. إِنَّ هٰذَا الحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ علیہ السلام خَيْرُ خَلْقِ اللهِ. ابْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ. وَأَنَا رَسُولُهُ إِلَيْكُم فَأَجِيبُوهُ. ثُمَّ لَعَنَ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ وَأَبَاهُ. وَاسْتَغْفَرَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام وَصَلَّى عَلَيْهِ. فَأَمَرَ بِهِ عُبَيْدُ اللهِ أَنْ يُرْمَى بِهِ مِنْ فَوْقِ القَصْرِ. فَرَمَوْا بِهِ فَتَقَطَّعَ.

وَرُوِيَ أَنَّهُ وَقَعَ إِلَى الأَرْضِ مَكْتُوفًا. فَتَكَسَّرَتْ عِظَامُهُ وَبَقِيَ بِهِ رَمَقٌ. فَجَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ المَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ اللَّخْمِيُّ فَذَبَحَهُ فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ وَعِيبَ عَلَيْهِ. فَقَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أُرِيحَهُ!

"ارشاد میں ہے، جب ابن زیاد کو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو اُس نے صاحب شرطہ حصین بن نمیر کو اس کام پر معین کیا، اُس نے قادسیہ کو مرکز بنایا، اُس نے قادسیہ سے خفان

قادسیہ سے قطقطانیہ تک اپنے جنگی سوار پھیلا دیئے۔ جب لوگوں نے یہ حالات دیکھے تو کہنے لگے: حسینؓ عراق آرہے ہیں۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام بطن رُمہ سے حاجر پہنچے تو آپؑ نے قیس بن مُسہر صیداوی کو کوفہ کی طرف بھیجا لیکن بعض کا قول ہے کہ آپؑ نے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر کو بھیجا تھا۔ ابھی آپؑ تک حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر نہیں پہنچی تھی۔ آپؑ کے خط کی عبارت یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسینؑ بن علی کا یہ خط کوفہ کے اہلِ ایمان واسلام کی طرف ہے

تم سب پر سلام۔ میں تمھارے سامنے خدائے وحدہٗ لاشریک کا شکر ادا کرتا ہوں۔

امابعد! مجھے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کا خط ملا جسے میں نے پڑھا۔ اس میں اُنھوں نے تم لوگوں کی بہترین اور لائق ترین رائے کا ذکر کیا ہے کہ تم سب لوگ ہماری نصرت اور حق کے قیام پر جمع ہو چکے ہو۔ میری بارگاہِ خداوندی میں التجا ہے کہ وہ اس امر میں ہمیں کامیابی عطا کرے اور تمھاری اس کوشش پر تمھیں بہترین اُجر عطا فرمائے۔ میں مکہ معظمہ سے منگل ۸ ذی الحجہ یومِ تَرویہ سے تمھاری طرف روانہ ہوں۔ جس وقت تمھارے پاس میرا قاصد آجائے تم ایک مرکز پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہو جاؤ اور اپنے کام پر کمربستہ ہو جاؤ، انھی دنوں میں مَیں تمھارے پاس آنے والا ہوں"۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپؑ نے یہ خط اہلِ کوفہ کی طرف اس لیے بھیجا تھا کیونکہ حضرت مسلمؑ اپنی شہادت سے ستائیس دن قبل آپؑ کی طرف خط لکھ چکے تھے۔ اُنھوں نے لکھا تھا کہ ایک لاکھ تلوار آپؑ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہے۔ فوراً تشریف لائیے اور تاخیر مت کیجیے۔

قیس بن مسہر صیداوی امام علیہ السلام کا خط اہلِ کوفہ کی طرف لے جا رہے تھے۔ جب وہ قادسیہ پہنچے تو حُصین بن نمیر نے اُنھیں گرفتار کر لیا اور ابنِ زیاد کی طرف بھیج دیا۔ ابنِ زیاد نے کہا: اُوپر جا اور کذاب (نعوذ باللہ) حسینؑ بن علیؑ پر سب وشتم کر۔

جنابِ قیس منبر پر گئے اور اُنھوں نے اللہ رب العزت کی حمد وثنا بیان کی، پھر کہا: اے لوگو! یہ حسینؑ بن علیؑ اللہ سبحانہ کی بہترین مخلوق ہیں۔ آپؑ رسولؐ اسلام کی دُختر کے فرزند ہیں۔ میں تمھاری طرف اُن کا قاصد ہوں۔ اُن کی آواز پر لبیک کہو۔ پھر قیس ابنِ مُسہر نے عبیداللہ اور اُس کے باپ پر لعنت کی اور امام علی بن ابی طالبؑ پر درود وسلام بھیجا۔

ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ انھیں قصر کی چھت پر لے جاؤ اور وہیں سے زمین کی طرف گرا دو۔ ابنِ زیاد کے حکم کی تعمیل کی گئی۔ جس سے آپ کے جسم کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔

ایک روایت ہے کہ انھیں جب زمین کی طرف دھکا دیا گیا تو اس وقت آپ کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ جب زمین پر آئے تو ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔ ابھی آپ کے جسم میں رمق باقی تھی کہ ایک آدمی آیا جس کا نام عبدالملک بن عمیر لخمی ہے، اُس نے ان کا سر جسم سے جدا کر دیا۔ جب اُس پر اعتراض کیا گیا تو اُس نے کہا کہ میں نے انھیں آرام پہنچانے کے لیے ایسا کیا ہے"۔[1]

الكامل في التاريخ: لَمَّا بَلَغَ ابنَ زِيَادٍ مَسِيرُ الحُسَيْنِ علیہ السلام مِن مَكَّةَ، بَعَثَ الحُصَينَ بنَ نُمَيرِ التَّمِيمِيَّ صَاحِبَ شُرطَتِهِ. فَنَزَلَ القَادِسِيَّةَ، وَنَظَّمَ الخَيلَ مَا بَينَ القَادِسِيَّةِ إلى خَفَّانَ، وَمَا

---

[1] ارشاد: ج ۲، ص ۶۹؛ مثیر الاحزان: ص ۴۲؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۹؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۵؛ حدائق وردیہ: ج ۱، ص ۱۲۱

بَیْنَ الْقَادِسِیَّةِ إِلَی الْقُطْقُطَانَةِ، وإِلَی جَبَلِ لَعلَعٍ.

فَلَمَّا بَلَغَ الْحُسَیْنُ علیہ السلام الْحَاجِرَ، کَتَبَ إِلَی أَهْلِ الْکُوفَةِ مَعَ قَیْسِ بْنِ مُسْهِرٍ الصَّیْدَاوِيِّ، یُعَرِّفُهُمْ قُدُومَهُ، وَیَأْمُرُهُمْ بِالْجِدِّ فِي أَمْرِهِمْ. فَلَمَّا انْتَهَی قَیْسٌ إِلَی الْقَادِسِیَّةِ، أَخَذَهُ الْحُصَیْنُ فَبَعَثَ بِهِ إِلَی ابْنِ زِیَادٍ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ زِیَادٍ: اِصْعَدِ الْقَصْرَ فَسُبَّ الْکَذَّابَ ابْنَ الْکَذَّابِ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِيٍّ.

فَصَعِدَ قَیْسٌ، فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَی عَلَیْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ هٰذَا الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِيٍّ علیہ السلام، خَیْرُ خَلْقِ اللهِ، ابْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، أَنَا رَسُولُهُ إِلَیْکُمْ، وَقَدْ فَارَقْتُهُ بِالْحَاجِرِ فَأَجِیبُوهُ. ثُمَّ لَعَنَ ابْنَ زِیَادٍ وَأَبَاهُ وَاسْتَغْفَرَ لِعَلِيٍّ علیہ السلام.

فَأَمَرَ بِهِ ابْنُ زِیَادٍ فَرُمِيَ مِنْ أَعْلَی الْقَصْرِ، فَتَقَطَّعَ فَمَاتَ.

"الکامل فی التاریخ میں ہے، جب ابنِ زیاد کو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو اُس نے ملٹری پولیس افسر حصین بن نمیر کو حکم دیا کہ وہ امام علیہ السلام کی پیش قدمی کو روک دے۔ وہ قادسیہ آیا اور اُس نے قادسیہ سے خفان اور قطقطانیہ اور جبل لعلع ① تک اپنے جنگی سوار پھیلا دیئے اور کوفہ کو ہر طرف سے بند کر دیا۔

جب فرزندِ رسول حضرت امام حسین علیہ السلام 'منزلِ حاجز' پر پہنچے تو قیس بن مسہر صیداوی کو خط دیا کہ وہ کوفہ جائیں اور اہلِ کوفہ کو اطلاع کریں کہ امام علیہ السلام ان کی طرف آ رہے ہیں۔ آپؑ نے اس خط میں انھیں حکم دیا کہ وہ اپنے کام کے لیے عزم بالجزم ہو جائیں۔ جب جناب قیس قادسیہ پہنچے تو حصین بن نمیر نے انھیں گرفتار کر لیا اور ابنِ زیاد کی طرف بھیج دیا۔

---

① لَعلَع: بصرہ اور کوفہ کے درمیان ایک منزل کا نام ہے۔ (معجم البلدان: ج ۵، ص ۱۸)۔ قارئین! اس کتاب کے آخر میں نقشہ نمبر ۳ کی طرف رجوع کریں۔

ابنِ زیاد نے انھیں کہا: وہ قصر کی چھت پر جا کر (نقل کفر کفر نہ باشد) کذاب ابنِ کذاب حسینؑ ابنِ علیؑ پر سب کرے۔

جناب قیس قصر کی چھت پر بلند ہوئے۔ اُنھوں نے اللہ رب العزت کی حمد وثنا بیان کی اور پھر کہا:

"اے لوگو! یہ حسینؑ بن علیؑ اللہ کی بہترین مخلوق ہیں۔ آپؑ رسولؐ اللہ کی دختر کے فرزند ہیں۔ میں ان کی طرف سے تمھاری طرف پیغام لے کر آیا ہوں۔ میں نے جب اُنھیں چھوڑا تھا تو آپؑ مقامِ حاجر پر تھے۔ اُن کے حکم کی تعمیل پر کمربستہ رہو۔ پھر اُس نے ابنِ زیاد اور اُس کے باپ پر لعنت کی اور حضرت علی علیہ السلام پر درود وسلام بھیجا"۔

ابنِ زیاد نے اُن کے قتل کا حکم جاری کیا تو انھیں قصر کی بلندی سے زمین کی طرف پھینک دیا جس کی وجہ سے آپ شہید ہو گئے"۔ ①

تاریخ الطبری عن عقبة بن أبي العيزار: قَالَ [الإِمَامُ الحُسَيْنُ عليه السلام لِلرِّجَالِ الأَرْبَعِ الَّذِينَ أَقبلوا مِنَ الكُوفَةِ]: أَخبِرُونِي، فَهَل لَكُم بِرَسُولِي إِلَيكُم؟ قَالُوا: مَن هُوَ؟ قَالَ: قَيسُ بنُ مُسهِرٍ الصَّيداوِيُّ. فَقَالُوا: نَعَم، أَخَذَهُ الحُصَينُ بنُ تَمِيمٍ، فَبَعَثَ بِهِ إِلَى ابنِ زِيَادٍ، فَأَمَرَهُ ابنُ زِيَادٍ أَن يَلعَنَكَ وَيَلعَنَ أَبَاكَ، فَصَلَّى عَلَيكَ وَعَلَى أَبِيكَ وَلَعَنَ ابنَ زِيَادٍ وَأَبَاهُ، وَدَعَا إِلَى نُصرَتِكَ، وَأَخبَرَهُم بِقُدُومِكَ، فَأَمَرَ بِهِ ابنُ زِيَادٍ فَأُلقِيَ مِن طَمَارِ القَصرِ. فَتَرَقرَقَت عَينَا حُسَينٍ عليه السلام وَلَم يَملِك دَمعَهُ، ثُمَّ قَالَ: ﴿فَمِنهُم مَن قَضَى نَحبَهُ وَمِنهُم مَن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبدِيلًا﴾، اَللّٰهُمَّ اجعَل لَنَا وَلَهُمُ الجَنَّةَ نُزُلًا، وَاجمَع بَينَنَا وَبَينَهُم فِي مُستَقَرٍّ مِن رَحمَتِكَ، وَرَغَائِبِ مَذخُورِ ثَوَابِكَ.

① مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۳

''تاریخ طبری میں عقبہ بن ابی العیزار سے مروی ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام کا قافلہ کوفہ کی طرف رواں دواں تھا۔ راستے میں آپؑ کی ملاقات کوفہ سے آنے والے چار آدمیوں سے ہوئی۔ آپؑ نے اُن سے پوچھا: کیا تمھیں میرے قاصد کی کوئی خبر ہے؟ انھوں نے کہا: اُس کا نام کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: قیس بن مسہرؓ صیداوی۔

انھوں نے کہا: اُنھیں حصین بن نمیر نے گرفتار کرلیا تھا اور ابنِ زیاد کی طرف بھیج دیا تھا۔ ابن زیاد نے اُنھیں حکم دیا کہ وہ آپؑ سے اور آپؑ کے والد سے بیزاری کا اعلان کرے، لیکن اُنھوں نے اس کی بات تسلیم نہ کی بلکہ اُس نے آپؑ پر اور آپؑ کے والد پر درود و سلام پڑھا۔ لوگوں کو آپؑ کی نصرت کی دعوت دی اور آپؑ کے آنے کی اطلاع دی۔ ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ اُنھیں قصر کی چھت سے نیچے گرا دیا جائے۔

امام علیہ السلام کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ امام علیہ السلام نے قرآنِ کریم کی آیت کی تلاوت کی: ''ایمان والو میں کچھ اشخاص ہیں جنھوں نے سچ کر دکھایا اُسے جو اُنھوں نے اللہ سے عہد و پیمان کیا تھا تو ان میں سے کچھ وہ ہیں جنھوں نے اپنا وقت پورا کرلیا اور اُن میں سے کچھ انتظار کر رہے ہیں اور انھوں نے اس بات میں ذرا بھر تبدیلی نہیں کی۔ خدایا! ہمارے اور ان کے لیے جنت منزل بنا۔ ہمیں اور اُنھیں اپنی رحمت میں جگہ عنایت فرما اور بے پناہ اجر عطا فرما''۔ (1)

عبدالاعلیٰ بن یزید کی شہادت

عبدالاعلیٰ بن یزید اور عبدالاعلیٰ الکلبی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے جس وقت حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے خروج کیا تھا تو یہ اُن کی مدد کے لیے آئے تھے۔ اُنھیں ابنِ زیاد کی فوج نے گرفتار

(1) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۴۰۵؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۵۴

کرلیا تھا۔ آخرکار رجانہ سبیع میں اُنھیں شہید کردیا گیا تھا۔

بلاذری نے اپنے ہاں ان کا نام عبدالاعلیٰ بن زید بن الشجاعت الکلبی نقل کیا ہے اور اُنھیں اُس نے یومِ عاشورا کے شہداء میں شمار کیا ہے۔

تاریخ الطبری عن أبي جناب الكلبي: إِنَّ كَثِيراً [كَثِيرَ بنَ شِهَابِ بنِ الحُصَينِ] أَلفَى رَجُلاً مِن كَلبٍ، يُقَالُ لَهُ عَبدُ الأَعلَى بنُ يَزِيدَ. قَد لَبِسَ سِلاحَهُ يُرِيدُ ابنَ عَقِيلٍ فِي بَنِي فِتيَانَ، فَأَخَذَهُ حَتَّى أَدخَلَهُ عَلَى ابنِ زِيَادٍ، فَأَخبَرَهُ خَبَرَهُ. فَقَالَ لِابنِ زِيَادٍ: إِنَّمَا أَرَدتُكَ؛ قَالَ: وَكُنتَ وَعَدتَنِي ذٰلِكَ مِن نَفسِكَ؛ فَأَمَرَ بِهِ فَحُبِسَ.

"تاریخ طبری میں ابوجناب الکلبی سے روایت ہے کہ کثیر بن شہاب بن حُصین نے بنی کلب میں سے ایک نوجوان کو دیکھا جس کا نام عبدالاعلیٰ بن یزید تھا جو اسلحہ سے لیس تھا اور مسلمؑ بن عقیلؑ کی معاونت کے لیے نکلا تھا۔ اس نے اُسے گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے سامنے پیش کردیا اور اُس کی مکمل رپورٹ بھی پیش کی۔ جب ابنِ زیاد نے اُس سے پوچھا: تیرا پروگرام کیا تھا؟ اُس نے کہا: میں تیری طرف آرہا تھا۔ ابنِ زید نے کہا: ہاں تُو نے مجھ سے میرے پاس آنے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ اُس نے حکم دیا: اِسے قید کردیا جائے"۔ (تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۶۹)

تاریخ الطبري عن عون بن أبي جحيفة: إِنَّ عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ لَمَّا قَتَلَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ وَهَانِئَ بنَ عُروَةَ، دَعَا بِعَبدِ الأَعلَى الكَلبِيِّ الَّذِي كَانَ أَخَذَهُ كَثِيرُ بنُ شِهَابٍ فِي بَنِي فِتيَانَ، فَأُتِيَ بِهِ فَقَالَ لَهُ: أَخبِرنِي بِأَمرِكَ.

فَقَالَ: أَصلَحَكَ اللهُ، خَرَجتُ لِأَنظُرَ مَا يَصنَعُ النَّاسُ، فَأَخَذَنِي كَثِيرُ بنُ شِهَابٍ. فَقَالَ لَهُ: فَعَلَيكَ وَعَلَيكَ مِنَ الأَيمَانِ

الْمُغَلَّظَةِ إِن كَانَ أَخرَجَكَ إِلَّا مَا زَعَمتَ. فَأَبَى أَن يَحلِفَ. فَقَالَ عُبَيدُ اللهِ: إِنطَلِقُوا بِهٰذَا إِلَى جَبَّانَةِ السَّبِيعِ. فَاضرِبُوا عُنُقَهُ بِهَا. قَالَ: فَانطَلِقَ بِهِ فَضُرِبَت عُنُقُهُ.

''تاریخ طبری میں عون بن ابی جحیفہ سے مروی ہے، جب ابنِ زیاد حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ اور ہانیؓ بن عروہ کو قتل کر چکا تو اس نے عبدالاعلیٰ الکلبی کو بلایا جسے کثیر ابنِ شہاب نے بنی فتیان سے گرفتار کیا تھا۔ جب انھیں لایا گیا تو ابنِ زیاد نے اُن سے کہا: اپنا حال بیان کر۔ اُنھوں نے کہا: خدا آپ کا بھلا کرے میں اس لیے نکلا تھا کہ دیکھوں لوگ کیا کر رہے ہیں کہ مجھے ابنِ شہاب نے گرفتار کرلیا۔ ابنِ زیاد نے کہا: اگر تو اس لیے نکلا تھا تو پھر شدید و بھاری قسمیں کھا کر اپنا بیان دے۔ اُنھوں نے قسمیں کھانے سے انکار کر دیا۔ ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ انھیں جبانہ سبیع (۱) میں لے جا کر قتل کردو۔ انھیں جبانہ سبیع میں لایا گیا اور شہید کر دیا گیا''۔ (۲)

أَنسَابُ الأَشرَافِ: قُتِلَ مَعَهُ [أَي مَعَ الحُسَينِ علیہ السلام] عَبدُ الأَعلَى بنُ زَيدِ بنِ الشُّجَاعَةِ الكَلبِيُّ.

''انساب الاشراف میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ عبدالاعلیٰ بن زید الشجاعت الکلبی شہید ہوئے''۔ (۳)

عمارہ بن صلخب الازدی کی شہادت

عمارہ بن صلخب ازدی اُن لوگوں میں سے ہیں کہ جنھوں نے مسلح ہو کر حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ کی مدد کرنے کے لیے میدان کا رُخ کیا تھا۔ محمد بن اشعث کے ہاتھوں گرفتار ہوئے۔

---

(۱) جبانہ سبیع: اہلِ کوفہ قبرستان کو جبانہ سبیع کہتے تھے۔ (معجم البلدان: ج۲، ص۹۹)

(۲) تاریخ طبری: ج۵، ص۳۷۹

(۳) انساب الاشراف: ج۳، ص۴۰۶؛ نسب معد: ج۲، ص۶۳۰

ابنِ زیاد نے انھیں شہید کر دیا تھا۔ ان کا سر حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؒ کے سروں کے ساتھ شام بھیج دیا گیا۔

صاحب تنقیح المقال نے اُن کے بارے میں نقل کیا ہے کہ عمارہ نے حضرتِ مسلمؑ کی بیعت کی تھی۔ پھر انھیں حضرت امام حسین علیہ السلام کی بیعت لینے پر مامور کر دیا گیا تھا لیکن بیعت لینے کی مسئولیت کی سند کہیں نہیں ملتی۔ ①

تاريخ الطبري عن أبي جناب الكلبي: خَرَجَ مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ حَتّىٰ وَقَفَ عِندَ دورِ بَني عُمارَةَ ، وَجاءَهُ عُمارَةُ بنُ صَلخَبٍ الأَزدِيُّ وهُوَ يُريدُ ابنَ عَقيلٍ، عَلَيهِ سِلاحُهُ، فَأَخَذَهُ فَبَعَثَ بِهِ إلَى ابنِ زِيادٍ فَحَبَسَهُ.

"تاریخ طبری میں ابوجناب الکلبی سے روایت ہے، محمد بن اشعث باہر نکلا اور وہ بنی عمارہ کے محلہ کے نزدیک کھڑا ہو گیا کہ اس دوران عمارہ بن صلخب مسلح صورت میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی نصرت کے لیے سامنے آیا تو اس نے انھیں گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے سامنے پیش کر دیا۔ اس نے انھیں زندان میں بھیج دیا"۔ (تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۷۰)

تاريخ الطبري عن عون بن أبي جُحيفة: أُخرِجَ عُمارَةُ بنُ صَلخَبٍ الأَزدِيُّ ، وكانَ مِمَّن يُريدُ أن يَأتِيَ مُسلِمَ بنَ عَقيلٍ بِالنُّصرَةِ لِيَنصُرَهُ، فَأُتِيَ بِهِ أيضاً عُبَيدَ اللهِ ، فَقالَ لَهُ: مِمَّن أنتَ؟ قالَ: مِنَ الأَزدِ، قالَ: انطَلِقوا بِهِ إلىٰ قَومِهِ، فَضُرِبَت عُنُقُهُ فيهِم.

"تاریخ طبری میں ہے، جناب عمارہ بن صلخب مسلح ہو کر حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی نصرت کے لیے نکلے تو انھیں گرفتار کر کے عبیداللہ کے پاس لایا گیا۔ عبیداللہ نے کہا: تُو کون ہے؟ اس نے جواب دیا: میں ازدی ہوں۔ اس نے

---

① تنقیح المقال: ج۲، ص ۳۲۳؛ قاموس الرجال: ج۸، ص ۵۳

کہا: اسے اس کی قوم کے پاس لے جاؤ اور وہیں قتل کردو۔ لوگ اُسے اُس کے محلہ میں لے گئے اور وہیں شہید کردیا"۔ (تاریخ طبری: ج۵، ص۳۷۹)

أنساب الأشراف: خَرَجَ عُمارَةُ بنُ صَلخَبٍ الأزدِيُّ. وَكانَ مِمَّن أرادَ نُصرَةَ مُسلِمٍ. فَأَخَذَهُ أصحابُ ابنِ زِيادٍ فَأَتَوهُ بِهِ، فَأَمَرَ بِهِ فَضُرِبَت عُنُقُهُ فِي الأَزدِ. وَبَعَثَ بِرَأسِهِ مَعَ رَأسِ مُسلِمٍ وَهانِئٍ إلى يَزيدَ بنِ مُعاوِيَةَ. وَكانَ رَسولَهُ بِهٰذِهِ الرُّؤوسِ هانِئُ بنُ أبي حَيَّةَ الوادِعِيُّ مِن هَمدانَ.

"انساب الاشراف میں ہے، عمارہ بن صلخب الازدی اپنے گھر سے نکلے تاکہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی مدد کرے۔ ابنِ زیاد کے لوگوں نے اُسے گرفتار کرکے ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا۔ اس نے حکم دیا کہ اسے بنی اَزد کے محلے میں لے جاکر قتل کردو۔ جب انھیں شہید کردیا گیا تو اُن کا سر بھی حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کے سروں کے ہمراہ دمشق بھیجا گیا۔ مذکورہ شہداء کے سروں کو دمشق لے جانے والا ہانی بن ابی حیہ الوداعی تھا"۔ (انساب الاشراف: ج۲، ص۳۴۱)

حضرت مختار بن ابوعبیدہؓ ثقفی (1) کی گرفتاری

تاريخ الطبري عن أبي مخنف: قَالَ النَّضرُ بنُ صالِحٍ... حَتّىٰ إذا كانَ زَمَنُ الحُسَينِ علیہ السلام، وَبَعَثَ الحُسَينُ علیہ السلام مُسلِمَ بنَ عَقيلٍ إلَى الكوفَةِ، نَزَلَ دارَ المُختارِ وهِيَ اليَومَ دارُ سَلمِ بنِ المُسَيَّبِ،

---

(1) حضرت مختار بن ابوعبیدہ بن مسعود ابواسحاق ہجرت والے سال پیدا ہوئے تھے۔ انھیں رسولؐ اسلام کی صحبت حاصل نہ تھی اور نہ ہی آپ کسی حدیث کے راوی ہیں۔ لیکن اہل فضل و خیر میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے قاتلانِ امام حسین علیہ السلام کو چن چن کر قتل کیا۔ کوفہ اور اردگرد کے شیعوں نے اُن کا ساتھ دیا تو انھیں کوفہ کی حکومت حاصل ہوئی۔ انھوں نے اپنے مختصر دورِ حکومت میں فرزندِ رسولؐ کے خون کا انتقام لیا۔ آپؑ کے قاتلوں کو قتل کیا۔ (بعض کہتے ہیں کہ انھوں نے یہ کام حضرت محمد بن حنفیہ کے حکم پر کیا تھا) ←

فَبَايَعَهُ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ فِيمَنْ بَايَعَهُ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَنَاصَحَهُ وَدَعَا إِلَيْهِ مَنْ أَطَاعَهُ، حَتَّى خَرَجَ ابْنُ عَقِيلٍ يَوْمَ خَرَجَ وَالْمُخْتَارُ فِي قَرْيَةٍ لَهُ بِخُطَرْنِيَةَ تُدْعَى «لقفا».①

فَجَاءَهُ خَبَرُ ابْنِ عَقِيلٍ عِنْدَ الظُّهْرِ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ بِالْكُوفَةِ، فَلَمْ يَكُنْ خُرُوجُهُ يَوْمَ خَرَجَ عَلَى مِيعَادٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، إِنَّمَا خَرَجَ حِينَ قِيلَ لَهُ: إِنَّ هَانِئَ بْنَ عُرْوَةَ الْمُرَادِيَّ قَدْ ضُرِبَ وَحُبِسَ.

فَأَقْبَلَ الْمُخْتَارُ فِي مَوَالٍ لَهُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَابِ الْفِيلِ بَعْدَ الْغُرُوبِ، وَقَدْ عَقَدَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ لِعَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ رَايَةً عَلَى جَمِيعِ النَّاسِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَقْعُدَ لَهُمْ فِي الْمَسْجِدِ.

فَلَمَّا كَانَ الْمُخْتَارُ وَقَفَ عَلَى بَابِ الْفِيلِ، مَرَّ بِهِ هَانِئُ ابْنُ أَبِي حَيَّةَ الْوَادِعِيُّ، فَقَالَ لِلْمُخْتَارِ: مَا وُقُوفُكَ هَاهُنَا! لَا أَنْتَ مَعَ النَّاسِ وَلَا أَنْتَ فِي رَحْلِكَ؛ قَالَ: أَصْبَحَ رَأْيِي مُرْتَجًا لِعِظَمِ خَطِيئَتِكُمْ. فَقَالَ لَهُ: أَظُنُّكَ وَاللهِ قَاتِلًا نَفْسَكَ! ثُمَّ دَخَلَ عَلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ لِلْمُخْتَارِ وَمَا رَدَّ عَلَيْهِ الْمُخْتَارُ. قَالَ أَبُو مِخْنَفٍ: فَأَخْبَرَنِي النَّضْرُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ حِينَ بَلَّغَهُ هَانِئُ ابْنُ أَبِي حَيَّةَ عَنِ الْمُخْتَارِ هٰذِهِ

← ابراہیم بن مالک اشترؓ ان کے ساتھ ملحق ہو گئے تو انھوں نے مقام خازر پر ابن زیاد کو قتل کیا۔ مختار ثقفیؒ سے اکثر اہل اسلام محبت کرتے ہیں۔ انھوں نے جو یہ کردار ادا کیا اور اس کی وجہ سے انھیں ایک عظیم مقام حاصل ہے۔ دوران حکومت یہ بہت سا مال حضرت محمد بن حنفیہؒ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی طرف بھیجتے رہے۔ عبداللہ ابن عمرؓ ان کے بہنوئی تھے۔ مصعب بن عمیر نے ان سے جنگ کی اور اس جنگ میں مارے گئے۔ یہ ۶۷ یا ۷۷ھ کی بات ہے۔ مزید معلومات کے لیے ان کتب کی طرف رجوع فرمائیں: استیعاب: ج ۳، ص ۲۶: اسد الغابہ: ج ۵، ص ۱۲۲: الاصابہ: ج ۶، ص ۳۷۵: خلاصۃ الاقوال: ص ۲۷۶: رجال کشی: ج ۱، ص ۳۴۰

الْمَقَالَةَ . فَقَالَ لِي : قُمْ إِلَى ابْنِ عَمِّكَ فَأَخْبِرْهُ أَنَّ صَاحِبَهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ هُوَ . فَلَا يَجْعَلَنَّ عَلَى نَفْسِهِ سَبِيلًا . فَقُمْتُ لِآتِيَهُ . وَوَثَبَ إِلَيْهِ زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، فَقَالَ لَهُ: يَأْتِيكَ عَلَى أَنَّهُ آمِنٌ ؛ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ حُرَيْثٍ : أَمَّا مِنِّي فَهُوَ آمِنٌ . وَإِنْ رَقِيَ إِلَى الْأَمِيرِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِهِ أَقَمْتُ لَهُ بِمَحْضَرِهِ الشَّهَادَةَ . وَشَفَعْتُ لَهُ أَحْسَنَ الشَّفَاعَةِ . فَقَالَ لَهُ زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ : لَا يَكُونَنَّ مَعَ هٰذَا إِنْ شَاءَ اللهُ إِلَّا خَيْرٌ .

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : فَخَرَجْتُ وَخَرَجَ مَعِي زَائِدَةُ إِلَى الْمُخْتَارِ . فَأَخْبَرْنَاهُ بِمَقَالَةِ ابْنِ أَبِي حَيَّةَ ، وَ بِمَقَالَةِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ، وَنَاشَدْنَاهُ بِاللهِ أَلَّا يَجْعَلَ عَلَى نَفْسِهِ سَبِيلًا . فَنَزَلَ إِلَى ابْنِ حُرَيْثٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَجَلَسَ تَحْتَ رَايَتِهِ حَتّٰى أَصْبَحَ.

وَتَذَاكَرَ النَّاسُ أَمْرَ الْمُخْتَارِ وَفِعْلِهِ، فَمَشٰى عُمَارَةُ بْنُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ بِذٰلِكَ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، فَذَكَرَ لَهُ، فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ فُتِحَ بَابُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ ، وَأُذِنَ لِلنَّاسِ . فَدَخَلَ الْمُخْتَارُ فِيمَنْ دَخَلَ . فَدَعَاهُ عُبَيْدُ اللهِ . فَقَالَ لَهُ : أَنْتَ الْمُقْبِلُ فِي الْجُمُوعِ لِتَنْصُرَ ابْنَ عَقِيلٍ؛ فَقَالَ لَهُ: لَمْ أَفْعَلْ . وَلٰكِنِّي أَقْبَلْتُ وَنَزَلْتُ تَحْتَ رَايَةِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ ، وَبِتُّ مَعَهُ وَأَصْبَحْتُ . فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو : صَدَقَ أَصْلَحَكَ اللهُ . قَالَ: فَرَفَعَ الْقَضِيبَ فَاعْتَرَضَ بِهِ وَجْهَ الْمُخْتَارِ فَخَبَطَ بِهِ عَيْنَهُ فَشَتَرَهَا . وَقَالَ: أَوْلٰى لَكَ . أَمَا وَاللهِ لَوْلَا شَهَادَةُ عَمْرٍو لَكَ لَضَرَبْتُ عُنُقَكَ . اِنْطَلِقُوا بِهِ إِلَى السِّجْنِ . فَانْطَلَقُوا بِهِ إِلَى [السِّجْنِ] فَحُبِسَ فِيهِ . فَلَمْ يَزَلْ فِي السِّجْنِ حَتّٰى قُتِلَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام.

ثُمَّ إِنَّ الْمُخْتَارَ بَعَثَ إِلَى زَائِدَةَ بْنِ قُدَامَةَ . فَسَأَلَهُ أَنْ يَسِيرَ

إِلَى عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ بِالْمَدِينَةِ . فَيَسْأَلُهُ أَن يَكْتُبَ لَهُ إِلَى يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ . فَيَكْتُبَ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنَ زِيَادٍ بِتَخلِيَةِ سَبِيلِهِ . فَرَكِبَ زَائِدَةُ إِلَى عَبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ . فَقَدِمَ عَلَيهِ فَبَلَّغَهُ رِسَالَةَ الْمُختَارِ . وَعَلِمَت صَفِيَّةُ أُختُ الْمُختَارِ بِمَحبَسِ أَخِيهَا وَهِيَ تَحتَ عَبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ فَبَكَت وَجَزِعَت .

فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ . كَتَبَ مَعَ زَائِدَةَ إِلَى يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ : أَمَّا بَعدُ . فَإِنَّ عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ حَبَسَ الْمُختَارَ وَهُوَ صِهرِي . وَأَنَا أُحِبُّ أَن يُعَافَى وَيُصلَحَ مِن حَالِهِ . فَإِن رَأَيتَ . رَحِمَنَا اللهُ وَإِيَّاكَ . أَن تَكتُبَ إِلَى ابنِ زِيَادٍ فَتَأمُرَهُ بِتَخلِيَتِهِ . فَعَلتَ . وَالسَّلَامُ عَلَيكَ . فَمَضَى زَائِدَةُ عَلَى رَوَاحِلِهِ بِالكِتَابِ حَتَّى قَدِمَ بِهِ عَلَى يَزِيدَ بِالشَّامِ . فَلَمَّا قَرَأَهُ ضَحِكَ . ثُمَّ قَالَ : يُشَفَّعُ أَبُو عَبدِ الرَّحمٰنِ وَأَهلُ ذٰلِكَ هُوَ . فَكَتَبَ لَهُ إِلَى ابنِ زِيَادٍ : أَمَّا بَعدُ . فَخَلِّ سَبِيلَ الْمُختَارِ بنِ أَبِي عُبَيدٍ حِينَ تَنظُرُ فِي كِتَابِي . وَالسَّلَامُ عَلَيكَ .

فَأَقبَلَ بِهِ زَائِدَةُ حَتَّى دَفَعَهُ . فَدَعَا ابنُ زِيَادٍ بِالْمُختَارِ فَأَخرَجَهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ : قَد أَجَّلتُكَ ثَلَاثًا . فَإِن أَدرَكتُكَ بِالكُوفَةِ بَعدَهَا قَد بَرِئَت مِنكَ الذِّمَّةُ . فَخَرَجَ إِلَى رَحلِهِ .

وَقَالَ ابنُ زِيَادٍ : وَاللهِ لَقَدِ اجتَرَأَ عَلَيَّ زَائِدَةُ حِينَ يَرحَلُ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤمِنِينَ حَتَّى يَأتِيَنِي بِالكِتَابِ فِي تَخلِيَةِ رَجُلٍ قَد كَانَ مِن شَأنِي أَن أُطِيلَ حَبسَهُ ! عَلَيَّ بِهِ . فَمَرَّ بِهِ عَمرُو بنُ نَافِعٍ أَبُو عُثمَانَ كَاتِبٌ لِابنِ زِيَادٍ وَهُوَ يُطلَبُ . وَقَالَ لَهُ : النَّجَاءَ بِنَفسِكَ . وَاذكُرهَا يَدًا لِي عِندَكَ .

قَالَ : فَخَرَجَ زَائِدَةُ فَتَوَارَىٰ يَومَهُ ذٰلِكَ . ثُمَّ إِنَّهُ خَرَجَ فِي أُنَاسٍ

مِن قَومِهِ حَتّى أَتَى القَعقَاعَ بنَ شَورٍ الذُّهلِيَّ، وَمُسلِمَ بنَ عَمرٍو البَاهِلِيَّ، فَأَخَذَا لَهُ مِنِ ابنِ زِيَادٍ الأَمَانَ.

''تاریخ طبری میں ہے، ابی مخنف نے روایت کی ہے کہ میں نے نضر بن صالح سے سنا اُس نے کہا کہ یہ اُن دنوں کی بات ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو کوفہ بھیجا تو حضرت مسلمؑ نے جنابِ مختارؓ کے گھر میں رہائش رکھی ہوئی تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ وہی گھر اب مسلم بن مسیب کا ہے۔ اہلِ کوفہ کے ساتھ جنابِ مختارؓ نے بھی حضرت مسلمؑ کی بیعت کی تھی اور اپنے خلوص کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ اپنے تمام دوستوں کو دعوت دی کہ وہ حضرت مسلمؑ کی بیعت کریں۔

جب حضرت مسلمؑ نے خروج کیا تھا تو اُس وقت جنابِ مختارؓ اپنے گاؤں میں تھے جسے خُطرنیہ یا لقفا کہا جاتا تھا۔ اُنھیں ظہر کے وقت حضرت مسلمؑ کے خروج کی اطلاع ملی۔ حضرت مسلمؑ نے اپنے اَصحاب سے خروج کا جو دن مقرر کیا تھا یہ وہ دن نہ تھا۔ اُنھیں جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت ہانیؓ کو مارا پیٹا گیا ہے اور اُنھیں قید کر دیا گیا ہے تو اُنھوں نے اُس وقت خروج کر دیا۔ جنابِ مختارؓ یہ سن کر اپنے جوانوں کو ساتھ لیے ہوئے چلا۔ وہ بعد از مغرب باب الفیل پہنچا۔ اِدھر ابنِ زیاد نے عمرو بن حریث کو لوگوں کا رئیس بنا کر ایک پرچم دیا کہ وہ مسجد میں جائے اور لوگوں کو جمع کرے۔ جنابِ مختارؓ باب الفیل پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ اِدھر سے ہانی بن رواحیؓ کا گزر ہوا۔ وہ مختارؓ کو دیکھ کر کہنے لگا: یہاں تمھارے ٹھہرنے کی کیا وجہ ہے؟ تم لوگوں کے ساتھ ہو اور نہ اپنے ٹھکانے پر ہو۔ جنابِ مختارؓ نے کہا: تم لوگوں نے ایک بڑی خطا کی ہے۔ یہ دیکھ کر میری رائے متزلزل ہوگئی ہے۔ ہانیؓ نے کہا: واللہ! تو اپنے ساتھ ظلم و زیادتی کر رہا ہے۔ یہ کہہ کر وہ عمرو بن حریث کے پاس گیا۔ اپنے اور حضرت مختارؓ کے درمیان ہونے والی گفتگو

اُسے سنا دی۔ ابنِ حریث نے عبدالرحمٰن ثقفی سے کہا: اُٹھ اور فوراً اپنے چچا زاد بھائی کے پاس جا۔ اُس سے کہہ کہ ابنِ عقیلؑ کو یہ بھی تو معلوم نہیں ہے کہ اس وقت مختارؓ کہاں ہے۔ وہ کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑ گیا ہے۔
ابھی عبدالرحمٰن وہاں سے اُٹھا ہی تھا کہ زائدہ بن قدامہ نے بڑھ کر ابنِ حریث سے کہا: مختار تمھارے پاس اس شرط سے آئے گا کہ اُس کے لیے امان ہو۔ ابنِ حریث نے کہا: میری طرف سے تو اُسے امان ہے بلکہ ابنِ زیاد تک بھی اگر یہ خبر پہنچ گئی تو مَیں امیر کے سامنے اُس کی طرف سے گواہی دوں گا اور اچھی طرح سے سفارش کروں گا۔
زائدہ نے کہا: ان شاء اللہ! پھر تو ہر طرح سے خیر ہی خیر ہے۔
الغرض عبدالرحمٰن اور زائدہ دونوں جنابِ مختار ثقفیؓ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب اُس کے پاس پہنچے تو ہانیؓ وداعی اور ابنِ حریث کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ذکر کیا اور کہا: خدا کے لیے اپنے قتل کے درپے نہ ہو۔
جنابِ مختارؓ آخرکار عمرو بن حریث کے پاس چلے آئے، اُسے سلام کیا اور اُس کے پرچم کے نیچے بیٹھ گئے۔ صبح ہوئی تو لوگوں میں مختار ثقفیؓ کی اس بات کا چرچا ہو گیا۔ عمارہ بن عقبہ یہ حال سن کر ابنِ زیاد کے پاس پہنچا۔ اُسے اس واقعہ کی رپورٹ دی۔

جب دن چڑھے ابنِ زیاد کے دربار کا دروازہ کھلا۔ لوگوں کو اذنِ باریابی ملا۔ جنابِ مختارؓ بھی باقی لوگوں کے ساتھ دربار میں داخل ہوئے۔ ابنِ زیاد نے اُنھیں بلا کر کہا: تم تو ایک مجمع و جماعت ساتھ لے کر آئے تھے، تاکہ ابنِ عقیلؑ کی نصرت کرے۔ جنابِ مختارؓ نے کہا: ایسا نہیں ہے، بلکہ جب میں آیا تو ابنِ حریث کے پرچم تلے اُترا۔ صبح تک اُنھی کے ساتھ رہا۔ ابنِ حریث نے بھی اس بات کی شہادت دی۔ کہا: اللہ تیرا بھلا کرے یہ سچ کہہ رہے ہیں۔ ابنِ زیاد نے عصا اُٹھا کر جنابِ مختارؓ کے منہ پر دے

مارا کہ اُن کی آنکھ کا پپوٹا پھٹ گیا اور کہا: اچھا ہوا یہ تیرے حق میں ہے۔ ابنِ حریث نے شہادت نہ دی ہوتی تو واللہ میں تیری گردن مار دیتا۔ لے جاؤ اسے اور قید خانہ میں ڈال دو۔ ملٹری پولیس والے اُنھیں زندان میں لے گئے اور وہیں بند کر دیا۔

جنابِ مختارؓ کی رہائی کے لیے عبداللہ بن عمرؓ کی سفارش

حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا میں وارد ہوئے اور وہیں شہید ہو گئے۔ اُدھر مختار ثقفیؓ ابنِ زیاد کی قید میں رہے۔ کچھ عرصہ بعد اُس نے زائدہ بن قدامہ کی طرف زندان سے پیغام بھیجا کہ وہ اُن کے بہنوئی عبداللہ بن عمرؓ کے پاس مدینہ جائے اور اُن سے یزید کی طرف سے سفارشی خط لے کر شام جائے۔ زائدہ وہاں سے روانہ ہوا اور مدینہ منورہ پہنچا اور عبداللہ بن عمرؓ کے پاس پہنچا اور انھیں جنابِ مختارؓ کا پیغام دیا۔ جب مختارؓ کے حالات اُن کی بہن صفیہ نے سنے تو وہ اپنے بھائی کی قید پر بہت روئیں اور جزع فزع کیا۔ عبداللہ بن عمر نے ایک خط لکھ کر زائدہ کے حوالے کیا۔ خط کا مضمون یہ تھا:

''ابنِ زیاد نے مختار ثقفیؓ کو قید کر رکھا ہے۔ وہ میری زوجہ کے بھائی ہیں۔ میں اُن کی عافیت وسلامتی چاہتا ہوں۔ خدا ہم پر اور تم پر رحم کرے۔ اگر مصلحت ہو تو ابنِ زیاد کی طرف لکھو کہ وہ اُنھیں رہا کر دے''۔ والسلام!

زائدہ یہ خط لے کر اپنے ناقہ پر سوار ہو کر یزید کے پاس شام پہنچا۔ یزید خط پڑھ کر ہنسا اور کہا: ''ابوعبدالرحمٰن نے سفارش کی ہے اور وہ سفارش کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اُس نے ابنِ زیاد کو خط لکھا کہ وہ میرا خط دیکھتے ہی مختارؓ کو رہا کر دے''۔ والسلام!

جنابِ مختار ثقفیؓ کی رہائی

زائدہ بن قدامہ یہ خط لے کر ابنِ زیاد کے پاس آیا۔ ابنِ زیاد نے

مختار ثقفیؓ کو زندان سے نکلوا کر اپنے پاس حاضر کیا اور اُنھیں کہا کہ میں تجھے تین دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اس کے بعد اگر تم کوفہ میں ملے تو تیری خیر نہیں۔ جنابِ مختارؓ تو وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ابنِ زیاد کو اب خیال آیا کہ زائدہ نے بڑی گستاخی کی ہے جو نا قابلِ معافی جرم ہے کہ وہ یزید کے پاس گیا کہ جسے مَیں نے قید کر رکھا ہے اور ابھی میں اُسے اپنی قید میں رکھنا چاہتا ہوں، اس کی رہائی کا پروانہ لے کر میرے پاس آجائے۔ اپنے سپاہیوں سے کہا: جاؤ زائدہ کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ۔ عمرو بن نافع کاتب ابنِ زیاد کا زائدہ سے گزر ہوا۔ اُس نے اُس سے کہا: ارے جان بچا کر بھاگ اور میرا یہ احسان بھی یاد رکھنا تیری گرفتاری کا آرڈر ہو چکا ہے۔ سرکاری آدمی زائدہ کی تلاش میں کوفہ کی گلی محلہ چھان رہے تھے۔ زائدہ اُس دن روپوش رہا۔ دوسرے دن اپنی قوم کے کچھ لوگوں کو ساتھ لے کر قعقاع ذہلی اور مسلم باہلی کے پاس آیا۔ ان دونوں نے ابنِ زیاد سے اس کے لیے امان لے لی"۔ (1)

تاریخ الیعقوبی: كَانَ الْمُخْتَارُ بنُ أَبِي عُبَيدٍ الثَّقَفِيُّ أَقْبَلَ فِي جَمَاعَةٍ عَلَيْهِمُ السِّلَاحُ، يُرِيدُونَ نَصرَ الْحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام، فَأَخَذَهُ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ فَحَبَسَهُ، وَضَرَبَهُ بِالْقَضِيبِ، حَتّٰى شَتَرَ عَينَهُ.

"جناب مختار بن ابوعبیدہ الثقفیؓ مسلح جماعت کے ساتھ نکلے اور وہ حضرت مسلمؑ کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ ابن زیاد کے لوگوں نے اُنھیں گرفتار کر کے ابنِ زیاد کے ہاں پیش کر دیا۔ ابن زیاد نے اُن کے منہ پر عصا مارا، جس سے اُن کی آنکھ ضائع ہو گئی تھی"۔ (تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۵۸)

حضرت عبداللہ بن الحارث کی گرفتاری

تاریخ الطبری عن عیسی بن یزید الکنانی: لَمَّا جَاءَ كِتَابُ

(1) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۵۶۹؛ تاریخ دمشق: ج ۱۸، ص ۲۹۵؛ ذوب النضار: ص ۱۸

يَزِيدَ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ، إِنتَخَبَ مِن أَهلِ البَصرَةِ خَمسَمِئَةٍ، فِيهِم عَبدُ اللهِ بنُ الحَارِثِ بنُ نَوفَلٍ، وشَرِيكُ بنُ الأَعوَرِ وَكَانَ شيعَةً لِعَلِيٍ فكَانَ أوَّلَ مَن سَقَطَ بِالنَّاسِ شَرِيكٌ فَيُقَالُ: إِنَّهُ تَسَاقَطَ غَمرَةً وَمَعَهُ نَاسٌ، ثُمَّ سَقَطَ عَبدُ اللهِ بنُ الحَارِثِ وسَقَطَ مَعَهُ نَاسٌ، وَرَجَوا أَن يَلوِيَ عَلَيهِم عُبَيدُ اللهِ وَيَسبِقَهُ الحُسَينُ علیہ السلام إِلَى الكُوفَةِ.

"تاریخ طبری میں ہے، عیسیٰ بن یزید الکنانی سے مروی ہے: عبیداللہ بن زیاد بصرہ میں تھا کہ اُس کی طرف یزید کا خط آیا کہ وہ کوفہ جا کر حالات کو کنٹرول کرے۔ ابنِ زیاد نے بصرہ سے کوفہ جاتے وقت اہلِ بصرہ میں سے ۵۰۰ افراد کا انتخاب کیا۔ اُنھی میں سے جناب عبداللہ بن حارث بن نوفل اور جنابِ شریک بن الاعور تھے۔ جنابِ شریک حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ تھے۔

سفرِ کوفہ کے دوران تمام لوگوں میں تھکاوٹ کی وجہ سے سب سے اوّل سفر موقوف کرنے والے جنابِ شریک تھے۔ کہا جاتا ہے بات تھکاوٹ کی نہ تھی بات کوئی اور تھی۔ اُنھوں نے ایک مقصد کی خاطر اپنے آپ کو تھکا ماندہ ظاہر کیا تھا۔ اُن کے ساتھ جو لوگ تھے اُنھوں نے بھی سفر موقوف کر دیا تھا۔ اُن کے بعد جنابِ عبداللہ بن حارث نے اور اُن کے ساتھیوں نے سفر موقوف کیا۔ ان لوگوں کی خواہش تھی کہ اس طریقے سے حضرت امام حسین علیہ السلام ابنِ زیاد سے پہلے پہنچ جائیں گے اور کوفہ کا نظام سنبھال لیں گے"۔ (۱)

تاريخ الطبري عن عيسى بن يزيد: إِنَّ المُختَارَ بنَ أَبِي عُبَيدٍ،

---

(۱) تاریخ طبری: ج۵،ص۵۶۹؛ تاریخ دمشق: ج۱۸،ص۲۹۵؛ ذوب النضار: ص۶۸

وَعَبدَ اللهِ بنَ الحَارِثِ بنِ نَوفَلٍ، كَانَا خَرَجَا مَعَ مُسلِمٍ. خَرَجَ المُختَارُ بِرَايَةٍ خَضرَاءَ. وخَرَجَ عَبدُ اللهِ بِرَايَةٍ حَمرَاءَ وَعَلَيهِ ثِيَابٌ حُمرٌ... وَإِنَّ عُبَيدَ اللهِ أَمَرَ أَن يُطلَبَ المُختَارُ وعَبدُ اللهِ بنُ الحَارِثِ، وجَعَلَ فِيهِمَا جُعلًا. فَأُتِيَ بِهِمَا فَحُبِسا.

"تاریخ طبری میں عیسیٰ بن یزید سے مروی ہے، جناب مختار بن ابوعبیدہؓ اور جناب عبداللہ بن حارث بن نوفلؓ دونوں نے حضرت مسلمؑ کے ساتھ خروج کیا تھا۔ جنابِ مختار ثقفیؓ سبز علَم کے ساتھ نکلے تھے اور جناب عبداللہ سرخ علَم کے ساتھ نکلے تھے اور اُس وقت اُنھوں نے سرخ عبا پہن رکھی تھی۔ ابنِ زیاد نے اُن کی گرفتاری پر انعام مقرر کر رکھا تھا۔ ان دونوں کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا گیا"۔ (تاریخ طبری: ج ۲، ص ۳۵۹)

أنساب الأشراف: وَمِن وُلدِ نوفَلٍ، عَبدُ اللهِ بنُ الحَارِثِ بنِ نوفَلِ بنِ الحَارِثِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ وهُوَ بَبَّةُ. وَإِنَّمَا سُمِّيَ بَبَّةَ، لِأَنَّ أُمَّهُ هِندُ بِنتُ أَبِي سُفيَانَ بنِ حَربٍ. وَأُمُّهَا أُمُّ عَمرٍو ابنَةُ أَبِي عَمرِو بنِ أُمَيَّةَ. وَكَانَت تُزَفِّنُهُ صَغِيراً أَي تُرَقِّصُهُ فَتَقُولُ:

لَأُنكِحَنَّ بَبَّه جارِيَةً خِدَبَّه
عَظِيمَةً كَالقُبَّه إِذَا بَدَت فِي نقبه
تَمشُطُ رَأسَ لُعبَه تَجُبُّ أَهلَ الكَعبَه
كَرِيمَةً فِي النِّسبَه

وَكَانَ مِمَّن سَفَرَ بَينَ الحَسَنِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام وَبَينَ مُعَاوِيَةَ فِي الصُّلحِ، وَنَزَلَ مَعَ أَبِيهِ بِالبَصرَةِ. وَكَانَ سَأَلَ مُعَاوِيَةَ تَولِيَتَهُ. فَقَالَ: لَامٌ أَلِفٌ. يَعنِي: لَا. وَوَلَّاهُ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ أَمرَ مَدِينَةِ الرِّزقِ، وَإِعطَاءِ النَّاسِ. وَحَبَسَهُ ابنُ زِيَادٍ ثُمَّ خَلَّى سَبِيلَهُ.

"انساب الاشراف میں ہے، عبداللہ بن نوفل بن حارث بن

عبدالمطلب ببہ، یہ ببہ کے نام سے مشہور تھے، کیونکہ اُن کی والدہ ہند بنت ابوسفیان بن حرب انھیں پیار سے ببہ کہتی تھی۔ ہند کی والدہ کا نام اُم عمرو بنت ابوعمرو بن اُمیہ ہے۔ جب یہ چھوٹے بچے تھے تو اُس وقت اُن کی والدہ لوری دیتے وقت کہتی تھی:

"میرا ببہ ایک موٹی تازہ خوب صورت کے ساتھ شادی کرے گا۔ اس کی دُلہن بہت خوب صورت ہوگی اور وہ قبہ کی طرح دکھائی دے گی۔ جب اُس سے اچھائیاں اور خوبیاں ظاہر ہوں گی وہ اپنے نسب میں کریم ہے، کیونکہ اس کا عقیدہ خالص اسلامی ہے"۔

جب حضرت امام حسن علیہ السلام اور معاویہ کے درمیان صلح ہو رہی تھی تو اس صلح میں عبداللہ بن حارث کا ایک بہت بڑا کردار ہے۔ یہ اپنے والد کے ہمراہ بصرہ میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ اُنھوں نے معاویہ سے بصرہ کی ولایت کا سوال کیا تو اُس نے انکار کر دیا۔ عبیداللہ ابنِ زیاد نے بصرہ کے مالی اُمور اور عوام کی مالی خدمت کے اُمور انھیں سونپے تھے۔ کوفہ میں ابنِ زیاد نے اُنھیں گرفتار کیا اور پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد رہا کر دیا"۔ [1]

أسد الغابة: عَبدُ اللهِ بنُ الحَارِثِ بنِ نَوفَلِ بنِ الحَارِثِ بنِ عَبدِالمُطَّلِبِ بنِ هَاشِمٍ القُرَشِيُّ الهَاشِمِيُّ. لَهُ وَلِأَبِيهِ صُحبَةٌ. وَقِيلَ: إنَّ لَهُ إدرَاكًا وَلِأَبِيهِ صُحبَةٌ. واُمُّهُ هِندُ بِنتُ أَبِي سُفيَانَ بنِ حَربِ بنِ اُمَيَّةَ. وُلِدَ قَبلَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم بِسَنَتَينِ، وَاُتِيَ بِهِ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَحَنَّكَهُ وَدَعَا لَهُ. يُكنَى أَبَا مُحَمَّدٍ، وَقِيلَ: أَبَا إسحَاقَ. وَيُلَقَّبُ بَبَّةَ. وَإنَّمَا لُقِّبَ بَبَّةَ لِأَنَّ اُمَّهُ كَانَت تُرَقِّصُهُ وَهُوَ طِفلٌ وتَقُولُ:

---

[1] انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۰۲؛ طبقات الکبریٰ: ج ۴، ص ۵۶؛ تاریخ دمشق: ج ۲۷، ص ۳۱۸

لَأُنْكِحَنَّ بَبَّه جارِيَةً خِدَبَّه
مُكْرَمَةً مُحَبَّه تَجُبُّ أَهلَ الكَعبَه

وهُوَ الَّذِي اتَّفَقَ عَلَيهِ أَهلُ البَصرَةِ عِندَ مَوتِ يَزِيدَ بنِ مُعاوِيَةَ، حَتّٰى يَتَّفِقَ النَّاسُ عَلىٰ إِمامٍ. وَإِنَّما فَعَلوا ذٰلِكَ لِأَنَّ أَباهُ مِن بَنِي هَاشِمٍ، وأُمَّهُ مِن بَنِي أُمَيَّةَ. فَقالُوا: مَن وَلِيَ الأَمرَ رَضِيَ بِهِ. وَسَكَنَ البَصرَةَ. وماتَ بِعُمانَ سَنَةَ أَربَعٍ وثَمانِينَ. لِأَنَّهُ كَانَ مَعَ ابنِ الأَشعَثِ لَمَّا خَلَعَ الحَجّاجَ وَقاتَلَهُ. فَلَمّا انهَزَمَ ابنُ الأَشعَثِ، هَرَبَ عَبدُ اللهِ إِلىٰ عُمانَ فَماتَ بِها.

"اسد الغابہ میں ہے، ان کا نام عبداللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی الہاشمی ہے۔ یہ اور ان کے والد رسولؐ اللہ کے صحابی تھے۔ بعض کہتے ہیں: انھیں ادراک تھا اور اِن کے والد کو صحبت کا شرف حاصل تھا۔ اِن کی والدہ ہند بنت ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ تھیں۔ یہ رسولؐ اسلام کی رحلت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ انھیں ولادت کے بعد رسولؐ اللہ کے پاس لایا گیا۔ آپؐ نے انھیں گھٹی دی اور ان کے لیے دُعا فرمائی۔ ان کی کنیت ابومحمد ہے۔ بعض کے مطابق ابواسحاق ہے۔ ان کا لقب ببہ تھا۔ ان کی والدہ جب انھیں لوری دیتی تھی یا کھیل کھلاتی تھی تو کہتی تھی: "میرا پیارا ببہ جب جوان ہوگا تو وہ ایک موٹی تازہ خوب صورت جوان لڑکی سے شادی کرے گا جو بہت پیاری ہوگی اور اس سے بہت زیادہ محبت کرنے والی ہوگی اور خالص اسلامی عقیدے والی ہوگی"۔

جب یزید بن معاویہ کی موت واقع ہوئی تو اہلِ بصرہ نے انھیں اپنا حاکم مقرر کیا تھا۔ ان کا اتفاق، ان پر اس لیے ہوا تھا کہ ان کا والد بنوہاشم میں سے تھا اور ان کی والدہ بنی اُمیہ میں سے تھی اس لیے تمام لوگوں نے ان پر اتفاق کیا تھا۔ بصرہ میں رہائش پذیر رہے۔ ۸۴ سال کی عمر میں عمان میں

فوت ہوئے۔ جب حجاج بن یوسف ثقفی نے اُسے معزول کیا تو یہ ابنِ اشعث کے ساتھ تھے۔ جب محمد بن اشعث کو شکست ہوئی تو عبداللہ عمان کی طرف بھاگ گئے تھے۔ وہیں رہائش رکھی اور وہیں فوت ہوئے"۔ (۱)

الإصابة عن يعقوب بن شيبة : كَانَ [عَبدُ اللهِ بنُ الحَارِثِ] ثِقَةً ظَاهِرَ الصَّلَاحِ ، ولَهُ رِضىً فِي العَامَّةِ . ولَمَّا مَاتَ يَزِيدُ بنُ مُعاوِيَةَ ، وَهَرَبَ عُبَيدُاللهِ بنُ زِيَادٍ عامِلُهُ عَلَى العِرَاقَينِ ، رَضِيَ أَهلُ البَصرَةِ بِعَبدِاللهِ بنِ الحَارِثِ هٰذَا .

وذَكَرَ البَغَوِيُّ فِي تَرجَمَتِهِ : أَنَّهُ وَلِيَ البَصرَةَ لِابنِ الزُّبَيرِ ، وَكَانَت وَفَاتُهُ بِعُمانَ سَنَةَ أَربَعٍ وَثَمَانِينَ : قالَهُ ابنُ سَعدٍ . وَقَالَ ابنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ : مَاتَ بِالأَبواءِ ، قَتَلَتهُ السَّمُومُ سَنَةَ تِسعٍ وسَبعِينَ . وَقَالَ غَيرُهُ : إِنَّ الَّذِي مَاتَ بِالسَّمُومِ إِنَّمَا هُوَ وَلَدُهُ [عَبدُاللهِ بنُ] عَبدِاللهِ بنِ الحَارِثِ .

"الاصابہ میں یعقوب بن شیبہ سے روایت ہے، عبداللہ بن حارث ثقہ تھے اور ایک صالح انسان تھے۔ لوگوں میں ہر دل عزیز تھے۔ جب یزید بن معاویہ موت سے دوچار ہوا تو عبیداللہ بن زیاد بصرہ اور کوفہ سے دونوں ولایتوں سے بھاگ گیا۔ اہلِ بصرہ نے اُنھیں اپنا والی مقرر کیا۔ علامہ بغوی نے نقل کیا ہے کہ وہ ابنِ زبیر کی طرف سے بصرہ کے والی ہوتے تھے۔ اُس نے عمان میں ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ابنِ حبان نے اُن کا ذکر "الثقات" میں کیا ہے۔ ابواء (۲) میں فوت ہوئے۔ ۷۹ سال کی عمر میں زہر سے اُن کی وفات ہوئی۔ کسی اور نے بھی یہی کہا ہے کہ ان کی

---

(۱) اسد الغابہ: ج ۳، ص ۳۰۸؛ استیعاب: ج ۳، ص ۲۱؛ تاریخ دمشق: ج ۲۷، ص ۳۳۳

(۲) ابواء: مدینہ کے مضافات میں ایک جگہ کا نام ہے۔ اس کے اور جحفہ کے درمیان ۲۳ میل کا فاصلہ ہے۔ ابواء میں رسولِ اسلام کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب کی قبر مبارک ہے۔ (معجم البلدان: ج ۱، ص ۷۹)

موت زہر سے ہوئی۔ ان کا ایک بیٹا تھا کہ جن کا نام عبداللہ مذکور ہے"۔ (1)

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی کوفہ میں انقلابی جدوجہد پر ایک نظر

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ سفیر انقلاب بن کر کوفہ تشریف لائے تھے۔ اُنھوں نے نہضت حسینؑ کے لیے جو جدوجہد کی وہ گذشتہ اوراق میں محفوظ ہے۔ ممکن ہے کہ بعض ناقدین کی یہ رائے ہو کہ حضرت مسلمؑ کو جو فریضہ سونپا گیا تھا آپؑ اُسے کما حقہ نبھا نہیں سکے۔ انقلابِ حسینؑ کے لیے کوفہ کی فضا کو جس قدر ہموار کرنا تھا اس قدر حضرت مسلمؑ ہموار نہیں کر سکے تھے، حالانکہ حالات اُن کے حق میں تھے۔

ابھی ابنِ زیاد کوفہ نہیں آیا تھا، حالات سازگار تھے۔ حضرت مسلمؑ کے پاس کم از کم بارہ ہزار جنگ جو موجود تھے جو اُن کی بیعت کر چکے تھے۔ وہ اُن کے اشارے کے منتظر تھے۔ ان دنوں کوفہ کی سیاسی فضا کا درجہ حرارت کچھ اس قدر بڑھا ہوا تھا جب ابنِ زیاد کوفہ میں داخل ہوا تو وہ بھیس بدل کر داخل ہوا تھا حالانکہ وہ حکومتی نمایندہ تھا۔ اُس کے پاس ہر قسم کے وسائل تھے۔ اگر حضرت مسلمؑ ابنِ زیاد کی کوفہ آمد سے قبل اپنی تنظیم و تحریک کو مضبوط کر لیتے، لوگوں میں انقلابی روح پھونک دیتے تو ابنِ زیاد کوفہ میں داخل بھی نہ ہو سکتا تھا۔ اگر داخل ہو بھی جاتا تو وہ حسینی انقلاب کے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکتا اور دردناک واقعۂ کربلا معرضِ وجود میں نہ آتا۔ حضرت مسلمؑ کوفہ کی فضا کو ابھی اپنے حق میں سازگار ہی نہیں کر پائے تھے کہ امام علیہ السلام کی طرف یہ خط لکھ دیا:

فَعَجِّلِ الْاِقْبَالَ حِيْنَ يَأْتِيْكَ كِتَابِي. فَإِنَّ النَّاسَ كُلُّهُمْ مَعَكَ.
لَيْسَ لَهُمْ فِيْ آلِ مُعَاوِيَةَ رَأْيٌ وَلَا هَوًى

"جوں ہی میرا خط آپؑ کو ملے آپؑ فوراً تشریف لائیں۔ کوفہ کے لوگ آپؑ کے ساتھ ہیں، اُن لوگوں میں سے کوئی بھی آلِ معاویہ کا طرف دار نہیں ہے"۔

---

(1) اصابہ: ج۵، ص۹؛ انساب الاشراف: ج۳، ص۳۰۵

اس خط کے ملنے کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوفہ کا سفر کیا تھا جس کی وجہ سے کربلا کا دردناک خونی واقعہ رُونما ہوا۔ جس طرح کہ ابھی ہم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مسلم کا قیام کوئی جان دار مضبوط قیام نہیں تھا، اس لیے انھیں کامیابی نہیں ملی تھی۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسلمؓ نے اپنی ذمہ داری احسن انداز میں نبھائی تھی۔ اُنھوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ کوفہ میں جو حوادث پیش آئے اُن کے کچھ اُسباب ہیں۔ جب ان اسباب کو دیکھا جاتا ہے تو حقیقت سامنے آتی ہے۔ ضروری ہے کہ ان اسباب کا مطالعہ کیا جائے پھر نتیجہ نکالا جائے۔

ا۔ حضرت امیر مسلمؓ نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے جس قدر جدوجہد کی اور اس جدوجہد کی کامیابی کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی اُن کی وضاحت امام علیہ السلام کے اس خط میں موجود ہے جو آپؑ نے اہلِ کوفہ کی طرف لکھا تھا:

وَقَدْ بَعَثْتُ اِلَيْكُمْ اَخِي وَابْنَ عَمِّي وَثِقَتِي مِنْ اَهْلِ بَيْتِي مُسْلِمَ بْنَ عَقِيْلِ بْنِ اَبِي طَالِبٍ وَقَدْ اَمَرْتُهُ اَنْ يَكْتُبَ اِلَيَّ بِحَالِكُمْ وَرَأْيِكُمْ وَرَأْيِ ذَوِي الْحِجَا وَالْفَضْلِ مِنْكُمْ. وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰى مَا قِبَلِكُمْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَالسَّلَامُ. وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، فَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى مَا قَدِمَتْ بِهِ رُسُلُكُمْ وَقَرَأْتُ فِي كُتُبِكُمْ. فَقُومُوا مَعَ ابْنِ عَمِّي وَبَايِعُوهُ وَانْصُرُوهُ وَلَا تَخْذِلُوهُ

"میں تم لوگوں کی طرف اپنے بھائی، چچا کے بیٹے حضرت مسلم کو بھیج رہا ہوں، جو میرے اہلِ بیتؑ میں سے ہیں اور نہایت ہی ثقہ شخصیت کے مالک ہیں۔ میں نے اُنھیں حکم دیا ہے کہ وہ تم لوگوں کے اَحوال میری طرف لکھ کر بھیج دیں کہ اس اَمر میں تمھارے ذمہ دار اہلِ فضل لوگوں کی کیا رائے ہے؟ ان شاء اللہ وہ تمھارے پاس جلد آنے والے ہیں"۔ والسلام! طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر تم لوگ اپنی اُن باتوں پر قائم ہو جو تم نے اپنے خطوط میں لکھی ہیں جن کا میں نے مطالعہ کیا ہے تو

پھر ان حالات میں میرے چچازاد بھائی کا بھرپور ساتھ دو۔ ان کی بیعت کرو اور ان کی نصرت کرو، انھیں اکیلا، تن تنہا مت چھوڑنا"۔

مندرجہ بالا خط اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ اس انقلاب کے لیے کون سی چیزوں کی اہمیت وضرورت ہے۔ کوفہ کی سیاسی فضا اُس وقت حضرت مسلمؑ کے حق میں ہو سکتی تھی جب ان شرائط پر عمل کیا جاتا جن کا ذکر امامؑ نے فرمایا ہے۔ امام علیہ السلام نے اہلِ کوفہ کی طرف لکھا کہ وہ فوراً حضرت مسلمؑ کی بیعت کریں، اس کے بعد یزیدی حکومت کے خلاف جن باتوں کی ضرورت ہے انھیں عمل میں لائیں۔ اس میں ذرہ برابر سستی وکاہلی کا مظاہرہ نہ ہو۔ کوفہ پر اپنی گرفت مضبوط رکھیں، تاکہ مرکز انقلاب کوفہ اپنے ہاتھ میں رہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جہاں اپنے انقلاب کی شرائط اور ضروریات کی طرف اشارہ کیا وہاں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شخصیت کا تعارف بھی کروایا۔ آپ نے اہلِ کوفہ کی طرف لکھا کہ حضرت امیر مسلمؑ غیر معمولی شخصیت کے مالک ہیں، وہ میرے بھائی ہیں۔ میں اپنے اس انقلاب کی ذمہ داریاں اُن پر ڈال رہا ہوں، کیونکہ وہ ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی بھرپور اہلیت رکھتے ہیں۔ آپؑ نے حضرت مسلمؑ کے بارے میں ثقہ کا لفظ تحریر کیا۔ ان باتوں سے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی روحانی، علمی اور سیاسی شخصیت اُجاگر ہوتی ہے۔ گویا کہ آپؑ نے اہلِ کوفہ سے یہ فرمایا: ایک انقلابی لیڈر میں جن اوصاف کی ضرورت ہوتی ہے وہ اوصاف حضرت مسلمؑ میں بدرجہ اُتم موجود ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کون سے اسباب تھے جن کی بنا پر وہ کامیابی نہ ملی جس کی ضرورت تھی۔

کوفہ کی سیاسی ومعاشرتی فضا

اگلے صفحات میں ہم وضاحت کریں گے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنی اس انقلابی تحریک کا مرکز کوفہ کو کیوں بنایا، حالانکہ امام علیہ السلام کوفہ کی سیاسی صورتِ حال کو بخوبی جانتے تھے؟ آپؑ کے سامنے وہ دور بھی تھا جس دور میں آپؑ کے والد گرامی کے پاس خلافت وحکومت تھی۔

آپؑ وہ دور بھی دیکھ چکے تھے کہ جب اسلامی قیادت کی باگ ڈور آپؑ کے برادر بزرگوار حضرت امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ میں تھی۔ اہلِ کوفہ کے تمام سلوک آپؑ کے سامنے تھے۔ آپؑ نے جب حضرت مسلمؑ کو کوفہ بھیجا تو اُس وقت آپؑ جانتے تھے کہ تمام کوفی آپؑ کے ساتھ نہیں ہیں۔ کچھ ساتھ دینے والے ہیں اور کچھ مخالف ہیں۔ آپؑ کو ان لوگوں کے کامل تعاون کا یقین نہ تھا لیکن بہت سے لوگ کوفہ میں وہ تھے جنھوں نے خلوص کے ساتھ آپؑ کو دعوت دی تھی، اس لیے آپؑ نے کوفہ کو اپنی نہضت کا مرکز بنایا۔ آپؑ کے علم میں تھا کہ کوفہ کے لوگ یزیدی حکومت سے تنگ ہیں۔ وہ اُس سے نجات چاہتے ہیں۔ انھیں کسی خالص مخلص قیادت کی ضرورت تھی۔

اُس وقت کوفہ کا گورنر نعمان بن بشیر تھا، جو نہایت ہی ایک کمزور حکمران تھا۔ کوفہ کے اشراف قبائل کے سردار جن میں کچھ مخلص تھے اور کچھ ابن الوقت موقع پرست جیسے شبث بن ربعی، حجار بن ابجر العجلی اور عمرو بن الحجاج، ان سب لوگوں نے آپؑ کی طرف اجتماعی خطوط لکھے تھے کہ آپؑ کوفہ چلے جائیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اُس وقت کی کوفہ کی سیاسی فضا امام علیہ السلام کی تائید میں تھی لیکن حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شرعی تکلیف صرف اور صرف امام علیہ السلام کے لیے بیعت لینا تھی تاکہ اسلامی انقلاب کے لیے زمین ہموار ہو اور یزیدی حکومت کا خاتمہ ہو۔ اس لحاظ سے حضرت مسلمؑ نے بھرپور کامیابی حاصل کی۔ آپؑ نے لوگوں سے رابطہ کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ہزاروں لوگوں کو بیعت کے لیے تیار کرلیا۔ ان سب لوگوں کے دلوں میں اسلامی انقلاب کی روح پھونک دی۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ جب تک اس انقلاب کے حقیقی قائد حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ نہیں آجاتے اُس وقت تک اہلِ کوفہ کی کامل و مکمل وفاداریاں اور ہمدردیاں حاصل نہیں ہوسکتیں۔ اس لیے آپؑ نے امام علیہ السلام کی طرف پیغام بھیجا کہ آپؑ فوراً کوفہ پہنچیں کیونکہ اس وقت کوفہ کی سیاسی فضا انقلاب کے لیے ہموار ہے، صرف آپؑ کی ضرورت ہے۔ لیکن اِدھر اُمویوں نے سرتوڑ کوشش کی کہ امام علیہ السلام کو کوفہ آنے سے روک دیا جائے۔ کسی صورت میں وہ کوفہ نہ آنے پائیں۔ یزید نے ابنِ زیاد کی طرف لکھا تھا کہ اگر تیرا ایک پَر ہے تو اُس سے پرواز کر، اگر دو پَر ہیں تو دونوں سے پرواز کر۔ ابنِ زیاد اندھیری بن کر کوفہ پہنچا اور اس نے کوفہ کا نظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور حضرت

امام حسین علیہ السلام کوفہ پہنچنے سے قبل میدانِ کربلا میں بے دردی سے شہید کردیے گئے۔

جو کچھ آپ پڑھ چکے ہیں اُس اعتبار سے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضرت مسلمؑ نے اپنی مسئولیت کو سوفی صد ادا کیا۔ مجبوریوں کی بنا پر شاید اُن سے کوئی کمی ہوگئی ہو، لیکن حتی الامکان اُنھوں نے حسینی انقلاب کی کامیابی کے لیے دن رات کام کیا اور کوئی کسر نہ چھوڑی۔

اُس دور کے کوفہ کے حالات کا جب دِقت سے مطالعہ کیا جاتا ہے تو کچھ اسباب سامنے آتے ہیں، جن کی وجہ سے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکے تھے۔ اگلے صفحات میں ہم ان شاء اللہ حضرت امیر مسلمؑ کی کاوشوں کی ناکامی کے اسباب پر روشنی ڈالیں گے۔

چھٹی فصل

وہ شخصیات جنھوں نے امام علیہ السلام کو عراق جانے سے روکا

ابوبکر بن عبدالرحمٰن ①

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): أَتاهُ [أي الحُسَين علیہ السلام] أَبو بَكرِ بنِ عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشامٍ، فَقالَ: يَابنَ عَمِّ، إنَّ الرَّحِمَ تُضارُّني، وَما أدري كَيفَ أَنا عِندَكَ فِي النَّصيحَةِ لَكَ؟

قالَ: يا أَبا بَكرٍ، ما أنتَ مِمَّن يُستَغَشُّ وَلا يُتَّهَمُ، فَقُل.

فَقالَ: قَد رَأَيتَ ما صَنَعَ أهلُ العِراقِ بِأَبيكَ وَأَخيكَ، وأنتَ تُريدُ أن تَسيرَ إلَيهِم، وَهُم عَبيدُ الدُّنيا، فَيُقاتِلُكَ مَن قَد وَعَدَكَ أن يَنصُرَكَ، ويَخذُلُكَ مَن أنتَ أَحَبُّ إلَيهِ مِمَّن يَنصُرُهُ! فَأُذَكِّرُكَ اللهَ فِي نَفسِكَ.

فَقالَ: جَزاكَ اللهُ يَابنَ عَمِّ خَيرا، فَلَقَدِ اجتَهَدتَ رَأيَكَ، وَمَهما يَقضِ اللهُ مِن أمرٍ يَكُن. فَقالَ أبو بَكرٍ: إنّا لِلّهِ! عِندَ اللهِ نَحتَسِبُ أَبا عَبدِ اللهِ.

---

① ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث مخزومی حضرت عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ آپ تابعی تھے۔ آپ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ایک ہیں۔ انھیں "راہب قریش" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ آپ نمازیں کثرت سے پڑھتے تھے۔ عابد و زاہد انسان تھے۔ آپ ۹۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ (طبقات الکبریٰ: ج ۵، ص ۲۰۷؛ انساب الاشراف: ج ۱۰، ص ۱۷۸؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۴، ص ۴۱۶؛ اصابہ: ج ۱، ص ۵۷)

"طبقات الکبریٰ میں جناب ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام حضرت امام حسین علیہ السلام کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: اے برادر! آپؑ سے رشتہ داری، برادری مجھے آپؑ کے پاس لے آئی ہے۔ مجھے آپؑ سے محبت ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آپؑ کو کس طرح نصیحت کروں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ جس طرح چاہیں بات کریں کیونکہ آپ ہمارے خیر خواہ ہیں۔ اُس نے کہا: آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ اہلِ عراق نے آپؑ کے والد اور بھائی کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ آپؑ ان لوگوں کی طرف جا رہے ہیں وہ تو دنیا کے بندے ہیں، جن لوگوں نے آپؑ سے اپنی نصرت کا وعدہ کر رکھا ہے یہی لوگ آپؑ کے خلاف جنگ کریں گے اور آپؑ کو تن تنہا چھوڑ دیں گے اور آپؑ کے دشمن کا ساتھ دیں گے۔ میں آپؑ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، آپؑ اپنے اُوپر رحم کریں، آپ عراق نہ جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے برادر! اللہ آپ کو اس مشورے کی جزائے خیر عطا کرے۔ کبھی اللہ رب العزت کے فیصلے حتمی ہوتے ہیں اور وہ ہو کر رہتے ہیں۔

یہ سن کر ابوبکر نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ...... ہم اللہ کے لیے ہیں۔ اے ابا عبداللہ! ہم اس کی بارگاہ سے ہی اجر کے طلب گار ہیں"۔ ①

مروج الذهب: دَخَلَ أبو بَكرِ بنِ الحَارِثِ بنِ هِشَامٍ عَلَى الحُسَينِ عليه السلام. فَقَالَ: يَا بنَ عَمِّ. إنَّ الرَّحِمَ يُظَائِرُني عَلَيكَ. وَلَا أَدري كَيفَ أَنَا فِي النَّصِيحَةِ لَكَ؟

فَقَالَ: يَا أَبَا بَكرٍ. مَا أَنتَ مِمَّن يُستَغَشُّ وَلَا يُتَّهَمُ. فَقُل.

فَقَالَ أَبُو بَكرٍ: كَانَ أَبُوكَ أَقدَمَ سَابِقَةً. وَأَحسَنَ فِي الإِسلَامِ

---

① طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۴۷؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۸؛ تاریخ دمشق: ج ۱۳، ص ۲۰۹؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۰۹؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۶۳

أثرا، وأشدَّ بأساً، وَالنَّاسُ لهُ أرجى، وَمِنهُ أسمَعَ، وَعَلَيهِ أجمَعَ، فَسارَ إلى مُعاوِيَةَ وَالنَّاسُ مُجتَمِعونَ عَلَيهِ، إلَّا أهلَ الشّامِ، وهُوَ أعَزُّ مِنهُ، فَخَذَلوهُ وتَثاقَلوا عَنهُ، حِرصًا عَلَى الدُّنيا وَضَنًّا بِهَا، فَجَرَّعوهُ الغَيظَ، وَخالَفوهُ، حَتّى صارَ إلى ما صارَ إلَيهِ مِن كَرامَةِ اللهِ ورِضوانِهِ.

ثُمَّ صَنَعوا بِأَخيكَ بَعدَ أبيكَ ما صَنَعوا، وَقَد شَهِدتَ ذٰلِكَ كُلَّهُ ورَأَيتَهُ، ثُمَّ أنتَ تُريدُ أن تَسيرَ إلَى الَّذينَ عَدَوا عَلى أبيكَ وأخيكَ، تُقاتِلُ بِهِم أهلَ الشّامِ وأهلَ العِراقِ، وَمَن هُوَ أعَدُّ مِنكَ وأقوى، وَالنّاسُ مِنهُ أخوَفُ ولَهُ أرجى! فَلَو بَلَغَهُم مَسيرُكَ إلَيهِم لَاستَطغَوُا النّاسَ بِالأَموالِ، وَهُم عَبيدُ الدُّنيا، فَيُقاتِلُكَ مَن وَعَدَكَ أن يَنصُرَكَ، ويَخذُلُكَ مَن أنتَ أحَبُّ إلَيهِ مِمَّن يَنصُرُهُ، فَاذكُرِ اللهَ في نَفسِكَ.

فَقالَ الحُسَينُ علیہ السلام: جَزاكَ اللهُ خَيرا يَابنَ عَمِّ، فَقَد أجهَدَكَ رَأيُكَ، وَمَهما يَقضِ اللهُ يَكُن. فَقالَ: إنّا لِلّٰهِ! وعِندَ اللهِ نَحتَسِبُ يا أبا عَبدِ اللهِ. ثُمَّ دَخَلَ عَلَى الحارِثِ بنِ خالِدِ بنِ العاصِ بنِ هِشامٍ المَخزومِيِّ والي مَكَّةَ، وهُوَ يَقولُ:

كَم نَرىٰ ناصِحًا يَقولُ فَيُعصىٰ
وَظَنينِ المَغيبِ يُلفىٰ نَصيحًا

فَقالَ: وَما ذاكَ؟ فَأَخبَرَهُ بِما قالَ لِلحُسَينِ علیہ السلام. فَقالَ: نَصَحتَ لَهُ وَرَبِّ الكَعبَةِ.

"مروج الذہب میں ہے، جناب ابوبکر بن الحارث [1] بن ہشام حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا: اے برادر! مجھے آپؑ سے محبت

[1] صحیح نام ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث ہے۔

ہے، ایک تعلق ہے، رشتہ ہے، وہی مجھے آپؑ کے پاس لے آیا ہے۔ لیکن میں نہیں جانتا کہ میں آپؑ سے کن الفاظ سے بات کروں۔ نصیحت وصیت کی کون سی بات کروں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوبکر! آپ ایک حقیقت پسند انسان ہیں، سچی بات کرنے والے ہیں، لگی لپٹی باتوں سے تعلق نہیں رکھتے، جو دل میں ہے وہی کہو۔

جنابِ ابوبکر نے کہا: آپؑ کے والد بزرگوار سابق الاسلام اور احسن الاسلام ہیں۔ ان کی جرأت و شجاعت کو سلام۔ جرأت و بہادری میں اُن کا کوئی مقابل نہیں تھا۔ وہ لوگوں کے مرجع تھے، اُن کا حکم چلتا تھا۔ لوگ اطاعت کرتے تھے۔ جب آپؑ حاکمِ شام کی طرف چلے تھے تو سوائے اہلِ شام کے باقی تمام عرب آپؑ کے پاس تھے۔ وہ حاکمِ شام سے کہیں معزز و محترم تھے۔ لیکن چشمِ فلک نے یہ منظر دیکھا کہ لوگوں نے اُنھیں چھوڑ دیا اور اُن سے منتشر ہو گئے کیونکہ اُن میں کچھ لوگ دنیا کے بندے تھے اور کچھ اُن سے بُغض رکھتے تھے۔ لوگوں نے اُنھیں بہت زیادہ اذیت دی اور بھرپور مخالفت و دشمنی کی۔ آخرکار وہ شہادت کی سعادت کے ساتھ اللہ رب العزت کی رحمت کے دامن میں چلے گئے۔ پھر ان لوگوں نے آپؑ کے والد بزرگوار کے بعد آپؑ کے برادر بزرگوار کے ساتھ جو کچھ کیا وہ آپؑ کو معلوم ہے۔ آج آپؑ اُنھی لوگوں کی طرف جانا چاہتے ہیں جنھوں نے آپؑ کے والد اور بھائی کے ساتھ دشمنی کی تھی۔ اہلِ شام اور اہلِ عراق نے اُن سے جنگ کی۔ کون ہے آپؑ سے جو زیادہ تیار اور قوی ہو۔ لوگ آپؑ کے مدمقابل سے زیادہ خوف زدہ ہیں اور اُس کی طرف رجوع رکھتے ہیں۔ اگر آپؑ اُن لوگوں کی طرف گئے تو وہ مال و زر کے ذریعے لوگوں کو خرید لیں گے کیونکہ لوگ دُنیا کے غلام ہیں۔ وہی لوگ

آپؑ سے آمادہ پیکار ہوں گے۔ جن لوگوں نے آپؑ سے نصرت کا وعدہ کیا ہوگا۔ وہی لوگ آپ کو چھوڑ کر دشمن کا ساتھ دینے والے ہوں گے۔ اپنا خیال رکھو، اس معاملے میں خوب سوچو اور عراق کی طرف مت جاؤ۔

فرزند رسولؐ نے فرمایا: اے برادر! خدا آپ کو جزائے خیر عطا کرے آپ نے بہترین مشورہ دیا ہے لیکن جب اللہ رب العزت فیصلہ کر دیتا ہے تو وہ ہو کر رہتا ہے۔ میں نے ہر صورت عراق جانا ہے۔

ابوبکر نے کہا: ہم اللہ کے لیے ہیں، اُس کے حضور بازگشت ہے۔ اے ابا عبداللہ! اُس نے حساب کتاب لینا ہے، اجر بھی اُس نے دینا ہے۔

ابوبکر حارث بن خالد بن عاص بن ہشام مخزومی کے پاس گئے جو مکہ کے گورنر تھے اور اُس کے پاس یہ شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے تو بہت سے نصیحت کرنے والے دیکھے گا کہ جن کی نصیحت پر عمل نہیں کیا جاتا۔ گمان ہے کہ جو دُور ہے وہ نصیحت حاصل کرے۔ اُس نے پوچھا: بات کیا ہے؟ اُس نے کہا: میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فلاں فلاں بات کی ہے۔ اُس نے کہا: ربِ کعبہ کی قسم! تُو نے انھیں مخلصانہ مشورہ دیا ہے"۔ [1]

مثير الأحزان: جَاءَ إِلَيهِ [أي إلَى الحُسَينِ علیہ السلام] أبو بَكرِ بنُ عَبدِ الرَّحمنِ بنِ الحَارِثِ بنِ هِشَامٍ، فَأَشارَ إِلَيهِ بِتَركِ مَا عَزَمَ عَلَيهِ، وبالَغَ في نُصحِهِ، وذَكَّرَهُ بِمَا فُعِلَ بِأَبيهِ وَأَخيهِ، فَشَكَرَ لَهُ وَقَالَ: قَدِ اجتَهَدتَ رَأيَكَ، ومَهمَا يَقضِ اللهُ يَكُن. فَقَالَ: إنّا عِندَ اللهِ نَحتَسِبُكَ. ثُمَّ دَخَلَ أبو بَكرٍ عَلَى الحَارِثِ بنِ خالِدِ بنِ العَاصِ بنِ هِشَامٍ المَخزومِيِّ، وهُوَ يَقولُ:

كَم تَرى ناصِحًا يَقولُ فَيُعصَى
وَظَنينُ المَغيبِ يُلفَى نَصيحًا

[1] مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۶

قَالَ: فَمَا ذَاكَ، فَأَخبَرَهُ بِمَا قَالَ لِلحُسَينِ علیہ السلام. قَالَ: نَصَحتَ لَهُ وَرَبِّ الكَعبَةِ.

"مثیر الاحزان" میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام آئے۔ اُنھوں نے اشارہ کیا کہ آپؑ اپنے عزم کو ترک کردیں۔ اُس نے اس باب میں آپؑ کو نہ جانے کا مشورہ دیا۔ آپؑ کے سامنے گذشتہ اَدوار کے واقعات رکھے کہ ان لوگوں نے آپؑ کے والد اور بھائی کے ساتھ وفا نہیں کی تھی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور پھر فرمایا: آپؑ لوگوں کا مشورہ خالص ہے لیکن اللہ جب فیصلہ کردیتا ہے تو وہ ہوکر رہتا ہے۔

ابوبکر نے کہا: اے ابا عبداللہ! ہم آپؑ کو اللہ رب العزت کے حوالے کرتے ہیں۔ پھر ابوبکر، حارث بن خالد بن عاص بن ہشام مخزومی کے پاس گئے اور اُس کے سامنے ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ ہے:

"کتنے نصیحت کرنے والے ہیں کہ جن کی نصیحت پر عمل نہیں کیا جاتا۔ بعض لوگ حاضر بھی نہیں ہوتے جب اُن کے پاس نصیحت کے لفظ پہنچے ہیں تو وہ عمل کرتے ہیں"۔ اُس نے پوچھا: کیا بات ہے؟ ابوبکر نے کہا: میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے یہ یہ بات کی ہے۔ اُس نے کہا: ربِ کعبہ کی قسم! تو نے صحیح کہا ہے"۔ (مثیر الاحزان: ص ۳۹)

ابو محمد الواقدی اور زرارہ بن جلح

دلائل الإمامة عن أبي محمد الواقدي وزرارة بن جلح: لَقِينَا الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام قَبلَ أَن يَخرُجَ إِلَى العِرَاقِ بِثَلَاثِ لَيَالٍ، فَأَخبَرنَاهُ بِضَعفِ النَّاسِ فِي الكُوفَةِ، وَأَنَّ قُلُوبَهُم مَعَهُ وَسُيُوفَهُم عَلَيهِ. فَأَومَأَ بِيَدِهِ نَحوَ السَّمَاءِ، فَفُتِحَت أَبوَابُ السَّمَاءِ، وَنَزَلَ مِنَ المَلَائِكَةِ عَدَدٌ لَا يُحصِيهِم إِلَّا اللهُ، وَقَالَ:

لَوْلَا تَقَارُبُ الْأَشْيَاءِ، وَحُبُوطُ الْأَجْرِ، لَقَاتَلْتُهُمْ بِهٰؤُلَاءِ، وَلٰكِنْ أَعْلَمُ عِلْمًا أَنَّ مِنْ هُنَاكَ مَصْعَدِي، وَهُنَاكَ مَصَارِعُ أَصْحَابِي، لَا يَنْجُو مِنْهُمْ إِلَّا وَلَدِي عَلِيٌّ.

"دلائل الامامۃ میں ہے، ابومحمد الواقدی اور زُرارہ بن جلج نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے عراق جانے سے تین دن پہلے ملاقات کی۔ اُنھوں نے کہا: ہم نے آپؑ سے کہا کہ کوفہ کے لوگ قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ اُن کے دل آپؑ کے ساتھ ہیں، لیکن اُن کی تلواریں آپؑ کے خلاف ہیں۔

یہ سن کر امام علیہ السلام نے آسمان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا، پس آسمان کے دریچے کھل گئے اور آسمان سے فرشتے نازل ہونے لگے، جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور نہیں کرسکتا تھا۔ اور فرمایا: اگر تقاربِ اشیاء اور اجر کا ضائع ہونا نہ ہوتا تو میں ان لوگوں سے جنگ کرتا لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ یہاں ہی میری جائے شہادت ہے اور انھی مقامات میں میرے اصحاب کے مقتل گاہ ہیں۔ میرے تمام ساتھی شہید ہوجائیں گے صرف میرے فرزند علیؑ اِن لوگوں کے مظالم سے بچ جائیں گے"۔ [1]

حضرت ابوسعید الخدریؓ [2]

الطبقات الکبریٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن أبي

---

[1] دلائل الامامہ، ص ۱۸۲؛ الملہوف: ص ۱۲۵؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۴

[2] ابوسعید الانصاری الخدری: ان کا اصل نام سعد بن مالک بن سنان ہے۔ کنیت الخدری ہے۔ آپ اسی سے مشہور ہیں۔ صحابی رسولؐ ہیں، انصار کے نامی گرامی لوگوں میں سے تھے۔ یہ رسول اللہ کے ساتھ بہت سے غزوات میں حاضر رہے۔ آپ کو حضرت علی علیہ السلام سے بہت زیادہ محبت تھی۔ آپ کی شہادت کے بعد محب اہل بیتؑ رہے۔ محدثِ کبیر تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کے بارے میں فرمایا: ابوسعید الخدری ایک صاحبِ عظمت انسان تھے۔ مجاہد و مبارز اور حق پر ڈٹ جانے والے شخص تھے۔ ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ (مستدرک الصحیحین: ج ۳، ص ۶۰۰؛ تاریخ بغداد: ج ۱، ص ۱۸۰؛ الخصال: ص ۶۰۷؛ عیون اخبار الرضا: ج ۲، ص ۱۲۶؛ رجال کشی: ج ۱، ص ۲۰۱)

سعید الخدری: غَلَبَنِي الْحُسَيْنُ علیہ السلام عَلَى الْخُرُوجِ، وَقَدْ قُلْتُ لَهُ:
اِتَّقِ اللهَ فِي نَفْسِكَ، وَالْزَمْ بَيْتَكَ.

"طبقات الکبریٰ میں ابوسعید خُدریؓ سے روایت ہے، جب مجھے حضرت امام حسین علیہ السلام کے خروج کا علم ہوا تو مجھے بہت زیادہ پریشانی ہوئی۔ میں نے اُن سے کہا: اللہ کے لیے اپنے آپ کو بچاؤ، اپنے گھر میں رہو اور عراق کی طرف نہ جاؤ"۔ ①

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): جَاءَهُ [أَيِ الْإِمَامَ الْحُسَيْنَ علیہ السلام] أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، إِنِّي لَكُمْ نَاصِحٌ، وَإِنِّي عَلَيْكُمْ مُشْفِقٌ، وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ كَاتَبَكَ قَوْمٌ مِنْ شِيعَتِكُمْ بِالْكُوفَةِ، يَدْعُونَكَ إِلَى الْخُرُوجِ إِلَيْهِمْ، فَلَا تَخْرُجْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَاكَ رَحِمَهُ اللهُ يَقُولُ بِالْكُوفَةِ: وَاللهِ لَقَدْ مَلِلْتُهُمْ وَأَبْغَضْتُهُمْ، وَمَلُّونِي وَأَبْغَضُونِي، وَمَا بَلَوْتُ مِنْهُمْ وَفَاءً، وَمَنْ فَازَ بِهِمْ فَازَ بِالسَّهْمِ الْأَخْيَبِ، وَاللهِ مَا لَهُمْ نِيَّاتٌ، وَلَا عَزْمُ أَمْرٍ، وَلَا صَبْرٌ عَلَى السَّيْفِ.

"طبقات الکبریٰ میں ابوسعید الخدریؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا: اے ابا عبداللہؑ! میں آپؑ کا خالص مخلص مشفق چاہنے والا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہلِ کوفہ نے آپؑ کی طرف خطوط بھیجے ہیں۔ اُنھوں نے آپؑ کو خروج کی دعوت دی ہے۔ آپؑ خروج نہ کریں۔ میں نے آپؑ کے والد بزرگوار سے کوفہ والوں کے بارے میں سنا تھا۔ واللہ! میں اُن سے آزردہ خاطر ہوں اور وہ مجھ سے آزردہ خاطر ہیں۔ میں

---

① طبقات کبریٰ: ج۱، ص ۳۳۵؛ تہذیب الکمال: ج۳، ص ۳۱۷؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵۵، ص ۸؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۶؛ تاریخ دمشق: ج ۱۳، ص ۲۰۸؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج۶، ص ۲۶۰۹؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۶۳

نے ان لوگوں میں وفا نہیں دیکھی جو بھی ان پر کامیاب ہوا وہ معمولی سی کوشش سے کامیاب ہوا۔ یہ لوگ نہ کوئی ارادہ رکھتے ہیں اور نہ امر عزم اور نہ میدانِ جنگ میں ثابت قدمی رکھتے ہیں"۔ ①

ابو واقد اللیثیؓ ②

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن أبي وَاقِدٍ اللَّيثي: بَلَغَني خُروجُ حُسَينٍ علیہ السلام فَأَدرَكتُهُ بِمَلَلٍ، فَناشَدتُهُ اللهَ أَلّا يَخرُجَ. فَإِنَّهُ يَخرُجُ فِي غَيرِ وَجهِ خُروجٍ. وَإِنَّما يَقتُلُ نَفسَهُ. فَقالَ: لا أَرجِعُ.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، ابو واقد اللیثیؓ سے مروی ہے کہ مجھے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف جا رہے ہیں تو میں آپؑ کے پیچھے گیا اور آپؑ سے مقامِ ملل ③ پر ملاقات کی۔ میں نے انھیں اللہ کے واسطے دیے کہ آپ خروج نہ کریں آپؑ مارے جائیں گے۔
آپؑ نے جواب میں فرمایا: میں نے ہر صورت جانا ہے"۔ ④

---

① طبقاتِ کبریٰ: ج ۱، ص ۴۳۹؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۳؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۵؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۳؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۵؛ بغیۃ الطالب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۰۶؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۶۱

② ابو واقد اللیثیؓ ان کا نام ہے، حارث بن عوف بن اُسید کنیت ہے۔ آپ مشہور صحابیٔ رسولؐ ہیں۔ ۲ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ بعض جنگوں میں رسول اللہؐ کے ساتھ رہے۔ جنگِ صفین میں امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھی تھے۔ آپ مکہ میں فوت ہوئے اور مقامِ فخ میں دفن ہوئے۔ ایک قول ہے کہ آپ مدینہ میں ۶۵ھ یا ۶۸ھ میں فوت ہوئے تھے۔

③ ملل: مکہ کے راستے میں ایک مقام کا نام ہے جو حرمین کے درمیان ہے۔ (معجم البلدان: ج ۵، ص ۱۹۴)

④ طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۴۵؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۷؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۸؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ الحلب: ج ۶، ص ۲۶۰۹؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۶۳

احنف بن قیس

أنساب الأشراف عن أبي بكر بن عيّاش: كَتَبَ الأَحنَفُ إِلَى الحُسَيْنِ عليه السلام وَبَلَغَهُ أَنَّهُ عَلَى الخُروجِ: فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ.

"انساب الاشراف میں ابوبکر بن عیاش سے مروی ہے کہ جب احنف بن قیس کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے خروج کا علم ہوا تو اُس نے آپؑ کی طرف خط لکھا جس میں سورۂ روم کی آیت ۶۰ درج تھی"۔ ①

مثیر الاحزان میں بھی یہی روایت ہے۔ ②

حضرت اُم سلمہؓ

الخرائج والجرائح: إِنَّهُ عليه السلام لَمَّا أَرادَ العِراقَ قالَت لَهُ أُمُّ سَلَمَةَ: لَا تَخرُج إِلَى العِراقِ، فَقَد سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُولُ: يُقتَلُ ابنِيَ الحُسَينُ بِأَرضِ العِراقِ، وَعِندي تُربَةٌ دَفَعَها إِلَيَّ في قارورَةٍ. فَقالَ عليه السلام: إِنّي وَاللهِ مَقتولٌ كَذٰلِكَ، وَإِن لَم أَخرُج إِلَى العِراقِ يَقتُلوني أَيضًا.

"الخرائج والجرائح میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو حضرت اُم سلمہؓ نے آپؑ سے کہا: آپؑ عراق نہ جائیں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے:

"میرے فرزند حسینؑ عراق میں شہید کر دیے جائیں گے۔ میرے پاس اُس زمین کی خاک ہے جو شیشی میں محفوظ ہے"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: واللہ! میں نے وہاں شہید ہونا ہے۔ اگر میں عراق نہ

---

① انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۵؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۸

② مثیر الاحزان: ص ۲۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۴۰

بھی جاؤں تو پھر بھی قتل کردیا جاؤں گا"۔ ①

الصراط المستقیم: قَالَت أُمُّ سَلَمَةَ [لِلحُسَينِ علیہ السلام]: لَا تَخرُج إِلَى العِرَاقِ! فَإِنِّي سَمِعتُ جَدَّكَ يَقُولُ إِنَّكَ مَقتُولٌ بِهِ، وَعِندِي تُربَةٌ دَفَعَهَا إِلَيَّ فِي قَارُورَةٍ.

فَقَالَ علیہ السلام: وَإِن لَم أَخرُج قُتِلتُ. ثُمَّ مَسَحَ بِيَدِهِ عَلَى وَجهِهَا، فَرَأَت مَصرَعَهُ وَمَصرَعَ أَصحَابِهِ، وَأَعطَاهَا تُربَةً أُخرَى فِي قَارُورَةٍ، وَقَالَ: إِذَا فَاضَتَا دَمًا فَاعلَمِي أَنِّي قَد قُتِلتُ. فَفَاضَتَا دَمًا بَعدَ الظُّهرِ فِي يَومِ عَاشُورَاءَ.

"الصراط المستقیم میں ہے، حضرت اُمِ سلمہؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: آپؑ عراق نہ جائیں، کیونکہ میں نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ میرے فرزند حسینؑ وہاں شہید کردیے جائیں گے۔ میرے پاس خاک ہے جو آپؐ نے مجھے دی تھی وہ میں نے شیشی میں محفوظ کی ہوئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر میں عراق کی طرف نہ بھی جاؤں تو میں پھر بھی قتل کردیا جاؤں گا۔ پھر آپؑ نے حضرت اُمِ سلمہؓ کی پیشانی سے اپنا دستِ مبارک مَس کیا تو اُنھوں نے آپؑ اور آپؑ کے اصحاب کے مقتل گاہ اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ امام علیہ السلام نے اُنھیں ایک اور تربت دی جو ایک شیشی میں بند تھی۔ آپؑ نے فرمایا: جب یہ دونوں خون ہوجائیں تو نانی اماں! سمجھ لینا میں شہید کردیا گیا ہوں۔

وہی ہوا جو آپؑ نے فرمایا تھا۔ ۶۱ ہجری یومِ عاشورا ظہر کے بعد جب ان شیشیوں کو دیکھا گیا تو اُن میں خون اُبل رہا تھا"۔ (الصراط المستقیم: ج۲، ص۱۷۹)

---

① الخرائج والجرائح: ج۱، ص ۲۵۳؛ بحارالانوار: ج۴۵، ص۸۹

بحیر بن شداد ①

الطبقات الکبری (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن بُحیر بن شدّاد الأسدی :مَرَّ بِنَا الحُسَینُ علیہ السلام بِالثَّعلَبِیَّةِ . فَخَرَجتُ إِلَیهِ مَعَ أَخی . فَإِذَا عَلَیهِ جُبَّةٌ صفراءُ لَهَا جَیبٌ فِی صَدرِهَا . فَقَالَ لَهُ أَخی: إِنِّی أَخَافُ عَلَیكَ. فَضَرَبَ بِالسَّوطِ عَلی عَیبَةٍ قَد حَقَبَهَا خَلفَهُ، وَقَالَ: هٰذِهِ کُتُبُ وُجوهِ أَهلِ المِصرِ .

”طبقات الکبریٰ میں بُحیر بن شداد اسدی سے مروی ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقامِ ثعلبیہ سے گزر ہوا تو اُن سے ہماری ملاقات ہوئی۔ میرا بھائی میرے ساتھ تھا۔ آپؑ اُس وقت زرد رنگ کا جُبہ پہنے ہوئے تھے۔ اس جُبّے کے صدر میں جیب تھی۔ میرے بھائی نے کہا: میں آپؑ کے بارے میں خوف زدہ ہوں۔

اُس وقت امام علیہ السلام نے ایک تھیلے پر تازیانہ مارا جو آپؑ کے پیچھے پڑا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: اس میں شہر کوفہ کے رُوساء کے خطوط ہیں“۔ ②

بشر الفقعسی ③

أنساب الاشراف: کَانَ بِعِثرٌ [الفَقعَسِیُّ الشَّاعِرُ] لَقِیَ الحُسَینَ

---

① بُحیر بن شداد اسدی اہلِ ثعلبیہ سے تھے۔ سفیان بن عُیینہ اور کلبی نے روایت کی ہے کہ وہ محمد بن صائب بن بشر الکلبی ہیں جو ۱۳۶ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر بہت زیادہ تھی۔ آپ تقریباً ۱۲۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ عامہ اور خاصہ میں سے کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا البتہ ابن ماکولا نے الاکمال میں اِن کا ذکر کیا ہے (ج ۱، ص ۲۰۳)۔ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں ذکر کیا ہے۔ (دیکھیے: تاریخ دمشق: ج ۱۳، ص ۲۱۳ تا ۲۱۷)

② طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۵۷؛ تاریخ دمشق: ج ۱۳، ص ۲۱۶

③ بشر فقعسی کے نام میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ البلاذری نے انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ بشر فقعسی شاعر تھا۔ الحموی نے معجم البلدان میں نقل کیا ہے کہ بشر بن لقیط الفقعسی النحوی وادی دیار کے باسی تھے اور یہ بنی اسد سے تھے۔ ابن ماکولا نے اُن کے بارے میں کہا ہے کہ بشر بن لقیط بن الحبیب الاسدی ←

بن عَلِيٍّ علیہ السلام قَبلَ أَن يَصِلَ إِلَى الكُوفَةِ. فَسَأَلَهُ عَنهُم. فَقَالَ: إِنَّ أَهلَ العِرَاقِ أَهلُ غَدرٍ.

"انساب الاشراف میں ہے، اشعر الفقعسی شاعر تھے۔ کوفہ کے راستے میں اُن کی حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ امام علیہ السلام نے اِن سے اہلِ کوفہ کے بارے میں پوچھا: وہ کیسے لوگ ہیں؟ اُس نے کہا: اہلِ عراق غدار ہیں"۔ (انساب الاشراف: ج ۱۱، ص ۲۰۳)

الطرماح بن عدی ①

تاریخ الطبری عن جمیل بن مرثد من بنی معن عن الطرمّاح بن عدی: أَنَّهُ دَنَا مِنَ الحُسَينِ علیہ السلام فَقَالَ لَهُ: وَاللهِ، إِنِّي لَأَنظُرُ فَمَا أَرَى مَعَكَ أَحَداً. وَلَو لَم يُقَاتِلكَ إِلَّا هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَرَاهُم مُلَازِمِيكَ لَكَانَ كَفَى بِهِم. وَقَد رَأَيتُ قَبلَ خُرُوجِي مِنَ الكُوفَةِ إِلَيكَ بِيَومٍ ظَهرَ الكُوفَةِ. وَفِيهِ مِنَ النَّاسِ مَا لَم تَرَ

← زمانۂ جاہلیت کے شاعر تھے۔ ابن منظور اور زبیدی نے لکھا ہے کہ اشعر بن لقیط بن خالد بن نضلہ کے مفصل احوال کہیں نہیں ملے، البتہ انساب الاشراف والے نے لکھا ہے کہ یہ عمر بن عبدالعزیز کے دور تک زندہ رہے۔ (معجم البلدان: ج ۲، ص ۲۰۷؛ الاکمال: ج ۱، ص ۳۳۸؛ لسان العرب: ج ۳، ص ۷۳؛ تاج العروس: ج ۶، ص ۱۰۳؛ انساب الاشراف: ج ۱۱، ص ۲۰۳ و ص ۱۵۵)

① الطرماح بن عدی بن عبداللہ بن الخیبری الطائی اپنے زمانے کے مشہور شاعر تھے۔ آپ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ علاوہ ازیں آپ حضرت علی علیہ السلام کے خطوط معاویہ کے پاس لے جاتے رہے۔ جناب طرماح نے کچھ لوگ اپنے ساتھ لیے اور امام علیہ السلام سے عذیب الہجانات میں ملاقات کی۔ اس نے امام علیہ السلام کی کوفہ کے راستے کی رہنمائی کی۔ اس نے امام علیہ السلام سے اتنی مہلت لی کہ وہ نان نفقہ وغیرہ اپنے گھر والوں کے حوالے کر کے فوراً واپس آجائے گا۔ یہ اپنے گھر گئے اور اپنے گھر والوں سے الوداع کہہ کر امام کی نصرت کے لیے نکلے کہ راستے میں انھیں معلوم ہوا کہ امامؑ اور آپؑ کے ساتھیوں کو شہید کر دیا گیا ہے، تو آپ واپس وطن چلے آئے۔ (رجال طوسی: ص ۷۰ و ص ۱۵۲؛ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۴۰۳، ۴۰۴ و ۴۰۷)

عَینَایَ فِي صَعِیدٍ وَاحِدٍ جَمعًا أَکثَرَ مِنهُ، فَسَأَلتُ عَنهُم، فَقِیلَ: اِجتَمَعُوا لِیُعرَضُوا، ثُمَّ یُسَرَّحُونَ إِلَی الحُسَینِ، فَأَنشُدُكَ اللهَ إِن قَدَرتَ عَلَی أَلَّا تَقدَمَ عَلَیهِم شِبراً إِلَّا فَعَلتَ.

فَإِن أَرَدتَ أَن تَنزِلَ بَلَداً یَمنَعُكَ اللهُ بِهِ حَتّٰی تَرَی مِن رَأیِكَ، وَیَستَبِینَ لَكَ مَا أَنتَ صَانِعٌ، فَسِر حَتّٰی أُنزِلَكَ مَنَاعَ جَبَلِنَا الَّذِي یُدعَی أَجَأَ، اِمتَنَعنَا وَاللهِ بِهِ مِن مُلُوكِ غَسَّانَ وَحِمیَرٍ، وَمِنَ النُّعمَانِ بنِ المُنذِرِ، وَمِنَ الأَسوَدِ وَالأَحمَرِ، وَاللهِ إِن دَخَلَ عَلَینَا ذُلٌّ قَطُّ، فَأَسِیرُ مَعَكَ حَتّٰی أُنزِلَكَ القَریَةَ، ثُمَّ نَبعَثُ إِلَی الرِّجَالِ مِمَّن بِأَجَأٍ وَسَلمٰی مِن طَیِّئٍ، فَوَاللهِ لَا یَأتِي عَلَیكَ عَشَرَةُ أَیَّامٍ حَتّٰی یَأتِیَكَ طَیِّئٌ رِجَالًا وَرُکبَانًا، ثُمَّ أَقِم فِینَا مَا بَدَا لَكَ، فَإِن هَاجَكَ هَیجٌ فَأَنَا زَعِیمٌ لَكَ بِعِشرِینَ أَلفَ طَائِيٍّ یَضرِبُونَ بَینَ یَدَیكَ بِأَسیَافِهِم، وَاللهِ لَا یُوصَلُ إِلَیكَ أَبَداً وَمِنهُم عَینٌ تَطرِفُ.

فَقَالَ لَهُ: جَزَاكَ اللهُ وَقَومَكَ خَیراً، إِنَّهُ قَد کَانَ بَینَنَا وَبَینَ هٰؤُلَاءِ القَومِ قَولٌ لَسنَا نَقدِرُ مَعَهُ عَلَی الاِنصِرَافِ، وَلَا نَدرِي عَلَامَ تَنصَرِفُ بِنَا وَبِهِمُ الأُمُورُ فِي عَاقِبَةٍ.

"تاریخ طبری میں ہے، جمیل بن مرثد نے بنی معن سے سنا اور اُس نے طرماح بن عدی سے سنا، طرماح بن عدی نے کہا: میں فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قریب ہوا اور آپؑ کی خدمت میں عرض گزار ہوا:

واللہ! میں تو یہی دیکھ رہا ہوں کہ آپؑ کے ساتھ تو کوئی بھی نہیں ہے۔ اگر فقط یہی لوگ جو آپؑ کے ساتھ ساتھ (لشکرِ حر) چل رہے ہیں آپؑ سے قتال کریں تو یہی کافی اور وافی ہیں۔ حالانکہ جب میں کوفہ سے نکلا تھا کہ آپؑ کے حضور حاضر ہوں۔ اُس سے ایک دن پیشتر بیرونِ شہر سیاہ کی ایک

ایسی کثرت دیکھی کہ اس سے بڑھ کر کسی مقام پر میری نظر سے نہیں گزری تھی۔ میں نے اُس کا سبب دریافت کیا تو کسی نے کہا: یہ اجتماع تو عرضِ لشکر کے لیے ہے۔ عرض سے فراغت کے بعد یہ سب لوگ حسینؑ کے مقابلہ میں روانہ ہوں گے۔ اب میں آپؑ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ اگر ممکن ہو تو آپؑ ایک قدم بھی اُس طرف جانے کے لیے نہ اُٹھایئے۔

اگر آپؑ کسی ایسے شہر میں جانا چاہتے ہیں جہاں اللہ رب العزت آپؑ کی حفاظت کرے کہ آپؑ کوئی رائے قائم کرلیں اور جو کام کرنا چاہیں اُسے اچھی طرح سے سوچ سمجھ لیں تو چلیے میں آپؑ کو اپنے بلند و بالا پہاڑ پر جسے کوہِ اَجاء[1] کہتے ہیں لے چلوں۔

واللہ! ہم لوگ اسی پہاڑ پر شاہانِ غسان، حمیر، نعمان بن منذر اور اسود اور احمر سے محفوظ رہے ہیں۔ واللہ! یہ لوگ ہمیں کبھی اپنا مطیع نہیں کر سکے۔ آپؑ کے ساتھ چلتا ہوں۔ گاؤں میں اُتار دوں گا۔ پھر کوہستان اَجاء اور سلمیٰ میں قبیلہ بنی طے میں جو لوگ ہیں اُن کی طرف پیغام بھیجوں گا۔ بخدا دس دن کے اندر اندر آپؑ کے پاس بنی طے کے سوار اور پیادے جمع ہو جائیں گے۔ آپؑ کا جب تک جی چاہے ہم لوگوں میں رہیں۔ اگر کوئی واقعہ آپؑ کو پیش آئے تو میں آپؑ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپؑ کے پاس بیس ہزار بنی طئے کے افراد جمع کر دوں گا۔ وہ آپؑ کے آگے شمشیر زنی کریں گے، جب تک ان میں ایک شخص بھی زندہ رہے گا آپؑ کو ضرر نہ پہنچنے دیں گے۔

آپؑ نے یہ سن کر فرمایا: خداوند تعالیٰ تجھے اور تیری قوم کو جزائے خیر دے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے اور اُن لوگوں کے درمیان قول ہو چکا ہے جس کی

---

[1] اَجاء: علاقہ طئی میں پہاڑی سلسلے کا نام ہے۔ (معجم البلدان: ج۱، ص ۹۴) موسوعہ کی جلد ۳ کے آخر میں نقشہ اَجاء موجود ہے۔

وجہ سے ہم واپس نہیں جا سکتے۔ نہیں معلوم کہ ہمارا اور اُن کا انجام کیا ہوگا"۔ ①

مثير الأحزان: رُوِيتُ أنَّ الطِرِمَّاحَ بنَ حَكَمٍ قَالَ: لَقِيتُ حُسَيناً علیہ السلام وَقَدِ امتَرتُ لِأَهلي ميرَةً. فَقُلتُ: أُذَكِّرُكَ فِي نَفسِكَ. لَا يَغُرَّنَّكَ أهلُ الكُوفَةِ. فَوَاللهِ لَئِن دَخَلتَها لَتُقتَلَنَّ، وإنّي لَأَخافُ ألّا تَصِلَ إلَيها. فَإن كُنتَ مُجمِعاً عَلَى الحَربِ فَانزِل أجأً. فَإنَّهُ جَبَلٌ مَنيعٌ. وَاللهِ مَا نَالَنَا فِيهِ ذُلٌّ قَطُّ. وَعَشيرَتي يَرَونَ جَميعاً نَصرَكَ. فَهُم يَمنَعونَكَ مَا أقَمتَ فِيهِم. فَقَالَ: إنَّ بَيني و بَينَ القَومِ مَوعِداً أكرَهُ أن اُخلِفَهُم. فَإن يَدفَعِ اللهُ عَنّا. فَقَديماً مَا أنعَمَ عَلَينا وَ كَفى. وَإن يَكُن مَا لابُدَّ مِنهُ. فَفَوزٌ وَشَهادَةٌ إن شَاءَ اللهُ.

"مثیر الاحزان میں ہے، مجھ سے روایت کی گئی کہ طرماح بن حکم نے کہا: میں اپنے گھر والوں کے لیے خورد ونوش کا سامان لے کر آرہا تھا کہ راستے میں میری حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا: اللہ کے لیے آپؑ اپنی جان کا خیال رکھیں۔ اہلِ کوفہ کے فریب میں نہ آئیں۔ واللہ! اگر آپؑ کوفہ میں داخل ہوئے تو یہ لوگ آپؑ کو قتل کردیں گے۔ آپؑ قطعاً ان لوگوں کی طرف مت جائیں۔ اگر آپؑ کو جنگ کے لیے لوگوں کی ضرورت ہے تو آپؑ ہمارے علاقہ اَجاء میں آجائیں۔ یہ محفوظ پہاڑ ہیں۔ واللہ! جو آدمی بھی ہماری طرف جنگ کے ارادے سے آیا تو اُس نے ذلت حاصل کی۔ میرے قبیلے کے لوگ آپؑ کی مدد کریں گے۔ اگر آپؑ نے قیام کیا تو وہ ہر صورت آپ کا ساتھ دیں گے۔

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۴۰۶؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۷۳

آپؑ نے فرمایا: ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان عہد ہو چکا ہے میں اُس کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا۔ ہم اپنا معاملہ اپنے خدا پر چھوڑتے ہیں۔ اگر اُس نے ہماری حفاظت کی تو وہ ہم پر ہمیشہ سے احسان کرنے والا ہے اور ہمارے لیے کافی ہے۔ اگر ہماری ان لوگوں کے ساتھ جنگ ہوئی تو دونوں صورتیں موجود ہیں۔ ان شاء اللہ کامیابی اور شہادت دونوں ہمارا مقدر ہیں"۔ (۱)

عبداللہ بن جعدہ بن ہُبیرہ (۲)

انساب الاشراف: لَحِقَ الْحُسَيْنَ عليه السلام عَونُ بنُ عَبدِاللهِ بنِ جُعدَةَ بنِ هُبَيرَةَ بِذَاتِ عِرقٍ بِكِتَابٍ مِن أَبِيهِ يَسأَلُهُ فِيهِ الرُّجُوعَ. وَيَذكُرُ مَا يَخَافُ عَلَيهِ مِن مَسِيرِهِ. فَلَم يُجِبهُ.

"انساب الاشراف میں ہے، عبداللہ بن جعدہ بن ہُبیرہ کے فرزند عون بن عبداللہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ذاتِ عرق میں ملاقات کی اور آپؑ کی خدمت میں اپنے والد کا خط پیش کیا، جس میں آپؑ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ آپؑ کوفہ نہ جائیں اور واپس آجائیں۔ اس خط میں اُنھوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ اِس راستے سے آپ مختلف مصائب سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ امام علیہ السلام نے خط پڑھا اور اس کا جواب (۳) نہ دیا"۔ (۴)

---

(۱) مثیر الاحزان: ص ۳۹؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۹

(۲) جناب عبداللہ بن جعدہ بن ہُبیرہ القرشی المخزومی کا مختار ثقفیؒ کے انقلاب میں تاریخی کردار ہے۔ بلکہ آپ اُن کے دستِ راست تھے۔ عمر بن سعد اُن کے پاس آیا اور اِن کے ہاں روپوش ہو گیا۔ انھوں نے جناب مختارؒ سے اس کے لیے امان لے لی تھی۔ جنابِ عبداللہ فاتح 'القہندز' کے نام کے ساتھ مشہور ہیں۔ خراسان کا بہت سا علاقہ بھی آپ نے فتح کیا تھا۔ (درج ذیل کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں: المستدرک علی الصحیحین: ج ۳، ص ۲۱۱؛ تاریخ طبری: ج ۶، ص ۶۰، ۱۰۷؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۶۸۲ و ج ۳، ص ۱۴؛ تاریخ دمشق: ج ۳۵، ص ۵۶؛ شرح نہج البلاغہ، ابن ابی الحدید: ج ۱۸، ص ۳۰۸۔

(۳) مصدر میں فلم یُجِبہُ کے لفظ ہیں۔

(۴) انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۷

حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ ①

الفتوح: اِنتَقَلَ الْخَبَرُ بِأَهْلِ الْمَدِينَةِ اَنَّ الْحُسَيْنَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام يُرِيدُ الْخُرُوجَ إِلَى الْعِرَاقِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بنُ جَعْفَرٍ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لِلْحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام مِن عَبْدِ اللهِ بنِ جَعْفَرٍ. اَمَّا بَعدُ. اَنشُدُكَ اللهَ اَلَّا تَخرُجَ عَن مَكَّةَ. فَإِنِّي خَائِفٌ عَلَيْكَ مِنْ هٰذَا الأَمرِ الَّذِي قَد أَزمَعتَ عَلَيْهِ اَنْ يَكُونَ فِيْهِ هَلَاكُكَ وَأَهلِ بَيْتِكَ. فَإِنَّكَ إِن قُتِلتَ اَخَافُ اَن يُطفَأَ نُورُ الْأَرْضِ. وَاَنتَ رُوحُ الهُدٰى. وَاَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. فَلَا تَعجَل بِالْمَسِيرِ إِلَى الْعِرَاقِ. فَإِنِّي آخُذُ لَكَ الْأَمَانَ مِن يَزِيدَ وَجَمِيعِ بَنِي اُمَيَّةَ. عَلَى نَفْسِكَ وَمَالِكَ وَوَلَدِكَ وَأَهْلِ بَيْتِكَ. وَالسَّلَامُ.

قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْحُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ: اَمَّا بَعدُ. فَإِنَّ كِتَابَكَ وَرَدَ عَلَيَّ فَقَرَأْتُهُ. وَفَهِمتُ مَا ذَكَرتَ. وَاُعلِمُكَ اَنِّي رَأَيتُ جَدِّي

---

① حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابوطالبؓ: آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ آپؓ کے والد بزرگوار ذوالجناحین کے نام کے ساتھ مشہور ہیں جنھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ آپؓ کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس ہے۔ آپ وہیں حبشہ میں پیدا ہوئے اور بعد میں مدینہ منورہ چلے آئے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر سات برس تھی۔ جب بھی آپ رسولؐ اللہ کے پاس آتے تو آپؐ تبسم فرماتے، اپنے ہاتھوں کو کھول کر اُن سے پیار کرتے۔ جب آپ کے والد بزرگوار جنگ موتہ میں شہید ہوئے تو رسولؐ اسلام نے آپ کی تربیت اپنے ذمہ لے لی تھی۔ حضرت علی علیہ السلام کی دختر حضرت زینبؑ سے آپ نے عقد کیا۔ جناب عبداللہ جنگ صفین میں حاضر تھے، لیکن انھیں جنگ کرنے کی اجازت نہ ملی تھی۔ آپؓ اپنے دور کے بہت بڑے تاجر تھے۔ فصیح اللسان تھے۔ عرب میں جود و سخاوت میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو شہید کر دیا گیا ان کی شہادت کے بعد آپ حسنین کریمینؑ کے وفادار اور پیروکار رہے۔ میدانِ کربلا میں حاضر نہ ہو سکے۔ ساری زندگی اظہار افسوس کرتے رہے۔ آپ کے دونوں بیٹے میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی شہادت پر آپؓ فخر کرتے تھے۔ ۸۰ھ میں عام الجحاف مدینہ میں فوت ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۰ برس تھی۔ (المستدرک علی الصحیحین: ج ۳، ص ۵۵۶؛ الاصابہ: ج ۳، ص ۳۵؛ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۶۱؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۴۵۶؛ تاریخ دمشق: ج ۷، ص ۲۴۸)

رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي مَنَامِي، فَخَبَّرَنِي بِأَمْرٍ وَأَنَا مَاضٍ لَهُ، لِي كَانَ أَوْ عَلَيَّ، وَاللّٰهِ - يَابْنَ عَمِّي - لَوْ كُنْتُ فِي جُحْرِ هَامَّةٍ مِنْ هَوَامِّ الْأَرْضِ لَاسْتَخْرَجُونِي وَيَقْتُلُونِّي وَاللّٰهِ يَابْنَ عَمِّي، لَيُعْتَدَيَنَّ عَلَيَّ كَمَا عَدَتِ الْيَهُودُ عَلَى السَّبْتِ، وَالسَّلَامُ!

''الفتوح میں ہے، جب اہلِ مدینہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے عراق جانے کی خبر پھیلی تو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے آپؑ کی طرف خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبداللہ بن جعفرؓ کا خط حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام

اما بعد! میں آپؑ کو اللہ رب العزت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپؑ مکہ معظمہ سے باہر نہ جائیں۔ میں آپؑ کے اس اَمر پر خائف ہوں جس کا آپؑ ارادہ رکھتے ہیں۔ اگر آپ عراق گئے تو وہاں دشمن آپؑ کو اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ کو شہید کر دے گا۔ اگر آپ قتل ہو گئے تو زمین تیرہ و تاریک ہو جائے گی۔ آپؑ اللہ کا نور ہیں جس سے یہ زمین روشن ہے۔ آپؑ ہدایت کی روح ہیں، آپؑ امیر المومنین ہیں۔ عراق جانے میں جلدی نہ کریں۔ میں یزید اور باقی تمام اُمویوں سے آپؑ اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ کے لیے امان لے لیتا ہوں''۔ والسلام!

راوی کہتا ہے: فرزندِ رسولؐ نے آپؓ کے جواب میں یہ خط لکھا:

''اما بعد! آپؓ کا خط ملا میں نے اُسے پڑھا۔ جس چیز کا ذکر کیا میں نے اُسے سمجھا۔ میں آپؓ کو بتا رہا ہوں کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہؐ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپؐ نے مجھے اپنے وظائف کی خبر دی ہے۔ میں نے اب ہر صورت اُن سے عہدہ برآ ہونا ہے۔

اے برادر! واللہ! اگر میں حشرات الارض کے سوراخ میں چھپ جاؤں تو

یہ لوگ مجھے وہاں سے نکال کر قتل کر دیں گے۔

اے پیارے بھائی! واللہ! مجھ پر یہ لوگ ایسا ظلم کریں گے جیسا یہود نے روزِ سبت (۱) کیا تھا"۔ والسلام! (۲)

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة) : كَتَبَ عَبدُ اللهِ بنُ جعفرِ بنِ أبي طالِبٍ إلَيهِ [أي إلَى الحُسَينِ] كِتاباً يُحَذِّرُهُ أهلَ الكُوفَةِ، وَيُناشِدُهُ اللهَ أن يَشخَصَ إلَيهِم، فَكَتَبَ إلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام: إنّي رَأَيتُ رُؤيا، وَرَأَيتُ فيها رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، وأمَرَني بِأَمرٍ أنا ماضٍ لَهُ، ولَستُ بِمُخبِرٍ بِها أحَداً، حَتّى اُلاقِيَ عَمَلي.

"طبقات الکبریٰ میں ہے، حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا جس میں اُنھوں نے آپؑ کو اہلِ کوفہ کی غداریوں سے ڈرایا، آپؑ کو اللہ رب العزت کا واسطہ دیا کہ آپؑ اُدھر نہ جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن کی طرف لکھا: "میں نے خواب میں رسولؐ اللہ کو دیکھا ہے۔ آپؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جس کی تعمیل مجھ پر واجب ہے، جس کی تفصیلات سے مَیں کسی کو آگاہ نہیں کرسکتا، یہاں تک کہ مَیں اُس کی تعمیل کروں"۔ (۳)

---

(۱) قومِ موسیٰؑ پر ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار حرام تھا لیکن اُنھوں نے خلاف ورزی کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اُن پر عذاب بھیجا تھا۔ (مترجم)

(۲) الفتوح: ج۵، ص۶۷؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۱۷؛ المناقب ابن شہرآشوب: ج۴، ص۱۹۳

(۳) طبقات الکبریٰ: ج۱، ص۴۴۷؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص۴۱۸؛ تاریخ اسلام الذہبی: ج۵، ص۹؛ تاریخ دمشق: ج۱۴، ص۲۰۹؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص۲۹۷؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج۱، ص۲۶۱۵؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص۱۶۳؛ مناقب ابن شہرآشوب: ج۴، ص۹۴

حضرت عبداللہ بن عباسؓ ①

مروج الذهب: لَمَّا هَمَّ الْحُسَيْنُ عليه السلام بِالْخُرُوجِ إِلَى الْعِرَاقِ، أَتَاهُ ابْنُ الْعَبَّاسِ. فَقَالَ: يَابْنَ عَمِّ. قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيدُ الْعِرَاقَ، وَإِنَّهُمْ أَهْلُ غَدْرٍ، وَإِنَّمَا يَدْعُونَكَ لِلْحَرْبِ. فَلَا تَعْجَلْ، وَإِنْ أَبَيْتَ إِلَّا مُحَارَبَةَ هٰذَا الْجَبَّارِ، وَكَرِهْتَ الْمُقَامَ بِمَكَّةَ، فَاشْخَصْ إِلَى الْيَمَنِ، فَإِنَّهَا فِي عُزْلَةٍ، وَلَكَ فِيهَا أَنْصَارٌ وَإِخْوَانٌ، فَأَقِمْ بِهَا وَبُثَّ دُعَاتَكَ. وَاكْتُبْ إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ وَأَنْصَارِكَ بِالْعِرَاقِ فَيُخْرِجُوا أَمِيرَهُمْ. فَإِنْ قَوُوا عَلَى ذٰلِكَ وَنَفَوْهُ عَنْهَا، وَلَمْ يَكُنْ بِهَا أَحَدٌ يُعَادِيكَ أَتَيْتَهُمْ وَمَا أَنَا لِغَدْرِهِمْ بِآمِنٍ وَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوا، أَقَمْتَ بِمَكَانِكَ إِلَى أَنْ يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ. فَإِنَّ فِيهَا حُصُونًا وَشِعَابًا.

فَقَالَ الْحُسَيْنُ عليه السلام: يَابْنَ عَمِّ! إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ لِي نَاصِحٌ وَعَلَيَّ شَفِيقٌ، وَلٰكِنَّ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ كَتَبَ إِلَيَّ بِاجْتِمَاعِ أَهْلِ الْمِصْرِ

---

① حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلبؓ: ابوالعباس: آپ ہجرت سے قبل شعب ابی طالب مکہ میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ نے فتح مکہ والے سال ۸ ہجری میں مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ حکومت میں امیرِ حج رہے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خلافت وحکومت کے زمانے میں آپؓ کے مصاحب، ناصر اور مشیر تھے۔ آپؓ کے لشکر کے امراء میں سے تھے۔ جب حضرت علی علیہ السلام اور خوارج کے درمیان مذاکرات ہوئے تھے تو آپ امامؑ کی طرف سے مندوب تھے۔ حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے وقت آپؓ بصرہ کے گورنر تھے۔ آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی بیعت اور اپنے اس عمل پر قائم رہے۔ عبداللہ بن زبیر کی بیعت نہ کی جب کہ وہ حجاز اور عراق کے مضافات کا حاکم تھا۔ ابن زبیر کو ان کا یہ عمل اچھا نہ لگا۔ اس نے ان کے جلانے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوا۔ آپ اپنے دور کے متبحر عالم، توانا خطیب تھے۔ علمِ تفسیر، فقہ وحدیث میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ آپ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے تلمیذ خاص تھے اور اس پر نازاں تھے۔ ۶۸ ہجری میں طائف میں فوت ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۰ سال تھی۔ (ارشاد: ج ۲، ص ۸؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۳۱؛ انساب الاشراف: ج ۴، ص ۳۹ و ص ۷۳؛ الاصابہ: ج ۴، ص ۱۲۱؛ تاریخ بغداد: ج ۱، ص ۱۷۳

عَلٰی بَیعَتِی وَنُصرَتِی، وَقَد أَجمَعتُ عَلَی المَسِیرِ إِلَیهِم.

قَالَ: إِنَّهُم مَن خَبَرتَ وَجَرَّبتَ، وَهُم أَصحَابُ أَبِیكَ وَأَخِیكَ وَقَتَلَتُكَ غَدًا مَعَ أَمِیرِهِم، إِنَّكَ لَو قَد خَرَجتَ فَبَلَغَ ابنَ زِیَادٍ خُرُوجُكَ استَنفَرَهُم إِلَیكَ، وَكَانَ الَّذِینَ كَتَبُوا إِلَیكَ أَشَدَّ مِن عَدُوِّكَ. فَإِن عَصَیتَنِی وَأَبَیتَ إِلَّا الخُرُوجَ إِلَی الكُوفَةِ، فَلَا تُخرِجَنَّ نِسَاءَكَ وَوُلدَكَ مَعَكَ. فَوَاللهِ إِنِّی لَخَائِفٌ أَن تُقتَلَ كَمَا قُتِلَ عُثمَانُ، وَنِسَاؤُهُ وَوُلدُهُ یَنظُرُونَ إِلَیهِ. فَكَانَ الَّذِی رَدَّ عَلَیهِ: لَأَن أُقتَلَ وَاللهِ بِمَكَانِ كَذَا، أَحَبُّ إِلَیَّ مِن أَن أَستَحِلَّ بِمَكَّةَ. فَیَئِسَ ابنُ عَبَّاسٍ مِنهُ، وَخَرَجَ مِن عِندِهِ.

''مروج الذہب میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپؑ کے پاس آئے اور کہا: اے برادر! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ عراق جانا چاہتے ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ اہلِ عراق غدار، دھوکہ باز اور فریب کار ہیں۔ وہ آپ کو صرف جنگ کرنے کے لیے بلا رہے ہیں۔ جلدی نہ کریں۔ اگر آپ نے اس جبار سے جنگ کرنے کا ارادہ کرلیا ہے اور مکہ معظمہ میں رہنا نہیں چاہتے تو یمن کی طرف چلے جایئے وہاں قلعے ہیں، درہ کوہ ہیں وہ ایک طویل و عریض ملک ہے۔ آپ کے والد کے شیعہ وہاں موجود ہیں۔ آپ ان تمام لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر لوگوں سے خط و کتابت کریں، اپنے قاصدوں کو ہر طرف پھیلا دیں۔ اس طریقے سے مجھے امید ہے جو بات آپ چاہتے ہیں امن و عافیت کے ساتھ آپ کو حاصل ہو جائے گی۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب دیا: اے برادر! میں بہتر جانتا ہوں کہ آپ میرے خیر خواہ ہیں، مجھ سے شفقت کرنے والے ہیں لیکن مسلمؑ بن عقیلؑ نے میری طرف خط بھیجا ہے کہ اہلِ کوفہ میری نصرت اور بیعت پر

جمع ہو چکے ہیں۔ میں بھی اُدھر جانے کا مصمم ارادہ کر چکا ہوں۔

جناب ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: آپؑ ان لوگوں کو جانتے ہیں وہ آپؑ کے والد اور برادر کے اصحاب رہ چکے ہیں۔ وہ اپنے امیر کے ساتھ مل کر آپؑ کو شہید کر دیں گے۔ اگر آپؑ کوفہ کی طرف چلے اور آپؑ کی خبر ابنِ زیاد تک پہنچی تو وہ ضرور حرکت میں آئے گا اور یہ لوگ آپؑ کو تن تنہا چھوڑ دیں گے۔ جن لوگوں نے آپؑ کی طرف خطوط لکھے ہیں۔ یہی لوگ کل آپؑ کے دشمن سے زیادہ آپؑ کے لیے سخت ہوں گے۔ اگر آپؑ میرا مشورہ قبول نہیں کرتے اور آپؑ نے ہر صورت کوفہ جانا ہے تو اللہ کے لیے عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ نہ لے جایئے۔ واللہ! مجھے خوف ہے کہ کہیں عثمانؓ کی طرح آپؑ بھی اپنی عورتوں اور بچوں کے سامنے قتل نہ کر دیے جائیں۔

لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام نے ابنِ عباسؓ کی بات تسلیم نہ کی اور فرمایا: اگر میں ایک بالشت بھر اس مسجد کے باہر قتل ہو جاؤں تو واللہ میں اِسے اس بات سے بہتر سمجھتا ہوں کہ ایک بالشت بھر اس مسجد کے اندر قتل ہوں۔

حضرت ابنِ عباسؓ مایوس ہو کر وہاں سے چلے گئے"۔ [1]

المصنف لابن أبي شيبة عن ابن عبّاس: جَاءَنِي حُسَيْنٌ علیہ السلام يَسْتَشِيرُنِي فِي الخُرُوجِ إِلَى مَا هَاهُنَا يَعْنِي العِرَاقَ فَقُلْتُ: لَوْلَا أَن يَزرَوُوا بِي وبِكَ لَشَبِثْتُ يَدَيَّ فِي شَعرِكَ! إِلَى أَيْنَ تَخرُجُ؟ إِلَى قَوْمٍ قَتَلُوا أَبَاكَ وطَعَنُوا أَخَاكَ؟! فَكَانَ الَّذِي سَخَا بِنَفسِي عَنهُ أَن قَالَ لِي: إِنَّ هٰذَا الحَرَمَ يُستَحَلُّ بِرَجُلٍ، ولَأَن أُقتَلَ فِي أَرضِ كَذا و كَذا غَيرَ أَنَّهُ يُبَاعِدُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أَكُونَ أَنَا هُوَ.

"المصنف ابنِ ابی شیبہ میں ہے، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت

---

[1] مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۴؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۹

ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور آپؑ نے مجھ سے عراق جانے کی مشاورت کی تو میں نے آپؑ سے کہا: اگر میں یہ سمجھتا تو اس وقت میں آپؑ کے سر پر ہاتھ رکھتا۔ آپؑ میری بات مان لیں گے تو میں ایسا ہی کرتا۔ آپؑ کس طرف جا رہے ہیں؟ کیا اُن لوگوں کی طرف جن لوگوں نے آپؑ کے والد کو شہید کر دیا اور آپؑ کے بھائی کو نیزہ مارا تھا۔ یہ سن کر امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اگر میں مسجد الحرام کے باہر مارا جاؤں تو واللہ! یہ میرے لیے بہتر ہے"۔ ①

المعجم الکبیر میں بھی یہی روایت ہے۔ ②

مطالب السؤول: اِجتَمَعَ بِهٖ [أَي بِالْإِمَامِ الحُسَينِ علیہ السلام] ذَوُو النُّصحِ لَهُ، وَالتَّجرِبَةِ لِلأُمُورِ، وَأَهلُ الدِّيَانَةِ وَالمَعرِفَةِ، كَعَبدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ وعَمرِو بنِ عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ الحَرِثِ المَخزُومِيِّ وَغَيرِهِمَا. وَوَرَدَت عَلَيهِ كُتُبُ أَهلِ المَدِينَةِ، مِن عَبدِ اللهِ بنِ جَعفَرٍ وسَعِيدِ بنِ العَاصِ وجَمَاعَةٍ كَثِيرَةٍ، كُلُّهُم يُشِيرُونَ عَلَيهِ أَلَّا يَتَوَجَّهَ إِلَى العِرَاقِ وأَن يُقِيمَ بِمَكَّةَ، هٰذَا كُلُّهُ وَالقَضَاءُ غَالِبٌ عَلَى أَمرِهٖ، وَالقَدَرُ آخِذٌ بِزِمَامِهٖ، فَلَم يَكتَرِث بِمَا قِيلَ لَهُ، وَلَا بِمَا كُتِبَ إِلَيهِ، وتَجَهَّزَ وخَرَجَ مِن مَكَّةَ يَومَ الثُّلَاثَاءِ، وَهُوَ يَومُ التَّروِيَةِ.

"مطالب السؤول میں ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس کچھ خالص اور مخلص جہاں دیدہ و تجربہ کار لوگ جیسے عبداللہ بن عباسؓ، عمرو بن عبدالرحمٰن بن الحرث المخزومیؒ وغیرہ آئے۔ علاوہ ازیں مدینہ منورہ سے

---

① مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۸، ص ۶۳۲؛ کنز العمال: ج ۱۳، ص ۶۷۲

② المعجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۱۹؛ ذخائر عقبیٰ: ص ۲۵۷؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۲؛ تاریخ دمشق: ج ۱۳، ص ۲۰۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۱۱۹

آپؑ کے پاس بہت سے لوگوں کے خطوط آئے۔ ان لوگوں میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور سعید بن العاصؓ بھی تھے۔ ان سب نے آپؑ کو یہی مشورہ دیا کہ آپؑ عراق کی طرف نہ جائیں، مکہ معظمہ میں ہی رہ جائیں۔ ان شاء اللہ حالات ٹھیک رہیں گے کیونکہ تمام اُمور پر اللہ تعالیٰ کے فیصلے غالب ہیں، جو کچھ وہ چاہے گا وہی ہوگا لیکن امام علیہ السلام نے ان لوگوں کی باتوں کی طرف توجہ نہ کی اور نہ خطوط پر عمل کیا۔ آپؑ منگل کے دن یوم ترویہ مکہ سے عراق کی طرف روانہ ہوگئے"۔ (1)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ (2)

الطبقات الکبری (الطبقة الخامسة من الصحابة): لَقِيَهُمَا [أي الحُسَين علیہ السلام وعَبدَ اللهِ بنَ الزُّبَيرِ] عَبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ وعَبدُ اللهِ بنُ عَيَّاشِ بنِ أبي رَبيعَةَ بِالأَبواءِ، مُنصَرِفَينِ مِنَ العُمرَةِ فَقالَ لَهُمَا ابنُ عُمَرَ: أُذَكِّرُكُمَا اللهَ إلّا رَجَعتُما فَدَخَلتُما في صالِحِ ما يَدخُلُ فيهِ النّاسُ، وتَنظُرا، فَإِنِ اجتَمَعَ النّاسُ عَلَيهِ لَم تَشُذّا، وإنِ افتُرِقَ عَلَيهِ كانَ الَّذي تُريدانِ.

---

(1) مطالب السؤول: ص ۷۳؛ الفصول المہمہ: ص ۱۸۵؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۵۵

(2) حضرت عبداللہ بن عمر ابن خطاب کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ ہجرت سے پہلے پیدا ہوئے۔ مکہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے۔ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ بدر و اُحد کی جنگوں میں صغرسنی کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے تھے۔ جنگ اَحزاب اور اُس کے بعد والی جنگوں میں شریک رہے۔ اہل سنت کی کتابوں میں ان سے بہت سی روایات کی گئی ہیں۔ جب حضرت عمرؓ نے شوریٰ بنائی تو انھیں شوریٰ میں شامل نہ کیا کیونکہ اُن کے نزدیک ان میں خلافت کی اہلیت نہیں تھی۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے بعد سیاست سے کنارہ کش ہوکر رہ گئے۔ اُنھوں نے معاویہ اور یزید کی بیعت کی۔ اُنھوں نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کسی جنگ میں شرکت نہیں کی۔ آپؓ سے عداوت بھی نہیں کی۔ آپ نے ۷۳ھ میں وفات پائی۔ اُس وقت عمر ۸۴ سال تھی۔ (طبقات الکبریٰ: ج ۴، ص ۱۴۲؛ الاستیعاب: ج ۳، ص ۸۰؛ اُسد الغابہ: ج ۳، ص ۳۳۶؛ تاریخ بغداد: ج ۱، ص ۱۷۱؛ تہذیب الکمال: ج ۱۵، ص ۳۳۲؛ تاریخ دمشق: ج ۳۱، ص ۷۹

وَقَالَ ابنُ عُمَرَ لِحُسَينٍ علیہ السلام: لَا تَخرُج، فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَيَّرَهُ اللهُ بَينَ الدُّنيَا وَالآخِرَةِ فَاختَارَ الآخِرَةَ، وَأَنتَ بَضعَةٌ مِنهُ، وَلَا تَنَالُهَا يَعنِي الدُّنيَا فَاعتَنَقَهُ وَبَكَى وَوَدَّعَهُ.

فَكَانَ ابنُ عُمَرَ يَقُولُ: غَلَبَنَا حُسَينٌ علیہ السلام عَلَى الخُرُوجِ، ولَعَمرِي لَقَد رَأَى فِي أَبِيهِ وَأَخِيهِ عِبرَةً. وَرَأَى مِنَ الفِتنَةِ وَخِذلَانِ النَّاسِ لَهُم مَا كَانَ يَنبَغِي لَهُ أَلَّا يَتَحَرَّكَ مَا عَاشَ، وأَن يَدخُلَ فِي صَالِحِ مَا دَخَلَ فِيهِ النَّاسُ، فَإِنَّ الجَمَاعَةَ خَيرٌ.

طبقات الکبریٰ میں ہے، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ ① نے ابواء میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر سے ملاقات کی۔

ابنِ عمرؓ نے ان دونوں سے کہا: "میں تم دونوں کو اللہ سبحانہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ دونوں واپس چلیں اور آرام و سکون کے ساتھ وہاں رہیں جہاں باقی لوگ رہ رہے ہیں اور وقت اور حالات کا انتظار کریں۔ اگر لوگ اس پر اتفاق کرتے ہیں تو آپ بھی ان کے ساتھ رہیں اور اُن کی روش کے خلاف نہ چلیں۔ اگر اس سے متفرق ہو جائیں تو پھر جو کچھ آپ چاہتے ہیں وہی کریں۔ ابنِ عمرؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا: آپؑ خروج نہ کریں۔ جب اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُنیا اور آخرت میں سے ایک کا اختیار دیا تھا تو آپؐ نے آخرت کا انتخاب کیا تھا۔

---

① عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ: کنیت ابوالحارث۔ ان کے والد ان لوگوں میں سے تھے جو پہلے اسلام لائے تھے۔ انھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ عبداللہ وہیں پیدا ہوئے۔ انھوں نے رسولؐ اللہ کی زندگی کے آٹھ سال پائے۔ انھوں نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کہا: حضرت علی علیہ السلام کائنات کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپؑ قوم و قبیلے میں عالی مقام رکھتے تھے۔ آپؑ سابق الاسلام تھے۔ پیغمبرِ خدا کے داماد تھے۔ فقہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ عرب میں اُن جیسا کوئی شجاع نہیں تھا۔ آپؑ جود و سخاوت میں بے مثل و بے مثال تھے۔ جس دن یزید مرا اُسی دن آپ مکہ میں ۶۳ھ میں فوت ہوئے۔ اُس وقت آپ کی عمر ۶۲ سال تھی، حجون میں دفن ہوئے۔ (اسد الغابہ: ج ۳، ص ۳۵۶)

آپؑ تو اُن کے جگر ہیں۔ آپؑ دنیا کو ترجیح نہ دیں، رو کر آپ کو گلے لگایا اور پھر وداع کیا اور چلے گئے۔

ابن عمرؓ کہنے لگے: امام حسین علیہ السلام نے ہماری بات نہ مانی اور آپؑ کوفہ کی طرف چلے گئے حالانکہ اُن کے سامنے اُن کے والد اور بھائی کے حالات تھے کہ اُن لوگوں نے اُن کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ اُنھوں نے لوگوں سے ایک طرف ہو کر فیصلہ کیا۔ بہتر تھا کہ وہ لوگوں کے ساتھ رہتے، کیونکہ خیر جماعت میں ہے"۔ [1]

الملهوف: جَاءَ عَبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ فِي مَكَّةَ فَأَشارَ إليهِ بِصُلحِ أَهلِ الضَّلالِ، وحَذَّرَهُ مِنَ القَتلِ وَالقِتالِ. فَقالَ لَهُ: يا أَبا عَبدِ الرَّحمٰنِ، أَما عَلِمتَ أَنَّ مِن هَوانِ الدُّنيا عَلَى اللهِ أَنَّ رَأسَ يَحيَى بنِ زَكَرِيّا أُهدِيَ إلى بَغِيٍّ مِن بَغايا بَني إسرائيلَ؟!

أَما عَلِمتَ أَنَّ بَني إسرائيلَ كانُوا يَقتُلونَ ما بَينَ طُلوعِ الفَجرِ إلى طُلوعِ الشَّمسِ سَبعينَ نَبِيًّا، ثُمَّ يَجلِسُونَ فِي أَسواقِهِم يَبيعُونَ وَيَشتَرُونَ كَأَن لَم يَصنَعوا شَيئًا، فَلَم يُعَجِّلِ اللهُ عَلَيهِم، بَل أَمهَلَهُم وَأَخَذَهُم بَعدَ ذٰلِكَ أَخذَ عَزيزٍ مُقتَدِرٍ! اِتَّقِ اللهَ يا أَبا عَبدِ الرَّحمٰنِ، وَلا تَدَعَنَّ نُصرَتي.

"الملہوف میں ہے، عبداللہ بن عمرؓ مکہ معظمہ آئے اور اُنھوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ ان گمراہ لوگوں سے صلح کرلیں جنھوں نے آپؑ کو قتل و قتال سے ڈرایا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو عبدالرحمٰن! آپ بخوبی جانتے

---

[1] طبقات الکبریٰ: ج۱،ص ۴۴۳؛ تہذیب الکمال: ج۶،ص ۴۱۶؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج۵،ص ۷؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج۶،ص ۲۶۰۸؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳،ص ۲۹۶؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴،ص ۲۰۸؛ البدایہ والنہایہ: ج۸،ص ۱۶۳

ہیں کہ اس دُنیا کی حقیقت اللہ رب العزت کے نزدیک کچھ اس قدر ہے کہ اُس کے عظیم الشان بندے حضرت یحییٰ بن زکریا کا مبارک سر بنی اسرائیل کے ایک ظالم و باغی بادشاہ کے دربار میں بطور ہدیہ بھیجا گیا تھا؟

آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ بنو اسرائیل طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک ستر ستر نبیوں کو قتل کرتے تھے پھر بازار میں خرید و فروخت میں اس طرح مصروف ہو جاتے تھے جیسے انھوں نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔ اللہ رب العزت نے اُنھیں فوراً معذب نہیں کیا تھا بلکہ مہلت دی تھی۔ جب اُنھیں پکڑا تھا تو ایسا پکڑا کہ کوئی بچ نہ سکا تھا۔ اے ابو عبدالرحمٰن! اللہ سے ڈرتے رہیں۔ میری نصرت کریں اور اس سے انصراف مت کریں"۔ [1]

العقد الفريد عن سالم بن عبد الله بن عمر: قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَرَ: إِنَّ الْحُسَيْنَ علیہ السلام تَوَجَّهَ إِلَى الْعِرَاقِ. فَلَحِقَهُ عَلَى ثَلَاثِ مَرَاحِلَ مِنَ الْمَدِينَةِ وَكَانَ غَائِبًا عِنْدَ خُرُوجِهِ فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ، فَقَالَ: أُرِيدُ الْعِرَاقَ. وَأَخْرَجَ إِلَيْهِ كُتُبَ الْقَوْمِ. ثُمَّ قَالَ: هٰذِهِ بَيْعَتُهُمْ وَ كُتُبُهُمْ. فَنَاشَدَهُ اللهَ أَنْ يَرْجِعَ. فَأَبَى.

فَقَالَ: أُحَدِّثُكَ بِحَدِيثٍ مَا حَدَّثْتُ بِهِ أَحَداً قَبْلَكَ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُخَيِّرُهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. فَاخْتَارَ الْآخِرَةَ. وَإِنَّكُمْ بَضْعَةٌ مِنْهُ. فَوَاللهِ لَا يَلِيهَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ أَبَداً. وَمَا صَرَفَهَا اللهُ عَنْكُمْ إِلَّا لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمْ.

فَارْجِعْ، فَأَنْتَ تَعْرِفُ غَدْرَ أَهْلِ الْعِرَاقِ. وَمَا كَانَ يَلْقَى أَبُوكَ مِنْهُمْ. فَأَبَى. فَاعْتَنَقَهُ وَقَالَ: إِسْتَوْدَعْتُكَ اللهَ مِنْ قَتِيلٍ!

"العقد الفرید میں سالم بن عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میرے والد عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی

---

[1] اللہوف: ص ۱۰۲؛ مثیر الاحزان: ص ۴۱؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۵

طرف رواں دواں تھے تو میں مدینہ سے تین منازل کے فاصلے پر انھیں جا ملا۔ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: کہاں کا ارادہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: عراق کا ارادہ ہے کیونکہ اُن لوگوں نے میری طرف خطوط بھیجے ہیں پھر آپؑ نے فرمایا: یہ ان کی بیعت اور خطوط ہیں۔ میں نے اللہ کے واسطے دیئے کہ واپس چلیں اور عراق نہ جائیں لیکن آپؑ نے انکار کر دیا۔

ابنِ عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے کہا: میں آپؑ کو ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے اس سے پہلے کسی کو نہیں سنائی۔ ایک دفعہ حضرت جبرئیلؑ رسولؐ اللہ کے پاس آئے کہ اللہ آپ کو دُنیا اور آخرت کا اختیار دیتا ہے۔ آپؐ ان میں سے جسے چاہیں اختیار کریں تو پیغمبرؐ اسلام نے آخرت کو چنا تھا۔ آپؑ تو اُن کے لختِ جگر ہیں۔ واللہ جو مقام و منزلت اُن کے اہلِ بیتؑ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے جو کچھ آپؑ کو عطا کیا ہے وہ سب خیر ہی خیر ہے۔ آپؑ واپس تشریف لے جائیں۔ عراقیوں کے دھوکہ و فریب سے آپؑ اچھی طرح سے واقف ہیں۔ آپؑ کے والد بزرگوار کے ساتھ ان لوگوں نے جو سلوک کیا تھا وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ جناب عبداللہ بن عمرؓ نے آپؑ کو گلے لگایا اور کہا: میں مستقبل کے مقتول کو اللہ رب العزت کے حوالے کرتا ہوں کہ وہ آپؑ کو ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھے"۔ ①

سیر أعلام النبلاء عن الشعبي: كَانَ ابنُ عُمَرَ قَدِمَ المَدِينَةَ. فَأُخبِرَ أَنَّ الحُسَينَ علیہ السلام قَد تَوَجَّهَ إِلَى العِرَاقِ. فَلَحِقَهُ عَلَى مَسِيرَةِ لَيلَتَينِ. فَقَالَ: أَينَ تُرِيدُ؟ قَالَ: العِرَاقَ. وَمَعَهُ طَوامِيرُ وَكُتُبٌ. فَقَالَ: لَا تَأْتِهِم. قَالَ: هٰذِهِ كُتُبُهُم وَبَيعَتُهُم.

① العقد الفرید: ج ۳، ص ۳۶۹؛ عیون اخبار ابن قتیبہ: ج ۱، ص ۲۱۱

فَقَالَ: إِنَّ اللهَ خَيَّرَ نَبِيَّهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، فَاخْتَارَ الآخِرَةَ، وَإِنَّكُم بَضْعَةٌ مِنْهُ، لَا يَلِيهَا أَحَدٌ مِنْكُم أَبَداً، وَمَا صَرَفَهَا اللهُ عَنْكُم إِلَّا لِلَّذِي هُوَ خَيْرٌ لَكُم، فَارْجِعُوا، فَأَبَى، فَاعْتَنَقَهُ ابْنُ عُمَرَ، وَقَالَ: أَسْتَوْدِعُكَ اللهَ مِنْ قَتِيلٍ.

''سیر اعلام النبلاء میں شعبی سے مروی ہے، کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مدینہ منورہ آئے تو اُنھیں معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام عازمِ عراق ہیں تو وہ دو دن کا فاصلہ طے کر کے آپؑ سے جا ملے اور پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: عراق کا ارادہ ہے۔ اُس وقت آپؑ کے پاس صحیفے اور خطوط تھے۔ ابنِ عمرؓ نے کہا: آپؑ اُن لوگوں کی طرف مت جائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں اہلِ عراق کی طرف اس لیے جا رہا ہوں کیونکہ اُنھوں نے میری طرف خطوط بھیجے ہیں۔ یہ اُن کے خطوط اور بیعت نامے ہیں۔

ابنِ عمرؓ نے کہا: اللہ رب العزت نے اپنے نبیؐ کو دُنیا اور آخرت میں سے کسی ایک پر اختیار دیا تو اُنھوں نے آخرت کو اختیار کیا تھا۔ آپؑ تو اُن کے جگر گوشہ ہیں، جو مقام و منزلت آپؑ کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ اللہ رب العزت نے آپؑ کو جو کچھ عطا کیا ہے وہ خیر ہی خیر ہے، آپؑ واپس چلیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ ابنِ عمرؓ نے آپؑ سے معانقہ کیا اور کہا: میں مستقبل کے مقتول کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں''۔ [1]

الأمالي للصدوق عن عبدالله بن منصور عن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين عن أبيه عن جدّه [زين العابدين] عنه

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۲؛ تہذیب التہذیب: ج ۱، ص ۵۹۳؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۱، ص ۲۶۵۳۔

السلام: سَمِعَ عَبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بِخُروجِهِ [أيِ الحُسَينِ علیہ السلام] فَقَدَّمَ راحِلَتَه، وخَرَجَ خَلفَهُ مُسرِعاً، فَأَدرَكَهُ في بَعضِ المَنازِلِ، فَقالَ: أينَ تُريدُ يَابنَ رَسولِ اللهِ؟ قالَ: العِراقَ. قالَ: مَهلاً، ارجِع إلى حَرَمِ جَدِّكَ. فَأَبَى الحُسَينُ علیہ السلام عَلَيهِ، فَلَمّا رَأَى ابنُ عُمَرَ إباءَهُ... بَكى وَقالَ: أستَودِعُكَ اللهَ يا أبا عَبدِ اللهِ، فَإِنَّكَ مَقتولٌ في وَجهِكَ هذا.

''امالی صدوق میں ہے، عبداللہ بن منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد بزرگوار سے اور انھوں نے اپنے والد گرامی سے سنا: جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے عراق جانے کی خبر سنی تو وہ فوراً مدینہ سے نکلے۔ وہ راستے میں آپؑ کو جا ملے۔ پوچھا فرزند رسول! کہاں جارہے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: عراق۔ ابنِ عمرؓ نے کہا: رُک جائیں، اپنے نانا کے حرم کی طرف واپس چلیں۔ امام علیہ السلام نے واپس چلنے سے انکار کر دیا۔ جب ابنِ عمرؓ نے انکار کی بات سنی تو وہ رونے لگے اور کہا: میں مستقبل کے مقتول کو اللہ رب العزت کے حوالے کرتا ہوں۔ ان حالات کے مطابق آپؑ نے ہر صورت قتل ہونا ہے''۔ ①

تاريخ دمشق عن الشعبي: لَمّا تَوَجَّهَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام [إلَى] العِراقِ، قيلَ لِابنِ عُمَرَ: إنَّ أخاكَ الحُسَينَ علیہ السلام قَد تَوَجَّهَ إلَى العِراقِ، فَأَتاهُ فَناشَدَهُ اللهَ، فَقالَ: إنَّ أهلَ العِراقِ قَومٌ مَناكيرُ، وَقَد قَتَلوا أباكَ، وضَرَبوا أخاكَ، وَفَعَلوا وَفَعَلوا! فَلَمّا أيِسَ مِنهُ، عانَقَهُ وَقَبَّلَ بَينَ عَينَيهِ، وَقالَ: أستَودِعُكَ

---

① امالی صدوق: ص ۲۱۷؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۱۳

اللهِ مِن قَتِيلٍ! سَمِعتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ : إِنَّ اللهِ عزوجل أَبي لَكُمُ الدُّنيَا.

"تاریخ دمشق میں الشعبی سے منقول ہے: جب حضرت امام حسین علیہ السلام عازمِ عراق ہوئے تو جناب عبداللہ بن عمرؓ سے کہا گیا: آپ کے برادر حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف روانہ ہو چکے ہیں تو وہ فوراً آپؑ کے پاس پہنچے اور آپؑ کو اللہ کے واسطے دیے کہ آپؑ عراق نہ جائیں۔ عراقی لوگ دھوکے باز ہیں۔ اُنھوں نے آپؑ کے والد کو شہید کر دیا تھا۔ آپؑ کے بھائی کو زخمی کیا تھا۔ باقی اُنھوں نے اس طرح کیا اور اُس طرح کیا۔

جب عبداللہ آپؑ سے مایوس ہوئے تو انھوں نے آپؑ سے معانقہ کیا۔ آپؑ کی پیشانی کو بوسے دیے اور کہا: میں مستقبل کے مقتول کو اللہ رب العزت کے حوالے کرتا ہوں۔ میں نے رسولؐ اللہ سے سنا تھا کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ رب العزت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ دنیا تمھاری نہیں ہے، آخرت تمھاری ہے"۔ (تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۱)

تذكرة الخواص: قَالَ الوَاقِدِيُّ: وَلَمَّا بَلَغَ عَبدَاللهِ بنَ عُمَرَ مَا عَزَمَ عَلَيهِ الحُسَينُ علیہ السلام، دَخَلَ عَلَيهِ سفرِى، فَلَامَهُ وَوَبَّخَهُ وَنَهَاهُ عَنِ المَسِيرِ، وَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا عَبدِ اللهِ! سَمِعتُ جَدَّكَ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُولُ: مَالِي وَلِلدُّنيَا، وَمَا لِلدُّنيَا وَمَالِي، وَأَنتَ بَضعَةٌ مِنهُ. وَ ذَكَرَ لَهُ نَحوَ مَا ذَكَرَ ابنُ عَبَّاسٍ، فَلَمَّا رَآهُ مُصِرّاً عَلَى المَسِيرِ: قَبَّلَ مَا بَينَ عَينَيهِ وَبَكَى، وَقَالَ: أَستَودِعُكَ اللهِ مِن قَتِيلٍ.

"تذکرۃ الخواص میں واقدی سے مروی ہے، جب عبداللہ بن عمرؓ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے عراق جانے کا علم ہوا تو اُنھوں نے آپؑ کو روکا اور کہا: اے ابا عبداللہؑ! میں نے آپؑ کے نانا بزرگوارؐ سے سنا تھا، آپؐ

نے فرمایا: میرا اس دنیا سے کیا تعلق اور اس دنیا کا مجھ سے کیا تعلق، یعنی میرا سرمایہ آخرت ہے۔ آپؑ تو اُن کے لختِ جگر ہیں۔ یہی بات حضرت ابنِ عباسؓ نے بھی امام حسین علیہ السلام سے کہی تھی۔ جب ابنِ عمرؓ نے دیکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اُن کی بات نہیں مان رہے تو اُنھوں نے آپؑ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور رو کر کہا: اے مستقبل کے مقتول! میں آپؑ کو خدا کے حوالے کرتا ہوں"۔ (تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۰)

تاریخ دمشق عن یحیی بن إسماعیل بن سالم الأسدی: سَمِعتُ الشَّعبِیَّ یُحَدِّثُ عَنِ ابنِ عُمَرَ: أنَّهُ کانَ بِماءٍ لَهُ، فَبَلَغَهُ أنَّ الحُسَینَ بنَ عَلِیٍّ علیہ السلام قَد تَوَجَّهَ إلَی العِراقِ، فَلَحِقَهُ عَلی مَسیرَةِ ثَلاثِ لَیالٍ، فَقالَ لَهُ: أینَ تُریدُ؟ فَقالَ: العِراقَ، وإذا مَعَهُ طَوامیرُ [و] کُتُبٌ، فَقالَ: هٰذِهِ کُتُبُهُم وبَیعَتُهُم، فَقالَ: لا تَأتِهِم، فَأَبی.

قالَ: إنّی مُحَدِّثُكَ حَدیثاً: إنَّ جِبریلَ أتَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَخَیَّرَهُ بَینَ الدُّنیا وَالآخِرَةِ، فَاختارَ الآخِرَةَ ولَم یُرِدِ الدُّنیا، وإنَّكُم بَضعَةٌ مِن رَسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَاللهِ لا یَلیها أحَدٌ مِنكُم، وما صَرَفَهَا اللهُ عَنكُم إلّا لِلَّذی هُوَ خَیرٌ لَکُم. فَأَبی أن یَرجِعَ. قالَ: وَاعتَنَقَهُ ابنُ عُمَرَ وبَکی، وقالَ: أستَودِعُكَ اللهَ مِن قَتیلٍ!

"تاریخ دمشق میں یحییٰ بن اسماعیل بن سالم الاسدی سے روایت ہے، میں نے شعبی سے سنا، اُس نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سنا: وہ اپنے کھیت پر گئے ہوئے تھے۔ اُنھوں نے وہاں سنا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف جارہے ہیں تو وہ وہاں سے اُن کے پیچھے روانہ ہوئے اور تین دن کا فاصلہ طے کرنے کے بعد اُن سے جا ملے۔ اُنھوں نے پوچھا: آپ کہاں جارہے ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: عراق۔ اُس وقت آپؑ کے

پاس بھیجے اور خطوط تھے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ اہلِ عراق کے خطوط اور اُن کے بیعت نامے ہیں۔

جنابِ ابنِ عمرؓ نے کہا: آپؑ عراق کی طرف نہ جائیں لیکن امام علیہ السلام نے انکار کر دیا۔ جناب عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: میں آپؑ کو ایک حدیث سناتا ہوں۔ ایک دفعہ جبرئیل امینؑ رسولؐ اللہ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا حکم دیا ہے۔ آپؐ نے آخرت کو اختیار کیا تھا اور دُنیا کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ آپؑ تو جگر گوشہ رسولؐ ہیں۔ اس وقت دُنیا میں آپؑ جیسا کوئی نہیں ہے۔ جن چیزوں سے اللہ نے آپؑ کو دُور رکھا ہے اُنھی میں آپؑ کے لیے خیریت ہے۔ آپؑ واپس چلیں کیونکہ آپؑ کو اہلِ عراق کی دھوکہ بازی کا علم ہے اور آپؑ یہ بھی جانتے ہیں کہ اِن لوگوں نے آپؑ کے والد کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے واپسی سے انکار کیا تو ابنِ عمرؓ نے آپؑ کو گلے لگایا اور کہا: اے مستقبل کے مقتول! اللہ کے حوالے"۔ (1)

أنساب الأشراف عن الشعبي: لَمَّا أَرادَ الحُسَينُ علیہ السلام الخُروجَ مِن مَكَّةَ إِلَى الكُوفَةِ، قَالَ لَهُ ابنُ عُمَرَ حِينَ أَرَادَ تَوديعَهُ: أَطِعني وأَقِم وَلَا تَخرُج. فَوَاللهِ، مَا زَوَاهَا اللهُ عَنكُم إِلَّا وَهُوَ يُرِيدُ بِكُم خَيراً. فَلَمَّا وَدَّعَهُ قَالَ: أَستَودِعُكَ اللهَ مِن قَتيلٍ!

"انساب الاشراف میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو ابنِ عمرؓ آپؑ کے پاس الوداع کے ارادہ سے گئے تو اُنھوں نے کہا: آپؑ میری بات مانیں یہاں مکہ میں رہائش رکھیں اور کوفہ کی طرف نہ جائیں۔

---

(1) تاریخ دمشق: ج۱۴، ص ۲۰۲؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۲۱؛ انساب الاشراف: ج۳، ص ۳۷۵؛ ذخائر العقبیٰ: ص۲۵۶؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص۱۶۰؛ المناقب الکوفی: ج۲، ص۲۶۱

واللہ! اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں آپؑ سے دُور رکھی ہیں اُن میں آپؑ کی بہتری ہے۔ جب آپؑ سے وداع کیا تو کہا: اے مستقبل کے مقتول! میں آپ کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں"۔ (انساب الاشراف: ج۳،ص ۳۷۳)

الجوهرة :لَمَّا أَرادَ [الحُسَينُ عليه السلام] الخُروجَ مِن مَكَّةَ ، جاءَهُ عَبدُاللهِ بنُ عُمَرَ فَقالَ: إلى أينَ تَسيرُ يا أبا عَبدِ اللهِ؟ قالَ: هٰذِهِ بَيعَةُ أهلِ العِراقِ وَكُتُبُهُم قَد أتَتني. قالَ: أتَسيرُ إلى قَومٍ قَتَلوا أباكَ وَخَذَلوا أخاكَ. وَكانَت طاعَتُهُم لَهُما أكثَرَ مِمّا لَكَ الآنَ؟! وَجَعَلَ عَبدُاللهِ يُثَبِّطُهُ عَنِ الخُروجِ. فَلَمّا أبى عَلَيهِ اعتَنَقَهُ وَقالَ: أستَودِعُكَ اللهَ مِن قَتيلٍ!

"الجوہرہ میں روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو عبداللہ بن عمرؓ آپؑ کے پاس آئے اور کہا: اے ابا عبداللہ! آپؑ کہاں جارہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: یہ اہلِ عراق کی بیعت ہے، یہ اُن کے خطوط ہیں جو میرے پاس آئے ہیں۔

ابنِ عمرؓ نے کہا: کیا آپؑ اُس قوم کے پاس جارہے ہیں جنھوں نے آپؑ کے والد کو شہید کیا اور آپؑ کے بھائی کو تن تنہا چھوڑ دیا۔ جس قدر اس وقت وہ لوگ اُن کے مطیع تھے اس وقت اس قدر وہ آپؑ کے مطیع نہیں ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ نے امام علیہ السلام کو روکنے کی بھرپور کوشش کی۔ جب آپؑ نے انکار کر دیا تو اُنھوں نے امام علیہ السلام کو گلے لگایا اور کہا: میں مستقبل کے مقتول کو اللہ کے حوالے کرتا ہوں"۔ (الجوہرہ: ص ۴۲)

حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مقامِ ملاقات

اکثر تاریخی مصادر میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی لیکن اُن کے درمیان اختلاف اس بات پر ہے کہ ان دونوں بزرگوں کی ملاقات کس

مقام پر ہوئی تھی؟

بعض روایات میں ہے کہ مذکورہ ملاقات مدینہ سے تین دن کے فاصلے پر ہوئی اور بعض میں ہے کہ مکہ معظمہ یا اُس کے اردگرد ملاقات ہوئی۔ ① بعض نے نقل کیا ہے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان مقام ابواء میں ملاقات ہوئی تھی۔ کچھ ایسے مصادر بھی ہیں کہ جن میں ان دونوں بزرگواروں کی ملاقات کا ذکر ہی نہیں ہے۔

اس تجزیہ و تحقیق کی بنا پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں بزرگواروں کی کسی جگہ ملاقات کو یقین کی جگہ سے نہیں دیکھا جاسکتا۔

عبداللہ بن مطیع ②

تاریخ الطبری عن عقبة سمعان: خَرَجْنَا [أَيْ مِنَ الْمَدِينَةِ] فَلَزِمْنَا الطَّرِيقَ الأَعْظَمَ. فَقَالَ لِلْحُسَيْنِ علیہ السلام أَهْلُ بَيْتِهِ: لَوْ تَنَكَّبْتَ الطَّرِيقَ الأَعْظَمَ كَمَا فَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ، لَا يَلْحَقُكَ الطَّلَبُ. قَالَ: لَا وَاللهِ، لَا أُفَارِقُهُ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ مَا هُوَ أَحَبُّ إِلَيْهِ. قَالَ: فَاسْتَقْبَلَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُطِيعٍ. فَقَالَ لِلْحُسَيْنِ علیہ السلام:

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۴۳؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۷۔
طبری میں ہے کہ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ نے اُس وقت امام علیہ السلام سے ملاقات کی جب آپؑ مدینہ سے روانہ ہو رہے تھے۔ اس وقت اُن تک معاویہ کی موت کی اطلاع پہنچ چکی تھی۔ ابن عمرؓ نے یزید کی بیعت کرلی تھی۔

② عبداللہ بن مطیع بن الاسود القرشی: اُن کی کنیت ابوسلیمان ہے۔ آپ عہد نبوت میں پیدا ہوئے۔ آپ صحابیِٔ رسولؐ ہیں۔ آپ قریش کے ایک شجاع و بہادر شخص تھے۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے مکہ کی طرف کوچ کیا تو راستے میں انھوں نے امام علیہ السلام سے ملاقات کی۔ واقعۂ حرہ قریش کی طرف سے مدینہ کے امیر تھے۔ جب اہل حرہ نے شکست کھائی تو یہ وہاں سے بھاگ کر مکہ آئے اور وہیں رہنے لگے۔ عبداللہ بن زبیر نے انھیں اپنے دورِ حکومت میں کوفہ کا امیر بنایا تھا۔ جب جناب مختار ثقفیؒ کو کوفہ پر غلبہ حاصل ہوا تو یہ عبداللہ بن زبیر کی طرف چلے۔ ان کا سر بھی امیر وقت کے سامنے پیش کیا گیا۔ (طبقاتِ کبریٰ: ج ۵، ص ۱۴۴؛ اسد الغابہ: ج ۳، ص ۳۶۲؛ استیعاب: ج ۳، ص ۱۱۶؛ اصابہ: ج ۵، ص ۲۱؛ امالی طوسی: ص ۲۳۵؛ قاموس الرجال: ج ۶، ص ۶۲۱

جُعِلتُ فِداكَ. أينَ تُريدُ؟ قَالَ: أمَّا الآنَ فَإنِّي أُرِيدُ مَكَّةَ. وَأمَّا بَعدَها فَإنِّي أستَخيرُ اللهَ.

قَالَ: خَارَ اللهُ لَكَ، وَ جَعَلَنَا فِداكَ! فَإذَا أنتَ أتَيتَ مَكَّةَ فَإيَّاكَ أن تَقرَبَ الكُوفَةَ؛ فَإنَّها بَلدَةٌ مَشؤومَةٌ، بِهَا قُتِلَ أبُوكَ وَخُذِلَ أخُوكَ، وَاغتِيلَ بِطَعنَةٍ كَادَت تَأتِي عَلَى نَفسِهِ. اِلزَمِ الحَرَمَ فَإنَّكَ سَيِّدُ العَرَبِ، لَا يَعدِلُ بِكَ وَاللهِ أهلُ الحِجازِ أحَداً، وَيَتَداعَى إلَيكَ النَّاسُ مِن كُلِّ جانِبٍ، لَا تُفارِقِ الحَرَمَ فِداكَ عَمّي وخالي! فَوَاللهِ لَئِن هَلَكتَ لَنُستَرَقَّنَّ بَعدَكَ. فَأقبَلَ حَتّى نَزَلَ مَكَّةَ.

''تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعان سے روایت ہے: جب ہم مدینہ سے نکلے تو ہم نے شاہراہِ اعظم کو اختیار کیا۔ اہلِ بیتؑ کے افراد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اگر ہم عبداللہ بن زبیر کی طرح غیر معروف راستے کو اختیار کریں تو یہ ہمارے لیے بہتر ہوگا۔ پیچھے سے آنے والا دشمن ہم تک نہیں پہنچ سکے گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، واللہ! نہیں میں اسی راستے پر چلتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ رب العزت جو چاہے وہ فیصلہ کرے۔

راوی کہتا ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام راستے میں ایک جھیل پر اُترے تو وہاں عبداللہ بن مطیع عدوی پہلے سے اُترے ہوئے تھے۔ اُس نے ہمارا سامان اُتروایا اور عرض کیا: قربان جاؤں کہاں کا ارادہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: مکہ کا ارادہ ہے۔ اس کے بعد اللہ رب العزت کی بارگاہ میں استخارہ کروں گا۔ اُنھوں نے عرض کیا: اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں آپؑ کے لیے خیریت کی دُعا ہے۔ میری روح، میری جان آپؑ پر قربان، جب آپ مکہ معظمہ میں تشریف لے جائیں تو پھر وہیں رہائش پذیر ہو جائیں۔ کوفہ کی

طرف قطعاً نہ جائیں، یہ ایک بد بخت وشوم شہر ہے۔ اسی شہر میں آپؑ کے والد کو شہید کیا گیا تھا۔ اسی شہر میں آپؑ کے بھائی کو لوگوں نے اکیلا چھوڑ دیا تھا اور انھیں زخمی کیا گیا تھا۔ آپؑ اُدھر نہ جانا ورنہ آپؑ کے ساتھ بھی سلوک ہوگا۔ آپؑ حرم میں رہیں کیونکہ آپؑ سید العرب ہیں۔ واللہ! اہل حجاز آپؑ سے عدول نہیں کریں گے۔ ہر طرف سے لوگ آپؑ کا رُخ کریں گے۔ حرم سے اِدھر اُدھر قطعاً نہ ہونا۔ میرا تمام کنبہ قبیلہ آپؑ پر قربان۔ اللہ کی قسم! اگر آپؑ قتل ہو گئے تو اُموی ہم پر چڑھ دوڑیں گے اور ہمیں غلام بنا لیں گے۔

امام علیہ السلام نے اپنا سفر جاری رکھا اور آپؑ مکہ معظمہ تشریف لے گئے“۔ ①

أنساب الأشراف: شَخَصَ [الحُسَينُ عليه السلام] إلى مَكَّةَ. فَلَقِيَهُ عَبدُاللهِ بنُ مُطيعٍ العَدَوِيُّ مِن قُرَيشٍ، فَقالَ لَهُ: جُعِلتُ فِداكَ أينَ تُريدُ؟ قالَ: أمَّا الآنَ فَاُريدُ مَكَّةَ، وأمّا بَعدَ أن آتِيَ مَكَّةَ فَإِنّي أستَخيرُ اللهَ.

فَقالَ: خارَ اللهُ لَكَ يَابنَ بِنتِ رَسولِ اللهِ، وَجَعَلَني فِداكَ! فَإِذا أتَيتَ مَكَّةَ فَاتَّقِ اللهَ وَلا تَأتِ الكوفَةَ؛ فَإِنَّها بَلدَةٌ مَشؤومَةٌ، بِها قُتِلَ أبوكَ وَطُعِنَ أخوكَ. وَأنَا أرى أن تَأتِيَ الحَرَمَ فَتَلزَمَهُ، فَإِنَّكَ سَيِّدُ العَرَبِ، وَلَن يَعدِلَ أهلُ الحِجازِ بِكَ أحَداً، وَوَاللهِ لَئِن هَلَكتَ لَنُستَرَقَّنَّ بَعدَكَ.

ويُقالُ: إنَّهُ كانَ لَقِيَهُ عَلى ماءٍ في طَريقِهِ حينَ تَوَجَّهَ إلَى الكوفَةِ مِن مَكَّةَ، فَقالَ لَهُ: إنّي أرى لَكَ أن تَرجِعَ إلَى الحَرَمِ فَتَلزَمَهُ، وَلا تَأتِيَ الكوفَةَ.

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۵۱؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۳؛ الفصول المہمہ: ص ۱۸۱

"انساب الاشراف میں یہ روایت ہے: جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ کی طرف تشریف لے جارہے تھے تو راستے میں عبداللہ بن مطیع عدوی نے آپؑ سے ملاقات کی۔ اُس نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: میری جان آپؑ پر قربان! کہاں کا ارادہ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: فی الحال تو مکہ کا ارادہ ہے۔ مکہ پہنچنے کے بعد سوچوں گا کہ کہاں جانا ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں خیر کا طالب رہوں گا۔

ابنِ مُطیع نے کہا: اے فرزند دختر رسولؐ! اللہ رب العزت سے آپؑ کے لیے خیر وفلاح کی دُعا ہے۔ میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں جب مکہ معظمہ تشریف لے جانا تو کوفہ کی طرف نہ جانا، کیونکہ کوفہ ایک بدبخت شہر ہے۔ وہاں آپؑ کے والد محترم کو شہید کیا گیا اور آپؑ کے بھائی کو نیزے سے زخمی کیا گیا۔ میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ حرمِ خداوندی میں قیام پذیر رہیں۔ آپؑ ہی سید العرب ہیں، اہلِ حجاز کا مرکز ہیں، وہ آپؑ سے قطعاً عدول نہیں کرسکتے۔ واللہ! اگر آپؑ کو قتل کردیا گیا تو پھر آپؑ کے بعد ہم محفوظ نہیں رہیں گے۔ ہمیں غلام بنالیا جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابنِ مطیع کی امام علیہ السلام سے ملاقات راستے میں ایک جھیل پر ہوئی تھی۔ اُس نے آپؑ سے کہا تھا کہ آپؑ مکہ معظمہ میں رہائش رکھیں اور کوفہ کی طرف نہ جائیں"۔ (انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۶۸)

الأخبار الطوال: جَعَلَ الحُسَينُ علیہ السلام يَطوِي المَنازِلَ، فَاستَقبَلَهُ عَبدُاللهِ بنُ مُطيعٍ، وهُوَ مُنصَرِفٌ مِن مَكَّةَ يُريدُ المَدينَةَ، فَقالَ لَهُ: أينَ تُريدُ؟ قالَ الحُسَينُ علیہ السلام: أمَّا الآنَ فَمَكَّةَ. قالَ: خارَ اللهُ لَكَ، غَيرَ أنّي أُحِبُّ أن أُشيرَ عَلَيكَ بِرَأيٍ. قالَ الحُسَينُ علیہ السلام: وَما هُوَ؟ قالَ: إذا أتَيتَ مَكَّةَ، فَأَرَدتَ الخُروجَ مِنها إلى بَلَدٍ مِنَ البُلدانِ، فَإِيّاكَ وَالكوفَةَ، فَإِنَّها

بَلدَةٌ مَشؤومَةٌ . بِهَا قُتِلَ أَبُوكَ . وَبِهَا خُذِلَ أَخُوكَ . وَاغتيلَ بِطَعنَةٍ كَادَت تَأتِي عَلَى نَفسِهِ . بَلِ الزَمِ الحَرَمَ ، فَإِنَّ أَهلَ الحِجَازِ لَا يَعدِلُونَ بِكَ أَحَداً . ثُمَّ ادعُ إِلَيكَ شِيعَتَكَ مِن كُلِّ أَرضٍ ، فَسَيَأتونَكَ جَمِيعًا . قَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام : يَقضِي اللهُ مَا أَحَبَّ . ثُمَّ أَطلَقَ عِنَانَهُ ، وَمَضَى حَتَّى وَافَى مَكَّةَ . فَنَزَلَ شِعبَ عَلِيٍّ علیہ السلام.

"اخبار الطوال میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ کی طرف رواں دواں تھے۔ آپؑ کی راستے میں عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی۔ وہ مکہ سے مدینہ کی طرف جا رہے تھے۔ اُس نے آپؑ سے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: مکہ جانے کا ارادہ ہے۔ اُس نے کہا: اللہ خیر کرے لیکن میں آپؑ کو ایک مشورہ دینا چاہتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ کیا ہے؟

اُس نے کہا: جب آپؑ مکہ جائیں اور وہاں سے نکلنا چاہیں، کوفہ کے علاوہ کسی دوسرے شہر میں چلے جانا، لیکن کوفہ قطعاً نہ جائیں۔ یہ ایک بے وفا اور بدبخت شہر ہے۔ اسی شہر میں آپؑ کے والد کو قتل کیا گیا۔ آپؑ کے بھائی کو زخمی کیا گیا۔ یہ لوگ آپؑ کے ساتھ بھی بے وفائی کریں گے۔ آپؑ حرم میں رہ جائیں۔ اہلِ حجاز آپؑ سے عدول نہیں کریں گے۔ وہیں رہ کر دُنیا بھر کے اپنے شیعوں کو اپنے پاس بلا لیں وہ سب آپؑ کے پاس جمع ہو جائیں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہی ہوگا جو منظورِ خدا ہوگا۔ آپؑ مکہ معظمہ تشریف لائے اور شعب علیؑ میں ٹھہرے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۲۸)

الفتوح :فَبَينَمَا الحُسَينُ علیہ السلام كَذَلِكَ بَينَ المَدِينَةِ ومَكَّةَ ، إِذِ استَقبَلَهُ عَبدُ اللهِ بنُ مُطِيعٍ العَدَوِيُّ ، فَقَالَ : أَينَ تُرِيدُ أَبَا

عَبدِاللهِ، جَعَلَنِی اللهُ فِدَاكَ؟! قَالَ: أَمَّا فِي وَقتِي هٰذَا أُرِيدُ مَكَّةَ، فَإِذَا صِرتُ إِلَيهَا استَخَرتُ اللهَ تَعَالَى فِي أَمرِي بَعدَ ذٰلِكَ.
فَقَالَ لَهُ عَبدُ اللهِ بنُ مُطِيعٍ: خَارَ اللهُ لَكَ يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِيمَا قَد عَزَمتَ عَلَيهِ، غَيرَ أَنِّي أُشِيرُ عَلَيكَ بِمَشُورَةٍ، فَاقبَلهَا مِنِّي. فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: وَمَا هِيَ يَابنَ مُطِيعٍ؟
قَالَ: إِذَا أَتَيتَ مَكَّةَ فَاحذَر أَن يَغُرَّكَ أَهلُ الكُوفَةِ، فِيهَا قُتِلَ أَبُوكَ، و [طُعِنَ] أَخُوكَ بِطَعنَةٍ طَعَنُوهُ كَادَت أَن تَأتِيَ عَلَى نَفسِهِ فَالزَمِ الحَرَمَ فَأَنتَ سَيِّدُ العَرَبِ فِي دَهرِكَ هٰذَا. فَوَاللهِ لَئِن هَلَكتَ لَيُهلِكَنَّ أَهلُ بَيتِكَ بِهَلَاكِكَ، وَالسَّلَامُ. قَالَ: فَوَدَّعَهُ الحُسَينُ علیہ السلام وَدَعَا لَهُ بِخَيرٍ.

''الفتوح میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں عبداللہ بن مطیع العدوی سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے پوچھا: یا ابا عبداللہ! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ آپؑ نے فرمایا: مکہ معظمہ جانے کا ارادہ ہے؟ وہاں جا کر اللہ رب العزت کے فیصلے کا انتظار کروں گا کہ کہاں جانا ہے۔
عبداللہ بن مطیع نے کہا: اللہ خیر کرے اے فرزندِ دخترِ رسولؐ! اگر مکہ معظمہ کے بعد کسی اور شہر کا ارادہ ہے تو اس سلسلے میں میرا مشورہ قبول کریں۔
فرزندِ رسولؐ نے فرمایا: آپؑ کا کیا مشورہ ہے؟
اُس نے کہا: آپؑ جب مکہ معظمہ تشریف لے جائیں تو وہاں اہلِ کوفہ کے دھوکہ میں نہ آنا۔ یہ وہ شہر ہے جہاں آپؑ کے والد کو شہید کیا گیا اور آپؑ کے بھائی کو نیزہ مارا گیا۔ پھر آپؑ سے ایسا ہی سلوک ہوگا۔ دانش مندی آپؑ کا طواف کرتی ہے۔ آپؑ سید العرب ہیں۔ واللہ! اگر آپؑ مارے گئے تو آپؑ کی رحلت سے آپؑ کے اہلِ بیت بھی باقی نہ رہیں گے۔ والسلام!

راوی کہتا ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن سے وداع کیا اور اُن کے حق میں دُعائے خیر کی"۔ ①

العقد الفريد عن أبي عبيد القاسم بن سلّام: دَعَا الحُسَيْنُ عليه السلام بِرَواحِلِهِ. فَرَكِبَهَا وتَوَجَّهَ نَحوَ مَكَّةَ عَلَى المَنهَجِ الأكبَرِ، ورَكِبَ ابنُ الزُّبَيرِ بِرذَوناً لَهُ، وأخَذَ طَرِيقَ العَرجِ حَتّى قَدِمَ مَكَّةَ. ومَرَّ حُسَينٌ عليه السلام حَتّى أتى عَلى عَبدِ اللهِ بنِ مُطيعٍ وهُوَ عَلى بِئرٍ لَهُ. فَنَزَلَ عَلَيهِ. فَقالَ لِلحُسَينِ عليه السلام: يا أبا عَبدِ اللهِ، لا سَقانا اللهُ بَعدَكَ ماءً طَيِّباً. أينَ تُريدُ؟ قالَ: العِراقَ. قالَ: سُبحانَ اللهِ! لِمَ؟ قالَ: ماتَ مُعاوِيَةُ، وجاءَني أكثَرُ مِن حِملِ صُحُفٍ. قالَ: لا تَفعَل أبا عَبدِ اللهِ! فَوَاللهِ ما حَفِظوا أباكَ وكانَ خَيراً مِنكَ. فَكَيفَ يَحفَظونَكَ؟ وَوَاللهِ لَئِن قُتِلتَ، لا بَقِيَت حُرمَةٌ بَعدَكَ إلّا استُحِلَّت! فَخَرَجَ حُسَينٌ حَتّى قَدِمَ مَكَّةَ.

"العقد الفرید میں ابوعُبید القاسم بن سلام سے مروی ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام نے سواریوں کو منگوایا اور سوار ہو کر شاہراہِ اعظم سے مکہ مشرفہ کا رُخ کیا۔ ابنِ زبیر نے بھی سواریاں طلب کیں اور وہ عرج کے راستے مکہ کی طرف روانہ ہوا اور وہ آخرکار مکہ پہنچا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اسی راستے سے عبداللہ بن مطیع سے گزرے جہاں اُن کا کنواں تھا۔ آپؑ نے وہاں پر منزل کی۔

ابنِ مطیع نے عقیدت سے لبریز جذبات کے ساتھ عرض کیا: یا ابا عبداللہؑ! آپؑ کے بعد خدا ہمیں آبِ زُلال نصیب نہ کرے۔ آپؑ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: عراق۔ اُس نے کہا: سبحان اللہ! عراق کا ارادہ کیوں ہے؟

---

① الفتوح: ج۵، ص ۲۲؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۸۹

آپؑ نے فرمایا: معاویہ مرچکا ہے وہاں سے میرے پاس خطوط آئے ہیں۔ اُس نے کہا: یا ابا عبداللہؑ! اُدھر نہ جانا ان لوگوں نے آپؑ کے والد کی حفاظت نہیں کی تھی۔ وہ آپؑ سے بہتر تھے وہ آپؑ کی کس طرح حفاظت کریں گے؟ واللہ! اگر آپؑ کو قتل کر دیا گیا تو پھر آپؑ کے بعد حرمتِ انسانی ختم ہوکر رہ جائے گی۔ فرزندِ رسولؐ وہیں سے مکہ تشریف لے آئے"۔ ①

تهذيب الكمال: قَالَ لَهُ عَبدُ اللهِ بنُ مُطيعٍ: لَا تفعَل، أَي فِدَاكَ أَبِي وأُمِّي! مَتِّعنَا بِنَفسِكَ، وَلَا تَسِر إِلَى العِرَاقِ، فَوَاللهِ لَئِن قَتَلَكَ هَؤُلَاءِ القَومُ، لَيَتَّخِذُنَا خَوَلاً وَعَبِيداً.

"تہذیب الکمال میں روایت ہے کہ عبداللہ بن مطیع نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: میرا باپ اور میری ماں آپؑ پر قربان! آپؑ ایسا نہ کریں۔ عراق کی طرف مت جائیں۔ اپنے وجود سے اُمت کو مستفیض کریں۔ واللہ! اگر آپؑ قتل ہوگئے تو یہ حکومتی لوگ ہمیں اپنا غلام بنالیں گے"۔ ②

الطبقات الكبرى عن عبد الله عن أبيه: مَرَّ حُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام عَلَى ابنِ مُطِيعٍ وهُوَ بِبِئرِهِ قَد أَنبَطَهَا - فَنَزَلَ حُسَينٌ عليه السلام عَن رَاحِلَتِهِ، فَاحتَمَلَهُ ابنُ مُطِيعٍ احتِمَالاً حَتَّى وَضَعَهُ عَلَى سَرِيرِهِ، ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي وأُمِّي! أَمسِك عَلَينَا نَفسَكَ، فَوَاللهِ لَئِن قَتَلُوكَ

---

① عقد الفرید: ج ۳، ص ۳۶۳؛ المحن: ص ۱۳۲؛ جواہر المطالب: ج ۲، ص ۲۶۳؛ اس روایت کے صحیح ہونے میں اشکال ہے کیونکہ اس میں ہے کہ عبداللہ بن مطیع کی ملاقات امام علیہ السلام کے ساتھ مکہ میں پہلے ہوئی۔ جہاں تک خطوطِ کوفہ کی بات ہے وہ مکہ پہنچنے کے بعد کی ہے۔ جب امام علیہ السلام مکہ پہنچے تھے تو وہیں اہلِ کوفہ کے خطوط آپؑ کو موصول ہوئے تھے۔

② تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۶؛ طبقات کبریٰ: ج ۱، ص ۴۳۳؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۶؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۷؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۷؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۰۸

لَيَتَّخِذُنَّا هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ عَبِيداً.

"طبقات الکبریٰ میں عبداللہ سے روایت ہے، اُس نے اپنے باپ سے سنا، حضرت امام حسین علیہ السلام کا گزر عبداللہ بن مطیع سے ہوا، وہ اپنے کنوئیں پر تھے جسے اُس نے کھودا تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے وہیں منزل کی۔ عبداللہ ابنِ مطیع نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا:

میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں، آپؑ یہاں ہمارے پاس رہ جائیں۔ اگر ان لوگوں نے آپؑ کو قتل کر دیا تو پھر یہ لوگ پوری قوم کو اپنا غلام بنا لیں گے"۔ (طبقات الکبریٰ: ج ۵،ص ۱)

الطبقات الكبرى عن أبي عون: لَمَّا خَرَجَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام مِنَ الْمَدِينَةِ يُرِيدُ مَكَّةَ. مَرَّ بِابْنِ مُطِيعٍ وَهُوَ يَحْفِرُ بِئْرَهُ. فَقَالَ لَهُ: أَيْنَ. فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي؛ قَالَ: أَرَدْتُ مَكَّةَ... وَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِ شِيعَتُهُ بِهَا. فَقَالَ لَهُ ابْنُ مُطِيعٍ: أَيْ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي! مَتِّعْنَا بِنَفْسِكَ وَلَا تَسِرْ إِلَيْهِمْ. فَأَبَى حُسَيْنٌ علیہ السلام.

فَقَالَ لَهُ ابْنُ مُطِيعٍ: إِنَّ بِئْرِي هٰذِهِ قَدْ رَشَحْتُهَا، وَهٰذَا الْيَوْمُ أَوَانُ مَا خَرَجَ إِلَيْنَا فِي الدَّلْوِ شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ. فَلَوْ دَعَوْتَ اللّٰهَ لَنَا فِيهَا بِالْبَرَكَةِ. قَالَ: هَاتِ مِنْ مَائِهَا. فَأُتِيَ مِنْ مَائِهَا فِي الدَّلْوِ. فَشَرِبَ مِنْهُ. ثُمَّ مَضْمَضَ. ثُمَّ رَدَّهُ فِي الْبِئْرِ. فَأَعْذَبَ وَأَمْهَى.

"طبقات الکبریٰ میں ابوعون سے مروی ہے، جب فرزند علیؑ و بتولؑ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جا رہے تھے تو آپؑ کا گزر ابنِ مطیع سے ہوا جو کنواں کھود رہے تھے۔ اُس نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: کہاں کا ارادہ ہے؟ میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں۔

آپؑ نے فرمایا: مکہ کا ارادہ ہے۔ پھر فرمایا: میں اس لیے مکہ کی طرف جا رہا ہوں کیونکہ کوفہ کے لوگوں نے میری طرف خطوط بھیجے ہیں۔

ابنِ مطیع نے کہا: میرے ماں باپ آپؑ پر فدا ہوں آپؑ ہمارے پاس رہ جائیں، تاکہ ہم آپؑ کی ذات والاصفات سے مستفیض ہوں۔ آپؑ اُدھر نہ جائیں۔ امام علیہ السلام نے انکار کردیا۔

ابنِ مطیع نے کہا: یہ میرا کنواں ہے جسے ہم نے کھودا ہے۔ آج ہی ہم نے اس سے پانی لیا ہے۔ آپؑ اللہ رب العزت سے ہمارے لیے دُعا کریں کہ اس میں برکت پیدا ہو جس سے ہم استفادہ کریں۔

آپؑ نے فرمایا: تھوڑا سا پانی لے آؤ۔ وہ گھڑے میں پانی لے آیا۔ آپؑ نے اُس میں سے کچھ پانی پیا۔ پھر کلی کرکے اُس کنوئیں میں ڈال دی۔ کنوئیں کا پانی میٹھا ہوگیا اور اُس کا پانی پہلے سے بہت زیادہ ہوگیا"۔ ①

تاریخ الطبری عن محمد بن قیس: ثُمَّ أَقبَلَ الحُسَينُ عليه السلام سَيراً إِلَى الكُوفَةِ ، فَانتَهى إِلى مَاءٍ مِن مِيَاهِ العَرَبِ ، فَإِذَا عَلَيهِ عَبدُاللهِ بنُ مُطِيعٍ العَدَوِيُّ ، وَهُوَ نَازِلٌ هَاهنَا ، فَلَمَّا رَأَى الحُسَينَ عليه السلام قَامَ إِلَيهِ. فَقَالَ: بِأَبِي أَنتَ وَأُمِّي يَابنَ رَسُولِ اللهِ! مَا أَقدَمَكَ؟! وَاحتَمَلَهُ فَأَنزَلَهُ.

فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام : كَانَ مِن مَوتِ مُعَاوِيَةَ مَا قَد بَلَغَكَ ، فَكَتَبَ إِلَيَّ أَهلُ العِرَاقِ يَدعُونَنِي إِلى أَنفُسِهِم . فَقَالَ لَهُ عَبدُاللهِ بنُ مُطِيعٍ: أُذَكِّرُكَ اللهَ يَابنَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَحُرمَةَ الإِسلَامِ أَن تُنتَهَكَ! أَنشُدُكَ اللهَ فِي حُرمَةِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم أَنشُدُكَ اللهَ فِي حُرمَةِ العَرَبِ ! فَوَاللهِ لَئِن طَلَبتَ مَا فِي أَيدِي بَنِي أُمَيَّةَ لَيَقتُلُنَّكَ. وَلَئِن قَتَلُوكَ لَا يَهَابُونَ بَعدَكَ أَحَداً أَبَداً وَاللهِ إِنَّهَا لَحُرمَةُ الإِسلَامِ تُنتَهَكُ ، وَحُرمَةُ قُرَيشٍ ، وَحُرمَةُ

---

① طبقاتِ کبریٰ: ج ۵، ص ۱۴۴؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۸؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۱۸۲؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۵۹۲

الْعَرَبِ، فَلَا تَفْعَلْ، وَلَا تَأْتِ الْكُوفَةَ، وَلَا تَعْرِضْ لِبَنِي أُمَيَّةَ.
قَالَ: فَأَبَى إِلَّا أَنْ يَمْضِيَ. قَالَ: فَأَقْبَلَ الْحُسَيْنُ عليه السلام حَتَّى كَانَ بِالْمَاءِ فَوْقَ زَرُودَ.

''تاریخ طبری میں محمد بن قیس سے منقول ہے کہ جب سرکار امام حسین علیہ السلام کوفہ جانے کے ارادے سے سفر پر تھے تو آپؑ نے راستے میں عرب کی ایک جھیل پر منزل کی۔ وہیں پہلے سے عبداللہ ابنِ مطیع العدوی موجود تھے۔ جب اُس نے آپؑ کو دیکھا تو فوراً آیا اور آپؑ کا سامان اُتروایا اور پوچھا: فرزندِ رسولؐ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان، کہاں کا ارادہ ہے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ معاویہ کی موت کی خبر سن چکے ہیں۔ اہلِ عراق نے میری طرف خطوط بھیجے ہیں، میں اُن کی دعوت پر اُن کے پاس جا رہا ہوں۔
ابنِ مطیع نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپؑ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، حرمت اسلام کا واسطہ دیتا ہوں، حرمت رسولؐ اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، حرمتِ عرب کا واسطہ دیتا ہوں۔ آپ اسلام، رسولؐ اسلام اور عرب کی حرمت ہیں۔ واللہ! اگر آپؑ نے وہ چیز طلب کی جو بنی اُمیہ کے ہاتھ میں ہے وہ آپؑ کو قتل کر دیں گے۔ اگر اُنھوں نے آپؑ کو قتل کر دیا تو پھر وہ کسی سے نہیں ڈریں گے۔ وہ ہم سب کو قتل کر دیں گے۔ آپؑ کو حرمتِ اسلام، حرمتِ قریش اور حرمتِ عرب کا واسطہ کوفہ کی طرف نہ جائیں اور بنی اُمیہ سے جھگڑا نہ کریں۔

راوی کہتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے ہر صورت اُدھر جانا ہے۔ پھر آپؑ وہاں سے چل پڑے۔ مقام زرود (1) پر منزل کی کیونکہ وہاں پانی

---

(1) زرود: ثعلبیہ اور خزیمہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ کوفہ سے حاجی اسی راستے کو اختیار کرتے ہیں۔ نقشہ میں ملاحظہ کریں۔

تھا"۔ ①

الإرشاد: ثُمَّ أقبَلَ الحُسَينُ علیہ السلام مِنَ الحَاجِزِ يَسِيرُ نَحوَ الكُوفَةِ، فَانتَهَى إلَى مَاءٍ مِن مِيَاهِ العَرَبِ، فَإِذَا عَلَيهِ عَبدُ اللهِ بنُ مُطِيعٍ العَدَوِيُّ، وَهُوَ نَازِلٌ بِهِ. فَلَمَّا رَأَى الحُسَينَ علیہ السلام قَامَ إلَيهِ فَقَالَ: بِأَبِي أنتَ وَأُمِّي يَابنَ رَسُولِ اللهِ، مَا أقدَمَكَ؟ وَاحتَمَلَهُ وأنزَلَهُ. فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: كَانَ مِن مَوتِ مُعَاوِيَةَ مَا قَد بَلَغَكَ، فَكَتَبَ إلَيَّ أهلُ العِراقِ يَدعُونَنِي إلَى أنفُسِهِم.

فَقَالَ لَهُ عَبدُ اللهِ بنُ مُطِيعٍ: أُذَكِّرُكَ اللهَ يَابنَ رَسُولِ اللهِ وَحُرمَةَ الإسلَامِ أن تُنتَهَكَ. أنشُدُكَ اللهَ فِي حُرمَةِ قُرَيشٍ، أنشُدُكَ اللهَ فِي حُرمَةِ العَرَبِ! فَوَاللهِ لَئِن طَلَبتَ مَا فِي أيدِي بَنِي أُمَيَّةَ لَيَقتُلُنَّكَ، وَلَئِن قَتَلُوكَ لَا يَهَابُوا بَعدَكَ أحَداً أبَداً. وَاللهِ إنَّهَا لَحُرمَةُ الإسلَامِ تُنتَهَكُ، وَحُرمَةُ قُرَيشٍ، وَحُرمَةُ العَرَبِ. فَلَا تَفعَل، وَلَا تَأتِ الكُوفَةَ، وَلَا تُعَرِّض نَفسَكَ لِبَنِي أُمَيَّةَ: فَأَبَى الحُسَينُ علیہ السلام إلَّا أن يَمضِيَ.

"الارشاد میں روایت ہے، سبطِ رسولؐ الحاجز سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قافلہ عرب کی ایک پانی کی جھیل پر رکا۔ وہیں عبداللہ ابنِ مطیع عدوی منزل کیے ہوئے تھے۔ جب اُنھوں نے آپؑ کو دیکھا تو وہ آپؑ کی طرف آئے اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میرے والدین آپؑ پر قربان ہوں کہاں کا ارادہ ہے؟ اُنھوں نے آپؑ کا سامان اُتروایا اور اپنے قریب ٹھہرایا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: معاویہ کی موت کی خبر تم سن چکے ہو۔ اہلِ عراق نے مجھے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی ہے، میں اُدھر جا رہا ہوں۔

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۵؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۴۸؛ الفصول المہمہ: ص ۱۸۶

عبداللہ نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! میں آپؑ کو اللہ سبحانہ اور حرمت اسلام کا واسطہ دیتا ہوں آپؑ اُدھر نہ جائیں، میں آپؑ کو حرمت قریش، حرمت عرب کی بقا کی قسم دیتا ہوں۔ واللہ! آپؑ نے وہ چیز طلب کی جو اُمویوں کے ہاتھ میں ہے، وہ آپؑ کو قتل کر دیں گے۔ اگر اُنھوں نے آپؑ کو قتل کر دیا تو پھر اُن کا خوف جاتا رہے گا۔ وہ جسے چاہیں گے قتل کر دیں گے۔ واللہ! میں آپؑ کو حرمت اسلام، حرمت قریش اور حرمت عرب کا واسطہ دیتا ہوں۔ آپؑ ایسا نہ کریں اور کوفہ نہ جائیں اور اپنے آپؑ کو بنی اُمیہ کے جھگڑوں سے دُور رکھیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اُن کا مشورہ قبول نہ کیا اور سفر پر گامزن ہو گئے۔ ①

الأخبار الطوال: سَارَ الحُسَينُ علیہ السلام مِن بَطنِ الرُّمَّةِ، فَلَقِيَهُ عَبدُ اللهِ بنُ مُطيعٍ، وَهُوَ مُنصَرِفٌ مِنَ العِرَاقِ، فَسَلَّمَ عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام، وَقَالَ لَهُ: بِأَبِي أنتَ وَأُمّي يَابنَ رَسُولِ اللهِ! مَا أخرَجَكَ مِن حَرَمِ اللهِ وَحَرَمِ جَدِّكَ؛ فَقَالَ: إنَّ أهلَ الكُوفَةِ كَتَبوا إلَيَّ يَسأَلونَني أن أقدَمَ عَلَيهِم لِما رَجَوا مِن إحياءِ مَعالِمِ الحَقِّ، وَإماتَةِ البِدَعِ. قالَ لَهُ ابنُ مُطيعٍ: أنشُدُكَ اللهَ ألّا تَأتِيَ الكوفَةَ، فَوَاللهِ لَئِن أتَيتَها لَتُقتَلَنَّ. فَقالَ الحُسَينُ علیہ السلام: لَن يُصيبَنا إلّا ما كَتَبَ اللهُ لَنا. ثُمَّ وَدَّعَهُ وَمَضى.

"اخبار الطوال میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام بطن رُمہ سے چلے تو راستے میں آپؑ کی عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی۔ وہ عراق سے آرہے تھے۔ اُنھوں نے آپؑ کو سلام کیا اور پوچھا: اے فرزند رسولؐ! میرے والدین آپؑ پر قربان! آپؑ اللہ رب العزت اور اپنے جدِّ بزرگوار کے حرم سے نکل کر کہاں جارہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: اہلِ کوفہ

① ارشاد: ج ۲، ص ۷۱؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۷۰

نے میری طرف خطوط بھیجے ہیں کہ میں اُن کے پاس جاؤں۔ وہ اس اُمید میں ہیں کہ حق کا احیا ہو اور باطل کا اِبطال ہو۔

ابنِ مطیع نے کہا: میں آپؑ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپؑ کوفہ کی طرف نہ جائیں۔ اگر آپؑ اُدھر تشریف لے گئے تو وہ آپؑ کو قتل کر دیں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے قرآنِ مجید کی آیت پڑھی:

لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا

"کہہ دیجیے کہ ہرگز ہمیں مصیبت نہیں پہنچے گی، وہی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے"۔ (سورۂ توبہ: آیت ۵۱)

پھر آپؑ نے وداع کیا اور اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئے"۔ ①

مقتل الحسین علیہ السلام للخوارزمی: وأقبَلَ إلَيهِ [أي إلَى الحُسَينِ علیہ السلام] عَبدُ اللهِ بنُ مُطيعٍ العَدَوِيُّ، فَقالَ: جُعِلتُ فِداكَ يَابنَ رَسولِ اللهِ، لا تَخرُج إلَى العِراقِ، فَإِنَّ حُرمَتَكَ مِنَ اللهِ حُرمَةٌ، وقَرابَتَكَ مِن رَسولِ اللهِ قَرابَةٌ، وقَد قُتِلَ ابنُ عَمِّكَ بِالكوفَةِ، وإنَّ بَني اُمَيَّةَ إن قَتَلوكَ لَم يَرتَدِعوا عَن حُرمَةِ اللهِ أن يَنتَهِكوها، ولَم يَهابوا أحَداً بَعدَكَ أن يَقتُلوهُ، فَاللهَ اللهَ أن تَفجَعَنا بِنَفسِكَ! فَلَم يَلتَفِتِ الحُسَينُ علیہ السلام إلى كَلامِهِ.

"مقتل الحسین خوارزمی میں روایت ہے کہ عبداللہ بن مطیع عدوی حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف آئے اور عرض کیا: میں آپؑ کا فدیہ قرار پاؤں اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ عراق کی طرف نہ جائیں۔ آپؑ اللہ ربّ العزت کی حُرمت کا حصّہ ہیں۔ رسولؐ اللہ کا جگر گوشہ ہیں۔ آپؑ کے چچازاد کوفہ میں قتل ہو گئے ہیں۔ اگر بنواُمیہ نے آپؑ کو شہید کر دیا تو وہ اللہ سبحانہ کی حرمت کو بھی روند ڈالیں گے اور آپؑ کے قتل کے بعد کسی کے قتل کرنے

① اخبار الطوال: ص ۲۴۶

سے نہیں ڈریں گے۔ اللہ کا واسطہ آپؑ اپنے آپ کو مصائب میں نہ ڈالیں۔ امام حسین علیہ السلام نے اس کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے"۔ ①

عمر بن عبد الرحمٰن ②

تاریخ الطبری عن عمر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام المخزومي: لَمَّا قَدِمَت كُتُبُ أَهلِ العِراقِ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام، وتَهَيَّأَ لِلمَسيرِ إلَى العِراقِ، أتَيتُهُ فَدَخَلتُ عَلَيهِ وَهُوَ بِمَكَّةَ، فَحَمِدتُ اللهَ وأَثنَيتُ عَلَيهِ، ثُمَّ قُلتُ: أمّا بَعدُ، فَإِنّي أتَيتُكَ يَابنَ عَمِّ لِحاجَةٍ اُريدُ ذِكرَها لَكَ نَصيحَةً، فَإِن كُنتَ تَرى أنَّكَ تَستَنصِحُني وإلّا كَفَفتُ عَمّا اُريدُ أن أقولَ. فَقالَ: قُل، فَوَاللهِ ما أظُنُّكَ بِسَيِّئِ الرَّأيِ، وَلا هُوٍ لِلقَبيحِ مِنَ الأَمرِ وَالفِعلِ. قالَ: قُلتُ لَهُ: إنَّهُ قَد بَلَغَني أنَّكَ تُريدُ المَسيرَ إلَى العِراقِ، وَإِنّي مُشفِقٌ عَلَيكَ مِن مَسيرِكَ؛ إنَّكَ تَأتي بَلَداً فيهِ عُمّالُهُ وَاُمَراؤُهُ، وَمَعَهُم بُيوتُ الأَموالِ، وَإِنَّمَا النّاسُ عَبيدٌ لِهذَا الدِّرهَمِ وَالدّينارِ، وَلا آمَنُ عَلَيكَ أن يُقاتِلَكَ مَن وَعَدَكَ نَصرَهُ، وَمَن أنتَ أحَبُّ إلَيهِ مِمَّن يُقاتِلُكَ مَعَهُ.

---

① مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۱۶؛ الحدائق الوردیہ: ج۱، ص۱۱۳؛ امالی شجری: ج۱، ص۱۶۷

② عمر بن عبد الرحمٰن بن الحارث القرشی المخزومی المدنی: تابعی ہیں، ان کے بھائی ابوبکر بن عبد الرحمٰن مدینہ کے مشہور سات فقہا میں سے ایک تھے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کا یوم وفات وہی یوم ہے جس دن حضرت عمرؓ فوت ہوئے تھے۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس دن یہ پیدا ہوئے۔ ایک قول ہے کہ ابن زبیر نے انھیں کوفہ کی ولایت دی تھی۔ آخر میں حجاج کے ساتھ مل گئے اور عراق میں فوت ہوئے۔ تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ (ثقات ابن حبان: ج۵، ص ۱۴۷؛ تہذیب الکمال: ج۲۱، ص ۳۲۴؛ تقریب التہذیب: ص ۷۲۳)

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: جَزاكَ اللهُ خَيراً يَابنَ عَمّ! فَقَد وَاللهِ عَلِمتُ أنَّكَ مَشَيتَ بِنُصحٍ، وتَكَلَّمتَ بِعَقلٍ، ومَهما يُقضَ مِن أمرٍ يَكُن، أخَذتُ بِرَأيِكَ أو تَرَكتُهُ. فَأنتَ عِندِي أحمَدُ مُشيرٍ، وَأنصَحُ ناصِحٍ. قَالَ: فَانصَرَفتُ مِن عِندِهِ فَدَخَلتُ عَلَى الحارِثِ بنِ خالِدِ بنِ العاصِ بنِ هِشامٍ، فَسَألَني: هَل لَقِيتَ حُسَيناً؟ فَقُلتُ لَهُ: نَعَم.

قَالَ: فَما قَالَ لَكَ؟ وَما قُلتَ لَهُ؟ قَالَ: فَقُلتُ لَهُ: قُلتُ كَذا وَكَذا، وَ قَالَ: كَذا وَكَذا. فَقَالَ: نَصَحتَهُ وَ رَبِّ المَروَةِ الشَّهباءِ، أمَا ورَبِّ البَنِيَّةِ، إنَّ الرَّأيَ لَما رَأيتَهُ، قَبِلَهُ أو تَرَكَهُ. ثُمَّ قَالَ: رُبَّ مُستَنصَحٍ يَغُشُّ ويُردي وظَنينٍ بِالغَيبِ يُلفى نَصيحا

"تاریخ طبری میں عمر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی[1] سے روایت ہے، جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس اہلِ عراق کے خطوط آئے تو آپؑ نے عراق جانے کا ارادہ کیا۔ میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپؑ مکہ معظمہ تشریف فرما تھے۔ میں نے پہلے اللہ سبحانہ کی حمد وثنا کی۔ پھر عرض کیا: اما بعد! اے ابنِ عم! میں آپؑ کے پاس ایک ضروری کام کے لیے آیا ہوں۔ میں اُسے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ آپؑ ہی کی خیر خواہی کا کلمہ ہے۔ اگر آپؑ پسند کریں تو کہوں، ورنہ خاموش رہوں۔
آپؑ نے فرمایا: کہیے میں تمھاری رائے کو واللہ برا خیال نہیں کرتا؟ اور نہ تم پر کسی امر اور فعلِ قبیح کا گمان ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؑ عراق کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ اس سفر میں آپؑ کے لیے

---

[1] اس روایت کے راوی میں اشتباہ ہے کہ کیا یہ روایت ان سے نقل ہوئی ہے یا ان کے بھائی ابو بن عبدالرحمٰن سے نقل کی گئی ہے۔ ان کے درمیان فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ اس روایت کا راوی کون ہے۔

مجھے اندیشہ ہے کہ آپؑ اُس شہر کی طرف جانا چاہتے ہیں جس میں حکومتی عہدہ دار و اُمراء ہیں۔ اُن کے پاس خزانہ ہے۔ لوگ درہم و دینار کے غلام ہیں۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ جن لوگوں نے آپؑ سے نصرت کا وعدہ کیا ہے اور وہ آپؑ کے مخالفین کے مقابلے میں آپ کا ساتھ دینا بہتر سمجھتے ہیں وہی آپؑ سے آمادہ پیکار نہ ہو جائیں۔

آپؑ نے فرمایا: برادر! اللہ رب العزت آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ واللہ! مجھے یقین ہے کہ آپ نے خیر خواہی کی بات کی ہے اور دانش مندانہ گفتگو کی ہے جو مقدر میں ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔ میں آپ کی رائے پر عمل کروں یا نہ کروں مگر میں آپ کو اپنا بہترین مشیر و خیر خواہ سمجھتا ہوں۔

عمر بن عبدالرحمن کہتے ہیں: اس کے بعد میں وہاں سے اُٹھ کر حارث بن خالد بن عاص کے پاس چلا آیا۔ اُس نے مجھ سے پوچھا: کیا تم امام حسینؑ کے پاس گئے تھے؟ میں نے کہا: جی ہاں! میں گیا تھا۔ اُس نے پوچھا: تم نے اُن سے کیا کہا؟ میں نے کہا: میں نے اُن سے یہ یہ بات کی تھی اور اُنھوں نے مجھے یہ جواب دیا۔

حارث بن خالد نے مجھ سے کہا: ربِ کعبہ کی قسم! تو نے خیر خواہی کا کلمہ ادا کیا ہے۔ بس رائے ہے تو یہی رائے ہے جو تو نے اُنھیں دی ہے۔ اب اُن کی مرضی عمل کریں یا نہ کریں"۔

أنساب الأشراف: وَلَمَّا كَتَبَ أَهلُ الكُوفَةِ إِلَى الحُسَينِ عليه السلام بِمَا كَتَبوا بِهِ ، فَاستَخَفّوهُ لِلشُّخوصِ، جاءَهُ عُمَرُ بنُ عَبدِالرَّحمٰنِ بنِ الحارِثِ بنِ هِشامٍ المَخزومِيُّ بِمَكَّةَ. فَقالَ لَهُ: بَلَغَني أَنَّكَ تُريدُ العِراقَ ، وَأَنا مُشفِقٌ عَلَيكَ مِن مَسيرِكَ ، لِأَنَّكَ تَأتي بَلَدًا فيهِ عُمّالُهُ وَأُمَراؤُهُ، وَمَعَهُم بُيوتُ الأَموالِ، وَ إِنَّمَا النّاسُ عَبيدُ الدّينارِ وَالدِّرهَمِ . فَلا آمَنُ عَلَيكَ أَن

يُقَاتِلُكَ مَن وَعَدَكَ نَصرَهُ ، وَمَن أَنتَ أَحَبُّ إِلَيهِ مِمَّن يُقَاتِلُكَ مَعَهُ. فَقَالَ لَهُ: قَد نَصَحتَ، وَيَقضِي اللهُ.

"انساب الاشراف میں روایت ہے کہ جب اہلِ کوفہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط لکھے تو عمر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی نے آپؑ سے مکہ میں ملاقات کی۔ اُس نے آپؑ سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؑ عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس سفر میں مجھے آپؑ کے لیے اندیشہ ہے کہ آپؑ اُس شہر کی طرف جانا چاہتے ہیں جس میں حکومتی عہدہ دار و اُمراء ہیں۔ اُن کے پاس خزانہ ہے اور وہ لوگ درہم و دینار کے غلام و پرستار ہیں جن لوگوں نے آپؑ سے نصرت کا وعدہ کر رکھا ہے اور وہ آپؑ کے مخالفین کے مقابلے میں آپؑ کا ساتھ دینا بہتر سمجھتے ہیں۔ وہی آپؑ کے خلاف میدانِ جنگ میں آجائیں تو پھر کیا ہوگا؟

یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: آپؑ نے میری بھلائی اور خیر خواہی چاہی ہے۔ فیصلہ اللہ سبحانہ کے ہاتھ میں ہے وہ جو چاہے گا وہ کرے گا"۔ ①

الفتوح: إِنَّهُ [أَي الحُسَينَ علیہ السلام] عَزَمَ عَلَى المَسِيرِ إِلَى العِرَاقِ، فَدَخَلَ عَلَيهِ عُمَرُ بنُ عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ الحَارِثِ بنِ هِشَامٍ المَخزُومِيُّ. فَقَالَ: يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، إِنِّي أَتَيتُكَ إِلَيكَ بِحَاجَةٍ أُرِيدُ أَن أَذكُرَهَا لَكَ. فَأَنَا غَيرُ غَاشٍّ لَكَ فِيهَا، فَهَل لَكَ أَن تَسمَعَهَا؟

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: هَاتِ. فَوَاللهِ مَا أَنتَ عِندِي بِمُسِيءِ الرَّأيِ، فَقُل مَا أَحبَبتَ.

فَقَالَ: قَد بَلَغَنِي أَنَّكَ تُرِيدُ العِرَاقَ، وَإِنِّي مُشفِقٌ عَلَيكَ مِن

---

① انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۳

ذٰلِكَ ، إِنَّكَ تَرِدُ إِلَى قَوْمٍ فِيهِمُ الْأُمَرَاءُ ، وَمَعَهُمْ بُيُوتُ الْأَمْوَالِ، وَلَا آمَنُ عَلَيْكَ أَنْ يُقَاتِلَكَ مَنْ أَنْتَ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِيهِ وَأُمِّهِ، مَيْلًا إِلَى الدُّنْيَا وَالدِّرْهَمِ. فَاتَّقِ اللهَ وَلَا تَخْرُجْ مِنْ هٰذَا الْحَرَمِ. فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: جَزَاكَ اللهُ خَيْراً يَا ابْنَ عَمِّ! فَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ أَمَرْتَ بِنُصْحٍ، وَمَهْمَا يَقْضِ اللهُ مِنْ أَمْرٍ فَهُوَ كَائِنٌ، أَخَذْتُ بِرَأْيِكَ أَمْ تَرَكْتُهُ.

قَالَ: فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهُوَ يَقُولُ:

رُبَّ مُسْتَنْصِحٍ سَيُعْصِي وَيُؤْذِي
وَظَنِينٍ بِالْغَيْبِ يُلْفَى نَصِيحاً

"الفتوح" میں روایت کچھ اس طرح ہے: جب فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام عازمِ سفرِ عراق ہوئے تو آپؑ کے پاس عمر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی آئے اور عرض کیا: اے دخترِ رسولؐ کے فرزند دل بند! مجھے آپؑ سے ایک کام ہے، اس لیے میں آپؑ کے حضور آیا ہوں۔ وہ میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ میں خالص اور مخلص ہو کر آپؑ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں کسی کا نمائندہ بن کر نہیں آیا ہوں، حقِ دوستی ادا کرنے آیا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو عرض کروں؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: بتایئے واللہ! آپ میرے خیر خواہ ہیں، آپ مجھے غلط مشورہ نہیں دیں گے۔ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ کہیں۔

اُس نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؑ عراق جانا چاہتے ہیں۔ مجھے آپؑ کے اس سفر میں ڈر لگتا ہے کہ آپؑ اس قوم کی طرف جا رہے ہیں جس میں حکومتی عہدہ داران ہیں۔ اُن کے پاس خزانہ ہے۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ جن لوگوں نے آپؑ سے مدد و تعاون کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپؑ کے دشمن کے ساتھ مل کر آپؑ سے آمادہ پیکار ہو جائیں۔ اس وقت آپؑ اپنے

والدین سے بھی زیادہ محبت رکھتے ہیں، لیکن جب وہ درہم و دینار کی جھنکار کے گرویدہ ہوں گے تو سب کچھ بھول جائیں گے۔ اللہ کے لیے اس حرم میں رہیں اور اس سے باہر نہ جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے ابنِ عم! اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ میں جانتا ہوں آپؑ نے خیر و بھلائی کی بات کی ہے۔ بعض اوقات اللہ رب العزت فیصلہ کردیتا ہے جو ہو کر رہتا ہے۔ میں آپ کے مشورہ کو قبول کروں یا نہ کروں وہی ہونا ہے جو اللہ نے چاہا ہے۔

راوی کہتا ہے: عمر بن عبدالرحمٰن پھر وہاں سے چلے گئے"۔ ①

المناقب لابن شهر آشوب: فَلَمَّا عَزَمَ الحُسَيْنُ علیہ السلام عَلَى الخُروجِ، نَهَاهُ عَمْرُو بنُ عَبدِ الرَّحمٰنِ بنِ هِشَامٍ المَخزومِيُّ، فَقَالَ: جَزَاكَ اللهُ خيراً يَابن عَمِّ، مَهمَا يُقضَ يَكُن، وَأَنتَ عِندِي أَحمَدُ مُشِيرٍ، وَأَنصَحُ نَاصِحٍ.

"مناقب ابن شہر آشوب میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق جانے کا قصد کیا تو عمر بن عبدالرحمٰن بن ہشام المخزومی آپؑ کے پاس آئے اور آپؑ کو عراق جانے سے روکا۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابنِ عم! اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ بعض فیصلے تقدیر میں ہو چکے ہوتے ہیں۔ میں آپ کو اپنا بہترین مشیر اور ہوا خواہ سمجھتا ہوں"۔ (مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۴)

حضرت عمر بن علی بن ابی طالبؑ

الملهوف عن محمد بن عمر: سَمِعتُ أَبِي عُمَرَ بنَ عَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ يُحَدِّثُ أَخوالي آلَ عَقِيلٍ، قَالَ: لَمَّا امتَنَعَ أَخِي الحُسَينُ

① الفتوح: ج ۵، ص ۶۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۱۵

علیہ السلام عَنِ الْبَيْعَةِ لِيَزِيدَ بِالْمَدِينَةِ. دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ خَالِيًا. فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنِي أَخُوكَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ عَنْ أَبِيهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ. ثُمَّ سَبَقَتْنِي الدَّمْعَةُ وَعَلَا شَهِيقِي. فَضَمَّنِي إِلَيْهِ وَقَالَ: حَدَّثَكَ أَنِّي مَقْتُولٌ؟ فَقُلْتُ: حُوشِيتَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ. فَقَالَ: سَأَلْتُكَ بِحَقِّ أَبِيكَ، بِقَتْلِي خَبَّرَكَ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَلَوْلَا نَاوَلْتَ وَبَايَعْتَ!

فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَخْبَرَهُ بِقَتْلِهِ وَقَتْلِي، وَأَنَّ تُرْبَتِي تَكُونُ بِقُرْبِ تُرْبَتِهِ. فَتَظُنُّ أَنَّكَ عَلِمْتَ مَا لَمْ أَعْلَمْهُ! وَإِنَّهُ لَا أُعْطِي الدَّنِيَّةَ عَنْ نَفْسِي أَبَدًا. وَلَتَلْقَيَنَّ فَاطِمَةُ أَبَاهَا شَاكِيَةً مَا لَقِيَتْ ذُرِّيَّتُهَا مِنْ أُمَّتِهِ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ آذَاهَا فِي ذُرِّيَّتِهَا.

"الملہوف میں محمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد عمر بن علی بن ابی طالبؑ سے سنا، جو آلِ عقیلؑ کے جوانوں سے بات کر رہے تھے۔ آپؑ نے کہا: جب میرے بھائی امام حسین علیہ السلام نے یزید کی بیعت سے انکار کیا تو اُس وقت آپؑ مدینہ منورہ میں تھے۔ میں آپؑ کے پاس گیا۔ اُس وقت آپؑ اکیلے بیٹھے تھے۔ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: یا اباعبداللہؑ! میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ مجھے آپؑ کے برادر بزرگوار حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایک حدیث سنائی تھی جو انھوں نے بابا جان سے سنی تھی۔ پھر میری آنکھوں میں آنسو آگئے اور میری چیخ بلند ہوئی۔ آپؑ نے مجھے گلے لگایا اور فرمایا: اے برادرِ عزیز! کیا آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ میں نے شہید ہونا ہے۔ میں نے عرض کیا: ہاں اے فرزند رسولؐ! آپ نے فرمایا: تمھیں والد بزرگوار کے حق کی قسم! کیا تمھیں میرے قتل کی خبر معلوم ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں اگر آپؑ نے یزید کی بیعت نہ کی تو آپؑ کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس وقت امام علیہ السلام نے مجھے بتایا: والد گرامی نے رسولؐ اللہ کے توسط سے اپنے قتل اور میرے قتل کی مجھے خبر دی تھی۔ آپؑ نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ میری قبر اُن کی قبر کے قریب واقع ہو گی۔ کیا آپؑ یہ سمجھتے ہیں کہ جو چیز آپ کو معلوم ہے میں اُس سے بے خبر ہوں؟

خدا کی قسم! میں کبھی ذلت اور پستی برداشت نہیں کروں گا اور جب میری والدہ حضرت فاطمہ زہراءؑ قیامت کے دن اپنے والد سے ملیں گی تو اُن کے حضور اس سلوک کی شکایت کریں گی جو اُمت رسولؐ نے اُن کی اولاد کے ساتھ روا رکھا۔ اور جو کوئی اولادِ فاطمہ زہراؑ کو اذیت دے گا وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا"۔ (اللہوف: ص ۱۹)

عمرہ بنت عبدالرحمٰن [1]

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): وَكَتَبَتْ إِلَيهِ [أي إلى الحُسَينِ عليه السلام] عَمرَةُ بنتُ عَبدِ الرَّحمنِ، تُعَظِّمُ عَلَيهِ مَا يُرِيدُ أن يَصنَعَ، وَتَأمُرُهُ بِالطّاعَةِ وَلُزومِ الجَماعَةِ! وَتُخبِرُهُ أنَّهُ إنَّما يُساقُ إلىٰ مَصرَعِهِ، وَتَقولُ: أشهَدُ لَحَدَّثَتنِي عائِشَةُ أنَّها سَمِعَت رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله يَقولُ: يُقتَلُ حُسَينٌ بِأَرضِ بابِلَ. فَلَمّا قَرَأَ كِتابَها، قالَ: فَلابُدَّ لي إذًا مِن مَصرَعي! وَمَضىٰ.

"طبقات الکبریٰ میں روایت ہے کہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت امام

---

[1] عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ انصاریہ مدنیہ: بنی نجار سے تعلق رکھتی تھیں۔ وہ ۲۱ ہجری میں پیدا ہوئیں۔ آپ تابعیہ اور ثقہ ہیں۔ یہ حضرت عائشہؓ کے زیر تربیت رہی، اُن سے حضرت اُم سلمہؓ سے روایت نقل کیں۔ یہ خاتون عالمہ تھیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے انھیں حکم دیا کہ وہ احادیث لکھیں۔ ان کی شادی عبدالرحمٰن بن حارثہ نعمان سے ہوئی۔ ۹۶ یا ۹۸ ہجری میں فوت ہوئیں۔ (طبقاتِ کبریٰ: ج ۸، ص ۴۸۰؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۴، ص ۵۰۷؛ تہذیب التہذیب: ج ۱۲، ص ۵۵۲)

حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ وہ آپ کی عزت وعظمت کی معترف ہے۔
حالات کا تقاضا یہ ہے کہ آپ میری بات پر عمل کریں جس طرح باقی لوگ حکومتی معاملات سے ایک طرف ہو کر زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ بھی اسی طرح رہیں۔ اگر آپ عراق کی طرف گئے تو وہاں شہید کر دیے جائیں گے۔ میں آپ کے حضور گواہی دیتی ہوں کہ حضرت عائشہؓ نے مجھے رسولؐ اللہ کی حدیث سنائی تھی کہ آپؐ نے فرمایا تھا:

يُقتَلُ حُسَينٌ بِأَرضِ بَابِلَ

"حسینؑ ارضِ بابل میں شہید کر دیے جائیں گے"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس کا خط پڑھا اور فرمایا: اب تو اپنے مقتل پہنچنا ضروری ہے۔ پھر وہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ①

عمرو بن لوذان ②

الإرشاد عن عبد الله بن سليمان والمنذر بن المُشمَعِلّ الأسديّين: فَلَمّا كانَ السَّحَرُ أمَرَ [الحُسَينُ علیہ السلام] أصحابَهُ فَاستَقَوا ماءً وأكثَروا. ثُمَّ سارَ حَتّى مَرَّ بِبَطنِ العَقَبَةِ فَنَزَلَ عَلَيها. فَلَقِيَهُ شَيخٌ مِن بَني عِكرِمَةَ يُقالُ لَهُ عَمرُو بنُ لوذانَ.

فَسَأَلَهُ: أينَ تُريدُ؟

فَقالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: الكوفَةَ. فَقالَ الشَّيخُ: أنشُدُكَ اللهَ لَمّا

---

① طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۳۶؛ تہذیب الکمال: ج ۶، ص ۴۱۸؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۶؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۹؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۱۰؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۰۹؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۳

② عمرو بن لوذان: ارشاد، طبری میں یہی روایت ہے لیکن صرف لوذان کے لفظ ہیں۔ الکامل فی التاریخ میں رَجُلٌ مِّنَ العَرَب کے الفاظ ہیں لیکن مصادر رجالیہ اور روائیہ میں اس نام کے کسی آدمی کا ذکر نہیں ہے۔ (تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۹۹؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۴۹؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۷۱)

انصَرَفتَ، فَوَاللهِ مَا تَقدَمُ إلّا عَلَى الأَسِنَّةِ وَحَدِّ السُّيوفِ، وَإنَّ هٰؤُلاءِ الَّذِينَ بَعَثُوا إلَيكَ لَو كَانُوا كَفَوكَ مَؤُونَةَ القِتالِ، وَوَطَّؤوا لَكَ الأَشيَاءَ فَقَدِمتَ عَلَيهِم كَانَ ذٰلِكَ رَأيًا. فَأَمَّا عَلَى هٰذِهِ الحَالِ الَّتي تَذكُرُ، فَإِنّي لَا أَرىٰ لَكَ أَن تَفعَلَ! فَقَالَ لَهُ: يَاعَبدَاللهِ، لَيسَ يَخفَى عَلَيَّ الرَّأيُ، وَلٰكِنَّ اللهَ تَعالىٰ لَا يُغلَبُ عَلَى أَمرِهِ.

ثُمَّ قَالَ علیہ السلام: وَاللهِ لَا يَدَعونّي حَتّىٰ يَستَخرِجُوا هٰذِهِ العَلَقَةَ مِن جَوفي، فَإذَا فَعَلوا، سَلَّطَ اللهُ عَلَيهِم مَن يُذِلُّهُم، حَتّىٰ يَكُونُوا أَذَلَّ فِرَقِ الأُمَمِ.

"الارشاد میں روایت ہے، عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن المشمعل یہ دونوں قبیلۂ اسدی سے تعلق رکھتے تھے۔ جب وقت سحر ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحابِ باوفا کو حکم دیا کہ یہاں سے پانی کثیر مقدار میں جمع کرلو۔ آپؑ کا قافلہ پانی لینے کے بعد وہاں سے چل پڑا۔ جب قافلہ بطنِ عقبہ سے گزرا تو وہاں قافلہ والوں نے منزل کی۔ وہاں امام علیہ السلام سے بنی عکرمہ کے ایک بزرگ نے ملاقات کی کہ جس کا نام عمرو بن لوذان تھا۔ اُس نے امام علیہ السلام سے پوچھا: فرزندِ رسولؐ! کہاں کا ارادہ ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: کوفہ جانے کا ارادہ ہے؟

شیخ ابنِ لوذان نے کہا: میں آپؑ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ واپس چلے جائیں اور کوفہ کی طرف نہ جائیں۔ واللہ آپؑ نیزوں، تیروں اور تلواروں کی طرف چلے جارہے ہیں۔ جن لوگوں نے آپؑ کی طرف خطوط بھیجے ہیں اور آپؑ کو دعوت دی ہے اور دشمن سے جنگ کرنے کی حالت میں آپؑ سے نصرت کا وعدہ کیا ہے تو یہ لوگ پہلے ان باتوں کو طے کرلیں اور دشمن کو بھگا دیں اور کوفہ پر کنٹرول کرلیں۔ پھر آپؑ ان کی طرف جائیں تو یہ

ہر لحاظ سے مناسب ہوگا۔ اب جو حالات پیدا ہو چکے ہیں ان میں آپ کا کوفہ جانا قطعاً نامناسب ہے۔ میں آپ کو کوفہ جانے کا مشورہ نہیں دوں گا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے بندۂ خدا! یہ تمام حالات میرے سامنے ہیں۔ کوئی بات مخفی نہیں ہے، لیکن اللہ رب العزت کا فیصلہ اٹل ہے۔ اس کا امر غالب ہے۔ اس کے حکم کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا"۔

امام علیہ السلام نے مزید فرمایا: یہ لوگ میرا خون بہائیں گے، مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ جب یہ لوگ یہ کام کر گزریں گے تو خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا، جو انھیں ذلت و خواری سے دوچار کر دے گا۔ انھیں اقوامِ عالم کی ہر قوم سے ذلیل ترین بنا دے گا"۔ (1)

الأخبار الطوال: سَارَ [الحُسَيْنُ علیہ السلام] حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَطْنِ العَقِيقِ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِن بَنِي عِكْرِمَةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، وَأَخْبَرَهُ بِتَوطِينِ ابنِ زِيَادٍ الخَيلَ مَا بَينَ القَادِسِيَّةِ إِلَى العُذَيبِ رَصَداً لَهُ. ثُمَّ قَالَ لَهُ: اِنصَرِفْ بِنَفسِي أَنتَ! فَوَاللهِ مَا تَسِيرُ إِلَّا إِلَى الأَسِنَّةِ وَالسُّيُوفِ، وَلَا تَتَّكِلَنَّ عَلَى الَّذِينَ كَتَبُوا لَكَ؛ فَإِنَّ أُولٰئِكَ أَوَّلُ النَّاسِ مُبَادَرَةً إِلَى حَربِكَ. فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: قَد نَاصَحتَ وَبَالَغتَ، فَجُزِيتَ خَيراً. ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيهِ، وَمَضَى حَتَّى نَزَلَ بِشَرَاةَ فَبَاتَ بِهَا. ثُمَّ ارتَحَلَ وَسَارَ.

"اخبار الطوال میں حضرت امام حسین علیہ السلام منازل طے کرتے ہوئے بطنِ عقیق (2) پر پہنچے تو آپ سے بنی عکرمہ کے ایک بوڑھے شخص نے ملاقات کی۔ اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا: ابنِ زیاد کی فوج کے سواروں

---

(1) ارشاد: ج ۲، ص ۷۶؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۳۴۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ۳۷۵؛ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۹۹، الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۹

(2) عقیق عقبہ مراد ہے۔ وادی عقیق مکہ کے قریب ہے۔ وادی عقبہ کوفہ کے قریب ہے۔

نے قادسیہ سے لے کر عذیب تک کے علاقے کو بند کر دیا ہے۔ وہ ہر طرف ناکہ بندی کیے ہوئے ہیں۔ آپؑ یہاں سے واپس چلے جائیں۔ واللہ آپؑ نیزوں اور تلواروں کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ جن لوگوں نے آپؑ کی طرف خطوط بھیجے ہیں آپؑ ان پر بھروسہ نہ کریں۔ یہی لوگ آپؑ کو چھوڑ کر آپؑ کے دشمن کا ساتھ دیں گے اور میدانِ جنگ میں آپؑ کے خلاف جلدی کرنے والے یہی لوگ ہوں گے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: آپؑ نے بہترین مشورہ دیا ہے۔ اللہ رب العزت آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ امام علیہ السلام نے اُسے سلام کیا اور اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئے اور "بسراۃ" پر منزل کی۔ وہیں رات بسر کی۔ پھر دوسرے دن سامان اُونٹوں پر بار کیا اور آگے کی طرف چل پڑے"۔ ①

الفرزدق ②

أنساب الأشراف عن الزبير بن الخرّيت: سَمِعتُ الفَرَزدَقَ قَالَ: لَقيتُ الحُسَينَ عليه السلام بِذاتِ عِرقٍ وَهُوَ يُريدُ الكوفَةَ. فَقالَ لي: مَا تَرىٰ أَهلَ الكوفَةِ صانِعينَ؟ فَإِنَّ مَعي حِملاً مِن كُتُبِهِم؟ قُلتُ: يَخذُلونَكَ. فَلا تَذهَب. فَإِنَّكَ تَأتي قَومًا قُلوبُهُم مَعَكَ، وَأَيديهِم عَلَيكَ. فَلَم يُطِعني!

"انساب الاشراف میں زبیر بن الخریت سے روایت ہے کہ میں نے فرزدق سے سنا کہ میری ذات عرق میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے

① اخبار الطوال: ص ۲۴۸؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۲

② ہمام بن غالب بن صعصعہ، ابو الفراس المعروف فرزدق ۲۵ ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت امام علیؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے صحابی تھے۔ انھوں نے حضرت امام سجاد علیہ السلام کی شان میں قصیدہ کہا تھا جس کا پہلا شعر ہے: ←

ملاقات ہوئی جب کہ آپ کوفہ جا رہے تھے۔ آپؑ نے مجھ سے پوچھا: تم اہلِ کوفہ کے بارے میں کیا کہو گے۔ کیا وہ میرا ساتھ دیں گے یا نہیں۔ انھوں نے میری طرف خطوط لکھے ہیں جو میرے ساتھ موجود ہیں۔

میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: وہ آپؑ کو دشمن کے حوالے کر دیں گے۔ آپؑ کی مدد نہیں کریں گے۔ آپؑ کوفہ کی طرف نہ جائیں۔ آپؑ اس قوم کی طرف جا رہے ہیں کہ جن کے قلوب آپ کے لیے دھڑکتے ہیں اور اُن کے ہاتھ آپؑ کے خلاف مچلتے ہیں۔

آپؑ نے میری بات تسلیم نہ کی اور آپؑ کوفہ کی طرف چل پڑے"۔ ①

حضرت محمد بن حنفیہ

الإرشادُ في ذِكرِ خُروجِ الإمامِ مِنَ المَدينَةِ: فَخَرَجَ مِن تَحتِ لَيلَتِهِ وَهِيَ لَيلَةُ الأَحَدِ لِيَومَينِ بَقِيا مِن رَجَبٍ مُتَوَجِّهاً نَحوَ مَكَّةَ، وَمَعَهُ بَنوهُ وَإِخوَتُهُ، وَبَنو أَخيهِ وَجُلُّ أَهلِ بَيتِهِ، إِلَّا مُحَمَّدَ بنَ الحَنَفِيَّةِ، فَإِنَّهُ لَمّا عَلِمَ عَزمَهُ عَلَى الخُروجِ عَنِ المَدينَةِ لَم يَدرِ أَينَ يَتَوَجَّهُ.

فَقالَ لَهُ: يا أَخي! أَنتَ أَحَبُّ النّاسِ إِلَيَّ، وَأَعَزُّهُم عَلَيَّ، وَلَستُ

← هذا الّذی تعرف البطحا وطاته   والبیت یعرفه والحل والحرم

"یہ وہ ہیں کہ جنھیں وادیٔ بطحا اور اُس کے تمام علاقے جانتے ہیں۔ انھیں بیت اللہ حل وحرم بھی جانتے ہیں"۔ جب ہشام نے یہ قصیدہ سنا تھا تو اُس نے حکم دیا کہ فرزدق کو قید کر دیا جائے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے اُس کی طرف بارہ ہزار درہم بھیجے۔ آپ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ (سیر اعلام النبلاء: ج ۴، ص ۵۹۵؛ اصابہ: ج ۵، ص ۳۰۰؛ وفیات الاعیان: ج ۴، ص ۹۵؛ رجال کشی: ج ۱، ص ۳۴۳؛ قاموس رجال: ج ۸، ص ۳۸۰)

① انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۷؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۱۰؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۴؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۱۴

أَدَّخِرُ النَّصِيحَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ إِلَّا لَكَ، وَأَنتَ أَحَقُّ بِهَا. تَنَحَّ بِبَيْعَتِكَ عَنْ يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ وَعَنِ الْأَمْصَارِ مَا اسْتَطَعْتَ، ثُمَّ ابْعَثْ رُسُلَكَ إِلَى النَّاسِ فَادْعُهُمْ إِلَى نَفْسِكَ. فَإِنْ تَابَعَكَ النَّاسُ وَبَايَعُوا لَكَ حَمِدْتَ اللهَ عَلَى ذٰلِكَ، وَإِنْ أَجْمَعَ النَّاسُ عَلَى غَيْرِكَ. لَمْ يَنْقُصِ اللهُ بِذٰلِكَ دِينَكَ وَلَا عَقْلَكَ، وَلَا تَذْهَبُ بِهِ مُرُوءَتُكَ وَلَا فَضْلُكَ.

إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَدْخُلَ مِصراً مِنْ هٰذِهِ الْأَمْصَارِ، فَيَخْتَلِفَ النَّاسُ بَيْنَهُمْ، فَمِنْهُمْ طَائِفَةٌ مَعَكَ وَأُخْرَىٰ عَلَيْكَ، فَيَقْتَتِلُونَ. فَتَكُونُ أَنْتَ لِأَوَّلِ الْأَسِنَّةِ. فَإِذَا خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ كُلِّهَا نَفْساً وَأَباً وَأُمّاً، أَضْيَعُهَا دَماً، وَأَذَلُّهَا أَهلاً.

فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: فَأَيْنَ أَذْهَبُ يَا أَخِي؟ قَالَ: إِنْزِلْ مَكَّةَ، فَإِنِ اطْمَأَنَّتِ بِكَ الدَّارُ بِهَا فَسَبِيلُ ذٰلِكَ، وَإِنْ نَبَتْ بِكَ لَحِقْتَ بِالرِّمَالِ وَشَعَفِ الْجِبَالِ، وَخَرَجْتَ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ، حَتَّى تَنْظُرَ مَا يَصِيرُ أَمْرُ النَّاسِ إِلَيْهِ. فَإِنَّكَ أَصْوَبُ مَا تَكُونُ رَأْياً حِينَ تَسْتَقْبِلُ الْأَمْرَ اسْتِقْبَالًا. فَقَالَ: يَا أَخِي! قَدْ نَصَحْتَ وَأَشْفَقْتَ، وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ رَأْيُكَ سَدِيداً مُوَفَّقاً.

"الارشاد میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب مدینہ منورہ سے کوچ کیا تو یہ سوموار کی رات تھی اور ماہِ رجب کی ۲۸ تاریخ تھی۔ اُس وقت آپ مکہ معظمہ کی طرف جا رہے تھے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے بیٹے بھائی، بھتیجے اور اہلِ بیت کے تمام چیدہ چیدہ افراد موجود تھے۔ لیکن اس کاروانِ نُور میں حضرت محمد بن حنفیہ نہیں تھے۔ جب اُنھیں معلوم ہوا کہ امام مدینہ سے کوچ کر رہے ہیں اُنھیں معلوم نہیں تھا کہ امام کس طرف جا رہے ہیں؟

حضرت محمد بن حنفیہؒ امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:
اے برادر! آپؑ میری محبتوں کا مرکز ہیں، میری کائنات آپؑ ہیں۔ تمام مخلوق میں آپؑ سے بڑھ کر کسی کو میں دوست وعزیز نہیں رکھتا اور خیر خواہی کا کلمہ آپؑ سے بڑھ کر کسی کے لیے دُنیا میں میرے منہ سے نہیں نکلے گا۔
آپؑ اپنے لوگوں کے ساتھ یزید بن معاویہ سے اور تمام شہروں سے جہاں تک ہو سکے الگ رہیں اور اپنے قاصدوں کو لوگوں کے پاس بھیج دیں کہ وہ آپؑ کی بیعت کریں۔ اگر لوگ آپؑ کی بیعت کرلیں تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اگر کسی دوسرے کی بیعت پر وہ متفق ہو جائیں تو اس میں آپؑ کے دین وعقل ومروت اور فضیلت کو خدا کوئی ضرر نہیں پہنچنے دے گا۔ ان شہروں میں سے کسی شہر میں لوگوں کی کسی جماعت میں آپؑ کے جانے سے مجھے اِس بات کا ڈر ہے کہ ان میں اختلاف پڑ جائے، ایک گروہ آپ کا حامی ہو اور دوسرا آپؑ کا مخالف ہو، کشت وخون کی نوبت آئے گی تو سب سے پہلے آپؑ کی طرف برچھیوں اور نیزوں کا رُخ ہو جائے گا اور آپؑ سا شخص جو شرفِ ذاتی و خاندانی میں بہتر و بہترین ہے۔ بہت آسانی کے ساتھ اس کا خون بہایا جائے اور تمام اہل وعیال تباہی میں مبتلا ہو جائیں"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے برادر! پھر میں کدھر جاؤں؟
جنابِ حنفیہؒ نے کہا: آپ مکہ معظمہ میں رہائش پذیر ہو جائیں۔ وہاں اگر اطمینان حاصل ہو جائے تو ٹھیک بہ صورتِ دیگر آپ کوہستانوں اور ریگستانوں کی طرف نکل پڑیں۔ وہاں مقامات بدلتے رہیں۔ ایک مقام کو چھوڑ کر دوسری زمین کی طرف چلے آیئے اور دیکھیے کہ اُونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور اس وقت آپؑ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ تمام اُمور کو سامنے کے رُخ سے دیکھیے تو زیادہ تر قرینِ صواب اور مقتضائے عقل کی بات ہے، یعنی زمینی حقائق کو سامنے رکھیں۔

حضرت محمد بن حنفیہؒ کی بات سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: بھائی جان! آپؒ نے خیر خواہی و بھلائی اور محبت و شفقت کا کلمہ کہا۔ اُمید کرتا ہوں کہ آپؒ کی رائے درست اور موافق ہوگی"۔

تاریخ الطبری عن أبی مخنف فی ذِکرِ خُروجِ الإمامِ مِنَ المَدینَةِ: وَأَمّا الحُسَینُ علیہ السلام، فَإِنَّهُ خَرَجَ بِبَنیهِ وَإِخوَتِهِ، وَبَنی أَخیهِ وَجُلِّ أَهلِ بَیتِهِ، إِلّا مُحَمَّدَ بنَ الحَنَفِیَّةِ، فَإِنَّهُ قالَ لَهُ: یا أَخی، أَنتَ أَحَبُّ النّاسِ إِلَیَّ، وَأَعَزُّهُم عَلَیَّ، وَلَستُ أَدَّخِرُ النَّصیحَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الخَلقِ أَحَقَّ بِها مِنكَ.

تَنَحَّ بِتَبِعَتِكَ عَن یَزیدَ بنِ مُعاوِیَةَ وَعَنِ الأَمصارِ مَا استَطَعتَ، ثُمَّ ابعَث رُسُلَكَ إِلَى النّاسِ فَادعُهُم إِلى نَفسِكَ، فَإِن بایَعوا لَكَ حَمِدتَ اللهَ عَلى ذٰلِكَ، وَإِن أَجمَعَ النّاسُ عَلى غَیرِكَ لَم یَنقُصِ اللهُ بِذٰلِكَ دینَكَ وَلا عَقلَكَ، وَلا یَذهَبُ بِهِ مُروءَتُكَ وَلا فَضلُكَ.

إِنّی أَخافُ أَن تَدخُلَ مِصراً مِن هٰذِهِ الأَمصارِ، وَتَأتِیَ جَماعَةً مِنَ النّاسِ، فَیَختَلِفونَ بَینَهُم، فَمِنهُم طائِفَةٌ مَعَكَ وَاُخرى عَلَیكَ، فَیَقتَتِلونَ فَتَكونُ لِأَوَّلِ الأَسِنَّةِ، فَإِذا خَیرُ هٰذِهِ الاُمَّةِ كُلِّها نَفساً وَأَباً وَاُمّاً، أَضیَعُها دَماً، وَأَذَلُّها أَهلاً.

قالَ لَهُ الحُسَینُ علیہ السلام: فَإِنّی ذاهِبٌ یا أَخی، قالَ: فَانزِل مَكَّةَ، فَإِنِ اطمَأَنَّت بِكَ الدّارُ فَسَبیلُ ذٰلِكَ، وَإِن نَبَت بِكَ، لَحِقتَ بِالرِّمالِ وَشَعَفِ الجِبالِ، وَخَرَجتَ مِن بَلَدٍ إِلى بَلَدٍ، حَتّى تَنظُرَ إِلى ما یَصیرُ أَمرُ النّاسِ، وَتَعرِفَ عِندَ ذٰلِكَ الرَّأیَ، فَإِنَّكَ أَصوَبُ ما تَكونُ رَأیاً وَأَحزَمُهُ عَمَلاً حینَ تَستَقبِلُ الاُمورَ استِقبالاً، وَلا تَكونُ الاُمورُ عَلَیكَ أَبَداً أَشكَلَ مِنها حینَ

تَسْتَدِرُّهَا اسْتِدْرَارًا. قَالَ: يَا أَخِي. قَدْ نَصَحْتَ فَأَشْفَقْتَ، فَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ رَأْيُكَ سَدِيدًا مُوَفَّقًا.

"تاریخ طبری میں ابو مخنف سے روایت ہے، سید الانبیاءؐ کے فرزند حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجوں اور اہلِ بیتؑ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو آپؑ کے بھائی حضرت محمد بن حنفیہؒ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

اے برادر! اس وقت اللہ کی اس بھری کائنات میں آپؑ ہی میری محبت کا محور و مرکز ہیں، اور سب سے زیادہ معزز و مکرم و محترم ہیں۔ خیر خواہی و بھلائی کا کلمہ آپؑ سے بڑھ کر کسی کے لیے دُنیا میں میرے منہ سے نہیں نکلے گا، آپؑ اپنے لوگوں کے ساتھ یزید بن معاویہ اور تمام شہروں سے جہاں تک ہو سکے الگ تھلگ رہیے، اپنے قاصدوں کو ہر طرف بھیج دیں۔ وہ لوگوں تک آپؑ کا پیغام پہنچائیں۔ لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیں۔ اگر وہ آپؑ کی بیعت کر لیں تو پھر اللہ سبحانہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اگر وہ کسی دوسرے کی بیعت کر لیں تو اس سے اللہ آپؑ کے دین، دانش، مروت اور فضائل میں کمی نہیں آنے دے گا۔

مجھے خوف و خطرہ اس بات کا ہے کہ آپؑ شہروں میں سے کسی شہر میں داخل ہوں گے۔ کچھ لوگ آپؑ کا ساتھ دیں گے اور کچھ آپؑ کے دشمن کا ساتھ دیں گے تو اُن کے درمیان جنگ چھڑ جائے گی۔ سب سے پہلے برچھیوں اور نیزوں کا نشانہ آپؑ بنیں گے۔ جب کہ آپؑ اپنی شخصیت، خاندان اور والدین کے اعتبار سے کائنات کے ہر فرد سے افضل ہیں۔ ان حالات میں بہت آسانی کے ساتھ آپؑ کا خون بہایا جائے گا اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ کی تذلیل ہو گی"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے برادر! میں نے ہر صورت یہاں

سے جاتا ہے۔ پھر کس طرف جاؤں؟"

حضرت محمد بن حنفیہؒ نے عرض کیا: اے برادر! آپؑ مکہ معظمہ میں جائیں اور وہیں رہ جائیں۔ اگر وہاں کے حالات آپؑ کے حق میں رہیں اور آپؑ کو اطمینان حاصل ہو جائے تو پھر کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہاں تشویش کا ماحول ہو تو پھر ریگستانوں اور کوہستانوں کا رُخ کریں۔ ایک علاقے سے دوسرے علاقے کی طرف چلتے رہیں۔ لوگوں کے حالات پر نظر رکھیں کہ وہ کس طرف جاتے ہیں اور اُن کے حالات کے پیش نظر آپؑ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ تمام اُمور کو وقت کے ساتھ دیکھیں تو زیادہ تر قرین صحت وثواب اور مقتضائے عقل کی بات ہے اور اس سے بڑھ کر مشکل کا سامنا کسی امر میں نہیں ہے کہ اُلٹے رُخ سے اُسے دیکھا جائے۔

امام علیہ السلام نے محمد بن حنفیہؒ کا مشورہ سن کر جواب دیا: اے بھائی! آپ نے خیر خواہی وشفقت کا کلمہ کہا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ کی رائے درست اور موافق ہوگی"۔ ①

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): بَعَثَ حُسَيْنٌ علیہ السلام إِلَى الْمَدِينَةِ. فَقَدِمَ عَلَيْهِ مَنْ خَفَّ مَعَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَهُمْ تِسعَةَ عَشَرَ رَجُلًا. وَنِسَاءٌ وَصِبيَانٌ مِن أَخَوَاتِهِ وَبَنَاتِهِ وَنِسَائِهِم. وَتَبِعَهُم مُحَمَّدُ ابنُ الحَنَفِيَّةِ فَأَدرَكَ حُسَيْنًا علیہ السلام بِمَكَّةَ. وَأَعلَمَهُ أَنَّ الخُرُوجَ لَيسَ لَهُ بِرَأْيٍ يَومَهُ هٰذَا. فَأَبَى الحُسَينُ علیہ السلام أَن يَقبَلَ.

"طبقات الکبریٰ میں روایت ہے، جب سبط اصغر حضرت امام حسین علیہ السلام نے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا تو آپؑ کے اس کاروان میں

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۴۱؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۳۰؛ الفتوح: ج۵، ص ۲۷؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج۱، ص ۱۸۷

حضرت عبدالمطلبؑ کی اولاد تھی۔ ان میں مردوں کی تعداد انیس تھی۔ باقی خاندان کی خواتین اور بچے تھے۔ حضرت محمد بن حنفیہؒ نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: حالات سازگار نہیں ہیں، آپؑ مدینہ منورہ ہی میں رہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن کی بات قبول نہ کی اور آپؑ مکہ کی طرف روانہ ہو گئے"۔ ①

المناقب لابن شهر آشوب: كَانَ مُحَمَّدُ بنُ الحَنَفِيَّةِ وَعَبدُ اللهِ بنُ المُطيعِ نَهَيَاهُ عَنِ الكُوفَةِ. وَقَالَا: إِنَّهَا بَلدَةٌ مَشؤُومَةٌ، قُتِلَ فِيهَا أَبُوكَ، وَخُذِلَ فِيهَا أَخُوكَ. فَالزِمِ الحَرَمَ فَإِنَّكَ سَيِّدُ العَرَبِ، لَا يَعدِلُ بِكَ أَهلُ الحِجَازِ، وَتَتَدَاعَى إِلَيكَ النَّاسُ مِن كُلِّ جَانِبٍ. ثُمَّ قَالَ مُحَمَّدُ ابنُ الحَنَفِيَّةِ: وَإِن نَبَت بِكَ، لَحِقتَ بِالرِّمَالِ وَشَعَفِ الجِبَالِ، وَتَنَقَّلتَ مِن بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ حَتَّى تَفرُقَ لَكَ الرَّأيَ، فَتَستَقبِلُ الأُمُورَ استِقبَالًا، وَلَا تَستَدبِرُهَا استِدبَارًا.

"مناقب ابنِ شہر آشوب میں روایت ہے، حضرت محمد بن حنفیہؒ اور جناب عبداللہ بن مطیع نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو کوفہ جانے سے روکا اور عرض کیا: کوفہ ایک بدبخت اور بے وفا شہر ہے۔ اسی شہر میں آپؑ کے والد شہید کر دیے گئے تھے اور آپؑ کے بھائی کو زخمی کیا گیا تھا اور اُن کی تحقیر کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ حرم میں رہائش پذیر رہیں اور آپؑ سید العرب ہیں۔ اہلِ حجاز آپؑ کو چھوڑ کر کسی دوسری طرف نہیں جا سکتے۔ آپؑ وہیں رہ کر ہر طرف قاصد بھیجیں اور لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دیں۔

① طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۲۵۱؛ تہذیب الکمال: ج۶ ص ۴۲۱؛ سیر اعلام النبلاء: ص ۳۵۳؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج۵، ص ۹؛ تاریخ دمشق: ج۱۴، ص ۲۱۱؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج۶، ص ۲۶۱۲؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸، ص ۱۶۵

اس کے بعد محمد بن حنفیہؒ نے کہا: اگر وہاں حالات سازگار نہ ہوں تو پھر آپؑ ریگستانوں اور کوہستانوں کی طرف چلے جانا اور علاقے بدلتے رہنا۔ کبھی اس علاقے میں اور کبھی اس علاقے میں یہاں تک کہ حالات کروٹ لے لیں۔ تمام اُمور کو سامنے کے رُخ سے دیکھنا چاہیے۔ اُلٹے رُخ سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ فرزندِ رسولؐ نے اُن کے مشورے کو قبول نہ کیا"۔

اثبات الوصیة: خَرَجَ مُحَمَّدُ بنُ الحَنَفِيَّةِ يُشَيِّعُهُ [أَيِ الإِمَامَ الحُسَينَ عليه السلام]. فَقَالَ لَهُ عِندَ الوَدَاعِ: يَا أَبَا عَبدِ اللهِ، اللهَ اللهَ فِي حُرَمِ رَسُولِ اللهِ! فَقَالَ لَهُ: أَبَى اللهُ إِلَّا أَن يَكُنَّ سَبَايَا.

"اثبات الوصیة میں روایت ہے کہ جب محمد بن حنفیہؒ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو الوداع کیا تو آپؒ نے امام علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: یا ابا عبداللہ! اللہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہو بیٹیاں آپؑ کے حوالے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ رب العزت کی مشیت یہی ہے کہ ان مخدرات عصمت وطہارت نے اُس کے راستے میں قید ہونا ہے"۔ [1]

تاریخ الطبری عن هشام بن الولید عمّن شهد ذٰلك: أَقبَلَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام بِأَهلِهِ مِن مَكَّةَ، وَمُحَمَّدُ بنُ الحَنَفِيَّةِ بِالمَدِينَةِ. قَالَ: فَبَلَغَهُ خَبَرُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فِي طَستٍ، قَالَ: فَبَكَى حَتَّى سَمِعتُ وَكفَ دُمُوعِهِ فِي الطَّستِ.

"تاریخ طبری میں ہشام بن الولید سے روایت ہے، جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اہلِ بیتؑ کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف سفر کا عزم کیا (محمد بن حنفیہؒ اس سفر میں اُن کے ساتھ نہیں تھے وہ مدینہ رہ گئے تھے) جب اُن تک یہ خبر پہنچی تو اُس وقت وہ طشت میں وضو کر رہے تھے۔ وہ رونے لگے ہیں، اُن کے آنسوؤں کے طشت میں گرنے کی آوازیں سن رہا

---

[1] اثبات الوصیة: ص ۱۷۶؛ عیون المعجزات: ص ۶۹

تھا"۔ ①

تذكرة الخواص عن الواقدي: لَمَّا بَلَغَ مُحَمَّدَ بنَ الحَنَفِيَّةِ مَسِيرُهُ [أي مسيرُ الحُسَينِ علیہ السلام] وَكَانَ يَتَوَضَّأُ وَبَينَ يَدَيهِ طَشتٌ، فَبَكَى حَتَّى مَلَأَهُ مِن دُمُوعِهِ، وَلَم يَبقَ بِمَكَّةَ إلَّا مَن حَزِنَ لِمَسيرِهِ، وَلَمَّا كَثُرُوا عَلَيهِ، أنشَدَ أبياتَ أخي الأوسِ:

سَأَمضي فَمَا فِي المَوتِ عَارٌ عَلَى الفَتَى
إذَا مَا نَوَى خَيراً وَجَاهَدَ مُغرَماً
وَآسَى الرِّجَالَ الصَّالِحِينَ بِنَفسِهِ
وَفَارَقَ مَثبوراً وَخَالَفَ مُجرِماً
وَإن عِشتُ لَم أُذمَم وَإن مِتُّ لَم أُلَم
كَفَى بِكَ ذُلّاً أن تَعِيشَ وَتُرغَمَا

ثُمَّ قَرَأَ: وَكَانَ أَمرُ اللهِ قَدَرًا مَّقدُورًا.

"تذکرۃ الخواص الواقدی میں روایت ہے، جب حضرت محمد بن حنفیہؒ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے مدینہ چھوڑنے کی خبر سنی تو آپؒ اُس وقت طشت میں وضو کر رہے تھے۔ آپؒ رونے لگے یہاں تک کہ طشت آنسوؤں سے بھر گیا۔ اہل مکہ میں سے جس جس نے امامؑ کے اس سفر کی خبر سنی وہ محزون و مغموم ہوا۔ لیکن جب لوگ آپؒ کے پاس جمع ہوتے تو آپؒ اوس قبیلہ کے ایک مومن بھائی کے اشعار پڑھ دیتے جن کا مفہوم درج ذیل ہے:

"میں موت کا انتخاب کروں گا، کیونکہ اگر کوئی جوان دین اسلام اور مقدس مقاصد پر ایمان رکھتا ہو تو پھر موت اُس کے لیے کوئی ذلت کی بات نہیں ہے، کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی جان کا نذرانہ دے کر ظالموں اور ستم گروں کی مخالفت کرے اور اللہ کے دشمنوں سے دُوری اختیار کرے اور میں خود

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۲؛ انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۷

اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں اور میں ہرگز نہیں چاہتا کہ میں زندہ رہوں، کیونکہ مجھے ایک سخت جنگ میں ایک بہت بڑے دشمن کا سامنا کرنا ہے۔ اگر زندہ رہا تو نادم رہوں گا، اگر موت سے ہم کنار ہو گیا تو مجھے کوئی غم نہ ہوگا اور تمھارے لیے یہی بے عزتی کافی ہے کہ ایسی ذلت آمیز زندگی بسر کرو"۔ آخر میں سورۂ احزاب کی آیت (۳۸) کی تلاوت کرتے: "اور اللہ کی بات انجام تک پہنچ کر رہتی ہے"۔ (تذکرۃ الخواص الواقدی: ص ۲۴۰)

قابلِ غور بات

بعض روایات میں آیا ہے کہ ابھی حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ کی طرف روانہ نہیں ہوئے تھے لیکن آپؑ مکہ جانے کی تیاری کر رہے تھے تو اس وقت حضرت محمد بن حنفیہؒ نے آپؑ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد جب امام علیہ السلام مکہ پہنچے تو وہیں حضرت محمد بن حنفیہ پہنچے اور آپؑ سے ملاقات کی اور امام علیہ السلام کو کوفہ جانے سے روکنے کی بھرپور کوشش کی۔

المسور بن المخرمہ ①

الطبقات الکبریٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة): كَتَبَ إِلَيهِ [أي إِلَى الحُسَينِ] المِسوَرُ بنُ مَخرَمَةَ: إِيَّاكَ أَن تَغتَرَّ بِكُتُبِ أَهلِ العِراقِ، وَيَقولَ لَكَ ابنُ الزُّبَيرِ: اِلحَق بِهِم فَإِنَّهُم ناصِروكَ! إِيَّاكَ أَن تَبرَحَ الحَرَمَ، فَإِنَّهُم إِن كانَت لَهُم بِكَ حاجَةٌ، فَسَيَضرِبونَ إِلَيكَ آباطَ الإِبِلِ حَتّى يُوافوكَ. فَتَخرُجَ في قُوَّةٍ وَعُدَّةٍ. فَجَزّاهُ خَيراً وَقالَ: أَستَخيرُ اللهَ في ذٰلِكَ.

"طبقات الکبریٰ میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف مسور بن مخرمہ نے خط لکھا: آپؑ اہلِ عراق کے دھوکے میں نہ

① المسور بن مخرمہ بن نوفل القرشی الزہری: ابو عبدالرحمٰن۔ ان کی کنیت ابوعثمان بھی ہے۔ ۲ ہجری میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے رسولِ اسلامؐ کی احادیث بیان کی ہیں۔ یہ بہت بڑے فقیہ تھے۔ ہر مجلس شوریٰ ←

آ گئیں۔ ابنِ زبیر نے آپؑ سے جو بات کی ہے آپؑ اس کے ساتھ رہیں۔ یہ لوگ آپؑ کی نصرت کریں گے۔ حرم سے دُور نہ جائیں، حرم میں رہائش پذیر رہیں۔ اگر آپؑ کو وہاں لوگوں کی ضرورت پڑی تو ہر طرف سے لوگ آپؑ کے پاس جمع ہو جائیں گے اور آپؑ کی نصرت کریں گے۔ اسی طرح آپؑ کا خروج بھرپور طاقت کے ساتھ ہوگا۔ نتیجہ آپؑ کے حق میں ہوگا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں اس امر میں اللہ رب العزت سے خیر کا طالب ہوں"۔ (1)

یزید بن الاصم (2)

تاریخ دمشق عن سفیان بن عیینة: كَتَبَ يَزِيدُ بنُ الأَصَمِّ إِلَى الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام حِينَ خَرَجَ: أَمَّا بَعدُ، فَإِنَّ أَهلَ الكُوفَةِ قَد

← میں اپنے ماموں عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ تھے۔ حضرت عثمانؓ کے قتل کے وقت تک مدینہ منورہ میں رہے۔ پھر مکہ معظمہ چلے آئے۔ معاویہ کی وفات تک وہیں رہے۔ انھوں نے یزید کی بیعت سے اس لیے انکار کر دیا تھا کہ وہ شرابی ہے۔ جب یزید کو اس بات کا علم ہوا تو اُس نے گورنر مدینہ کو لکھا تو اُس نے آپ کو کوڑے لگوائے۔ یہ ابن زبیر کے ساتھ مکہ میں بیت اللہ میں تھے اور حجر اسماعیل میں نماز پڑھ رہے تھے۔ منجنیق سے پتھر آیا اور اُس سے زخمی ہوئے اور وفات پا گئے۔ یہ ۶۴ ہجری کا زمانہ تھا۔ (الاستیعاب: ج ۳، ص ۴۵۵؛ معارف ابن قتیبہ: ص ۴۲۹؛ اسد الغابہ: ج ۵، ص ۱۷۰؛ تہذیب الکمال: ج ۲۷، ص ۵۸۱؛ امالی طوسی: ص ۷۲۷)

(1) طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۴۶؛ تہذیب الکمال: ج ۳، ص ۴۱۷؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۵۸؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۰۹

(2) یزید بن الاصم: ابو عوف العامری البکائی الکوفی، آپ تابعین کے سرکردہ لوگوں میں سے تھے۔ کہا گیا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔ بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ رسولِ اسلام کی زوجہ حضرت میمونہ ان کی خالہ تھیں۔ انھوں نے اُس سے فضائل امیر المومنینؑ کی بہت سی احادیث روایت کیں۔ یہ ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں یزید بن عبدالملک کی حکومت کے زمانے میں فوت ہوئے۔ ایک قول ہے کہ یہ ۱۰۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ (سیر اعلام النبلاء: ج ۴، ص ۵۱۷؛ تہذیب الکمال: ج ۳۲، ص ۸۳؛ الاصابہ: ج ۶، ص ۵۲۵؛ امالی طوسی: ص ۵۲۵؛ بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۱۷۷

أَبَوا إِلَّا أَن يُبغِضوكَ، وَقَلَّ مَن أَبغَضَ إِلَّا قَلِقَ، وَإِنِّي أُعيذُكَ بِاللهِ أَن تَكُونَ كَالمُغتَرِّ بِالبَرقِ، وَكَالمُهريقِ مَاءَ لِلسَّرابِ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ أَهلُ الكُوفَةِ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ.

''تاریخ دمشق میں سفیان بن عیینہ سے روایت ہے، یزید بن الاصم نے سرکار حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف اس وقت خط لکھا کہ جب آپ کوفہ کی طرف عازم سفر تھے۔ امابعد! اہلِ کوفہ آپؑ کے دوست نہیں ہیں وہ آپؑ کے دشمن ہیں۔ بہت کم ہے کہ بغض رکھنے والا ساتھ دے۔ میں آپؑ کو خداوند تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں کہ کہیں آپ ان لوگوں کے فریب میں نہ آجائیں۔ پس صبر کیجیے اللہ کا وعدہ حق ہے اور آپؑ کو جوش میں نہ لائیں جو یقین نہیں کرتے''۔ (سورۂ روم: آیت ۶۰) [1]

[1] تاریخ دمشق: ج ۶۵، ص ۱۲۵

ساتویں فصل

مکہ سے کربلا تک

یزید کی کوشش تھی کہ امام خروج نہ کریں

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة) : كَتَبَ يَزِيدُ بنُ مُعاوِيَةَ إلى عَبدِ اللهِ بنِ عَبّاسٍ يُخبِرُهُ بِخُروجِ الحُسَينِ عليه السلام إلى مَكَّةَ : وَنَحسَبُهُ جاءَهُ رِجالٌ مِن أهلِ هذَا المَشرِقِ فَمَنَّوهُ الخِلافَةَ ، وعِندَكَ مِنهُم خِبرَةٌ وتَجرِبَةٌ ، فَإِن كانَ فَعَلَ فَقَد قَطَعَ وَاشِجَ القَرابَةِ ، وأنتَ كَبيرُ أهلِ بَيتِكَ وَالمَنظورُ إلَيهِ ، فَاكفُفهُ عَنِ السَّعيِ فِي الفُرقَةِ.

وَكَتَبَ بِهذِهِ الأَبياتِ إلَيهِ وإلى مَن بِمَكَّةَ وَالمَدينَةِ مِن قُرَيشٍ:

يا أَيُّهَا الرّاكِبُ الغادي لِطِيَّتِهِ
عَلى عُذافِرَةٍ في سَيرِها قُحَمُ
أَبلِغ قُرَيشا عَلى نَأيِ المَزارِ بِها
بَيني وبَينَ حُسَينٍ اللهُ وَالرَّحِمُ
وَمَوقِفٌ بِفِناءِ البَيتِ أَنشُدُهُ
عَهدَ الإِلهِ وَما تُوفى بِهِ الذِّمَمُ
عنيتُمُ قَومَكُم فَخرا بِأُمِّكُمُ
أُمٌّ لَعَمري حَصانٌ عِفَّةٌ كَرَمُ
هِيَ الَّتي لا يُداني فَضلَها أَحَدٌ

بِنتُ الرَّسولِ وَخَيرُ النَّاسِ قَد عَلِموا
وَفَضلُها لَكُمُ فَضلٌ وَغَيرُكُمُ
مِن قَومِكُم لَهُم فِي فَضلِهَا قَسَمُ
إِنِّي لَأَعلَمُ او ظَنًّا كَعالِمِهِ
وَالظَّنُّ يَصدُقُ أَحيانًا فَيَنتَظِمُ
أَن سَوفَ يَترُكُكُم مَا تَدَّعُون بِهَا
قَتلى تَهاداكُمُ العُقبانُ وَالرَّخَمُ
يَا قَومَنا لَا تَشُبُّوا الحَربَ إِذ سَكَنَت
وَمَسِّكُوا بِحِبالِ السِّلمِ وَاعتَصِموا
قَد غَرَّتِ الحَربُ مَن قَد كَانَ قَبلَكُمُ
مِنَ القُرونِ وَقَد بَادَت بِهَا الأُمَمُ
فَأَنصِفوا قَومَكُم لَا تَهلِكوا بَذَخًا
فَرُبَّ ذِي بَذَخٍ زَلَّت بِهِ القَدَمُ

قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيهِ عَبدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ: إِنِّي لَأَرجو أَلَّا يَكُونَ خُروجُ الحُسَينِ علیہ السلام لِأَمرٍ تَكرَهُهُ. وَلَستُ أَدَعُ النَّصِيحَةَ لَهُ فِي مَا يَجمَعُ اللهُ بِهِ الأُلفَةَ. وَيُطفِئُ بِهِ النَّائِرَةَ.

”طبقات الکبریٰ میں روایت ہے کہ یزید بن معاویہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو خط لکھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ کی طرف جارہے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اس مشرق سے کچھ لوگ آئے ہیں کہ جنھوں نے خلافت کی تمنا کی ہے۔ آپؓ کے پاس ان لوگوں میں سے اہلِ خرد اور تجربہ کار لوگ ہیں۔ اگر اُس نے اس طرح کیا ہے جس طرح کہ خبر دی گئی ہے تو اُس نے قرابت کا خیال نہیں رکھا۔ آپؓ اپنے اہلِ بیتؓ کے راس و رئیس ہیں۔ آپؓ انھیں تفرقہ سے روکیں۔

راوی کہتا ہے: یزید نے کچھ اشعار حضرت ابنِ عباسؓ اور اہلِ مکہ و مدینہ کے قریش کی طرف لکھے جن کا مفہوم یہ ہے:

''اے سوار! جس کی سواری اپنی رفتار میں تیز ترین ناقہ سے کہیں بڑھ کر ہے اور اُس کی چال و رفتار میں تیزی اور سکون ہے۔ مدینہ میں بسنے والی قومِ قریش کو میرا پیغام دے وہ قوم فاصلوں اور مسافتوں کے اعتبار سے دُور ہے، لیکن خاندانی قرابت کے اعتبار سے بہت نزدیک ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ میرے اور حسینؑ کے درمیان خاندانی قربت کا ربط و رابطہ ہے۔ بیت اللہ کے صحن میں ایک موقف و معاہدہ ہے۔ میرے اور اُن کے درمیان اللہ اور خاندانی قرابت ہے۔ اس عہد و معاہدہ کی ذمہ داریاں ہیں جو باقی ہیں، ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ تم نے اپنی ماں پر فخر کرتے ہوئے اپنی قوم کو اپنے قریب کیا۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! آپ کی ماں اصل ہے۔ نیکی و عبادت، جود و سخاوت میں بے مثل و مثال ہے۔ اُن کے فضائل و مناقب کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ وہ دخترِ رسولؐ ہیں۔ یہ کائنات جانتی ہے کہ وہ سب سے بہتر و برتر ہیں جو فضائل اُنھیں حاصل ہیں وہ تمھیں حاصل ہیں۔ تمھاری قوم کے علاوہ جن لوگوں کو فضائل دیے ہیں وہ بھی انھی کے دم سے ہیں۔ انھی کے فضائل کا انھیں ایک جز دیا گیا ہے۔ میں خوب جانتا ہوں یا اس چیز کے جاننے والے کی طرح گمان کرتا ہوں۔ کبھی گمان سچ بھی ہوجاتا ہے اور وہ منتظم بھی ہوجاتا ہے۔ تم جس امر کے دعویدار ہو عنقریب میری جنگ تمھیں اس حال میں چھوڑ دے گی کہ عقاب اور کرگس تمھیں تحائف پیش کریں گے۔ اے ہماری قوم! جب جنگ کی آگ خاموش ہوجائے تو اُسے نہ بھڑکاؤ اور مسلم شجر کی شاخوں و رسیوں سے چمٹ جاؤ۔ اپنی حفاظت کا پروگرام بناؤ۔ تم سے پہلے لوگوں نے جنگ کے خوب تجربات حاصل کیے ہیں۔ جنگ سے اقوام تباہ ہوئیں، اپنی قوم سے

انصاف کرو اور غصے میں آ کر ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اکثر غصہ کرنے والوں کے قدم لغزش کھا جاتے ہیں"۔

تذکرۃ الخواص میں الواقدی سے روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ تشریف لائے تو یزید نے حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ کی طرف خط لکھا:

"امابعد! آپ کے چچا زاد بھائی اور اللہ کے دشمن عبداللہ بن زبیر نے میری بیعت کرنے سے انکار کیا ہے اور مکہ چلے گئے ہیں، تاکہ فتنہ برپا کریں اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالیں جہاں تک ابنِ زبیر کی بات ہے اُسی نے ہر صورت قتل ہونا ہے۔ رہی بات حسینؑ بن علیؑ کی، میں اُن کا معاملہ تمھارے حوالے کرتا ہوں، وہ اہلِ بیتؑ سے ہیں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ عراقی شیعوں نے اُن کی طرف خطوط لکھے ہیں اور اُنھوں نے اُن کی طرف خطوط بھیجے ہیں۔ وہ سب خلافت کی اُمید رکھتے ہیں اور حکومت چاہتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اُن کے ساتھ میرا ایک تعلق ہے۔ لیکن حسین علیہ السلام نے ان تمام تعلقات کو توڑ دیا ہے۔

آپ اپنے خاندان کے زعیم و رئیس ہیں اور اپنے شہر کے لوگوں کے امیر ہیں۔ آپ اُن سے ملاقات کریں اور تفرقہ نہ کرنے دیں اور اس اُمت کو فتنہ سے بچائیں۔ اگر وہ آپؑ کی بات قبول کرلیں اور آپؑ کی طرف واپس آجائیں تو اُن کے لیے میری طرف سے امان اور کرامت و واسعہ ہے۔ میں اُن کی خدمت میں اتنا پیش کرتا رہوں گا جتنا میرا باپ اُن کے بھائی کو پیش کرتا تھا۔ اگر وہ اس سے زیادہ کا مطالبہ کریں تو پھر بھی میں حاضر ہوں۔ اس کی ضمانت آپ انھیں دے دیں۔ اپنی ضمانت کو نافذ کریں۔ میری طرف سے یہ مضبوط ترین عہد و معاہدہ ہے، اس سے وہ مطمئن ہوں گے۔ اُن کے تمام اُمور کو اعتماد کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ میرے خط کا فوری جواب دیجیے۔ آپ کی تمام حوائج پوری کردی جائیں گی۔ والسلام!

ہشام بن محمد نے کہا: یزید نے اپنے خط کے نیچے اشعار لکھے کہ جن کا مطلب گزشتہ صفحہ پر موجود ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ کا خط بنام یزید

فَكَتَبَ إِلَيهِ ابنُ عَبَّاسٍ: أَمَّا بَعدُ، فَقَد وَرَدَ كِتَابُكَ تَذكُرُ فِيهِ لَحَاقَ الحُسَينِ علیہ السلام وَابنِ الزُّبَيرِ بِمَكَّةَ. فَأَمَّا ابنُ الزُّبَيرِ فَرَجُلٌ مُنقَطِعٌ عَنَّا بِرَأيِهِ وَهَوَاهُ، يُكَاتِمُنَا مَعَ ذَلِكَ أَضغَاناً يُسِرُّهَا فِي صَدرِهِ، يُورِي عَلَينَا وَرِيَ الزِّنَادِ، لَا فَكَّ اللهُ أَسِيرَهَا. فَارأَ فِي أَمرِهِ مَا أَنتَ رَاءٍ.

وَأَمَّا الحُسَينُ علیہ السلام، فَإِنَّهُ لَمَّا نَزَلَ مَكَّةَ، وَتَرَكَ حَرَمَ جَدِّهِ وَمَنَازِلَ آبَائِهِ، سَأَلتُهُ عَن مَقدَمِهِ، فَأَخبَرَنِي أَنَّ عُمَّالَكَ فِي المَدِينَةِ أَسَاؤُوا إِلَيهِ، وَعَجَّلُوا عَلَيهِ بِالكَلَامِ الفَاحِشِ، فَأَقبَلَ إِلَى حَرَمِ اللهِ مُستَجِيراً بِهِ. وَسَأَلقَاهُ فِيمَا أَشَرتَ إِلَيهِ، وَلَن أَدَعَ النَّصِيحَةَ فِيمَا يَجمَعُ اللهُ بِهِ الكَلِمَةَ، وَيُطفِئُ بِهِ النَّائِرَةَ، وَيُخمِدُ بِهِ الفِتنَةَ، وَيَحقُنُ بِهِ دِمَاءَ الأُمَّةِ.

فَاتَّقِ اللهَ فِي السِّرِّ وَالعَلَانِيَةِ، وَلَا تَبِيتَنَّ لَيلَةً وَأَنتَ تُرِيدُ لِمُسلِمٍ غَائِلَةً، وَلَا تَرصُدهُ بِمَظلَمَةٍ، وَلَا تَحفِر لَهُ مَهوَاةً، فَكَم مِن حَافِرٍ لِغَيرِهِ حَفراً وَقَعَ فِيهِ، وَكَم مِن مُؤَمِّلٍ أَمَلاً لَم يُؤتَ أَمَلَهُ. وَخُذ بِحَظِّكَ مِن تِلَاوَةِ القُرآنِ وَنَشرِ السُّنَّةِ، وَعَلَيكَ بِالصِّيَامِ وَالقِيَامِ، لَا تَشغَلكَ عَنهُمَا مَلَاهِي الدُّنيَا وَأَبَاطِيلُهَا، فَإِنَّ كُلَّ مَا شُغِلتَ بِهِ عَنِ اللهِ يَضُرُّ وَيَفنَى، وَكُلَّ مَا اشتَغَلتَ بِهِ مِن أَسبَابِ الآخِرَةِ يَنفَعُ وَيَبقَى، وَالسَّلَامُ.

”حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ نے یزید کی طرف لکھا: امابعد! تیرا خط ملا

جس میں تُو نے حسین علیہ السلام اور ابن زبیر کا ذکر کیا کہ وہ مکہ کی طرف چلے گئے ہیں۔ جہاں تک ابن زبیر کی بات ہے وہ ایک ایسا مرد ہے کہ اُس کے راستے ہم سے جدا ہیں، اس کی رائے اور ہے اور ہماری رائے اور ہے۔ اس کے دل میں ہمارے لیے جو کینہ و بُغض ہے وہ اُسے اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے۔ جب وہ اپنے اس کینہ و بُغض کی آگ کو ہمارے خلاف ظاہر کرتا ہے تو ایسے جیسے آگ شعلہ ور ہوتی ہے۔ اُس کے بارے میں جو تیری رائے ہے وہی میری رائے ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ میں رہائش پذیر ہیں۔ آپؑ نے اپنے جدِ بزرگوار کا حرم اور اپنے آباؤ اجداد کی منازل چھوڑ دی ہیں۔ تو نے اُن کے اِس اقدام کے متعلق پوچھا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مدینہ منورہ میں تیرے گورنر اور حکومتی لوگوں نے اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا اور اُن کی شان میں گستاخی کی ہے، اس لیے اُنھوں نے بیت اللہ کا رُخ کیا ہے کہ وہاں پناہ لیں۔ جن باتوں کے بارے میں تُو نے مجھے کہا ہے میں جلد اُن سے ملاقات کروں گا اور اپنی بات منوانے کی بھرپور کوشش کروں گا کہ اللہ سب کو ایک کلمہ پر جمع رکھے۔ بُغض و کینہ کی آگ خاموش ہو جائے اور فتنہ و فساد کی آگ بجھ جائے اور اُمت کے درمیان کشت و خون ریزی نہ ہو۔ خلوت و جلوت میں اللہ سے ڈرتے رہو، تمھارے شب و روز مسلمانوں کی خدمت میں گزریں نہ کہ ان پر مظالم ڈھانے میں۔ اُن کے لیے گڑھا مت کھودنا۔ بس کس قدر وہ لوگ ہیں جو دوسروں کے لیے گڑھے کھودتے ہیں اور خود جا گرتے ہیں۔ کتنے لوگ اُمیدوں سے وابستہ اور دل بستہ ہوتے ہیں لیکن سوائے یاس و حرمان سے انھیں کچھ نہیں ملتا۔ روزانہ قرآن مجید کی تلاوت کر اور نبی کریمؐ کی سنت کی نشر و اشاعت میں مصروف رہ۔ تجھ پر قیام و صیام واجب ہیں، اس لیے ان کو اپنے اُوپر لازم کر۔ لہو و لعب سے

اپنے آپ کو بچا کر رکھ۔ اگر تو ان باتوں میں معروف رہا تو یہ تجھے اللہ سے دُور کردیں گی۔ اللہ رب العزت سے دُوری فنا اور ظلم و ضرر ہے۔ جب تو اسبابِ آخرت میں معروف رہے گا تو اس میں نفع ہی نفع اور بقا ہی بقا ہے"۔ والسلام! (۱)

الفتوح میں روایت ہے کہ یزید بن معاویہ نے شام سے اہلِ مدینہ کے قریش اور غیر قریش کی طرف ڈاک کے ذریعے خط بھیجا، جس میں اشعار تھے جن کا مفہوم گذشتہ صفحات میں موجود ہے، تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اہلِ مدینہ نے ان اشعار کو جب پڑھا تو اس بات کی طرف متوجہ ہوئے کہ یہ اشعار کس کے ہیں؟ آخر وہ اس نکتے پر پہنچے کہ یہ خط حسینؑ بن علیؑ کے نام ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس کے جواب میں سورہ یونس کی آیت ۴۱ لکھ کر بھیج دی۔

وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ

"میرے لیے میرے اعمال ہیں اور تمھارے لیے تمھارے اعمال، تم اس سے بے تعلق ہو جو میں کرتا ہوں اور میں بے سروکار ہوں اُس سے جو تم کرتے ہو"۔ (۲)

﴿یزید کا پروانہ کہ امامؑ کو مکہ میں قتل کردو﴾

الملهوف عن محمّد بن داؤد القمي بالإسناد عن أبي عبدالله [الصادق] علیہ السلام: جاءَ مُحَمَّدُ بنُ الحَنَفِيَّةِ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام فِي اللَّيلَةِ الَّتي أرادَ الحُسَينُ علیہ السلام الخُروجَ فيصَبيحَتِهَا عَن مَكَّةَ، فَقالَ لَهُ: يا أخي، إنَّ أهلَ الكوفَةِ مَن قَد عَرَفتَ غَدرَهُم بِأَبيكَ وأَخيكَ، وَقَد خِفتُ أن يَكونَ حالُكَ كَحالِ مَن مَضى، فَإِن رَأَيتَ أن

---

(۱) تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۷

(۲) الفتوح: ج ۵، ص ۶۸

تُقِيمَ، فَإِنَّكَ أَعَزُّ مَن بِالحَرَمِ وأَمنَعُهُ. فَقَالَ: يَا أَخِي، قَد خِفتُ أَن يَغتَالَنِي يَزِيدُ بنُ مُعاوِيَةَ بِالحَرَمِ، فَأَكُونَ الَّذِي يُستَبَاحُ بِهِ حُرمَةُ هٰذَا البَيتِ. فَقَالَ لَهُ ابنُ الحَنَفِيَّةِ: فَإِن خِفتَ ذٰلِكَ فَصِر إِلَى اليَمَنِ أَو بَعضِ نَوَاحِي البَرِّ، فَإِنَّكَ أَمنَعُ النَّاسِ بِهِ، وَلَا يَقدِرُ عَلَيكَ أَحَدٌ.

فَقَالَ: أَنظُرُ فِيمَا قُلتَ. فَلَمَّا كَانَ السَّحَرُ ارتَحَلَ الحُسَينُ علیہ السلام، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابنَ الحَنَفِيَّةِ، فَأَتَاهُ فَأَخَذَ زِمَامَ نَاقَتِهِ وَقَد رَكِبَهَا، فَقَالَ: يَا أَخِي، أَلَم تَعِدنِي النَّظَرَ فِيمَا سَأَلتُكَ؟ قَالَ: بَلَى. قَالَ: فَمَا حَدَاكَ عَلَى الخُرُوجِ عَاجِلًا؟ فَقَالَ: أَتَانِي رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَعدَ مَا فَارَقتُكَ، فَقَالَ: يَا حُسَينُ اخرُج، فَإِنَّ اللهَ قَد شَاءَ أَن يَرَاكَ قَتِيلًا. فَقَالَ مُحَمَّدُ ابنُ الحَنَفِيَّةِ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ. فَمَا مَعنَى حَملِكَ هٰؤُلَاءِ النِّسَاءَ مَعَكَ وَأَنتَ تَخرُجُ عَلَى مِثلِ هٰذَا الحَالِ؟ قَالَ: فَقَالَ لَهُ: قَد قَالَ لِي: إِنَّ اللهَ قَد شَاءَ أَن يَرَاهُنَّ سَبَايَا. وَسَلَّمَ عَلَيهِ وَمَضَى.

"الملھوف میں محمد بن داؤد القمی نے یہ اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے۔ حضرت محمد بن حنفیہؒ اُس رات حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے، جس کی صبح آپؑ مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے تھے۔ عرض کیا: اے برادر! آپؑ اہل کوفہ کو اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ انھوں نے آپؑ کے والد گرامی اور برادر بزرگوار کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ انھوں نے دھوکے سے کام لیا۔ مجھے خوف ہے کہ یہ لوگ آپؑ کے ساتھ بھی وہی ماضی والا سلوک کریں گے۔ اگر آپؑ مناسب سمجھیں تو یہاں مکہ معظمہ میں رہائش پذیر ہو جائیں، کیونکہ ان لوگوں میں آپ معزز و محترم ہیں، یہ سب آپؑ کی حفاظت کریں گے۔

فرزند رسولؐ نے جواب دیا: اے برادر! مجھے خوف ہے کہ یزید مجھے یہاں حرم میں دھوکے سے قتل کرا دے گا تو اس لحاظ سے بیت اللہ کی حرمت ختم ہو کر رہ جائے گی۔

حضرت محمد بن حنفیہؒ نے عرض کیا: اگر آپؑ یہاں اس بات سے پریشان ہیں تو پھر یمن کی طرف چلے جائیں یا اُن علاقوں کی طرف چلے جائیں جو یہاں سے دُور دراز ہیں۔ اس طریقے سے آپؑ محفوظ رہیں گے اور کوئی آپؑ پر قادر نہ ہو سکے گا۔

آپؑ نے فرمایا: آپ نے جو کچھ کہا ہے میں اس بارے میں سوچوں گا۔

جب وقتِ سحر آیا تو امام علیہ السلام کوفہ کی طرف اپنے کارواں کے ساتھ رواں دواں ہو چکے تھے۔ جب یہ خبر حضرت محمد بن حنفیہ تک پہنچی تو وہ فوراً آئے اور امام علیہ السلام کی ناقہ کی زمام پکڑی اور عرض کیا: یا اخی! آپؑ نے وعدہ کیا تھا کہ میں سوچوں گا لیکن آپؑ جواب دیے بغیر چل پڑے۔ اس قدر جلدی کیوں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب آپ مجھ سے چلے گئے تھے تو رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں میرے پاس آئے اور اُنھوں نے فرمایا: اے حسینؑ! یہاں سے چلیں، اللہ رب العزت آپ کو اپنے راستے میں مقتول دیکھنا چاہتا ہے۔

حضرت محمد بن حنفیہؒ نے یہ سن کر عرض کیا: ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہماری بازگشت اُس کی طرف ہے لیکن خواتین کو اپنے ہمراہ لے کر کیوں جا رہے ہیں جب کہ حالات آپؑ کے حق میں نہیں ہیں؟

آپؑ نے حضرت محمد بن حنفیہ کو جواب دیا: اللہ رب العزت انھیں اپنی رضا کے لیے قیدی دیکھنا چاہتا ہے۔ آپؑ نے سلام کیا اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ (الملھوف: ص ۱۲۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۴)

الملهوف عن معمر بن المثنى في مقتل الحسين عليه السلام: فلمّا كان

يَوْمُ التَّرْوِيَةِ، قَدِمَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ إِلَى مَكَّةَ فِي جُنْدٍ كَثِيفٍ، قَدْ أَمَرَهُ يَزِيدُ أَنْ يُنَاجِزَ الْحُسَيْنَ علیہ السلام الْقِتَالَ إِنْ هُوَ نَاجَزَهُ، أَوْ يُقَاتِلَهُ إِنْ قَدَرَ عَلَيْهِ، فَخَرَجَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام يَوْمَ التَّرْوِيَةِ.

"الملهوف میں معمر بن المثنی سے روایت ہے، آٹھ ذی الحجہ کا دن تھا کہ عمرو بن سعید بن العاص (1) ایک بھاری لشکر کے ساتھ مکہ معظمہ آیا۔ اُسے یزید نے اس لیے بھیجا تھا کہ وہ مکہ جائے اور اگر اس کے لیے ممکن ہو تو وہ حسین علیہ السلام سے جنگ کرے۔ امام علیہ السلام کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپؑ نے یوم ترویہ (2) مکہ چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے"۔ (3)

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن الفرزدق: لَقِيتُ حُسَيْناً علیہ السلام، فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ! لَوْ أَقَمْتَ حَتَّى يَصْدُرَ النَّاسُ لَرَجَوْتُ أَنْ يَتَقَصَّفَ أَهْلُ الْمَوْسِمِ مَعَكَ.

---

(1) عمرو بن سعید بن العاص بن سعید بن أمیہ المعروف أشدق: تابعی تھا۔ یہ رسولؐ اسلام کے اس فرمان کا مصداق ہے کہ آپؐ نے فرمایا تھا: بنی اُمیہ کے جابر بادشاہوں میں ایک جابر کی میرے منبر پر نکسیر پھوٹے گی۔ یہ منبر رسولؐ پر تھا اور وہیں اس کے ناک سے خون نکلا جو اس نے آپؐ کے منبر پر گرایا۔ اس کا لقب لَطِيمُ الشَّيْطَان یعنی "شیطان کا طمانچہ" تھا۔ یہ پہلا شخص ہے کہ جس نے ابن زبیر کی مخالفت میں نماز کے دوران بسم اللہ کو بالاخفات پڑھنے کا آغاز کیا۔ ابن زبیر بالجہر پڑھتا تھا۔ ولید بن عتبہ کے بعد یہ معاویہ اور یزید کے زمانوں میں مدینہ منورہ کا گورنر رہا۔ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا میں شہید ہوئے تو اس وقت یہ مدینہ کا گورنر تھا۔ ۶۹ ہجری میں عبدالملک بن مروان نے پہلے اسے امان دی اور پھر قتل کر دیا۔ ابن حجر نے لکھا ہے کہ اسے ۷۰ ہجری میں قتل کیا گیا۔ مزید معلومات کے لیے درج ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں: المسند احمد بن حنبل: ج ۳، ص ۶۱۰؛ طبقات کبریٰ: ج ۵، ص ۲۳۷؛ تھذیب التھذیب: ج ۳، ص ۳۲۵؛ تقریب التھذیب: ج ۲، ص ۷۶؛ الاصابہ: ج ۵، ص ۲۲۵

(2) یوم ترویہ: آٹھ ذی الحجہ کا دن ہے۔ اس دن کو ترویہ کا نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ اس دن حجاج کرام میدان عرفات میں جانے کے لیے پانی کا انتظام کرتے تھے۔

(3) الملهوف: ص ۵۸

فَقَالَ: لَمْ آمَنْهُمْ يَا أَبَا فِرَاسٍ.

"طبقات الکبریٰ میں فرزدق سے روایت ہے، میں نے فرزند علیؑ و بتولؑ حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی اور عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں۔ اگر آپؑ یہاں بیت اللہ میں قیام کریں تو مجھے اُمید ہے کہ یہاں آپؑ کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو جائیں گے۔

آپؑ نے جواب دیا: اے ابو فراس! میں یہاں غیر محفوظ ہوں"۔ ①

الإرشاد: لَمَّا أَرَادَ الْحُسَيْنُ عليه السلام التَّوَجُّهَ إِلَى الْعِرَاقِ، طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَأَحَلَّ مِنْ إِحْرَامِهِ وَجَعَلَهَا عُمْرَةً؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَتَمَكَّنْ مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ، مَخَافَةَ أَنْ يُقْبَضَ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَيُنْفَذَ إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ. فَخَرَجَ عليه السلام مُبَادِراً بِأَهْلِهِ وَوُلْدِهِ وَمَنِ انْضَمَّ إِلَيْهِ مِنْ شِيعَتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ خَبَرُ مُسْلِمٍ قَدْ بَلَغَهُ لِخُرُوجِهِ يَوْمَ خُرُوجِهِ عَلَى مَا ذَكَرْنَاهُ.

فَرُوِيَ عَنِ الْفَرَزْدَقِ الشَّاعِرِ أَنَّهُ قَالَ: حَجَجْتُ بِأُمِّي فِي سَنَةِ سِتِّينَ، فَبَيْنَا أَنَا أَسُوقُ بَعِيرَهَا حِينَ دَخَلْتُ الْحَرَمَ، إِذْ لَقِيتُ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عليه السلام خَارِجاً مِنْ مَكَّةَ، مَعَهُ أَسْيَافُهُ وَتِرَاسُهُ.

فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقِطَارُ؟ فَقِيلَ: لِلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام. فَأَتَيْتُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ لَهُ: أَعْطَاكَ اللهُ سُؤْلَكَ وَأَمَلَكَ فِيمَا تُحِبُّ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! مَا أَعْجَلَكَ عَنِ الْحَجِّ؟

فَقَالَ: لَوْ لَمْ أَعْجَلْ لَأُخِذْتُ.

"الارشاد میں روایت ہے، جب امامِ وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو آپؑ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا و مروہ کے

① طبقاتِ کبریٰ: ج۱، ص ۴۵۵

درمیان سعی کی۔ اس کے بعد اِحرام اُتار دیا، کیونکہ آپؑ نے عمرہ کی نیت کی تھی۔ آپؑ اس وقت حج پر قادر نہیں تھے کیونکہ آپؑ تک یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ یزید نے مکہ میں اپنے آدمی بھیج دیئے ہیں۔ اُن سے ہر کام کی توقع تھی اس لیے آپؑ اپنے کاروان کے ساتھ فوراً مکہ سے روانہ ہو گئے۔ ابھی آپ تک حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کے خروج کی خبر نہیں پہنچی تھی۔

فرزدق شاعر سے مروی ہے کہ ۶۰ ہجری میں میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج کے سفر پر تھا۔ جونہی میں حدودِ حرم میں داخل ہوا تو حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ اُس وقت آپؑ مکہ معظمہ سے خارج ہو رہے تھے۔ آپؑ کا سارا کارواں مسلح تھا۔

میں نے عرض کیا: یہ کارواں کس کا ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ حضرت حسینؑ بن علی علیہ السلام کا کارواں ہے۔ میں آپؑ کے حضور حاضر ہوا۔ آپؑ کو سلام کیا اور عرض کیا: اللہ رب العزت آپؑ کو اپنے مشن میں کامیاب کرے۔

اے فرزند رسولؐ! میرا باپ اور میری ماں آپؑ پر قربان ہو جائیں۔ حج کے ایام ہیں، آپؑ نے حج ادا کیوں نہیں کیا؟ امام علیہ السلام نے جواب دیا: اس لیے حج ادا نہیں کیا کہ کہیں یہاں شہید نہ کر دیا جاؤں"۔ [1]

امامؑ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے درمیان مکالمہ

تاریخ الطبری عن عقبة بن سمعان: إِنَّ حُسَيْنًا علیہ السلام لَمَّا أَجْمَعَ الْمَسِيرَ إِلَى الْكُوفَةِ. أَتَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: يَابْنَ عَمِّ! إِنَّكَ قَدْ أَرْجَفَ النَّاسُ أَنَّكَ سَائِرٌ إِلَى الْعِرَاقِ. فَبَيِّنْ لِي مَا أَنْتَ صَانِعٌ؛

قَالَ: إِنِّي قَدْ أَجْمَعْتُ الْمَسِيرَ فِي أَحَدِ يَوْمَيَّ هٰذَيْنِ. إِنْ شَاءَ اللهُ

---

(1) ارشاد: ج ۲، ص ۶۷؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۵؛ مثیر الاحزان: ص ۳۸؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۴

تَعالٰی. فَقَالَ لَهُ ابنُ عَبَّاسٍ : فَإِنِّي أُعِيذُكَ بِاللهِ مِن ذٰلِكَ ، أَخبِرنِي رَحِمَكَ اللهُ أَتَسِيرُ إِلَى قَومٍ قَد قَتَلُوا أَمِيرَهُم ، وَضَبَطُوا بِلَادَهُم ، وَنَفَوا عَدُوَّهُم ؟ فَإِن كَانُوا قَد فَعَلُوا ذٰلِكَ فَسِر إِلَيهِم ، وَإِن كَانُوا إِنَّمَا دَعَوكَ إِلَيهِم وَأَمِيرُهُم عَلَيهِم ، قَاهِرٌ لَهُم ، وَعُمَّالُهُ تَجبِي بِلَادَهُم ، فَإِنَّهُم إِنَّمَا دَعَوكَ إِلَى الحَربِ وَالقِتَالِ ، وَلَا آمَنُ عَلَيكَ أَن يَغُرُّوكَ وَيُكَذِّبُوكَ وَيُخَالِفُوكَ وَيَخذُلُوكَ ، وَأَن يَستَنفِرُوا إِلَيكَ ، فَيَكُونُوا أَشَدَّ النَّاسِ عَلَيكَ.

فَقَالَ لَهُ حُسَينٌ علیہ السلام : وَإِنِّي أَستَخِيرُ اللهَ وَأَنظُرُ مَا يَكُونُ. قَالَ : فَخَرَجَ ابنُ عَبَّاسٍ مِن عِندِهِ ، وَأَتَاهُ ابنُ الزُّبَيرِ فَحَدَّثَهُ سَاعَةً ، ثُمَّ قَالَ : مَا أَدرِي مَا تَركُنَا هٰؤُلَاءِ القَومَ وَكَفُّنَا عَنهُم ، وَنَحنُ أَبنَاءُ المُهَاجِرِينَ ، وَوُلَاةُ هٰذَا الأَمرِ دُونَهُم ، خَبِّرنِي مَا تُرِيدُ أَن تَصنَعَ ؟

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام : وَاللهِ لَقَد حَدَّثتُ نَفسِي بِإِتيَانِ الكُوفَةِ ، وَلَقَد كَتَبَ إِلَيَّ شِيعَتِي بِهَا وَأَشرَافُ أَهلِهَا ، وَأَستَخِيرُ اللهَ.
فَقَالَ لَهُ ابنُ الزُّبَيرِ : أَمَا لَو كَانَ لِي بِهَا مِثلُ شِيعَتِكَ مَا عَدَلتُ بِهَا. قَالَ : ثُمَّ إِنَّهُ خَشِيَ أَن يَتَّهِمَهُ فَقَالَ : أَمَا إِنَّكَ لَو أَقَمتَ بِالحِجَازِ ، ثُمَّ أَرَدتَ هٰذَا الأَمرَ هَاهُنَا ، مَا خُولِفَ عَلَيكَ إِن شَاءَ اللهُ. ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ مِن عِندِهِ.

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام : هَا إِنَّ هٰذَا لَيسَ شَيءٌ يُؤتَاهُ مِنَ الدُّنيَا أَحَبَّ إِلَيهِ مِن أَن أَخرُجَ مِنَ الحِجَازِ إِلَى العِرَاقِ ، وَقَد عَلِمَ أَنَّهُ لَيسَ لَهُ مِنَ الأَمرِ مَعِي شَيءٌ ، وَأَنَّ النَّاسَ لَم يَعدِلُوهُ بِي ، فَوَدَّ أَنِّي خَرَجتُ مِنهَا لِتَخلُوَ لَهُ.

قَالَ: فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَشِيِّ أَوْ مِنَ الْغَدِ أَتَى الْحُسَيْنَ عليه السلام عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ. فَقَالَ: يَا ابْنَ عَمِّ، إِنِّي أَتَصَبَّرُ وَلَا أَصْبِرُ، إِنِّي أَتَخَوَّفُ عَلَيْكَ فِي هٰذَا الْوَجْهِ الْهَلَاكَ وَالْاِسْتِئْصَالَ، إِنَّ أَهْلَ الْعِرَاقِ قَوْمٌ غُدُرٌ فَلَا تَقْرَبَنَّهُمْ، أَقِمْ بِهٰذَا الْبَلَدِ فَإِنَّكَ سَيِّدُ أَهْلِ الْحِجَازِ. فَإِنْ كَانَ أَهْلُ الْعِرَاقِ يُرِيدُونَكَ كَمَا زَعَمُوا، فَاكْتُبْ إِلَيْهِمْ فَلْيَنْفُوا عَدُوَّهُمْ، ثُمَّ اقْدَمْ عَلَيْهِمْ. فَإِنْ أَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تَخْرُجَ، فَسِرْ إِلَى الْيَمَنِ. فَإِنَّ بِهَا حُصُونًا وَشِعَابًا، وَهِيَ أَرْضٌ عَرِيضَةٌ طَوِيلَةٌ، وَلِأَبِيكَ بِهَا شِيعَةٌ، وَأَنْتَ عَنِ النَّاسِ فِي عُزْلَةٍ فَتَكْتُبُ إِلَى النَّاسِ، وَتُرْسِلُ وَتَبُثُّ دُعَاتَكَ. فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يَأْتِيَكَ عِنْدَ ذٰلِكَ الَّذِي تُحِبُّ فِي عَافِيَةٍ.

فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عليه السلام: يَا ابْنَ عَمِّ، إِنِّي وَاللهِ لَأَعْلَمُ أَنَّكَ نَاصِحٌ مُشْفِقٌ، وَلٰكِنِّي قَدْ أَزْمَعْتُ وَأَجْمَعْتُ عَلَى الْمَسِيرِ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنْ كُنْتَ سَائِرًا فَلَا تَسِرْ بِنِسَائِكَ وَصِبْيَتِكَ. فَوَاللهِ إِنِّي لَخَائِفٌ أَنْ تُقْتَلَ كَمَا قُتِلَ عُثْمَانُ، وَنِسَاؤُهُ وَوُلْدُهُ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَقَدْ أَقْرَرْتَ عَيْنَ ابْنِ الزُّبَيْرِ بِتَخْلِيَتِكَ إِيَّاهُ وَالْحِجَازَ، وَالْخُرُوجِ مِنْهَا، وَهُوَ يَوْمٌ لَا يَنْظُرُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مَعَكَ، وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ إِذَا أَخَذْتُ بِشَعْرِكَ وَنَاصِيَتِكَ حَتَّى يَجْتَمِعَ عَلَيَّ وَعَلَيْكَ النَّاسُ أَطَعْتَنِي، لَفَعَلْتُ ذٰلِكَ. قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ عِنْدِهِ، فَمَرَّ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: قَرَّتْ عَيْنُكَ يَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، ثُمَّ قَالَ:

يَا لَكِ مِنْ قُبَّرَةٍ بِمَعْمَرِ   خَلَا لَكِ الْجَوُّ فَبِيضِي وَاصْفِرِي

وَنَقِّرِي مَا شِئْتِ أَنْ تُنَقِّرِي

هٰذَا حُسَيْنٌ عليه السلام يَخْرُجُ إِلَى الْعِرَاقِ، وَعَلَيْكَ بِالْحِجَازِ.

تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعان سے روایت ہے: جب عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی روانگی کا ذکر سنا تو وہ آپؑ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے میرے بھائی! لوگوں میں چرچا ہے کہ آپؑ عراق کی طرف روانہ ہونے والے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ آپؑ کا ارادہ کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ان شاء اللہ انھیں دو دنوں کے اندر روانہ ہو جاؤں گا۔

ابنِ عباسؓ نے کہا: میں آپؑ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں آپؑ ایسا نہ کریں۔ خدا آپؑ پر رحم کرے مجھے یہ بتائیں آپؑ ان لوگوں کی طرف جاتے ہیں کہ جن لوگوں نے اپنے حاکم کو قتل کر ڈالا ہے اور اپنے شہروں کے انتظامات اپنے ہاتھ میں لے لیے ہیں۔ اپنے دشمن کو وہاں سے نکال چکے ہیں۔ اگر وہ یہ سب کچھ وہ پہلے کر چکے ہیں تو پھر آپؑ چلے جائیے۔ اگر اُن کی یہ بات ہے کہ اُنھوں نے فقط آپؑ کو بلایا ہے اور حاکم اُن پر اسی طرح مسلط ہے اُسی کے عہدہ دار شہروں سے خراج وصول کر رہے ہیں تو پھر یہ لوگ آپؑ کو جنگ و جدال کے لیے بلا رہے ہیں۔ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ لوگ آپؑ کو دھوکا دیں گے، آپؑ کو جھٹلائیں گے، آپؑ کی مخالفت کریں گے، آپؑ کا ساتھ چھوڑ دیں گے، اگر وہ آپؑ پر حملہ آور ہوں گے تو پھر اُن کا آپؑ پر حملہ شدید ترین ہوگا۔

امام علیہ السلام نے جواب دیا: میں خدا سے خیر کا طالب ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ کیا ہوتا ہے؟

حضرت امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر کے درمیان مذاکرات

جنابِ ابنِ عباسؓ وہاں سے اُٹھے تو ابنِ زبیر وہاں آ گئے۔ کچھ دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ پھر کہنے لگے: میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قوم کو ہم کیوں چھوڑ دیں؟ کیوں اُن سے باز رہیں؟ ہم تو مہاجرین کی

اولاد میں سے ہیں اور اُن سے بڑھ کر ریاست کے حق دار ہیں۔ آپؑ اپنا ارادہ بتائیں اس وقت آپؑ کا فیصلہ کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میرا دل تو یہی کہتا ہے کہ میں کوفہ چلا جاؤں، وہاں کے اشراف نے اور میرے چاہنے والوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں اور میں خدا سے خیر کا خواست گار ہوں۔

یہ سن کر ابنِ زبیر نے کہا: آپؑ کے چاہنے والوں کی مثال اگر وہاں میرے لوگ ہوتے تو میں اُن سے انحراف نہ کرتا۔ یہ کہہ کر ابنِ زبیر کو خوف لاحق ہوا کہ میرے ان الفاظ سے امامؑ مجھ پر کوئی دوسرا گمان نہ کریں۔ میں نے فوراً کہا: اگر آپؑ حجاز میں رہ کر اس ریاست کا ارادہ کریں تو ان شاء اللہ کوئی بھی آپؑ کی مخالفت نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر ابنِ زبیر وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص کو اس وقت دنیا کی کسی شے کی اتنی آرزو نہیں ہے جتنی اس بات کی ہے کہ میں حجاز سے عراق کی طرف چلا جاؤں۔ وہ خوب جانتا ہے کہ میرے ہوتے ہوئے اُسے ریاست نہیں مل سکتی۔ لوگ اُسے میرے برابر نہیں سمجھتے، اس لیے چاہتا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اور اُس کے لیے میدان خالی ہو جائے"۔

حضرت ابنِ عباسؓ کا امامؑ کو یمن جانے کا مشورہ

پھر اُسی دن کی شام یا دوسرے دن کی صبح کے وقت ابنِ عباسؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے برادر! میں چاہتا ہوں کہ صبر کروں لیکن صبر نہیں ہوتا۔ جو راستہ آپؑ نے اختیار کر رکھا ہے اس راستے میں مجھے آپؑ کے قتل اور مارے جانے کا خوف ہے۔ اہلِ عراق دغا پیشہ لوگ ہیں۔ ہرگز اُن کے پاس نہ جائیں۔ اس شہر میں قیام

کریں کہ تم اہلِ حجاز کے امیر و رئیس ہو۔ اگر اہلِ عراق آپؑ کو بلا رہے ہیں تو انھیں لکھو کہ وہ اپنے دشمن سے پیچھا چھڑا لیں۔ پھر اُن کے پاس جاؤ۔ اگر آپؑ میری اس بات کو نہیں مانتے اور یہاں سے ہر صورت جانا ہی منظور ہے تو آپؑ یمن کی طرف تشریف لے جائیں۔ وہاں قلعے اور پہاڑی درے ہیں۔ پھر وہ ایک وسیع و عریض ملک ہے۔ آپؑ کے والد کے شیعہ وہاں موجود ہیں۔ آپؑ سب سے الگ رہ کر لوگوں سے خط و کتابت کرو، اپنے قاصدوں کو مختلف علاقوں میں بھیجو۔ اس طریقہ سے مجھے اُمید ہے جو کچھ آپؑ چاہتے ہیں وہ امن و عافیت سے حاصل کر سکتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے اُن کے جواب میں فرمایا: برادر! واللہ! میں جانتا ہوں کہ آپؑ خیر خواہ اور شفیق ہیں لیکن میں تو روانگی کا عزم کر چکا ہوں۔

ابنِ عباسؓ کی اہلِ بیتؑ کے ساتھ جانے پر مخالفت

جناب ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: اگر آپؑ نے ہر صورت جانا ہے تو جائیں لیکن ان خواتین اور بچوں کو ساتھ لے کر نہ جائیں۔ واللہ مجھے خوف ہے کہیں عثمانؓ کی طرح آپؑ بھی عورتوں اور بچوں کے سامنے قتل نہ کیے جائیں۔ پھر ابنِ عباسؓ کہنے لگے: آپؑ نے ابنِ زبیر کی دل کی تمنا پوری کر دی ہے۔ ملکِ حجاز کو اس کے لیے چھوڑ دیا ہے اور خود یہاں سے جا رہے ہیں۔ آپؑ کی موجودگی میں اُسے کون پوچھنے والا ہے۔ قسم ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی کہ اگر میں یہ سمجھتا کہ آپؑ میری بات تسلیم کر لو گے تو آپؑ کے سر اور آپؑ کی ریش مقدس پر ہاتھ رکھتا، دیکھنے والے بھی اس حالت کو دیکھتے تو میں ایسا ہی کرتا۔

اس کے بعد ابنِ عباسؓ وہاں سے چل کر ابنِ زبیر سے گزرے تو اُسے کہا: اے ابنِ زبیر! تیری دلی مراد پوری ہو گئی ہے۔ پھر اس مضمون کے اشعار

پڑھے:

"اے جنڈول سبزہ زاروں میں مست الست رہنے والی، میدان وسبزہ زار، دَرے وادیاں سب خالی خولی ہیں۔ انڈے، بچے ہوئے پھل پھول کھا، چہچہا مختلف بولیاں بول اور خوب مزے لے۔ جب تک جی چاہے چرتی چگتی پھر، ہر طرف تیرے لیے چرنے کا چارہ پڑا ہے۔ اس دھرتی کے وارث حسینؑ بن علیؑ اسے چھوڑ چھاڑ کر عراق کی طرف چلے گئے ہیں۔ اب تو حجاز سے کھیل جس قدر کھیل سکتی ہے۔ عیش وعشرت کی زندگی بسر کر"۔ ①

الأخبار الطوال: لَمَّا عَزَمَ [الحُسَينُ علیہ السلام] عَلَى الخُروجِ، وأَخَذَ فِي الجَهازِ، بَلَغَ ذٰلِكَ عَبدَ اللهِ بنَ عَبّاسٍ، فَأَقبَلَ حَتّى دَخَلَ عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام، فَقالَ: يَابنَ عَمِّ، قَد بَلَغَنِي أنَّكَ تُريدُ المَسيرَ إلَى العِراقِ. قالَ الحُسَينُ علیہ السلام: أنَا عَلى ذٰلِكَ. قالَ عَبدُ اللهِ: أُعيذُكَ بِاللهِ يَابنَ عَمِّ مِن ذٰلِكَ! قالَ الحُسَينُ علیہ السلام: قَد عَزَمتُ وَلا بُدَّ مِنَ المَسيرِ. قالَ لَهُ عَبدُ اللهِ: أَتَسيرُ إلى قَومٍ طَرَدوا أميرَهُم عَنهُم، وضَبَطوا بِلادَهُم؛ فَإِن كانوا فَعَلوا ذٰلِكَ فَسِر إلَيهِم، وإن كانوا إنَّما يَدعونَكَ إلَيهِم، وأَميرُهُم عَلَيهِم، وعُمّالُهُ يَجبونَهُم، فَإِنَّهُم إنَّما يَدعونَكَ إلَى الحَربِ، وَلا آمَنُهُم أن يَخذُلوكَ كَما خَذَلوا أباكَ وأَخاكَ! قالَ الحُسَينُ علیہ السلام: يَابنَ عَمِّ! سَأَنظُرُ فيما قُلتَ.

وَبَلَغَ عَبدَ اللهِ بنَ الزُّبَيرِ ما يَهُمُّ بِهِ الحُسَينُ علیہ السلام، فَأَقبَلَ حَتّى دَخَلَ عَلَيهِ، فَقالَ لَهُ: لَو أَقَمتَ بِهٰذَا الحَرَمِ، وبَثَثتَ رُسُلَكَ فِي

① تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۸۳؛ الکامل فی التاریخ: ج۲،ص ۵۳۵؛ انساب الاشراف: ج۳،ص ۷۳؛ الفتوح: ج۵،ص ۶۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱،ص ۲۱۹؛ الفصول المہمہ: ص ۱۸۳؛ البدایہ والنہایہ: ج۸،ص۱۵۹؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج۴،ص ۹۳؛ بحارالانوار: ج۷۵،ص ۳۶۲

البُلدانِ، وَكَتَبتَ إلىٰ شيعَتِكَ بِالعِراقِ أن يَقدَموا عَلَيكَ، فَإِذا قَوِيَ أمرُكَ نَفَيتَ عُمّالَ يَزيدَ عَن هٰذَا البَلَدِ، وَعَلَيَّ لَكَ المُكانَفَةُ وَالمُوازَرَةُ. وَإِن عَمِلتَ بِمَشورَتي، طَلَبتَ هٰذَا الأَمرَ بِهٰذَا الحَرَمِ؛ فَإِنَّهُ مَجمَعُ أهلِ الآفاقِ، وَمَورِدُ أهلِ الأَقطارِ، لَم يُعيِمكَ بِإِذنِ اللّٰهِ إدراكُ ما تُريدُ، وَرَجَوتُ أن تَنالَهُ.

قالوا: وَلَمّا كانَ فِي اليَومِ الثّالِثِ، عادَ عَبدُ اللّٰهِ بنُ عَبّاسٍ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام، فَقالَ لَهُ: يَابنَ عَمِّ، لا تَقرَبْ أهلَ الكوفَةِ؛ فَإِنَّهُم قَومٌ غَدَرَةٌ، وَأَقِم بِهٰذِهِ البَلدَةِ، فَإِنَّكَ سَيِّدُ أهلِها، فَإِن أبَيتَ فَسِر إلىٰ أرضِ اليَمَنِ، فَإِنَّ بِها حُصونًا وَشِعابًا، وَهِيَ أرضٌ طَويلَةٌ عَريضَةٌ، وَلِأَبيكَ فيها شيعَةٌ، فَتَكونُ عَنِ النّاسِ في عُزلَةٍ، وَتَبُثُّ دُعاتَكَ فِي الآفاقِ، فَإِنّي أرجو إن فَعَلتَ ذٰلِكَ أتاكَ الَّذي تُحِبُّ في عافِيَةٍ.

قالَ الحُسَينُ علیہ السلام: يا بنَ عَمِّ، وَاللّٰهِ إنّي لَأَعلَمُ أنَّكَ ناصِحٌ مُشفِقٌ، غَيرَ أنّي قَد عَزَمتُ عَلَى الخُروجِ.

قالَ ابنُ عَبّاسٍ: فَإِن كُنتَ لا مَحالَةَ سائِراً، فَلا تُخرِجِ النِّساءَ وَالصِّبيانَ؛ فَإِنّي لا آمَنُ أن تُقتَلَ كَما قُتِلَ ابنُ عَفّانَ، وَصِبيَتُهُ يَنظُرونَ إلَيهِ.

قالَ الحُسَينُ علیہ السلام: [يابن] عَمِّ! ما أرىٰ إلَّا الخُروجَ بِالأَهلِ وَالوَلَدِ. فَخَرَجَ ابنُ عَبّاسٍ مِن عِندِ الحُسَينِ علیہ السلام.

اخبار الطوال میں روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق جانے کا ارادہ کیا اور یہ خبر حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ملی تو وہ فوراً آپؑ کے حضور حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے ابن عم! میں نے آپؑ کے عراق جانے کا چرچا سنا ہے، بات کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، میں عازمِ سفرِ عراق ہوں۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے عرض کیا: اے برادر! میں آپؑ کو اس اللہ رب العزت کا واسطہ دیتا ہوں آپؑ عراق کی طرف نہ جائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے عزم کر رکھا ہے، مجھے ہر صورت جانا ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: کیا آپؑ اُس قوم کی طرف جا رہے ہیں کہ جنھوں نے اپنے حاکم کو بھگا دیا ہے اور شہروں کا نظام اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے؟ اگر اُنھوں نے ایسا کرلیا ہے تو پھر آپؑ اُن کی طرف ضرور جائیں۔ اگر اُنھوں نے صرف آپؑ کو ہی اپنی طرف بلایا ہے اور ان کا حاکم ان پر حکومت کر رہا ہے اور اُس کے عمال خراج وصول کر رہے ہیں تو پھر صرف اُنھوں نے آپؑ کو جنگ کرنے کے لیے بلایا ہے۔ ان حالات میں وہ آپؑ کو اس طرح چھوڑ دیں گے کہ جس طرح اُنھوں نے آپؑ کے والد اور بھائی کو چھوڑ دیا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: برادر! جو کچھ آپؑ نے کہا ہے میں اس میں غور وخوض کروں گا۔ جب عبداللہ ابنِ زبیر کو امام علیہ السلام کے ارادے کا علم ہوا تو وہ آپؑ کے پاس آیا اور کہا: اگر آپ حرمِ خداوندی میں مقیم ہوجائیں اور مختلف شہروں کی طرف اپنے قاصد بھیج دیں۔ علاوہ ازیں عراق کے اپنے چاہنے والوں کی طرف خطوط روانہ کریں تو وہ آپؑ کے پاس آجائیں۔ جب آپؑ کو سیاسی طاقت حاصل ہوجائے تو اس شہر سے یزید کے عامل کو بھگا دیں۔ اس معاملے میں مَیں آپؑ کی بھرپور معاونت کروں گا۔ اگر آپؑ میرے مشورے پر عمل کریں تو اس اُمر کو یہیں حرم میں طلب کریں کیونکہ یہ اُفق و آفاق کا مرکز ومحور ہے اور اطراف و اَکناف کا مجمع و مورد ہے۔ اللہ رب العزت کے اذن سے آپؑ اپنی مراد کو حاصل کریں گے۔ میں اُمیدوار ہوں کہ آپؑ میرے مشورے پر عمل کریں گے۔

جب تیسرا دن ہوا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ دوبارہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے۔ اُنھوں نے آپؑ سے کہا: اے برادر! آپؑ اہلِ کوفہ کے پاس نہ جائیں۔ یہ غدر ومکر وفریب کے پیکر وپتلے ہیں۔ اسی شہر میں قیام کریں کیونکہ آپؑ ان لوگوں کے سیّد وسردار ہیں۔ اگر آپؑ کو میری بات سے انکار ہے تو آپؑ یمن کی طرف چلے جائیں کیونکہ وہاں قلعے اور پہاڑی درے ہیں، اس کی زمین طویل وعریض ہے۔ اس میں آپؑ کے والد کے شیعہ رہتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپؑ اِن لوگوں سے ایک طرف ہوں گے وہیں رہ کر افق وآفاق میں اپنے قاصد بھیجو۔ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اگر آپؑ نے اُس طرح کیا تو خیریت وعافیت کے ساتھ اپنا ہدف حاصل کرلو گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے برادر! آپ میرے خیر خواہ ہیں اور میرے شفیق و مہربان ہیں لیکن میں نے ہر صورت عراق کی طرف جانا ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: اگر ہر صورت آپؑ نے یہاں سے جانا ہے تو پھر عورتوں اور بچوں کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ جس طرف آپؑ جارہے ہیں وہ خطرے سے خالی نہیں ہے۔ وہاں آپؑ اس طرح قتل ہوجائیں گے جس طرح عثمانؓ قتل ہوئے تھے اور اُن کے بچے انھیں قتل ہوتا دیکھ رہے تھے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۳)

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): دَخَلَ عَبدُ اللهِ بنُ العَبَّاسِ عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام فَكَلَّمَهُ طَوِيلًا ، وَقَالَ : أَنشُدُكَ اللهَ أَن تَهلِكَ غَدًا بِحَالِ مَضيَعَةٍ. لَا تَأتِ العِرَاقَ، وَإِن كُنتَ لَابُدَّ فَاعِلًا . فَأَقِم حَتَّى يَنقَضِيَ المَوسِمُ وَتَلقَى النَّاسَ. وَتَعلَمَ عَلَى مَا يَصدُرونَ، ثُمَّ تَرىٰ رَأيَكَ وَذٰلِكَ فِي عَشرِ ذِي الحِجَّةِ سَنَةَ سِتّينَ فَأَبَى الحُسَينُ علیہ السلام إِلَّا أَن يَمضِيَ إِلَى العِرَاقِ.

فَقَالَ لَهُ ابنُ عَبَّاسٍ: وَاللهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ سَتُقتَلُ غَداً بَينَ

نِسَائِكَ وَبَنَاتِكَ كَمَا قُتِلَ عُثْمَانُ بَيْنَ نِسَائِهِ وَبَنَاتِهِ. وَاللهِ إِنِّي لَأَخَافُ أَن تَكُونَ الَّذِي يُقَادُ بِهِ عُثْمَانُ! فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُونَ! فَقَالَ الحُسَيْنُ علیہ السلام: أَبَا العَبَّاسِ، إِنَّكَ شَيْخٌ قَد كَبِرتَ. فَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: لَولَا أَن يُزرِيَ ذٰلِكَ بِي أَو بِكَ لَنَشَبتُ يَدَيَّ فِي رَأسِكَ، وَلَو أَعلَمُ أَنَّا إِذَا تَنَاصَينَا أَقَمتَ لَفَعَلتُ، وَلٰكِن لَا أَخَالُ ذٰلِكَ نَافِعِي!

فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: لَأَن أُقتَلَ بِمَكَانِ كَذَا وَ كَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ أَن تُستَحَلَّ بِي يَعنِي مَكَّةَ قَالَ: فَبَكَى ابنُ عَبَّاسٍ وَقَالَ: أَقرَرتَ عَينَ ابنِ الزُّبَيرِ. فَذَاكَ الَّذِي سَلَا بِنَفسِي عَنهُ.

ثُمَّ خَرَجَ عَبدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ مِن عِندِهِ وَهُوَ مُغضَبٌ، وَابنُ الزُّبَيرِ عَلَى البَابِ. فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: يَابنَ الزُّبَيرِ، قَد أَتَى مَا أَحبَبتَ، قَرَّت عَينُكَ. هٰذَا أَبُو عَبدِ اللهِ يَخرُجُ وَيَترُكُكَ وَالحِجَازَ:

يَا لَكِ مِن قُبَّرَةٍ بِمَعمَرِ   خَلَا لَكِ الجَوُّ فَبِيضِي وَاصفِرِي

وَنَقِّرِي مَا شِئتِ أَن تُنَقِّرِي

"طبقات الکبریٰ میں روایت ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ رسول اللہ کے نواسے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور آپؑ کے ساتھ طویل مذاکرات کیے۔ دورانِ گفتگو کہا: میں آپؑ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپؑ عراق کی طرف نہ جائیں، ورنہ آپؑ وہیں قتل کر دیے جاؤ گے۔ اگر آپؑ نے ہر صورت یہاں سے جانا ہے تو اتنا انتظار کرلیں کہ حج کا موسم گزر جائے اور لوگ جمع ہوجائیں۔ ان کی رائے بھی سامنے آجائے پھر ان کی رائے کا مطالعہ کرنے کے بعد آپؑ جو فیصلہ کریں حضرت ابنِ عباسؓ کا اشارہ ۱۰ ذی الحجہ کی طرف تھا۔

امام علیہ السلام نے انکار کر دیا کہ میں نے ہر صورت عراق جانا ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا: تو پھر آپؑ اپنی خواتین اور بچوں کے سامنے اس طرح مارے جائیں گے کہ جس طرح عثمانؓ اپنی عورتوں اور بیٹیوں کے سامنے مارے گئے تھے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپؑ کے ساتھ عثمانؓ جیسا سلوک کیا جائے گا۔ ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہمیں اُس کی بارگاہ میں جانا ہے۔

امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: میں نے ہر حال عراق کی طرف جانا ہے۔

جناب ابنِ عباسؓ نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری یہ بات آپؑ تسلیم کر لیں گے تو میں آپؑ کے سر پر ہاتھ رکھتا لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپؑ میری بات نہیں مانیں گے۔

امام علیہ السلام نے جواب دیا: اگر میں فلاں فلاں جگہ قتل ہو جاؤں تو یہ مجھے منظور ہے۔ میں مکہ معظمہ میں کسی صورت اپنے دشمنوں کے ہاتھوں قتل ہونا نہیں چاہتا۔

راوی کہتا ہے: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے رونا شروع کر دیا اور کہا: آپؑ اس طرح عبداللہ بن زبیر کی آنکھیں ٹھنڈی کر رہے ہیں۔ اس کے دل کی بات پوری ہوگئی ہے وہ یہی چاہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ غصے کی حالت میں وہاں سے اُٹھے اور وہاں سے چل پڑے۔ راستے میں ان کی عبداللہ بن زبیر سے ملاقات ہوئی تو اُس سے کہا: اے ابنِ زبیر! جو تو چاہتا تھا وہی ہوا ہے۔ اب اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر، اِدھر دیکھ وہ ابوعبداللہ یہاں سے جا رہے ہیں اور تجھے حجاز میں چھوڑ رہے ہیں اور تم عیش کرو۔ پھر اس مضمون کے آپ نے چند اشعار پڑھے:

"اے چنڈول سبزہ زاروں میں ہر فکر سے آزاد ہو کر رہنے والی اب تو

سبزہ زاروں اور وادیوں میں آرام و سکون کے ساتھ رہ کیونکہ اب تمام سبزہ اور مرغزار خالی ہیں۔ بے فکر ہو کر جہاد کے خوف سے بے خوف ہو کر انڈے دے۔ پھر اُن سے بچے نکال۔ ہر طرف ہریالی ہے، چرتی چگتی پھر۔ ہر طرف تیرے چرنے چگنے کا سامان ہی سامان ہے۔ اس دھرتی کے سید و سردار، راس و رئیس اِسے چھوڑ کر جا رہے ہیں یعنی اب تو حجاز سے کھیل جس قدر کھیل سکتی ہے۔ میدان خالی ہے۔ مزے لے، عیش و عشرت کی زندگی بسر کر"۔ ①

بیت اللہ میں ایک تاریخی مکالمہ

الفتوح: دَخَلَ الحُسَينُ علیہ السلام إلى مَكَّةَ. فَفَرِحَ بِهِ أهلُها فَرَحًا شَدِيدًا. قَالَ: وَجَعَلوا يَختَلِفونَ إلَيهِ بُكرَةً وعَشِيَّةً. وَاشتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى عَبدِاللهِ بنِ الزُّبَيرِ؛ لِأَنَّهُ قَد كَانَ طَمِعَ أن يُبايِعَهُ أهلُ مَكَّةَ. فَلَمّا قَدِمَ الحُسَينُ علیہ السلام شَقَّ ذٰلِكَ عَلَيهِ. غَيرَ أنَّهُ لا يُبدي ما في قَلبِهِ إلَى الحُسَينِ علیہ السلام. لٰكِنَّهُ يَختَلِفُ إلَيهِ ويُصَلّي بِصَلاتِهِ. وَيَقعُدُ عِندَهُ وَيَسمَعُ مِن حَديثِهِ. وهُوَ مَعَ ذٰلِكَ يَعلَمُ أنَّهُ لا يُبايِعُهُ أحَدٌ مِن أهلِ مَكَّةَ وَالحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام بِها؛ لِأَنَّ الحُسَينَ علیہ السلام عِندَهُم أعظَمُ في أنفُسِهِم مِنِ ابنِ الزُّبَيرِ.

قَالَ: وبَلَغَ ذٰلِكَ أهلَ الكُوفَةِ أنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام قَد صارَ إلى مَكَّةَ. وأقامَ الحُسَينُ علیہ السلام بِمَكَّةَ باقِيَ شَهرِ شَعبانَ ورَمَضانَ وَشَوّالَ وذِي القِعدَةِ.

---

① طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۳۵۰؛ تہذیب الکمال: ج۶، ص ۴۲۰؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۱۱؛ بغیۃ الطالب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۱۱؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵ ص ۹؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۷؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۳

قَالَ: وبِمَكَّةَ يومئذٍ عَبدُ اللهِ بنُ عبّاسٍ وعبدُ اللهِ بنُ عُمَرَ بنِ الخطّابِ، فأقبلا جميعًا حتّى دخلا على الحُسَينِ عليه السلام، وقد عزما على أن ينصرفا إلى المدينةِ، فقالَ لهُ ابنُ عُمَرَ: أبا عبدِ اللهِ رحِمَكَ اللهُ، اتّقِ اللهَ الّذي إليهِ معادُكَ، فقد عرفتَ من عداوةِ أهلِ هذا البيتِ لكم، وظُلمِهم إيّاكم، وقد وَلِيَ النّاسَ هذا الرّجُلُ يزيدُ بنُ مُعاويةَ، ولستُ آمَنُ أن يميلَ النّاسُ إليهِ لِمكانِ هذهِ الصّفراءِ والبيضاءِ، فيقتلونكَ ويهلِكُ فيكَ بشرٌ كثيرٌ، فإنّي قد سمعتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم وهو يقولُ: حُسَينٌ مقتولٌ، ولئن قتلوهُ وخذلوهُ ولن ينصروهُ، ليخذُلُهُمُ اللهُ إلى يومِ القيامةِ.

وأنا أُشيرُ عليكَ أن تدخُلَ في صُلحِ ما دخلَ فيهِ النّاسُ، واصبِرْ كما صبرتَ لِمعاويةَ من قبلُ، فلعلَّ اللهَ أن يحكُمَ بينكَ وبينَ القومِ الظّالمينَ.

فقالَ لهُ الحُسَينُ عليه السلام: أبا عبدِ الرّحمنِ! أنا أُبايعُ يزيدَ وأدخُلُ في صُلحِهِ! وقد قالَ النّبيُّ صلى الله عليه وآله وسلم فيهِ وفي أبيهِ ما قالَ؟!

فقالَ ابنُ عبّاسٍ: صدقتَ أبا عبدِ اللهِ! قالَ النّبيُّ صلى الله عليه وآله وسلم في حياتِهِ: ما لي وليزيدَ؟ لا باركَ اللهُ في يزيدَ! وإنّهُ يقتُلُ ولدي وولدَ ابنتي الحُسَينَ، والّذي نفسي بيدِهِ، لا يُقتَلُ ولدي بينَ ظهرانَي قومٍ فلا يمنعونَهُ، إلّا خالفَ اللهُ بينَ قلوبِهم وألسنتِهم. ثُمّ بكى ابنُ عبّاسٍ، وبكى معَهُ الحُسَينُ عليه السلام، وقالَ: يا بنَ عبّاسٍ، تعلمُ أنّي ابنُ بنتِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم؟

فقالَ ابنُ عبّاسٍ: اللّهُمّ نعم، نعلمُ ونعرِفُ أنّ ما في الدُّنيا أحدٌ هو ابنُ بنتِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم غيرُكَ، وأنّ نصرَكَ

لَفَرضٌ عَلٰى هٰذِهِ الأُمَّةِ، كَفَرِيضَةِ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ الَّتِي لَا يُقدَرُ أَن يُقبَلَ أَحَدُهُمَا دُونَ الأُخرىٰ.

قَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: يَابنَ عَبَّاسٍ، فَمَا تَقُولُ فِي قَومٍ أَخرَجُوا ابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِن دَارِهِ وَقَرَارِهِ، وَمَولِدِهِ وَحَرَمِ رَسُولِهِ، وَمُجَاوَرَةِ قَبرِهِ وَمَولِدِهِ، وَمَسجِدِهِ وَمَوضِعِ مُهَاجَرِهِ، فَتَرَكُوهُ خَائِفًا مَرعُوبًا لَا يَستَقِرُّ فِي قَرَارٍ، وَلَا يَأوِي فِي مَوطِنٍ، يُرِيدُونَ فِي ذٰلِكَ قَتلَهُ وَسَفكَ دَمِهِ، وَهُوَ لَم يُشرِك بِاللهِ شَيئًا، وَلَا اتَّخَذَ مِن دُونِهِ وَلِيًّا، وَلَم يَتَغَيَّر عَمَّا كَانَ عَلَيهِ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَالخُلَفَاءُ مِن بَعدِهِ؟

فَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: مَا أَقُولُ فِيهِم إِلَّا أَنَّهُم كَفَرُوا بِاللهِ وَبِرَسُولِهِ وَلَا يَأتُونَ الصَّلٰوةَ إِلَّا وَهُم كُسَالىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذكُرُونَ اللهَ إِلَّا قَلِيلًا ○ مُذَبذَبِينَ بَينَ ذٰلِكَ لَا إِلىٰ هٰؤُلَاءِ وَلَا إِلىٰ هٰؤُلَاءِ وَمَن يُضلِلِ اللهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا وَعَلىٰ مِثلِ هٰؤُلَاءِ تَنزِلُ البَطشَةُ الكُبرىٰ.

وَأَمَّا أَنتَ يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَإِنَّكَ رَأسُ الفَخَارِ بِرَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَابنُ نَظِيرَةِ البَتُولِ، فَلَا تَظُنَّ يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّ اللهَ غَافِلٌ عَمَّا يَعمَلُ الظَّالِمُونَ، وَأَنَا أَشهَدُ أَنَّ مَن رَغِبَ عَن مُجَاوَرَتِكَ، وَطَمِعَ فِي مُحَارَبَتِكَ وَمُحَارَبَةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فَمَا لَهُ مِن خَلَاقٍ.

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: اَللّٰهُمَّ اشهَد! فَقَالَ ابنُ عَبَّاسٍ: جُعِلتُ فِدَاكَ يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ! كَأَنَّكَ تُرِيدُنِي إِلىٰ نَفسِكَ، وَتُرِيدُ مِنِّي أَن أَنصُرَكَ! وَاللهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، أَن لَو ضَرَبتُ بَينَ يَدَيكَ بِسَيفِي هٰذَا حَتّٰى انخَلَعَ جَمِيعًا مِن كَفِّي، لَمَا كُنتُ مِمَّن

أُوفي مِن حَقِّكَ عُشرَ العُشرِ ، وَهَا أَنَا بَينَ يَدَيكَ ، مُرني بِأَمرِكَ.
فَقَالَ ابنُ عُمَرَ : مَهلًا ! ذَرنَا مِن هٰذَا يَا ابنَ عَبَّاسٍ. قَالَ : ثُمَّ أَقبَلَ ابنُ عُمَرَ عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام ، فَقَالَ : أَبَا عَبدِ اللهِ ، مَهلًا عَمَّا قَد عَزَمتَ عَلَيهِ ، وَارجِع مِن هُنَا إِلَى المَدِينَةِ ، وَادخُل فِي صُلحِ القَومِ ، وَلَا تَغِب عَن وَطَنِكَ وَحَرَمِ جَدِّكَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، وَلَا تَجعَل لِهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ لَا خَلَاقَ لَهُم عَلَى نَفسِكَ حُجَّةً وَسَبِيلًا وَإِن أَحبَبتَ أَلَّا تُبَايِعَ فَأَنتَ مَترُوكٌ حَتّٰى تَرىٰ بِرَأيِكَ ، فَإِنَّ يَزِيدَ بنَ مُعَاوِيَةَ عَسىٰ أَلَّا يَعِيشَ إِلَّا قَلِيلاً ، فَيَكفِيَكَ اللهُ أَمرَهُ. فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام : أُفٍّ لِهٰذَا الكَلَامِ أَبَدًا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالأَرضُ ، أَسأَلُكَ بِاللهِ يَا عَبدَ اللهِ ، أَأَنَا عِندَكَ عَلَى خَطَأٍ مِن أَمرِي هٰذَا ؟ فَإِن كُنتُ عِندَكَ عَلَى خَطَأٍ فَرُدَّنِي ، فَإِنِّي أَخضَعُ وَأَسمَعُ وَأُطِيعُ.
فَقَالَ ابنُ عُمَرَ : اَللّٰهُمَّ لَا ، وَلَم يَكُنِ اللهُ تَعَالىٰ يَجعَلُ ابنَ بِنتِ رَسُولِهِ عَلَى خَطَأٍ ، وَلَيسَ مِثلُكَ مِن طَهَارَتِهِ وَصَفوَتِهِ مِنَ الرَّسُولِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى مِثلِ يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ بِاسمِ الخِلَافَةِ ، وَلٰكِن أَخشىٰ أَن يُضرَبَ وَجهُكَ هٰذَا الحَسَنُ الجَمِيلُ بِالسُّيُوفِ وَتَرىٰ مِن هٰذِهِ الأُمَّةِ مَا لَا تُحِبُّ ، فَارجِع مَعَنَا إِلَى المَدِينَةِ ، وَإِن لَم تُحِبَّ أَن تُبَايِعَ ، فَلَا تُبَايِع أَبَدًا وَاقعُد فِي مَنزِلِكَ.
فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام : هَيهَاتَ يَا ابنَ عُمَرَ ، إِنَّ القَومَ لَا يَترُكُونِّي ، وَإِن أَصَابُونِي وَإِن لَم يُصِيبُونِي فَلَا يَزَالُونَ حَتّٰى أُبَايِعَ وَأَنَا كَارِهٌ ، أَو يَقتُلُونِي ، أَمَا تَعلَمُ يَا عَبدَ اللهِ ، أَنَّ مِن هَوَانِ هٰذِهِ الدُّنيَا عَلَى اللهِ تَعَالىٰ أَنَّهُ أُتِيَ بِرَأسِ يَحيَى بنِ زَكَرِيَّا علیہ السلام إِلىٰ بَغِيَّةٍ مِن بَغَايَا بَنِي إِسرَائِيلَ ، وَالرَّأسُ يَنطِقُ بِالحُجَّةِ عَلَيهِم ؟! أَمَا

تَعلَمُ أَبا عَبدِ الرَّحمٰنِ، اَنّ بَنی إسرائيلَ كَانُوا يَقتُلونَ مَا بَينَ طُلُوعِ الفَجرِ إِلَى طُلُوعِ الشَّمسِ سَبعينَ نَبِيًّا، ثُمَّ يَجلِسونَ فِي أَسواقِهِم يَبيعونَ وَيَشتَرُونَ كُلُّهُم كَأَنَّهُم لَم يَصنَعوا شَيئًا!! فَلَم يُعَجِّلِ اللهُ عَلَيهِم، ثُمَّ أَخَذَهُم بَعدَ ذٰلِكَ أَخذَ عَزيزٍ مُقتَدِرٍ. اِتَّقِ اللهَ أَبا عَبدِ الرَّحمٰنِ وَلَا تَدَعَنَّ نُصرَتي....

ثُمَّ أَقبَلَ الحُسَينُ علیہ السلام عَلى عَبدِ اللهِ بنِ عَبّاسٍ، فَقالَ: يَا بنَ عَبّاسٍ، إِنَّكَ ابنُ عَمِّ والِدي، وَلَم تَزَل تَأمُرُ بِالخَيرِ مُنذُ عَرَفتُكَ، وَكُنتَ مَعَ وَالِدي تُشيرُ عَلَيهِ بِما فِيهِ الرَّشادُ، وَقَد كَانَ يَستَنصِحُكَ وَيَستَشيرُكَ فَتُشيرُ عَلَيهِ بِالصَّوابِ، فَامضِ إِلَى المَدينَةِ فِي حِفظِ اللهِ وَكَلائِهِ، وَلَا يَخفى عَلَيَّ شَيءٌ مِن أَخبارِكَ. فَإِنّي مُستَوطِنٌ هٰذَا الحَرَمَ، وَمُقيمٌ فِيهِ أَبَداً مَا رَأَيتُ أَهلَهُ يُحِبّوني وَيَنصُرُوني، فَإِذا هُم خَذَلوني استَبدَلتُ بِهِم غَيرَهُم، وَاستَعصَمتُ بِالكَلِمَةِ الَّتي قَالَهَا إِبراهيمُ الخَليلُ علیہ السلام يَومَ أُلقِيَ فِي النّارِ: حَسبِيَ اللهُ وَنِعمَ الوَكيلُ فَكانَتِ النّارُ عَلَيهِ بَرداً وَسَلاماً.

قَالَ: فَبَكَى ابنُ عَبّاسٍ وَابنُ عُمَرَ فِي ذٰلِكَ الوَقتِ بُكاءً شَديدًا، وَالحُسَينُ علیہ السلام يَبكي مَعَهُما سَاعَةً، ثُمَّ وَدَّعَهُما، وَصارَ ابنُ عُمَرَ وَابنُ عَبّاسٍ إِلَى المَدينَةِ، وَأَقامَ الحُسَينُ علیہ السلام بِمَكَّةَ.

"الفتوح میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو اہلِ مکہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے اُن کے پاس بہاریں لوٹ آئی ہوں۔ گھر گھر میں خوشی کا ماحول تھا۔ صبح و شام لوگ امام علیہ السلام کے پاس آمدورفت رکھے ہوئے تھے۔ ایک گروہ اُٹھتا تو دوسرا آجاتا تھا۔ اُن کے لیے تو ایک عید کا سماں بندھ گیا تھا۔ کیونکہ

اُن کے پاس رسولِ اسلام ﷺ کے حقیقی وارث آ چکے تھے۔ اُنھی دنوں عبداللہ بن زبیر بھی مکہ آ چکے تھے۔ اس کے دل میں تمنا مچل رہی تھی کہ اہلِ مکہ اُس کی بیعت کرلیں گے، اسی طرح وہ اُن کا امیر اور رئیس بن جائے گا۔ جونہی فرزندِ رسول کا حرمِ خداوندی میں ورُودِ مسعود ہوا تو اس کی تمام اُمیدیں بکھر کر رہ گئیں اور اس کی تمام حسرتیں حیرت و سرگردانی کی نذر ہوگئیں۔ اُسے معلوم تھا کہ مکہ معظمہ میں فرزندِ رسولؐ کی موجودگی میں وہ لوگوں کی نظروں سے اتنا دور ہے جتنا مشرق و مغرب ایک دوسرے سے دُور ہیں۔ اُس کے پاس اس بات کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا کہ جو کچھ اُس کے دل میں ہے اُسے فی الحال دل ہی میں دفن کردے۔ اُس کا اظہار حالتِ خواب میں بھی نہ ہو، ورنہ قیامت سے پہلے اس پر قیامت آسکتی ہے۔ اُس نے دوسرے لوگوں کی طرح فرزندِ رسولؐ کے پاس صبح و شام آمدورفت کا سلسلہ شروع رکھا۔ وہ آپؑ کے پاس آتا، حال اَحوال پوچھتا، آپؑ کے ساتھ نمازیں پڑھتا، آپؑ کے دروس میں بیٹھتا، احادیث سنتا اور پھر اپنی قیام گاہ کی طرف پلٹ جاتا۔ اُسے اچھی طرح سے یہ سبق یاد تھا کہ فرزندِ علیؑ و بتولؑ جب تک مکہ میں ہیں وہ اپنی بیعت کا خواب نہیں دیکھ سکتا۔ وہ اپنے دماغ کی آنکھوں سے زمینی حقائق کا مطالعہ کرچکا تھا کہ آفتاب کی موجودگی میں دیے کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

راوی کا بیان ہے کہ اہلِ کوفہ کو معلوم ہوا کہ سبطِ رسولؐ امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ میں تشریف لا چکے ہیں (حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ میں ماہِ شعبان سے ۸ ذی الحج تک قیام پذیر رہے تھے)۔

اُن دنوں حج کے سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر بن خطابؓ بھی آئے ہوئے تھے۔ وہ دونوں حضرت امام حسین علیہ السلام کی بارگاہِ اَقدس میں حاضر ہوئے کیونکہ اُنھیں جلد مدینہ منورہ کی طرف

لوٹ جانا تھا۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: یا ابا عبداللہ! اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپؑ پر رحم کرے، اس ذات سے ڈریں کہ جس کی بارگاہ میں آپؑ کی بازگشت ہے۔ آپؑ کو معلوم ہے کہ حکومت اہل بیتؑ کی دشمن ہے۔ آپؑ ان لوگوں کے مظالم سے بچیں۔ لوگوں نے یزید بن معاویہ کو اپنا حاکم بنا لیا ہے۔ مجھے اچھی طرح سے معلوم ہے کہ تمام لوگ اس کا ساتھ دیں گے اور وہ آپؑ لوگوں کو قتل کر دیں گے۔ اس سلسلہ میں بہت سے دوسرے لوگ بھی مارے جائیں گے۔ میں اس وقت بارگاہ نبوت میں موجود تھا جب آپؐ نے فرمایا تھا: ''میرے حسینؑ کو شہید کر دیا جائے گا۔ اگر لوگوں نے اُنھیں شہید کر دیا اور تن تنہا چھوڑ دیا اور اُن کی مدد نہ کی تو اللہ رب العزت ان لوگوں کو میدانِ حشر میں ذلیل ورُسوا کرے گا''۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ جس طرح لوگوں نے اس کے ساتھ صلح کر رکھی ہے آپ بھی اس طرح صلح میں رہیں۔ اس طرح صبر سے کام لیں کہ جس طرح آپؑ نے معاویہ کے دور میں صبر سے کام لیا تھا۔ شاید کہ خداوند تعالیٰ آپؑ اور اُن ظالموں کے درمیان فیصلہ کر دے۔

فرزند رسولؐ نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں یزید کی بیعت کرلوں اور اُسے برداشت کروں کہ جس کے اور اُس کے باپ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تھا جسے آپ جانتے ہیں۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: یا ابا عبداللہ! آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں فرمایا تھا:

''میرا یزید سے کیا واسطہ؟ اللہ یزید سے اپنی برکات اُٹھالے کہ وہ میرے فرزند اور میری دختر کے فرزند حسینؑ کو شہید کرے گا۔ اُس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میرے فرزند ایک قوم کے سامنے قتل کیے جا رہے ہوں گے اور وہ قاتلوں سے اُن کا دفاع نہیں کریں

گے تب اللہ اُن لوگوں کے درمیان تا ابد اختلاف وافتراق ڈال دے گا"۔

اس کے بعد حضرت ابنِ عباسؓ رونے لگے۔ فرزندِ رسولؐ سے بھی نہ رہا گیا اور آپ بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ میں رسولِ اسلام سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کی لختِ جگر کا فرزند ہوں۔ میری ذمہ داریاں سخت ہیں۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: جی ہاں، میں خوب جانتا ہوں۔ اس وقت اس آسمان کے نیچے اور اس زمین پر آپؑ کے سوا کوئی اور فرزندِ دخترِ رسولؐ نہیں ہے۔ اس اُمت پر آپؑ کی نصرت کرنا واجب ہے۔ اس طرح واجب ہے جس طرح صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ واجب ہے۔ یہ وہ احکام ہیں کہ ایک کی ادائیگی دوسرے واجب کی کفایت نہیں کرتے، سب کی ادائیگی اپنے مقام اور اپنے وقت میں واجب ہے۔

سیدالانبیاء کے دل کے میوہ اور آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! آپ اس قوم کے بارے میں کیا کہیں گے کہ جنھوں نے اپنے نبی کریم ﷺ کی دختر کے فرزند کو اُن کے گھر سے، اُن کے قرار ومقر سے، مولد ومسقط سے، حرمِ رسالتؐ سے، مجاورتِ قبرِ نبوت سے، مسجد وموضع مہاجرت سے نکال دیا۔ اُنھوں نے اب ہمیں خائف ومرعوب چھوڑ دیا ہے۔ نہ دیس رہا ہے اور نہ وطن، بے در و بے گھر بنا دیے گئے ہیں۔ کہیں ماویٰ ہے نہ ملجا، نہ کوئی یار ہے نہ یاور، نہ کوئی تعاون ہے نہ معاون، کہیں نصرت ہے نہ ناصر۔ اب وہ سبھی چڑھ دوڑے ہیں کہ فرزندِ رسولؐ کو قتل کردیں۔ اُن کا خون بہا دیں، حالانکہ وہ توحید کا پرستار ہے، شرک سے بے زار ہے، وہ صرف اُسے اپنا آقا ومولا جانتا ہے۔ اُس کے سوا وہ بھی آقاؤں کا انکار کرتا ہے۔ جو کچھ رسولِ امین پر اُترا ہے اُس کا وہ محافظ ونگہبان ہے۔ اُسے ہی وہ مقصد

حیات و ممات جانتا ہے۔ اُس کے حقیقی خلفاء کا وہ بے باک ترجمان ہے۔ اُن کے نقشِ قدم پر گامزن ہے۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! میرا ان لوگوں کے بارے میں وہی نظریہ ہے جو قرآنِ کریم نے پیش کیا ہے: "انھوں نے اللہ اور رسولؐ کے ساتھ کفر اختیار کیا ہے اور نماز کی طرف نہیں آتے مگر کاہلی کے ساتھ اور خیرات نہیں کرتے مگر اس حالت میں کہ دل سے اُسے پسند نہیں کرتے۔ یہ منافقین اپنے زعم میں اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں حالانکہ درحقیقت اللہ اُنھیں دھوکہ دے رہا ہے اور جب یہ نماز کے لیے اُٹھتے ہیں تو سُستی کے ساتھ، لوگوں کو دکھانے کے لیے اُٹھتے ہیں اور اللہ کو کم ہی یاد کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہ اُن کی طرف ہیں اور نہ اِن کی طرف بلکہ درمیان میں سرگردان ہیں اور جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لیے تم کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ ایسے لوگوں پر ہی شدید عذاب نازل ہوتا ہے"۔ (سورۂ نساء: آیت ۱۴۲-۱۴۳)

اے فرزندِ دُخترِ رسولؐ! آپ تو اپنے جدِ نامدارؐ کی طرف سے سرمایۂ افتخار ہیں۔ آپؑ ہی اس عظیم ماں کے فرزند ہیں جو فخرِ مریمؑ ہیں۔ اے نبیؐ کی لختِ جگر کے نُورِ دیدہ! آپؑ یہ گمان نہ کریں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان ظالموں کے عمل سے غافل ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں جس نے آپؑ کو روضۂ رسولؐ کی مجاورت سے دُور کیا اور آپؑ کے خلاف جنگ کا سامان کیا تو اُنھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کی۔ ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصّہ ونصیب نہیں ہے۔

فرزندِ علیؑ و بتولؑ نے فرمایا: خدایا! تو گواہ رہ۔

حضرت ابنِ عباسؓ نے عرض کیا: اے سیّد الانبیاءؐ کی دُختر کے فرزند! میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں، آپؑ یہ چاہتے ہیں کہ بندہ آپؑ کی نصرت و

معاونت کرے؟ اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اگر میں آپؑ کے سامنے اپنی تلوار سے آپؑ کے دشمنوں سے جنگ کروں اور اپنی ساری توانائیاں خرچ کردوں تو پھر بھی اس طریقے سے آپؑ کے حق کا عُشر عشیر ادا نہیں کرسکتا۔ میرا سب کچھ آپؑ کے سامنے حاضر ہے۔

اس دوران حضرت عبداللہ بن عمرؓ گویا ہوئے اور حضرت ابنِ عباسؓ سے کہا: اے ابنِ عباس! رُکیے۔ پھر وہ امام علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: یا اباعبداللہ! اپنے ارادہ سے باز رہیں۔ یہاں سے مدینہ منورہ کی طرف لوٹ جائیں اور قوم نے جو فیصلہ کرلیا ہے اُسی میں شمولیت کرلیں۔ اپنے وطن اور اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم سے دُور نہ رہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اپنی ذات پر اُنھیں حجت نہ بنائیں اور نہ اُنھیں اپنی مخالفت کا موقع دیں۔ اگر آپؑ یزید کی بیعت نہیں کرنا چاہتے نہ کریں آپؑ کو اس سلسلے میں آزاد چھوڑدیا جائے گا۔ اپنی مرضی کے مطابق اپنی رائے کا اظہار کریں۔ یزید بن معاویہ نے کوئی لمبی زندگی بسر نہیں کرنی۔ اس کی زندگی تھوڑی ہے۔ آپؑ کے اُمور کی کفایت اللہ رب العزت کرے گا۔

ابنِ عمرؓ کی بات سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

جب تک یہ کائنات باقی ہے، زمین و آسمان کا نظام باقی ہے۔ تمھاری اس گفتگو پر افسوس ہے۔ اے عبداللہ! میں تمھارے سامنے اللہ کے لیے ایک سوال کرتا ہوں۔ تم یہ بتاؤ اس وقت میں جن حالات سے دوچار ہوں خطا پر ہوں؟ اگر تمھارے نزدیک یہ سب کچھ خطا ہے تو مجھے بتاؤ میں تمھاری ہر بات تسلیم کرلوں گا؟

ابنِ عمرؓ نے کہا: خدایا! نہیں آپؑ خطا پر نہیں ہیں۔ آپؑ حق پر ہیں۔ اللہ رب العزت نے اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کو خطا پر نہیں بنایا۔ آپؑ

فرزندِ رسولؐ ہیں، آپؑ کو طہارت وصفوت رسولؐ اسلام سے حاصل ہے۔ آپؑ کے سامنے یزید کی کیا وقعت وقیمت اور حیثیت ہے۔ لیکن مجھے اس بات کا خوف ہے آپؑ اس کائنات کا جسمانی ومعنوی حُسن ہیں۔ آپؑ کے نُورانی ومنور چہرے کے سامنے چودھویں رات کے چاند کی چاندنی ماند ہے۔ اسی چہرے پر تلواروں کی ضربات پڑ رہی ہوں گی۔ آپؑ اس اُمت سے وہ چیزیں دیکھیں گے جو آپؑ کو پسند نہیں ہیں۔ ہمارے ساتھ مدینہ کی طرف لوٹ چلیں۔ اگر آپؑ یزید کی بیعت نہیں کرنا چاہتے تو نہ کریں اور کبھی نہ کریں۔ اپنی منزل میں رہائش پذیر رہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابنِ عمرؓ! اصیحات! یہ قوم مجھے نہیں چھوڑے گی۔ یہ مجھے ڈھونڈ کر رہے گی، جب یہ لوگ مجھے پالیں گے تو مجھے بیعت کرنے پر مجبور کریں گے۔ میں نے ان کی بیعت نہ کی تو یہ مجھے قتل کردیں گے۔

اے ابنِ عمرؓ! کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ کے نزدیک اس دُنیا کی قیمت وحیثیت کیا ہے؟ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کا سر بنی اسرائیلؑ کے ایک ظالم سرکش باغی بادشاہ کے دربار میں بطورِ تحفہ بھیجا گیا۔

اے ابوعبدالرحمٰن! بنی اسرائیل روزانہ صبح سے شام تک ستر ستر انبیاءؑ کو قتل کرتے تھے۔ پھر بازاروں میں خرید وفروخت کرنے میں اس طرح معروف ہوجاتے تھے جیسے اُنھوں نے کچھ کیا ہی نہ ہو۔ خداوند تعالیٰ نے اُن کے عذاب میں تعجیل نہیں کی تھی۔ اُنھیں مہلت دی تھی۔ پھر جب اُنھیں پکڑا تو شدت سے پکڑا، ان کا نام ونشان مٹ گیا۔

اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ کا خوف کریں، میری مدد کریں، میری مدد سے انحراف نہ کریں۔

اس کے بعد امام علیہ السلام حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور آپؑ نے فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! آپ میرے والد کے چچا کے فرزند

ہیں۔ آپ نے ہمیشہ مجھے خیر کی دعوت دی ہے۔ آپ میرے والد بزرگوار کے مشیر رہے ہیں۔ آپ کے مشورے خالصانہ اور صحیح ہیں۔ آپ مدینہ منورہ واپس چلے جائیں۔ اللہ آپ کا محافظ ہو۔ وہاں کے حالات میری طرف بھیجتے رہیے۔ اب میں اس حرم میں اُس وقت تک رہوں گا جب تک یہاں کے لوگ مجھ سے محبت کرتے رہیں گے اور میری نصرت کرتے رہیں گے۔ جب میں دیکھوں گا کہ ان لوگوں نے مجھ سے آنکھیں پھیر لی ہیں تو میں ان کی جگہ دوسرے لوگوں کا قرب اختیار کروں گا۔ میں اس کلمہ سے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتا ہوں، جس کلمہ سے حضرت ابراہیم خلیلؑ نے مدد لی تھی۔ جب انھیں آگ میں ڈالا گیا تھا۔ "مجھے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے تو آگ اُن پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی تھی"۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد یہ تینوں بزرگوار خوب روئے، دیر تک روتے رہے، اتنا روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں اور آواز گلوں میں رندھ گئی۔ حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے روتی آنکھوں اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کو وداع کیا اور مدینہ منورہ کی طرف لوٹ آئے اور امام علیہ السلام مکہ معظمہ رہ گئے"۔ (1)

تذكرة الخواص عن هشام بن محمد: إنَّ حُسَيْنًا علیہ السلام كَثُرَت عَلَيهِ كُتُبُ أهلِ الكُوفَةِ، وَتَواتَرَت إلَيهِ رُسُلُهُم: إن لَم تَصِل إلَينا فَأَنتَ آثِمٌ. فَعَزَمَ عَلَى المَسيرِ. فَجاءَ إلَيهِ ابنُ عَبّاسٍ وَنَهاهُ عَن ذٰلِكَ، وَقالَ لَهُ: يَابنَ عَمِّ، إنَّ أهلَ الكوفَةِ قَومٌ غُدُرٌ. قَتَلوا أباكَ، وَخَذَلوا أخاكَ وَطَعَنوهُ وَسَلَبوهُ وَسَلَّموهُ إلىٰ عَدُوِّهِ، وفَعَلوا ما فَعَلوا. فَقالَ: هٰذِهِ كُتُبُهُم

(1) الفتوح: ج۵، ص ۲۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۱۹۰

وَرُسُلُهُم، وَقَدْ وَجَبَ عَلَيَّ الْمَسِيرُ لِقِتَالِ أَعْدَاءِ اللهِ. فَبَكَى ابنُ عَبَّاسٍ، وَقَالَ: وَاحُسَيْنَاهُ!

"تذکرۃ الخواص میں ہشام بن محمد سے روایت ہے: حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس کوفہ سے مسلسل خطوط آئے، جن میں لکھا تھا: اگر آپؑ نے ہماری دعوت قبول نہ کی تو پھر تمام ذمہ داری آپؑ کی ذات پر ہوگی۔ اس کے جواب دہ آپؑ ہوں گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن کی طرف جانے کا عزم کر لیا تو اس دوران حضرت ابنِ عباسؓ آپؑ کے پاس آئے اور آپؑ کو عراق جانے سے روکا اور کہا: اے برادر! اہلِ کوفہ دھوکہ باز ہیں، فریبی ہیں۔ اُنھوں نے آپؑ کے والد کو قتل کیا اور آپؑ کے بھائی کو اکیلا چھوڑ دیا، انھیں زخمی کیا اور انھیں ان کے دشمن کے سپرد کر دیا۔ یہ کیا وہ کیا۔ اُدھر نہ جاؤ۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ ان کے خطوط ہیں، اب مجھ پر واجب ہو گیا ہے کہ میں اُدھر جاؤں اور اللہ کے دشمنوں سے جنگ کروں۔ یہ سن کر حضرت ابنِ عباسؓ رونے لگے اور کہنے لگے: وَاحُسَيْنَاهُ"۔[1]

دلائل الإمامة عن عبد الله بن عبَّاس: لَقِيتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام وَهُوَ يَخرُجُ إِلَى العِرَاقِ. فَقُلتُ لَهُ: يَابنَ رَسُولِ اللهِ، لَا تَخرُج قَالَ: فَقَالَ لِي: يَابنَ عَبَّاسٍ، أَمَا عَلِمتَ أَنَّ مَنِيَّتِي مِن هُنَاكَ، وَأَنَّ مَصَارِعَ أَصحَابِي هُنَاكَ؛ فَقُلتُ لَهُ: فَأَنَّى لَكَ ذٰلِكَ؛ قَالَ: بِسِرٍّ سُرَّ لِي، وَعِلمٍ أُعطِيتُهُ.

"دلائل امامت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف جا رہے تھے تو میں نے آپؑ سے ملاقات کی۔

میں نے کہا: فرزندِ رسولؐ! آپؑ یہاں رہیں اور عراق کی طرف نہ جائیں۔

[1] تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۹

آپؑ نے فرمایا: اے ابنِ عباسؓ! آپ کو معلوم ہے میرا ارادہ وہاں کا ہے، میرے اصحاب کا مقتل وہیں ہے؟

ابنِ عباسؓ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: آپؑ نے بھی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ ایک راز ہے جو پوشیدہ ہے۔ یہ ایک علم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے"۔ ①

كشف الريبة عن عبدالله بن سليمان النوفلي عن جعفر بن محمد الصادق عن أبيه محمد بن علي بن الحسين [الباقر] عليهما السلام: لَمَّا تَجَهَّزَ الْحُسَيْنُ عليه السلام إِلَى الْكُوفَةِ، أَتَاهُ ابنُ عَبَّاسٍ، فَنَاشَدَهُ اللهَ وَالرَّحِمَ أَن يَكُونَ هُوَ الْمَقْتُولَ بِالطَّفِّ. فَقَالَ: [أَنَا أَعرَفُ] بِمَصرَعِي مِنكَ، وَمَا وُكدِي مِنَ الدُّنيَا إِلَّا فِرَاقُهَا.

"کشف الریبہ میں عبداللہ بن سلیمان النوفلی سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:

جس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوفہ کی طرف روانگی کا ارادہ کیا تو حضرت ابنِ عباسؓ آپؑ کے پاس آئے، اُنھوں نے آپؑ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیا کہ آپؑ ہرگز کوفہ کی طرف نہ جائیں، ورنہ آپؑ کو طف میں قتل کر دیا جائے گا۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں، میں جانتا ہوں کہ میں نے وہاں شہید ہونا ہے۔ میرا ارادہ بھی اس دُنیا سے فراق و فرقت ہے"۔ ②

الملهوف: وَجَاءَهُ [أَي الإِمَامَ الْحُسَينَ عليه السلام عِندَ الْخُرُوجِ مِن

---

① دلائل امامت: ص ۱۸۱؛ ذوب النضار: ص ۳۰؛ اثبات الهداة: ج ۲، ص ۵۸۸

② کشف الریبہ: ص ۸۹؛ بحارالانوار: ج ۴۵، ص ۳۶۳

مَكَّةَ] عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ. فَأَشَارَا عَلَيْهِ بِالْإِمْسَاكِ.

فَقَالَ لَهُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَدْ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ وَأَنَا مَاضٍ فِيهِ. قَالَ: فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ يَقُولُ: وَاحُسَيْنَاهُ.

''الملہوف میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے کوفہ جا رہے تھے تو اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر آپ کے پاس آئے اور انھوں نے آپ کو کوفہ جانے سے روکا۔

آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے۔ میں نے اس حکم کی تعمیل کرنی ہے۔

راوی کہتا ہے: یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وہاں سے روتے ہوئے اٹھے اور کہا: وَاحُسَيْنَاهُ''۔ (1)

أسد الغابة: سَارَ [الْإِمَامُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام] مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَأَتَاهُ كُتُبُ أَهْلِ الْكُوفَةِ وَهُوَ بِمَكَّةَ. فَتَجَهَّزَ لِلْمَسِيرِ. فَنَهَاهُ جَمَاعَةٌ. مِنْهُمْ: أَخُوهُ مُحَمَّدُ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ. وَابْنُ عُمَرَ. وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَغَيْرُهُمْ. فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الْمَنَامِ وَأَمَرَنِي بِأَمْرٍ فَأَنَا فَاعِلٌ مَا أَمَرَ.

''أسد الغابہ میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ سے مکہ کی طرف چلے، وہاں مکہ معظمہ میں آپ کے پاس اہل کوفہ کے خطوط آئے تو آپ نے کوفہ جانے کی تیاری کی۔ آپ کے پاس ایک جماعت آئی جس میں حضرت محمد بن حنفیہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ تھے۔ انھوں نے آپ کو روکا کہ آپ کوفہ نہ جائیں۔

آپ نے ان کے جواب میں فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب

(1) تذکرۃ الخواص: ص ۲۳۹

میں دیکھا ہے۔ آپ نے مجھے حکم دیا ہے میں نے ہر صورت تعمیل کرنی ہے"۔ (اسد الغابہ: ج ۲، ص ۲۸)

حضرت امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر ① کے درمیان مذاکرات

كامل الزيارات عن أبي الجارود عن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام:

إِنَّ الحُسَينَ عليه السلام خَرَجَ مِن مَكَّةَ قَبلَ التَّروِيَةِ بِيَومٍ، فَشَيَّعَهُ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ، فَقالَ: يا أَبا عَبدِ اللهِ، لَقَد حَضَرَ الحَجُّ وَتَدَعُهُ وتَأتِي العِراقَ؟! فَقالَ: يَابنَ الزُّبَيرِ! لَأَن أُدفَنَ بِشاطِئِ الفُراتِ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أُدفَنَ بِفِناءِ الكَعبَةِ.

"کامل الزیارات میں ابوالجارود سے روایت ہے، اس نے حضرت امام محمد

---

① عبداللہ بن زبیر بن العوام القرشی اسدی: ابوبکر، ان کی والدہ کا نام اسماء بنت ابوبکرؓ ہے۔ آپ صحابی ہیں۔ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے تھے۔ مہاجرین کے ہاں مدینہ میں سب سے پہلے جس بچے نے جنم لیا وہ عبداللہ بن زبیر ہیں۔ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد اپنے لیے خلافت کے حصول کے لیے بھرپور کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ انھیں حضرت عائشہؓ کی حمایت حاصل تھی۔ جنگ جمل میں اپنے والد کے ساتھ حاضر تھے۔ حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے: اس وقت تک زبیر ہمارے ساتھ تھے جب تک عبداللہ بالغ نہیں ہوئے تھے۔ جنگ جمل کے خاتمے پر اسے امان دے دی گئی تھی کیونکہ حضرت عائشہؓ نے سفارش کی تھی۔ معاویہ اس کا احترام نہیں کرتا تھا۔ اس کی موت کے بعد ابن زبیر نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی۔ اس نے اپنی حفاظت کی خاطر مکہ کو وطن بنایا۔ آخر اس کے لشکر اور یزید کے لشکر کے درمیان جنگ ہوئی۔ اس نے ۶۴ ہجری میں اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ اس نے حجاز، یمن، عراق، خراسان پر قبضہ کر لیا۔ اس نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت محمد بن حنفیہؒ سے بیعت طلب کی۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اس نے انھیں جلا دینے کی کوشش کی لیکن اسے کامیابی نہ ملی۔ آخرکار اسے قتل کر کے سولی پر چڑھا دیا گیا۔ یہ عبدالملک بن مروان کا دور حکومت تھا۔ اس کے بعد حجاج نے مکہ اور مسجد الحرام پر ہجوم کیا۔ (مستدرک علی الصحیحین: ج ۳، ص ۶۳۱؛ تاریخ طبری: ج ۴، ص ۵۰۹-۵۱۰، ۵۳۰؛ ج ۵، ص ۳۴۳، ۳۴۰، ۳۹۸، ۵۰۱؛ مروج الذہب: ج ۲، ص ۳۷۶ تا ۳۸۷؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۶۳؛ اسد الغابہ: ج ۳، ص ۲۴۱؛ تاریخ دمشق: ج ۲۸، ص ۲۰۳؛ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید: ج ۴، ص ۶۱، ۶۲، ۷۹؛ ج ۶، ص ۱۱؛ نہج البلاغہ، الحکمت: نمبر ۴۵۳؛ الخصال: ص ۱۵۷

باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا:

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ترویہ سے ایک دن پہلے مکہ سے کوفہ جانے کا عزم کیا تو عبداللہ بن زبیر آپؑ کے پاس آیا اور کہا: اے ابا عبداللہ! حج کا موسم ہے اور آپؑ مکہ کو چھوڑ کر عراق جا رہے ہیں، آخر کیوں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ابنِ زبیر! مجھے فرات کے کنارے دفن ہونا صحنِ کعبہ میں دفن ہونے سے زیادہ محبوب ہے"۔

كامل الزيارات عن داوود بن فرقد عن أبي عبد الله [الصادق] عليه السلام: قَالَ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ لِلحُسَينِ عليه السلام: وَلَو جِئتَ إِلَى مَكَّةَ فَكُنتَ بِالحَرَمِ! فَقَالَ الحُسَينُ عليه السلام: لَا نَستَحِلُّهَا وَلَا تُستَحَلُّ بِنَا، ولَأَن أُقتَلَ عَلَى تَلِّ أَعفَرَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أُقتَلَ بِهَا.

"کامل الزیارات میں داؤد بن فرقد سے روایت ہے، اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ عبداللہ بن زبیر نے امام حسین علیہ السلام سے کہا: اگر آپ مکہ معظمہ آچکے ہیں تو یہیں رہ جائیں کسی اور طرف نہ جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ہم اس مقام پر اپنا قتل ہونا جائز سمجھتے ہیں اور نہ ہمارے لیے جائز بنایا گیا ہے۔ (1) مجھے یہاں قتل ہونے سے تل اعفر (2) میں قتل ہونا پسند ہے"۔ (3)

كامل الزيارات عن أبي سعيد عقيصا: سَمِعتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ

(1) امام علیہ السلام کے کلام سے ظاہراً یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ آپؑ نے عبداللہ بن زبیر کے اس عمل کی طرف اشارہ کیا کیونکہ وہ دو دفعہ بیت اللہ کی توہین کا سبب بنا تھا۔

(2) الاعفر: بامعنی مدہم سفیدی، یا ایسی ریت جس کا رنگ سرخ ہو۔ (تاج العروس: ج ۷، ص ۲۴) تل أعفر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ایک قلعہ ہے جو سنجار اور موصل کے درمیان واقع ہے۔ نیز تل أعفر الجزیرہ کے مضافات میں مسلمہ کے قلعہ اور رقہ کے درمیان ایک گاؤں کا نام ہے۔ (معجم البلدان: ج ۴۵، ص ۸۵)

(3) کامل الزیارات: ص ۱۵۱؛ بحار الانوار: ج ۴۵ ص ۸۵

علیہ السلام وَ خَلَا بِهِ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ وَنَاجَاهُ طَوِيلًا. قَالَ: ثُمَّ أَقبَلَ الحُسَينُ علیہ السلام بِوَجهِهِ إِلَيهِم. وَقَالَ: إِنَّ هٰذَا يَقُولُ لِي: كُن حَمَامًا مِن حَمَامِ الحَرَمِ! وَلَأَن أُقتَلَ بَينِي وَبَينَ الحَرَمِ بَاعٌ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أُقتَلَ وَبَينِي وَبَينَهُ شِبرٌ. وَلَأَن أُقتَلَ بِالطَّفِّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أُقتَلَ بِالحَرَمِ.

"کامل الزیارات میں ابوسعید عقیصا سے روایت ہے، میں نے حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام سے اُس وقت سنا جب آپؑ عبداللہ بن زبیر سے خلوت میں طویل مذاکرات سے فارغ ہو کر باہر آئے اور فرمایا: یہ آدمی مجھ سے کہتا ہے کہ میں حرم کے کبوتروں میں سے ایک کبوتر بن جاؤں، لیکن مجھے یہ پسند ہے کہ میں حرم سے باہر قتل کیا جاؤں، چاہے وہ حرم سے ایک بالشت کے فاصلے پر کیوں نہ ہو اور مجھے میدانِ طف میں قتل ہونا حرم میں قتل ہونے سے زیادہ محبوب ہے"۔ (1)

تاریخ دمشق عن بشر بن غالب: قَالَ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ لِحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام: أَينَ تَذهَبُ؟ إِلَى قَومٍ قَتَلُوا أَبَاكَ وَطَعَنُوا أَخَاكَ؟! فَقَالَ لَهُ حُسَينٌ علیہ السلام: لَأَن أُقتَلَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا، أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن تُستَحَلَّ بِي يَعنِي مَكَّةَ.

"تاریخ دمشق میں بشر بن غالب سے روایت ہے، عبداللہ بن زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کہاں جا رہے ہیں؟ کیا اُس قوم کی طرف کہ جنھوں نے آپؑ کے والد کو شہید کر دیا تھا اور آپؑ کے بھائی کو نیزہ مارا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے حرم میں قتل ہونے سے فلاں فلاں

(1) کامل الزیارات: ص ۱۵۱؛ بحارالانوار: ج ۴۵ ص ۸۵

مقامات پر قتل ہونا زیادہ پسند ہے"۔ ①

الأمالی للشجری عن بشر بن غالب الأسدی: إنَّ ابنَ الزُّبَیرِ لَحِقَ الحُسَینَ بنَ عَلِیٍّ علیہ السلام. قالَ: أینَ تُریدُ؟ قالَ: العِراقَ. قالَ: هُمُ الَّذینَ قَتَلوا أباكَ وطَعَنوا أخاكَ! وأنَا أرى أنَّهُم قاتِلوكَ. قالَ: وأنا أرى ذٰلِكَ.

"امالی الشجری میں بشر بن غالب الاسدی سے روایت ہے، ابنِ زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی اور پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: عراق۔ اس نے کہا: آپؑ اُن لوگوں کی طرف جا رہے ہیں جنھوں نے آپؑ کے والد کو قتل کر دیا تھا اور آپؑ کے بھائی کو نیزہ مارا تھا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ آپؑ کو قتل کر دیں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں مجھے معلوم ہے"۔ ②

تاریخ دمشق عن معمر: سَمِعتُ رَجُلًا یُحَدِّثُ عَنِ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ علیہ السلام. قالَ: سَمِعتُهُ یَقولُ لِعَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَیرِ: أتَتنی بَیعَةُ أربَعینَ ألفًا یَحلِفونَ لی بِالطَّلاقِ وَالعِتاقِ مِن أهلِ الكوفَةِ أو قالَ: مِن أهلِ العِراقِ. فَقالَ لَهُ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَیرِ: أتَخرُجُ إلىٰ قَومٍ قَتَلوا أباكَ، وأخرَجوا أخاكَ؟!

"تاریخ دمشق میں معمر سے روایت ہے، میں نے امام حسین علیہ السلام سے سنا، جب آپؑ عبداللہ بن زبیر سے کلام کر رہے تھے کہ اہلِ کوفہ یا اہلِ عراق میں سے میری چالیس ہزار افراد نے بیعت کر لی ہے۔ اب میں کوفہ کی طرف روانہ ہو رہا ہوں۔ عبداللہ بن زبیر نے آپؑ سے کہا: کیا آپؑ اُن

---

① تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۳؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۳؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۱۹؛ ذخائر عقبیٰ: ص ۲۵۷؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۶۱

② امالی شجری: ج ۱، ص ۱۷۳؛ المناقب الکوفی: ج ۱، ص ۲۶۲

لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جنھوں نے آپؑ کے والد کو قتل کر دیا تھا اور آپؑ کے بھائی کو وہاں سے نکال دیا تھا"۔ ①

تاریخ الطبری عن أبي سعيد عقيصا عن بعض أصحابه: سَمِعتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام وَهُوَ بِمَكَّةَ، وَهُوَ واقِفٌ مَعَ عَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيرِ، فَقالَ لَهُ ابنُ الزُّبَيرِ: إلَيَّ يَابنَ فاطِمَةَ، فَأَصغى إلَيهِ فَسارَّهُ. قالَ: ثُمَّ التَفَتَ إلَينَا الحُسَينُ علیہ السلام فَقالَ: أتَدرونَ ما يَقولُ ابنُ الزُّبَيرِ؟ فَقُلنا: لا نَدري جَعَلَنَا اللهُ فِداكَ! فَقالَ: قالَ: أقِم في هذَا المَسجِدِ، أجمَع لَكَ النّاسَ.

ثُمَّ قالَ الحُسَينُ علیہ السلام: وَاللهِ، لَأَن اُقتَلَ خارِجًا مِنها بِشِبرٍ، أحَبُّ إلَيَّ مِن أن اُقتَلَ داخِلًا مِنها بِشِبرٍ، وَايمُ اللهِ، لَو كُنتُ في جُحرِ هامَّةٍ مِن هذِهِ الهَوامِّ لَاستَخرَجوني حَتّى يَقضوا فِيَّ حاجَتَهُم، وَوَاللهِ لَيَعتَدُنَّ عَلَيَّ كَمَا اعتَدَتِ اليَهودُ فِي السَّبتِ.

"تاریخ طبری میں ابوسعید عقیصا سے روایت ہے اُس نے اپنے کسی صحابی سے سنا، اُس نے کہا کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے سنا، جب آپؑ مکہ معظمہ میں تھے۔ آپؑ عبداللہ بن زبیر کے ساتھ کھڑے تھے کہ ابنِ زبیر نے آپؑ سے کہا: یابن فاطمہ! آپؑ اِدھر تشریف لائیں۔ امام علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے چپکے چپکے باتیں کیں۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔ کیا تم نے کچھ سمجھا ہے کہ ابنِ زبیر کیا کہہ رہا تھا؟ ہم نے عرض کیا: ہم آپؑ پر فدا ہو جائیں ہم کچھ نہیں سمجھے۔ امام علیہ السلام نے کہا: یہ کہتا ہے کہ آپؑ مسجد الحرام میں ہیں۔ آپؑ کی نصرت کے لیے لوگوں کو جمع کرلوں گا۔

① تاریخ دمشق: ج۱۴، ص ۲۰۳؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج۶، ص ۲۶۰۳؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸، ص ۱۶۱

یہ کہہ کر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایک بالشت بھر اس مسجد کے باہر میں قتل ہوجاؤں تو واللہ میں اس بات سے بہتر سمجھتا ہوں کہ ایک بالشت بھر مسجد کے اندر قتل ہوں۔ بخدا اگر میں حشرات الارض کے کسی سوراخ میں بھی چھپ جاؤں تو یہ لوگ مجھے وہاں سے بھی نکال لیں گے۔ اور یہ لوگ میرے ساتھ جو سلوک کرنا چاہتے ہیں، وہ کریں گے اور واللہ مجھ پر یہ لوگ ایسا ظلم کریں گے جیسا یہود نے روز سبت کیا تھا"۔ (تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۸۵)

تاریخ الطبری عن عبد الله بن سلیم و المذری بن المشمعل الأَسدِيَّين: خَرَجنَا حَاجِّينَ مِنَ الكُوفَةِ حَتّٰى قَدِمنَا مَكَّةَ. فَدَخَلنَا يَومَ التَّروِيَةِ. فَإِذَا نَحنُ بِالحُسَينِ علیہ السلام وعَبدِ اللهِ بنِ الزُّبَيرِ قَائِمَينِ عِندَ ارتِفَاعِ الضُّحىٰ فِيمَا بَينَ الحِجرِ وَالبَابِ. قَالَا: فَتَقَرَّبنَا مِنهُمَا. فَسَمِعنَا ابنَ الزُّبَيرِ وَهُوَ يَقُولُ لِلحُسَينِ علیہ السلام: إِن شِئتَ أَن تُقِيمَ أَقَمتَ فَوَلِّيتَ هٰذَا الأَمرَ. فَآزَرنَاكَ وَسَاعَدنَاكَ، وَنَصَحنَا لَكَ وَبَايَعنَاكَ.

فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: إِنَّ أَبِي حَدَّثَنِي أَنَّ بِهَا كَبشًا يَستَحِلُّ حُرمَتَهَا. فَمَا أُحِبُّ أَن أَكُونَ أَنَا ذٰلِكَ الكَبشَ. فَقَالَ لَهُ ابنُ الزُّبَيرِ: فَأَقِم إِن شِئتَ، وَتُوَلِّينِي أَنَا الأَمرَ فَتُطَاعُ وَلَا تُعصىٰ. فَقَالَ: وَمَا أُرِيدُ هٰذَا أَيضًا. قَالَا: ثُمَّ إِنَّهُمَا أَخفَيَا كَلَامَهُمَا دُونَنَا. فَمَا زَالَا يَتَنَاجَيَانِ حَتّٰى سَمِعنَا دُعَاءَ النَّاسِ رَائِحِينَ مُتَوَجِّهِينَ إِلىٰ مِنىً عِندَ الظُّهرِ؛ قَالَا: فَطَافَ الحُسَينُ علیہ السلام بِالبَيتِ وَبَينَ الصَّفَا وَالمَروَةِ. وَقَصَّ مِن شَعرِهِ وَحَلَّ مِن عُمرَتِهِ. ثُمَّ تَوَجَّهَ نَحوَ الكُوفَةِ. وَتَوَجَّهنَا نَحوَ النَّاسِ إِلىٰ مِنىً.

"تاریخ طبری میں عبداللہ بن سلیم المذری بن المشمعل اسدی سے روایت

ہے، یہ دونوں حج کے لیے کوفہ سے مکہ معظمہ آئے۔ ترویہ کا دن تھا، حضرت امام حسین علیہ السلام اور ابنِ زبیر حجرِ اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان کھڑے تھے۔ ابنِ زبیر امام علیہ السلام سے کہہ رہا تھا اگر آپؑ یہاں رہنا چاہتے ہیں تو رہیں حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ ہم آپؑ کے معین و شریک و ہوا خواہ رہیں گے، آپؑ کی بیعت کریں گے۔

امام علیہ السلام نے جواب دیا: میں نے اپنے باپ سے یہ حدیث سنی ہے کہ ایک مینڈھا مکہ کی حرمت کو حلال کردے گا۔ میں وہ مینڈھا نہیں بننا چاہتا۔ اس پر ابنِ زبیر نے کہا: آپؑ یہاں رہیں اور حکومت میرے حوالے کردیں۔ آپؑ کی اطاعت کی جائے گی اور کوئی مائی کا لعل آپؑ کی مخالفت نہیں کرے گا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ بھی منظور نہیں ہے۔ پھر یہ دونوں آہستہ آہستہ باتیں کرتے رہے کہ ظہر کا وقت ہوگیا اور لوگ منیٰ کی طرف چلے گئے۔ امام علیہ السلام نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، بال کٹوائے اور عمرہ سے مُحل ہوگئے۔ پھر کوفہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہم لوگوں کے ساتھ منیٰ کی طرف روانہ ہوگئے"۔ ①

تاریخ الطبری عن عقبة بن سمعان: أَتَاهُ ابنُ الزُّبَيرِ فَحَدَّثَهُ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: مَا أدري مَا تَركُنَا هٰؤُلَاءِ القَومَ وَكَفُّنَا عَنهُم، وَنَحنُ أَبنَاءُ المُهَاجِرِينَ وَوُلَاةُ هٰذَا الأَمرِ دُونَهُم! خَبِّرنِي مَا تُرِيدُ أَن تَصنَعَ؟

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: وَاللهِ لَقَد حَدَّثتُ نَفسِي بِإِتيَانِ الكُوفَةِ، وَلَقَد كَتَبَ إِلَيَّ شِيعَتِي بِهَا وَأَشرَافُ أَهلِهَا، وَأَستَخِيرُ اللهَ.

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۸۴؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸، ص ۱۶۴

فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: أَمَا لَوْ كَانَ لِي بِهَا مِثْلُ شِيعَتِكَ مَا عَدَلْتُ بِهَا! ثُمَّ إِنَّهُ خَشِيَ أَنْ يَتَّهِمَهُ، فَقَالَ: أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَقَمْتَ بِالْحِجَازِ ثُمَّ أَرَدْتَ هٰذَا الْأَمْرَ هَاهُنَا مَا خُولِفَ عَلَيْكَ إِنْ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ قَامَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ.

فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: هَا، إِنَّ هٰذَا لَيْسَ شَيْءٌ يُؤْتَاهُ مِنَ الدُّنْيَا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْحِجَازِ إِلَى الْعِرَاقِ، وَقَدْ عَلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ مَعِي شَيْءٌ، وَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْدِلُوهُ بِي، فَوَدَّ أَنِّي خَرَجْتُ مِنْهَا لِتَخْلُوَ لَهُ.

"تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعان سے روایت ہے، ابنِ زبیر آیا اور اُس نے پہلے اِدھر اُدھر کی باتیں کیں پھر کہا: میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قوم کو ہم کیوں چھوڑ دیں اور کیوں ان سے باز رہیں۔ ہم تو مہاجرین کی اولاد ہیں اور ان سب سے بڑھ کر ریاست کا حق رکھتے ہیں۔ اے حسینؑ! یہ تو بتائیں کہ آپؑ کا ارادہ کیا ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میرا دل تو یہ کہتا ہے کہ میں کوفہ کی طرف چلا جاؤں، وہاں کے اشراف اور میرے شیعوں نے میری طرف خطوط بھیجے ہیں اور مَیں خدا سے خیر کا خواست گار ہوں۔ یہ سن کر ابنِ زبیر نے کہا: اگر آپؑ کے شیعوں کی مثل میرے شیعہ ہوتے تو میں اُن سے انحراف نہ کرتا۔

ابنِ زبیر یہ بات کہہ کر اندر اندر کچھ پریشان ہوگیا کہ کہیں امام حسین علیہ السلام میری اس بات کو یہ نہ سمجھیں کہ یہ اُن سے جان چھڑانا چاہتا ہے کہ وہ کوفہ جائیں اور اِدھر میدان خالی ہو اور ابنِ زبیر حجاز میں اپنی حکومت بنا لے۔ اُس نے فوراً بات بدل کر کہا: اگر آپؑ حجاز میں رہ کر ریاست کا ارادہ کریں تو کوئی بھی ان شاء اللہ آپؑ کی مخالفت نہیں کرے گا۔ یہ کہہ کر ابنِ زبیر

وہاں سے اُٹھ کر چلا گیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص کو اس دنیا کی کسی شے کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی اس بات کی ہے کہ میں حجاز سے عراق کی طرف چلا جاؤں۔ یہ خوب جانتا ہے کہ میری موجودگی میں اُسے ریاست نہیں مل سکتی۔ لوگ اُسے میرے برابر نہیں سمجھتے، اس لیے یہ چاہتا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اور اُس کے لیے میدان خالی ہو جائے"۔ ①

الكامل في التاريخ: خَرَجَ ابنُ عَبَّاسٍ وأتاهُ [أي الحُسَين عليه السلام] ابنُ الزُّبَيرِ فَحَدَّثَهُ ساعَةً. ثُمَّ قالَ: ما أدري ما تَرَكنا هؤُلاءِ القَومَ وَكَفَفنا، ونَحنُ أبناءُ المُهاجِرينَ ووُلاةُ هذَا الأَمرِ دونَهُم. خَبِّرني ما تُريدُ أن تَصنَعَ؟

فَقالَ الحُسَينُ عليه السلام: لَقَد حَدَّثتُ نَفسي بِإِتيانِ الكوفَةِ، ولَقَد كَتَبَت إلَيَّ شيعَتي بِها، وأشرافُ النّاسِ، وأستَخيرُ اللهَ.

فَقالَ لَهُ ابنُ الزُّبَيرِ: أما لَو كانَ لي بِها مِثلُ شيعَتِكَ لَما عَدَلتُ عَنها! ثُمَّ خَشِيَ أن يَتَّهِمَهُ فَقالَ لَهُ: أما إنَّكَ لَو أقَمتَ بِالحِجازِ ثُمَّ أرَدتَ هذَا الأَمرَ هاهُنا، لَما خالَفنا عَلَيكَ، وَساعَدناكَ وبايَعناكَ ونَصَحنا لَكَ.

فَقالَ لَهُ الحُسَينُ عليه السلام: إنَّ أبي حَدَّثَني أنَّ لَها كَبشاً بِهِ تُستَحَلُّ حُرمَتُها، فَما أُحِبُّ أن أكونَ أنا ذلِكَ الكَبشَ. قالَ: فَأَقِم إن شِئتَ وتُوَلّيني أنَا الأَمرَ، فَتُطاعُ ولا تُعصى.

قالَ: ولا أُريدُ هذا أيضاً. ثُمَّ إنَّهُما أخفَيا كَلامَهُما دونَنا. فَالتَفَتَ الحُسَينُ عليه السلام إلى مَن هُناكَ وقالَ: أتَدرونَ ما يَقولُ؟

① تاریخ طبری: ج۵،ص ۳۸۳؛ البدایہ والنہایہ: ج۸،ص ۱۶۰

قَالُوا: لَا نَدرِي، جَعَلَنَا اللهُ فِدَاكَ! قَالَ: إِنَّهُ يَقُولُ: أَقِمْ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ أَجْمَعُ لَكَ النَّاسَ!

ثُمَّ قَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: وَاللهِ لَأَنْ أُقْتَلَ خَارِجًا مِنهَا بِشِبرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أُقْتَلَ فِيهَا، وَلَأَن أُقْتَلَ خَارِجًا مِنهَا بِشِبرَينِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن أُقْتَلَ خَارِجًا مِنهَا بِشِبرٍ، وَايمُ اللهِ، لَو كُنتُ فِي جُحرِ هَامَّةٍ مِن هٰذِهِ الْهَوَامِّ لَاستَخرَجُونِي حَتّٰى يَقضُوا بِي حَاجَتَهُم! وَاللهِ لَيَعتَدُنَّ عَلَيَّ كَمَا اعتَدَتِ الْيَهُودُ فِي السَّبتِ.

فَقَامَ ابنُ الزُّبَيرِ فَخَرَجَ مِن عِندِهِ.

فَقَالَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: إِنَّ هٰذَا لَيسَ شَيءٌ مِنَ الدُّنيَا أَحَبَّ إِلَيهِ مِن أَن أَخرُجَ مِنَ الْحِجَازِ، وَقَد عَلِمَ أَنَّ النَّاسَ لَا يَعدِلُونَهُ بِي، فَوَدَّ أَنِّي خَرَجتُ حَتّٰى يَخلُوَ لَهُ.

"الکامل فی التاریخ میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ جونہی حضرت امام حسین علیہ السلام کی مجلس سے اُٹھے تو وہیں عبداللہ بن زبیر آ گیا۔ اُس نے پہلے تو اِدھر اُدھر کی باتیں کہیں۔ پھر امامؑ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: میں نہیں جانتا کہ ہم اس قوم کی حکومت کو چھوڑ دیں اور اِن سے دُور رہیں۔ ہم تو مہاجرین کی اولاد ہیں۔ حقِ حکومت اِن لوگوں سے ہم زیادہ رکھتے ہیں۔ حکومت و ریاست کے وارث و مالک تو ہم ہیں۔ ان لوگوں کو حکومت کس نے دی ہے۔ آپؑ اپنے دل کی بات کریں آپ کا اب کیا ارادہ ہے؟

فرزندِ رسولؐ نے فرمایا: میں تو کوفہ کی طرف جا رہا ہوں۔ میرے محبوں اور کوفہ کے امراء و اشراف نے میری طرف خطوط بھیجے ہیں۔ میں بارگاہِ خداوندی سے خیر کا طالب ہوں۔

ابنِ زبیر نے آپؑ سے کہا: جس طرح آپ کے محب اور پیروکار ناصر اور معاون ہیں اگر میرے ہوتے تو میں ہر صورت ان کی آواز پر لبیک کہتا اور

اُن کی دعوت نہ ٹھکراتا۔ ابنِ زبیر اس بات کے بعد کچھ پریشان سا ہو کر رہ گیا کہ ہائے وہ کس کے سامنے اور کیسی بات کر بیٹھا ہے۔ فوراً اُنھوں نے بات کا رُخ پھیرا۔ اگر آپؑ حجاز میں قیام کریں اور یہاں کی حکومت و ریاست اپنی ذات کے لیے پسند کریں تو ہم آپؑ کی مخالفت نہیں کریں گے۔ ہم آپؑ کی نصرت و معاونت کریں گے اور آپؑ کا بھرپور انداز سے ساتھ دیں گے۔

ابنِ زبیر کی بات سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے کہا: میرے والدِ بزرگوار نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی تھی کہ ایک مینڈھا مکہ معظمہ کی حرمت کو پامال کردے گا۔ وہی مینڈھا میں نہیں بننا چاہتا۔

ابنِ زبیر نے کہا: ٹھیک ہے آپؑ یہاں مکہ معظمہ میں رہ جائیں، یہاں کی حکومت میرے حوالے کردیں۔ آپؑ کی ہر صورت اطاعت ہوگی، آپؑ کا ہر حکم تسلیم ہوگا۔ آپؑ کی کسی قسم کی مخالفت نہ ہوگی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے یہ بھی نہیں چاہیے۔ یہ کہہ کر امام علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: جو کچھ ابنِ زبیر نے مجھ سے کہا ہے وہ تم جانتے ہو؟ اس نے مجھے کہا ہے کہ تم اس مسجد میں قیام رکھو، میں تمھاری نصرت کے لیے لوگ جمع کرتا ہوں۔

امام علیہ السلام نے ابنِ زبیر سے فرمایا: اگر بالشت بھر اس مسجد کے باہر میں قتل ہو جاؤں تو واللہ! اسے میں اس بات سے بہتر سمجھتا ہوں کہ بالشت بھر مسجد کے اندر قتل ہوں۔ اللہ رب العزت کی قسم! اگر میں حشرات الارض کی بلوں میں جا گھسوں تب بھی یہ لوگ مجھے وہاں سے نکال باہر کریں گے۔ یہ لوگ جو چاہیں وہی میرے ساتھ کریں گے۔ بخدا مجھ پر یہ لوگ ایسا ظلم کریں گے جیسا یہود نے روزِ سبت کیا تھا۔ ابنِ زبیر وہاں سے اُٹھا اور باہر چلا گیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص کو اس دنیا کی کسی شے کی اتنی ضرورت نہیں

ہے کہ جتنی اس بات کی ہے کہ میں حجاز سے عراق کی طرف چلا جاؤں اور یہ خوب جانتا ہے کہ لوگ اسے میرے برابر کا نہیں جانتے۔ جب تک میں یہاں ہوں اِسے یہاں کی حکومت نہیں مل سکتی۔ اس لیے وہ یہ بات پسند کرتا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اور میدان خالی ہو جائے اور وہ اپنے من کی مراد پائے"۔ ①

شرح الأخبار عن أبي سعيد: كُنَّا جُلوسًا مَعَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عِندَ جَمرَةِ العَقَبَةِ، فَلَقِيَهُ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ، فَخَلا بِهِ، ثُمَّ مَضى. فَقالَ لَنَا الحُسَينُ علیہ السلام: أتَدرونَ ما يَقولُ هٰذا؟ يَقولُ: كُن حَمامَةً مِن حَمامِ هٰذَا المَسجِدِ! وَاللهِ لَأَن اُقتَلَ خارِجًا مِنهُ بِشِبرٍ أحَبُّ إلَيَّ مِن أن اُقتَلَ فيهِ، ولَأَن اُقتَلَ خارِجًا مِنهُ بِشِبرَينِ أحَبُّ إلَيَّ مِن أن اُقتَلَ خارِجًا مِنهُ بِشِبرٍ. وَاللهِ لَو كُنتُ في جُحرِ هامَّةٍ لَأَخرَجوني حَتّى يَقضوا فِيَّ حاجَتَهُم. وَاللهِ لَيَعتَدُوا فِيَّ كَمَا اعتَدَتِ اليَهودُ فِي السَّبتِ.

"شرح الاخبار میں ابو سعید سے مروی ہے، ہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس جمرۃ العقبہ کے پاس بیٹھے تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے آپؑ سے خلوت میں ملاقات کی اور کچھ دیر بعد وہ چلا گیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ہم سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ اس آدمی نے کیا کہا؟ یہ مجھ سے کہتا ہے کہ آپؑ اس مسجد الحرام کے ایک کبوتر بن جائیں۔ واللہ! اگر میں اس مسجد کے باہر ایک بالشت قتل کر دیا جاؤں تو یہ بات مجھے مسجد کے ایک بالشت اندر قتل ہونے سے زیادہ عزیز ہے۔ بخدا! اگر میں حشرات الارض کی بلوں میں جا گھسوں تو یہ لوگ مجھے وہاں سے بھی نکال

① الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۶؛ الفصول المہمہ: ص ۱۸۳

لیں گے۔ میرے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو یہ چاہیں گے۔ واللہ! مجھ پر یہ لوگ اس طرح ظلم و جور کریں گے جس طرح کہ قومِ یہود نے روزِ سبت کیا تھا"۔ (شرح الاخبار: ج ۳، ص ۱۴۵)

مروج الذهب :بَلَغَ ابنَ الزُّبَيرِ اَنَّهُ اَيِ الحُسَينَ علیہ السلام يُرِيدُ الخُروجَ إِلَى الكُوفَةِ, وَهُوَ أَثقَلُ النَّاسِ عَلَيهِ, قَد غَمَّهُ مَكانُهُ بِمَكَّةَ, لِأَنَّ النَّاسَ مَا كانُوا يَعدِلُونَهُ بِالحُسَينِ, فَلَم يَكُن شَيءٌ يُؤتاهُ أَحَبَّ إِلَيهِ مِن شُخوصِ الحُسَينِ عَن مَكَّةَ. فَأَتاهُ فَقالَ: أَبا عَبدِ اللهِ, مَا عِندَكَ؟ فَوَاللهِ لَقَد خِفتُ اللهَ فِي تَركِ جِهادِ هٰؤُلاءِ القَومِ عَلى ظُلمِهِم وَاستِذلالِهِمُ الصّالِحينَ مِن عِبادِ اللهِ. فَقالَ حُسَينٌ علیہ السلام: قَد عَزَمتُ عَلى إِتيانِ الكُوفَةِ. فَقالَ: وَفَّقَكَ اللهُ, اَما لَو اَنَّ لِي بِها مِثلَ أَنصارِكَ مَا عَدَلتُ عَنها. ثُمَّ خافَ أَن يَتَّهِمَهُ, فَقالَ: وَلَو أَقَمتَ بِمَكانِكَ فَدَعَوتَنا وَأَهلَ الحِجازِ إِلى بَيعَتِكَ, أَجَبناكَ وَكُنّا إِلَيكَ سِراعًا, وَكُنتَ أَحَقَّ بِذٰلِكَ مِن يَزيدَ وَأَبي يَزيدَ.

"مروج الذہب میں یہ روایت ہے کہ ابنِ زبیر کو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف جا رہے ہیں۔ اُسے معلوم تھا کہ فرزندِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام کائنات کی ایک عظیم ہستی ہیں۔ اُن کا اپنا ایک مقام ہے۔ باقی سب اُن کے سامنے ہیچ ہیں۔ ابنِ زبیر کے سامنے یہ سب کچھ عیاں تھا کہ لوگ اُسے امام علیہ السلام کے مقابلے کا آدمی نہیں جانتے۔ اس لیے اس کی سب سے بڑی یہی خواہش تھی کہ امام حسین علیہ السلام مکہ سے چلے جائیں تو پھر اس کی بات بن سکتی ہے۔ بصورتِ دیگر نہیں تو وہ امامؑ کی خدمت میں آیا اور کہا: یا ابا عبداللہ! آپ کا کیا ارادہ ہے۔ واللہ مجھے خوف ہے کہ جہاد کو ترک کیا جا رہا ہے۔ ظالم اپنے مظالم میں بڑھ رہا ہے اور

اللہ کے صالح بندوں کو ذلیل و رُسوا کیا جارہا ہے۔
حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: میں کوفہ کی طرف جارہا ہوں۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپؑ کو موفق فرمائے۔ اے کاش! اس طرح میرے پیروکار ناصر اور معاون ہوتے جس طرح کہ آپؑ کے ہیں۔ ایک طرف ہو کر نہ بیٹھا رہتا، قیام کرتا۔ بات کرنے کے بعد ابنِ زبیر کو خیال آیا کہیں امامؑ اس کی بات یہ نہ سمجھیں کہ وہ انھیں یہاں سے نکالنا چاہتا ہے کہ وہ نکلیں اور میدان صاف ہو۔ اُس نے فوراً بات کو پھیرا اور کہا: اگر آپؑ یہاں مکہ معظمہ میں رہ جائیں اور ہمیں اور اہلِ حجاز کو اپنی بیعت کی دعوت دیں تو ہم فی الفور آپؑ کی بیعت کریں گے۔ آپؑ یزید اور اُس کے باپ سے حکومت کرنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں"۔ (مروج الذہب: ج ۳، ص ۶۵)
أنساب الأشراف: عَرَضَ ابنُ الزُّبَيرِ عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام أن يُقيمَ بِمَكَّةَ فَيُبايِعَهُ وَيُبايِعَهُ النّاسُ. وَإِنَّما أرادَ بِذٰلِكَ ألّا يَتَّهِمَهُ وأن يُعذِرَ فِي القَولِ.
فَقالَ الحُسَينُ علیہ السلام: لَأَن اُقتَلَ خارِجاً مِن مَكَّةَ بِشِبرٍ أحَبُّ إلَيَّ مِن أن اُقتَلَ فيها، ولَأَن اُقتَلَ خارِجاً مِنها بِشِبرَينِ أحَبُّ إلَيَّ مِن أن اُقتَلَ خارِجاً مِنها بِشِبرٍ.
"انساب الاشراف میں روایت ہے کہ ابنِ زبیر نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے کہا: آپ مکہ معظمہ میں رہ جائیں آپؑ اپنی بیعت کا اعلان کریں، لوگ آپؑ کی بیعت کریں گے۔ ابنِ زبیر کا اپنی اس بات سے مقصد یہ تھا کہ وہ امام علیہ السلام کے حق میں خالص اور مخلص ہے۔ وہ اُن کے خیر خواہ ہے۔ کوئی دوسرا مقصد نہیں رکھتا، اس لیے اُس نے آپؑ کی خدمت میں یہ بات کہی تھی۔
یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں مکہ معظمہ سے باہر ایک بالشت قتل کر دیا جاؤں تو یہ میرے لیے مکہ کے اندر ایک بالشت قتل ہونے سے زیادہ عزیز

ہے۔ اگر میں اس مسجد سے باہر دو بالشت میں قتل کیا جاؤں تو یہ مجھے اس کے اندر ایک بالشت قتل ہونے سے زیادہ محبوب ہے"۔ ①

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): خَرَجَ الحُسَينُ عليه السلام وَعَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ مِن لَيلَتِهِمَا إلىٰ مَكَّةَ. فَأَصبَحَ النَّاسُ فَغَدَوا عَلَى البَيعَةِ لِيَزِيدَ. وَطُلِبَ الحُسَينُ عليه السلام وَابنُ الزُّبَيرِ فَلَم يوجَدا. فَقَالَ المِسوَرُ بنُ مَخرَمَةَ: عَجَّلَ أَبُو عَبدِ اللهِ، وَابنُ الزُّبَيرِ الآنَ يَلفِتُهُ وَيُزجِيهِ إلَى العِرَاقِ لِيَخلُوَ بِمَكَّةَ.

فَقَدِمَا مَكَّةَ. فَنَزَلَ الحُسَينُ عليه السلام دَارَ العَبَّاسِ بنِ عَبدِ المُطَّلِبِ، وَلَزِمَ ابنُ الزُّبَيرِ الحِجرَ وَلَبِسَ المَعَافِرِيَّ. وَجَعَلَ يُحَرِّضُ النَّاسَ عَلىٰ بَنِي أُمَيَّةَ. وَكَانَ يَغدُو وَيَرُوحُ إلَى الحُسَينِ عليه السلام وَيُشِيرُ عَلَيهِ أَن يَقدَمَ العِرَاقَ. وَيَقُولُ: هُم شِيعَتُكَ وَشِيعَةُ أَبِيكَ. وَكَانَ عَبدُ اللهِ بنُ عَبَّاسٍ يَنهَاهُ عَن ذٰلِكَ. وَيَقُولُ: لَا تَفعَل. وَقَالَ لَهُ عَبدُ اللهِ بنُ مُطِيعٍ: أَي فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي مَتِّعنَا بِنَفسِكَ. وَلَا تَسِر إلَى العِرَاقِ. فَوَاللهِ لَئِن قَتَلَكَ هٰؤُلَاءِ القَومُ لَيَتَّخِذُنَّا خَوَلًا وَعَبِيداً.

"طبقات الکبریٰ میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ ابن زبیر رات کے وقت مدینہ منورہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اہل مدینہ نے صبح کی تو انھیں یزید کی بیعت کرنے کے لیے بلایا گیا۔ تمام لوگ آئے لیکن امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر موجود نہیں تھے۔ جب انھیں طلب کیا گیا تو انھیں معلوم ہوا کہ وہ مدینہ چھوڑ چکے ہیں۔

میسور بن مخرمہ کا کہنا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور عبداللہ بن زبیر نے

① انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۵

فوراً مدینہ کو چھوڑ دیا تھا اور اپنی منازل کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ یہ دونوں جب مکہ معظمہ آئے تو امام علیہ السلام نے حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کے گھر رہائش رکھی اور ابنِ زبیر نے یمنی چادر اوڑھ کر حجر اسماعیلؑ کو اقامت کے لیے اختیار کیا اور لوگوں کو بنی اُمیہ کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ وہ صبح و شام حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آتا اور انھیں اپنے مشوروں سے آگاہ کرتا اور کہتا کہ آپؑ عراق کی طرف جائیں۔ وہ آپؑ سے کہتا کہ عراق والے آپؑ کے اور آپؑ کے والد کے چاہنے والے ہیں لیکن حضرت عبداللہ بن عباس آپؑ کو عراق جانے سے روکتے تھے اور کہتے تھے: آپؑ عراق مت جائیں۔ عبداللہ بن مطیع نے آپؑ سے کہا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں، آپؑ عراق نہ جائیں۔ واللہ! اگر آپؑ اُدھر گئے اور قتل ہو گئے تو پھر یہ لوگ ہمیں اپنا غلام بنا لیں گے"۔ ①

الأخبار الطوال: بَلَغَ عَبدَ اللهِ بنَ الزُّبَيرِ مَا يَهُمُّ بِهِ الحُسَينُ عليه السلام، فَأَقبَلَ حَتّىٰ دَخَلَ عَلَيهِ، فَقالَ لَهُ: لَو أَقَمتَ بِهٰذَا الحَرَمِ، وبَثَثتَ رُسُلَكَ فِي البُلدانِ، وكَتَبتَ إلىٰ شيعَتِكَ بِالعِراقِ أن يَقدَموا عَلَيكَ، فَإِذا قَوِيَ أمرُكَ نَفَيتَ عُمّالَ يَزيدَ عَن هٰذَا البَلَدِ، وعَلَيَّ لَكَ المُكانَفَةُ وَالمُوازَرَةُ، وَإِن عَمِلتَ بِمَشورَتي طَلَبتَ هٰذَا الأَمرَ بِهٰذَا الحَرَمِ؛ فَإِنَّهُ مَجمَعُ أهلِ الآفاقِ، ومَورِدُ أهلِ الأَقطارِ، لَم يُعيِكَ بِإِذنِ اللهِ إدراكُ ما تُريدُ، ورَجَوتُ أن تَنالَهُ.

"اخبار الطوال میں روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر حضرت امام حسین علیہ السلام

---

① طبقات الکبریٰ: ج ا، ص ۴۴۳؛ تہذیب الکمال: ج ۴، ص ۳۱۵؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۷؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۲، ص ۲۶۰۸؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۵؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۷؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۲

کے پاس آیا کہ یہ دیکھے کہ اُن کا کیا ارادہ ہے؟ اُس نے آپؑ کی خدمت میں کہا: اگر آپؑ حرم میں اقامت پذیر ہو جائیں اور شہروں کی طرف اپنے قاصد بھیج دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عراق کے اپنے چاہنے والوں کی طرف خطوط لکھیں جب وہ سب آپؑ کے پاس آجائیں گے تو آپؑ کا پلہ بھاری ہو جائے گا تو پھر اس شہر سے یزید کے گورنر کو نکال دیجیے۔ اس سلسلے میں مَیں آپؑ کی بھرپور معاونت کروں گا۔ اگر آپؑ کو میرا یہ مشورہ پسند ہے تو اپنے کام کا آغاز کریں، کیوں کہ مکہ اُفق و آفاق کا مرکز ہے اور اَطراف و اَکناف کا محور ہے۔ آپؑ جو چاہیں گے وہی ہوگا۔ مجھے اُمید ہے کہ آپؑ میرے مشورہ پر عمل کریں گے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۴)

شرح الأخبار: لَمَّا هَمَّ [الحُسَينُ علیہ السلام] بِالخُرُوجِ مِن مَكَّةَ لَقِيَهُ ابنُ الزُّبَيرِ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبدِ اللهِ، إِنَّكَ مَطلوبٌ، فَلَو مَكَثتَ بِمَكَّةَ، فَكُنتَ كَأَحَدِ حَمَامِ هٰذَا البَيتِ، وَاستَجَرتَ بِحَرَمِ اللهِ، لَكَانَ ذٰلِكَ أَحسَنُ لَكَ. فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: يَمنَعُنِي مِن ذٰلِكَ قَولُ رَسُولِ اللهِ: سَيَستَحِلُّ هٰذَا الحَرَمَ مِن أَجلِ رَجُلٌ مِن قُرَيشٍ، وَاللهِ لَا أَكُونُ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، صَنَعَ اللهُ بِي مَا هُوَ صَانِعٌ.

"شرح الاخبار میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے عراق کی طرف جانے کا عزم کیا تو عبداللہ بن زبیر آپؑ کے پاس آیا اور کہا: اہلِ حجاز کو اس وقت آپؑ کی ضرورت ہے۔ وہ طالب ہیں اور آپؑ اُن کے مطلوب ہیں۔ اگر آپؑ مکہ میں رہائش پذیر ہو جاتے ہیں تو آپؑ اس طرح یہاں محفوظ ہیں جس طرح حرم کے کبوتر محفوظ ہیں۔ آپؑ اللہ تعالیٰ کے حرم کی مجاورت اختیار کریں، اس میں آپؑ کی بہتری و برتری ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کے رسولؐ کا فرمان میرے سامنے ہے، وہ مجھے یہاں نہیں رہنے دیتا۔ آپؐ نے فرمایا تھا: "قریش کے ایک

فرد کی وجہ سے حرم کی حرمت حلال ہوگی"۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: واللہ! میں وہی فرد نہیں بننا چاہتا"۔ ①

تذكرة الخواص: لَمَّا بَلَغَ ابنَ الزُّبَيرِ عَزمُهُ [أَي الحُسَينِ علیہ السلام]، دَخَلَ عَلَيهِ وَقَالَ لَهُ: لَو أَقَمتَ هاهُنا بايَعناكَ، فَأَنتَ أَحَقُّ مِن يَزيدَ وَأَبيهِ. وَكانَ ابنُ الزُّبَيرِ أَسَرَّ النّاسِ بِخُروجِهِ مِن مَكَّةَ، وَإِنَّما قالَ لَهُ هٰذا لِئَلّا يَنسِبَهُ إِلىٰ شَيءٍ آخَرَ.

"تذکرة الخواص میں روایت ہے کہ جب ابن زبیر کو حضرت امام حسین علیہ السلام کے ارادے کا علم ہوا تو وہ آپؑ کے پاس آیا اور کہا: آپ مکہ میں رہ جائیں، ہم آپؑ کی بیعت کرتے ہیں، آپؑ یزید اور اس کے باپ سے حکومت کا حق کہیں زیادہ رکھتے ہیں۔ ابن زبیر بھی چاہتا تھا کہ امام علیہ السلام مکہ سے چلے جائیں۔ وہ اس بات پر بہت زیادہ خوش بھی تھا۔ اس نے امام علیہ السلام سے یہ بات اس لیے کی تاکہ آپؑ کے ارادے کا علم ہو جائے۔ علاوہ ازیں وہ اس بات کا ثبوت دینا چاہتا تھا کہ وہ ایک مخلص آدمی ہے"۔ ②

تاريخ الطبري عن عقبة بن سمعان: نَزَلَ [الحُسَينُ علیہ السلام] مَكَّةَ، فَأَقبَلَ أَهلُها يَختَلِفونَ إِلَيهِ وَيَأتونَهُ، وَمَن كانَ بِها مِنَ المُعتَمِرينَ وَأَهلِ الآفاقِ، وَابنُ الزُّبَيرِ بِها قَد لَزِمَ الكَعبَةَ، فَهُوَ قائِمٌ يُصَلّي عِندَها عامَّةَ النَّهارِ وَيَطوفُ، وَيَأتي حُسَينًا فيمَن يَأتيهِ، فَيَأتيهِ اليَومَينِ المُتَوالِيَينِ، وَيَأتيهِ بَينَ كُلِّ يَومَينِ مَرَّةً، وَلا يَزالُ يُشيرُ عَلَيهِ بِالرَّأيِ، وَهُوَ أَثقَلُ خَلقِ اللهِ عَلَى ابنِ الزُّبَيرِ، قَد عَرَفَ أَنَّ أَهلَ الحِجازِ لا يُبايِعونَهُ وَلا يُتابِعونَهُ أَبَدًا ما دامَ حُسَينٌ علیہ السلام بِالبَلَدِ، وَأَنَّ حُسَينًا علیہ السلام

① شرح اخبار: ج ۳، ص ۱۴۳

② تذکرة الخواص: ص ۲۴۰

أَعظَمُ فِي أَعيُنِهِم وأنفُسِهِم مِنهُ، وأَطوَعُ فِي النَّاسِ مِنهُ.

"تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعان سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ میں آئے یہاں رہائش پذیر ہوگئے۔ لوگوں کو جب معلوم ہوا تو انھوں نے امام علیہ السلام کے پاس آنا جانا شروع کردیا۔ اہلِ شہر کے علاوہ معتمرین اور مکہ کے مضافات کے لوگ آتے، آپؑ سے ملتے، آپؑ سے تبادلۂ خیالات کرتے۔ اس طرح آپؑ کے ہاں جمِ غفیر لگا رہتا۔ ابنِ زبیر بھی مکہ میں رہائش پذیر تھا۔ اُس نے حجرِ اسماعیل کو اپنا مسکن قرار دے رکھا تھا۔ نمازیں بھی وہیں پڑھتا تھا، طواف میں بھی مصروف رہتا تھا۔ امام علیہ السلام کے پاس بھی حاضری دیتا تھا۔ کبھی تو وہ دو دن لگاتار آتا اور کبھی ایک دن چھوڑ کر آتا۔ جب بھی آتا اپنے مشوروں سے آگاہ کرتا۔ امام علیہ السلام کی شخصیت کے مقابلے میں ابنِ زبیر کچھ بھی نہ تھا۔ آپؑ کی ہستی کے سامنے وہ نہایت ہی ہیچ تھا۔ وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی مکہ میں موجودگی کی صورت میں اہلِ حجاز اُس کی بیعت نہیں کریں گے۔ کیونکہ اُن کی نگاہوں میں امام علیہ السلام کو جو مقام و منزلت حاصل ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہے۔ لوگ ہر صورت آپؑ کی ہی اطاعت کریں گے"۔ (1)

مقاتل الطالبیین: كَانَ مُسلِمٌ قَد كَتَبَ إِلَى الحُسَينِ عليه السلام بِأَخذِ البَيعَةِ لَهُ، وَاجتِمَاعِ النَّاسِ عَلَيهِ وَانتِظَارِهِم إِيَّاهُ، فَأَزمَعَ الشُّخُوصَ إِلَى الكُوفَةِ، ولَقِيَهُ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ فِي تِلكَ الأَيَّامِ وَلَم يَكُن شَيءٌ أَثقَلَ عَلَيهِ مِن مَكَانِ الحُسَينِ بِالحِجَازِ، وَلَا أَحَبَّ إِلَيهِ مِن خُرُوجِهِ إِلَى العِرَاقِ طَمَعًا فِي الوُثُوبِ بِالحِجَازِ، وَعِلمًا بِأَنَّ ذٰلِكَ لَا يَتِمُّ لَهُ إِلَّا بَعدَ خُرُوجِ الحُسَينِ عليه السلام فَقَالَ

(1) تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۵۱؛ ارشاد: ج ۲، ص ۳۶؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۵

لَهُ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ عَزَمْتَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ؛ فَأَخْبَرَهُ بِرَأْيِهِ فِي إِتْيَانِ الْكُوفَةِ، وَأَعْلَمَهُ بِمَا كَتَبَ بِهِ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ إِلَيْهِ. فَقَالَ لَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ : فَمَا يَحْبِسُكَ ؛ فَوَاللهِ لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ شِيعَتِكَ بِالْعِرَاقِ مَا تَلَوَّمْتُ فِي شَيْءٍ! وَقَوَّى عَزْمَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ.

"مقاتل الطالبین میں روایت ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ وہ اُن کے لیے کوفہ میں بیعت لے رہے ہیں۔ آپؑ کی بہت سے لوگوں نے بیعت کرلی ہے اور وہ لوگ آپؑ کے انتظار میں ہیں۔ آپؑ فوراً کوفہ آجائیں۔ انھی دنوں میں عبداللہ بن زبیر نے امام علیہ السلام سے مکہ میں ملاقات کی۔ ابنِ زبیر نہیں چاہتا تھا کہ امامؑ حجاز میں رہیں۔ اُن کی موجودگی اُس پر بہت بھاری تھی۔ اس کی محبوب ترین آرزو جو اُس کے دل میں مچل رہی تھی وہ یہی تھی کہ امام علیہ السلام مکہ معظمہ سے چلے جائیں تب جا کر وہ حجاز کا والی بن سکتا ہے۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ اُس وقت ممکن ہے جب امامؑ یہاں سے چلے جائیں گے۔ اُس نے امامؑ سے کہا: یا ابا عبداللہ! کیا ارادہ ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں نے کوفہ جانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ امام علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ کے خط کے بارے میں بھی اُس سے گفتگو کی۔

یہ سن کر ابنِ زبیر نے کہا: اب آپؑ کا کیا خیال ہے۔ واللہ! اگر اس طرح عراق میں میرے چاہنے والے ہوتے جس طرح آپؑ کے ہیں تو مَیں ہر صورت اُن کے پاس چلا جاتا اور انکار نہ کرتا۔ اس طریقے سے اُس نے امامؑ کے ارادے کو مضبوط کرنے کی کوشش کی اور پھر وہاں سے چلا گیا"۔ ①

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن أبي سلمة

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۵۱؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۱۰

بن عبد الرحمن: قَدْ كَانَ يَنْبَغِي لِحُسَيْنٍ علیہ السلام أَن يَعرِفَ أَهلَ العِرَاقِ، وَلَا يَخرُجَ إِلَيهِم، وَلَكِن شَجَّعَهُ عَلَى ذٰلِكَ ابنُ الزُّبَيرِ.

"طبقاتِ کبریٰ میں ابو سلمیٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے لازم تھا کہ وہ اہلِ عراق کو اچھی طرح سے پہچانتے، اُن کا امتحان کرتے پھر اُن کی طرف جاتے۔ لیکن عبداللہ بن زبیر آپؑ کے پاس آیا تو اُس نے امام علیہ السلام کی ہمت بڑھائی، حوصلہ افزائی کی تو امام علیہ السلام کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے"۔ ①

مقتل الحسین علیہ السلام للخوارزمی: أَقبَلَ عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ فَسَلَّمَ عَلَيهِ وجَلَسَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: أَمَا وَاللهِ يَابنَ رَسُولِ اللهِ لَو كَانَ لِي بِالعِرَاقِ مِثلُ شيعَتِكَ لَمَا أَقَمتُ بِمَكَّةَ يَومًا وَاحِدًا، وَلَو أَنَّكَ أَقَمتَ بِالحِجَازِ مَا خَالَفَكَ أَحَدٌ، فَعَلَى مَاذَا نُعطِي هٰؤُلَاءِ الدَّنِيَّةَ، وَنُطِيعُهُم فِي حَقِّنَا، وَنَحنُ أَبنَاءُ المُهَاجِرِينَ وَهُم أَبنَاءُ المُنَافِقِينَ؟! قَالَ: وَكَانَ هٰذَا الكَلَامُ مَكرًا مِنِ ابنِ الزُّبَيرِ؛ لِأَنَّهُ لَا يُحِبُّ أَن يَكُونَ بِالحِجَازِ أَحَدٌ يُنَاوِيهِ، فَسَكَتَ عَنهُ الحُسَينُ علیہ السلام وَعَلِمَ مَا يُرِيدُ.

"مقتل الحسین خوارزمیؒ میں روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس نے آپ کو سلام کیا اور چند لحات کے لیے آپؑ سے مجلس کی پھر کہا: واللہ! اے فرزند رسولؐ! اگر عراق میں اس طرح میرے چاہنے والے ہوتے جس طرح کہ آپؑ کے ہیں تو میں مکہ میں ایک دن بھی نہ رہتا۔ ہاں! اگر آپؑ حجاز میں قیام کرتے ہیں، کسی کو جرأت نہیں ہے کہ جو آپؑ کی مخالفت کرے۔ ہم ان پست لوگوں کی کیوں اطاعت کریں۔ ہم

① طبقاتِ کبریٰ: ج۱، ص ۴۳۶؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۰۸؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۳

اپنے حقوق کی پاسداری کریں گے، ہم مہاجرین کی اولاد ہیں اور وہ منافقین کی اولاد ہیں۔

راوی کہتا ہے: ابنِ زبیر کا یہ کلام مکروفریب پر مبنی تھا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ حجاز میں کوئی ایسا آدمی رہے جو اُس کے مقابلے کا ہو۔ یہ سن کر امام علیہ السلام خاموش ہو گئے کیونکہ آپؑ جانتے تھے کہ وہ کیا چاہتا ہے؟''[1]

امام علیہ السلام کا مکہ معظمہ سے خروج کے وقت خطبہ

تیسیر المطالب عن زید بن علی عن أبیه [زین العابدین] علیہ السلام: إنَّ الحُسَینَ بنَ عَلِیٍّ علیہ السلام خَطَبَ أصحابَهُ. فَحَمِدَ اللهَ وأثنی عَلَیهِ، ثُمَّ قالَ: أیُّهَا النّاسُ! خُطَّ المَوتُ عَلی بَنی آدَمَ کَخَطِّ القِلادَةِ عَلی جیدِ الفَتاةِ. ما أولَهَنی بِالشَّوقِ إلی أسلافی اشتِیاقَ یَعقوبَ علیہ السلام إلی یوسُفَ وأخیهِ، وإنَّ لی مَصرَعاً أنا لاقیهِ، کَأَنّی أنظُرُ إلی أوصالی تُقَطِّعُها وُحوشُ الفَلَواتِ غَبراً وعفراً. قَد مَلَأَت مِنّی أکراشَها. رِضَی اللهِ رِضانا أهلَ البَیتِ، نَصبِرُ عَلی بَلائِهِ لِیُوَفِّیَنا أجورَ الصّابِرینَ. وَلَن تَشُذَّ عَن رَسولِ اللهِ حُرمَتُهُ وعِترَتُهُ، ولَن تُفارِقَهُ أعضاؤُهُ، وَهِیَ مَجموعَةٌ فی حَظیرَةِ القُدسِ، تَقَرُّ بِهِم عَینُهُ، وتُنجَزُ لَهُم عِدَتُهُ، ألا مَن کانَ فینا باذِلاً مُهجَتَهُ فَلیَرحَل، فَإِنّی راحِلٌ غَداً إن شاءَ اللهُ. ثُمَّ نَهَضَ إلی عَدُوِّهِ، فَاستُشهِدَ صَلَواتُ اللهِ عَلَیهِ.

''تیسیر المطالب میں حضرت زید بن علی بن حسین علیہما السلام سے روایت ہے کہ اُنھوں نے اپنے والد سے سنا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ میں اپنے اصحاب سے خطاب کیا۔ سب سے پہلے اللہ رب العزت کی حمد وثنا بیان کی۔

---

[1] مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج۱، ص۲۱۷

پھر فرمایا:

"اے لوگو! انسانوں کی تقدیر و مقدر میں اس دنیا سے کوچ و رحلت کچھ اس طرح ہے جس طرح دوشیزہ کی گردن پر ہار کا نقش و اثر ہوتا ہے، یعنی موت حتمی ہے اس سے فرار کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ میرے اجداد و اسلاف میری محبتوں کا مرکز و محور ہیں۔ میرے ملجا و ماویٰ ہیں۔ اُن کے ہجر و فراق نے مجھے تڑپا کر رکھ دیا ہے۔ میری نگاہیں اُن پر لگی ہوئی ہیں۔ اُن کی بارگاہوں کا متلاشی ہوں، مجھے اُن سے ملاقات کا شوق و اشتیاق اس قدر ہے جس قدر حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے حبیب و محبوب فرزند حضرت یوسفؑ سے تھا۔ میرے لیے مقتل سج گئے ہیں۔ میری قتل گاہ کی تعیین و ترتیب ہو چکی ہے۔ جہاں میں نے ہر حال ہر صورت پہنچنا ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ درندگی و دہشت کے صحراؤں اور بیابانوں کے خون خوار بھیڑیئے (یزیدی لشکر کی طرف اشارہ ہے) سرزمین کربلا اور نواویس کے درمیان میرے مقدس جسم کو گھیر کر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے ناپاک پیٹ کو بھر رہے ہیں۔ یوں وہ اپنی عداوت کی بھوک کا علاج کر رہے ہیں۔ اللہ رب العزت جو کچھ کسی کے لیے لکھ دے اُس سے انکار ہے نہ فرار ہے۔ اللہ سبحانہ کی خوشنودی و رضامندی میں ہم اہلِ بیتؑ کی رضا و رضامندی ہے۔ وہ ہمارا امتحان لے، ہماری آزمائش کرے، ہم اپنے صبر کا بے مثال اور بے مثال مظاہرہ کریں گے۔ اس طرح وہ ہمیں حظیرہ قُدس کی وسیع و عریض اَبدی، سرمدی سلطنت عطا کرے گا۔ رسولؐ اللہ اور آپؐ کے جگر گوشوں کے درمیان فراق و جدائی ممکن ہی نہیں، بلکہ بہشت بریں میں اس خاندان کے سبھی ہستیوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ جب آپؐ کی ان پر نگاہ پڑے گی تو آپؐ کی مبارک آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور آپؐ کے دل کو سکون و قرار ملے گا اور آپؐ نے اُن سے جو وعدے کیے

ہوں گے اُنھیں پورا کریں گے۔

جان لو! تم میں سے جو بھی ہمارے اس کاروان میں شامل ہو کر ہمارے اُوپر اپنا خون نچھاور کرنا چاہتا ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے تیار ہے تو وہ تیار ہو کر ہمارے ساتھ چلے۔ ان شاء اللہ میں کل صبح روانہ ہو جاؤں گا۔ صبح ہوئی تو آپؑ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ آپؑ پر کروڑوں بار درُود و سلام ہوں۔ آخر امام علیہ السلام شہادت کی اَبدی سعادت سے ہمکنار ہوئے"۔ [1]

الملهوف: رُوِيَ أَنَّهُ [أَيِ الْحُسَيْنَ علیہ السلام] لَمَّا عَزَمَ عَلَى الْخُرُوجِ إِلَى الْعِرَاقِ قَامَ خَطِيباً. فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ وَسَلَّمَ، خُطَّ الْمَوْتُ عَلَى وُلْدِ آدَمَ مَخَطَّ الْقِلَادَةِ عَلَى جِيدِ الْفَتَاةِ، وَمَا أَوْلَهَنِي إِلَى أَسْلَافِي اشْتِيَاقَ يَعْقُوبَ إِلَى يُوسُفَ، وَخِيرَ لِي مَصْرَعٌ أَنَا لَاقِيهِ، كَأَنِّي بِأَوْصَالِي تُقَطِّعُهَا ذِئَابُ الْفَلَوَاتِ بَيْنَ النَّوَاوِيسِ وَكَرْبَلَاءَ، فَيَمْلَأَنَّ مِنِّي أَكْرَاشاً جُوفاً وَأَجْرِبَةً سُغْباً، لَا مَحِيصَ عَنْ يَوْمٍ خُطَّ بِالْقَلَمِ، رِضَى اللَّهِ رِضَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ، نَصْبِرُ عَلَى بَلَائِهِ وَيُوَفِّينَا أُجُورَ الصَّابِرِينَ، لَنْ تَشُذَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ لُحْمَتُهُ، بَلْ هِيَ مَجْمُوعَةٌ لَهُ فِي حَظِيرَةِ الْقُدْسِ، تَقَرُّ بِهِمْ عَيْنُهُ، وَيُنَجَّزُ بِهِمْ وَعْدُهُ، مَنْ كَانَ بَاذِلاً فِينَا مُهْجَتَهُ، وَمُوَطِّناً عَلَى لِقَاءِ اللَّهِ نَفْسَهُ، فَلْيَرْحَلْ مَعَنَا، فَإِنِّي رَاحِلٌ مُصْبِحاً إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

"الملہوف میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو آپؑ نے بیت اللہ میں خطبہ ارشاد فرمایا:

حمد و ثنا کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا

[1] تیسیر المطالب: ص ۱۹۹؛ الحدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۳

ہے۔ قوت کا سرچشمہ وہی عظیم بادشاہ ہے۔ درود و سلام ہوں اُس کے رسولؐ پر جس نے اُس کا پیغام پہنچایا۔ بنی آدمؑ کے لیے موت اس طرح لازم و ملزوم ہے جس طرح دوشیزہ کے گلے پر گلوبند کا اثر۔ میں اپنے سلف و اسلاف کی ملاقات کا اتنا ہی مشتاق ہوں کہ جتنے حضرت یعقوبؑ اپنے فرزند حضرت یوسفؑ کی ملاقات کے تھے۔ میرے قتل کا سامان ہو چکا ہے جہاں میں نے ہر صورت پہنچنا ہے۔ گویا میں اپنی آنکھوں کے ساتھ خود نظارہ کر رہا ہوں کہ صحراؤں اور بیابانوں کے چیر پھاڑ کر کھا جانے والے درندے (یزیدی لشکر) سرزمین کربلا اور نواویس کے درمیان میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے بھوکے شکم کو بھر رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے جو فیصلہ کر دیا ہے اُس سے فرار ممکن نہیں ہے۔ جس بات پر اللہ تعالیٰ راضی ہم اہل بیت بھی راضی ہیں۔ ہم اس کے امتحان و آزمائش پر صبر کریں گے۔ وہ ہمیں صابروں کا اجر عطا کرے گا۔ رسولؐ اسلام اور آپؐ کے جگر گوشوں کے درمیان جدائی ممکن نہیں ہے۔ بلکہ سب کو بہشت بریں میں اکٹھا کیا جائے گا۔ جنھیں دیکھ کر آنحضرتؐ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور آپؐ اُن سے کیے ہوئے وعدوں کو پورا کریں گے۔ تم میں سے جو بھی ہماری نصرت کرنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا متمنی ہے وہ ہمارے ساتھ چلے، میں ان شاء اللہ کل صبح روانہ ہو جاؤں گا"۔ ①

امامؑ کی مکہ سے خروج کی تاریخ

كامل الزيارات عن أبي الجارود عن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام:

إِنَّ الْحُسَيْنَ عليه السلام خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ، فَشَيَّعَهُ

---

① الملہوف: ص ۱۲۶؛ نثر الدر: ج ۱، ص ۳۳۳؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۴۱؛ نزہۃ الناظر: ص ۸۶؛ مثیر الاحزان: ص ۴۱؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۶؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۲، ص ۵

عَبدُ اللهِ بنُ الزُّبَيرِ. فَقالَ: يا أَبا عَبدِ اللهِ، لَقَد حَضَرَ الحَجُّ وتَدَعُهُ وتَأتِي العِراقَ؟! فَقالَ: يَابنَ الزُّبَيرِ! لَأَن اُدفَنَ بِشاطِئِ الفُراتِ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِن أَن اُدفَنَ بِفِناءِ الكَعبَةِ.

''کامل الزیارات میں ابوالجارود سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام نے ترویہ سے ایک دن پہلے مکّہ سے خروج کیا تھا۔ جب عبداللہ بن زبیر نے آپؑ سے وداع کیا تو کہا: یا ابا عبداللہ! یہ تو ایامِ حج ہیں کہ آپؑ حج کو چھوڑ کر جا رہے ہیں اور عراق کی طرف روانہ ہو رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابنِ زبیر! مجھے فرات کے کنارے دفن ہونا کعبہ کے صحن میں دفن ہونے سے زیادہ محبوب ہے''۔ ①

تهذيب الاحكام عن ابراهيم بن عمر اليماني عن أبي عبدالله [الصادق] علیہ السلام: إِنَّ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام خَرَجَ يَومَ التَّروِيَةِ إِلَى العِراقِ، وَقَد كانَ دَخَلَ مُعتَمِرًا!

''تہذیب الاحکام میں ابراہیم بن عمر یمانی سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، حضرت امام حسین علیہ السلام نے ذی الحجہ میں عمرہ ادا کیا۔ پھر آپؑ یومِ ترویہ عراق کی طرف چلے گئے حالانکہ اس دن لوگ منیٰ کی طرف جا رہے تھے''۔ ②

الکافی میں معاویہ بن عمار سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام نے ذی الحجہ میں عمرہ کیا اور یومِ ترویہ عراق کی طرف روانہ ہو گئے، جب کہ لوگ منیٰ کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ (الکافی: ج ۴، ص ۵۳۵؛ تہذیب الاحکام: ج ۴، ص ۵۳۵)

تاريخ الطبري عن عون بن أبي جحيفة: كانَ مَخرَجُ مُسلِمِ بنِ

---

① الکامل الزیارات: ص ۱۵۲؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۸۶

② تہذیب الاحکام: ج ۵، ص ۴۳۶؛ الکافی: ج ۴، ص ۵۳۵؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۱۴

عَقِيلٍ بِالكُوفَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ لِثَمَانِ لَيَالٍ مَضَيْنَ مِن ذِي الحِجَّةِ سَنَةَ سِتِّينَ، وَيُقَالُ: يَوْمَ الأَرْبَعَاءِ لِتِسْعٍ مَضَيْنَ سَنَةَ سِتِّينَ مِن يَوْمِ عَرَفَةَ، بَعْدَ مَخْرَجِ الحُسَيْنِ علیہ السلام مِن مَكَّةَ مُقْبِلًا إِلَى الكُوفَةِ بِيَوْمٍ. قَالَ: وَكَانَ مَخْرَجُ الحُسَيْنِ علیہ السلام مِنَ المَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ يَوْمَ الأَحَدِ، لِلَيْلَتَيْنِ بَقِيَتَا مِن رَجَبٍ سَنَةَ سِتِّينَ، وَدَخَلَ مَكَّةَ لَيْلَةَ الجُمُعَةِ لِثَلَاثٍ مَضَيْنَ مِن شَعْبَانَ. فَأَقَامَ بِمَكَّةَ شَعبانَ وَشَهرَ رَمضانَ وَشَوّالًا وَذَا القِعدَةِ. ثُمَّ خَرَجَ مِنهَا لِثَمَانٍ مَضَيْنَ مِن ذِي الحِجَّةِ، يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فِي اليَوْمِ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ.

"تاریخ طبری میں عون بن ابوجحیفہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے کوفہ میں منگل ۸ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو خروج کیا تھا۔ ایک قول ہے کہ بدھ کا دن تھا اور ذی الحجہ کی ۹ تاریخ اور عرفہ کا دن تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام ۸ ذی الحجہ کو مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ ایک قول ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف اتوار کے دن ۲۸ رجب کو روانہ ہوئے تھے اور مکہ معظمہ میں جمعہ کی رات داخل ہوئے تھے۔ شعبان کی تین تاریخ تھی۔ آپؑ نے مکہ معظمہ میں، شعبان، رمضان المبارک، شوال اور ذی القعدہ کے مہینے بسر کیے۔ پھر آپ مکہ سے کوفہ کی طرف منگل، یوم ترویہ ۸ ذی الحج روانہ ہوئے۔ یہی وہ دن تھا کہ جس دن حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے کوفہ میں خروج کیا تھا"۔

الإرشاد: كَانَ خُرُوجُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ بِالكُوفَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ لِثَمَانٍ مَضَيْنَ مِن ذِي الحِجَّةِ سَنَةَ سِتِّينَ، وَقَتلُهُ يَوْمَ الأَربِعَاءِ، لِتِسعٍ خَلَونَ مِنهُ يَوْمَ عَرَفَةَ. وَكَانَ تَوَجُّهُ الحُسَينِ علیہ السلام مِن مَكَّةَ

إِلَى الْعِرَاقِ فِي يَوْمِ خُرُوجِ مُسْلِمٍ بِالْكُوفَةِ وَهُوَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ بَعْدَ مُقَامِهِ بِمَكَّةَ بَقِيَّةَ شَعْبَانَ وَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَشَوَّالًا وَذَا الْقِعْدَةِ وَثَمَانِيَ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتِّينَ.

"ارشاد میں حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ نے منگل، ۸ ذی الحج ۶۰ھ کو کوفہ میں خروج کیا اور آپؑ بدھ ۹ ذی الحجہ یوم عرفہ شہید ہوئے۔ جس دن حضرت مسلمؑ نے خروج کیا اسی دن حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ یہ یوم ترویہ تھا۔ آپؑ نے مکہ مشرفہ میں ۶۰ ہجری کے شعبان، رمضان، شوال اور ذی القعدہ کے مہینے گزارے۔ علاوہ ازیں ذی الحجہ کے آٹھ دن بھی مکہ مشرفہ میں بسر کیا تھے۔ یہ ۸ ذی الحجہ کو کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے"۔ (۱)

مروج الذهب: كَانَ ظُهُورُ مُسْلِمٍ بِالْكُوفَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، لِثَمَانِ لَيَالٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتِّينَ، وَهُوَ الْيَوْمُ الَّذِي ارْتَحَلَ فِيهِ الْحُسَيْنُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْكُوفَةِ. وَقِيلَ: يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ، يَوْمَ عَرَفَةَ، لِتِسْعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتِّينَ.

"مروج الذہب حضرت مسلم بن عقیلؑ کے خروج کی تاریخ منگل ۸ ذی الحجہ ۶۰ ہجری ہے۔ اسی دن حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ ایک دوسرے قول کے مطابق حضرت امام حسین علیہ السلام بدھ یوم عرفہ آٹھ ذی الحجہ ۶۰ھ کو کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے"۔ (۲)

الملهوف: كَانَ قَدْ تَوَجَّهَ الْحُسَيْنُ عليه السلام مِنْ مَكَّةَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، لِثَلَاثٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ. وَقِيلَ: لِثَمَانٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي

---

(۱) ارشاد: ج ۲، ص ۶۶؛ الدر النظیم: ص ۵۳۶؛ مثیر الاحزان: ص ۳۸؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۳۵؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۳؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۵۸

(۲) مروج الذہب: ج ۳، ص ۷۰؛ الفتوح: ج ۵، ص ۶۹؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۱، ص ۳۲۰؛ مطالب السؤول: ص ۷۳؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۵۵

الحِجَّةِ، سَنَةَ سِتِّينَ مِنَ الهِجرَةِ، قَبلَ أَن يَعلَمَ بِقَتلِ مُسلِمٍ؛ لِأَنَّهُ خَرَجَ مِن مَكَّةَ فِي اليَومِ الَّذِي قُتِلَ فِيهِ مُسلِمٌ رِضوانُ اللهِ عَلَيهِ.

"اللہوف میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ بروز منگل تین ذی الحجہ کو روانہ ہوئے تھے۔ ایک قول ہے کہ آپ آٹھ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو روانہ ہوئے تھے۔ ابھی آپ تک حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر نہیں پہنچی تھی، کیونکہ آپ مکہ سے اس دن کوفہ کی طرف روانہ ہوئے کہ جس دن حضرت مسلم رضوان اللہ علیہ کی شہادت ہوئی تھی"۔ (1)

الأخبار الطوال: كَانَ قَتلُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ يَومَ الثُّلاثَاءِ، لِثَلاثٍ خَلَونَ مِن ذِي الحِجَّةِ سَنَةَ سِتِّينَ، وَهِيَ السَّنَةُ الَّتِي مَاتَ فِيهَا مُعَاوِيَةُ، وَخَرَجَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام مِن مَكَّةَ فِي ذٰلِكَ اليَومِ.

"اخبار الطوال میں روایت ہے کہ حضرت مسلمؑ منگل ۸ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو شہید کیے گئے تھے۔ اسی سال معاویہ کی موت واقع ہوئی تھی۔ بالکل اسی دن (۸ ذی الحجہ) کو حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۲)

تاریخ الإسلام: بَعَثَ أَهلُ العِرَاقِ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام الرُّسُلَ وَالكُتُبَ يَدعُونَهُ إِلَيهِم، فَخَرَجَ مِن مَكَّةَ مُتَوَجِّهًا إِلَى العِرَاقِ فِي عَشرِ ذِي الحِجَّةِ.

"تاریخ اسلام میں روایت ہے کہ اہل عراق نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط بھیجے کہ آپؑ ہمارے پاس آجائیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ مشرفہ سے عراق کی طرف ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں روانہ ہوئے تھے"۔ (تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۹)

---

(1) اللہوف: ص ۱۲۴؛ الحدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۶

حضرت امام حسین علیہ السلام کا مکہ سے خروج کا تاریخی اور فقہی تجزیہ

قارئین کرام!

گذشتہ صفحات میں آپ نے اُن روایات کا مطالعہ کیا ہے کہ جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے ماہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں مکہ مشرفہ سے کوفہ کی طرف خروج کیا تھا۔ اب ہم یہاں آپؑ کے اس عمل کو تاریخی اور فقہی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

① تاریخی تجزیہ

حضرت امام حسین علیہ السلام نے ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں خروج کیا تھا۔ اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے۔ سبھی نے اپنے ہاں یہی نقل کیا ہے لیکن اختلاف تاریخ میں پایا جاتا ہے کہ آپؑ نے کس دن خروج کیا تھا؟ تین، سات، [1] آٹھ، نو اور ۱۰ ذی الحجہ [2] کی روایات پائی جاتی ہیں کہ ان میں سے ذی الحجہ کی کس تاریخ کو امام علیہ السلام نے خروج کیا تھا؟ اَشہر اور اَصح قول یومِ ترویہ ہے کہ آپؑ نے ۸ ذی الحجہ کو مکہ سے کوفہ کا عزم کیا تھا۔ اسی مضمون کی تائید معاویہ بن عمار کی حدیثِ صحیحہ سے ہوتی ہے، جو اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے۔

② فقہی تجزیہ

مشہور ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے ترویہ کے دن حج کو عمرہ میں بدل دیا تھا اور اُسی دن آپ مکہ مشرفہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اس شہرت کا مصدرِ رئیس بعض اَربابِ

---

① الکافی: ج ۴، ص ۵۳۵؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۰

② انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۱

مقاتل واصحاب السیر کی روایات ہیں۔ ① انھیں ارباب واصحاب میں سے ایک حضرت علامہ مجلسیؒ ہیں۔ آپؒ نے امام علیہ السلام کے مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کوفہ کا سبب خروج کچھ یوں بیان کیا ہے۔

إنّه قد ظهر لك من الاخبار السابقة أنّه علیہ السلام هرب من المدينة، خوفًا من القتل إلى مكّة، و كذا خرج من مكّة بعد ما غلب على ظنّه أنّهم يريدون غيلته وقتله، حتّى لم يتيسّر له فداه نفسي وأبي و أمّي وولدي، أن يتمّ حجّه، فتحلّل وخرج منها خائفًا يترقّب، وقد كانُوا لعنهم الله ضيّقوا عليه جميع الأقطار، ولم يتركوا له موضعًا للفرار، ولقد رأيت في بعض الكتب المعتبرة أنّ يزيد أنفذ عمرو بن سعيد بن العاص في عسكر عظيم وولّاه أمر الموسم وأمّره على الحاجّ كلّهم، وكان قد أوصاه بقبض الحسين علیہ السلام سرًّا، وإن لم يتمكّن منه بقتله غيلة، ثمّ إنّه دسّ مع الحاجّ في تلك السنة ثلاثين رجلًا من شياطين بني أمية، وأمرهم بقتل الحسين علیہ السلام على أيّ حالٍ اتّفق، فلمّا علم الحسين علیہ السلام بذلك حلّ من إحرام الحجّ، وجعلها عمرةً مفردةً

"سابقہ اخبار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف اس لیے چلے تھے کیونکہ آپؑ کو یہ خوف لاحق تھا کہ اگر وہ مدینہ میں رہے تو یزیدی نمایندے انھیں قتل کردیں گے۔ جب آپؑ مکہ تشریف لائے اور حج کا موسم قریب آیا تو آپؑ کو معلوم ہوگیا تھا کہ انھیں مکہ میں گرفتار کرلیا جائے گا یا قتل کردیا جائے گا۔

---

① ارشاد: جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو آپؑ نے بیت اللہ کا طواف کیا، سعی کی، بال کٹوائے اور احرام اُتار دیا، حج کو عمرہ میں بدل دیا۔ (ارشاد: ج۲،ص ۶۷؛ اعلام الوریٰ: ج۱، ص ۴۴۵؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۳؛ مثیر الاحزان: ص ۳۸، ۴۰)

جی ہاں! میری جان، میری روح اور میرے ماں باپ، میری اولاد آپؑ پر ہزار بار قربان! آپؑ نے فوراً عمرہ کیا اور خوف کے عالم میں وہاں سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ملعون یزیدی کارندوں نے آپؑ پر عرصہ حیات تنگ کردیا تھا۔ آپؑ ہر طرف اُن کے حصار و محاصرے میں تھے۔ آپؑ کے سامنے کوئی ایسا راستہ نہ تھا کہ جس کے ذریعے اُن کی عیارانہ چالوں سے نکل سکیں اور اپنے آپ کو محفوظ کرلیں۔

میں نے بعض معتبر کتابوں میں دیکھا ہے کہ یزید نے عمرو بن سعید بن العاص کو امیر حج مقرر کیا تھا۔ اُسے ایک بڑا لشکر دیا کہ وہ ہر خفیہ طریقے سے حسینؑ بن علیؑ کو قتل کردے۔ اس کے علاوہ اُس نے تیس آدمیوں کو حاجیوں کے لباس میں مکہ بھیجا۔ یہ سب اُموی شیطان تھے کہ وہ ہر صورت حسینؑ بن علیؑ کو وہاں جا کر قتل کردیں۔ فرزند رسولؐ کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو آپؑ نے اپنے آپ کو حج کے احرام سے مُحل کیا اور اُسے عمرہ مُفردہ سے بدل دیا"۔ (بحارالانوار: ج ۴۵ ص ۹۹)

مندرجہ بالا کلام کو درج ذیل اسباب کے ذریعے اخذ کرنا ممکن ہے:

① جناب معاویہ بن عمار اور جناب ابراہیم بن عُمیر الیمانی کی روایات سند کے اعتبار سے معتبر ہیں۔ یہ دونوں اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا عُمرہ مفردہ تھا۔ عُمرہ تمتع نہیں تھا۔ اگر آپؑ کا عمرہ تمتع ہوتا تو آپ مُحل نہیں ہوسکتے تھے چونکہ آپؑ کا عُمرہ مفردہ تھا اس لحاظ سے آپؑ کا مکہ معظمہ سے حج سے پہلے خروج جائز تھا۔ ہماری اس مشکل کو جناب معاویہ بن عمار کی نص روایت دُور کردیتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جناب معاویہ بن عمار نے پوچھا: عُمرہ تمتع اور عُمرہ مفردہ میں کیا فرق ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ الْمُتَمَتِّعَ مُرْتَبِطٌ بِالْحَجِّ، وَالْمُعْتَمِرُ إِذَا فَرَغَ مِنْهَا حَيْثُ

شَاءَ، وَقَدِ اعْتَمَرَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہ السلام فِي ذِي الْحِجَّةِ ثُمَّ رَاحَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ إِلَى الْعِرَاقِ، وَالنَّاسُ يَرُوحُونَ إِلَى مِنًى، وَلَا بَأْسَ بِالْعُمْرَةِ فِي ذِي الْحِجَّةِ لِمَنْ لَا يُرِيدُ الْحَجَّ

''عمرہ تمتع حج کے ساتھ مربوط ہوتا ہے اور عمرہ مفردہ سے جب معتمر فارغ ہوتا ہے تو وہ محل ہوتا ہے، جہاں چاہے وہ جاسکتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے ذی الحجہ میں عمرہ مفردہ کیا پھر آپؑ ترویہ کے دن عراق کی طرف روانہ ہوگئے اور حجاج منیٰ کی طرف چلے گئے۔ جو آدمی ذی الحج کے مہینے میں عمرہ مفردہ کرے اور حج نہ کرے تو اُس پر کوئی حرج نہیں ہے''۔ ①

② فقہ یہ اجازت نہیں دیتی کہ کوئی آدمی حج کے احرام کو عمرہ میں بدل لے۔ ایک محرم جس نے حج کا احرام باندھ رکھا ہے وہ اس وقت حج کے احرام سے محل ہوتا ہے۔ جب وہ قربانی کرتا ہے۔ قربانی کرنے سے پہلے وہ حج کا احرام نہیں اُتار سکتا۔ ہاں! کوئی مانع پیدا ہوجائے تو یہ اور بات ہے۔ ② کوئی بھی انسان اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل نہیں کرسکتا۔ اس ضمن میں فقیہہ کبیر آیت اللہ العظمیٰ السید محسن الحکیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مقاتل کی بعض کتابوں میں موجود ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے عمرہ کو عمرہ مفردہ میں بدلا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا عمرہ تمتع تھا۔ آپؑ نے اُسے عمرہ مفردہ میں تبدیل کیا تھا جب کہ ہمارے پاس اس روایت کے مقابلے میں وہ احادیث صحیحہ موجود ہیں جن کی روایت اہلِ بیت رسولؐ نے کی ہے۔ (مستمسک العروۃ الوثقیٰ: ج ۱۱، ص ۱۹۲)

اس بحث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر یہاں کوئی دلیل موجود ہوتی جس پر اعتماد کیا جاسکتا کہ امام علیہ السلام نے اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کیا تھا تو فقہا اُس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے۔ اس بنیاد پر جو بحث گزر چکی ہے ہم اس مفہوم کے خلاف کسی قسم کی کوئی دلیل موجود نہیں پاتے بلکہ دلیل اُن کے خلاف جاتی ہے کہ جنھوں نے کہا کہ امام علیہ السلام نے حج کو عمرہ میں بدلا تھا۔

---

① الکافی: ج ۴، ص ۵۳۵؛ تہذیب الاحکام: ج ۵ ص ۴۳۷

② تہذیب الاحکام: ج ۱۳، ص ۲۳۹؛ تقریرات الحج گلپایگانی: ج ۱، ص ۵۸؛ کتاب الحج داماد: ج ۱، ص ۳۳۳

مکہ سے کربلا تک کاروانِ نُور کی حرکت پر ایک گفتگو

روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا یہ کاروانِ نُور مکہ میں چار ماہ دس دن رہائش پذیر رہا تھا۔ یہی کاروان منگل ۸ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو مکہ سے روانہ ہوا اور کچھ عرصہ بعد کربلا میں اُز راہِ جبر اُتار دیا گیا۔ ابنِ زیاد کے لشکر نے اُنھیں کوفہ جانے سے روک دیا تھا۔

یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے کوفہ جانے کے لیے تنعیم کو اختیار کیا تھا۔ یہ شمال مغربی راستہ کہلاتا ہے، جو مدینہ منورہ کے راستے پر ہے۔ آپؑ نے کوفہ جانے کے لیے شمال مشرقی راستے کو اختیار نہیں کیا، حالانکہ یہ راستہ تنعیم والے راستے سے تقریباً نو کلومیٹر کم ہے۔ یہ راستہ صفاح سے گزرتا ہے، سیدھا مکہ سے کوفہ کی طرف جاتا ہے اور یہ پہلی منزل ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام نے مختصر راستے کو چھوڑ کر طویل راستے کو کیوں اپنایا تھا؟ اس کی وجہ شاید یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حکومتی مشینری آپؑ کے خلاف حرکت میں تھی۔ اُن سے بچنے کے لیے آپؑ نے طویل راستہ اختیار کیا۔ مکہ سے تنعیم، پھر تنعیم سے صفاح پہنچے۔ انسائیکلوپیڈیا کی اس جلد کے آخر میں ہم نے نقشہ دیا ہے جس میں کاروانِ نُور کے مکہ سے کربلا تک کے تمام سفر کی نشان دہی موجود ہے۔

کاروانِ نُور نے اس راستے کی جن منازل کو طے کیا ہے ان منازل کی فہرست یہ ہے:

① خروج از مکہ معظمہ	② منزلِ تنعیم	③ الصفاح
④ بستان ابنِ عامر	⑤ ذاتِ عرق	⑥ غمرہ
⑦ المسلح	⑧ الافیعیہ	⑨ معدن بن سلیم
⑩ العمق	⑪ السلیلیہ	⑫ الربذہ
⑬ مغیثہ الماوان	⑭ النقرہ	⑮ الحاجز
⑯ سُمیرا	⑰ توز	⑱ فید
⑲ الاجفر	⑳ الخزیمیہ	㉑ زُرود
㉒ الثعلبیہ	㉓ البطان	㉔ الشقوق

۲۵ زُبالہ	۲۶ القاع	۲۷ العقبہ
۲۸ واقصہ	۲۹ شراف	۳۰ ذُوحسم
۳۱ البیضہ	۳۲ عذیب الہجانات	۳۳ الرہیمیہ
۳۴ قصر بنی مقاتل	۳۵ الطف	۳۶ کربلا

کاروانِ نُور نے مکہ سے کربلا تک ۳۶ منازل طے کیں۔ ان منازل کا فاصلہ تقریباً ۱۴۴۷ کلومیٹر بنتا ہے۔ اس کاروان نے یہ طویل ترین فاصلہ ۲۵ دنوں میں طے کیا اور دو محرم ۶۱ ہجری کو کربلا میں داخل ہوا۔

رفقائے کاروانِ نُور

الطبقات الکبری (الطبقة الخامسة من الصحابة) :بَعَثَ اَهلُ العِراقِ اِلَى الحُسَينِ علیہ السلام الرُّسُلَ وَالكُتُبَ يَدعونَهُ اِلَيهِم. فَخَرَجَ مُتَوَجِّهًا اِلَى العِراقِ فِي اَهلِ بَيتِهِ وَسِتّينَ شَيخًا مِن اَهلِ الكُوفَةِ، وَذٰلِكَ يَومُ الاِثنَينِ، فِي عَشرِ ذِي الحِجَّةِ سَنَةَ سِتّينَ.

”طبقات الکبریٰ میں روایت ہے کہ اہلِ عراق نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خطوط بھیجے تھے کہ آپؑ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ آپؑ جب کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپؑ کے ہمراہ آپؑ کے اہلِ بیتؑ کے علاوہ اہلِ کوفہ میں سے ساٹھ شیوخ بھی تھے۔ یہ قافلہ مکہ سے کوفہ کی طرف ذی الحجہ کو پہلے عشرہ ۶۰ھ کو روانہ ہوا تھا“۔ (۱)

الملهوف :مِمّا يُمكِنُ أَن يَكُونَ سَبَباً لِحَملِ الحُسَينِ علیہ السلام لِحَرَمِهِ مَعَهُ وَلِعِيالِهِ. اَنَّهُ لَو تَرَكَهُنَّ بِالحِجازِ اَو غَيرِها مِنَ البِلادِ، كانَ

---

(۱) طبقاتِ کبریٰ: ج۱،ص ۴۵۱؛ تہذیب الکمال: ج۲،ص ۴۲۱؛ تاریخ دمشق: ج۱۴،ص ۲۱۲؛ بغیۃ الطالب فی تاریخ حلب: ج۶،ص ۲۶۱۳؛ البدایۃ والنہایۃ: ج۸،ص ۱۶۵

يَزِيدُ بنُ مُعاوِيَةَ لَعَنَهُ اللهُ أَرسَلَ مَن أَخَذَهُنَّ إِلَيهِ، وَصَنَعَ بِهِنَّ مِنَ الاستيصالِ وسوءِ الأَعمالِ مَا يَمنَعُ الحُسَينَ علیہ السلام مِنَ الجِهَادِ وَالشَّهادَةِ، وَيَمتَنِعُ علیہ السلام بِأَخذِ يَزِيدَ بنِ مُعاوِيَةَ لَهُنَّ عَن مَقامِ السَّعادَةِ.

"اللہوف میں روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کا اپنے اہل بیتؑ کو اپنے ساتھ لے جانے کا سبب شاید یہ بھی ہو کہ اگر آپؑ انھیں حجاز یا کسی اور شہر میں چھوڑ جاتے تو یزید ملعون انھیں گرفتار کر لیتا۔ اس لحاظ سے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا استیصال کرتا، جس کی وجہ سے امام علیہ السلام کے جہاد اور شہادت کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی ہو جاتیں اور آپ اس مقامِ سعادت سے محروم رہ جاتے"۔ (اللہوف: ص ۱۳۲)

الفتوح: جَمَعَ الحُسَينُ علیہ السلام أَصحابَهُ الَّذِينَ قَد عَزَموا عَلَى الخُروجِ مَعَهُ إِلَى العِراقِ، فَأَعطى كُلَّ واحِدٍ مِنهُم عَشَرَةَ دَنانِيرَ وَجَمَلًا يَحمِلُ عَلَيهِ زادَهُ ورَحلَهُ. ثُمَّ إِنَّهُ طافَ بِالبَيتِ وبِالصَّفا وَالمَروَةِ، وَتَهَيَّأَ لِلخُروجِ، فَحَمَلَ بَناتِهِ وَأَخَواتِهِ عَلَى المَحامِلِ. وَخَرَجَ الحُسَينُ علیہ السلام مِن مَكَّةَ يَومَ الثَّلاثاءِ، يَومَ التَّروِيَةِ، لِثَمانٍ مَضَينَ مِن ذِي الحِجَّةِ، وَمَعَهُ اثنانِ وَثَمانُونَ رَجُلًا مِن شِيعَتِهِ وَأَهلِ بَيتِهِ.

"الفتوح میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جمع کیا، کیونکہ آپؑ ان کے ہمراہ عراق جانے کا عزم رکھتے تھے۔ آپؑ نے اپنے قافلہ کے ہر آدمی کو دس دس دینار دیئے۔ ساتھ ایک اُونٹ بھی دیا، تاکہ اُس پر اپنے گھر والوں کو سوار کریں اور زادِ راہ بھی اُس پر بار کریں۔ آپؑ نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور آپؑ اس کے بعد عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؑ نے اپنی بیٹیوں اور بہنوں

کو بھی اپنے ساتھ لیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بروز منگل یوم ترویہ اور ۸ ذی الحجہ عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ اُس وقت آپؑ کے اس کاروان میں آپؑ کے اہلِ بیت سمیت ۸۰ افراد موجود تھے"۔ ①

الفصول المهمة: كَانَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام بَعدَ أن سَيَّرَ ابنَ عَمِّهِ مُسلِمَ بنَ عَقيلٍ إلَى الكُوفَةِ، لَم يُقِم بَعدَهُ إلَّا قَليلًا، حَتّى تَجَهَّزَ لِلمَسيرِ في أثَرِهِ بِجَميعِ أهلِهِ ووُلدِهِ وخاصَّتِهِ وحاشِيَتِهِ.

"الفصول المہمہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام نے جب اپنے عم زاد بھائی حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کو کوفہ کی طرف روانہ کیا تو اُن کی روانگی کے بعد آپؑ نے تھوڑا عرصہ قیام کیا تھا۔ پھر اپنے اہلِ بیتؑ اور اصحاب کے ساتھ کوفہ کی طرف کوچ کیا"۔

گورنر مکہ عمرو بن سعد کی ایک کوشش

الأخبار الطوال: لَمّا خَرَجَ الحُسَينُ عليه السلام مِن مَكَّةَ، اعتَرَضَهُ صاحِبُ شُرطَةِ أميرِها عَمرِو بنِ سَعيدِ بنِ العاصِ في جَماعَةٍ مِنَ الجُندِ، فَقالَ: إنَّ الأَميرَ يَأمُرُكَ بِالانصِرافِ، فَانصَرِف وإلّا مَنَعتُكَ. فَامتَنَعَ عَلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام، وتَدافَعَ الفَريقانِ، وَاضطَرَبوا بِالسِّياطِ. وبَلَغَ ذلِكَ عَمرَو بنَ سَعيدٍ، فَخافَ أن يَتَفاقَمَ الأَمرُ، فَأَرسَلَ إلى صاحِبِ شُرَطِهِ يَأمُرُهُ بِالانصِرافِ.

"اخبار الطوال میں روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ سے روانہ ہوئے تو آپؑ سے راستے میں عمرو بن سعید کے لوگ متعارض ہوئے۔ عمرو بن سعید کے امیر شرطہ نے کہا: ہمارے امیر کا حکم ہے کہ آپؑ

---

① الفتوح: ج ۵، ص ۶۹؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۱، ص ۲۲۰؛ مطالب السؤول: ص ۷۳؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۵۵

واپس چلے جائیں۔ اگر واپس نہ ہوں گے تو ہم آپ کو روکیں گے اور آگے نہ جانے دیں گے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے انصار نے اُن کی بات تسلیم نہ کی تو فریقین کے درمیان ہاتھا پائی شروع ہوگئی اور تازیانے چلنے لگے۔ اس واقعے کی اطلاع عمرو بن سعید کو ملی وہ خوف زدہ ہوگیا کہ کہیں صورتِ حال سنگین نہ ہوجائے۔ اُس نے فوراً اپنی پولیس کے انچارج کی طرف آدمی بھیجا کہ وہ واپس آجائے''۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۴)

تاریخ الطبری عن عقبة بن سمعان: لَمَّا خَرَجَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام مِن مَكَّةَ، اعتَرَضَهُ رُسُلُ عَمرِو بنِ سَعيدِ بنِ العَاصِ، عَلَيهِم يَحيَى بنُ سَعيدٍ، فَقَالُوا لَهُ: إِنصَرِف، أَينَ تَذهَبُ؟ فَأَبَى عَلَيهِم وَمَضَى، وَتَدَافَعَ الفَرِيقَانِ فَاضطَرَبُوا بِالسِّيَاطِ.

ثُمَّ إِنَّ الحُسَينَ علیہ السلام وَأَصحَابَهُ امتَنَعوا امتِنَاعًا قَوِيًّا، وَمَضَى الحُسَينُ علیہ السلام عَلَى وَجهِهِ، فَنَادَوهُ: يَا حُسَينُ، أَلَا تَتَّقِي اللهَ! تَخرُجُ مِنَ الجَمَاعَةِ وَتُفَرِّقُ بَينَ هٰذِهِ الأُمَّةِ؟ فَتَأَوَّلَ حُسَينٌ علیہ السلام قَولَ اللهِ عز و جل: لِي عَمَلِي وَلَكُم عَمَلُكُم أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعمَلُونَ.

''تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعان سے روایت ہے، جب فرزند رسولؐ اپنے کاروان کے ساتھ مکہ معظمہ سے باہر آئے تو عمرو بن سعید کی ملٹری پولیس جس کا انچارج عمرو بن سعید کا بھائی یحییٰ بن سعید تھا اُس نے آپ کا راستہ روک کر کہا: آپؑ کہاں جانا چاہتے ہیں واپس جائیں۔ امام علیہ السلام نے اُن کی بات تسلیم نہ کی اور آپؑ آگے بڑھے۔ فریقین کے درمیان ہاتھا پائی شروع ہوگئی۔ تازیانے بھی چلنے لگے۔ امام علیہ السلام اور آپؑ کے اصحاب نے شدید مقاومت کی اور اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے۔ ان لوگوں نے چیخ چیخ کر کہا: اے حسینؑ! آپؑ خدا سے نہیں ڈرتے، جماعت سے نکلے

جا رہے ہیں اور اُمت میں تفرقہ ڈال رہے ہیں"۔ اُس وقت امام علیہ السلام نے سورۂ یونس کی آیت ۴۱ کی تلاوت فرمائی: "میرے اعمال میرے لیے ہیں اور تمھارے اعمال تمھارے لیے ہیں، تم میرے اعمال سے بری اور میں تمھارے اعمال سے بری ہوں"۔ ①

الكامل في التاريخ: ثُمَّ خَرَجَ الحُسَيْنُ عليه السلام يَوْمَ التَّرْوِيَةِ، فَاعْتَرَضَهُ رُسُلُ عَمْرِو بنِ سَعِيدِ بنِ العَاصِ، وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الحِجَازِ لِيَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ مَعَ أَخِيهِ يَحْيَى، يَمْنَعُونَهُ. فَأَبَى عَلَيْهِم وَمَضَى، وَتَضَارَبُوا بِالسِّيَاطِ، وَامْتَنَعَ الحُسَيْنُ عليه السلام وَأَصْحَابُهُ.

"الکامل فی التاریخ میں روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام ترویہ کے دن مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں عمرو بن سعید بن العاص کے لوگوں نے آپؑ سے جھگڑا کیا۔ اُن دنوں عمرو بن سعید یزید کی طرف سے حجاز کا گورنر تھا۔ اس کا بھائی یحییٰ بن سعید اس کا معاون تھا لیکن آپؑ نے اُن کی بات ماننے سے انکار کردیا اور اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے۔ فریقین کے درمیان تازیانوں کا تبادلہ بھی ہوا۔ آخرکار حکومتی لوگوں کو راستے سے ہٹنا پڑا"۔ (الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۴۷)

عقد الفرید، المحاسن المساوی، الامامت والسیاست میں بھی روایت مذکور ہے، تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت امام حسینؑ کا مکتوب بنام بنی ہاشم

كامل الزيارات عن زرارة عن أبي جعفر [الباقر] عليه السلام: كَتَبَ الحُسَيْنُ بنُ عَلِيٍّ عليه السلام من مَكَّةَ إِلَى مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ [ابنِ الحَنَفِيَّةِ]:

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۸۵؛ انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۵؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۲۰؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۶۶؛ ارشاد: ج ۲، ص ۱۸؛ مثیر الاحزان: ص ۳۹؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۵

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ. مِنَ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ اِلٰی مُحَمَّدِ بنِ عَلِیٍّ وَمَن قِبَلَهُ مِن بَنِی هَاشِمٍ. اَمَّا بَعدُ. فَاِنَّ مَن لَحِقَ بِی استُشهِدَ، وَمَن لَم یَلحَق بِی لَم یُدرِكِ الفَتحَ، وَالسَّلَامُ.

"کامل الزیارات میں زُرارہؓ سے روایت ہے، اُس نے کہا: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ مشرفہ سے اپنے بھائی محمد بن حنفیہؒ کے نام خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرا یہ خط محمد بن علیؑ اور بنی ہاشم کے تمام افراد کے نام!

امابعد! جو آدمی میرے ساتھ ہے اور میری نصرت پر کمربستہ ہے اُس نے ہر صورت شہادت کی سعادت حاصل کرنی ہے اور جو میرے ساتھ نہیں ہے، فتح وکامرانی اُس کے مقدر میں نہیں ہے"۔ [1]

مثیر الأحزان: تَحَدَّثَ النَّاسُ عِندَ البَاقِرِ علیہ السلام تَخَلُّفَ مُحَمَّدِ ابنِ الحَنَفِیَّةِ عَنهُ. فَقَالَ: یَا اَبَا حَمزَةَ الثُّمَالِیَّ. اِنَّ الحُسَینَ علیہ السلام لَمَّا تَوَجَّهَ اِلَی العِرَاقِ دَعَا بِقِرطَاسٍ وَكَتَبَ: بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ. مِنَ الحُسَینِ بنِ عَلِیٍّ اِلٰی بَنِی هَاشِمٍ. اَمَّا بَعدُ. فَاِنَّهُ مَن لَحِقَ بِی استُشهِدَ، وَمَن تَخَلَّفَ عَنِّی لَم یَبلُغِ الفَتحَ، وَالسَّلَامُ.

"مثیر الاحزان میں روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت محمد بن حنفیہؒ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیوں نہیں گئے تھے؟ آپؑ نے ابوحمزہ ثمالی سے فرمایا:

اے ابوحمزہ ثمالیؒ! جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق جانے کا ارادہ کیا تھا تو آپؑ نے کاغذ منگوایا اور اُس پر لکھا:

---

[1] کامل الزیارات: ص ۱۵۷؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۸۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم ! یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے بنی ہاشم کے نام ہے۔ امابعد! جس کسی نے میرا ساتھ دیا تو اُس نے جامِ شہادت نوش کیا اور جس نے مجھے چھوڑا تو وہ فتح و کامیابی نہیں پا سکتا"۔ ①

دلائل الإمامة عن حمزة بن حُمران عن أبي جعفر [الباقر] علیہ السلام قَالَ: ذَكَرنَا خُروجَ الحُسَينِ علیہ السلام وَتَخَلُّفَ ابنِ الحَنَفِيَّةِ عَنهُ. فَقَالَ: يَا حَمزَةُ! إِنِّي سَأُحَدِّثُكَ مِن هٰذَا الحَدِيثِ بِمَا لَا تَشُكُّ فِيهِ بَعدَ مَجلِسِنَا هٰذَا. إِنَّ الحُسَينَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيهِ لَمَّا فَصَلَ مُتَوَجِّهًا إِلَى العِرَاقِ. دَعَا بِقِرطَاسٍ وَكَتَبَ فِيهِ: بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ. مِنَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إِلَى بَنِي هَاشِمٍ. أَمَّا بَعدُ، فَإِنَّهُ مَن لَحِقَ بِي استُشهِدَ، وَمَن تَخَلَّفَ عَنِّي لَم يَبلُغِ الفَتحَ، وَالسَّلَامُ.

"دلائلِ امامت میں حمزہ بن حُمران سے روایت ہے، اُس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، اُس نے کہا کہ ہم نے امام علیہ السلام کی خدمت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے خروج اور حضرت محمد بن حنفیہؒ کے تخلف کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا:

اے حمزہؓ! میں تمھیں ایک حدیث سناتا ہوں اس کے بعد تمھارے تمام شکوک دُور ہو جائیں گے۔ جس وقت امام حسین علیہ السلام ان پر درود و سلام ہو، نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو آپؑ نے کاغذ منگوایا اور اُس پر لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم! یہ خط حسینؑ بن علیؑ کا ہے جو اُنھوں نے بنی ہاشم کے نام لکھا ہے، امابعد! جس نے میری نصرت کی تو اُس نے ابدی اور حقیقی کامیابی شہادت کو پالیا، اور جس نے مجھ سے تخلف کیا اُسے حقیقی کامیابی

① مثیر الاحزان: ص ۳۹؛ الخرائج والجرائح: ج ۲، ص ۷۷۱

نہیں مل پائے گی۔ والسلام!①

الحدائق الوردية: فَلَمَّا نَزَلَ [الْحُسَيْنُ عليه السلام] بُسْتَانَ بَنِي عَامِرٍ، كَتَبَ إِلَى مُحَمَّدٍ أَخِيهِ وأَهْلِ بَيْتِهِ: مِنَ الْحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ إِلَى مُحَمَّدِ بنِ عَلِيٍّ وأَهْلِ بَيْتِهِ. أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّكُمْ إِنْ لَحِقْتُمْ بِي اسْتُشْهِدْتُمْ وَإِنْ تَخَلَّفْتُمْ عَنِّي لَمْ تَلْحَقُوا النَّصْرَ. وَالسَّلَامُ.

"الحدائق الوردیہ میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے بُستانِ عامر② پر منزل کی تو وہاں سے حضرت محمد بن حنفیہؒ کی طرف خط لکھا کہ یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے حضرت محمد بن حنفیہؒ اور بنی ہاشم کی طرف ہے۔

اما بعد! اگر تم میرے ہم سفر ہو جاؤ تو ہر صورت تم نے شہادت کا شیریں جام پینا ہے۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو نصرت حاصل نہ کر سکو گے"۔③

یزید کا خط بنام ابنِ زیاد

تاريخ اليعقوبي: أَقْبَلَ الْحُسَيْنُ عليه السلام مِن مَكَّةَ يُرِيدُ الْعِرَاقَ، وَكَانَ يَزِيدُ قَدْ وَلَّى عُبَيْدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ الْعِرَاقَ، وكَتَبَ إِلَيْهِ: قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ قَدْ كَتَبُوا إِلَى الْحُسَيْنِ فِي الْقُدُومِ عَلَيْهِم، وأَنَّهُ قَدْ خَرَجَ مِن مَكَّةَ مُتَوَجِّهًا نَحْوَهُم. وَقَدْ بُلِيَ بِهِ بَلَدُكَ مِن بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وَأَيَّامُكَ مِن بَيْنِ الْأَيَّامِ. فَإِن قَتَلْتَهُ، وإِلَّا رَجَعْتَ إِلَى نَسَبِكَ، وإِلَى أَبِيكَ عُبَيْدٍ، فَاحْذَر أَن يَفُوتَكَ.

"تاریخ یعقوبی میں ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ مشرفہ سے عراق کی جانب روانہ ہوئے تو یزید نے فوراً عبیداللہ ابنِ زیاد کو کوفہ و بصرہ کا

---

① دلائل الامامت: ص ۱۸۷؛ اللھوف: ص ۳۰؛ مختصر بصائر الدرجات: ص ۶؛ بصائر الدرجات: ص ۴۸۱؛ المناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۷۶؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۳۰

② اصل میں بُطان بن معمر ہے بستان عامر نخلہ کے قریب ہے۔

③ حدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۱۳

گورنر بنا دیا۔ اُس نے ابنِ زیاد کی طرف خط لکھا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ اہلِ کوفہ نے حسینؑ بن علیؑ کی طرف خطوط لکھے ہیں کہ وہ اُن کے پاس آجائیں اور وہ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہیں۔ اب تیری آزمائش کا وقت آگیا ہے۔ تیری ریاست اور تیرے دورِ حکومت پر نگاہ ہے کہ تو اپنی ذمہ داریوں سے کس طرح عہدہ برآ ہوتا ہے تو اُنھیں ہر صورت قتل کر دے"۔ (تاریخ یعقوبی: ۲، ص ۲۴۲)

المعجم الكبير عن محمد بن الضحاك عن أبيه :خَرَجَ الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام إلَى الكُوفَةِ ساخِطًا لِوِلايَةِ يَزيدَ بنِ مُعاوِيَةَ. فَكَتَبَ يَزيدُ بنُ مُعاوِيَةَ إلى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ وهُوَ والِيهِ عَلَى العِراقِ : إنَّهُ قَد بَلَغَني أنَّ حُسَينًا قَد سارَ إلَى الكُوفَةِ، وقَدِ ابتُلِيَ بِهِ زَمانُكَ مِن بَينِ الأَزمانِ، وبَلَدُكَ مِن بَينِ البُلدانِ، وَابتُليتَ بِهِ مِن بَينِ العُمّالِ، وعِندَها تُعتَقُ أو تَعودُ عَبداً كَما يُعتَبَدُ العَبيدُ.

"المعجم الکبیر میں محمد بن ضحاک نے اپنے والد سے روایت کی ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے یزید کی حکومت کے خلاف خروج کیا تو آپؑ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یزید نے ابنِ زیاد کی طرف لکھا وہ اُس وقت عراق کا گورنر تھا کہ حسینؑ بن علیؑ کوفہ کی طرف روانہ ہیں۔ تیری آزمائش کا دور شروع ہو گیا ہے۔ اپنی تمام توانائیاں خرچ کر ڈالو۔ اُس طرح کر جس طرح میں چاہتا ہوں"۔ [1]

{ حضرت امام حسینؑ اور حضرت یحییٰؑ کی شہادت کا ذکر }

الإرشاد عن علي بن يزيد عن علي بن الحسين [زين العابدين]

---

[1] معجم الکبیر: ج ۳، ص ۱۱۵؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۱۳؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۵

علیہ السلام: خَرَجنا مَعَ الحُسَینِ علیہ السلام. فَما نَزَلَ مَنزِلًا وَلا ارتَحَلَ مِنهُ، إلّا ذَكَرَ يَحيَى بنَ زَكَرِيّا علیہ السلام وقَتلَهُ. وَقالَ يَومًا: وَمِن هَوانِ الدُّنيا عَلَى اللهِ، أنَّ رَأسَ يَحيَى بنِ زَكَرِيّا علیہ السلام اُهدِيَ إلى بَغِيٍّ مِن بَغايا بَني إسرائيلَ.

"الارشاد میں علی بن یزید سے روایت ہے کہ اُس نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب ہم سب حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ سفرِ عراق پر نکلے کہ راستے میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی اور نہ منزل کہ جہاں آپؑ نے حضرت یحییٰ بن زکریا اور اُن کی شہادت کا ذکر نہ کیا ہو۔ آپؑ نے ایک دن فرمایا کہ دیکھیے اس دُنیا کی پستی کہ حضرت یحییٰؑ بن زکریا کا مقدس سر بنی اسرائیل کے ایک طاغی و باغی بادشاہ کو بطور ہدیہ بھیجا گیا"۔ ①

المناقب لابن شهر آشوب عن علي بن الحسين [زين العابدين] علیہ السلام: خَرَجنا مَعَ الحُسَينِ علیہ السلام. فَما نَزَلَ مَنزِلًا وَلا ارتَحَلَ عَنهُ إلّا وَذَكَرَ يَحيَى بنَ زَكَرِيّا علیہ السلام. وَقالَ يَومًا: مِن هَوانِ الدُّنيا عَلَى اللهِ أنَّ رَأسَ يَحيَى علیہ السلام اُهدِيَ إلى بَغِيٍّ مِن بَغايا بَني إسرائيلَ.

وَفي حَديثِ مُقاتِلٍ عَن زَينِ العابِدينَ علیہ السلام عَن أبيهِ علیہ السلام: إنَّ امرَأةَ مَلِكِ بَني إسرائيلَ كَبِرَت، وَأرادَت أن تُزَوِّجَ بِنتَها مِنهُ لِلمَلِكِ. فَاستَشارَ المَلِكُ يَحيَى بنَ زَكَرِيّا علیہ السلام فَنَهاهُ عَن ذٰلِكَ. فَعَرَفَتِ المَرأةُ ذٰلِكَ. وَزَيَّنَت بِنتَها وَبَعَثَتها إلَى المَلِكِ. فَذَهَبَت وَلَعِبَت بَينَ يَدَيهِ.

فَقالَ لَهَا المَلِكُ: ما حاجَتُكِ؟ قالَت: رَأسُ يَحيَى بنِ زَكَرِيّا. فَقالَ المَلِكُ: يا بُنَيَّةُ، حاجَةٌ غَيرُ هٰذِهِ! قالَت: ما اُريدُ غَيرَهُ.

① الارشاد: ج ۲، ص ۱۳۲؛ مجمع البیان: ج ۶، ص ۷۷۹؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۲۱؛ اعلام الوریٰ: ج ۳، ص ۸۱؛ عوالی اللئالی: ج ۳، ص ۸۱؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۸۹

وَكَانَ الْمَلِكُ إِذَا كَذَبَ فِيهِمْ عُزِلَ عَنْ مُلْكِهِ. فَخُيِّرَ بَيْنَ مُلْكِهِ وَبَيْنَ قَتْلِ يَحْيَى علیہ السلام. فَقَتَلَهُ. ثُمَّ بَعَثَ بِرَأْسِهِ إِلَيْهَا فِي طَشْتٍ مِنْ ذَهَبٍ.

"المناقب ابنِ شہر آشوب میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے، ہم اپنے والد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سفر عراق پر رواں دواں تھے۔ جب کوئی منزل آتی یا وہاں سے کوچ کرتے تو آپؑ حضرت یحییٰ بن زکریا کو یاد کرتے۔ آپؑ نے ایک دن فرمایا:

اللہ رب العزت کے نزدیک یہ دنیا کس قدر حقیر ہے کہ اس کے عظیم الشان نبی حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر بنی اسرائیل کے ایک سرکش و باغی بادشاہ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر بھیجا گیا۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار سے حدیث نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی بیوی بوڑھی ہوگئی تو اُس عورت نے اپنی نوجوان بیٹی کا نکاح بادشاہ سے کرنا چاہا۔ بادشاہ نے حضرت یحییٰؑ بن زکریا سے مشورہ کیا کہ کیا اس طرح ہوسکتا ہے۔ آپؑ نے اس کی نفی کی۔ اس بات کی خبر اُس عورت تک جا پہنچی تو اُس نے اپنی بیٹی کی خوب تزئین و آرائش کی، اُسے بنا سجا کر بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ لڑکی جب بادشاہ کے سامنے گئی تو اُس نے اُس کے سامنے اپنے حُسن کا مظاہرہ کیا اور اپنی محبوبانہ ادائیں دکھائیں۔ بادشاہ نے اُس سے کہا: بیٹی! کیا چاہیے؟ اُس نے کہا: یحییٰؑ بن زکریا کا سر چاہیے۔ بادشاہ نے کہا: بیٹی! اس کے علاوہ کوئی دوسری حاجت بتا۔ اُس نے کہا: صرف اور صرف اُن کا سر چاہیے، اس کے علاوہ مجھے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ اس زمانے کا دستور تھا کہ جب بادشاہ اپنی رعایا سے جھوٹ بولتا اور جھوٹ ثابت ہوجاتا تو بادشاہ کو معزول کر دیا جاتا تھا۔ اس بادشاہ کو کہا گیا کہ اب ان دو

میں سے ایک قبول کرو، اگر ملک چاہیے تو جنابِ یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دو ورنہ ملک چھوڑ دو۔ اُس نے حضرت یحییٰ بن زکریا کو قتل کرا دیا اور آپ کا سرِ مبارک سونے کے طشت میں رکھ کر اُس عورت کی طرف بھجوا دیا"۔ ①

مالی مواخذہ

تاریخ الطبری عن عقبة بن سمعان: اِنَّ الحُسَینَ علیہ السلام أَقبَلَ حَتّٰی مَرَّ بِالتَّنعِیمِ، فَلَقِیَ بِهَا عِیرا قد أُقبِلَ بِهَا مِنَ الیَمَنِ، بَعَثَ بِهَا بَحِیرُ بنُ رَیسَانَ الحِمیَرِیُّ إِلٰی یَزِیدَ بنِ مُعاوِیَةَ وَكَانَ عَامِلَهُ عَلَی الیَمَنِ وَعَلَی العِیرِ الوَرسُ وَالحُلَلُ یُنطَلَقُ بِهَا إِلٰی یَزِیدَ، فَأَخَذَهَا الحُسَینُ علیہ السلام فَانطَلَقَ بِهَا.

ثُمَّ قَالَ لِأَصحابِ الإِبِلِ: لَا أُكرِهُكُم، مَن أَحَبَّ أَن یَمضِیَ مَعَنَا إِلَی العِرَاقِ أَوفَینَا كِرَاءَهُ، وأَحسَنَّا صُحبَتَهُ، وَمَن أَحَبَّ أَن یُفَارِقَنَا مِن مَكَانِنَا هٰذَا، أَعطَینَاهُ مِنَ الكِرَاءِ عَلٰی قَدرِ مَا قَطَعَ مِنَ الأَرضِ. قَالَ: فَمَن فَارَقَهُ مِنهُم حُوسِبَ فَأُوفِیَ حَقَّهُ، وَمَن مَضٰی مِنهُم مَعَهُ أَعطَاهُ كِرَاءَهُ وَكَسَاهُ.

"تاریخ طبری میں عقبہ بن سمعان سے روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام منزلِ تنعیم پر پہنچے تو وہاں آپؑ کی ملاقات ایک قافلے سے ہوئی جو یمن کے گورنر کی طرف سے یزید کی طرف جا رہا تھا۔ اس قافلے کے اُونٹ قیمتی اشیاء اور ورس اور قیمتی کپڑوں کی بوریوں سے لدے ہوئے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے قافلہ والوں سے سارا سامان لے لیا اور شتربانوں سے فرمایا: "تم میں سے جو کوئی بھی اپنی مرضی کے ساتھ عراق

---

① مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۸۵؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۲۹۸؛ مزید معلومات کے لیے سورۂ مریم کی ابتدائی آیات کی تفاسیر کی طرف رجوع کریں۔

جانا پسند کرے تو ہم اُسے عراق تک کا کرایہ ادا کردیں گے اور اُس کے ساتھ حُسنِ سلوک سے پیش آئیں گے اور جو یہیں سے واپس جانا چاہے تو ہم اُسے یمن سے یہاں تک کا کرایہ ادا کردیتے ہیں۔

راوی کہتا ہے: جن شُتر بانوں نے واپس جانا چاہا تو امام علیہ السلام نے اُن کا پورا حساب دے دیا اور جن لوگوں نے امام علیہ السلام کے ہمراہ جانے پر آمادگی کا اظہار کیا تو اُنھیں آپؑ نے کرایہ بھی دیا۔ اِس کے علاوہ ملبوسات بھی دیئے"۔ ①

أنسابُ الأشراف: لَقِيَ الحُسَينُ علیہ السلام بِالتَّنعيمِ عيراً قَد أُقبِلَ بِهَا مِنَ اليَمَنِ، بَعَثَ بِهَا بَحِيرُ بنُ رَيسانَ الحِميَرِيُّ إلَى يَزيدَ بنِ مُعاوِيَةَ وكانَ عامِلَهُ عَلَى اليَمَنِ وعَلَى العيرِ وَرسٌ وحُلَلٌ، وَرُسُلُهُ فيها يَنطَلِقونَ إلى يَزيدَ.

فَأَخَذَهَا الحُسَينُ علیہ السلام فَانطَلَقَ بِها مَعَهُ، وقالَ لِأَصحابِ الإِبِلِ: لا أُكرِهُكُم، مَن أحَبَّ أن يَمضِيَ مَعَنا إلَى العِراقِ وَفَّيناهُ كِراهُ وأَحسَنّا صُحبَتَهُ، ومَن أحَبَّ أن يُفارِقَنا مِن مَكانِنا هٰذا أعطَيناهُ مِنَ الكِراءِ عَلى قَدرِ ما قَطَعَ مِنَ الأَرضِ. فَأَوفى مَن فارَقَهُ حَقَّهُ بِالتَّنعيمِ، وأَعطى مَن مَضى مَعَهُ وكَساهُم. فَيُقالُ إنَّهُ لَم يَبلُغ كَربَلاءَ مِنهُم إلّا ثَلاثَةُ نَفَرٍ، فَزادَهُم عَشَرَةَ دَنانيرَ عَشَرَةَ دَنانيرَ، وأَعطاهُم جَمَلاً جَمَلاً، وصَرَفَهُم.

"انساب الاشراف میں روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کی ملاقات منزلِ تنعیم پر یمن سے آنے والے قافلے سے ہوئی، جسے یمن کے عامل بُحیر بن ریسان الحمیری نے یزید کی طرف بھیجا تھا۔ اُن لوگوں نے اپنے

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۵۸؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۴۷؛ مقتل الحسین خوارزمی، ج ۱، ص ۲۹۷

اُونٹوں پر قیمتی سازوسامان اور ملبوسات لاد رکھے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے تمام سامان اپنے قبضہ میں لے لیا اور شتربانوں سے فرمایا: ''میں تم میں سے کسی کو اپنے ساتھ عراق جانے پر مجبور نہیں کرتا، اگر کوئی ہمارے ساتھ چلنا چاہتا ہے تو اُسے یمن سے عراق کا مکمل کرایہ دیا جائے گا اور اُس سے اچھا سلوک کیا جائے گا اور جو چاہتا ہے کہ وہ یہاں سے واپس یمن چلا جائے وہ جاسکتا ہے ہم اُسے یمن سے یہاں تک کا کرایہ دے دیتے ہیں۔ آپؑ نے واپس یمن جانے والے شتربانوں کو منہ مانگا کرایہ دے دیا اور جن لوگوں نے آپؑ کا آخری منزل تک ساتھ دیا تھا امامؑ نے اُنھیں کرایہ بھی دیا اور قیمتی ملبوسات بھی دیئے۔ روایت ہے کہ ان شتربانوں میں سے صرف تین شتربان ساتھ آئے تھے، باقی واپس یمن چلے گئے تھے۔ آپؑ نے اُن لوگوں کو اُن کے حق سے زیادہ دس دس دینار اور ایک ایک قیمتی خوبصورت اُونٹ بھی دیا۔ یہ لوگ واپس یمن چلے گئے''۔ ①

الإرشاد: وَسَارَ [الحُسَينُ علیہ السلام] حَتّٰى أَتَى التَّنعِيمَ، فَلَقِيَ عِيراً قَد أَقبَلَت مِنَ اليَمَنِ، فَاستَأجَرَ مِن أَهلِهَا جِمالاً لِرَحلِهِ وَأَصحابِهِ، وَقَالَ لِأَصحابِهَا: مَن أَحَبَّ أَن يَنطَلِقَ مَعَنَا إِلَى العِرَاقِ، وَفَّينَاهُ كِرَاءَهُ وَأَحسَنَّا صُحبَتَهُ، وَمَن أَحَبَّ أَن يُفَارِقَنَا فِي بَعضِ الطَّرِيقِ، أَعطَينَاهُ كِرَاءً عَلَى قَدرِ مَا قَطَعَ مِنَ الطَّرِيقِ. فَمَضَى مَعَهُ قَومٌ وَامتَنَعَ آخَرُونَ.

''الارشاد میں روایت ہے، فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام منازل طے کرتے ہوئے منزلِ تنعیم پر آئے، وہاں آپؑ کو یمن سے آنے والا

① انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۵؛ اخبار الطوال: ص ۲۴۵

ایک قافلہ ملا۔ آپؑ نے اُن لوگوں کو اُن کے اُونٹوں کا کرایہ دیا اور فرمایا:
"تم میں سے جو بھی ہمارے ساتھ عراق اپنی رضامندی کے ساتھ جانا چاہتا ہے تو ہم اُس کا پورا پورا حق دیں گے اور اُس سے حسنِ سلوک بھی کریں گے اور جو یہاں سے واپس جانا چاہتا ہے تو وہ واپس چلا جائے۔
اُن لوگوں میں سے جنھوں نے واپس جانا چاہا تو آپؑ نے اُن لوگوں کو یمن سے اُس جگہ تک کا پورا کرایہ عطا کیا۔ اکثر شتربان وہاں سے واپس چلے گئے اور کچھ نے آپؑ کی ہمراہی اختیار کی"۔ [1]

البداية والنهاية عن عقبة بن سمعان: ...ثُمَّ إنَّ الحُسَينَ علیہ السلام مَرَّ بِالتَّنعيمِ، فَلَقِيَ بِهَا عيراً قَد بَعَثَ بِهَا بَحِيرُ بنُ زِيَادٍ الحِميَرِيُّ نَائِبُ اليَمَنِ، قَد أَرسَلَهَا مِنَ اليَمَنِ إلَى يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ، عَلَيهَا وَرسٌ وَحُلَلٌ كَثِيرَةٌ. فَأَخَذَهَا الحُسَينُ علیہ السلام وَانطَلَقَ بِهَا، وَاستَأجَرَ أَصحَابَ الجِمَالِ عَلَيهَا إلَى الكُوفَةِ، وَدَفَعَ إلَيهِم أُجرَتَهُم.

"البدایہ والنہایہ میں عقبہ بن سمعان سے روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا کاروانِ نُور 'منزلِ تنعیم' سے گزرا تو آپؑ کی وہاں پر یمن سے آنے والے ایک قافلے سے ملاقات ہوئی جسے والیٔ یمن بُجیر بن زیاد الحمیری نے یزید کی طرف شام روانہ کیا تھا۔ اس قافلے کے پاس قیمتی سازوسامان اور قیمتی ملبوسات تھے۔ امام علیہ السلام نے تمام سامان اپنے قبضے میں لے لیا اور شتربانوں سے فرمایا: وہ ہمارے ساتھ کوفہ تک چلیں۔ انھیں اُن کا منہ مانگا کرایہ دے دیا جائے گا"۔ (البدایہ والنہایہ، ج۸، ص۱۶۶)

الملهوف: سَارَ الحُسَينُ علیہ السلام حَتَّى مَرَّ بِالتَّنعيمِ، فَلَقِيَ هُنَاكَ

---

[1] الارشاد: ج۲، ص۶۸؛ بحارالانوار: ج۴۴، ص۳۶۵

عِيرًا تَحْمِلُ هَدِيَّةً قَدْ بَعَثَ بِهَا بَحِيرُ بْنُ رَيْسَانَ الْحِمْيَرِيُّ عَامِلُ الْيَمَنِ إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ. فَأَخَذَ عليه السلام الْهَدِيَّةَ، لِأَنَّ حُكْمَ أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ إِلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِ الْجِمَالِ:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَنَا إِلَى الْعِرَاقِ، وَفَّيْنَاهُ كِرَاهُ وَأَحْسَنَّا صُحْبَتَهُ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُفَارِقَنَا، أَعْطَيْنَاهُ كِرَاهُ بِقَدْرِ مَا قَطَعَ مِنَ الطَّرِيقِ. فَمَضَى مَعَهُ قَوْمٌ وَامْتَنَعَ آخَرُونَ.

"الملہوف میں روایت ہے کہ جب سبط رسولؐ کا کاروانِ نور منزل تنعیم سے گزرا تو وہیں آپ کو یمن سے آنے والا قافلہ ملا جو یمن کے گورنر بُحیر حمیری کے ہدیہ جات یزید کی طرف لے کر جا رہا تھا۔ آپؑ نے وہ تمام سامان لے لیا کیونکہ اُمورِ مسلمین کے حاکم آپؑ ہی تھے۔ پھر آپؑ نے شتربانوں سے کہا: تم میں سے جو آدمی اپنی رضا کے ساتھ عراق تک جانا چاہتا ہے تو وہ چلے ہم اُس کا پورا حق دیں گے اور اُس سے اچھا سلوک کریں گے اور جو یہاں سے واپس جانا چاہتا ہے تو اپنا کرایہ لے اور واپس چلا جائے۔ بہت سے شتربان واپس چلے گئے اور کچھ نے آپ کا ساتھ دیا"۔ ①

عمرو بن سعید کی امان سے امام علیہ السلام کا انکار

تاريخ الطبري عن الحارث بن كعب الوالبي عن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب [زين العابدين] عليه السلام: لَمَّا خَرَجْنَا مِنْ مَكَّةَ كَتَبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام مَعَ ابْنَيْهِ عَوْنٍ وَمُحَمَّدٍ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِاللهِ لَمَّا انْصَرَفْتَ حِينَ تَنْظُرُ فِي كِتَابِي، فَإِنِّي مُشْفِقٌ عَلَيْكَ مِنَ الْوَجْهِ

① الملہوف: ص ۱۳۰؛ مثیر الاحزان: ص ۴۲؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۷

الَّذِي تَوَجَّهَ لَهُ أَن يَكُونَ فِيهِ هَلَاكُكَ وَاسْتِئْصَالُ أَهْلِ بَيْتِكَ إِن هَلَكْتَ الْيَوْمَ طُفِئَ نُورُ الْأَرْضِ. فَإِنَّكَ عَلَمُ الْمُهْتَدِينَ، وَرَجَاءُ الْمُؤْمِنِينَ. فَلَا تَعْجَلْ بِالسَّيْرِ فَإِنِّي فِي أَثَرِ الْكِتَابِ، وَالسَّلَامُ.

قَالَ: وَقَامَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ إِلَى عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ فَكَلَّمَهُ، وَقَالَ: أُكْتُبْ إِلَى الْحُسَيْنِ كِتَابًا تَجْعَلُ لَهُ فِيهِ الْأَمَانَ، وَتُمَنِّيهِ فِيهِ الْبِرَّ وَالصِّلَةَ، وَتوثِقُ لَهُ فِي كِتَابِكَ، وَتَسْأَلُهُ الرُّجُوعَ. لَعَلَّهُ يَطْمَئِنُّ إِلَى ذٰلِكَ فَيَرْجِعَ. فَقَالَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ: أُكْتُبْ مَا شِئْتَ وَائْتِنِي بِهِ حَتّٰى أَخْتِمَهُ.

فَكَتَبَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْكِتَابَ. ثُمَّ أَتَى بِهِ عَمْرَو بْنَ سَعِيدٍ، فَقَالَ لَهُ: إِخْتِمْهُ، وَابْعَثْ بِهِ مَعَ أَخِيكَ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، فَإِنَّهُ أَحرى أَن تَطْمَئِنَّ نَفْسُهُ إِلَيْهِ، ويَعْلَمَ أَنَّهُ الْجِدُّ مِنكَ. فَفَعَلَ، وَكَانَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ عَامِلَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَلَى مَكَّةَ.

قَالَ: فَلَحِقَهُ يَحْيَى وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، ثُمَّ انصَرَفَا بَعْدَ أَن أَقْرَأَهُ يَحْيَى الْكِتَابَ. فَقَالَا: أَقْرَأْنَاهُ الْكِتَابَ، وَجَهَدْنَا بِهِ، وَكَانَ مِمَّا اعْتَذَرَ بِهِ إِلَيْنَا أَن قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رُؤْيَا فِيهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَأُمِرْتُ فِيهَا بِأَمْرٍ أَنَا مَاضٍ لَهُ، عَلَيَّ كَانَ أَو لِي. فَقَالَا لَهُ: فَمَا تِلْكَ الرُّؤْيَا؟ قَالَ: مَا حَدَّثْتُ أَحَدًا بِهَا، وَمَا أَنَا مُحَدِّثٌ بِهَا حَتّٰى أَلْقَى رَبِّي.

قَالَ: وَكَانَ كِتَابُ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ. مِن عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ إِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ. أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَسْأَلُ اللهَ أَن يَصْرِفَكَ عَمَّا يُوبِقُكَ، وَأَن يَهْدِيَكَ لِمَا يُرْشِدُكَ. بَلَغَنِي أَنَّكَ قَدْ تَوَجَّهْتَ إِلَى الْعِرَاقِ، وَإِنِّي

أعيذُكَ بِاللهِ مِنَ الشِّقَاقِ. فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيكَ فِيهِ الهَلَاكَ، وَقَد بَعَثتُ إِلَيكَ عَبدَ اللهِ بنَ جَعفَرٍ ويَحيَى بنَ سَعِيدٍ، فَأَقبِل إِلَيَّ مَعَهُمَا. فَإِنَّ لَكَ عِندِيَ الأَمَانَ وَالصِّلَةَ، وَالبِرَّ وَحُسنَ الجِوَارِ لَكَ. اللهُ عَلَيَّ بِذٰلِكَ شَهِيدٌ وَكَفِيلٌ، وَمُرَاعٍ وَوَكِيلٌ، وَالسَّلَامُ عَلَيكَ.

قَالَ: وَكَتَبَ إِلَيهِ الحُسَينُ علیہ السلام: أَمَّا بَعدُ. فَإِنَّهُ لَم يُشَاقِقِ اللهَ وَرَسُولَهُ مَن دَعَا إِلَى اللهِ عز وجل، وعَمِلَ صالحًا وقَالَ إِنَّنِي مِنَ المُسلِمِينَ. وَقَد دَعوتَ إِلَى الأَمَانِ وَالبِرِّ وَالصِّلَةِ. فَخَيرُ الأَمَانِ أَمَانُ اللهِ. ولَن يُؤمِنَ اللهُ يَومَ القِيَامَةِ مَن لَم يَخَفهُ فِي الدُّنيَا. فَنَسأَلُ اللهَ مَخَافَةً فِي الدُّنيَا توجِبُ لَنَا أَمَانَهُ يَومَ القِيَامَةِ. فَإِن كُنتَ نَوَيتَ بِالكِتَابِ صِلَتِي وَبِرِّي، فَجُزِيتَ خَيراً فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ. وَالسَّلَامُ.

"تاریخ طبری میں حارث بن کعب الوالی سے اور اُس نے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: جب ہم مکہ سے باہر آئے تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کے فرزند حضرت عونؓ اور حضرت محمدؓ پیچھے سے آ ملے۔ اُنھیں اُن کے والد نے امامؑ کی طرف خط دے کر بھیجا تھا۔ ان دونوں شہزادوں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں اپنے والد کا خط پیش کیا، خط کا متن یہ ہے:

"میں آپؑ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ جوں ہی میرا خط آپؑ کو ملے آپؑ واپس چلے آئیں۔ مجھے خوف ہے کہ جس راستے پر آپؑ گامزن ہیں یہ تباہی و ہلاکت کا راستہ ہے۔ اس میں اہلِ بیتؑ رسولؐ کا بے پناہ اور ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اگر آپؑ کو قتل کر دیا گیا تو یہ دنیا تیرہ و تاریک ہو کر رہ جائے گی اور ہر طرف اندھیرے کی حکمرانی ہوگی۔ آپؑ ہی مرکز

ہدایت ہیں، اہلِ ایمان کا ملجا و ماویٰ آپؑ ہیں۔ روانگی میں عجلت سے کام نہ لیں۔ اسی خط کے پیچھے مَیں بھی آ رہا ہوں۔ والسلام

حضرت عبداللہ بن جعفر اور عمرو بن سعید

''حضرت عبداللہ بن جعفرؓ والیِ مکّہ عمرو بن سعید کے پاس آئے اور اُس سے کہا: تم اپنی طرف سے امام حسینؑ کی طرف خط لکھو، جس میں آپؑ کے لیے امان کا وعدہ ہو اور اچھے سلوک پیمان ہو۔ اُنھیں لکھو کہ وہ واپس چلے آئیں شاید تمھارے خط سے اُنھیں اطمینان حاصل ہو جائے اور واپس چلے آئیں۔

عمرو بن سعید نے کہا: آپؑ کا جو جی چاہے وہ لکھیں اور میرے پاس لے آئیں۔ مَیں اُس پر مُہر لگا دوں گا۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے خط لکھا اور عمرو بن سعید کے حوالے کر دیا اور کہا: اس پر مُہر لگاؤ اور اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کے حوالے کرو کہ وہ جائے اور خود امام علیہ السلام کو پیش کرے تاکہ آپ مطمئن ہو جائیں۔ اس طریقے سے آپؑ سمجھ جائیں گے کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ دل سے لکھا ہے۔

عمرو بن سعید نے خط پر مُہر لگائی اور اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کے حوالے کیا۔ الغرض یحییٰ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ دونوں آپؑ کے پاس پہنچے۔ یحییٰ نے خط پیش کیا اور دونوں نے اصرار کیا کہ آپؑ واپس چلیں''۔

فرزندِ رسولؐ کا جواب

''امام حسین علیہ السلام نے اُن سے یہ کہہ کر معذرت کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے آپؐ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جس کی تعمیل مجھ پر واجب ہے۔ اس سے میرا نقصان ہو یا فائدہ، میں نے ہر صورت اس امر کو ادا کرنا ہے۔ ان دونوں نے کہا: وہ خواب کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ خواب میں نے کسی سے بیان کیا ہے اور نہ کروں گا، یہاں تک کہ اپنے خدا سے ملاقات کروں گا"۔

عمرو بن سعید کا امام علیہ السلام کے لیے امان نامہ

"عمرو بن سعید کے امان نامہ کے الفاظ یہ ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عمرو بن سعید کی طرف سے حسینؑ بن علیؑ کو یہ معلوم ہو کہ میں بارگاہِ خداوندی میں سوال کرتا ہوں کہ وہ آپؑ کو اس ارادہ سے باز رکھے جس میں آپؑ کے لیے خطرات ہی خطرات ہیں۔ آپؑ کو وہ اُس راستے پر چلائے جو آپؑ کے لیے بہتر ہو۔ مجھے خبر ملی ہے کہ آپؑ عراق کی طرف جا رہے ہیں۔ میں خدا سے اُمیدوار ہوں کہ آپؑ کو مخالفت سے بچائے، اس لیے کہ اس مخالفت میں جان کا خطرہ ہے۔ میں آپؑ کے پاس حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اور اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو بھیج رہا ہوں۔ اُن کے ہمراہ میرے پاس واپس چلے آئیں۔ میں نے آپؑ کے لیے امان نامہ جاری کر دیا ہے۔ آپؑ کے لیے امان ہے، نیکی ہے، صلہ ہے اور پناہ ہے۔ اس باب میں میں اپنے خدا کو گواہ، کفیل، وکیل اور نگہبان قرار دیتا ہوں"۔ والسلام!

فرزندِ رسولؐ کا جواب

"وہ شخص جو لوگوں کو خدائے عزوجل کی طرف دعوت دے اور نیک اعمال کرے وہ خدا اور اُس کے رسولؐ کا نافرمان نہیں ہو سکتا۔ میں اہلِ اسلام کا ایک فرد ہوں۔ مجھے تم نے امان اور صلہ نیکی کی طرف بلایا ہے۔ امان تو وہ ہے جو خدا کی طرف سے ہو۔ سنو، جو شخص دُنیا میں خدا سے نہیں ڈرتا وہ قیامت کے دن بھی اس پر ایمان نہیں لائے گا۔ خدا سے ہماری یہ دُعا ہے کہ اس دنیا میں ہمارے قلوب میں اپنا خوف پیدا کرے جس سے قیامت

کے دن اس کی طرف سے ہم سب کو امان ملے۔ اگر تم نے اپنے خط میں میرے ساتھ صلہ اور نیکی کا ارادہ کیا ہے تو دُنیا و آخرت میں تمھیں جزائے خیر ملے۔ والسلام! ①

الطبقات الکبری (الطبقة الخامسة من الصحابة) : كَتَبَ عَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرِ بنِ أَبي طالِبٍ إلَيهِ [أي إلَى الحُسَينِ عليه السلام] كِتابًا يُحَذِّرُهُ أهلَ الكوفَةِ، ويُناشِدُهُ اللهَ أن يَشخَصَ إلَيهِم. فَكَتَبَ إلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام: إنّي رَأَيتُ رُؤيا، ورَأَيتُ فيها رَسولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم، وأَمَرَني بِأَمرٍ أنَا ماضٍ لَهُ، ولَستُ بِمُخبِرٍ بِها أحَداً، حَتّى اُلاقِيَ عَمَلي.

وَكَتَبَ إلَيهِ عَمرُو بنُ سَعيدِ بنِ العاصِ: إنّي أسأَلُ اللهَ أن يُلهِمَكَ رُشدَكَ، وأن يَصرِفَكَ عَمّا يُرديكَ، بَلَغَني أنَّكَ قَدِ اعتَزَمتَ عَلَى الشُّخوصِ إلَى العِراقِ، فَإِنّي اُعيذُكَ بِاللهِ مِنَ الشِّقاقِ، فَإِن كُنتَ خائِفًا فَأَقبِل إلَيَّ، فَلَكَ عِندِيَ الأَمانُ وَالبِرُّ وَالصِّلَةُ.

فَكَتَبَ إلَيهِ الحُسَينُ عليه السلام: إن كُنتَ أرَدتَ بِكِتابِكَ إلَيَّ بِرّي وصِلَتي، فَجُزيتَ خَيراً فِي الدُّنيا وَالآخِرَةِ، وإنَّهُ لَم يُشاقِقْ مَن دَعا إلَى اللهِ، وعَمِلَ صالِحًا وقالَ إنَّني مِنَ المُسلِمينَ، وخَيرُ الأَمانِ أمانُ اللهِ، ولَم يُؤمِن بِاللهِ مَن لَم يَخَفهُ فِي الدُّنيا، فَنَسأَلُ اللهَ مَخافَةً فِي الدُّنيا، توجِبُ لَنا أمانَ الآخِرَةِ عِندَهُ.

"طبقات الکبریٰ میں روایت ہے، حضرت عبداللہ بن جعفر طیار" نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف خط لکھا کہ اہل کوفہ خطرناک لوگ ہیں،

---

① تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۸۷؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۳۸؛ الفتوح: ج ۵، ص ۶۷؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۱۸

اللہ کے لیے آپؑ ان کی طرف نہ جائیں۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُن کے جواب میں لکھا کہ میں نے رسولِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپؐ نے مجھے حکم دیا ہے۔ میں نے آپؐ کے حکم پر عمل کرنا ہے۔ یہ خواب میں نے کسی کو بتایا ہے اور نہ بتاؤں گا، یہاں تک کہ میں اپنے خدا سے جاملوں۔

عمرو بن سعید نے آپؑ کی طرف خط لکھا۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ وہ آپؑ کو رُشد الہام کرے اور خطرات و نقصانات سے بچائے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپؑ عراق کی طرف جارہے ہیں۔ میں اِفتراق سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اگر آپؑ خوف زدہ ہیں تو میرے پاس تشریف لے آئیں۔ میں آپؑ کو امان دیتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آپؑ سے بہترین سلوک کیا جائے گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُس کے جواب میں لکھا:

''تم نے اپنے خط میں جس صلہ اور نیکی کا تذکرہ کیا ہے تو دنیا اور آخرت میں تجھے جزائے خیر حاصل ہو۔ وہ شخص جو لوگوں کو دعوتِ ارشاد دے اور نیک اعمال کرے وہ خدا اور اُس کے رسولؐ کا نافرمان نہیں ہوسکتا۔ میں اہلِ اسلام میں سے ہوں۔ سب سے شیریں اَمان اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ہے۔ سنو جو شخص دُنیا میں خدا سے نہیں ڈرتا وہ قیامت کے دن بھی اُس پر ایمان نہیں لائے گا۔ ہم بارگاہِ خداوندی میں سوال کرتے ہیں کہ وہ اس دنیا میں ہمارے قلوب میں خوف پیدا کرے جس کے ذریعے قیامت کے دن اُس کی طرف سے ہمیں امان نصیب ہو''۔ (1)

---

(1) طبقاتِ کبریٰ: ج۱،ص ۳۴۷؛ تہذیب الکمال: ج۶،ص ۴۱۸؛ تاریخ دمشق: ج۱۴،ص ۲۰۹؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳،ص ۲۹۷؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج۵،ص ۹۰؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب، ج۱،ص ۲۶۱۰؛ البدایۃ والنہایۃ، ج۸،ص ۱۶۳

الإرشاد: وَأَلحَقَهُ عَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرٍ بِابنَيهِ عَونٍ ومُحَمَّدٍ، وكَتَبَ عَلى أيديهِما إلَيهِ [أي إلَى الحُسَينِ علیہ السلام] كِتابًا يَقولُ فيهِ: أمّا بَعدُ، فَإِنّي أسأَلُكَ بِاللهِ لَمّا انصَرَفتَ حينَ تَنظُرُ في كِتابي، فَإِنّي مُشفِقٌ عَلَيكَ مِنَ الوَجهِ الَّذي تَوَجَّهتَ لَهُ أن يَكونَ فيهِ هَلاكُكَ، وَاستِئصالُ أهلِ بَيتِكَ. إن هَلَكتَ اليَومَ طَفِئَ نورُ الأَرضِ، فَإِنَّكَ عَلَمُ المُهتَدينَ، ورَجاءُ المُؤمِنينَ. فَلا تَعجَل بِالمَسيرِ، فَإِنّي في أثَرِ كِتابي، وَالسَّلامُ.

وَصارَ عَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرٍ إلى عَمرِو بنِ سَعيدٍ، فَسَأَلَهُ أن يَكتُبَ لِلحُسَينِ علیہ السلام أمانًا، ويُمَنِّيهِ لِيَرجِعَ عَن وَجهِهِ.

فَكَتَبَ إلَيهِ عَمرُو بنُ سَعيدٍ كِتابًا يُمَنّيهِ فيهِ الصِّلَةَ، ويُؤمِنُهُ عَلى نَفسِهِ، وأنفَذَهُ مَعَ أخيهِ يَحيَى بنِ سَعيدٍ، فَلَحِقَهُ يَحيى وعَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرٍ بَعدَ نُفوذِ ابنَيهِ ودَفَعا إلَيهِ الكِتابَ، وجَهَدا بِهِ فِي الرُّجوعِ.

فَقالَ: إنّي رَأَيتُ رَسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي المَنامِ، وأمَرَني بِما أنَا ماضٍ لَهُ. فَقالا لَهُ: فَما تِلكَ الرُّؤيا؟ قالَ: ما حَدَّثتُ أحَدًا بِها ولا أنَا مُحَدِّثٌ أحَدًا حَتّى ألقى رَبّي جَلَّ وعَزَّ. فَلَمّا أيِسَ مِنهُ عَبدُ اللهِ بنُ جَعفَرٍ، أمَرَ ابنَيهِ عَونًا ومُحَمَّدًا بِلُزومِهِ، وَالمَسيرِ مَعَهُ وَالجِهادِ دونَهُ، ورَجَعَ مَعَ يَحيَى بنِ سَعيدٍ إلى مَكَّةَ.

"الارشاد میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؑ نے اپنے دونوں فرزندوں کو خط دے کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف بھیجا، خط کا مضمون یہ ہے:

امابعد! میں آپؑ کو اللہ رب العزت کا واسطہ دیتا ہوں جوں ہی میرا خط آپؑ کو موصول ہو آپؑ واپس چلے آئیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ جس راستے کو

آپؑ نے اپنایا ہے یہ خطرات سے خالی نہیں ہے۔ اس میں قیمتی جانوں کے اِتلاف کا خطرہ ہے۔ اگر آپؑ کو قتل کر دیا گیا تو پھر یہ زمین ظلم و جور سے بھر جائے گی اور ظالموں کے ظلم کا راج قائم ہو جائے گا۔ آپؑ ہی علم رُشد و ہدایت ہیں۔ آپؑ ہی اہلِ ایمان کی اُمید و آرزو ہیں۔ جلدی نہ کریں میں اپنے اس خط کے پیچھے آپؑ کے حضور حاضری دینے والا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر، عمرو بن سعید کے پاس گئے اور اُس سے کہا کہ تم حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف امان نامہ لکھو، تاکہ آپؑ واپس چلے آئیں۔ عمرو بن سعید نے آپؑ کی طرف خط لکھا جس میں نیک خواہشات کا اظہار کیا گیا تھا۔ اس نے عبداللہ بن جعفرؓ کے ہمراہ اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو بھیجا۔ یہ دونوں فاصلہ طے کر کے راستے میں آپؑ سے ملے اور آپؑ کے حضور خط پیش کیا اور اصرار کیا کہ آپؑ واپس چلیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے آپؐ نے مجھے حکم دیا ہے اس حکم کی تعمیل واجب ہے۔ اُنھوں نے کہا: وہ خواب کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: میں نے یہ خواب کسی سے بیان کیا ہے اور نہ کروں گا یہاں تک کہ اپنے رب سے ملاقات کروں۔ جب یہ دونوں مایوس ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنے بیٹوں عونؓ و محمدؓ سے کہا کہ وہ امامؑ کے ساتھ رہیں۔ جب وقتِ نصرت آئے تو نصرت کریں۔ جناب عبداللہ یحییٰ بن سعید کے پاس واپس مکہ مشرفہ چلے آئے"۔ ①

منزلِ صفاح میں فرزدق سے ملاقات

تاريخ الطبري عن عبد الله بن سليم والمذري: أَقبلنا حتّى انتهينا إِلَى الصِّفَاحِ. فَلَقِينَا الفَرَزدَقُ بنَ غَالِبِ الشَّاعِرُ،

① الارشاد: ج ۲، ص ۶۸؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۶؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۶

فَوَاقَفَ حُسَيْنًا علیہ السلام فَقَالَ لَهُ : أَعْطَاكَ اللهُ سُؤْلَكَ ، وَأَمَّلَكَ فِيمَا تُحِبُّ. فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام : بَيِّنْ لَنَا نَبَأَ النَّاسِ خَلْفَكَ. فَقَالَ لَهُ الْفَرَزْدَقُ : مِنَ الْخَبِيرِ سَأَلْتَ، قُلُوبُ النَّاسِ مَعَكَ، وَسُيُوفُهُمْ مَعَ بَنِي أُمَيَّةَ ، وَالْقَضَاءُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ ، وَاللهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ. فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام : صَدَقْتَ، لِلَّهِ الْأَمْرُ، وَاللهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ، وَكُلَّ يَوْمٍ رَبُّنَا فِي شَأْنٍ، إِنْ نَزَلَ الْقَضَاءُ بِمَا نُحِبُّ فَنَحْمَدُ اللهَ عَلَى نَعْمَائِهِ، وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ عَلَى أَدَاءِ الشُّكْرِ، وَإِنْ حَالَ الْقَضَاءُ دُونَ الرَّجَاءِ، فَلَمْ يَعْتَدِ مَنْ كَانَ الْحَقُّ نِيَّتَهُ ، وَالتَّقْوَىٰ سَرِيرَتُهُ . ثُمَّ حَرَّكَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام رَاحِلَتَهُ فَقَالَ : السَّلَامُ عَلَيْكَ ثُمَّ افْتَرَقَا.

”تاریخ طبری میں عبداللہ بن سلیم اور المذری سے روایت ہے، ہم اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے کہ راستے میں ہم منزلِ صفاح پر رُکے تو وہاں ہماری ملاقات فرزدق بن غالب شاعر سے ہوئی کہ اُس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو راستے میں ٹھہرایا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا: خداوند عالم! آپ کی اُمیدوں اور آرزوؤں کو خاطر خواہ پورا کرے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ تو بیان کرو کہ لوگوں کو تم کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ فرزدق نے عرض کیا: آپؑ نے ایک ایسے شخص سے سوال کیا ہے جو زمینی حقائق میں مہارتِ تامہ رکھتا ہے۔ لوگوں کے دل آپؑ کے ساتھ دھڑکتے ہیں لیکن اُن کی تلواریں بنی اُمیہ کی اعانت میں چمکتی ہیں۔ ہر حکم آسمان سے اُترتا ہے، خدا جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تُو نے سچ کہا ہے، خدا ہی کی طرف سے حکم ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اگر حکم ہمارے حق میں ہو چکا ہوگا تو ہم اس کی نعمت کا شکر بجا لائیں گے اور وہی ادائے شکر کی توفیق دینے والا ہے۔ اور اگر حکم

آسمانی ہمارے ارادہ کے خلاف ہوا تو جس کی نیت حق پر ہے جس کی خصلت میں خوفِ الٰہی ہے اس پر الزام نہیں ہو سکتا۔ یہ کہہ کر امام علیہ السلام نے اُونٹ کو آگے بڑھایا، سلام کیا اور دونوں آدمی اپنے اپنے راستے پر چل پڑے"۔ ①

أنساب الأشراف: وَلَمَّا صَارَ الحُسَينُ عليه السلام إلَى الصِّفَاحِ، لَقِيَهُ الفَرَزدَقُ بنُ غَالِبٍ الشَّاعِرُ، فَسَأَلَهُ عَن أَمرِ النَّاسِ وَرَاءَهُ. فَقَالَ لَهُ الفَرَزدَقُ: الخَبِيرَ سَأَلتَ، إنَّ قُلُوبَ النَّاسِ مَعَكَ، وَسُيُوفَهُم مَعَ بَنِي أُمَيَّةَ، وَالقَضَاءُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاللهُ يَفعَلُ مَا يَشَاءُ. فَقَالَ الحُسَينُ عليه السلام: صَدَقتَ.

"انساب الاشراف میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام 'منزلِ صفاح' پر پہنچے تو وہاں پر آپؑ کی ملاقات فرزدق سے ہوئی۔ آپؑ نے اس سے کوفہ کے حالات پوچھے۔

فرزدق نے کہا: آپؑ نے ایک ماہر باخبر انسان سے سوال کیا ہے۔ لوگوں کے دل آپؑ کے ساتھ ہیں لیکن اُن کی تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں۔ فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تُو نے سچ کہا ہے۔ ②

الطبقات الكبرىٰ (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن الفرزدق: لَقِيتُ حُسَينًا عليه السلام، فَقُلتُ: بِأَبِي أَنتَ! لَو أَقَمتَ حَتَّى يَصدُرَ النَّاسُ، لَرَجَوتُ أَن يَتَقَصَّفَ أَهلُ المَوسِمِ مَعَكَ.

---

① تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۸۶؛ الکامل فی التاریخ: ج۲، ص ۵۱۷؛ الفصول المہمہ: ص ۱۸۵؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۶۶

② انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۶؛ تجارب الامم: ج ۲، ص ۵۹؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۵؛ طبقات کبریٰ: ج ۱، ص ۴۵۶؛ اخبار الطوال: ص ۲۴۵

فَقَالَ: لَمْ آمَنْهُمْ يَا أَبَا فِرَاسٍ.

قَالَ: فَدَخَلْتُ مَكَّةَ. فَإِذَا فُسْطَاطٌ وَهَيْئَةٌ. فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. فَأَتَيْتُهُ فَإِذَا شَيْخٌ أَحْمَرُ. فَسَلَّمْتُ. فَقَالَ: مَنْ؟ قُلْتُ: الْفَرَزْدَقُ. أَتَرَى أَنْ أَنْصُرَ حُسَيْنًا علیہ السلام؟ قَالَ: إِذًا تُصِيبَ أَجْرًا وَذُخْرًا. قُلْتُ: بِلَا دُنْيَا؟! فَأَطْرَقَ ثُمَّ قَالَ: يَا ابْنَ غَالِبٍ. لَتَتِمَّنَّ خِلَافَةُ يَزِيدَ. فَانْظُرَنْ. فَكَرِهْتُ مَا قَالَ.

قَالَ: فَسَبَبْتُ يَزِيدَ وَمُعَاوِيَةَ. قَالَ: مَهْ! قَبَّحَكَ اللّٰهُ. فَغَضِبْتُ فَشَتَمْتُهُ وَقُمْتُ. وَلَوْ حَضَرَ حَشَمُهُ لَأَوْجَعُونِي. فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ رَجَعْتُ. فَإِذَا عِيرٌ. فَصَرَخْتُ: أَلَا مَا فَعَلَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام؟ فَرَدُّوا عَلَيَّ: أَلَا قُتِلَ.

"طبقات الکبریٰ میں فرزدق سے روایت ہے، میں نے امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوجائیں اگر آپؑ مکہ معظمہ رہ جاتے تو حج کا موسم ہے، ہر طرف لوگ آرہے ہیں، آپؑ کے پاس ایک جمِ غفیر ہوجاتا۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوفراس! میں وہاں پر محفوظ نہیں تھا۔

فرزدق کہتا ہے: میں حدودِ حرم میں داخل ہوا تو وہاں پر ایک شاندار خیمہ نصب ہوا دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ کس کے خیام ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن عمر بن العاص کے خیام ہیں۔ میں نزدیک گیا تو میری نگاہ سرخ رنگ کے بوڑھے پر پڑی۔ میں نے سلام کیا، اُس نے کہا: تم کون ہو؟ میں نے کہا: میں فرزدق ہوں۔ جب اُس نے مزید گفتگو کی تو میں نے حسینؑ بن علیؑ کی ملاقات کا حال بیان کردیا۔ عبداللہ نے کہا: وائے ہو تجھ پر کیا تم نے حسینؑ کی نصرت و مدد نہیں کی؟ اگر تم اُن کی نصرت کرتے تو

بہت کچھ حاصل کرتے۔ میں نے کہا: بغیر دُنیا کے؟ اُس نے لمحہ بھر کے لیے اپنا سر جھکایا پھر سر بلند کر کے کہا: اے ابنِ غالب! تم لوگ یزید کی خلافت کی خواہش رکھتے ہو کہ وہ تمھیں مل جائے گی۔ جب اُس کی یہ بات مجھ پر ناگوار گزری تو میں نے یزید اور آلِ یزید کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اُس نے کہا: رُک جا، اللہ تجھے ذلیل کرے۔ اُس کی اس بات نے مجھے بھڑکا دیا۔ میں نے اُسے بھی خوب سنائیں۔ پھر وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ ہاں! اگر اس وقت اُس کے نوکر چاکر وہاں ہوتے تو وہ بھی میری خوب خبر لیتے۔ جب میں نے فریضۂ حج ادا کرلیا اور واپس چلا تو راستے میں ایک قافلے سے ملا۔ اُن سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ اُنھوں نے کہا: اُنھیں قتل کر دیا گیا ہے"۔ ①

تاريخ الطبري عن الفرزدق بن غالب: حَجَجتُ بِأُمّي، فَأَنَا أَسوقُ بَعيرَهَا حينَ دَخَلتُ الحَرَمَ في أَيّامِ الحَجِّ، وَذٰلِكَ في سَنَةِ سِتّينَ، إذ لَقيتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام خارِجًا مِن مَكَّةَ، مَعَهُ أَسيافُهُ وَتِراسُهُ. فَقُلتُ: لِمَن هٰذَا القِطارُ؟ فَقيلَ: لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام. فَأَتَيتُهُ فَقُلتُ: بِأَبي وَأُمّي يَابنَ رَسولِ اللهِ! ما أَعجَلَكَ عَنِ الحَجِّ؟ فَقالَ: لَو لَم أَعجَل لَأُخِذتُ.

قالَ: ثُمَّ سَأَلَني: مِمَّن أَنتَ؟ فَقُلتُ لَهُ: امرُؤٌ مِنَ العِراقِ؛ قالَ: فَوَاللهِ ما فَتَّشَني عَن أَكثَرَ مِن ذٰلِكَ، وَاكتَفىٰ بِها مِنّي، فَقالَ: أَخبِرني عَنِ النّاسِ خَلفَكَ؟ قالَ: فَقُلتُ لَهُ: القُلوبُ مَعَكَ، وَالسُّيوفُ مَعَ بَني أُمَيَّةَ، وَالقَضاءُ بِيَدِ اللهِ.

قالَ: فَقالَ لي: صَدَقتَ. قالَ: فَسَأَلتُهُ عَن أَشياءَ، فَأَخبَرَني

---

① طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۵۵؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۲۹۳

بِهَا مِن نُذُورٍ وَمَنَاسِكَ .... قَالَ: ثُمَّ مَضَيْتُ فَإِذَا بِفُسْطَاطٍ مَضْرُوبٍ فِي الْحَرَمِ، وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةٌ. فَأَتَيْتُهُ فَإِذَا هُوَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ. فَسَأَلَنِي فَأَخْبَرْتُهُ بِلِقَاءِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام. فَقَالَ لِي: وَيْلَكَ! فَهَلَّا اتَّبَعْتَهُ. فَوَاللهِ لَيَمْلِكَنَّ، وَلَا يَجُوزُ السِّلَاحُ فِيهِ وَلَا فِي أَصْحَابِهِ. قَالَ: فَهَمَمْتُ وَاللهِ أَنْ أَلْحَقَ بِهِ، وَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَقَالَتُهُ، ثُمَّ ذَكَرْتُ الْأَنْبِيَاءَ وَقَتْلَهُمْ. فَصَدَّنِي ذٰلِكَ عَنِ اللَّحَاقِ بِهِمْ. فَقَدِمْتُ عَلَى أَهْلِي بِعُسْفَانَ.

قَالَ: فَوَاللهِ إِنِّي لَعِنْدَهُمْ إِذْ أَقْبَلَتْ عِيرٌ قَدِ امْتَارَتْ مِنَ الْكُوفَةِ. فَلَمَّا سَمِعْتُ بِهِمْ خَرَجْتُ فِي آثَارِهِمْ، حَتَّى إِذَا أَسْمَعْتُهُمُ الصَّوْتَ، وَعَجِلْتُ عَنْ إِتْيَانِهِمْ صَرَخْتُ بِهِمْ: أَلَا مَا فَعَلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عليه السلام؛ قَالَ: فَرَدُّوا عَلَيَّ: أَلَا قَدْ قُتِلَ. قَالَ: فَانْصَرَفْتُ وَأَنَا أَلْعَنُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ.

قَالَ: وَكَانَ أَهْلُ ذٰلِكَ الزَّمَانِ يَقُولُونَ ذٰلِكَ الْأَمْرَ، وَيَنْتَظِرُونَهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ. قَالَ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو يَقُولُ: لَا تَبْلُغُ الشَّجَرَةُ وَلَا النَّخْلَةُ وَلَا الصَّغِيرُ حَتَّى يَظْهَرَ هٰذَا الْأَمْرُ. قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَبِيعَ الْوَهْطَ؛ قَالَ: فَقَالَ لِي: لَعْنَةُ اللهِ عَلَى فُلَانٍ وَعَلَيْكَ.

قَالَ: فَقُلْتُ: لَا، بَلْ عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللهِ؛ قَالَ: فَزَادَنِي مِنَ اللَّعْنِ، وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْ حَشَمِهِ أَحَدٌ فَأَلْقَى مِنْهُمْ شَرًّا. قَالَ: فَخَرَجْتُ وَهُوَ لَا يَعْرِفُنِي.

وَالْوَهْطُ: حَائِطٌ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو بِالطَّائِفِ؛ قَالَ: وَكَانَ مُعَاوِيَةُ قَدْ سَاوَمَ بِهِ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو، وَأَعْطَاهُ بِهِ مَالًا كَثِيرًا فَأَبَى أَنْ يَبِيعَهُ بِشَيْءٍ.

"تاریخ طبری میں فرزدق بن غالب سے روایت ہے، میں اپنی والدہ کے ہمراہ حج کے لیے نکلا ہوا تھا کہ وہ اُونٹ پر سوار تھیں، میں اُن کے اُونٹ کو ہانک رہا تھا۔ یہ ۶۰ ہجری کا واقعہ ہے۔ میں سفر کرتے کرتے حدودِ حرم میں داخل ہوا۔ میں نے حضرت امام حسینؑ بن علیؑ کو مکہ معظمہ کے باہر پایا۔ تلواریں اور ڈھالیں اُن کے ساتھ تھیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا: اُونٹوں کی یہ قطار کس کی ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ حسینؑ بن علیؑ کا قافلہ ہے۔ میں آپؑ کے پاس گیا اور سوال کیا: اے فرزند رسولؐ! میرے ماں باپ آپؑ پر فدا ہو جائیں کیا جلدی ہے کہ آپؑ حج چھوڑ کر چل پڑے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ پھر آپؑ نے مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے جواب دیا: میں عراق کا ایک فرد ہوں۔ بس واللہ اتنا ہی مجھ سے پوچھا اور اسی جواب کو ہی کافی سمجھے۔ پھر پوچھا: جن لوگوں میں سے تم آرہے ہو اُن کا کیا حال ہے؟ میں نے جواب دیا: لوگوں کے دل آپؑ کے ساتھ دھڑکتے ہیں اور تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں۔ حکم خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یہ سن کر آپؑ نے فرمایا: سچ کہتے ہو۔ اس کے بعد میں نے آپؑ سے نذور و حج کے بارے میں استفسار کیا تو آپؑ نے مجھے تسلی بخش جواب سے نوازا۔

فرزدق کی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ملاقات

فرزدق کہتا ہے کہ پھر میں آگے بڑھا، میں نے دیکھا کہ حرم کی حدود میں ایک شان دار خوب صورت خیمہ نصب ہے۔ میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ عبداللہ بن عمر بن عاص کا خیمہ ہے۔ اُس نے مجھ سے حالات پوچھے تو میں نے باتوں باتوں میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا۔ عبداللہ نے کہا: وائے ہو تجھ پر، تو اُن کے ساتھ کیوں نہیں چلا گیا۔

واللہ وہ ضرور بادشاہت حاصل کریں گے۔ اُن کے اور اُن کے اصحاب کے مقابلہ میں ہتھیار اُٹھانا نہیں ہے۔ فرزدق نے کہا: اُس کی بات سن کر میرا ارادہ ہوا کہ میں بھی حضرتؑ کے ساتھ ہو جاؤں، کیونکہ عبداللہ کی بات میرے دل میں اُتر گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی پیغمبروں کے قتل ہو جانے کے واقعات مجھے یاد آ گئے۔ اس خیال نے مجھے آپؑ کے ساتھ جانے سے روکا تو پھر میں عسفان میں چلا آیا۔ کیونکہ میرے اہل و عیال وہیں تھے۔ ابھی میں وہیں تھا کہ میں نے سنا کہ ایک قافلہ کوفہ سے غلہ لے کر واپس چلا جا رہا ہے۔ میں اُس کے پیچھے چلا اور اُنھیں آواز دی۔ اُن سے چلا کر پوچھا: حسینؑ بن علیؑ کا کیا حال ہے؟ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ اُنھیں شہید کر دیا گیا ہے۔ میں عبداللہ بن عمر بن عاص پر لعنت کرتے ہوئے واپس آیا۔ اُس زمانے میں انھی باتوں کا چرچا تھا۔ شبانہ روز اسی واقعہ کا اندیشہ رہا تھا۔

عبداللہ بن عمر تو کہا کرتا تھا کہ درخت بڑھنے، نخل پھیلنے اور بچہ جوان ہونے نہ پائے گا کہ یہ امر بظاہر ہو جائے گا۔ میں نے عبداللہ سے کہا: پھر تم زمین "وھط"① کو کیوں نہیں بیچ ڈالتے۔ وہ کہنے لگا: فلاں شخص (حاکم شام) پر اور تجھ پر خدا لعنت کرے۔ میں نے اُس سے کہا: خدا تجھ پر لعنت کرے۔ یہ سن کر وہ اور بھی زیادہ لعنت ملامت کرنے لگا۔ اُس وقت اُس کے نوکروں میں سے کوئی اُس کے پاس نہ تھا ورنہ مجھے نقصان اُٹھانا پڑتا۔ میں وہاں سے اُٹھا اور اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اُس نے مجھے پہچانا نہیں تھا کہ میں کون ہوں؟''②

---

① وھط ایک زمین کا نام ہے جو طائف میں تھی۔ عبداللہ اُس کا مالک تھا۔ حاکم شام نے عبداللہ سے یہ زمین خریدنا چاہی تھی اُسے اُس کا گنا معاوضہ دینا چاہا لیکن عبداللہ راضی نہ ہوا"۔

② تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۸۶؛ البدایہ والنہایہ: ج۸، ص ۱۶۷

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن سفيان بن عيينة: حَدَّثَنِي لَبَطَةُ بنُ الفَرَزدَقِ وَهُوَ فِي الطَّوافِ وهُوَ مَعَ ابنِ شُبرُمَةَ، قَالَ: أَخبَرَنِي أَبِي، قَالَ: خَرَجنَا حُجَّاجًا فَلَمَّا كُنَّا بِالصِّفَاحِ، إِذَا نَحنُ بِرَكبٍ عَلَيهِمُ اليَلَامِقُ وَمَعَهُمُ الدَّرَقُ. فَلَمَّا دَنَوتُ مِنهُم إِذَا أَنَا بِحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ عليه السلام، فَقُلتُ: أَي أَبَا عَبدِ اللهِ! قَالَ: يَا فَرَزدَقُ مَا وَرَاءَكَ؟ قَالَ: أَنتَ أَحَبُّ النَّاسِ، وَالقَضَاءُ فِي السَّمَاءِ، وَالسُّيوفُ مَعَ بَنِي أُمَيَّةَ.

قَالَ: ثُمَّ دَخَلنَا مَكَّةَ، فَلَمَّا كُنَّا بِمِنىً قُلتُ لَهُ: لَو أَتَينَا عَبدَ اللهِ بنَ عَمرٍو فَسَأَلنَاهُ عَن حُسَينٍ وعَن مَخرَجِهِ. فَأَتَينَا مَنزِلَهُ بِمِنىً، فَإِذَا نَحنُ بِصِبيَةٍ لَهُ سودٍ مُوَلَّدِينَ يَلعَبونَ. قُلنَا: أَينَ أَبوكُم؟ قَالُوا: فِي الفُسطَاطِ يَتَوَضَّأُ.

فَلَم نَلبَث أَن خَرَجَ عَلَينَا مِن فُسطَاطِهِ. فَسَأَلنَاهُ عَن حُسَينٍ عليه السلام فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُ لَا يَحِيكُ فِيهِ السِّلَاحُ. قَالَ: فَقُلتُ لَهُ: تَقولُ هٰذَا فِيهِ، وَأَنتَ الَّذِي قَاتَلتَهُ وَأَبَاهُ! فَسَبَّنِي وسَبَبتُهُ.

ثُمَّ خَرَجنا حَتّٰى أَتَينَا مَاءً لَنَا يُقَالُ لَهُ تعشار، فَجَعَلَ لَا يَمُرُّ بِنَا أَحَدٌ إِلَّا سَأَلنَاهُ عَن حُسَينٍ عليه السلام، حَتّٰى مَرَّ بِنَا رَكبٌ فَنَادَينَاهُم: مَا فَعَلَ حُسَينُ بنُ عَلِيٍّ؟

قَالُوا: قُتِلَ. فَقُلتُ: فَعَلَ اللهُ بِعَبدِ اللهِ بنِ عَمرٍو وفَعَلَ.

قَالَ سُفيَانُ: ذَهَبَ الفَرَزدَقُ إِلَى غَيرِ المَعنىٰ أَو قَالَ: الوَجهِ إِنَّمَا قَالَ: لَا يَحِيكُ فِيهِ السِّلَاحُ وَلَا يَضُرُّهُ القَتلُ مَعَ مَا قَد سَبَقَ لَهُ.

"الطبقات الکبریٰ میں سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ لبطہ بن فرزدق نے مجھ سے اُس وقت یہ بات کی جب وہ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔

اُس کے ساتھ ابنِ شبرمہ بھی تھا۔ اُس نے کہا: مجھے میرے والد نے بتایا کہ ہم حج بیت اللہ کے لیے مکہ کی طرف روانہ تھے کہ منزلِ صفاح پر پہنچے تو میں نے وہاں ایک قافلہ دیکھا، جس کے افراد عباؤں میں ملبوس تھے اور انھوں نے ڈھالیں اٹھا رکھی تھیں۔ میں جب اُن کے قریب گیا تو حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے سلام کیا۔ آپؑ نے فرمایا: فرزدق! کوفہ کا کیا حال ہے؟ میں نے جواب دیا: کوفہ کے لوگ آپؑ سے محبت کرتے ہیں، لیکن فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں۔ اُن کی تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں۔

پھر ہم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور پھر منیٰ میں آئے تو میں نے کہا: اس وقت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ملنا چاہیے، تاکہ اُس سے حسینؑ بن علیؑ کے خروج کے بارے میں سوال کریں۔ اُنھوں نے خروج کیوں کیا ہے؟ ہم منیٰ میں اُس کے خیمہ کے پاس آئے تو وہاں بچے کھیل رہے تھے۔ اُن سے پوچھا: تمھارا باپ کہاں ہے؟ اُنھوں نے کہا: وہ خیمہ میں وضو کر رہے ہیں۔

ابھی ہم وہاں کھڑے ہی تھے کہ وہ خیمہ سے باہر آیا۔ ہم نے اُس سے حسینؑ کے بارے میں پوچھا تو اُس نے کہا: تم اُن کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ میں نے کہا: تم اُن کے بارے میں ایسی بات کرتے ہو حالانکہ تیرے اور اُن کے والد کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ پھر اُس نے مجھے گالیاں دیں اور میں نے اُسے گالیاں دیں۔

پھر ہم وہاں سے نکلے اور پانی کے چشمے پر آئے جسے تعشار کہا جاتا تھا۔ وہاں سے جس آدمی کا گزر ہوتا تو ہم اُس سے امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پوچھتے۔ آخرکار ایک قافلہ کا گزر ہوا تو ہم نے اُن سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ اُنھوں نے کہا: انھیں شہید کر دیا گیا

ہے۔ میں نے کہا کہ اللہ عبداللہ بن عمرو سے اس طرح سلوک کرے جس سلوک کا وہ مستحق ہے"۔ ①

الإرشاد عن الفرزدق: حَجَجتُ بِأُمّي في سَنَةِ سِتّينَ، فَبَينا أنا أسوقُ بَعيرَها حينَ دَخَلتُ الحَرَمَ إذ لَقيتُ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام خارِجاً مِن مَكَّةَ، مَعَهُ أسيافُهُ وتِراسُهُ.

فَقُلتُ: لِمَن هٰذَا القِطارُ؟ فَقيلَ: لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام. فَأَتَيتُهُ فَسَلَّمتُ عَلَيهِ وقُلتُ لَهُ: أعطاكَ اللهُ سُؤلَكَ، وأمَّلَكَ فيما تُحِبُّ، بِأَبي أنتَ واُمّي يَابنَ رَسولِ اللهِ! ما أعجَلَكَ عَنِ الحَجِّ؟

فَقالَ: لَو لَم أعجَل لَاُخِذتُ. ثُمَّ قالَ لي: مَن أنتَ؟ قُلتُ: امرُؤٌ مِنَ العَرَبِ. فَلا وَاللهِ ما فَتَّشَني عَن أكثَرَ مِن ذٰلِكَ. ثُمَّ قالَ لي: أخبِرني عَنِ النّاسِ خَلفَكَ. فَقُلتُ: الخَبيرَ سَأَلتَ، قُلوبُ النّاسِ مَعَكَ، وأسيافُهُم عَلَيكَ، وَالقَضاءُ يَنزِلُ مِنَ السَّماءِ، وَاللهُ يَفعَلُ ما يَشاءُ.

فَقالَ: صَدَقتَ، لِلّٰهِ الأَمرُ، وكُلَّ يَومٍ رَبُّنا هُوَ في شَأنٍ، إن نَزَلَ القَضاءُ بِما نُحِبُّ فَنَحمَدُ اللهَ عَلىٰ نَعمائِهِ، وهُوَ المُستَعانُ عَلىٰ أداءِ الشُّكرِ، وإن حالَ القَضاءُ دونَ الرَّجاءِ، فَلَم يَبعُد مَن كانَ الحَقُّ نِيَّتَهُ، وَالتَّقوىٰ سَريرَتَهُ. فَقُلتُ لَهُ: أجَل، بَلَّغَكَ اللهُ ما تُحِبُّ، وكَفاكَ ما تَحذَرُ.

"الارشاد، فرزدق سے روایت ہے، یہ ۶۰ ہجری کی بات ہے میں اپنی والدہ کے ساتھ حج کے لیے نکلا ہوا تھا۔ میں اُن کے اُونٹ کو ہانک رہا تھا

---

① طبقات الکبریٰ: ج۱، ص ۳۵۲؛ تاریخ دمشق: ج۱۴، ص ۲۱۲؛ مقتل الحسین خوارزمی، ج۱، ص ۲۲۲؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج۶، ص ۲۶۱۲؛ انساب الاشراف: ج۳، ص ۳۷۶؛ سیر اعلام النبلاء: ج۳، ص ۲۹۸

کہ اس صورت میں حدودِ حرم میں داخل ہوا اور اُسی وقت حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ معظمہ سے کوفہ کی طرف رواں دواں تھے۔ آپؑ کا قافلہ مسلح تھا۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ قافلہ کس کا ہے؟ مجھے کہا گیا کہ یہ حسینؑ بن علیؑ کا قافلہ ہے۔ میں آپؑ کی خدمت میں پہنچا، سلام کیا اور عرض کیا: اللہ رب العزت آپ کی مراد پوری کرے اور وہ کچھ عطا کرے جو کچھ آپ چاہتے ہیں۔ اے فرزند رسولؐ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں، حج کے ایام ہیں، اتنی عجلت کس لیے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر میں جلدی نہ کرتا تو گرفتار ہو جاتا۔ پھر آپؑ نے مجھ سے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا: ایک عرب ہوں۔ یہ سن کر آپؑ نے مجھ سے مزید کسی چیز کا سوال نہ کیا۔ پھر فرمایا: جہاں سے میں آ رہا ہوں وہاں کے حالات کیا ہیں؟

میں نے عرض کیا: آپؑ نے ایک باخبر انسان سے یہ سوال کیا ہے؟ لوگوں کے قلوب آپؑ کے ساتھ ہیں، لیکن اُن کی تلواریں آپؑ کے خلاف ہیں۔ فیصلہ آسمان کے مالک نے کرنا ہے۔ اللہ جو چاہے گا وہی کرے گا۔ اگر حالات ہماری مرضی کے مطابق رہے تو ہم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے۔ اُس کا شکر ادا کر کے اُس سے نصرت مانگی جاتی ہے۔ ادائے شکر کے لیے بھی وہی مدد کرنے والا ہے۔ اگر حوادث ہمارے اور ہماری آرزوؤں کے درمیان رکاوٹ بن گئے اور حالات نے ہماری خواہشات کے مطابق رُخ اختیار نہ کیا تب بھی جس کی نیت حق ہو اور جس کے دل میں خوفِ خدا ہو وہ راہِ حق سے گمراہ نہیں ہوتا۔ میں نے کہا: اللہ رب العزت آپؑ کو کامیابی دے اور پریشانیوں سے محفوظ رکھے"۔ (1)

---

(1) ارشاد: ج ۲، ص ۶۷؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۵؛ مثیر الاحزان: ص ۳۰؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۵

تذکرۃ الخواص: أَمَّا الحُسَینُ علیہ السلام. فَإِنَّهُ خَرَجَ مِن مَكَّةَ سَابِعَ ذِي الحِجَّةِ سَنَةَ سِتِّينَ. فَلَمَّا وَصَلَ بُستَانَ بَنِي عَامِرٍ، لَقِيَ الفَرَزدَقَ الشَّاعِرَ وَكَانَ يَومَ التَّروِيَةِ. فَقَالَ لَهُ: إِلَى أَينَ يَابنَ رَسُولِ اللهِ! مَا أَعجَلَكَ عَنِ المَوسِمِ؟! قَالَ: لَو لَم أَعجَل لَأُخِذتُ أَخذًا. فَأَخبِرنِي يَا فَرَزدَقُ عَمَّا وَرَاءَكَ؟ فَقَالَ: تَرَكتُ النَّاسَ بِالعِرَاقِ قُلُوبُهُم مَعَكَ، وَسُيُوفُهُم مَعَ بَنِي أُمَيَّةَ. فَاتَّقِ اللهَ فِي نَفسِكَ وَارجِع.

فَقَالَ لَهُ: يَا فَرَزدَقُ! إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَومٌ لَزِمُوا طَاعَةَ الشَّيطَانِ، وَتَرَكُوا طَاعَةَ الرَّحمٰنِ، وَأَظهَرُوا الفَسَادَ فِي الأَرضِ، وَأَبطَلُوا الحُدُودَ، وَشَرِبُوا الخُمُورَ، وَاستَأثَرُوا فِي أَموَالِ الفُقَرَاءِ وَالمَسَاكِينِ، وَأَنَا أَولَى مَن قَامَ بِنُصرَةِ دِينِ اللهِ، وَإِعزَازِ شَرعِهِ، وَالجِهَادِ فِي سَبِيلِهِ، لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ العُليَا. فَأَعرَضَ عَنهُ الفَرَزدَقُ وَسَارَ.

"تذکرۃ الخواص میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے سات ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو خروج کیا تھا۔ بستانِ عامر پر آپؑ کی فرزدق شاعر سے ملاقات ہوئی۔ یہ ترویہ کا دن تھا۔ فرزدق نے آپؑ کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! کہاں کا ارادہ ہے؟ حج کا موسم ہے، دُنیا حج کرنے کے لیے مکہ معظمہ کی طرف جا رہے ہیں اور آپؑ وہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اور اتنی جلدی کیوں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر جلدی نہ کرتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔ آپؑ نے اُس سے مزید کہا: فرزدق کوئی نئی تازہ خبر ہے؟ فرزدق نے کہا: میں نے اہلِ عراق کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ اُن کے دل آپؑ کے ساتھ ہیں اور اُن کی تلواریں آپؑ کے دشمن کے ساتھ ہیں۔ اللہ سے ڈریں اور واپس چلے جائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اس قوم پر شیطان مسلط ہے۔ اللہ رب العزت کی اطاعت کو چھوڑ کر اُس کی اطاعت کر رہے ہیں۔ جس نے زمین پر فساد برپا کر رکھا ہے۔ حدودِ الٰہی کو معطل کر رکھا ہے۔ شراب اُن کا مشروب ہے۔ فقرا و مساکین کے اموال کو غصب کر رکھا ہے۔ اگر اللہ رب العزت کے راستے میں جہاد کرنا ہے اُس کی شریعت کو نافذ کرنا ہے اور اُس کے دین کی نصرت کرنی ہے تو میں تمام لوگوں پر اُولویت رکھتا ہوں۔ آیئے اور میرا ساتھ دیجیے، تا کہ اللہ کے حکم کو سربلندی حاصل ہو"۔ ①

كشف الغمة عن الفرزدق: لَقِيَنِي الْحُسَيْنُ عليه السلام فِي مُنْصَرَفِي مِنَ الكُوفَةِ. فَقَالَ: مَا وَرَاءَكَ يَا أَبَا فِرَاسٍ؛ قُلتُ: أَصْدُقُكَ؛ قَالَ عليه السلام: الصِّدقُ أُرِيدُ. قُلتُ: أَمَّا القُلُوبُ فَمَعَكَ، وَأَمَّا السُّيوفُ فَمَعَ بَنِي أُمَيَّةَ، وَالنَّصرُ مِن عِندِ اللهِ.

قَالَ: مَا أَرَاكَ إِلَّا صَدَقتَ. النَّاسُ عَبِيدُ المَالِ، وَالدِّينُ لَغوٌ عَلَى أَلسِنَتِهِم، يَحُوطُونَهُ مَا دَرَّت بِهِ مَعَايِشُهُم. فَإِذَا مُحِّصُوا بِالبَلَاءِ قَلَّ الدَّيَّانُونَ.

"کشف الغمہ میں فرزدق سے روایت ہے: میں کوفہ سے مکہ معظمہ کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں میری ملاقات حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوئی۔ آپؑ نے مجھ سے کوفہ کے حالات پوچھے کہ اے ابوفراس! وہاں کیا ہو رہا ہے؟ میں نے عرض کیا: کیا سچ کہوں؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں، وہی بات کرو جو سچی ہے۔

میں نے عرض کیا: لوگوں کے دلوں میں آپ بس رہے ہیں لیکن اُن کی تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں، نصرت کا مرکز اللہ ہے۔

---

① تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۰؛ امالی الشجری: ج ۱، ص ۱۶۶؛ الحدائق الوردیہ: ج ۱، ص ۱۲۴

آپؑ نے فرمایا: واقعی تم نے سچی بات کہی ہے۔ لوگ مال و دُنیا کے غلام ہیں۔ دین صرف اُن کی زبانوں پر رہتا ہے۔ یہ بس اُس وقت تک دین کے حامی ہیں جب تک اُن کی زندگی آرام و آسائش سے گزرے اور جب امتحان میں ڈالے جائیں تو دین دار بہت کم رہ جاتے ہیں"۔ ①

الفتوح: سَارَ الحُسَينُ علیہ السلام حَتّٰى نَزَلَ الشُّقُوقَ ٥ ، فَإِذَا هُوَ بِالفَرَزدَقِ بنِ غَالِبٍ الشَّاعِرِ قَد أَقبَلَ عَلَيهِ ، فَسَلَّمَ ، ثُمَّ دَنَا مِنهُ فَقَبَّلَ يَدَهُ. فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: مِن أَينَ أَقبَلتَ يَا أَبَا فِرَاسٍ ؟ فَقَالَ : مِنَ الكُوفَةِ يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ ! فَقَالَ: كَيفَ خَلَّفتَ أَهلَ الكُوفَةِ؟ فَقَالَ: خَلَّفتُ النَّاسَ مَعَكَ، وَسُيُوفُهُم مَعَ بَنِي أُمَيَّةَ وَاللهُ يَفعَلُ فِي خَلقِهِ مَا يَشَاءُ.

فَقَالَ: صَدَقتَ وبَرَرتَ. إِنَّ الأَمرَ لِلّٰهِ يَفعَلُ مَا يَشَاءُ، وَرَبُّنَا تَعَالَى كُلَّ يَومٍ هُوَ فِي شَأنٍ. فَإِن نَزَلَ القَضَاءُ بِمَا نُحِبُّ فَالحَمدُ لِلّٰهِ عَلَى نَعمَائِهِ، وَهُوَ المُستَعَانُ عَلَى أَدَاءِ الشُّكرِ. وَإِن حَالَ القَضَاءُ دُونَ الرَّجَاءِ، فَلَم يَعتَدِ مَن كَانَ الحَقُّ نِيَّتُهُ.

فَقَالَ الفَرَزدَقُ: يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ! كَيفَ تَركَنُ إِلَى أَهلِ الكُوفَةِ، وهُم قَد قَتَلُوا ابنَ عَمِّكَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ وَشِيعَتَهُ؟

قَالَ: فَاستَعبَرَ الحُسَينُ علیہ السلام بِالبُكَاءِ، ثُمَّ قَالَ: رَحِمَ اللهُ مُسلِمًا، فَلَقَد صَارَ إِلَى رَوحِ اللهِ وَرَيحَانِهِ، وَجَنَّتِهِ وَرِضوَانِهِ. أَمَا إِنَّهُ قَد قَضَى مَا عَلَيهِ، وَبَقِيَ مَا عَلَينَا.

قَالَ: ثُمَّ أَنشَأَ الحُسَينُ علیہ السلام يَقُولُ:

وَإِن تَكُنِ الدُّنيَا تُعَدُّ نَفِيسَةً
فَدَارُ ثَوَابِ اللهِ أَعلَى وَأَنبَلُ

---

① کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۴۳؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۱۹۵؛ بستان الواعظین: ص ۲۶۲

وَإن تَكُنِ الأَبدَانُ لِلمَوتِ أُنشِئَت
فَقَتلُ امرِئٍ بِالسَّيفِ فِي اللهِ أَفضَلُ
وَإن تَكُنِ الأَرزاقُ رِزقًا مُقَدَّراً
فَقِلَّةُ حِرصِ المَرءِ فِي الرِّزقِ أَجمَلُ
وَإن تَكُنِ الأَموَالُ لِلتَّركِ جَمعُها
فَمَا بَالُ مَترُوكٍ بِهِ الخَيرُ يُبخَلُ

قَالَ: ثُمَّ وَدَّعَهُ الفَرَزدَقُ فِي نَفَرٍ مِن أَصحَابِهِ، وَمَضَى يُرِيدُ مَكَّةَ فَأَقبَلَ عَلَيهِ ابنُ عَمٍّ لَهُ مِن بَنِي مُجَاشِعٍ. فَقَالَ: أَبَا فِرَاسٍ! هٰذَا الحُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام.

فَقَالَ الفَرَزدَقُ: هٰذَا الحُسَينُ ابنُ فَاطِمَةَ الزَّهرَاءِ بِنتِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. هٰذَا وَاللهِ ابنُ خِيرَةِ اللهِ. وَأَفضَلُ مَن مَشَى عَلَى وَجهِ الأَرضِ بَعدَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. وَقَد كُنتُ قُلتُ فِيهِ أَبيَاتًا قَبلَ اليَومِ. فَلَا عَلَيكَ أَن تَسمَعَهَا. فَقَالَ لَهُ ابنُ عَمِّهِ: مَا أَكرَهُ ذٰلِكَ يَا أَبَا فِرَاسٍ. فَإِن رَأَيتَ أَن تُنشِدَنِي مَا قُلتَ فِيهِ.

فَقَالَ الفَرَزدَقُ: نَعَم. أَنَا القَائِلُ فِيهِ وَفِي أَبِيهِ وَأَخِيهِ وَجَدِّهِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيهِم هٰذِهِ الأَبيَاتَ:

هٰذَا الَّذِي تَعرِفُ البَطحَاءُ وَطأَتَهُ ... وَالبَيتُ يَعرِفُهُ وَالحِلُّ وَالحَرَمُ
هٰذَا ابنُ خَيرِ عِبَادِ اللهِ كُلِّهِمُ ... هٰذَا التَّقِيُّ النَّقِيُّ الطَّاهِرُ العَلَمُ
هٰذَا حُسَينٌ رَسُولُ اللهِ وَالِدُهُ ... أَمسَت بِنُورِ هُدَاهُ تَهتَدِي الأُمَمُ
هٰذَا ابنُ فَاطِمَةَ الزَّهرَاءِ عِترَتُهَا ... فِي جَنَّةِ الخُلدِ مُجرِيًا بِهَا القَلَمُ
إِذَا رَأَتهُ قُرَيشٌ قَالَ قَائِلُهَا ... إِلَى مَكَارِمِ هٰذَا يَنتَهِي الكَرَمُ
يَكَادُ يُمسِكُهُ عِرفَانُ رَاحَتِهِ ... رُكنُ الحَطِيمِ إِذَا مَا جَاءَ يَستَلِمُ
بِكَفِّهِ خَيزُرَانٌ رِيحُهُ عَبِقٌ ... بِكَفِّ أَروَعَ فِي عِرنِينِهِ شَمَمُ

يُغضي حَيَاءً وَيُغضى مِن مَهابَتِهِ — فَلَا يُكَلَّمُ إِلَّا حِينَ يَبتَسِمُ
يَنشَقُّ نُورُ الدُّجى عَن نورِ غُرَّتِهِ — كَالشَّمسِ تَنجَابُ عَن إِشرَاقِهَا الظُّلَمُ
مُشتَقَّةٌ مِن رَسُولِ اللهِ نَبعَتُهُ — طَابَت أَرومَتُهُ وَالخِيمُ وَالشِّيَمُ
فِي مَعشَرٍ حُبُّهُم شُكرٌ وَبُغضُهُمُ — كُفرٌ وَقُربُهُم مَنجى وَمُعتَصَمُ
يُستَدفَعُ الضُّرُّ وَالبَلوىٰ بِحُبِّهِمُ — وَيَستَقِيمُ بِهِ الإِحسَانُ وَالنِّعَمُ
إِن عُدَّ أَهلُ التُّقىٰ كَانُوا أَئِمَّتَهُم — أَو قِيلَ: مَن خَيرُ أَهلِ الأَرضِ قِيلَ: هُمُ
لَا يَستَطِيعُ جَوادٌ بَعدَ جودِهِمُ — وَلَا يُدانِيهِمُ قَومٌ وَإِن كَرُمُوا
بُيُوتُهُم مِن قُرَيشٍ يُستَضَاءُ بِهَا — فِي النَّائِبَاتِ وَعِندَ الحُكمِ إِن حَكَمُوا
فَجَدُّهُ مِن قُرَيشٍ فِي أَرومَتِهَا — مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ بَعدَهُ عَلَمُ

قَالَ: ثُمَّ أَقبَلَ الفَرَزدَقُ عَلَى ابنِ عَمِّهِ فَقَالَ: وَاللهِ لَقَد قُلتُ فِيهِ هٰذِهِ الأَبياتِ غَيرَ مُتَعَرِّضٍ إِلَى مَعروفِهِ. غَيرَ أَنِّي أَرَدتُ اللهَ وَالدَّارَ الآخِرَةَ.

"الفتوح میں روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام منزلِ شقوق پر پہنچے تو وہاں آپؑ کی شاعر فرزدق بن غالب سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے آپ کو سلام کیا، آپؑ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ امام علیہ السلام نے اُس سے پوچھا: اے ابوفراس! کہاں سے آرہے ہو۔ کہا: فرزندِ رسولؐ! میں کوفہ سے آرہا ہوں۔ آپؑ نے پوچھا: تم نے کوفہ کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ کہا: لوگ آپؑ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں لیکن تمام فیصلے اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں جو چاہتا ہے وہ وہی کرتا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: واقعی بات یہی ہے جو تم نے کہی ہے۔ تمام اُمور بدِ قدرت میں ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہمارے رب کی شان نرالی ہے۔ اگر حالات ہماری مرضی کے مطابق رہے تو ہم اس کی نعمات کا شکر ادا کریں گے اور ادائے شکر کے لیے بھی وہی مدد کرنے والا ہے، لیکن

حوادث ہمارے اور ہماری آرزوؤں کے درمیان رکاوٹ بن گئے اور حالات نے ہماری خواہش کے مطابق رُخ اختیار نہ کیا تب بھی جس کی نیت حق ہو اور جس کے دل میں خوفِ خدا ہو، وہ راہِ حق سے گمراہ نہیں ہوا۔ فرزدق نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ اہلِ کوفہ کی طرف کیوں جا رہے ہیں جب کہ اُنھوں نے آپؑ کے چچازاد بھائی حضرت مسلمؑ اور آپؑ کے شیعوں کو قتل کر دیا ہے؟

جب حضرت امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر سنی تو آپؑ رونے لگے اور روتے ہوئے فرمایا: اللہ رب العزت حضرت مسلمؑ پر اپنی رحمت نازل کرے وہ اللہ کی بارگاہ میں چلے گئے ہیں۔ اُن کا ٹھکانا جنتو فردوس ہے۔ وہ اپنا فریضہ پورا کر کے چلے گئے ہیں۔ اب ہم نے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ پھر آپؑ نے کچھ اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے: "اگرچہ یہ دُنیا اور اُس کی نعمات انتہائی پرمسرت و شادمانی ہیں، اس کی لذت و عیش لطیف اور شیریں ہے، لیکن جو کچھ اللہ رب العزت کے پاس ہے اُس کا مقابلہ یہ دُنیا نہیں کر سکتی۔ اس کی لذات عارضی اور فانی ہیں۔ اُخروی لذات لازوال اور دائمی ہیں۔

اگر ہمارے یہ اَبدان و اَجسام نے ایک دن موت سے دوچار ہونا ہے۔ جی ہاں! ہر صورت موت نے آنا ہے۔ اُس سے انکار ہے اور نہ فرار ہے تو پھر اس موت سے اللہ کے راستے میں تلوار سے قتل ہونا بہتر و افضل ہے۔ یہ رات شہادت کا راستہ ہے۔ یہ جنت کا راستہ ہے۔ یہ ابدی راحت و چین کا راستہ ہے۔ اگر رزق کے مقدرات مقرر ہیں۔ اتنا انسان کو ملتا ہے جتنا اُس کے لیے کاتب تقدیر نے لکھ دیا ہے تو پھر انسان حرص و ہوس کے وحشی گھوڑے کیوں دوڑاتا ہے۔ قارون کے خزانوں کی تلاش و تفحص میں اپنی جان کیوں گنواتا ہے اور مال کے خرچ کرنے میں بخل سے کام کیوں لیتا

ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے جو کچھ اُسے مل جائے اُس پر اکتفا کرے، یہ اُس کے لیے بہتر و برتر ہے۔

انسان مال جمع کرتا ہے، یہ سمجھتا ہے کہ اُس نے اپنی اس جمع پونجی کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک دن انسان نے اس مال کو چھوڑنا ہے۔ اگر اُس نے چھوڑنا ہے تو پھر اس کے خرچ کرنے پر بخل کیوں کرتا ہے؟ بہتر یہ ہے کہ انسان مالِ دُنیا سے خود بھی استفادہ کرے اور اللہ کے بندوں پر بھی خرچ کرے۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد فرزدق نے امام علیہ السلام سے وداع کیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس دوران اُس کا ایک چچازاد بھائی اُس کے پاس آیا جس کا تعلق بنی مجاشع سے تھا۔ اُس نے کہا: اے ابوفراس! کیا یہی حسینؑ بن علیؑ ہیں؟ فرزدق نے کہا: جی ہاں یہی حسینؑ بن علیؑ ہیں جو ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُختر کے فرزند ہیں۔ واللہ! یہ اس ہستی کے فرزند ہیں جو کائنات کی افضل ترین ہستی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بہترین مخلوق اُن کے والد بزرگوار ہیں۔ میں نے ان کی شان میں بہت زیادہ قصائد کہے ہیں جن کا تمھیں سنانا مجھے پسند نہیں ہے۔ فرزدق کے چچازاد بھائی نے کہا: اے ابافراس! ایسی کیا بات ہے؟ مجھے وہ قصائد سنائیں جو تم نے ان کی شان میں کہے ہیں۔

فرزدق نے کہا: میں نے اِن کے اور اُن کے والد، بھائی اور جد بزرگوار کے بارے میں یہ ابیات کہیں ہیں جن کا مفہوم و ترجمہ یہ ہے:

① لوگو! تم اس ہستی کو پہچانو یا نہ پہچانو انھیں پوری کائنات جانتی اور پہچانتی ہے۔ یہ محتاج تعارف نہیں ہیں۔ یہ زمین و زمن کے امامؑ ہیں۔ جب یہ زمین پر قدم رکھتے ہیں تو وادیٔ بطحا، بیت اللہ، حل و حرم بھی اَزراہِ تفاخر کہتے ہیں۔ فرزندِ علیؑ و بتولؑ کے ملکوتی قدم ہمارے سینوں پر ہیں۔

۲ یہ تقی ہیں، نقی ہیں، طاہر ہیں، اس دھرتی کے سید و سردار ہیں۔ یہ اس ذات کے فرزند ہیں جو سید البشر ہیں جن کا مرتبہ و مقام بلند و بالا ہے۔

۳ جی ہاں! یہ حسینؑ بن علیؑ ہیں۔ یہ اللہ کے رسولؐ کے فرزند ہیں۔ ان کے نُورِ ہدایت سے اُمتیں ہدایت حاصل کرتی ہیں اور وہ ضلالت وظلمت سے باہر آتی ہیں۔

۴ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے شہزادے ہیں۔ اللہ رب العزت نے اُنھیں جنتِ خلد کی سیادت عطا کر رکھی ہے۔

۵ جب قریش کی اِن پر نگاہ پڑتی ہے تو وہ بہانگ دہل کہتے ہیں: یہ وہ جواں مرد ہے کہ سیادت و بزرگی اُن کا طواف کرتی ہے"۔

۶ ارے دیکھیے! وہ کعبہ کی دیوار کے رکن حجرِ اسود کی طرف جا رہے ہیں کہ اُسے بوسہ دیں لیکن حجرِ اسود اُن کی طرف بڑھ رہا ہے کہ وہ ہاتھ بڑھائیں کہ وہ اُن کی ہتھیلی کو چوم لے۔

۷ اس سید و سردار کے طیب و طاہر ہاتھ میں مشک ہے جس میں خوشبو سمائی ہوئی ہے۔ شجاع و بہادر جوان ان کی ہتھیلی میں ہے جو اپنے حسب و نسب میں بے مثل و مثال ہے۔ ہر بلندی جس کے سامنے سجدہ ریز ہے۔

۸ آپؑ وہ پیکرِ شرم و حیا ہیں کہ ہمیشہ اپنی نگاہیں نیچے رکھتے ہیں۔ آپؑ کی ہیبت کچھ اس قدر ہے کہ لوگ آپؑ کے حضور سر اُٹھا کر بات نہیں کر سکتے۔ جب آپؑ کے چہرہ پر تبسم آتا ہے تب لوگوں کو آپؑ سے بات ہم کلام ہونے کی جرأت ہوتی ہے۔

۹ آپؑ کی منور جبین سربلند سے نُورِ ہدایت ضوفشانی کرتا ہے بالکل آفتاب کی مانند، جب آفتابِ عالم تاب مشرق سے طلوع کرتا ہے تو سیاہ رات کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں۔

۱۰ آپؑ کے جود و سخا کی حسین و جمیل کونپل کی اساس شجرِ رسالتؐ ہے۔ آپؑ رسولِ امینؐ کے لختِ جگر ہیں۔ آپؑ کے جسم کے اعضائے عناصر اور آپؑ کے خصائل شمائل بھی طیب و طاہر، اعلیٰ اور ارفع ہیں۔

۱۱ ان کا تعلق و علاقہ اُس جماعت سے ہے کہ جن کی محبت دینِ خداوندی ہے اور ان سے بُغض رکھنا کفر و عناد ہے۔ ان کا قرب نجات کی ضمانت و اعانت ہے اور دین داروں

کے دین وایمان کی حفاظت ہے۔

⑫ ان کی محبت ہر ضرر سے بچاتی ہے۔ ہر آزمائش میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ ہر قسم کی اچھائیاں حاصل ہوتی ہیں اور نعماتِ خداوندی کا نزول ہوتا ہے۔

⑬ کائنات کے شمار کرنے والے بیٹھیں اور حساب و کتاب کریں کہ اس دھرتی کے متقی و پرہیزگار کتنے ہیں۔ وہ جتنے بھی ہوں کروڑوں میں ہوں یا اربوں میں یہ اُن کے سید وسردار نظر آئیں گے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ اس دھرتی میں اس زمین میں کون افضل واعلیٰ، برتر وبالا اور بلندی ورفعت والا ہے تو یہی جواب ملتا ہے کہ یہی ہستی ہے۔

⑭ یہ جود وسخاوت کا مطاف ہیں۔ یہ اس صفت میں اتنا بلند ہیں کہ کوئی ان کی اس بلندی تک نہیں پہنچ سکتا۔ کائنات کے تمام اسخیاء کی سخاوت کو ایک پلڑے میں رکھو اور ان کی سخاوت کو دوسرے پلڑے میں رکھو ان کا پلڑا بھاری ہے اور بہت بھاری ہے۔

⑮ ان کے گھر قریش کے گھروں میں سے ہیں۔ ان کے گھروں سے لوگ اپنے گھروں کو روشن کرتے ہیں۔ جب قوم اپنے مسائل میں اُلجھ جاتی ہے تو یہ اُن کے مسائل کو سلجھا دیتے ہیں۔

⑯ ان کے جدِّ امجد قریش سے ہیں۔ وہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ رسولِ اسلام کے بعد ان کے والد بزرگوار سید وسردار ہیں۔ ①

راوی کہتا ہے: فرزدق نے اپنے چچازاد بھائی کی طرف رُخ کیا اور اُسے کہا: واللہ! میں نے اس ہستی کی مدح وستائش اپنے خدا کے لیے کی ہے نہ عطاء کے لیے۔ میں اس کاوش کا انعام آخرت میں لوں گا"۔ ②

امام علیہ السلام اور فرزدوق کی ملاقات پر تحقیقی نوٹ

ابھی ہم نے جن روایات کا مطالعہ کیا ہے اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ فرزدق نے حضرت

① مشہور روایت یہ ہے کہ فرزدق نے یہ اشعار حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی شان میں کہے تھے۔(ارشاد: ج۲، ص۱۵۱)

② الفتوح: ج۵، ص۷۱؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج۱، ص ۲۲۳؛ مطالب السؤول: ص ۷۳-۷۴؛ کشف الغمہ: ج۲، ص ۲۳۹؛ مناقب ابن شہرآشوب: ج۴، ص ۹۵

امام حسین علیہ السلام سے مکہ معظمہ ① کے قریب ملاقات کی۔ جب وہ کوفہ سے مکہ کی طرف آرہا تھا لیکن بعض روایات ہیں جو اس اُمر پر دلالت کرتی ہیں کہ فرزدق نے امام علیہ السلام سے حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد ملاقات کی اور وہ مقامِ زُبالہ ہے۔ بعض مؤرخین کا احتمال ہے کہ فرزدق نے امام علیہ السلام سے دو دفعہ ملاقات کی۔ ایک حج سے پہلے اور دوسری حج کے بعد۔

مذکورہ روایات کے نصوص میں جب دِقت سے غور کیا جائے تو پہلی روایت اَشہر اور اَصح نظر آتی ہے۔ دو دفعہ ملاقات کا احتمال درج ذیل اسباب کی بنا پر صحیح نظر نہیں آتا:

① طبری کی روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فرزدق نے حج کرنے کے بعد کوفہ سے مکہ کی طرف سفر نہیں کیا کہ اُس کی امام علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ہو۔

② اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو اس کی طرف روایات ضرور اشارہ کرتیں۔

③ تمام روایات کی نصوص دلالت کرتی ہیں کہ فرزدق نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے صرف ایک دفعہ ملاقات کی تھی۔

بشر بن غالب ② کی امام علیہ السلام سے ملاقات

الفتوح: سَارَ [الْحُسَيْنُ علیہ السلام] حَتّٰى إِذَا بَلَغَ ذَاتَ عِرْقٍ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهُ: بِشْرُ بْنُ غَالِبٍ، فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ قَالَ: رَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، قَالَ: فَمِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ يَا أَخَا بَنِي أَسَدٍ؟ قَالَ: مِنَ الْعِرَاقِ، فَقَالَ: كَيْفَ

---

① اس کے علاوہ دوسرے مقامات کی طرف اشارے موجود ہیں: ا: حرم ب: بستان بنی عامر ج: ذات عرق (مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۵)

② بشر بن غالب اسدی کوفی: اس کی کنیت ابو صادق ہے۔ یہ حضرت امام علیؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے صحابی تھے۔ روایت سے ظاہر ہے کہ یہ اور اس کے بھائی بشیر ان دونوں نے حضرت امام حسینؑ سے دُعائے عرفہ کی روایت کی ہے۔ بشر مختار ثقفی کے زمانے میں قید ہو گئے تھے۔ مختار ثقفی کی شہادت کے بعد رہا کر دیے گئے تھے۔ (رجال طوسی: ص ۹۹، ۱۱۷؛ البلد الامین: ص ۲۵۸؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۳۷۵؛ تاریخ کبیر: ج ۲، ص ۸۱؛ ثقات ابن حبان: ج ۴، ص ۶۹؛ لسان المیزان: ج ۲، ص ۲۸)

خَلَّفتَ أهلَ العِراقِ؟

قَالَ: يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ، خَلَّفتُ القُلوبَ مَعَكَ، وَالسُّيوفَ مَعَ بَنِي أُمَيَّةَ! فَقَالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: صَدَقتَ يَا أَخَا العَرَبِ، إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَفعَلُ مَا يَشَاءُ، وَيَحكُمُ مَا يُرِيدُ.

فَقَالَ لَهُ الأَسَدِيُّ: يَابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ! أَخبِرنِي عَن قَولِ اللهِ تَعَالَى: يَومَ نَدعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِم. فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: نَعَم يَا أَخَا بَنِي أَسَدٍ! هُم إِمَامَانِ: إِمَامُ هُدًى دَعَا إِلَى هُدًى، وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ. فَهَدَى مَن أَجَابَهُ إِلَى الجَنَّةِ، وَمَن أَجَابَهُ إِلَى الضَّلَالَةِ دَخَلَ النَّارَ.

"الفتوح میں روایت ہے کہ جب فرزند علیؑ و بتولؑ حضرت امام حسین علیہ السلام ذاتِ عرق [1] میں پہنچے تو آپؑ کی وہاں بنی اسد کے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی کہ جس کا نام بشر بن غالبؑ تھا۔ امام علیہ السلام نے اُس سے پوچھا: تم کون ہو؟ اُس نے کہا: میرا تعلق اسد قبیلہ سے ہے۔ آپؑ نے پوچھا: اے بھائی اسد! کہاں سے آرہے ہو؟ اُس نے کہا: میں عراق سے آرہا ہوں۔ آپؑ نے پوچھا: تم نے اہلِ عراق کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ اُس نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! لوگوں کے دل آپؑ کے ساتھ ہیں اور اُن کی تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں"۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے عرب بھائی! آپ نے سچ کہا ہے، اللہ رب العزت جو چاہے گا وہی ہوگا۔ وہ اپنے ارادہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

اُس اسدی نے کہا: اے فرزند بنتِ رسولؐ! اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مفہوم ہے: "اُس دن ہم ہر آدمی کو اُس کے امام کے ساتھ بلائیں گے؟"

---

[1] ذاتِ عرق: تہامہ اور نجد کے درمیان حدِ فاصل ہے۔ ایک قول کے مطابق مکہ کے راستے میں پہاڑ ہے۔ (معجم البلدان: ج۴، ص۱۰۲)

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے اسد بھائی! دو امام ہیں: ایک امام ہدایت ہے جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے اور دوسرا امامِ امامِ ضلالت ہے جو گمراہی کی دعوت دیتا ہے۔ جس نے ہدایت والے امام کی پیروی کی تو وہ جنت میں جائے گا اور جس نے گمراہ امام کی اطاعت کی وہ جہنم میں جائے گا"۔ ①

الملھوف: ثُمَّ سارَ [الحُسَينُ علیہ السلام] حَتّٰى بَلَغَ ذَاتَ عِرقٍ، فَلَقِيَ بِشرَ بنَ غَالِبٍ وَارِداً مِنَ العِراقِ، فَسَأَلَهُ عَن أَهلِهَا، فَقَالَ: خَلَّفتُ القُلُوبَ مَعَكَ، وَالسُّيُوفَ مَعَ بَنِي أُمَيَّةَ.

فَقَالَ علیہ السلام: صَدَقَ أَخُو بَنِي أَسَدٍ، إِنَّ اللهَ يَفعَلُ مَا يَشَاءُ، وَيَحكُمُ مَا يُرِيدُ.

"الملھوف میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سفر کرتے ہوئے 'ذاتِ عرق' میں پہنچے تو وہاں آپؑ کی ملاقات بشر بن غالب سے ہوئی، جو عراق سے آرہا تھا۔ آپؑ نے اُس سے اہلِ عراق کے بارے میں پوچھا: اُس نے کہا: اُن کے قلوب آپؑ کے ساتھ ہیں اور اُن کی تلواریں بنی اُمیہ کے ساتھ ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے بھائی بنی اسد! آپ نے صحیح کہا ہے۔ اللہ سبحانہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور اپنے ارادہ کے مطابق فیصلہ کرتا ہے"۔ ②

الأمالی للصدوق عن عبداللہ بن منصور عن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین عن أبیہ عن جدّہ [زین العابدین] علیھم السّلام: سَارَ الحُسَينُ علیہ السلام وَأَصحَابُهُ، فَلَمَّا نَزَلُوا الثَّعلَبِيَّةَ وَرَدَ

---

① الفتوح: ج ۵، ص ۶۹؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۲۰

② الملھوف: ص ۱۳۱؛ مثیر الاحزان: ص ۴۲؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۵؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۷

عَلَيهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: بِشرُ بنُ غَالِبٍ. فَقَالَ: يَابنَ رَسُولِ اللهِ. أَخبِرنِي عَن قَولِ اللهِ عز وجل: يَومَ نَدعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِم؟ قَالَ: إِمَامٌ دَعَا إِلَى هُدًى فَأَجَابُوهُ إِلَيهِ. وَإِمَامٌ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ فَأَجَابُوهُ إِلَيهَا. هٰؤُلَاءِ فِي الجَنَّةِ. وَهٰؤُلَاءِ فِي النَّارِ. وَهُوَ قَولُهُ عز وجل: فَرِيقٌ فِي الجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ.

"امالی صدوق میں عبداللہ بن منصور سے روایت ہے کہ اُس نے کہا: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، حضرت امام حسین علیہ السلام اور آپؑ کے اصحابِ باوفا جب منزلِ ثعلبیہ پر پہنچے تو وہاں آپؑ کے پاس ایک آدمی آیا کہ جس کا نام بشر بن غالب تھا۔ اُس نے آپؑ سے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! اللہ رب العزت کے اس فرمان کا کیا مفہوم ہے: "ہم قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کے امام کے ساتھ پکاریں گے"۔

آپؑ نے فرمایا: امام دو ہیں ایک وہ جو ہدایت کی طرف بلاتا ہے، لوگ اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ دوسرا امام وہ ہے جو ضلالت کی طرف بلاتا ہے، لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگ جنت میں جائیں گے اور دوسری قسم کے لوگ جہنم میں جائیں گے۔ اللہ سبحانہ کا فرمان ہے: ایک فریق جنت میں جائے گا اور دوسرا جہنم میں جائے گا"۔ ①

عون بن عبداللہ بن جعدہ کی ملاقات

أنساب الأشراف: لَحِقَ الحُسَينَ علیہ السلام عَونُ بنُ عَبدِ اللهِ بنِ جَعدَةَ بنِ هُبَيرَةَ بِذَاتِ عِرقٍ بِكِتَابٍ مِن أَبِيهِ. يَسأَلُهُ فِيهِ الرُّجُوعَ. وَيَذكُرُ مَا يَخَافُ عَلَيهِ مِن مَسِيرِهِ. فَلَم يُجِبهُ.

"انساب الاشراف میں ہے، عون بن عبداللہ بن جعدہ بن ہبیرہ نے

① امالی صدوق: ص ۲۱۷؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۱۳

حضرت امام حسین علیہ السلام سے 'ذاتِ عرق' میں ملاقات کی۔ اُس نے آپؑ کی خدمت میں اپنے باپ کا خط پیش کیا جس میں تھا کہ آپؑ واپس چلے جائیں اور کوفہ کی طرف نہ جائیں۔ امام علیہ السلام نے خط پڑھا اور اُس کا جواب نہ دیا۔(انساب الاشراف: ج ۳،ص ۳۷۷)

﴾حضرت امام حسین علیہ السلام کا اہلِ کوفہ کی طرف خط﴿

الأخبار الطوال: مَضَى الحُسَينُ علیہ السلام حَتّى إِذَا صارَ بِبَطنِ الرُّمَّةِ كَتَبَ إلى أهلِ الكُوفَةِ: بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ، مِنَ الحُسَينِ بنِ عَليٍّ إلى إخوانِهِ مِنَ المُؤمِنِينَ بِالكُوفَةِ، سَلامٌ عَلَيكُم، أمّا بَعدُ، فَإِنَّ كِتابَ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ وَرَدَ عَلَيَّ بِاجتِماعِكُم لي، وتَشَوُّفِكُم إلى قُدومي، وَما أنتُم عَلَيهِ مُنطَوونَ مِن نَصرِنا، وَالطَّلَبِ بِحَقِّنا، فَأَحسَنَ اللهُ لَنا وَلَكُمُ الصَّنيعَ، وأثابَكُم عَلى ذٰلِكَ بِأَفضَلِ الذُّخرِ، وَكِتابي إلَيكُم مِن بَطنِ الرُّمَّةِ، وَأَنا قادِمٌ عَلَيكُم، وَحَثيثُ السَّيرِ إلَيكُم، وَالسَّلامُ. ثُمَّ بَعَثَ بِالكِتابِ مَعَ قَيسِ بنِ مُسهِرٍ، فَسارَ حَتّى وافَى القادِسِيَّةَ، فَأَخَذَهُ حُصَينُ بنُ نُمَيرٍ، وَبَعَثَ بِهِ إلَى ابنِ زِيادٍ، فَلَمّا اُدخِلَ عَلَيهِ أغلَظَ لِعُبَيدِ اللهِ، فَأَمَرَ بِهِ أن يُطرَحَ مِن أعلى سورِ القَصرِ إلَى الرَّحبَةِ، فَطُرِحَ فَماتَ.

"اخبار الطوال میں روایت ہے، سبطِ رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام اپنی سفری منازل طے کرتے ہوئے بطن رُمّہ پہنچے تو آپؑ نے وہاں سے اہلِ کوفہ کو خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط حسینؑ بن علیؑ نے کوفہ کے برادرانِ ایمانی کی طرف بھیجا ہے

سلام علیکم، امابعد! مجھے مسلمؑ بن عقیلؑ کی طرف سے ایک خط موصول ہوا ہے، جس میں تم لوگوں کے احوال کا ذکر ہے۔ ہمارے آنے کا تم میں اشتیاق پایا جاتا ہے۔ تم لوگ ہماری نصرت پر جمع ہو چکے ہو اور ہمارا انتظار کر رہے ہو اور ہمارے حقوق کے مطالبات پر ایکا کر چکے ہو۔ اللہ رب العزت ہمارے اور تمھارے عزائم کو کامیابی سے ہم کنار کرے اور بے پناہ اجر وثواب عطا کرے۔ میں اپنا یہ خط بطنِ رُمہ [1] سے بھیج رہا ہوں۔ میں اپنے خط کے پیچھے پیچھے تمھارے پاس آرہا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ میں جلد از جلد کوفہ پہنچ جاؤں۔ والسلام!

اس کے بعد آپؑ نے قیسؓ بن مُسہر صیداوی کو خط دیا۔ جب وہ قادسیہ پہنچے تو وہاں حصین بن نُمیر نے انھیں گرفتار کرلیا اور ابنِ زیاد کے پاس بھیج دیا۔ جب اُنھیں ابنِ زیاد کے پاس لایا گیا تو اُس نے حکم دیا کہ اُنھیں قصر کی چھت پر لے جا کر زمین پر گرا دیا جائے۔ آخرکار قیسؓ کو قصر کی چھت سے دھکا دیا گیا۔ جب وہ زمین پر آئے تو وہ شہادت کی اَبدی سعادت سے ہم کنار ہوئے''۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۰)

تاریخ الطبری عن محمد بن قیس: إِنَّ الْحُسَيْنَ عليه السلام أَقبَلَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ الْحَاجِرَ مِن بَطنِ الرُّمَّةِ ، بَعَثَ قَيسَ بنَ مُسهِرٍ الصَّيداوِيَّ إِلىٰ أَهلِ الكُوفَةِ، وَ كَتَبَ مَعَهُ إِلَيهِم :

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحيمِ ، مِنَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ إِلىٰ إِخوانِهِ مِنَ المُؤمِنينَ وَالمُسلِمينَ ، سَلامٌ عَلَيكُم ، فَإِنّي أَحمَدُ إِلَيكُمُ اللّٰهَ الَّذي لا إِلٰهَ إِلّا هُوَ ، أَمّا بَعدُ ، فَإِنَّ كِتابَ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ جاءَني ، يُخبِرُني فيهِ بِحُسنِ رَأيِكُم ، وَاجتِماعِ مَلَئِكُم عَلىٰ نَصرِنا ، وَالطَّلَبِ بِحَقِّنا ، فَسَأَلتُ اللّٰهَ أَن يُحسِنَ لَنَا الصُّنعَ ، وأَن

[1] بطنِ رُمہ: مشہور وادی ہے (معجم البلدان: ج ۱، ص ۴۴۹)

يُثِيبَكُم عَلَى ذٰلِكَ أَعظَمَ الأَجرِ ، وَقَد شَخَصتُ إِلَيكُم مِن مَكَّةَ يَومَ الثُّلاثَاءِ ، لِثَمَانٍ مَضَينَ مِن ذِي الحِجَّةِ ، يَومَ التَّروِيَةِ ، فَإِذَا قَدِمَ عَلَيكُم رَسُولِي فَاكمِشُوا أَمرَكُم وَ جِدُّوا ؛ فَإِنِّي قَادِمٌ عَلَيكُم فِي أَيَّامِي هٰذِهِ إِن شَاءَ اللهُ ، وَالسَّلَامُ عَلَيكُم وَرَحمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

وَكَانَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ قَد كَانَ كَتَبَ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام قَبلَ أَن يُقتَلَ لِسَبعٍ وَعِشرِينَ لَيلَةً : أَمَّا بَعدُ ، فَإِنَّ الرَّائِدَ لَا يَكذِبُ أَهلَهُ ، إِنَّ جَمعَ أَهلِ الكُوفَةِ مَعَكَ ، فَأَقبِل حِينَ تَقرَأُ كِتَابِي ، وَالسَّلَامُ عَلَيكَ.

قَالَ : فَأَقبَلَ الحُسَينُ علیہ السلام بِالصِّبيَانِ وَالنِّسَاءِ مَعَهُ ، لَا يَلوِي عَلَى شَيءٍ ، وَأَقبَلَ قَيسُ بنُ مُسهِرٍ الصَّيدَاوِيُّ إِلَى الكُوفَةِ بِكِتَابِ الحُسَينِ علیہ السلام ، حَتّٰى إِذَا انتَهٰى إِلَى القَادِسِيَّةِ أَخَذَهُ الحُصَينُ بنُ تَمِيمٍ ، فَبَعَثَ بِهِ إِلَى عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيَادٍ ، فَقَالَ لَهُ عُبَيدُ اللهِ : اِصعَد إِلَى القَصرِ فَسُبَّ الكَذَّابَ ابنَ الكَذَّابِ ؛ فَصَعِدَ ثُمَّ قَالَ : أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنَّ هٰذَا الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ خَيرُ خَلقِ اللهِ ، ابنُ فَاطِمَةَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ ، وَأَنَا رَسُولُهُ إِلَيكُم ، وَقَد فَارَقتُهُ بِالحَاجِرِ ؛ فَأَجِيبُوهُ . ثُمَّ لَعَنَ عُبَيدَ اللهِ بنَ زِيَادٍ وَأَبَاهُ ، وَاستَغفَرَ لِعَلِيِّ بنِ أَبِي طَالِبٍ علیہ السلام.

قَالَ : فَأَمَرَ بِهِ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ أَن يُرمٰى بِهِ مِن فَوقِ القَصرِ ، فَرُمِيَ بِهِ ، فَتَقَطَّعَ فَمَاتَ.

''تاریخ طبری میں محمد بن قیس سے روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام بطنِ رُمّہ سے الحاجز پہنچے تو آپؑ نے اہلِ کوفہ کے نام ایک خط لکھا جو قیس بن مسہر صیداویؓ کے حوالے کیا۔ وہ خط یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے اپنے برادرانِ ایمانی کو سلام پہنچے

"میں اللہ رب العزت کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

امابعد! مجھے مسلمؑ بن عقیلؑ کا خط موصول ہوا کہ جس میں تمہارے حسنِ عقیدہ کے بارے میں مرقوم ہے کہ تم سب لوگ ہماری نصرت پر جمع ہو چکے ہو اور ہمارے حقوق کے طلبگار ہو۔ میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ ہم پر احسان کرے اور تم لوگوں کو اس عمل کا اجرِ عظیم عطا کرے۔ میں تمہاری طرف آٹھ ذی الحجہ منگل اور روزِ ترویہ روانہ ہو چکا ہوں۔ جب میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو تم لوگ اپنے کام میں تیزی پیدا کرو، جدوجہد میں اضافہ کرو، میں انھی ایام میں تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں"۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حضرت مسلمؑ نے اپنی شہادت سے ستائیس دن پہلے یہ خط امام علیہ السلام کی طرف روانہ کیا تھا۔ حضرت مسلمؑ نے لکھا تھا کہ رائد ① اپنی جماعت سے غلط بیانی نہیں کرتا۔ کوفہ کی کثرت آپ کے ساتھ ہے۔ جوں ہی آپ میرا خط پڑھیں فوراً تشریف لائیں۔ والسلام!

حضرت قیس بن مسہرؓ کی شہادت

"حضرت قیس بن مسہرؓ نے امام علیہ السلام سے خط لیا اور آپؓ کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپؓ جب قادسیہ پہنچے تو وہاں حصین بن تمیم ② نے آپ کو گرفتار کر لیا اور ابنِ زیاد کی طرف بھیج دیا۔ عبداللہ نے اُن سے کہا: وہ قصر

---

① رائد اُس شخص کو کہا جاتا ہے جسے پانی اور چارہ کی تلاش میں بھیجا جائے۔ (مترجم)

② اصل میں حصین بن نمیر ہے۔

کی چھت پر چڑھ کر کذاب ابنِ کذاب (نعوذ باللہ من ذٰلک) پر لعنت کرے"۔

جنابِ قیسؓ قصر کی چھت پر چڑھے اور لوگوں سے یوں خطاب کیا:

"اے لوگو! حسینؑ بن علیؑ کائنات کی افضل ترین مخلوق ہیں۔ آپؑ رسولؐ اسلام کی دختر کے فرزند ہیں۔ میں اُن کا قاصد ہوں۔ تم لوگوں کے پاس آیا ہوں۔ میں نے اُنھیں مقامِ حاجر پر چھوڑا ہے۔ امام علیہ السلام کی نصرت پر سب جمع ہو جاؤ۔ اس کے بعد جناب قیسؓ نے ابنِ زیاد اور اُس کے باپ پر لعنت کی۔ حضرت امام علی بن ابی طالبؑ پر درود و سلام بھیجا۔ ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ اُنھیں قصر سے نیچے گرا دو۔ آخر کار آپؓ کو قصر سے گرا دیا گیا، جس سے آپؓ کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور آپؓ شہید ہو گئے"۔ ①

الملهوف: كَتَبَ الحُسَينُ علیہ السلام كِتابًا إلى سُلَيمانَ بنِ صُرَدٍ، وَالمُسَيَّبِ بنِ نَجَبَةَ، وَرِفاعَةَ بنِ شَدّادٍ، وَجَماعَةٍ مِنَ الشّيعَةِ بِالكوفَةِ، وبَعَثَ بِهِ مَعَ قَيسِ بنِ مُسهِرٍ الصَّيداوِيِّ.

فَلَمّا قارَبَ دُخولَ الكوفَةِ اعتَرَضَهُ الحُصَينُ بنُ نُمَيرٍ صاحِبُ عُبَيدِ اللهِ بنِ زِيادٍ لِيُفَتِّشَهُ، فَأَخرَجَ الكِتابَ ومَزَّقَهُ، فَحَمَلَهُ الحُصَينُ إلَى ابنِ زِيادٍ. فَلَمّا مَثَلَ بَينَ يَدَيهِ قالَ لَهُ: مَن أنتَ؟ قالَ: أنا رَجُلٌ مِن شيعَةِ أميرِ المُؤمِنينَ عَلِيِّ بنِ أبي طالِبٍ وَابنِهِ عليهما السلام. قالَ: فَلِماذا مَزَّقتَ الكِتابَ؟ قالَ: لِئَلّا تَعلَمَ ما فيهِ. قالَ: مِمَّنِ الكِتابُ وإلى مَن؟

① تاریخ طبری: ج ۳، ص ۳۹۴؛ انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۸؛ تجارب الامم: ج ۲، ص ۶۰؛ البدایہ والنہایہ: ج ۸، ص ۱۶۷؛ ارشاد: ج ۲، ص ۷۰؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۹۹؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۴۸؛ تذکرۃ الخواص: ص ۲۴۵؛ مناقب ابن شہر آشوب: ج ۴، ص ۹۵؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۶؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۶

قَالَ: مِنَ الْحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام إِلىٰ جَمَاعَةٍ مِن أَهلِ الْكُوفَةِ. لَا أَعرِفُ أَسمَاءَهُم. فَغَضِبَ ابنُ زِيَادٍ وَقَالَ: وَاللّٰهِ لَا تُفَارِقُنِي حَتّٰى تُخبِرَنِي بِأَسمَاءِ هٰؤُلَاءِ الْقَومِ، أَو تَصعَدَ الْمِنبَرَ فَتَلعَنَ الْحُسَينَ وَأَبَاهُ وَأَخَاهُ، وَإِلَّا قَطَّعتُكَ إِربًا إِربًا.

فَقَالَ قَيسٌ: أَمَّا الْقَومُ فَلَا أُخبِرُكَ بِأَسمَائِهِم، وَأَمَّا لَعنُ الْحُسَينِ وَأَبِيهِ وَأَخِيهِ فَأَفعَلُ. فَصَعِدَ الْمِنبَرَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثنىٰ عَلَيهِ، وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَأَكثَرَ مِنَ التَّرَحُّمِ عَلىٰ عَلِيٍّ وَوُلدِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيهِم، ثُمَّ لَعَنَ عُبَيدَ اللّٰهِ بنَ زِيَادٍ وَأَبَاهُ، وَلَعَنَ عُتَاةَ بَنِي أُمَيَّةَ عَن آخِرِهِم.

ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! أَنَا رَسُولُ الْحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام إِلَيكُم، وَقَد خَلَّفتُهُ بِمَوضِعِ كَذَا وَكَذَا، فَأَجِيبُوهُ. فَأُخبِرَ ابنُ زِيَادٍ بِذٰلِكَ، فَأَمَرَ بِإِلقَائِهِ مِن أَعلَى الْقَصرِ، فَأُلقِيَ مِن هُنَاكَ، فَمَاتَ رحمه الله.

فَبَلَغَ الْحُسَينَ علیہ السلام مَوتُهُ، فَاستَعبَرَ بَاكِيًا، ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اجعَل لَنَا وَلِشِيعَتِنَا مَنزِلًا كَرِيمًا، وَاجمَع بَينَنَا وَبَينَهُم فِي مُستَقَرِّ رَحمَتِكَ، إِنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ. وَرُوِيَ أَنَّ هٰذَا الْكِتَابَ كَتَبَهُ الْحُسَينُ علیہ السلام مِنَ الْحَاجِزِ، وَقِيلَ غَيرُ ذٰلِكَ.

"الملہوف میں روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے سلیمانؓ بن صرد، مسیبؓ بن نجبہ، رفاعہ بن شداد اور کوفہ کے شیعوں کی ایک جماعت کی طرف خط بھیجا۔ امام علیہ السلام نے یہ خط قیس بن مسہر صیداویؓ کے حوالے کیا۔ جنابِ قیسؓ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی وہ کوفہ نہیں پہنچے تھے کہ راستے میں ابنِ زیاد کی ملٹری پولیس کے افسر حصین بن نمیر کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ جنابِ قیسؓ نے ان کے سامنے خط نکالا اور اس کے ٹکڑے

ٹکڑے کر دیے۔ حصین نے انھیں ابنِ زیاد کی طرف بھیج دیا۔
جب انھیں ابنِ زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تو اُس نے پوچھا: تم کون ہو؟
انھوں نے کہا: میں امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ اور آپؑ کے فرزند کا شیعہ ہوں۔

ابنِ زیاد نے کہا: تو نے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کیوں کیا؟ اُنھوں نے کہا: تاکہ تجھے معلوم نہ ہو سکے کہ اس خط کا مضمون کیا ہے؟ اُس نے کہا: یہ بتا اس خط کا لکھنے والا کون ہے اور کس کی طرف لکھا گیا ہے؟
جنابِ قیسؓ نے کہا: یہ خط حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام کا تھا۔ آپؑ نے کوفہ کی ایک جماعت کی طرف بھیجا تھا۔ مجھے ان لوگوں کے نام معلوم نہیں ہیں۔
یہ سن کر ابنِ زیاد غضب ناک ہوا اور کہا: تو نے ہر صورت ان لوگوں کے نام بتانے ہوں گے یا پھر تم منبر پر جاؤ اور حسینؑ اور اُن کے والد، بھائی پر لعنت (نعوذ باللہ) کرو، ورنہ میں تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔
جنابِ قیسؓ نے کہا: جن لوگوں کے نام خط تھا اُن کے نام تو میں تجھے ہرگز نہیں بتاؤں گا جہاں تک امام حسینؑ اور آپؑ کے والد اور بھائی کی بات ہے وہ میں کرنے کو تیار ہوں۔
جنابِ قیسؓ منبر پر بلند ہوئے۔ نبی کریمؐ اور آپؐ کی آلِ اطہارؑ پر درود و سلام بھیجا۔ حضرت علیؑ اور آپؑ کی اولاد کے فضائل بیان کیے اور اُن کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کی۔ عبید اللہ ابنِ زیاد اور اُس کے باپ اور اُموی باغی و طاغی حکمرانوں پر لعنت کی۔ پھر کہا:
اے لوگو! میں سبطِ رسولِ ثقلینؐ کا قاصد ہوں، میں تمھاری طرف آپؑ کا ملکوتی پیغام لایا ہوں۔ میں جب روانہ ہوا تھا تو آپؑ اُس وقت فلاں مقام پر تھے۔ فرزندِ رسولؐ کی نصرت کیجیے، اُن کا ساتھ دیجیے۔

ابنِ زیاد کے فوجی دوڑ کر اُس کے پاس آئے کہ حسینؑ سفیر تو قوم کو حسینؑ کی نصرت کا پیغام دے رہا ہے۔ اُس نے حکم دیا کہ انھیں قصر کی چھت سے زمین پر گرا دیا جائے۔ حسینؑ سفیر کو دارالامارہ کی چھت سے نیچے کی طرف گرا دیا گیا۔ جب وہ زمین پر آئے تو شہادت نے بڑھ کر اُن کا استقبال کیا اور جنت میں پہنچا دیا۔ جب اُن کی شہادت کی خبر حضرت امام حسین علیہ السلام کو ملی تو آپؑ کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ آپؑ رونے لگے اور بارگاہِ خداوندی میں دُعا کی: ”خدایا! ہمارے اور ہمارے پیروکاروں کے لیے عظیم سے عظیم منزل بنا۔ اپنی رحمتِ واسعہ سے ہمیں ایک جگہ پر جمع فرما۔ بے شک تو ہی ہر چیز پر قادر ہے“۔

روایت ہے کہ امام علیہ السلام نے یہ خط مقامِ حاجر سے لکھا تھا لیکن بعض کا بیان ہے کہ آپؑ نے یہ خط کسی دوسرے مقام سے لکھا تھا۔[1]

امامؑ سے عبداللہ بن مطیع کی ملاقات

الأخبار الطوال: سَارَ الحُسَينُ علیہ السلام مِن بَطنِ الرُّمَّةِ، فَلَقِيَهُ عَبدُاللهِ بنُ مُطِيعٍ، وَهُوَ مُنصَرِفٌ مِنَ العِرَاقِ، فَسَلَّمَ عَلَى الحُسَينِ علیہ السلام، وَقَالَ لَهُ: بِأَبِي أَنتَ وأُمّي يَابنَ رَسُولِ اللهِ، مَا أَخرَجَكَ مِن حَرَمِ اللهِ وَحَرَمِ جَدِّكَ؟

فَقَالَ: إِنَّ أَهلَ الكُوفَةِ كَتَبوا إِلَيَّ يَسأَلونَني أَن أَقدَمَ عَلَيهِم لِمَا رَجَوا مِن إِحيَاءِ مَعَالِمِ الحَقِّ، وَإِمَاتَةِ البِدَعِ.

”اخبار الطوال میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام بطنِ رُمہ سے آگے بڑھے تو راستے میں عبداللہ بن مطیع نے آپؑ سے ملاقات

---

[1] الملہوف: ص ۱۳۵؛ مثیر الاحزان: ص ۴۳؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۷۵؛ الفتوح: ج ۵، ص ۸۲؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۱، ص ۲۳۵

کی۔ وہ اُس وقت عراق سے آرہے تھے۔ اُس نے آپؑ کو سلام کیا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہوں، آپؑ اپنے نانا بزرگوار اور اللہ رب العزت کے حرم سے باہر کیوں آئے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: اہلِ کوفہ نے میری طرف خطوط بھیجے ہیں۔ اُنھوں نے مجھے اپنے ہاں بلایا ہے۔ وہ میری قیادت و رہبری میں حق کا احیاء اور باطل کا ابطال چاہتے ہیں"۔ ①

خزیمیہ میں امامؑ کا نزولِ اجلال

الفتوح: سَارَ الحُسَينُ علیہ السلام حَتّٰی نَزَلَ الخُزَيمِيَّةَ، وَأَقَامَ بِهَا يَومًا وَلَيلَةً، فَلَمَّا أَصبَحَ، أَقبَلَت إِلَيهِ أُختُهُ زَينَبُ بِنتُ عَلِيٍّ فَقَالَت: يَا أَخِي! أَلَا أُخبِرُكَ بِشَيءٍ سَمِعتُهُ البَارِحَةَ؟

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: وَمَا ذَاكَ؟ فَقَالَت: خَرَجتُ فِي بَعضِ اللَّيلِ لِقَضَاءِ حَاجَةٍ، فَسَمِعتُ هَاتِفًا يَهتِفُ وَهُوَ يَقُولُ:

أَلَا يَا عَينُ فَاحتَفِلِي بِجُهدٍ
وَمَن يَبكِي عَلَى الشُّهَدَاءِ بَعدِي
عَلَى قَومٍ تَسُوقُهُمُ المَنَايَا
بِمِقدَارٍ إِلَى إِنجَازِ وَعدٍ

فَقَالَ لَهَا الحُسَينُ علیہ السلام: يَا أُختَاه، المَقضِيُّ هُوَ كَائِنٌ.

"الفتوح میں روایت ہے، کہ جب سرکارِ امام حسین علیہ السلام منزلِ خزیمیہ میں پہنچے۔ تو وہاں پر آپؑ نے ایک دن اور ایک رات قیام کیا۔ جب صبح ہوئی تو امام علیہ السلام کی بارگاہ میں آپؑ کی ہمشیرہ عقیلۂ قریش حضرت زینب عالیہ آگئیں اور اُنھوں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں نے رات کچھ سنا ہے کیا

① اخبار الطوال: ص ۲۴۶

وہ آپ کو سناؤں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں سنائیں۔

عقیلہ قریش نے عرض کیا: میں رات کو کسی کام کے لیے اٹھی تو میں نے آواز سنی۔ آدمی مجھے دکھائی نہیں دیتا تھا کہ وہ کون ہے۔ غیبی آواز معلوم ہوتی تھی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا:

"اے میری آنکھو! اپنے اندر درد و کرب پیدا کرو، ساون کے بادلوں کی طرح آنسوؤں کی بارش برساؤ۔ یہ قافلہ شہدائے ربانی کا قافلہ ہے۔ ظالموں نے ظلم و بربریت سے انھیں قتل کر دینا ہے۔ میرے علاوہ کون ہے جو ان شہیدوں پر روئے گا۔ ابھی سے تم رونا شروع کر دو۔ ان لوگوں پر رُوو۔

کاتبِ تقدیر نے اُن کے مقدرات لکھ دیے ہیں جن کے مقدر وفورِ مصائب سے معمور ہیں۔ قدم قدم پر انھوں نے مصائب کی آندھیوں سے مقابلہ کرنا ہے۔ آخرکار انھوں نے اپنے وعدوں کو وفا کرنا ہے۔ ان وفاشعار مجاہدوں پر رُوؤ جتنا روسکتی ہو"۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے یہ اشعار سن کر فرمایا: اے میری پیاری بہن! خدا نے جو کچھ مقدر میں لکھا ہے وہ ہو کر رہے گا"۔ ①

مقامِ زُرود میں امام علیہ السلام کی زُہیر بن قینؓ سے ملاقات

الأخبار الطوال: سَارَ [الحُسَينُ علیہ السلام] حَتّٰى انتَهٰى إِلٰى زَرُودَ، فَنَظَرَ إِلٰى فُسطَاطٍ مَضرُوبٍ، فَسَأَلَ عَنهُ، فَقِيلَ لَهُ: هُوَ لِزُهَيرِ بنِ القَينِ، وَكَانَ حَاجًّا أَقبَلَ مِن مَكَّةَ يُرِيدُ الكُوفَةَ.

① الفتوح: ج۵،ص ۷۰؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج۱،ص ۲۲۵؛ المناقب ابن شہر آشوب: ج۴،ص ۹۵؛ بحارالانوار: ج۴۴،ص ۳۷۲

فَأَرسَلَ إِلَيهِ الحُسَينُ علیہ السلام: أَنِ القَنِي أُكَلِّمكَ. فَأَبىٰ أَن يَلقَاهُ. وَكَانَت مَعَ زُهَيرٍ زَوجَتُهُ. فَقَالَت لَهُ: سُبحَانَ اللهِ، يَبعَثُ إِلَيكَ ابنُ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَا تُجِيبُهُ؟!

فَقَامَ يَمشِي إِلَى الحُسَينِ، فَلَم يَلبَث أَنِ انصَرَفَ وَقَد أَشرَقَ وَجهُهُ، فَأَمَرَ بِفُسطَاطِهِ فَقُلِعَ، وَضُرِبَ إِلَى لِزقِ فُسطَاطِ الحُسَينِ، ثُمَّ قَالَ لِامرَأَتِهِ: أَنتِ طَالِقٌ، فَتَقَدَّمِي مَعَ أَخِيكِ حَتّٰى تَصِلِي إِلَى مَنزِلِكِ، فَإِنِّي قَد وَطَّنتُ نَفسِي عَلَى المَوتِ مَعَ الحُسَينِ.

ثُمَّ قَالَ لِمَن كَانَ مَعَهُ مِن أَصحَابِهِ: مَن أَحَبَّ مِنكُمُ الشَّهَادَةَ فَليُقِم، وَمَن كَرِهَهَا فَليَتَقَدَّم. فَلَم يُقِم مَعَهُ مِنهُم أَحَدٌ، وَخَرَجُوا مَعَ المَرأَةِ وَأَخِيهَا حَتّٰى لَحِقُوا بِالكُوفَةِ.

"اخبار الطوال میں روایت ہے، جب امام حسین علیہ السلام مقامِ زرود [1] پر پہنچے تو وہاں آپؑ نے خوبصورت شاندار قیمتی خیمے لگے ہوئے دیکھے۔ آپؑ نے ان خیموں کے بارے میں پوچھا۔ آپؑ کی بارگاہ میں کہا گیا کہ یہ زُہیر بن قینؓ کے خیمے ہیں جو حج کر کے واپس کوفہ جا رہے ہیں۔

امام عالی مقام علیہ السلام نے اُن کی طرف اپنا آدمی بھیجا کہ وہ اُنھیں ملیں۔ جنابِ زُہیر نے ملنے سے انکار کر دیا۔ اُس وقت زُہیرؓ کے ساتھ اُن کی زوجہ بیٹھی ہوئی تھیں اُس نے کہا: سبحان اللہ! فرزند رسولؐ بلائیں اور آپ اُن سے ملنے نہ جائیں کتنا عجیب ہے؟

جب جنابِ زُہیرؓ نے اپنی زوجہ کی بات سنی تو فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور امام علیہ السلام کے خیمہ کی طرف چل پڑے۔ تھوڑی دیر وہ امام علیہ السلام کے ساتھ رہے اور واپس اپنے خیمے کی طرف آئے تو اُن کا چہرہ اندرونی خوشی سے

---

[1] زرود: ثعلبیہ اور خزیمیہ کے درمیان ریگستان ہے جس کا نام زرود ہے۔

چمک اُٹھا تھا۔ اُس نے حکم دیا کہ اُس کا خیمہ یہاں سے اُٹھا کر امام علیہ السلام کے خیمے کے نزدیک نصب کر دیا جائے۔ ان کا خیمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خیمہ کے پاس لگا دیا گیا۔ اُس نے پھر اپنی زوجہ سے کہا: میں نے تجھے طلاق دے دی ہے۔ تم اپنے بھائی کے ہمراہ اپنے گھر چلی جاؤ، میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے آپ کو فرزند رسولؐ کی معیت میں اللہ کے راستے میں قربان کر دوں۔

اس کے بعد حضرت زہیرؓ نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کیا، جو شہادت کا آرزومند ہے وہ میرے ساتھ چلے جسے یہ امر پسند نہیں ہے وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو جائے۔ لیکن اُن میں سے کسی نے جواب نہ دیا۔ وہ سب اُن کی زوجہ اور زوجہ کے بھائی کے ہمراہ کوفہ کی طرف چلے گئے"۔ (اخبار الطوال: ص ۲۴۶)

أنساب الأشراف: كَانَ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ الْبَجَلِيُّ بِمَكَّةَ. وَكَانَ عُثْمَانِيًّا. فَانْصَرَفَ مِنْ مَكَّةَ مُتَعَجِّلًا. فَضَمَّهُ الطَّرِيقُ وَحُسَيْنًا. فَكَانَ يُسَايِرُهُ وَلَا يُنَازِلُهُ، يَنْزِلُ الْحُسَيْنُ علیہ السلام فِي نَاحِيَةٍ وَزُهَيْرٌ فِي نَاحِيَةٍ. فَأَرْسَلَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام إِلَيْهِ فِي إِتْيَانِهِ. فَأَمَرَتْهُ امْرَأَتُهُ دَيْلَمُ بِنْتُ عَمْرٍو أَنْ يَأْتِيَهُ فَأَبَى. فَقَالَتْ: سُبْحَانَ اللهِ! أَيَبْعَثُ إِلَيْكَ ابْنُ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ فَلَا تَأْتِيهِ؟!

فَلَمَّا صَارَ إِلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى رَحْلِهِ. قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ. فَالْحَقِي بِأَهْلِكِ فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ يُصِيبَكِ بِسَبَبِي إِلَّا خَيْرًا. ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَتْبَعَنِي، وَإِلَّا فَإِنَّهُ آخِرُ الْعَهْدِ. وَصَارَ مَعَ الْحُسَيْنِ علیہ السلام.

"انساب الاشراف میں روایت ہے کہ زہیرؓ بن قین البجلی مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے۔ آپ عثمانی تھے۔ مناسک حج ادا کرنے کے فوراً بعد مکہ مشرفہ

سے واپس نکلے تو وہی راستہ اختیار کیا جس راستے پر امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام رواں دواں تھے۔ امامؑ راستے میں جہاں منزل کرتے تو یہ وہاں سے روانہ ہو جاتے، جہاں امام علیہ السلام سفر کا آغاز کرتے تو یہ وہاں پر منزل کرتے۔ اس طریقے سے یہ سفر طے کر رہے تھے۔ راستے میں صورتِ حال کچھ ایسی بنی کہ ایک ہی مقام پر دونوں قافلوں کو منزل کرنا پڑی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس کی طرف اپنا آدمی بھیجا کہ وہ اُن کے پاس آئیں، ایک ضروری بات ہے۔ اُن کی زوجہ دیلم بنت عمرو ان کے ساتھ تھی۔ اُس نے کہا: وہ امامؑ کے پاس جائے اور اُن کی بات سنے۔ زُہیرؓ نے انکار کر دیا کہ وہ نہیں جا سکتا۔ اُس کی زوجہ نے کہا: سبحان اللہ تمھاری طرف فرزندِ رسولؐ اپنا قاصد بھیجیں اور تم اُن کے پاس نہ جاؤ؟

یہ سن کر وہ اُٹھا اور امام علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں آیا۔ ملاقات کے بعد وہ اپنے قافلہ والوں کے پاس آیا۔ اپنی بیوی سے کہا: میں تجھے اپنے نکاح سے آزاد کرتا ہوں۔ تو اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلی جا۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تجھے کوئی پریشانی لاحق ہو۔ پھر اپنے سفر کے ساتھیوں سے کہا: تم میں سے جو میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے تو وہ چلے ورنہ بصورتِ دیگر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جائے۔ اس کے بعد جنابِ زہیرؓ امام علیہ السلام کے پاس چلے آئے"۔ (انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۸)

تاریخ الطبری عن أبي مخنف: حَدَّثَنِي السُّدِّيُّ، عَن رَجُلٍ مِن بَنِي فَزارَةَ، قالَ: لَمّا كانَ زَمَنُ الحَجّاجِ بنِ يوسُفَ، كُنّا في دارِ الحارِثِ بنِ أبي رَبيعَةَ الَّتي فِي التَّمّارينَ، الَّتي اُقطِعَت بَعدَ زُهَيرِ بنِ القَينِ، مِن بَني عَمرِو بنِ يَشكُرَ مِن بَجيلَةَ، وكانَ أهلُ الشّامِ لا يَدخُلونَها، فَكُنّا مُختَبِئينَ فيها، قالَ: فَقُلتُ لِلفَزارِيِّ: حَدِّثني عَنكُم حينَ أقبَلتُم مَعَ الحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ علیہ السلام.

قَالَ : كُنَّا مَعَ زُهَيْرِ بنِ القَيْنِ البَجَلِيِّ حِينَ أَقبَلنَا مِن مَكَّةَ نُسَايِرُ الحُسَينَ عليه السلام ، فَلَم يَكُن شَيءٌ أَبغَضَ إِلَينَا مِن أَن نُسَايِرَهُ فِي مَنزِلٍ، فَإِذَا سَارَ الحُسَينُ عليه السلام تَخَلَّفَ زُهَيرُ بنُ القَينِ، وَإِذَا نَزَلَ الحُسَينُ عليه السلام تَقَدَّمَ زُهَيرٌ ، حَتَّى نَزَلنَا يَومَئِذٍ فِي مَنزِلٍ لَم نَجِد بُدًّا مِن أَن نُنَازِلَهُ فِيهِ ، فَنَزَلَ الحُسَينُ عليه السلام فِي جَانِبٍ، وَنَزَلنَا فِي جَانِبٍ.

فَبَينَا نَحنُ جُلُوسٌ نَتَغَدّى مِن طَعَامٍ لَنَا ، إِذ أَقبَلَ رَسُولُ الحُسَينِ عليه السلام حَتَّى سَلَّمَ ، ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ: يَا زُهَيرُ بنُ القَينِ ، إِنَّ أَبَا عَبدِ اللهِ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ عليه السلام بَعَثَنِي إِلَيكَ لِتَأتِيَهُ . قَالَ : فَطَرَحَ كُلُّ إِنسَانٍ مَا فِي يَدِهِ، حَتَّى كَأَنَّنَا عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيرُ.

قَالَ أَبُو مِخنَفٍ : فَحَدَّثَتنِي دَلهَمُ بِنتُ عَمرٍو امرَأَةُ زُهَيرِ بنِ القَينِ، قَالَت: فَقُلتُ لَهُ : أَيَبعَثُ إِلَيكَ ابنُ رَسُولِ اللهِ ثُمَّ لَا تَأتِيهِ؟ سُبحَانَ اللهِ! لَو أَتَيتَهُ فَسَمِعتَ مِن كَلَامِهِ ثُمَّ انصَرَفتَ.

قَالَت: فَأَتَاهُ زُهَيرُ بنُ القَينِ، فَمَا لَبِثَ أَن جَاءَ مُستَبشِرًا قَد أَسفَرَ وَجهُهُ . قَالَت : فَأَمَرَ بِفُسطَاطِهِ وَثَقَلِهِ وَمَتَاعِهِ فَقُدِّمَ ، وَحُمِلَ إِلَى الحُسَينِ عليه السلام ، ثُمَّ قَالَ لِامرَأَتِهِ : أَنتِ طَالِقٌ، اِلحَقِي بِأَهلِكِ، فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَن يُصِيبَكِ مِن سَبَبِي إِلَّا خَيرٌ.

ثُمَّ قَالَ لِأَصحَابِهِ: مَن أَحَبَّ مِنكُم أَن يَتبَعَنِي، وَإِلَّا فَإِنَّهُ آخِرُ العَهدِ، إِنِّي سَأُحَدِّثُكُم حَدِيثًا:

غَزَونَا بَلَنجَرَ ، فَفَتَحَ اللهُ عَلَينَا ، وَأَصَبنَا غَنَائِمَ ، فَقَالَ لَنَا سَلمَانُ البَاهِلِيُّ: أَفَرِحتُم بِمَا فَتَحَ اللهُ عَلَيكُم ، وَأَصَبتُم مِنَ الغَنَائِمِ ؟! فَقُلنَا : نَعَم ، فَقَالَ لَنَا : إِذَا أَدرَكتُم شَبَابَ آلِ مُحَمَّدٍ فَكُونُوا أَشَدَّ فَرَحًا بِقِتَالِكُم مَعَهُم مِنكُم بِمَا أَصَبتُم

مِنَ الغَنَائِمِ. فَأَمَّا أَنَا، فَإِنِّي أَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ. قَالَ: ثُمَّ وَاللهِ مَا زَالَ فِي أَوَّلِ القَوْمِ حَتَّى قُتِلَ.

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے روایت ہے کہ مجھے السیدی نے بتایا، اُس نے بنی فزارہ کے ایک فرد سے سنا، حجاج بن یوسف کا دور تھا۔ ہم حارث بن ربیعہ کے گھر میں تھے۔ اہل شام کا جس مقام پر گزر تھا وہیں پر ہم چھپے ہوئے تھے۔ میں نے فزاری سے کہا: جب تم مکہ سے کوفہ کی طرف جا رہے تھے اور اُس راستے پر سفر کر رہے تھے کہ جس راستے پر حضرت امام حسین علیہ السلام سفر کر رہے تھے اُس سفر کا حال سنا۔

فزاری نے کہا: ہم زُہیرؓ بن قین البجلی کے ساتھ تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بھی کوفہ کی طرف جا رہے تھے۔ زُہیرؓ اور اُس کے ساتھیوں کو کسی منزل میں بھی آپ کا ساتھ ہونا گوارا نہ تھا۔ جب آپؑ روانہ ہوئے تھے تو زُہیرؓ ٹھہر جاتے تھے۔ جب آپؑ کہیں اُترتے تھے تو زُہیرؓ آگے بڑھ جاتے تھے۔ آخر ایک منزل میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ تھا کہ ہم اور امام حسین علیہ السلام وہیں پر قیام کریں۔ امام علیہ السلام ایک طرف اُترے، یہ لوگ دوسری جانب اُترے۔ ہم سب صبح کا کھانا کھا رہے تھے کہ امام علیہ السلام کا ایک آدمی آیا، اُس نے سلام کیا، اندر آیا اور زُہیر بن قینؓ سے کہا: آپ کو ابوعبداللہ حسینؑ بن علیؑ بلاتے ہیں۔ آپؑ تمھارے منتظر ہیں۔ یہ سنتے ہی سب نے اپنے ہاتھوں سے نوالے گرا دیے۔ ایسا معلوم ہوا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھ گئے ہوں۔ زُہیرؓ کی زوجہ دیلم بنت عمرو نے زُہیرؓ سے کہا: سبحان اللہ! فرزند رسولؐ تمھیں بلائیں اور تم اُن کے پاس نہ جاؤ۔ تم اُن کے پاس جاتے اور اُن کی بات سن کر واپس چلے آتے۔

زُہیرؓ امام علیہ السلام کے پاس گئے اور بہت جلد خوش ہشاش بشاش چہرہ کے ساتھ واپس آئے۔ اپنا خیمہ، ڈیرہ، ساز و سامان، مال و متاع اُٹھوا کر

امام علیہ السلام کی طرف بھجوا دیا۔ زوجہ سے کہا: میں نے تمھیں اپنے نکاح کے بندھن سے آزاد کر دیا ہے۔ تم اپنی برادری کی طرف چلی جاؤ، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے اچھائی کے علاوہ تمھیں کوئی اور پریشانی ہو۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: تم میں سے جو چاہے میرے ساتھ چلے، ورنہ یہ سمجھ لے کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ مجھے ایک حدیث یاد آ رہی ہے۔ وہ میں تم لوگوں کو سنانا چاہتا ہوں۔ غزوۂ بلنجر میں خدا نے ہمیں فتح دی۔ مالِ غنیمت ہمارے ہاتھ آیا۔ سلیمان الباہلی ① نے ہم سے کہا: کیا خدا نے تمھیں جو یہ فتح دی ہے اور آج مالِ غنیمت تمھارے ہاتھ آیا ہے تو تم بہت زیادہ خوش ہو، ہم نے کہا: واقعی آج ہم بہت زیادہ خوش ہیں۔ اس نے کہا: جوانانِ آلِ محمدؐ کا تمھیں زمانہ ملے اور اُن کی نصرت میں تم قتال کرو، تو تمھیں اس مالِ غنیمت سے بہت زیادہ خوشی ملے گی۔ اس کے بعد زہیرؓ نے کہا: اب میں تم لوگوں کو خدا حافظ کہتا ہوں۔ زُہیرؓ قافلۂ حسینیؑ کے ساتھ چلے اور آپ میدانِ کربلا میں شہید ہوئے۔ ②

الكامل في التاريخ: كَانَ زُهَيْرُ بْنُ الْقَيْنِ الْبَجَلِيُّ قَدْ حَجَّ، وَكَانَ عُثْمَانِيًّا، فَلَمَّا عَادَ جَمَعَهُمَا الطَّرِيقُ، وَكَانَ يُسَايِرُ الْحُسَيْنَ علیہ السلام مِنْ مَكَّةَ، إِلَّا أَنَّهُ لَا يَنْزِلُ مَعَهُ، فَاسْتَدْعَاهُ يَوْمًا الْحُسَيْنُ علیہ السلام

---

① سلیمان بن ربیعہ الباہلی کوفی: حربِ قادسیہ میں حاضر تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ حکومت میں اُنھیں مدائن کا قاضی بنایا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے اُنھیں معزول کر دیا تھا۔ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اُنھوں نے بلنجر میں جنگ کی۔ اس وقت ریاست کا عامل سعید بن عاص تھا۔ (تاریخ بغداد: ج۹، ص ۲۰۶؛ تاریخ خلیفہ: ج۲، ص ۳۶۲۔ بعض مصادر جیسے ارشاد، روضۃ الواعظین، مقتل الخوارزمی، کامل فی التاریخ میں سلیمان باہلی کی جگہ حضرت سلمان فارسیؓ کا ذکر ہے جو صحیح نہیں ہے۔ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت عمرؓ کے دور میں فوت ہو گئے تھے۔ بلنجر حضرت عثمانؓ کے دور میں فتح ہوا تھا۔

② تاریخ طبری: ج۵، ص ۳۹۶؛ ارشاد: ج۲، ص ۷۲؛ روضۃ الواعظین: ص ۹۷؛ مثیر الاحزان: ص ۴۶؛ بحارالانوار: ج۴۴، ص ۳۷۱؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص ۲۲۵

فَشَقَّ عَلَيْهِ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَجَابَهُ عَلَى كُرْهٍ. فَلَمَّا عَادَ مِنْ عِنْدِهِ نَقَلَ ثَقَلَهُ إِلَى ثَقَلِ الْحُسَيْنِ علیہ السلام.

ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: مَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَتْبَعَنِي وَإِلَّا فَإِنَّهُ آخِرُ الْعَهْدِ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا: غَزَوْنَا بَلَنْجَرَ، فَفُتِحَ عَلَيْنَا، وَأَصَبْنَا غَنَائِمَ فَفَرِحْنَا، وَكَانَ مَعَنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فَقَالَ لَنَا: إِذَا أَدْرَكْتُمْ سَيِّدَ شَبَابِ أَهْلِ مُحَمَّدٍ فَكُونُوا أَشَدَّ فَرَحًا بِقِتَالِكُمْ مَعَهُ، بِمَا أَصَبْتُمُ الْيَوْمَ مِنَ الْغَنَائِمِ، فَأَمَّا أَنَا فَأَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ!

ثُمَّ طَلَّقَ زَوْجَتَهُ وَقَالَ لَهَا: الْحَقِي بِأَهْلِكِ، فَإِنِّي لَا أُحِبُّ أَنْ يُصِيبَكِ فِي سَبَبِي إِلَّا خَيْرٌ. وَلَزِمَ الْحُسَيْنَ علیہ السلام حَتّٰى قُتِلَ مَعَهُ.

"الکامل فی التاریخ میں روایت ہے کہ زُہیر بن قین البجلیؓ حج کر کے واپس اپنے وطن کوفہ جا رہے تھے۔ یہ عثمانی تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کوفہ کی طرف جا رہے تھے۔ انھیں یہ گوارا نہ تھا کہ وہ امام علیہ السلام کی ہمراہی میں سفر کریں یا کہیں ایک ساتھ منزل کریں۔ اتفاق سے دونوں کو ایک جگہ اُترنا پڑا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اِن کی طرف اپنا آدمی بھیجا کہ امامؑ انھیں اپنے ہاں بلا رہے ہیں۔ قاصد نے جب زُہیرؓ کو یہ پیغام دیا تو وہ پریشان ہو گئے۔ بادلِ نخواستہ اُٹھے اور امامؑ کی بارگاہِ قدس میں پہنچے۔ ملاقات ہوئی اور پھر فوراً اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آئے۔ اپنا سامان اُٹھوا کر فرزندِ رسولؐ کے خیام کے پاس منتقل کرا دیا۔

سامان کے انتقال کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا: جو میرے ساتھ چلنا چاہے تو وہ چلے ورنہ خدا حافظ۔ میں تمھیں ایک واقعہ کی خبر دیتا ہوں جس کا تعلق آج کے اس واقعہ سے ہے۔ ہم غزوۂ بلنجر پر گئے ہوئے تھے۔ ہمیں خداوندِ تعالیٰ نے فتح عنایت کی۔ اس جنگ میں ہمیں بہت زیادہ مال

غنیمت ملا تھا۔ ہمارے ساتھ جنابِ سلمان فارسیؓ بھی تھے۔ اُنھوں نے ہم سے کہا: جب تم کبھی سید شبابِ آلِ محمدؐ کو درک کرو گے اور اُن کی نصرت میں جنگ کرو گے تو اس وقت تمھاری مسرت و شادمانی کچھ اس قدر ہو گی کہ جس کا مقابلہ کائنات کی کوئی خوشی نہیں کر سکتی۔ یہ آج کل کا مالِ غنیمت تو کچھ بھی نہیں ہے۔

ارے میرے ساتھیو! میں ابدی خوشی کے حصول کی طرف چلتا ہوں اور تمھیں اپنے اللہ کے حوالے کرتا ہوں۔ پھر زُہیرؓ نے اپنی زوجہ کو نکاح کے بندھن سے آزاد کیا اور اُس سے کہا: تم اپنے گھر والوں کی طرف چلی جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تمھیں میری طرف سے کوئی نقصان پہنچے۔

زہیرؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کے ہمراہ کربلا پہنچے اور آپؓ نے وہیں جامِ شہادت نوش کیا۔ (1)

الملهوف: حَدَّثَ جَمَاعَةٌ مِن بَنِي فَزَارَةَ وَبَجِيلَةَ قَالُوا: كُنَّا مَعَ زُهَيرِ بنِ القَينِ لَمَّا أَقبَلنَا مِن مَكَّةَ. فَكُنَّا نُسَايِرُ الحُسَينَ عليه السلام. وَمَا شَيءٌ أَكرَهَ إِلَينَا مِن مُسَايَرَتِهِ. لِأَنَّ مَعَهُ نِسوَانَهُ. فَكَانَ إِذَا أَرَادَ النُّزُولَ اعتَزَلنَاهُ. فَنَزَلنَا نَاحِيَةً.

فَلَمَّا كَانَ فِي بَعضِ الأَيَّامِ نَزَلَ فِي مَكَانٍ. فَلَم نَجِد بُدًّا مِن أَن نُنَازِلَهُ فِيهِ. فَبَينَمَا نَحنُ نَتَغَدَّى بِطَعَامٍ لَنَا إِذ أَقبَلَ رَسُولُ الحُسَينِ عليه السلام حَتَّى سَلَّمَ عَلَينَا.

ثُمَّ قَالَ: يَا زُهَيرُ بنَ القَينِ. إِنَّ أَبَا عَبدِ اللهِ عليه السلام بَعَثَنِي إِلَيكَ لِتَأتِيَهُ. فَطَرَحَ كُلُّ إِنسَانٍ مِنَّا مَا فِي يَدِهِ. حَتَّى كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيرُ.

---

(1) الكامل في التاريخ: ج ۲، ص ۵۴۹

فَقَالَت لَهُ زَوجَتُهُ وَهِيَ دَيلَمُ بِنتُ عَمرٍو: سُبحانَ اللهِ! أَيَبعَثُ إِلَيكَ ابنُ رَسُولِ اللهِ ثُمَّ لَا تَأتِيهِ؛! فَلَو أَتَيتَهُ فَسَمِعتَ مِن كَلامِهِ. فَمَضىٰ إِلَيهِ زُهَيرٌ.

فَمَا لَبِثَ أَن جاءَ مُستَبشِراً قَد أَشرَقَ وَجهُهُ. فَأَمَرَ بِفُسطاطِهِ فَقُوِّضَ. وبِثَقَلِهِ وَمَتاعِهِ فَحُوِّلَ إِلَى الحُسَينِ علیہ السلام. وَقالَ لِامرَأَتِهِ: أَنتِ طالِقٌ؛ فَإِنّي لا أُحِبُّ أَن يُصيبَكِ بِسَبَبي إِلّا خَيرٌ. وَقَد عَزَمتُ عَلىٰ صُحبَةِ الحُسَينِ لِأَفدِيَهُ بِرُوحي، وَأَقِيَهُ بِنَفسِي. ثُمَّ أَعطاها مالَها. وَسَلَّمَها إِلىٰ بَعضِ بَني عَمِّها لِيوصِلَها إِلىٰ أَهلِها. فَقامَت إِلَيهِ وَوَدَّعَتهُ وبَكَت. وَقالَت: خارَ اللهُ لَكَ. أَسأَلُكَ أَن تَذكُرَني فِي القِيامَةِ عِندَ جَدِّ الحُسَينِ. ثُمَّ قالَ لِأَصحابِهِ: مَن أَحَبَّ مِنكُم أَن يَصحَبَني، وإِلّا فَهُوَ آخِرُ العَهدِ مِنّي بِهِ.

"الملہوف میں روایت ہے کہ بنی فزارہ اور بنی بجیلہ کے لوگوں نے بتایا کہ ہم جناب زہیر بن قین ؓ کے ہمراہ مکہ مشرفہ سے کوفہ کی طرف آ رہے تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بھی اس راستے کے راہی تھے جس راستے پر ہم چل رہے تھے۔ ہمیں اُن کے ساتھ سفر کرنا پسند نہیں تھا کیونکہ اُن کے ساتھ خواتین تھیں جہاں وہ اُترتے تو ہم وہاں سے چل پڑتے تھے۔ جہاں سے وہ چلتے تو ہم وہاں اُتر پڑتے تھے۔ اسی صورت میں ہم منازل پر منازل طے کرتے رہے۔ اتفاق کیجیے کہ ایک دن ہمیں وہیں اُترنا پڑا جہاں امام علیہ السلام نے منزل کی ہوئی تھی۔ ہم کھانا کھانے میں معروف تھے کہ امام حسین علیہ السلام کا ایک آدمی آیا، اُس نے سلام کیا اور جناب زُہیر ؓ سے کہا: آپ کو ابوعبداللہ اپنے پاس بلا رہے ہیں۔ جب ہم نے یہ بات سنی تو ہمارے ہاتھوں سے لقمے گر گئے۔ ہماری حالت یہ ہوگئی گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب زُہیر ؓ کی زوجہ دیلم بنت عمرو نے کہا:

سبحان اللہ فرزند رسولؐ تمھیں بلائیں اور تم اُن کے پاس نہ جاؤ؟ تمھیں تو فوراً اُن کے پاس جانا چاہیے تھا۔ اُن کی بات سن کر واپس آجاتے۔

زُہیرؓ اُٹھے اور امامؑ کی طرف چلے گئے۔ امام علیہ السلام سے ملاقات کی۔ چند لمحات کے بعد شاداں وفرحاں چہرے کے ساتھ واپس آئے۔ ساتھیوں کو حکم دیا کہ اُن کا خیمہ یہاں سے اُکھاڑ کر امام علیہ السلام کے خیمہ کے ساتھ لگا دو۔ باقی تمام مال ومتاع بھی اُدھر منتقل کر دو۔

اس کے بعد اپنی زوجہ سے کہا: میں اب تمھیں نکاح کی قید سے آزاد کرتا ہوں، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمھیں کوئی پریشانی لاحق ہو۔ میں اب فرزندِ رسولؐ کی صحبت میں رہوں گا، اور اپنی روح اُن پر قربان کروں گا اور اپنی جان سے اُن کا دفاع کروں گا۔ اپنا بہت سا مال اُسے عطا کیا اور اُسے اپنے چچازاد بھائی کے حوالے کیا کہ وہ اُسے اپنے گھر والوں تک پہنچا دے۔

جب اس بی بی نے زُہیرؓ کی یہ بات سنی تو کھڑی ہوگئی اور رونے لگی۔ روتے ہوئے کہا: اللہ سبحانہ تعالیٰ تمھیں خیریت سے رکھے۔ قیامت کے دن امام حسین علیہ السلام کے جدِ بزرگوار کی بارگاہ میں مجھے نہ بھولنا۔

اس کے بعد جنابِ زہیرؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ دعوتِ عام ہے جو میرا ساتھ دینا چاہے تو وہ میرے ساتھ چلے، ورنہ خدا حافظ"۔ ①

دلائل الإمامة عن عمارة بن زيد: حَدَّثَنَا إبراهيمُ بنُ سَعدٍ، أَخبَرَنِي أَنَّهُ كَانَ مَعَ زُهَيرِ بنِ القَينِ حِينَ صَحِبَ الحُسَينَ علیہ السلام، فَقَالَ لَهُ: يَا زُهَيرُ! إعلَم أَنَّ هَاهُنَا مَشهَدِي، وَيَحمِلُ هٰذَا مِن جَسَدِي يَعنِي رَأسَهُ زَحرُ بنُ قَيسٍ، فَيَدخُلُ بِهِ عَلَى يَزِيدَ يَرجُو نَوَالَهُ، فَلَا يُعطِيهِ شَيئًا.

---

① الملہوف: ص ۱۳۲؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۷۱

"دلائل امامت میں عمارہ بن زید سے روایت ہے، اُس نے کہا: ہمیں ابراہیم بن سعد نے بتایا اُس نے مجھے خبر دی کہ وہ زُہیرؓ بن قین کے ساتھ تھا۔ جب وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی صحبت میں تھے۔ امام علیہ السلام نے زُہیرؓ سے فرمایا: اے زُہیرؓ! تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں میں نے شہید ہونا ہے، یہ میرا مشہد ہے۔ یہاں سے وہ میرا سر اُٹھائے گا۔ (زحر بن قیس) وہ یزید کے پاس جائے گا کہ اُسے انعام ملے لیکن وہ خائب وخاسر لوٹے گا"۔ ①

حضرت امام حسین علیہ السلام کا ثعلبیہ میں ورود

الكافي عن الحكم بن عتيبة: لَقِيَ رَجُلٌ الحُسَينَ بنَ عَلِيٍّ علیہ السلام بِالثَّعلَبِيَّةِ، وَهُوَ يُرِيدُ كَربَلاءَ، فَدَخَلَ عَلَيهِ فَسَلَّمَ عَلَيهِ، فَقالَ لَهُ الحُسَينُ علیہ السلام: مِن أَيِّ البِلادِ أَنتَ؟ قالَ: مِن أَهلِ الكوفَةِ. قالَ: أَمَا وَاللهِ يَا أَخَا أَهلِ الكوفَةِ! لَو لَقيتُكَ بِالمَدينَةِ لَأَرَيتُكَ أَثَرَ جَبرَئيلَ علیہ السلام مِن دارِنا، وَنُزولِهِ بِالوَحيِ عَلى جَدّي، يَا أَخَا أَهلِ الكوفَةِ، أَفَمُستَقَى النّاسِ العِلمَ مِن عِندِنا، فَعَلِموا وَجَهِلنا؟! هٰذا ما لا يَكونُ!

"الکافی میں حکم بن عتیبہ سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام جب کربلا کی طرف روانہ تھے تو آپؑ سے منزل ثعلبیہ پر ایک آدمی ملا۔ اُس نے آپؑ کو سلام کیا۔ آپؑ نے اُس سے پوچھا: اے شخص! تیرا کس شہر سے تعلق ہے؟ اُس نے کہا: میں کوفہ کا باشندہ ہوں۔

آپؑ نے اُس سے فرمایا: اے کوفی بھائی! اگر تو مجھے مدینہ منورہ میں ملتا، واللہ! میں تجھے اپنے گھر میں حضرت جبرئیل امینؑ کے داخل ہونے کی جگہ

---

① دلائل امامت: ص ۱۸۲

اور اپنے نانا رسول اللہ پر وحی کے نزول کا مقام دکھاتا۔ ① اے کوفی بھائی! تشنگانِ حق و حقیقت نے اپنی اس معنوی و روحانی پیاس کا علاج ہمارے ہی گھرانے سے کیا ہے۔ پس یہ کیسے ممکن ہے کہ ان لوگوں کے پاس علم کی دولت ہو اور ہم جاہل اور بے خبر رہیں؟ ایسا ممکن ہی نہیں ہے"۔ ②

الملهوف: بَاتَ [الحُسَينُ] عليه السلام فِي المَوضِعِ [أي الثَّعلَبِيَّةِ]، فَلَمَّا أَصبَحَ، فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مِن أَهلِ الكُوفَةِ يُكَنّى أَبَا هِرَّةَ الأَزدِيَّ، فَلَمّا أَتَاهُ سَلَّمَ عَلَيهِ، ثُمَّ قَالَ: يَابنَ رَسُولِ اللهِ، مَا الَّذِي أَخرَجَكَ مِن حَرَمِ اللهِ وَحَرَمِ جَدِّكَ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وآله؟

فَقَالَ الحُسَينُ عليه السلام: وَيحَكَ يَا أَبَا هِرَّةَ! إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ أَخَذُوا مَالِي فَصَبَرتُ، وَشَتَمُوا عِرضِي فَصَبَرتُ، وَطَلَبُوا دَمِي فَهَرَبتُ، وَايمُ اللهِ! لَتَقتُلُنِي الفِئَةُ البَاغِيَةُ، وَلَيُلبِسَنَّهُمُ اللهُ ذُلّاً شَامِلاً، وَسَيفاً قَاطِعاً، وَلَيُسَلِّطَنَّ اللهُ عَلَيهِم مَن يُذِلُّهُم، حَتّى يَكُونُوا أَذَلَّ مِن قَومِ سَبَأٍ، إِذ مَلَكَتهُمُ امرَأَةٌ مِنهُم، فَحَكَمَت فِي أَموَالِهِم وَدِمَائِهِم حَتّى أَذَلَّتهُم.

"الملہوف میں روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام نے ثعلبیہ میں رات بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو آپ کی کوفہ کے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی کہ جس کی کنیت ابوھرہ الازدی ③ تھی، اس نے آپ کو سلام کیا۔ پھر عرض

---

① حضرت علامہ مجلسیؒ نے مرآۃ العقول میں فرمایا ہے: "آثار الرسول" سے مراد وہ جگہ ہے جہاں جبرئیل ٹھہر کر رسولِ ثقلین سے اذنِ دخول حاصل کرتا تھا۔ یہ جگہ آج بھی مشہور ہے اور اس کے قریب واقع دروازہ کو باب جبرئیل کہا جاتا ہے۔ (مترجم)

② الکافی: ج ۱، ص ۳۹۸؛ بصائر الدرجات: ص ۱۲؛ تفسیر العیاشی: ج ۱، ص ۱۳؛ بحار الانوار: ج ۴۵، ص ۹۳

③ ابوھرہ ازدی کوفی: شیخ صدوق رحمہ اللہ نے اپنی "امالی" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کا نام "ابوھرم" نقل کیا ہے، لیکن ماہرین رجال نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ (امالی صدوق: ص ۲۱۹، مستدرکات علم رجال: ص ۸، ص ۴۷۳)

گزار ہوا۔ اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ نے حرمِ خداوندی اور اپنے نانا بزرگوار کے حرم کو کیوں چھوڑا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوھرہ! بنواُمیہ نے میرا مال غصب کیا تو میں نے صبر کیا، اُنھوں نے مجھے گالیاں دیں، میں نے برداشت کیا لیکن جب اُنھوں نے میرا خون بہانا چاہا تو میں نے نانا کا حرم چھوڑ دیا۔ واللہ! یہ باغی وہ بنواُمیہ مجھے قتل کر دے گا۔ پھر خدا انھیں ذلت وخواری اور قتل و غارت گری میں جتلا کر دے گا اور ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کرے گا جو انھیں پستی، ذلت و خواری سے دوچار کر دیں گے یہاں تک کہ یہ لوگ قومِ سبا سے بھی زیادہ ذلت وخواری کا شکار ہوں گے، جن کے جان و مال پر ایک عورت حکمران تھی"۔ ①

الأمالي للصدوق عن عبدالله بن منصور عن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين عن أبيه عن جدّه [زين العابدين] عليهم السلام: ثُمَّ سارَ [الحُسَينُ علیہ السلام] حَتّى نَزَلَ الرُّهَيمَةَ، فَوَرَدَ عَلَيهِ رَجُلٌ مِن أهلِ الكوفَةِ، يُكَنّى أبا هَرِمٍ، فَقالَ: يَابنَ النَّبِيِّ، مَا الَّذي أخرَجَكَ مِنَ المَدينَةِ؟ فَقالَ: وَيحَكَ يا أبا هَرِمٍ! شَتَموا عِرضي فَصَبَرتُ، وَطَلَبوا مالي فَصَبَرتُ، وَطَلَبوا دَمي فَهَرَبتُ، وَايمُ اللهِ لَيَقتُلُنّي، ثُمَّ لَيُلبِسَنَّهُمُ اللهُ ذُلّاً شامِلاً، وَسَيفاً قاطِعاً، وَلَيُسَلِّطَنَّ عَلَيهِم مَن يُذِلُّهُم.

"امالی صدوق میں عبداللہ بن منصور سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی

---

① الملہوف: ص ۱۳۲؛ مثیر الاحزان: ص ۳۶؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۶۸؛ الفتوح: ج ۵، ص ۷۱؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۲۶

ہے کہ جب سیّد الانام حضرت امام حسین علیہ السلام منزلِ رُھیمیہ [1] پر پہنچے تو وہاں آپؑ کے پاس کوفہ کا ایک آدمی آیا، جس کی کنیت اباھرم تھی۔ اُس نے کہا: اے اللہ کے نبی کے فرزند! آپؑ نے مدینہ منورہ سے خروج کیوں کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابوھرم! افسوس کی بات ہے۔ بنی اُمیہ نے ہم پر سَب وشتم کیا ہم نے صبر کیا۔ اُنھوں نے ہمارے اَموال پر قبضہ کیا ہم نے برداشت کیا۔ اب اُنھوں نے میرے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس لیے میں نے مدینہ چھوڑ دیا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ لوگ مجھے قتل کریں گے۔ اللہ رب العزت انھیں ذلّت ورُسوائی کے لباس میں ملبوس کرے گا۔ ان پر شمشیر آبدار چمکتی رہے گی۔ اللہ اُن پر اُن لوگوں کو مسلط کرے گا جو اُنھیں ان کی دُنیا کو ان پر تیرہ وتاریک کردے گا"۔ [2]

الطبقات الکبری (الطبقة الخامسة من الصحابة) عن بجیر بن شدّاد الأسدی: مَرَّ بِنَا الحُسَینُ علیہ السلام بِالثَّعلَبِیَّةِ، فَخَرَجتُ إِلَیهِ مَعَ أَخِی، فَإِذَا عَلَیهِ جُبَّةٌ صَفرَاءُ، لَهَا جَیبٌ فِي صَدرِهَا، فَقَالَ لَهُ أَخِی: إِنِّي أَخَافُ عَلَیكَ. فَضَرَبَ بِالسَّوطِ عَلَی عَیبَةٍ قَد حَقَبَهَا خَلفَهُ، وَقَالَ: هٰذِهِ كُتُبُ وُجوهِ أَهلِ المِصرِ.

"طبقات الکبریٰ میں بُجیر بن شداد اسدی سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام کا ثعلبیہ میں ہم سے گزر ہوا۔ میں اپنے بھائی کے ساتھ اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اُس وقت آپؑ نے زرد رنگ کا جبہ پہن رکھا تھا جس کے صدر میں جیب لگی ہوئی تھی۔ میرے بھائی نے اُن کی خدمت میں عرض کیا: مجھے آپ کا خوف ہے کہ کہیں دشمن آپ کو قتل نہ کردے؟

---

[1] رھیمیہ کوفہ کے قریب ایک مقام ہے۔ سکونی نے کہا ہے کہ ایک چشمہ کا نام ہے جو خفیہ کے بعد آتا ہے۔ جو کوفہ سے شام کے راستے پر ہے۔ (معجم البلدان: ج ۳، ص ۱۰۹)

[2] امالی الصدوق: ص ۲۱۸؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۱۳

آپؑ نے اپنی سواری پر اپنے پیچھے ایک بڑا تھیلا رکھا ہوا تھا اُس پر تازیانہ مارا اور فرمایا: اس میں شہرِ کوفہ کے اعیان و اشراف کے خطوط ہیں"۔ ①

تاریخ دمشق عن سفیان :حَدَّثَنَا رَجُلٌ مِن بَنِی أَسَدٍ يُقَالُ لَهُ بحيرٌ بَعدَ الخَمسِينَ وَالمِئَةِ وَكَانَ مِن أهلِ الثَّعلَبِيَّةِ، وَلَم يَكُن فِي الطَّرِيقِ رَجُلٌ أَكبَرَ مِنهُ. فَقُلتُ: مِثلُ مَن كُنتَ حِينَ مَرَّ بِكُم حُسَينُ بنُ عَلِيٍّ علیہ السلام؟

قَالَ: غُلامٌ يَفعَتُ قَالَ: فَقَامَ إلَيهِ أَخٌ لِي كَانَ أَكبَرَ مِنِّي يُقَالُ لَهُ زُهَيرٌ. قَالَ: أَيِ ابنَ بِنتِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، إنِّي أَرَاكَ فِي قِلَّةٍ مِنَ النَّاسِ!

فَأَشَارَ الحُسَينُ علیہ السلام بِسَوطٍ فِي يَدِهِ هٰكَذا، فَضَرَبَ حَقِيبَةً وَرَاءَهُ فَقَالَ: هَا إنَّ هٰذِهِ مَملُوءَةٌ كُتُبًا. فَكَأَنَّهُ شَدَّ مِن مُنَّةِ أَخِي.

قَالَ سُفيَانُ: فَقُلتُ لَهُ: ابنُ كَم أَنتَ؟ قَالَ: ابنُ سِتَّ عَشرَةَ وَمِئَةٍ. قَالَ سُفيَانُ: وَكُنَّا استَودَعنَاهُ طَعَامًا لَنَا وَمَتَاعًا. فَلَمَّا رَجَعنَا طَلَبنَاهُ مِنهُ. قَالَ: إن كَانَ طَعَامًا فَلَعَلَّ الحَيَّ قَد أَكَلُوهُ! فَقُلنَا: إنَّا لِلّٰهِ ذَهَبَ طَعَامُنَا! فَإِذَا هُوَ يَمزَحُ مَعِي، فَأَخرَجَ إلَينَا طَعَامَنَا وَمَتَاعَنَا.

"تاریخ دمشق میں سفیان سے روایت ہے، ہمیں بنی اسد کے آدمی نے بتایا جس کا نام بُحیر تھا۔ یہ ۱۵۰ھ کی بات ہے۔ یہ ثعلبیہ کا رہنے والا تھا۔ اُس علاقے میں معمر آدمی صرف یہی تھا۔ میں نے اُس سے پوچھا: جب حضرت امام حسین علیہ السلام اس علاقے سے گزرے تھے تو اُس وقت تمھاری عمر کیا تھی؟ اس نے کہا: میں اُس زمانے میں ابھی بلوغت کی دہلیز پر قدم

---

① طبقات کبریٰ: ج۱، ص ۴۵۷؛ تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۱۶

رکھ رہا تھا۔ اُس نے کہا: میرے بھائی زُہیر جو مجھ سے بڑے تھے، اُس نے کہا: اے فرزند دختر رسولؐ! آپؑ کے کاروان میں لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔

امام علیہ السلام کے ہاتھ میں تازیانہ تھا۔ آپؑ نے اس طرح وہ تازیانہ اُس تھیلے پر مارا جو سواری پر آپؑ کے پیچھے بندھا ہوا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ تھیلا خطوط سے بھرا ہوا ہے۔ سفیان راوی نے پوچھا: اِس وقت آپ کی عمر کتنی ہے؟ اُس نے کہا: ۱۱۶ سال ہے۔

یحییٰ سفیان کہتا ہے کہ ہم نے بُجیر کے حوالے اپنی خوراک کا سامان اور مال ومتاع امانتاً رکھا ہوا تھا۔ جب ہم اپنے کام سے فارغ ہوکر اُس کے پاس واپس آئے تو اُس سے اپنی خوراک اور مال طلب کیا تو اُس نے کہا: وہ شاید آپ کا کھانا تو قبیلہ کے لوگ کھا گئے ہوں۔ ہم نے کہا: انا للہ ہائے ہمارا کھانا ہمارے ہاتھوں سے چلا گیا اور ہم محروم ہوگئے، حالانکہ وہ ہمارے ساتھ مزاح کر رہا تھا۔ اُس نے ہمارا طعام اور مال ومتاع ہمیں واپس کردیا"۔ ①

حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کی خبر

الإرشاد عن عبد الله بن سليمان والمنذر بن المشمعل الأسديين: لَمَّا قَضَينا حَجَّنا، لَم تَكُن لَنا هِمَّةٌ إلا اللَّحاقَ بِالحُسَينِ علیہ السلام فِي الطَّريقِ، لِنَنظُرَ ما يَكونُ مِن أمرِهِ، فَأَقبَلنا تُرقِلُ بِنا نِياقُنا مُسرِعَينِ حَتّى لَحِقنا بِزَرودَ، فَلَمّا دَنَونا مِنهُ، إذا نَحنُ بِرَجُلٍ مِن أهلِ الكوفَةِ قَد عَدَلَ عَنِ الطَّريقِ حينَ

① تاریخ دمشق: ج ۱۴، ص ۲۱۴؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۱۵؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۱۰؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۵

رَأى الحُسَينَ عليه السلام، فَوَقَفَ الحُسَينُ عليه السلام كَأَنَّهُ يُريدُهُ، ثُمَّ تَرَكَهُ ومَضى، ومَضَينا نَحوَهُ.

فَقالَ أحَدُنا لِصاحِبِهِ: إذهَب بِنا إلى هذا لِنَسأَلَهُ، فَإِنَّ عِندَهُ خَبَرَ الكوفَةِ. فَمَضَينا حَتّى انتَهَينا إلَيهِ، فَقُلنا: السَّلامُ عَلَيكَ. فَقالَ: وعَلَيكُمُ السَّلامُ. قُلنا: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ قالَ: أسَدِيٌّ. قُلنا: ونَحنُ أسَدِيّانِ، فَمَن أنتَ؟ قالَ: أنا بَكرُ بنُ فُلانٍ، وَانتَسَبنا لَهُ ثُمَّ قُلنا لَهُ: أخبِرنا عَنِ النّاسِ وَراءَكَ. قالَ: نَعَم، لَم أخرُج مِنَ الكوفَةِ حَتّى قُتِلَ مُسلِمُ بنُ عَقيلٍ، وهانِئُ بنُ عُروَةَ، ورَأَيتُهُما يُجَرّانِ بِأَرجُلِهِما فِي السّوقِ.

فَأَقبَلنا حَتّى لَحِقنَا الحُسَينَ صَلَواتُ اللهِ عَلَيهِ، فَسايَرناهُ حَتّى نَزَلَ الثَّعلَبِيَّةَ مُمسِيًا، فَجِئناهُ حينَ نَزَلَ، فَسَلَّمنا عَلَيهِ فَرَدَّ عَلَينَا السَّلامَ، فَقُلنا لَهُ: رَحِمَكَ اللهُ! إنَّ عِندَنا خَبَراً، إن شِئتَ حَدَّثناكَ عَلانِيَةً وإن شِئتَ سِرًّا، فَنَظَرَ إلَينا وإلى أصحابِهِ، ثُمَّ قالَ: ما دونَ هؤُلاءِ سِترٌ.

فَقُلنا لَهُ: رَأَيتَ الرّاكِبَ الَّذِي استَقبَلتَهُ عَشِيَّ أمسِ؟ قالَ: نَعَم، وقَد أرَدتُ مَسأَلَتَهُ، فَقُلنا: قَد وَاللهِ استَبرَأنا لَكَ خَبَرَهُ وكَفَيناكَ مَسأَلَتَهُ، وهُوَ امرُؤٌ مِنّا ذو رَأيٍ وصِدقٍ وعَقلٍ، وإنَّهُ حَدَّثَنا أنَّهُ لَم يَخرُج مِنَ الكوفَةِ حَتّى قُتِلَ مُسلِمٌ وهانِئٌ، ورَآهُما يُجَرّانِ فِي السّوقِ بِأَرجُلِهِما.

فَقالَ: إنّا للهِ وإنّا إلَيهِ راجِعونَ، رَحمَةُ اللهِ عَلَيهِما! يُكَرِّرُ ذلِكَ مِرارًا، فَقُلنا لَهُ: نَنشُدُكَ اللهَ في نَفسِكَ وأهلِ بَيتِكَ، إلّا انصَرَفتَ مِن مَكانِكَ هذا، فَإِنَّهُ لَيسَ لَكَ بِالكوفَةِ ناصِرٌ ولا شيعَةٌ، بَل نَتَخَوَّفُ أن يَكونوا عَلَيكَ.

فَنَظَرَ إِلَى بَنِي عَقِيلٍ. فَقَالَ: مَا تَرَوْنَ ؟ فَقَدْ قُتِلَ مُسْلِمٌ؟
فَقَالُوا: وَاللَّهِ لَا نَرْجِعُ حَتَّى نُصِيبَ ثَأْرَنَا. أَوْ نَذُوقَ مَا ذَاقَ.
فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا الْحُسَيْنُ علیہ السلام وَقَالَ: لَا خَيْرَ فِي الْعَيْشِ بَعْدَ هٰؤُلَاءِ.
فَعَلِمْنَا أَنَّهُ قَدْ عَزَمَ رَأْيَهُ عَلَى الْمَسِيرِ. فَقُلْنَا لَهُ: خَارَ اللَّهُ لَكَ!
فَقَالَ: رَحِمَكُمَا اللَّهُ! فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: إِنَّكَ وَاللَّهِ مَا أَنْتَ مِثْلَ
مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ. وَلَوْ قَدِمْتَ الْكُوفَةَ لَكَانَ النَّاسُ إِلَيْكَ
أَسْرَعَ. فَسَكَتَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى إِذَا كَانَ السَّحَرُ قَالَ لِفِتْيَانِهِ
وَغِلْمَانِهِ: أَكْثِرُوا مِنَ الْمَاءِ. فَاسْتَقَوْا وَأَكْثَرُوا ثُمَّ ارْتَحَلُوا.
فَسَارَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى زُبَالَةَ.

"ارشاد میں عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشمعل اسدی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: جب ہم مناسکِ حج سے فارغ ہوئے تو تیزی سے مراجعت کی اور اس سُرعت و شتابی سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو راستے میں ملیں، تاکہ یہ دیکھیں کہ آپؑ کن مراحل میں ہیں۔ ہم نے اپنی سواریوں کو دوڑایا، یہاں تک کہ مقامِ زَرود پر پہنچے جو ثعلبیہ کے نزدیک واقع ہے۔ وہیں آنحضرتؑ سے جا ملے۔ جب ہم نے آپؑ سے ملنا چاہا تو اُس وقت ہم نے اچانک کوفہ سے ایک آدمی کو دیکھا جو کوفہ سے آرہا تھا۔ جب اُس نے امام علیہ السلام کے لشکر کو دیکھا تو اُس نے راستہ بدل لیا اور شاہراہ سے ایک طرف ہوگیا۔ آنحضرتؑ بھی تھوڑی دیر رُک کے کہ اُس سے ملاقات کریں۔ جب آپؑ اُس سے نا اُمید ہوئے تو وہاں سے آگے بڑھے۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ بہتر ہے کہ اس شخص کے پاس جائیں اور اُس سے حالات معلوم کریں کیونکہ وہ کوفہ کے حالات سے باخبر ہے۔ پس ہم اُس تک پہنچے اور اُسے سلام کیا اور اُس سے پوچھا: تم کس قبیلہ سے ہو؟ اُس نے بتایا: میں بنی اسد سے ہوں۔ ہم نے کہا: ہم بھی

اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم نے اُس سے اُس کا نام پوچھا اور اپنا تعارف بھی کرایا۔ ہم نے اُس سے کوفہ کے تازہ حالات دریافت کیے تو وہ کہنے لگا کہ کوفہ کی تازہ خبر یہ ہے: جب میں کوفہ سے نکلا تو اُس وقت حضرت مسلمؓ اور حضرت ہانیؓ قتل ہو چکے تھے۔ لوگ اُن کے پاؤں سے پکڑ کر کوفہ کے بازار میں اُن کو گھسیٹ رہے تھے۔ اس کے بعد ہم حضرت امام حسین علیہ السلام سے جا ملے۔ ہم اُن کے ساتھ چلتے رہے کہ رات کے وقت مقامِ ثعلبیہ پر پہنچے۔ امام علیہ السلام نے وہاں قیام کیا۔ ہم رات کے وقت اُن کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، سلام کیا۔ آپؑ نے سلام کا جواب دیا۔ ہم نے کہا: ہمارے پاس ایک خبر ہے اگر آپ فرمائیں تو ہم سب کے سامنے بیان کریں ورنہ خلوت میں بیان کریں۔ امام علیہ السلام نے ہم پر ایک نگاہ ڈالی۔ پھر آپؑ نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھ کر فرمایا: میں اپنے اصحاب سے کوئی چیز نہیں چھپاتا۔ تم ظاہر باہر بیان کرو۔ ہم نے وہ خبر وحشت اثر (جو اسدی مرد سے سنی تھی کہ حضرت مسلمؓ اور حضرت ہانیؓ کو شہید کر دیا گیا ہے) آپؑ کی خدمت میں عرض کر دی۔ آپؑ یہ سن کر بہت زیادہ اندوہ ناک ہوئے اور آپؑ نے بار بار کلمۂ استرجاع پڑھا۔ پھر فرمایا: خدایا! مسلمؓ اور ہانیؓ پر رحمت نازل فرما۔ پھر ہم نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! اگر اہلِ کوفہ آپؑ کے مخالف نہ ہو جائیں تو وہ آپؑ کی موافقت بھی نہیں کریں گے۔ لہٰذا التماس ہے کہ آپؑ اس سفر کو ترک کر دیں اور واپس چلے جائیں۔ آپؑ نے اولادِ عقیلؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تم واپس جانے میں مصلحت سمجھتے ہو؟ حضرت مسلمؓ شہید ہو گئے ہیں۔ وہ کہنے لگے: خدا کی قسم! ہم واپس نہیں جائیں گے۔ جب تک اپنے خون کا بدلہ نہ لے لیں۔ یا وہ شربتِ شہادت جو اس غریقِ سعادت نے پیا ہے ہم نہ چکھ لیں۔ پھر آنحضرتؑ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: اُن کے بعد زندگانی

دُنیا میں کوئی خیر و برکت اور مزہ نہیں ہے۔ جب ہم نے جان لیا کہ آپ اپنے ہدف کی طرف لے جانے کا عزم رکھتے ہیں تو عرض کیا: اللہ رب العزت آپؑ کو خیر وخوبی عطا کرے۔ آنحضرتؑ نے ہمارے حق میں دُعا فرمائی۔ پھر آپؑ کے اصحاب کہنے لگے: آپؑ کا ایک اپنا مقام ہے اور حضرت مسلمؑ کا اپنا مقام تھا۔ اگر آپؑ کا کوفہ وُرُود ہوا تو لوگ زیادہ تیزی کے ساتھ آئیں گے۔ حضرت خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا کیونکہ انجام کار آپؑ کو معلوم تھا۔ جب صبح ہوئی تو آپؑ نے اپنے جوانوں سے فرمایا: یہاں سے پانی کثرت کے ساتھ لے لو۔ جب پانی کا خاطرخواہ بندوبست ہوگیا تو یہ کاروانِ نُور چل پڑا اور منزلِ زُبالہ ① میں نزولِ اجلال فرمایا"۔ ②

تاريخ الطبرى عن أبي مخنف عن قدامة بن سعيد بن زائدة بن قدامة الثقفى فِي ذِكرِ مَا جَرى عَلَى مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ وأسرِهِ عَلى يَدِ مُحَمَّدِ بنِ الأشعَثِ: ثُمَّ أقبَلَ [مُسلِمٌ] عَلى مُحَمَّدِ بنِ الأشعَثِ فَقَالَ: يا عَبدَ اللهِ، إنّي أراكَ وَاللهِ سَتَعجِزُ عَن أمَاني، فَهَل عِندَكَ خَيرٌ؛ تَستَطيعُ أن تَبعَثَ مِن عِندِكَ رَجُلًا عَلى لِساني يُبَلِّغُ حُسَينًا فَإنّي لا أراهُ إلّا قَد خَرَجَ إلَيكُمُ اليَومَ مُقبِلًا، أو هُوَ يَخرُجُ غَدًا هُوَ وأهلُ بَيتِهِ، وَإنَّ ما تَرىٰ مِن جَزَعي لِذٰلِكَ فَيَقُولُ: إنَّ ابنَ عَقيلٍ بَعَثَني إلَيكَ، وَهُوَ في أيدِي القَومِ أسيرٌ، لا يَرى أن تَمشِيَ حَتّىٰ تُقتَلَ، وَهُوَ يَقُولُ: إرجِع

① زُبالہ: مشہور جگہ ہے جو کوفہ سے آتے ہوئے مکہ معظمہ کے راستے پر ہے۔ (معجم البلدان: ج ۳، ص ۱۲۹)

② ارشاد: ج ۲، ص ۷۳؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۷؛ بحارالانوار: ج ۴۴، ص ۳۷۲؛ تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۹۷؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی، ج ۱، ص ۲۲۸؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۷؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ص ۵۴۹؛ مقاتل الطالبین: ص ۱۱۱

بِأَهلِ بَيتِكَ، وَلَا يَغُرُّكَ اَهلُ الكُوفَةِ، فَإِنَّهُم اَصحَابُ أَبِيكَ الَّذِي كَانَ يَتَمَنَّى فِرَاقَهُم بِالمَوتِ اَوِ القَتلِ، اِنَّ اَهلَ الكُوفَةِ قَد كَذَّبُوكَ وَ كَذَّبُونِي. وَلَيسَ لِمُكَذَّبٍ رَأيٌ، فَقَالَ ابنُ الأَشعَثِ: وَاللهِ لَأَفعَلَنَّ، وَلَأُعلِمَنَّ ابنَ زِيَادٍ أَنِّي قَد أَمَّنتُكَ.

قَالَ أَبو مِخنَفٍ: فَحَدَّثَنِي جَعفَرُ بنُ حُذَيفَةَ الطَّائِيُّ وَقَد عَرَفَ سَعِيدُ بنُ شَيبَانَ الحَدِيثَ قَالَ: دَعَا مُحَمَّدُ بنُ الأَشعَثِ إِيَاسَ بنَ العَثلِ الطَّائِيَّ مِن بَنِي مَالِكِ بنِ عَمرِو بنِ ثُمَامَةَ وَكَانَ شَاعِراً وَكَانَ لِمُحَمَّدٍ زَوَّاراً.

فَقَالَ لَهُ: اِلقَ حُسَيناً فَأَبلِغهُ هٰذَا الكِتَابَ. وَ كَتَبَ فِيهِ الَّذِي أَمَرَهُ ابنُ عَقِيلٍ، وَقَالَ لَهُ: هٰذَا زَادُكَ وَجَهَازُكَ وَمُتعَةٌ لِعِيَالِكَ. فَقَالَ: مِن أَينَ لِي بِرَاحِلَةٍ، فَإِنَّ رَاحِلَتِي قَد أَنضَيتُهَا؟ قَالَ: هٰذِهِ رَاحِلَةٌ فَاركَبهَا بِرَحلِهَا. ثُمَّ خَرَجَ فَاستَقبَلَهُ بِزُبَالَةَ لِأَربَعِ لَيَالٍ، فَأَخبَرَهُ الخَبَرَ، وَبَلَّغَهُ الرِّسَالَةَ.

فَقَالَ لَهُ حُسَينٌ علیہ السلام: كُلُّ مَا حُمَّ نَازِلٌ، وَعِندَ اللهِ نَحتَسِبُ أَنفُسَنَا وَفَسَادَ أُمَّتِنَا.

"تاریخ طبری میں ابومخنف سے اُس نے قدامہ بن سعید بن زائدہ بن قدامہ ثقفی سے سنا، حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے بندۂ خدا! مجھے معلوم ہے کہ تو مجھے امان تو نہیں دلا سکے گا۔ بھلا اتنا سلوک تو تُو میرے ساتھ کر کہ اپنے کسی آدمی کو میری طرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس بھیج دے۔ وہ آج کل تم لوگوں کے پاس آنے کے لیے روانہ ہونے والے ہیں۔ اہلِ بیتؑ بھی آپؑ کے ساتھ ہیں۔ تم جو میری بے تابی دیکھ رہے ہو وہ محض اسی سبب سے ہے۔ میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ مسلمؑ نے مجھے آپؑ کے پاس بھیجا ہے۔

وہ اس وقت گرفتار ہو چکے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ آپ یہاں آئیں اور قتل کیے جائیں۔ آپؑ اہل بیتؑ کو لے کر پلٹ جائیں، کوفیوں کے دھوکے میں نہ آئیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو چھٹکارا پانے کے لیے آپؑ کے والد کے قتل کی تمنا رکھتے تھے۔ اہل کوفہ نے آپؑ سے بھی جھوٹ بولا اور مجھ سے بھی جھوٹ بولے۔ جھوٹ کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔ ابنِ اشعث نے کہا: واللہ میں ایسا ہی کروں گا اور ابنِ زیاد سے بھی کہہ دوں گا کہ میں تمھیں امان دے چکا ہوں۔ ابومخنف نے کہا: مجھے جعفر بن حذیفہ الطائی نے بیان کیا۔ محمد بن اشعث نے شاعر ایاس بن العثل الطائی جو بنی مالک بن عمرو بن ثمامہ کا فرد تھا، کو بلایا کیونکہ وہ اُس کے پاس بہت زیادہ آتا تھا۔ اُس سے کہا: تم حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس جاؤ اور یہ خط اُن تک پہنچا دو۔ جو باتیں حضرت مسلمؑ نے کہی تھیں وہ اُس نے خط میں لکھ دی تھیں۔ اُس سے کہا: یہ زادِ راہ ہے اور یہ سامانِ سفر ہے۔ یہ تمھارے گھر والوں کا خرچہ ہے اور تم روانہ ہو جاؤ۔ ایاس نے کہا: میرے پاس اُونٹ نہیں ہے، جو اُونٹ تھا وہ از کار رفتہ ہو چکا ہے۔

ابنِ اشعث نے کہا: یہ اُونٹ لو، یہ پالان سمیت موجود ہے۔ ایاس روانہ ہوا اور وہ چار دن کی مدت میں منزلِ زُبالہ پر امام حسین علیہ السلام سے جا ملا اور خط اُن کے حوالے کیا۔ آپؑ نے خط پڑھا اور فرمایا: ''جو مقدر میں ہے وہی ہوگا۔ اپنی جانوں کا تلف ہونے اور قوم کی بُرائی کرنے کے معاملے کو ہم اللہ سبحانہ کے حوالے کرتے ہیں''۔ [1]

الأخبار الطوال: لَمَّا رَحَلَ الحُسَيْنُ علیہ السلام مِن زَرُودَ تَلَقَّاهُ رَجُلٌ مِن بَنِي أَسَدٍ، فَسَأَلَهُ عَنِ الخَبَرِ. فَقَالَ: لَم أَخرُج مِنَ الكُوفَةِ

[1] تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۷۴؛ الکامل فی التاریخ: ج ۲، ۵۳۳؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۱، ص ۲۱۱؛ انساب الاشراف: ج ۲، ص ۳۳۲؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۵۳

حَتّٰى قُتِلَ مُسلِمُ بنُ عَقِيلٍ وَهَانِئُ بنُ عُروَةَ. وَرَأَيتُ الصِّبيَانَ يَجُرُّونَ بِأَرجُلِهِمَا. فَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيهِ رَاجِعُونَ! عِندَ اللّٰهِ نَحتَسِبُ أَنفُسَنَا. فَقَالَ لَهُ: أَنشُدُكَ اللّٰهَ يَابنَ رَسُولِ اللّٰهِ فِي نَفسِكَ، وأَنفُسِ أهلِ بَيتِكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ نَرَاهُم مَعَكَ، إِنصَرِف إِلىٰ مَوضِعِكَ وَدَعِ المَسِيرَ إِلَى الكُوفَةِ. فَوَاللّٰهِ مَا لَكَ بِهَا نَاصِرٌ. فَقَالَ بَنُو عَقِيلٍ وَكَانُوا مَعَهُ: مَا لَنَا فِي العَيشِ بَعدَ أَخِينَا مُسلِمٍ حَاجَةٌ. وَلَسنَا بِرَاجِعِينَ حَتّٰى نَمُوتَ.

فَقَالَ الحُسَينُ علیہ السلام: فَمَا خَيرٌ فِي العَيشِ بَعدَ هٰؤُلَاءِ. وَسَارَ. فَلَمَّا وَافَىٰ زُبَالَةَ وَافَاهُ بِهَا رَسُولُ مُحَمَّدِ بنِ الأَشعَثِ وَعُمَرَ بنِ سَعدٍ بِمَا كَانَ سَأَلَهُ مُسلِمٌ أَن يَكتُبَ بِهِ إِلَيهِ مِن أَمرِهِ، وَخِذلَانِ أهلِ الكُوفَةِ إِيَّاهُ. بَعدَ أَن بَايَعُوهُ. وَقَد كَانَ مُسلِمٌ سَأَلَ مُحَمَّدَ بنَ الأَشعَثِ ذٰلِكَ.

فَلَمَّا قَرَأَ الكِتَابَ استَيقَنَ بِصِحَّةِ الخَبَرِ، وأَفظَعَهُ قَتلُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ وَهَانِئِ بنِ عُروَةَ. ثُمَّ أَخبَرَهُ الرَّسُولُ بِقَتلِ قَيسِ بنِ مُسهِرٍ رَسُولِهِ الَّذِي وَجَّهَهُ مِن بَطنِ الرُّمَّةِ.

وَقَد كَانَ صَحِبَهُ قَومٌ مِن مَنَازِلِ الطَّرِيقِ. فَلَمَّا سَمِعُوا خَبَرَ مُسلِمٍ. وَقَد كَانُوا ظَنُّوا أَنَّهُ يَقدَمُ عَلىٰ أَنصَارٍ وَعَضُدٍ، تَفَرَّقُوا عَنهُ. وَلَم يَبقَ مَعَهُ إِلَّا خَاصَّتُهُ.

"اخبار الطوال میں روایت ہے کہ جب حسینؑ کا کاروان زرود میں پہنچا تو وہاں آپؑ کی ملاقات بنی اسد کے ایک فرد سے ہوئی جو کوفہ سے آ رہا تھا۔ آپؑ نے اُس سے کوفہ کے حالات پوچھے تو اُس نے کہا: جب میں کوفہ سے نکلا تو اُس وقت حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور جناب ہانی بن عروہؓ کو قتل کر دیا گیا تھا۔ میں نے بچوں کو دیکھا جو اُن کے پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ

رہے تھے۔ آپؑ نے کلمۂ استرجاعیہ پڑھا۔
اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ہم پر ڈھائے جانے والے مظالم کا حساب ہوگا۔ اسدی مرد نے آپؑ سے کہا: فرزندِ رسولؐ! میں آپؑ کو اللہ سبحانہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں آپؑ اپنے آپ کو اور اپنے ان اہلِ بیتؑ کو بچائیں جو آپؑ کے ساتھ ہیں۔ آپؑ اس وقت واپس چلے جائیں اور کوفہ کی طرف نہ جائیں۔ واللہ! وہاں آپؑ کا کوئی ناصر و معاون نہیں ہے۔
جب یہ خبر حضرت عقیلؑ بن ابوطالبؑ کی اولاد نے سنی (جو آپؑ کے ہمراہ تھے) تو اُنھوں نے حضرت مسلمؑ کی شہادت کے بعد اب زندگی میں کوئی لذت نہیں رہی۔ ہم واپس جانے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ حضرت مسلمؑ کے پاس پہنچ جائیں۔
حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں، ان سب کے بعد اب زندگی میں کوئی بھلائی نہیں رہی۔ آپؑ جب منزلِ زُبالہ پر پہنچے تو وہاں محمد بن اشعث اور عمر بن سعد کا قاصد پہنچا جس کے بارے میں حضرت مسلمؑ نے کہا تھا کہ امام علیہ السلام کی طرف ان کی طرف سے کوئی آدمی بھیجو جو اُنھیں کوفہ کے حالات کی خبر دے۔
حضرت امام حسین علیہ السلام نے خط پڑھا اور اس خبر کی تصدیق طلب کی۔ ابنِ اشعث کے قاصد نے فوراً حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور حضرت ہانی بن عروہؓ کے قتل کی خبر سنائی۔ ماحول پر دہشت طاری ہوگئی۔ اس کے بعد اُس نے کہا: آپ کے قاصد جناب قیسؓ بن مسہر بھی قتل ہو چکے ہیں۔
راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام کا کاروانِ نور مکہ معظمہ سے چلا تھا تو مختلف منازل سے لوگ اس کاروان میں شامل ہوتے رہے۔ یہاں جب اُنھوں نے ابنِ اشعث کے قاصد سے کوفہ کا حال سنا تو سب

منتشر ہو گئے۔ آپؑ کے پاس صرف خاصۂ خاصان باقی رہ گئے تھے"۔ ①

أَنسَابُ الأَشرَاف: لَقِيَ الحُسَينَ عليه السلام وَمَن مَعَهُ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: بَكرُ بنُ المُعنِقَةِ بنِ رُودٍ، فَأَخبَرَهُم بِمَقتَلِ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ وَهَانِئٍ، وَقَالَ: رَأَيتُهُمَا يُجَرَّانِ بِأَرجُلِهِمَا فِي السُّوقِ. فَطَلَبَ إِلَى الحُسَينِ عليه السلام فِي الانصِرَافِ. فَوَثَبَ بَنُو عَقِيلٍ فَقَالُوا: وَاللهِ لَا نَنصَرِفُ حَتَّى نُدرِكَ ثَأرَنَا، أَو نَذُوقَ مَا ذَاقَ أَخُونَا.

فَقَالَ الحُسَينُ عليه السلام: مَا خَيرٌ فِي العَيشِ بَعدَ هٰؤُلَاءِ. فَعُلِمَ أَنَّهُ قَد عَزَمَ رَأيَهُ عَلَى المَسِيرِ. فَقَالَ لَهُ عَبدُ اللهِ بنُ سُلَيمٍ وَالمَذرِيُّ بنُ الشَّمعَلِ الأَسَدِيَّانِ: خَارَ اللهُ لَكَ. فَقَالَ: رَحِمَكُمَا اللهُ.

"انساب الاشراف میں روایت ہے، کچھ لوگوں نے راستے میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے ملاقات کی۔ ان میں سے ایک آدمی تھا جس کا نام بکیر بن المعنقہ بن رود تھا۔ اُس نے امام علیہ السلام کے کاروان کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور حضرت ہانیؒ کے قتل کی خبر دی۔ اُس نے کہا: میں کوفہ میں تھا کہ انھیں کوفہ کے بازار میں گھسیٹا جارہا تھا۔ اُس نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ واپس چلے جائیں۔ حضرت عقیلؑ کی اولاد نے کہا: واللہ! ہم قطعاً واپس نہیں جائیں گے، ہم اپنے خون کا بدلہ لیں گے یا پھر اس موت کا ذائقہ چکھیں گے جو ہمارا بھائی چکھ چکا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی باقی نہیں رہی۔ امام علیہ السلام کے قافلہ میں شامل ہر آدمی کو یقین ہوگیا کہ آپؑ ہر صورت کوفہ جائیں گے۔ عبداللہ بن سلیم اسدی اور المدری بن الشمعل اسدی نے آپؑ سے کہا: اللہ رب العزت آپؑ کو خیریت سے رکھے۔

---

① اخبار الطوال: ص ۲۴۷؛ بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب: ج ۶، ص ۲۶۱۱؛ المحن: ص ۱۳۶؛ امامت والسیاست: ج ۲، ص ۱۱

آپؑ نے فرمایا: اللہ سبحانہ تم دونوں پر رحم فرمائے"۔ (1)

الفتوح: بَلَغَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عليه السلام بِأَنَّ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ قَدْ قُتِلَ وَذٰلِكَ اَنَّهُ قَدِمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْكُوفَةِ. فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْنُ عليه السلام: مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ؟

فَقَالَ: مِنَ الْكُوفَةِ. وَمَا خَرَجْتُ مِنْهَا حَتّٰى نَظَرْتُ مُسْلِمَ بْنَ عَقِيلٍ وهَانِيَ بْنَ عُرْوَةَ الْمَذْحِجِيَّ رَحِمَهُمَا اللهُ قَتِيلَيْنِ مَصْلُوبَيْنِ مُنَكَّسَيْنِ فِي سُوقِ الْقَصَّابِيْنَ. وَقَدْ وُجِّهَ بِرَأْسَيْهِمَا اِلٰى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ. قَالَ: فَاسْتَعْبَرَ الْحُسَيْنُ عليه السلام بَاكِيًا. ثُمَّ قَالَ: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

"الفتوح میں روایت ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ کی شہادت کی خبر ملی تو اُس وقت ایک آدمی کوفہ سے آرہا تھا۔ آپؑ نے اُس سے پوچھا: وہ کہاں سے آرہا ہے؟ اُس نے کہا: میں کوفہ سے آرہا ہوں۔ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور حضرت ہانیؓ بن عروہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ ان کے لاشے قصابوں کے بازار میں پھانسی پر چڑھا دیے گئے ہیں اور اُن کے سر یزید کی طرف بھیج دیے گئے ہیں۔

یہ سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام رونے لگے۔ پھر آپؑ نے کلمہ استرجاعیہ پڑھا"۔ (2)

الطبقات الكبرى (الطبقة الخامسة من الصحابة): وَبَلَغَ الْحُسَيْنَ عليه السلام قَتْلُ مُسْلِمٍ وَهَانِئٍ ... فَقَالَتْ بَنو عَقِيلٍ لِحُسَيْنٍ عليه السلام: لَيْسَ هٰذَا بِحِيْنِ رُجُوعٍ. وحَرَّضُوهُ عَلَى الْمُضِيِّ.

فَقَالَ حُسَيْنٌ عليه السلام لِأَصْحَابِهِ: قَدْ تَرَوْنَ مَا يَأْتِينَا. وَمَا أَرَى

---

(1) انساب الاشراف: ج۳، ص۳۷۹

(2) الفتوح: ج۵، ص۶۴؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج۱، ص۲۱۵

الْقَوْمُ إِلَّا سَيَخْذُلُونَنَا؛ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَلْيَرْجِعْ.

فَانْصَرَفَ عَنْهُ مَنْ صَارُوا إِلَيْهِ فِي طَرِيقِهِ، وَبَقِيَ فِي أَصْحَابِهِ الَّذِينَ خَرَجُوا مَعَهُ مِنْ مَكَّةَ، وَنُفَيْرٍ قَلِيلٍ مِنْ صَحِبَهُ فِي الطَّرِيقِ، فَكَانَتْ خَيْلُهُمُ اثْنَيْنِ وَثَلَاثِينَ فَرَسًا.

"طبقات الکبریٰ میں روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس حضرت مسلمؑ اور حضرت ہانیؓ کے قتل کی خبر پہنچی تو حضرت عقیلؑ کی اولاد نے امام علیہ السلام سے کہا: اب واپسی نہیں ہو سکتی۔ اُنھوں نے کوفہ جانے کا تقاضا کیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم لوگوں نے دیکھ لیا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ قوم نے ہمیں تن تنہا چھوڑ دیا ہے۔ اب جو ہمارا ساتھ دینا چاہتا ہے وہ ہمارے ساتھ چلے اور جو واپس جانا چاہتا ہے وہ جا سکتا ہے۔

جو لوگ راستے میں امام علیہ السلام کے ساتھ روانہ سفر ہوئے تھے وہ متفرق ہو گئے۔ آپؑ کے ساتھ صرف وہ لوگ باقی رہ گئے جو آپؑ کے ساتھ مکہ معظمہ سے چلے تھے۔ اس وقت امام علیہ السلام کے کاررواں میں صرف ۳۲ گھڑسوار رہ گئے تھے"۔ ①

تاريخ اليعقوبي: سَارَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام يُرِيدُ الْعِرَاقَ، فَلَمَّا بَلَغَ الْقُطْقُطَانَةَ أَتَاهُ الْخَبَرُ بِقَتْلِ مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ.

"تاریخ یعقوبی میں روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف روانہ تھے جب قطقطانہ پہنچے تو وہاں آپؑ کو حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر ملی"۔ (تاریخ یعقوبی: ج ۲، ص ۲۴۳)

---

① طبقات الکبریٰ: ج ۱، ص ۴۶۳؛ تاریخ اسلام ذہبی: ج ۵، ص ۱۱؛ سیر اعلام النبلاء: ج ۳، ص ۳۰۰

الملهوف: سَارَ الحُسَينُ علیہ السلام حَتّٰى بَلَغَ زُبَالَةَ . فَأَتَاهُ فِيهَا خَبَرُ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، فَعَرَفَ بِذٰلِكَ جَمَاعَةٌ مِمَّن تَبِعَهُ. فَتَفَرَّقَ عَنهُ أَهلُ الأَطمَاعِ وَالإِرتِيَابِ، وَبَقِيَ مَعَهُ أَهلُهُ وَخِيَارُ الأَصحَابِ.

قَالَ الرَّاوِي: وَارتَجَّ المَوضِعُ بِالبُكَاءِ وَالعَوِيلِ لِقَتلِ مُسلِمِ بنِ عَقِيلٍ، وَسَالَتِ الدُّمُوعُ عَلَيهِ كُلَّ مَسِيلٍ.

ثُمَّ إِنَّ الحُسَينَ علیہ السلام سَارَ قَاصِداً لِمَا دَعَاهُ اللهُ إِلَيهِ. فَلَقِيَهُ الفَرَزدَقُ فَسَلَّمَ عَلَيهِ وَقَالَ: يَابنَ رَسُولِ اللهِ. كَيفَ تَركَنُ إِلَى أَهلِ الكُوفَةِ. وَهُمُ الَّذِينَ قَتَلُوا ابنَ عَمِّكَ مُسلِمَ بنَ عَقِيلٍ وشيعَتَهُ؛ قَالَ: فَاستَعبَرَ الحُسَينُ علیہ السلام بَاكِياً. ثُمَّ قَالَ: رَحِمَ اللهُ مُسلِماً! فَلَقَد صَارَ إِلَى رَوحِ اللهِ وَرَيحَانِهِ، وَتَحِيَّتِهِ وَرِضوَانِهِ. أَمَا إِنَّهُ قَد قَضٰى مَا عَلَيهِ وَبَقِيَ مَا عَلَينَا. ثُمَّ أَنشَأَ يَقُولُ:

فَإِن تَكُنِ الدُّنيَا تُعَدُّ نَفِيسَةً ... فَإِنَّ ثَوَابَ اللهِ أَعلَى وَأَنبَلُ
وَإِن تَكُنِ الأَبدَانُ لِلمَوتِ أُنشِئَت ... فَقَتلُ امرِءٍ بِالسَّيفِ فِي اللهِ أَفضَلُ
وَإِن تَكُنِ الأَرزَاقُ قِسماً مُقَدَّراً ... فَقِلَّةُ حِرصِ المَرءِ فِي السَّعيِ أَجمَلُ
وَإِن تَكُنِ الأَموَالُ لِلتَّركِ جَمعُهَا ... فَمَا بَالُ مَترُوكٍ بِهِ المَرءُ يَبخَلُ

"الملہوف میں روایت ہے کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام منزلِ زُبالہ پر پہنچے تو وہاں آپؑ کو حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر ملی۔ آپؑ کے قافلے میں اس خبر نے جب شہرت پکڑی تو وہ لوگ جو اپنی مادی اغراض کے پیش نظر آپؑ کے ساتھ ہوئے تھے وہ متفرق ہو گئے۔ آپؑ کے ساتھ صرف خالص اور مخلص لوگ باقی رہ گئے تھے۔

راوی کہتا ہے: حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر نے کاروانِ نور میں کہرام برپا کر دیا تھا۔ آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ اس کے

باوجود امام علیہ السلام نے اپنا سفر جاری رکھا۔ آپؑ کی راستے میں فرزدق [1] سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے آپؑ سے کہا: فرزند رسولؐ! آپؑ کوفہ کی طرف کیوں جا رہے ہیں؟ ان لوگوں نے آپؑ کے چچازاد بھائی حضرت مسلمؑ اور اُن کے شیعوں کو قتل کر دیا ہے۔

یہ سن کر امام علیہ السلام رونے لگے اور آپؑ نے فرمایا: اللہ مسلمؑ پر اپنی رحمت نازل کرے، وہ اللہ کے روح و رضوان و ریحان کی طرف چلے گئے ہیں۔ اُنھوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ ہم نے اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔ پھر آپؑ نے یہ اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے:

"اگرچہ دُنیاوی زندگی نہایت نفیس و شیریں ہے لیکن وہ نعمات جو اللہ نے اپنے بندے کے لیے جنت میں رکھ دیے ہیں وہ اَرفع و اعلیٰ ہیں۔ اگر ہمارے یہ اَبدان موت کے لیے ہی پیدا کیے گئے ہیں تو اللہ کے راستے میں مرد کا قتل ہو جانا بہتر و برتر ہے۔

اگر رزق و ارزاق کی تقسیم ہو چکی ہے تو پھر اس کے حصول میں مرد کا حریص نہ ہونا نہایت ہی خوبصورت ہے۔ آدمی مال جمع کرتا ہے۔ اُس نے ایک دن اِسے چھوڑنا ہے تو اس متروک مال میں بخل کرنا کتنا برا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ وہ خود بھی کھائے اور اللہ کے راستے میں خرچ بھی کرے"۔ [2]

مروج الذهب: فَلَمَّا بَلَغَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام الْقَادِسِيَّةَ، لَقِيَهُ الْحُرُّ بْنُ يَزِيدَ التَّمِيمِيُّ، فَقَالَ لَهُ: أَيْنَ تُرِيدُ يَابْنَ رَسُولِ اللهِ؟ قَالَ: أُرِيدُ هٰذَا الْمِصْرَ، فَعَرَّفَهُ بِقَتْلِ مُسْلِمٍ، وَمَا كَانَ مِنْ خَبَرِهِ.

---

[1] مشہور یہ ہے کہ فرزدق کی ملاقات امام علیہ السلام سے اس مقام پر نہیں ہوئی تھی۔ اس نے ملاقات صرف ایک دفعہ کی تھی جو مکہ معظمہ کے قریب ہوئی تھی۔

[2] اللہوف: ص ۱۳۲؛ کشف الغمہ: ج ۲، ص ۲۳۹؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۷۴؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج ۱، ص ۲۲۳؛ مطالب السؤول: ص ۷۳؛ مثیر الاحزان: ص ۴۵

"مروج الذہب میں روایت ہے: جب حضرت امام حسین علیہ السلام مقامِ قادسایہ پر پہنچے تو وہاں پر آپؑ کی ملاقات حُر بن یزید تمیمی سے ہوئی۔ اُس نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کوفہ جانے کا ارادہ ہے۔ اُس نے آپؑ کو حضرت مسلمؑ کے قتل کی خبر دی"۔ (مروج الذہب)

چند ضروری باتیں

گذشتہ روایات سے معلوم ہوا کہ کوفہ کے حوادث کا امام علیہ السلام کو مقامِ زُرود یا ثعلبیہ میں علم ہو گیا تھا۔ اس وقت آپؑ کے پاس کوفہ سے وہ قاصد نہیں پہنچا تھا جسے ابنِ اشعث وغیرہ نے بھیجا تھا لیکن امام علیہ السلام نے اپنا سفر کوفہ کی طرف جاری رکھا۔

حضرت عبداللہ بن یقطرؓ کی شہادت کی خبر

تاریخ الطبری عن بکر بن مصعب المزنی: كَانَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام لَا يَمُرُّ بِأَهْلِ مَاءٍ إِلَّا اتَّبَعُوهُ، حَتَّى إِذَا انْتَهَى إِلَى زُبَالَةَ، سَقَطَ إِلَيْهِ مَقْتَلُ أَخِيهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ، مَقْتَلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُقْطُرٍ، وَكَانَ سَرَّحَهُ إِلَى مُسْلِمِ بْنِ عَقِيلٍ مِنَ الطَّرِيقِ، وَهُوَ لَا يَدْرِي أَنَّهُ قَدْ أُصِيبَ ... قَالَ هشام: ... فَأَتَى ذٰلِكَ الْخَبَرُ حُسَيْنًا علیہ السلام وَهُوَ بِزُبَالَةَ، فَأَخْرَجَ لِلنَّاسِ كِتَابًا، فَقَرَأَ عَلَيْهِم:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ قَدْ أَتَانَا خَبَرٌ فَظِيعٌ؛ قُتِلَ مُسْلِمُ بْنُ عَقِيلٍ وَهَانِئُ بْنُ عُرْوَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ يُقْطُرٍ، وَقَدْ خَذَلَتْنَا شِيعَتُنَا؛ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمُ الِانْصِرَافَ فَلْيَنْصَرِفْ، لَيْسَ عَلَيْهِ مِنَّا ذِمَامٌ.

قَالَ: فَتَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ تَفَرُّقًا فَأَخَذُوا يَمِينًا وَشِمَالًا، حَتَّى بَقِيَ فِي أَصْحَابِهِ الَّذِينَ جَاؤُوا مَعَهُ مِنَ الْمَدِينَةِ، وَإِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ

لِأَنَّهُ ظَنَّ اَنَّمَا اتَّبَعَهُ الأَعرابُ، لِأَنَّهُم ظَنُّوا اَنَّهُ يَأتِي بَلَداً قَدِ اسْتَقَامَت لَهُ طَاعَةُ اَهلِهِ. فَكَرِهَ أَن يَسِيرُوا مَعَهُ اِلَّا وَهُم يَعلَمُونَ عَلامَ يَقدَمُونَ. وَقَد عَلِمَ اَنَّهُم اِذَا بَيَّنَ لَهُم لَم يَصحَبهُ اِلَّا مَن يُرِيدُ مُوَاسَاتَهُ. وَالمَوتَ مَعَهُ.

"تاریخ طبری میں بکر بن مصعب المزنی سے روایت ہے، حضرت امام حسین علیہ السلام راستے میں جہاں سے پانی لیتے تھے وہاں کے لوگ آپؑ کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ آپؑ جب منزلِ زُبالہ پر پہنچے تو وہیں آپؑ کو اپنے برادرِ رضاعی حضرت عبداللہ بن یقطرؓ کی شہادت کی خبر ملی۔ آپؑ نے اُنھیں راستے میں حضرت مسلمؑ کے پاس بھیجا تھا کیونکہ ابھی تک آپ کو حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر نہیں ملی تھی۔

ہشام کا بیان ہے کہ آپؑ کو یہ خبر منزلِ زُبالہ پر ملی۔ آپؑ نے ایک تحریر نکالی اور اُسے اپنے ساتھیوں کے سامنے پڑھا۔ آپؑ نے فرمایا: امابعد! ہمیں ایک دردناک خبر ملی ہے۔ حضرت مسلمؑ، حضرت ہانیؓ بن عروہؓ اور حضرت عبداللہ بن یقطرؓ شہید کر دیے گئے ہیں۔ اس لیے جو واپس جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے۔ ہماری طرف سے اُسے اجازت ہے۔

راوی کہتا ہے: لوگ متفرق ہونے لگے۔ کوئی داہنی جانب چلا، کوئی بائیں طرف چلا۔ آخر نوبت بہ ایں جارسید کہ جو لوگ مدینہ سے آپؑ کے ساتھ چلے تھے بس وہی رہ گئے۔ آپؑ نے یہ انداز اس لیے اختیار کیا کہ یہ اعرابی جو ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ امام حسینؑ کسی ایسے شہر کی طرف جا رہے ہیں جہاں سب لوگ اُن کی اطاعت پر آمادہ ہیں۔ آپؑ نے ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے جانا مناسب نہ سمجھا جب تک انھیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ آپؑ کو یقین تھا کہ جب لوگوں کے سامنے حقیقت آجائے گی تو پھر وہی ساتھ دیں گے جو

شہادت کی موت کو قبول کرنے والے ہوں گے"۔ [1]

الإرشاد: فسارَ [الحُسَينُ علیہ السلام] حَتّى انتَهى إلى زُبالَةَ فَأَتاهُ خَبَرُ عَبدِ اللهِ بنِ يَقطُرَ، فَأَخرَجَ إلَى النّاسِ كِتاباً فَقَرَأَهُ عَلَيهِم:

بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحيمِ، أمّا بَعدُ، فَإِنَّهُ قَد أتانا خَبَرٌ فَظيعٌ؛ قَتلُ مُسلِمِ بنِ عَقيلٍ، وهانِئِ بنِ عُروَةَ، وعَبدِ اللهِ بنِ يَقطُرَ، وقَد خَذَلَنا شيعَتُنا، فَمَن أحَبَّ مِنكُمُ الانصِرافَ فَليَنصَرِف غَيرَ حَرَجٍ، لَيسَ عَلَيهِ ذِمامٌ.

فَتَفَرَّقَ النّاسُ عَنهُ وأخَذوا يَميناً وشِمالاً، حَتّى بَقِيَ في أصحابِهِ الَّذينَ جاؤوا مَعَهُ مِنَ المَدينَةِ، ونَفَرٍ يَسيرٍ مِمَّنِ انضَوَوا إلَيهِ، وإنَّما فَعَلَ ذلِكَ لِأَنَّهُ علیہ السلام عَلِمَ أنَّ الأَعرابَ الَّذينَ اتَّبَعوهُ، إنَّمَا اتَّبَعوهُ وهُم يَظُنّونَ أنَّهُ يَأتي بَلَداً قَدِ استَقامَت لَهُ طاعَةُ أهلِهِ، فَكَرِهَ أن يَسيروا مَعَهُ إلّا وهُم يَعلَمونَ عَلى ما يَقدَمونَ.

"ارشاد میں روایت ہے، فرزند رسولؐ حضرت امام حسین علیہ السلام جب منزلِ زُبالہ پر پہنچے تو وہیں آپؑ کو حضرت عبداللہ بن یقطرؓ کی شہادت کی اطلاع ملی۔ آپؑ نے لوگوں کے سامنے ایک تحریر نکال کر پڑھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد! ہمیں ایک تڑپا دینے والی دردناک خبر موصول ہوئی ہے کہ حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور حضرت ہانیؓ اور عبداللہ بن یقطرؓ قتل کر دیے گئے ہیں۔ ہمارے چاہنے والوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے، جو واپس جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے۔ اُس پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ وہ آزاد ہے اور جا سکتا ہے۔

یہ سن کر لوگ متفرق ہونے لگے۔ کوئی داہنی جانب سے اُٹھا اور کوئی بائیں

---

[1] تاریخ طبری: ج ۵، ص ۳۹۸؛ انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۹؛ الکامل فی التاریخ: ج، ص ۵۳۹؛ مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۲۹؛ البدایۃ والنہایۃ: ج ۸، ص ۱۶۹

جانب سے۔ آپؑ کے پاس وہی لوگ باقی بچ گئے جو آپؑ کے ساتھ مدینہ سے چلے تھے۔ آپؑ نے ایسا اس لیے کیا تا کہ اپنے ساتھ چلنے والوں پر حقیقت واضح ہو جائے۔ آپ کو معلوم تھا کہ جو عربی اُن کے ساتھ چل رہے ہیں وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ عنقریب وہ علاقہ آنے والا ہے جہاں کثرت کے ساتھ ناصر و معاون موجود ہیں اور فتح وظفر منتظر ہے، اس لیے آپؑ نے واضح کر دیا کہ اُن کے ساتھ وہ لوگ چلیں جو مخلص ہوں۔ جب وقت آئے تو ساتھ دینے والے ہوں، بھاگنے والے نہ ہوں"۔ ①

مقتل الحسین علیہ السلام للخوارزمی: سَارَ الْحُسَيْنُ علیہ السلام حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى زُبَالَةَ ، فَوَرَدَ عَلَيْهِ هُنَاكَ مَقْتَلُ أَخِيْهِ مِنَ الرَّضَاعَةِ عَبْدِاللهِ بْنِ يَقْطُرَ . وَكَانَ قَدْ تَبِعَ الْحُسَيْنَ علیہ السلام خَلْقٌ كَثِيْرٌ مِنَ الْمِيَاهِ الَّتِي يَمُرُّ بِهَا ، لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَظُنُّوْنَ اسْتِقَامَةَ الْأُمُوْرِ لَهُ علیہ السلام. فَلَمَّا صَارَ بِزُبَالَةَ قَامَ فِيْهِمْ خَطِيْبًا فَقَالَ:

أَلَا إِنَّ أَهْلَ الْكُوْفَةِ وَثَبُوْا عَلٰى مُسْلِمِ بْنِ عَقِيْلٍ وَهَانِيْ بْنِ عُرْوَةَ فَقَتَلُوْهُمَا ، وَقَتَلُوْا أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ . فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَنْصَرِفَ فَلْيَنْصَرِفْ مِنْ غَيْرِ حَرَجٍ ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ مِنَّا ذِمَامٌ. فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَأَخَذُوْا يَمِيْنًا وَشِمَالًا ، حَتّٰى بَقِيَ فِيْ أَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ جَاؤُوْا مَعَهُ مِنْ مَكَّةَ ، وَإِنَّمَا أَرَادَ أَلَّا يَصْحَبَهُ إِنْسَانٌ إِلَّا عَلٰى بَصِيْرَةٍ.

"مقتل الحسین" خوارزمی میں روایت ہے، جب فرزند علیؑ و بتولؑ حضرت امام حسین علیہ السلام منزلِ زبالہ پر پہنچے تو وہیں آپؑ کو اپنے رضاعی برادر حضرت عبداللہ بن یقطرؓ کی شہادت کی خبر ملی۔ اُس وقت آپؑ کے ہمراہ

① ارشاد: ج ۲، ص ۷۵؛ روضۃ الواعظین: ص ۱۹۲؛ اعلام الوریٰ: ج ۱، ص ۴۴۷؛ بحار الانوار: ج ۴۴، ص ۳۷۴

کثرت کے ساتھ لوگ تھے۔ کیونکہ جب آپؑ کسی پانی کے گھاٹ سے گزرتے تو وہاں کے لوگ آپؑ کے ساتھ چل پڑتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ امام علیہ السلام کو حکومت ملنے والی ہے۔ آگے اُن کے معاون و ناصر کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ آپؑ نے زُبالہ پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے خطاب کیا:

"اہلِ کوفہ نے حضرت مسلمؑ بن عقیلؑ اور حضرت ہانی بن عروہؓ کو قتل کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں میرے رضاعی بھائی کو بھی قتل کر دیا ہے۔ تم میں سے جو واپس جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے۔ وہ آزاد ہے وہ جا سکتا ہے۔ ہماری طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے"۔

یہ سن کر لوگ متفرق ہونے لگے۔ کوئی بائیں جانب سے اُٹھا اور کوئی دائیں جانب سے۔ آخرکار آپؑ کے ہمراہ وہی لوگ رہ گئے تھے جو آپؑ کے سات مکہ معظمہ سے چلے تھے۔ آپؑ نے وضاحت اس لیے فرمائی کہ وہ آدمی اُن کے ساتھ چلے جو حقیقت سے آگاہ ہو"۔ (1)

الفتوح: فَبَينَا عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ مِن هٰؤُلَاءِ القَومِ فِي مُحَاوَرَةٍ إِذ دَخَلَ عَلَيهِ رَجُلٌ مِن أَصحَابِهِ يُقَالُ لَهُ عَبدُ اللهِ بنُ يَربُوعٍ التَّمِيمِيُّ، فَقَالَ: أَصلَحَ اللهُ الأَمِيرَ. هَاهُنَا خَبَرٌ. فَقَالَ لَهُ ابنُ زِيَادٍ: وَمَا ذَاكَ؛ قَالَ: كُنتُ خَارِجَ الكُوفَةِ أَجُولُ عَلَى فَرَسِي وَأُقَلِّبُهُ؛ إِذ نَظَرتُ إِلَى رَجُلٍ قَد خَرَجَ مِنَ الكُوفَةِ مُسرِعًا يُرِيدُ البَادِيَةَ. فَأَنكَرتُهُ. ثُمَّ لَحِقتُهُ وَسَأَلتُهُ عَن حَالِهِ وَأَمرِهِ. فَذَكَرَ أَنَّهُ مِن أَهلِ المَدِينَةِ: ثُمَّ نَزَلتُ عَن فَرَسِي فَفَتَّشتُهُ فَأَصَبتُ مَعَهُ هٰذَا الكِتَابَ. قَالَ: فَأَخَذَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ الكِتَابَ فَفَضَّهُ وَقَرَأَهُ. وَإِذَا فِيهِ مَكتُوبٌ:

---

(1) مقتل الحسین خوارزمی: ج ۱، ص ۲۲۹

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِيمِ. لِلحُسَينِ بنِ عَلِيٍّ. أَمَّا بَعدُ. فَإِنِّي أُخبِرُكَ أَنَّهُ قَد بَايَعَكَ مِن أَهلِ الكُوفَةِ نَيِّفٌ وَعِشرُونَ أَلفًا. فَإِذَا بَلَغَكَ كِتَابِي هٰذَا. فَالعَجَلَ العَجَلَ. فَإِنَّ النَّاسَ كُلَّهُم مَعَكَ، وَلَيسَ لَهُم فِي يَزِيدَ بنِ مُعَاوِيَةَ رَأيٌ وَلَا هَوًى. وَالسَّلَامُ.
قَالَ: فَقَالَ ابنُ زِيَادٍ: أَينَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي أَصَبتَ مَعَهُ هٰذَا الكِتَابَ؟ قَالَ: بِالبَابِ. فَقَالَ: إِيتُونِي بِهِ. فَلَمَّا دَخَلَ وَوَقَفَ بَينَ يَدَيِ ابنِ زِيَادٍ. فَقَالَ لَهُ: مَن أَنتَ. قَالَ: أَنَا مَولًى لِبَنِي هَاشِمٍ. قَالَ: فَمَا اسمُكَ. قَالَ: اِسمِي عَبدُ اللهِ بنُ يَقطِينَ. قَالَ: مَن دَفَعَ إِلَيكَ هٰذَا الكِتَابَ؟ قَالَ: دَفَعَهُ إِلَيَّ امرَأَةٌ لَا أَعرِفُهَا.
قَالَ: فَضَحِكَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ وَقَالَ: أَخبِرنِي وَاحِدَةً مِن ثِنتَينِ: إِمَّا أَن تُخبِرَنِي مَن دَفَعَ إِلَيكَ هٰذَا الكِتَابَ. فَتَنجُوَ مِن يَدِي، وَإِمَّا أَن تُقتَلَ.
فَقَالَ: أَمَّا الكِتَابُ فَإِنِّي لَا أُخبِرُكَ مَن دَفَعَهُ إِلَيَّ. وَأَمَّا القَتلُ فَإِنِّي لَا أَكرَهُهُ. فَإِنِّي لَا أَعلَمُ قَتِيلًا عِندَ اللهِ أَعظَمَ مِمَّن يَقتُلُهُ مِثلُكَ. قَالَ: فَأَمَرَ عُبَيدُ اللهِ بنُ زِيَادٍ بِضَربِ عُنُقِهِ. فَضُرِبَت رَقَبَتُهُ صَبرًا.

"الفتوح میں روایت ہے، راوی کا بیان ہے کہ ہم ابنِ زیاد کے دربار میں اُس سے محوِ گفتگو تھے کہ ایک آدمی داخل ہوا جس کا نام عبداللہ بن یربوع تمیمی تھا۔ اُس نے کہا: خدا امیر کا بھلا کرے۔ ایک اہم خبر ہے۔ ابنِ زیاد نے کہا: وہ کیا ہے؟ اُس نے کہا: وہ کوفہ سے باہر اپنے گھوڑے پر سوار تھا، اُسے اِدھر اُدھر دوڑا رہا تھا کہ میری نظر ایک سوار پر پڑی جو کوفہ سے نکلا اور بڑی تیز رفتاری کے ساتھ جا رہا تھا۔ میں نے اپنا گھوڑا اُس کے پیچھے دوڑایا اور اُسے جا لیا اور اُس سے حال پوچھا تو اُس نے کہا کہ وہ کوفہ کا

باشندہ ہے اور کسی کام کی غرض سے باہر جارہا ہے۔ میں فوراً اپنے گھوڑے سے نیچے آیا اور اُس کی تلاشی لی تو اُس سے ایک خط برآمد ہوا۔ ابنِ زیاد نے وہ خط کھولا جس کی تحریر کچھ اس طرح تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط حسینؑ بن علیؑ کی طرف ہے۔ امابعد! میں آپؑ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ساڑھے انیس ہزار افراد نے آپؑ کی بیعت کرلی ہے۔ جب آپؑ کو میرا یہ خط ملے تو جتنا جلدی ہو سکے اِدھر تشریف لائیں۔ تمام لوگ آپؑ کے ناصر و معاون ہیں۔ اِدھر تمام لوگ یزید اور آلِ یزید سے متنفر ہیں''۔ والسلام!

ابنِ زیاد نے کہا: وہ آدمی کہاں ہے جس سے تم نے یہ خط لیا ہے؟ اُس نے کہا: وہ دروازے پر ہے۔ اُس نے کہا: اُسے لایا جائے۔ جب عبداللہؓ بن یقطر کو لایا گیا تو ابنِ زیاد نے کہا: تم کون ہو؟ کہا: میں بنوہاشم کا طرف دار ہوں۔ اُس نے کہا: تیرا نام کیا ہے؟ کہا: عبداللہ بن یقطین۔ اُس نے کہا: کس نے تجھے یہ خط دیا ہے؟ کہا: کوفہ کی کسی خاتون نے دیا ہے جسے میں نہیں جانتا ہوں۔ یہ سن کر ابنِ زیاد ہنسا اور کہا: دو باتوں میں سے ایک بات چُن لو۔ جس نے تمھیں یہ خط دیا ہے اُس کا نام بتاؤ یا پھر قتل ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

جناب عبداللہ بن یقطرؓ نے کہا: میں خط دینے والے کا نام نہیں بتا سکتا جہاں تک قتل کی بات ہے وہ منظور ہے۔ تجھ جیسے فاسق کے ہاتھوں قتل ہونا اللہ کے نزدیک بہت بڑا اعزاز ہے۔ راوی کہتا ہے: ابنِ زیاد نے اُن کے قتل کا حکم صادر کیا۔ جناب عبداللہ بن یقطرؓ کو باندھ کر قتل کر دیا گیا''۔ ①

① الفتوح: ج۵، ص ۴۳؛ مقتل الحسینؑ خوارزمی: ج۱، ص ۲۰۳

أنساب الأشراف: لَمَّا بَلَغَ الحُسَيْنَ علیہ السلام قَتلُ ابنِ يَقطُرَ خَطَبَ فَقَالَ: أيُّهَا النَّاسُ! قَد خَذَلَتنا شِيعَتُنَا. وَقُتِلَ مُسلِمٌ وَهَانِئٌ وَقَيسُ بنُ مُسهِرٍ، وَ[ابنُ] يَقطُرَ، فَمَن أَرادَ مِنكُمُ الانصِرَافَ. فَليَنصَرِف. فَتَفَرَّقَ النَّاسُ الَّذِينَ صَحِبُوهُ أَيدِي سَبا. فَأَخَذُوا يَمِيناً وَشِمالاً، حَتَّى بَقِيَ فِي أَصحَابِهِ الَّذِينَ جَاؤُوا مَعَهُ مِنَ الحِجازِ.

"انساب الاشراف میں روایت ہے، جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس حضرت عبداللہ بن یقطرؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے خطاب کیا:

اے لوگو! کوفیوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ حضرت مسلمؓ، حضرت ہانیؓ، حضرت قیس بن مسہرؓ اور حضرت ابنِ یقطرؓ قتل کر دیئے گئے ہیں، جو واپس جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے۔ بہت سے لوگ اُٹھے اور دائیں بائیں چلے گئے۔ آپؑ کے پاس صرف وہ لوگ رہ گئے تھے جو آپؑ کے ساتھ حجاز سے چلے تھے"۔ [1]

امامؑ کے قاصدوں کی شہادت پر تبصرہ

تاریخی مصادر کے مطالعہ کا حاصل یہ ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے تین قاصدوں نے ابنِ زیاد کے ہاتھوں شہادت کا جام نوش کیا۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

① جناب ابورزین سلیمانؓ

حضرت سلیمانؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کے خادم تھے۔ یہ نہضتِ حسینیہؑ کے پہلے شہید ہیں۔ حسینی انقلاب کے اوّلین شہید کا اعزاز ان کا مقدر ٹھہرا۔ حضرت سلیمانؓ عیون و اشراف کے پاس امامؑ کا خط لے کر گئے تھے۔ اس راز کی مخبری منذر بن الجارود نے کی تھی۔ وہ ابنِ زیاد کے پاس اُس رات یہ خبر لے کر پہنچا تھا کہ جس کی صبح اُسے کوفہ کی طرف روانہ ہونا تھا۔ ابنِ زیاد

① انساب الاشراف: ج ۳، ص ۳۷۹

نے حضرت سلیمانؓ کو قتل کرادیا تھا۔ ①

② جناب عبداللہ بن یقطرؓ

بعض روایات میں ہے کہ یہ امام علیہ السلام کا خط حضرت مسلمؑ کی طرف لے جارہے تھے کہ راستے میں گرفتار ہوئے اور شہید کردیئے گئے۔ لیکن بعض دوسری روایات میں ہے کہ یہ حضرت مسلمؑ کا خط امام علیہ السلام کی طرف لے جارہے تھے۔ بعض مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ میدانِ کربلا میں شہید ہوگئے تھے۔

③ جناب قیس بن مسہرؓ

جناب قیسؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کے دفترِ امامت کے ایک مستقل قاصد تھے۔ اکثر و بیشتر آپؓ امام علیہ السلام کے خط مطلوبہ اشخاص تک پہنچاتے تھے۔ انقلابِ حسینیؑ کے نقطۂ آغاز سے ان کا کام شروع ہوگیا تھا۔ متعدد مرتبہ امام علیہ السلام کا خط اہلِ کوفہ کے پاس لے گئے اور پھر اہلِ کوفہ کے خطوط امام علیہ السلام کے پاس لائے۔

① بعض روایات کے مطابق امام علیہ السلام کے غلام حضرت سلیمانؓ کربلا میں شہید ہوئے تھے۔

